خیروشر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی ایک اثر انگیز داستان

تارِ عنکبوت





انوار صدیقی

1


خیروشر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی ایک اثرانگیز داستان

خیر و شر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی
ایک اثر انگیز داستان

(اول)

تارِ عنکبوت

انور صدیقی

اسٹاکسٹ :-
مکتبہ القریش سرکلر روڈ
اُردو بازار، لاھور۔ ۲

باراوّل	:	2002ء
ناشر	:	محمد علی قریشی
مطبع	:	نیر اسد پریس لاہور
سرورق	:	ذاکر
کمپوزنگ	:	وسیم احمد قریشی
قیمت	:	-/200روپے

پیش لفظ

آج اپنی کم مائیگی کا احساس ستا رہا ہے، اپنی تنگ دامنی پر افسوس ہو رہا ہے، ادھر عمر کی نقدی بڑی تیزی سے خرچ ہو رہی ہے اُدھر برخوردار محمد علی قریشی کا اصرار بڑھتا جا رہا ہے کہ ہر دو تین ماہ بعد ایک طبع زاد ناول تخلیق کرتا رہوں۔

ہماری ملاقات دیر سے ہوئی، وہ ابھی چمن زارِ جوانی کے مرغزاروں میں قدم رکھ رہا ہے، میں عہد پیری کے آخری سنگ میل گن رہا ہوں، میری خواہش ہے کہ قلم دان اور کاغذ سمیٹ کر ایک طرف رکھ دوں، کچھ عرصہ ستا لوں لیکن محمد علی کے خلوص اور پیار کی گرمی تحریک دلاتی رہتی ہے۔ میں اس کی بے لوث محبت، خلوص اور بے پناہ اپنائیت کا مقروض بن کر رہ گیا ہوں۔ اگر تحریروں کے ذریعے ادائیگی نہ کی تو وہ رُوٹھ جائے گا۔ اس کی ناراضی مجھے منظور نہیں، چاہتوں میں یہی نازک رشتے تو نبھانے پڑتے ہیں، ایک دوسرے کی دل جوئی کا خیال رکھنا پڑتا ہے، ورنہ دلوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں، فاصلے بڑھنے لگتے ہیں۔

میں محمد علی قریشی کو ناراض نہیں کر سکتا۔ اس کا کہا نہیں ٹال سکتا۔ دوستوں کا حساب دل میں ہوتا ہے اور یہ حساب کتاب روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ میں ایک فون کرتا ہوں، محمد علی دوسری گاڑی سے کراچی آ جاتا ہے پھر میں نگاہیں کس طرح پھیر لوں؟ میں اس کی طبیعت سے واقف ہوں، وہ دیکھنے میں بالغ نظر آتا ہے لیکن اس کے وجود کے اندر ایک معصوم بچہ چھپا بیٹھا ہے جسے اس کا من پسند کھلونا مل جائے تو وہ بڑی سے بڑی چوٹ بھول کر کلکاریاں مارنے لگتا ہے۔ ایسا ایک کھلونا ہے میری دسترس میں! میں جانتا ہوں محمد علی کو ''انکا رانی'' کا کھلونا درکار ہے، وہی چھوٹی سی معصوم گڑیا، آفتوں کی پڑیا جس کی ہر ادا نرالی ہوتی ہے، جسے صرف میری اور محمد علی کی نہیں بلکہ لاکھوں پرستاروں کی تائید بھی حاصل ہے، وہ ابھی تک شائقین کے دلوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔

مجھے ''انکا'' کو تحریر کئے اٹھائیس سال بیت گئے۔ آپ نے جس طرح ''انکا'' کی پذیرائی کی، جس انداز میں ''انکا'' کے حسین کردار کو بڑھ کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچا

دیا وہ بھی میری ذات پر ایک احسان ہے۔ ''اِنکا'' کے دیوانے اسے اٹھائیس سالوں سے اپنے دل و دماغ میں بسائے ہوئے ہیں۔ اس عرصے میں بہت سارے یار دوستوں نے ''اِنکا'' کے کردار پر شبخون مارا، اپنے ''دال دلیئے'' کی خاطر اس کے لازوال کردار کو استعمال کیا، یہ سب جانے پہچانے، دیکھے بھالے چہرے تھے، میں نے کسی سے شکوہ شکایت نہیں کی...... اب اِن برادرانِ یوسف کی اُچھل کود ختم ہوگئی۔ ''اِنکا'' کسی کو راس نہیں آئی، سب تھک ہار کر بیٹھ گئے...... میں نے سوچا...... چلو ''اِنکا'' کو سکون تو ملا۔ لیکن اب میرا سکون غارت ہونے کو ہے۔ محمد علی قریشی کی پُرزور فرمائش ہے کہ میں ''امبر بیل'' کی تکمیل کے بعد اب ''اِنکا'' کو ''اِنکا رانی'' کے رُوپ میں پیش کروں...... ''اِنکا''، جس کا کردار لازوال ہے، جو ہر دور کی ضرورت ہے، ہر دور کی کہانی ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی، ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اٹھائیس سال تک یہی ''اِنکا'' میرے ذہن میں بھی کلبلاتی رہی، سر پر پنجے چھوتی رہی، مجھے اُکساتی رہی کہ میں پھر اسے اس کے لاکھوں پرستاروں کے سامنے پیش کروں۔ میں ٹالتا رہا تو وہ محمد علی کے سر پر چلی گئی۔ اب محمد علی ''اِنکا'' کی ساحرانہ قوتوں کے زیرِ اثر مجھ سے بار بار اصرار کر رہے ہیں کہ میں ''اِنکا'' کو ''اِنکا رانی'' کے رُوپ میں پیش کروں۔

مجھے ''اِنکا رانی'' کو نئے ڈھب میں پیش کرنے کی خاطر زندگی کے اٹھائیس سالوں کو کریدنا ہوگا۔ ''اِنکا'' کے کردار کو پھر نت نئی شوخیوں اور شرارتوں کی راہ پر گامزن کرنا ہوگا۔ میں ایک اشارہ کروں گا تو آپ کی ''اِنکا رانی'' ایک بار پھر نئے رنگ، نئے رُوپ میں نئے نئے ہنگامے دامن میں سمیٹے پھر ''سروں سروں'' پھدکتی پھرے گی۔ آپ اس کو سراہیں گے تو اس کی ہنگامہ خیز طبیعت کا رنگ اور نکھر جائے گا۔ محمد علی کی خوشیوں کا عالم بھی دیدنی ہوگا اور..........

بات کہاں سے کہاں نکل گئی۔ میں ''تارِ عنکبوت'' کے لئے کچھ لکھنے بیٹھا تھا اور ''اِنکا رانی'' کی نئی چھب کے تصور ہی نے مجھے اپنے حسن کی حشر سامانیوں کے سحر میں اُلجھا لیا۔

''تارِ عنکبوت''...... مکڑی کے جالے کو کہتے ہیں۔ مکڑی جالا کیوں بنتی ہے؟ کسی شکار کو پھانسنے کی خاطر۔ وہ اپنے لعابِ دہن سے ایسا خوبصورت جال تیار کرتی ہے کہ شکار خود بخود اس کی سمت راغب ہوتا ہے۔ وہ ایک طرف گھات لگائے بیٹھی رہتی ہے، شکار کے جال میں پھنستے ہی قہر بن کر اُس پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ زیرِ نظر ناول میں بھی کچھ کردار ایسے موجود ہیں جو ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی خاطر اپنی اپنی پراسرار قوتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو شکار کرنے کی خاطر جال بنتے ہیں۔ لیکن جیت ہمیشہ اسی کی ہوتی ہے جو حق پر ہوتا ہے۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ آپ کو میرے سابقہ ناولوں کی طرح ''تارِ عنکبوت'' بھی ضرور پسند آئے گا۔ آپ کی تائید ہی میرے قلم کی جیت ہے، ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔

آپ نے چھبیس سال تک ''امبر بیل'' کا انتظار کیا، جس انداز میں اسے ہاتھوں ہاتھ لیا میں اس کا بھی شکر گزار ہوں۔ اب اٹھائیس سال بعد ''اِنکا رانی'' کو بھی ایک نئے انداز میں دیکھنے کو تیار رہیں۔ ''اِنکا'' کسی دن اچانک اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ اِٹھلاتی، بل کھاتی، اپنی ہنگامہ خیزیوں کا جادو جگاتی، آنکھوں میں کاجل کے ڈورے سجائے، شانوں پر گیسو بکھرائے، گداز ہونٹوں پر کسی ''شکار'' کے تازہ خون کی سرخی سجائے، نئی سج دھج، نئی شرارتوں اور نئے ہنگاموں کے ساتھ آپ کے روبرو، آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ پھر...... آپ ہوں گے، آپ کی ''اِنکا رانی'' ہوگی...... میں درمیان سے ہٹ کر کچھ دیر ستا لوں گا۔

یادش بخیر

انوار صدیقی

یکم اگست 2001ء

کیسینو کی رنگینیاں اس وقت اپنے پورے شباب پر تھیں ویک اینڈ ہونے کی وجہ سے آج لوگوں کا ہجوم بھی زیادہ تھا کیسینو کا عملہ جو خوبصورت لڑکیوں اور تجربہ کار مردوں پر مشتمل تھا بڑی تندہی سے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف تھا۔

خان شہباز جو کیسینو کی دنیا کا بیس سالہ تجربہ رکھتا تھا سروس کاؤنٹر کے قریب ایک اونچے اسٹول پر بیٹھا اپنی عقابی نظروں سے پورے ہال کا جائزہ لینے میں مصروف تھا جہاں آسودہ حال مردوں اور عورتوں کا ہجوم اپنے اپنے پسندیدہ مشاغل میں حصہ لے رہا تھا۔ خان شہباز کی مشاق نظریں کرسیوں اور میزوں کے درمیان گردش کرتی ہوئی اس سیاہ فام حبشی پر آکر رک گئیں جو ہال کے مشرقی گوشے میں لوگوں سے الگ تھلگ کھڑا بظاہر مے نوشی میں مصروف دکھائی دے رہا تھا لیکن خان شہباز جانتا تھا وہ اس وقت بھی رنگ بال کی میز کے گردجمع مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کی طرف متوجہ تھا جو نمبروں کے درمیان اچھلتی ہوئی گیند پر بڑی بڑی رقمیں لگا کر اپنی قسمت آزما رہے تھے۔ جب رنگ بال کا آپریٹر سوئچ دبا کر کھیل کا آغاز کرتا تو ہجوم کے درمیان خاموشی طاری ہو جاتی لیکن مشین کے رکتے ہی شور و غل کا طوفان ابل پڑتا تھا جیتنے والے خوشی کے اظہار میں فلک شگاف نعرے بلند کرتے اور ہارنے والے یا تو ہونٹ چبا کر صبر کرلیتے یا اپنی قسمت کو گالی بک کر غم غلط کرنے کی کوشش کرتے۔

سیاہ فام حبشی جس کا نام ہوٹل کے رجسٹر میں درج شدہ کوائف کے مطابق فزارو تھا پستہ قد اور گٹھے ہوئے جسم کا مالک تھا اس کا تعلق جنوبی افریقہ سے تھاخاصا خوش پوش اور چاق و چوبند نوجوان تھا چہرے سے سنجیدہ نظر آتا تھا لیکن اس کی آنکھیں جس انداز میں چمکتی نظر آتی تھیں وہ اس بات کی غماز تھیں کہ وہ نہایت چالاک دوراندیش اور شاطرانہ طبیعت کا مالک تھا۔

ہوٹل میں فزارو کے قیام کی مدت دو ہفتے سے زیادہ تھی لیکن خان شہباز کی نظروں نے بھانپ لیا تھا کہ وہ محض تفریح کی غرض سے وہاں نہیں آیا تھا۔ بلیومون میں اس کے

قیام کا مقصد وہ نہیں تھا جو ظاہر کیا گیا تھا خان شہباز کے اندازے کے مطابق فزارو کسی خاص مہم پر تعینات تھا پھر فزارو کا کھوج لگاتے لگاتے توشی، بھی خان شہباز کی نظروں میں آ گئی۔

بلیو مون میں توشی کا قیام فزارو کی آمد کے کم و بیش پانچ روز بعد عمل میں آیا تھا لیکن فزارو کے برعکس توشی نے اپنے مختصر قیام کے باوجود ہوٹل کے عملے اور وہاں آنے جانے والے مستقل گاہکوں اور ممبروں کے درمیان خاصی شہرت حاصل کر لی تھی جس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ بہت حسین اور خوبصورت خدوخال کی مالک تھی اور جنس مخالف کے لئے اپنے اندر ایک خاص کشش رکھتی تھی دوسری وجہ اس کی خوش قسمتی تھی جس نے دوسروں کو اس کی طرف متوجہ کر دیا تھا جوا کھیلتے وقت وہ لمبی لمبی رقمیں داؤ پر لگانے سے مطلق دریغ نہیں کرتی تھی خان شہباز کی اطلاع کے مطابق جب سے توشی نے کیسینو میں قدم رکھا تھا۔ ابھی تک کسی ایک بازی میں بھی اسے شکست کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ وہ لوگوں سے محتاط رہ کر ملنے کی عادی تھی کیسینو کے مستقل گاہکوں کے درمیان توشی کو قسمت کی دیوی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا وہ جس میز پر جاتی جس بازی پر رقم لگاتی وہاں قسمت کی دیوی اس پر مہربان نظر آتی دل پھینک اور سنجیدہ طبقے کے بے شمار افراد نے توشی کے قریب جانے اور اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش کی لیکن کامیابی کسی کے حصے میں نہیں آئی پھر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے توشی کی شخصیت کو اور زیادہ اجاگر کر دیا۔

اس روز توشی ایک میز پر چار افراد کے ساتھ بیٹھی فلش کھیل رہی تھی چاروں افراد کیسینو کے پرانے ممبر تھے ان میں اڈگر بھی شامل تھا جس کا شمار بہترین شارپرز میں ہوتا تھا جو لوگ اڈگر سے واقف تھے اس کے ساتھ تاش کھیلنے سے ہمیشہ پرہیز ہی کرتے تھے تاش کے پتوں کے معاملے میں وہ بے تاج بادشاہ کے نام سے جانا جاتا تھا توشی کی "خوش قسمتی" نے اڈگر کو بھی اس کی طرف متوجہ کر دیا پھر وہ اسے اپنی میز تک لانے میں کامیاب بھی ہو گیا اڈگر کو اپنی کامیابی کا یقین تھا اس کے باقی تین ساتھی اس شرط پر کھیل میں حصہ لینے پر آمادہ ہوئے تھے کہ اڈگر کھیل کے اختتام پر ان کی ہاری ہوئی رقم واپس کر دے گا۔ کیسینو کے بے شمار ممبران اس میز کی طرف متوجہ تھے جہاں توشی، اڈگر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھی کھیل رہی تھی ان کی دلچسپی کا سبب توشی کی حسین اور خوبصورت شخصیت کے علاوہ اڈگر جیسے شاطر کھلاڑی کی ذات بھی تھی۔

کھیل شروع ہوا تو اڈگر جان بوجھ کر ہارتا رہا۔ اسے اپنی شارپنگ پر اعتماد تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ جب چاہے گا ایک بازی میں اپنی تمام ہاری ہوئی رقم وصول کر لے گا دوسروں

کے علاوہ خان شہباز بھی قریب ہی کھڑا اس کھیل کو بغور دیکھ رہا تھا وہ جہاں موجود تھا وہاں سے اڈگر کے پتے بہ آسانی دیکھے جا سکتے تھے خان شہباز کو بھی یقین تھا کہ قسمت کی دیوی اڈگر کے مقابلے میں توشی کا ساتھ نہ دے گی لیکن پھر جو کچھ ہوا اس نے خود خان شہباز کی عقل کو بھی گنگ کر دیا اگر اس نے اپنی نگاہوں سے اڈگر کے پتے نہ دیکھے ہوتے تو شاید وہ کسی قیمت پر اس پراسرار اور ناقابل یقین بات پر کان نہ دھرتا مگر اس نے اپنی نظروں سے اڈگر کو کچھ دیر تک بلائنڈ کرنے کے بعد ایک مخصوص انداز میں پتے اٹھاتے دیکھا تھا اس کے ہونٹوں پر ابھرنے والی معنی خیز اور شریر مسکراہٹ اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ اس نے توشی کو اس بازی میں اپنے بچھائے ہوئے جال میں پوری طرح جکڑ لیا ہے۔ خان شہباز نے اڈگر کے ہاتھ میں آہستہ آہستہ چھسل کر کے بعد دیگرے تین اکوں کو نمودار ہوتے دیکھا گویا اب توشی کی شکست یقینی تھی۔

اڈگر جو اپنے فن کا ماہر تھا کچھ دیر تک تاش کے پتوں کو یوں دیکھتا رہا کہ جیسے اگلی چال چلنے کے بارے میں غور کر رہا ہو، دراصل وہ توشی کو باور کرانا چاہتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں کچھ زیادہ مضبوط پتے نہیں ہے دوسری جانب توشی بھی سنجیدہ تھی اور اڈگر کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا بغور جائزہ لے رہی تھی جب اڈگر نے چال چلنے میں کچھ ہچکچاہٹ اور تامل کا مظاہرہ کیا تو اس نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"کیا سوچ رہے ہو مسٹر اڈگر.................... کیا پیک کرنے کا ارادہ ہے؟"

"آں............ اڈگر یوں چونکا جیسے کچی نیند سے بیدار ہو گیا ہو وہ توشی کو پوری طرح اپنے بنے ہوئے جال میں پھانسنے کا خواہشمند تھا ایک ثانئے کے لئے پہلے اس نے توشی کو پھر اپنے پتوں کو غور سے دیکھا پھر پتے میز پر رکھ کر اس نے قریب رکھے ہوئے گلاس کو اٹھا کر دو لمبے لمبے گھونٹ لئے اس کے بعد قدرے الجھے ہوئے انداز میں ایک اور چال چل دی۔ "ڈبل................." توشی نے اڈگر کی رقم کے مقابلے میں دوگنی رقم بورڈ کی سمت سرکاتے ہوئے کہا "مسٹر اڈگر...... کیا میں یہ سمجھوں کہ تم خود کو تذبذب میں مبتلا کر کے مجھ سے کوئی لمبی رقم جیتنے کا منصوبہ بنا رہے ہو۔"

"ایک چال اور......" اڈگر نے توشی کی بات کا جواب دینے کی بجائے بھناہٹ میں ایک اور چال چلی، وہ اپنے شکار کو پوری طرح اپنی گرفت میں جکڑنے کے ماہرانہ حربے استعمال کر رہا تھا اس کے تینوں ساتھی بڑی سنجیدگی سے آخری نتیجے کا انتظار کر رہے تھے۔"

بورڈ پر رقم میں کثیر اضافہ ہوتا گیا اڈگر ہر چال پر تلملا رہا تھا اور توشی اس کے برخلاف

نہایت سکون اور اطمینان سے ڈیل کرتی جا رہی تھی خان شہباز کی دلچسپی بھی بڑھتی جا رہی تھی اسے کامل یقین تھا کہ آج پہلی بار توشی کو شکست کا سامنا ہوگا۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ میز کے اور قریب چلا گیا' قرب و جوار کی میزوں پر بیٹھے ہوئے افراد بھی اس بازی کے ختم ہونے کے منتظر تھے۔

"مسٹر اوڈگر......" توشی نے حسب سابق اوڈگر کی اگلی چال پر دوگنی رقم داؤ پر لگاتے ہوئے کہا۔ "اگر تم برا نہ مانو تو ایک بات کہوں؟"

"کہو..............." اوڈگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر" گلاس اٹھا کر باقی ماندہ شراب حلق کے نیچے اتارنے لگا۔ "میں نے زندگی میں کبھی ہارنا نہیں سیکھا .... اس لئے میرا مشورہ ہے کہ تم شو کرالو۔"

"نان سنس ...." اوڈگر نے یکلخت اپنے تیور بدل کر کہا۔ "کیا تم میرا مذاق اڑانا چاہتی ہو؟"

"حالات کو تبدیل ہوتے دیر نہیں لگتی میرے عزیز!" توشی نے برہمی کے جواب میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے نہایت معصومیت سے کہا۔ "ضرورت سے زیادہ اعتماد اکثر انسان کو شرمندگی سے بھی دوچار کر دیتا ہے"

"یہی بات میں تمہیں بھی سمجھاناپسند کروں گا۔" اوڈگر نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا پھر اس نے ایک اور چال چلنے کے بعد دوبارہ اپنے سامنے میز پر رکھے ہوئے تینوں پتوں کو اٹھا کر آہستہ آہستہ دیکھنا شروع کیا اپنی اس حرکت سے وہ توشی کو مکمل طور پر تباہ کر دینے کے لئے اپنے بنے ہوئے جال کو اور مضبوط کرنے کا خواہش مند تھا لیکن اس وقت اوڈگر کے علاوہ خان شہباز کی آنکھیں بھی حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں جب اس نے تین اکوں کی جگہ دو اکے اور ایک غلام کو دیکھا حکم کا اکا جو خان شہباز نے خود اپنی آنکھوں سے اوڈگر کے ہاتھ میں دیکھا تھا اب حیرت انگیز اور پر اسرار طور پر چڑیا کے غلام میں تبدیل ہو چکا تھا ...... خان شہباز کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں جو کچھ اس نے دیکھا وہ ناقابل یقین تھا اس کے کان میں توشی کے کہے ہوئے جملے گونجنے لگے یقیناً وہ کوئی نادیدہ اور غیر مرئی پر اسرار قوت ہی ہو سکتی تھی جس نے تاش کی بازی کا رخ توشی کے حق میں پلٹ دیا تھا۔

اوڈگر پر جنونی کیفیت کا طاری ہو جانا یقینی امر تھا وہ دیوانوں کی طرح بپھرے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا اس کی خوفناک نظریں توشی کو گھور رہی تھیں اس وقت خان شہباز نے فزارو کو پہلی بار توشی کی پشت پر نمودار ہوتے دیکھا اس کی نگاہوں سے قہر و غضب کی

چنگاریاں لپک رہی تھیں۔ تیور بتا رہے تھے کہ اگر اوڈگر نے توشی کو گزند پہنچانے کی جسارت کی تو وہ اسے خونخوار درندے کی طرح چھاڑ کھانے سے دریغ نہیں کرے گا۔ اوڈگر کے تینوں ساتھی حیران نظر آ رہے تھے وہ اوڈگر کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"کیا بات ہے مسٹر اوڈگر..............؟" توشی نے اس کا مضحکہ اڑانے والا انداز اختیار کیا۔ "کیا تم شو کئے بغیر ہی اپنی شکست تسلیم کرکے جانے کا ارادہ کررہے ہو......؟"

اوڈگر نے جواب دینے کی بجائے دیوانگی کے عالم میں تاش کی گڈی اٹھا کر اسے الٹنا پلٹنا شروع کر دیا حکم کا اکا وہاں بھی نہیں تھا پھراس نے ہاتھ بڑھا کر توشی کے پتے پلٹ کر دیکھے تو اس کا دماغ چکرا کر رہ گیا توشی کے پاس حکم کے اکے کے علاوہ حکم کا بادشاہ اور حکم کی بیگم بھی موجود تھی اوڈگر کی حرکت نے قرب و جوار میں موجود لوگوں کو بھی سراسیمہ کر دیا تھا خان شہباز محسوس کر رہا تھا کہ حالات بگڑ سکتے ہیں اس لئے اس نے نہایت ہوشیاری سے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشاروں سے حالات پر قابو پانے کی ہدایت کی پھر تیزی سے اوڈگر کے قریب پہنچ کر بولا۔ "کیا معاملہ ہے مائی ڈیئر..............." آپ کچھ پریشان نظر آتے ہیں ...... کیا میں آپ کے کسی کام آ سکتا ہوں؟"

"نو.............. تھینکس۔" اوڈگر نے قہر آلود انداز میں اپنا نچلا ہونٹ چباتے ہوئے کہا پھرخلاف توقع تیزی سے پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہال سے باہر نکل گیا۔ جاتے ہوئے اس نے اپنی بچی ہوئی رقم بھی اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ لوگ حیران و پریشان ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

خان شہباز اور اس کے کارندوں نے بہت جلد سچویشن کو کنٹرول کرلیا تھا اوڈگر کے جانے کے کچھ دیر بعد توشی بھی وہاں سے رخصت ہوگئی جاتے جاتے اس نے ایک اچٹتی ہوئی نگاہ فزارو پر ڈالی پھر معنی خیز انداز میں مسکراتی ہوئی ڈانسنگ فلور کی جانب چلی گئی .... خان شہباز نے فزارو کے ہونٹوں پر بھی بڑی پراسرار مسکراہٹ ابھرتے دیکھی تھی .... جو واقعہ رونما ہوچکا تھا وہ ناقابل فہم تھا لیکن خان شہباز نے یہ ضرور محسوس کر لیا تھا کہ فزارو اور توشی کے درمیان کوئی پراسرار تعلق ضرور ہے اور اسی احساس نے اسے ان دونوں میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا تھا۔

فزارو اس وقت بھی خود کو بظاہر دوسروں سے لاتعلق ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن خان شہباز جانتا تھا کہ وہ رنگ بال کی میز کے قریب کھڑا توشی کی نگرانی کررہا ہے جو ہجوم کے درمیان موجود بڑی فراخدلی سے لمبی لمبی رقم داؤ پر لگا رہی تھی اور برابر جیت رہی تھی۔

"باس......" کاؤنٹر کے دوسری جانب کھڑی ہوئی برطانوی نژاد مونا نامی لڑکی نے خان شہباز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "میں محسوس کر رہی ہوں کہ تم ادھر کچھ دنوں سے سنجیدہ سنجیدہ نظر آ رہے ہو...... کوئی خاص بات......؟"

"تمہارا کیااندازہ ہے......؟ خان شہباز نے پلٹ کر مونا کو دیکھا۔ دیکھنے کا انداز بتا رہا تھاکہ وہ مونا سے خاصا بے تکلف ہے۔

"توشی کی مسلسل جیت۔" مونا بولی۔ "اگر وہ اس طرح رقمیں بٹورتی رہی تو یا لوگ کیسینو کارخ کرنا چھوڑ دیں گے یا پھر بگ باس کو توشی کو کیسینو سے دور رکھنے کی کوئی موثر ترکیب سوچنی پڑے گی۔"

"بگ باس اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پروقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہے البتہ مجھے ہی کچھ سوچنا پڑے گا۔"

"توشی مختلف انداز کی لڑکی ہے" مونا نے زیرلب مسکراتے ہوئے جواب دیا اس کے سلسلہ میں تمہاری دال گلنی مشکل ہوگی۔"

"دولت کی طاقت اور اس کا نشہ بڑے بڑوں کو زیر کر دیتا ہے۔" خان شہباز نے سوچتے ہوئے کہا۔ "مینجر نے مجھے بتایا ہے کہ توشی نے ایک ماہ کے لئے اپنا سوٹ بک کرایا ہے اگر اس کا قیام طویل ہوا تو میں اسے کیسینو کے اکاؤنٹ میں کھیلنے کی دعوت ضرور دوں گا میرا خیال ہے کہ اگر وہ ساٹھ فیصد کے عوض بھی تیار ہوگئی تو یہ سودا ہمارے لئے خسارے کا نہیں ہوگا۔"

"تمہاری یہ آفر دوسروں کے لئے یقیناً پرکشش ہو گی لیکن توشی اسے قبول نہیں کرے گی۔" مونا نے سنجیدگی سے کہا۔ کیا تم بھول رہے ہو کہ اس نے اوگر سے کیا کہا تھا ...... اس نے زندگی میں کبھی ہارنا نہیں سیکھا ایسی صورت میں وہ چالیس فیصد سے دست بردار ہونے پر کبھی رضامند نہیں ہوگی۔"

"وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔" خان شہباز نے لاپروائی سے جواب دیا پھر مدہم لہجے میں بولا۔ "اس سیاہ فام حبشی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ہوٹل کے اندراجات کے مطابق وہ یہاں سیاحی کی غرض سے آیا ہے لیکن......"

"...... ہر وقت سائے کی طرح توشی کے اردگرد منڈلاتا رہتا ہے۔" مونا نے جملہ مکمل کر دیا۔"

"کیا تم نے بھی اس بات کو نوٹ کیا ہے خان شہباز چونکا۔"

"میرا خیال ہے کہ چونکہ فزارو کا تعلق بھی افریقی ممالک سے ہے اس لئے وہ توشی جیسی سونے کا انڈا دینے والی مرغی کو پھانسنے کے چکر میں لگا ہے لیکن ابھی تک اس نے توشی سے قریب ہونے کی کوئی کوشش نہیں کی ...... ہو سکتا ہے وہ دیرآید درست آید کا قائل ہو۔"

"مجھے کم از کم تم سے ایسے سطحی جواب کی توقع نہیں تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"میرا خیال ہے کہ فزارو اور توشی ایک دوسرے سے بخوبی واقف ہیں لیکن کسی خاص مقصد کے تحت انہوں نے خود کو ایک دوسرے کے لئے اجنبی بنا رکھا ہے....."

"اس خیال کی کوئی معقول وجہ بھی ہوگی؟" مونا نے سنجیدگی سے وضاحت چاہی۔

"خان شہباز نے اپنے بال دھوپ میں سفید نہیں کئے...... کیسینو کی زندگی کا بیس سالہ تجربہ کچھ کم نہیں ہوتا۔"

"وہ اسی طرف آ رہا ہے۔" مونا نے آہستہ سے خان شہباز کو ہوشیار کیا۔ پھر اپنے کام میں مصروف نظر آنے لگی خان شہباز نے نظریں گھما کر دیکھا فزارو بڑے پروقار انداز میں قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف آ رہا تھا اس وقت بھی اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی۔ لیکن آنکھیں مخصوص انداز میں چمک رہی تھیں۔ کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اس نے محض ایک سرسری نظر خان شہباز پر ڈالی پھر مونا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"خوبصورت لڑکی ...... کیا تم اپنے نازک ہاتھوں سے میرے لئے ایک کاک ٹیل تیار کرنے کی زحمت کر سکتی ہو؟"

"کیوں نہیں۔" مونا نے اپنے ہونٹوں پر ایک دل آویز کاروباری تبسم بکھیرتے ہوئے کہا۔ پھر اپنی پسند کا کاک ٹیل بنا کرفزارو کے سامنے رکھ دیا۔

فزارو نے گلاس اٹھا کر ایک چھوٹا گھونٹ لیا کسی بلا نوش کے انداز میں ہونٹوں کے درمیان اس کے ذائقے کو محسوس کیا۔ پھر تعریفی لہجے میں بولا۔ "بہت خوب ...... تمہارا انتخاب میری پسند سے کہیں زیادہ معیاری اور لذت آمیز ثابت ہوا ہے ...... یقیناً ایک بڑے انعام کی مستحق ہو۔" اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا بٹوہ نکالا جو بڑے بڑے غیر ملکی کرنسی نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔

"پلیز مسٹر فزارو......" مونا نے اس کا ارادہ بھانپتے ہوئے تیزی سے کہا آپ نے میری جو تعریف کی ہے وہی میرے لئے کسی بڑے انعام سے کم نہیں ہے۔"

"گڈ......" اس نے بٹوہ واپس جیب میں رکھ لیا۔ کاک ٹیل کی ایک چسکی لیتے ہوئے بولا۔ "مجھے خوشی ہوئی کہ تم ہوٹل اور کلبوں میں کام کرنے والی ان لڑکیوں سے مختلف ہو جو بڑے نوٹوں کی ایک جھلک دیکھ کر ندیدوں کی طرح ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگتی ہیں ...... نام کیا ہے تمہارا......؟"

"مونا ...... مونا کرسٹی۔"

"بہت خوب ...... تمہارا نام بھی تمہاری ہی طرح خوبصورت ہے لیکن ......"

فزارو نے اپنا جملہ مکمل نہیں کیا اور بڑی سنجیدگی سے مونا کی نگاہوں میں جھانکنے لگا خان شہباز اس کی ایک ایک حرکت کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

"آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے مسٹر فزارو!" مونا نے پلکیں جھپکاتے ہوئے مسکرا کر دریافت کیا۔

"ہاں ...... میں تمہیں بتانا چاہوں گا خوبصورت لڑکی کہ فزارو اپنے اصول کے معاملات میں بہت سخت گیرطبیعت کا مالک ہے اس کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں ...... آہنی چٹانوں کی مانند۔"

"میں ...... میں سمجھی نہیں۔"

جواب میں فزارو نے کاک ٹیل کے دو تین گھونٹ لئے پھر ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ "میں نے طے کرلیا ہے کہ تمہیں اس کاک ٹیل کے عوض کوئی انعام ضرور دوں گا......"

"یہ فزارو کا فیصلہ ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔"

"اور اگر میں آپ کا انعام قبول کرنے سے انکار کر دوں تو......" مونا نے پیشہ ورانہ نگاوٹ کا فرضی اظہار کیا۔

"تم انکار کرنا چاہو تو بھی نہیں کر سکو گی ...... میں تمہارے انعام کا فیصلہ کر چکا ہوں اور یہ انعام تمہاری توقع سے کہیں زیادہ ہو گا ...... پھر شاید تمہیں ہوٹلوں اور کلبوں میں ملازمت کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔"

"آپ ...... آپ شاید میرے ساتھ مذاق کررہے ہیں"

"میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو دوسروں کی نجی زندگی کا کھوج لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔" اس بار فزارو نے کنکھیوں سے خان شہباز کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر کاک ٹیل کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے نہایت ٹھوس لہجے میں بولا۔ "لیکن تمہاری بات اور ہے ...... اور

اس لئے میں تم کو بتانا چاہتا ہوں کہ پندرہ منٹ کے اندر اندر تم ایک کثیردولت کی مالک بننے والی ہو۔"

"کیا آپ مستقبل میں دیکھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ مسٹر فزارو!" خان شہباز نے پہلی بار اسے مخاطب کیا۔

"تمہاری تعریف......" فزارو نے جواب میں خان شہباز کو خشک نظروں سے دیکھا۔

"میں کیسینو میں فلور انچارج کی حیثیت سے......"

"ابھی نہیں ...... میں پھر کسی وقت تمہارے سوال کا جواب ضرور دوں گا۔" فزارو نے بدستور خشک لہجے میں جواب دیا پھر تیزی سے پلٹ کر رنگ بال والی میز کی سمت قدم اٹھانے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ میری تیار کردہ کاک ٹیل نے فزارو کو بہت جلدی نشے کی حالت سے دوچار کر دیا ہے۔" فزارو کے جانے کے بعد مونا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا خیال تمہارے اندازے کے برعکس ہے۔"

"کیا مطلب ...... کیا فزارو نے میرے بارے میں جو پیش گوئی کی ہے وہ درست ثابت ہو گی؟"

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو......"

"باس ...... کہیں اس وقت تم بھی تو نشے کی حالت سے دوچار نہیں ہو ......؟"

خان شہباز نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی اور مونا نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا دوسری سمت سے بولنے والا اس کے بوڑھے باپ کے سوا کوئی اور نہیں تھا لیکن اس نے فون پر مونا کو جوخوشخبری سنائی تھی اسے سن کر مونا ایک لمحے کو بوکھلا گئی۔

"اوہ پاپا .... کیا تم نے ٹیلی ویژن پر دکھائے جانے والے نمبروں کو پڑھنے میں غلطی تو نہیں کی .... کیا کہا .... بیس لاکھ روپے کا بمپر پرائز ...... اوہ نو .... لاٹری کا وہ ٹکٹ کہاں ہے ...... ٹھیک ہے ...... تم اسے سنبھال کر رکھو .... اور سنو دروازے اورکھڑکیوں کو اندر سے بولٹ کر لو ...... ہاں ہاں .... میں فوراً آ رہی ہوں۔"

خان شہباز مونا کی گفتگو سن کر اس بات کا اندازہ لگا چکا تھا کہ لاٹری کے کسی ٹکٹ پر اس کے نام بیس لاکھ کا انعام نکلا ہے۔ مونا نے جلدی جلدی کاؤنٹر پر بکھرا ہوا سامان سمیٹا پھر

تیزی سے لمبے لمبے قدم اٹھاتی ہال سے باہر نکل گئی خوشی میں وہ اس قدر دیوانی ہو گئی تھی کہ اس نے فزارو کی پیش گوئی درست ثابت ہونے پر اس کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا ...... خان شہباز نے مونا کے جانے کے بعد نظریں گھما کر فزارو کی طرف دیکھا جو رنگ بال کی میز کے قریب کھڑا بڑے پراسرار انداز میں مسکرا رہا تھا۔ خان شہباز کی کشادہ پیشانی پر بے شمار سلوٹیں نمودار ہو کر آپس میں گڈمڈ ہونے لگیں ....

○

فیصل ناصر نے ڈائننگ ہال میں قدم رکھا تو بیشتر لوگوں کی نظریں اس کی جانب اٹھنے لگیں۔ وہ چھبیس سال کا ایک دراز قد اور خاصا وجیہہ نوجوان تھا قدرت نے اسے مردانہ حسن کی دولت سے دل کھول کر نوزا تھا شاید یہی وجہ تھی کہ اس کی شخصیت میں بے پناہ کشش موجود تھی وہ عورتوں اور مردوں دونوں حلقوں میں یکساں طور پر مقبول تھا ابھی تک اس نے شادی نہیں کی تھی اس لئے لڑکیوں کے سرکل میں اسے کسی دیوتا کی طرح پوجا جاتا تھا ' جانے کتنی لڑکیوں نے اسے اپنے خوابوں میں بسا رکھا تھا۔ دل ہی دل میں اس کی پرستش کئے جا رہی تھیں۔

باپ کی موت کے بعد وہ بلا شرکت غیرے کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا وارث بن گیا تھا لوگوں کا خیال تھا کہ جوانی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد اربوں روپوں کی دولت اور کروڑوں کی جائیداد کا نشہ اس کے قدموں کو لڑکھڑا دے گا لیکن فیصل نے لوگوں کے اندازوں کو یکسر غلط ثابت کر دیا۔

ناصر انٹرپرائز کی کرسی پر بیٹھنے کے بعد بھی اس کی طبیعت میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوئی اس نے بہت جلد باپ کے کاروبار کو اتنی خوبی سے سنبھالا کہ ہر شخص اس کی ذہانت اور دور اندیشی کا گرویدہ ہو گیا۔ اس کی کامیابی میں اس کی اپنی شخصیت کو بھی بہت دخل تھا کاروباری رموز کی سوجھ بوجھ اسے باپ سے ورثے میں ملی تھی اور اچھے برے کی تمیز کا سلیقہ اس نے ماں کی تربیت سے حاصل کیا تھا وہ دوسروں کی عزت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی عزت کرانا بھی جانتا تھا خاص طور پر کاروباری معاملات میں اس نے باپ کی گدی سنبھالنے کے ساتھ ساتھ ان کے ٹھوس کاروباری اصول بھی اپنا لئے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کا کاروبار روز افزوں ترقی کر رہا تھا اس ترقی میں اس کی ماں کی دعائیں بھی شامل تھیں۔

کاروباری معاملات سے ہٹ [illegible] بے چینی سے اس کی آمد کا منتظر رہا ہو۔ خان شہباز کھول کر حصہ لیتا تھا زندگی کے مختلف [illegible] تھے لیکن [illegible] رنا اور [illegible] کو عزت [illegible] کی طبیعت کا خاصہ تھا ہوٹلوں اور کلبوں میں جانا بھی اس کے معمول میں [illegible] ڈانسنگ فلور پر وہ گھنٹوں لڑکیوں کے ساتھ رقص کرتا اس کا خیال تھا کہ رقص انسان کے جسمانی نشوونما کو برقرار رکھنے کا ایک موثر ذریعہ ہے اسے اپنے اوپر اعتماد تھا اس لئے وہ ایک خاص حد تک محدود رہتا تھا اس سے تجاوز کرنے کی کوشش کبھی نہیں کرتا تھا۔

دوستوں کے ساتھ وہ اکثر کیسینو کے ہنگاموں میں بھی شریک ہوتا اس کے ستارے عروج پر تھے اس لئے جب بھی تفریح طبع کے لئے کسی بازی پر داؤ لگاتا جیت اس کا مقدر بن جاتی قدرت شاید اس طرح بھی اس کا امتحان لینا چاہتی تھی وہ ناکام نہیں ہوا جب بھی جیت [illegible] رقم وصول کرتا وہیں کھڑے کھڑے اسے ہارے ہوئے جواریوں کے درمیان تقسیم کر دیتا عام حالات میں بھی نچلے طبقے تلے صرورت ہمدوں کو دل کھول کر نوازتے رہنا اس کی عادت تھی ہوٹل اور کلب کے بیرے ہمیشہ اس کی راہ دیکھا کرتے۔ وہ کسی معمولی خدمت کے عوض بھی انہیں خاصی معقول رقم بطور ٹپ انعام یا بخشش کے طور پر دے دیا کرتا تھا۔ فیصل کی اسی فیاضی اور دریا دلی کے سبب لوگ اسے پرنس کے نام سے یاد کرتے تھے۔

اس وقت بھی جب فیصل نے ڈائننگ ہال میں قدم رکھا تو اکثر خواتین و حضرا اسے پرنس کے نام سے مخاطب کر کے اس کی خیریت دریافت کی تھی سفید رنگ کے داغ سفاری سوٹ میں وہ حقیقتاً کسی ملک کا پرنس ہی لگ رہا تھا لوگوں کے درمیان سے گزرتا انہیں وش کرتا ہوا وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف گیا جہاں بلیومون کی ایک پرانی اور تجربہ کار اسٹاف ممبر جولیا اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ گاہکوں کو اٹینڈ کرنے میں مصروف تھی۔ فیصل کو دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہا پھر بولی۔ "آج بہت دنوں بعد آپ نے بلیومون کو عزت بخشی ...... فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتی ہوں؟"

"فریش لائم کا ایک ٹھنڈا گلاس۔" فیصل نے دستی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "میں بیٹھوں گا نہیں ...... دس منٹ بعد مجھے کیسینو میں کسی سے ملنا ہے۔"

"مادام توشی......" جولیا نے اپنے دوسرے ساتھی کو فریش لائم تیار کرنے کی ہدایت کرنے کے بعد مدہم لہجے میں کہا۔ "اگر میرا اندازہ درست ہے تو میں آپ کو محتاط رہنے کا مشورہ دوں گی۔"

"میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں لیکن تمہارے محتاط رہنے کے مشورے نے میرے

ے یہاں دیکھ کر تمہارے ذہن میں مادام
تیزی سے لمبے لے بھرا......"

اس "آج کل بلیومون میں کیسینو کے حوالے سے صرف یہی ایک نام گردش کر رہا ہے۔" جولیا نے فیصل کو توشی کے بارے میں مختصراً" بتاتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ کچھ کالی طاقتیں اس کی پشت پناہی کر رہی ہیں اس کی آنکھوں میں ایسا سحر ہے جو دوسروں کو مفلوج کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ بازی بھی جیت جاتی ہے۔"

"کیا بہت زیادہ خوبصورت ہے؟"

"یس پرنس ...... بوڑھے اور جوان سب ہی ایک نظر میں اس کے حسن کی جادوگری کاشکار ہو جاتے ہیں۔"

"اوہ ...... پھر تو اس سے مل کر مجھے یقیناً ایک نیا تجربہ حاصل ہوگا۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔"

"آپ کی مرضی پرنس ...... لیکن میں یہی درخواست کروں گی کہ آپ اس سے دور ہی رہیں۔"

اس فیصل نے جواب میں صرف مسکرانے پر اکتفا کی پھر فریش لائم پینے میں مصروف ہو تھا، جولیا دوسرے گاہک کو اٹینڈ کرنے لگی فیصل نے گلاس ختم کرنے کے بعد حسب معمول ایک بڑا نوٹ پرس سے نکال کر گلاس کے نیچے دبا دیا اور کیسینو کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ جولیا نے مادام توشی کے بارے میں اسے جو کچھ بتایا تھا فیصل کو اس سے کوئی سروکار نہیں تھا لیکن پھر اچانک اسے خیال گزرا کہ کہیں خان شہباز نے اسے توشی ہی کے سلسلے میں تو بلیو مون میں ملاقات کرنے کی درخواست نہیں کی تھی؟ اگر جولیا کے مطابق توشی کو گزشتہ دو ہفتوں میں ایک بار بھی شکست کا منہ نہیں دیکھنا پڑا تھا تو یہ بات خان شہباز کے لئے یقیناً فکر وتشویش کا سبب ہو گی۔ کیسینو کے فلور انچارج کی حیثیت سے اس بات کا خیال رکھنا بھی اس کے فرائض منصبی میں شامل تھا کہ کسی ایک شخص کو مسلسل جیتنے سے روکا جائے۔ توشی کی متواتر جیت نے یقینی طور پر خان شہباز کے بیس سالہ تجربے کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہو گا۔ جولیا کے بیان کردہ حالات کے پیش نظر اگر پیشہ ور کھلاڑی توشی کی وجہ سے لمبی لمبی رقمیں داؤ پر لگانے سے ہاتھ کھینچ لیتے تو کیسینو کی شہرت کے ساتھ ساتھ خان شہباز کی ساکھ کو بھی دھچکا پہنچنا قدرتی امر تھا۔

فیصل کا خیال درست ثابت ہوا کیسینو میں قدم رکھتے ہی اس نے خان شہباز کو تیر کی

طرح اپنی جانب بڑھتے دیکھا جیسے وہ بڑی بے چینی سے اس کی آمد کا منتظر رہا ہو۔ خان شہباز اور فیصل کے درمیان کوئی گہری دوستی نہیں تھی لیکن خان شہباز نے ہمیشہ اس کو عزت و احترام کی نظروں سے دیکھا تھا اور کیسینو میں ہر بار اس کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا تھا یہی وجہ تھی کہ فیصل فون پر گفتگو کرتے وقت اس کی درخواست کو رد نہیں کر سکا تھا۔

"شکریہ پرنس!" خان شہباز نے قریب آتے ہوئے بڑی انکساری سے کہا۔ "مجھے قوی امید تھی کہ آپ میری درخواست کو قبول کر لیں گے۔"

"خیریت ...... تم مجھے پریشان نظر آ رہے ہو"

"میرا خیال ہے کہ آپ اگر میرے آفس تک زحمت گوارا کریں تو مناسب ہوگا یہاں سب کی موجوگی میں......"

"اوہ ...... بات خاصی اہم معلوم ہوتی ہے۔" فیصل نے اس کی بات درمیان سے اچکتے ہوئے کہا۔ پھر خان شہباز کے ساتھ قدم ملاتا اس کے آفس میں آ گیا جو فلور پر کاؤنٹر کے پیچھے واقع تھا۔ آفس میں داخل ہونے سے پیشتر اس نے کاؤنٹر انچارج کو بڑی سنجیدگی سے ہدایت کی تھی کہ جب تک وہ خود اجازت نہ دے اسے کسی حالت میں بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے۔

"آپ کیا پسند فرمائیں گے کوئی ٹھنڈا مشروب یا......؟"

"شکریہ ...... اگر مجھے ضرورت ہوئی تو تکلف نہیں کروں گا۔"

خان شہباز کے چہرے پر اس وقت الجھن اور غصے کی ملی جلی کیفیت طاری تھی۔ فیصل اسے بطور خاص محسوس کر رہا تھا۔ عام حالات میں اس نے خان شہباز کو ہمیشہ بہت مطمئن نڈر اور بے خوف پایا تھا۔ اپنے پیشے میں وسیع تجربے کی وجہ سے اسے پورا عبور حاصل تھا یوں بھی ہاتھ پیر کے اعتبار سے وہ مضبوط قویٰ کا مالک تھا۔ اس کی آنکھوں سے سخت گیری کی علامتیں بھی جھلکتی تھیں بظاہر وہ گاہکوں کے ساتھ بے حد مہذب برتاؤ کرنے کا عادی تھا لیکن اس کے باوجود وہ بوقت ضرورت کسی گرگٹ ہی کی طرح رنگ بدلنے میں پوری مہارت بھی رکھتا تھا۔

آفس میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھنے کے بعد وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر اس نے کم و بیش وہی باتیں بتائیں جو فیصل جولیا کی زبانی سن چکا تھا البتہ اڈگر کے پتے بدلنے والی تفصیل سن کر وہ بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"ون منٹ......" فیصل نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ اڈگر

نے پہلی بار پتے اٹھانے کے بعد تینوں پتوں کو ٹھیک طور سے دیکھا تھا یا محض دو اکے دیکھ کر ہی......"

"بات اگر اڈگر کے بیان کی ہوتی تو شاید میں بھی وہی نتیجہ اخذ کرتا جو آپ کے ذہن میں ابھرا ہے لیکن اس وقت میں بذات خود اڈگر کے قریب تھا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس کے ہاتھ میں تین اکے دیکھے تھے جو بعد میں پراسرار طور پر بدل گئے۔"

"تم کہتے ہو تو تسلیم کئے لیتا ہوں ورنہ اڈگر کے بارے میں تھوڑا بہت میں بھی جانتا ہوں وہ اچھی ریپوٹیشن کا مالک نہیں ہے۔"

میں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں۔" خان شہباز نے سنجیدگی سے کہا پھر بولا۔ "اگر معاملہ صرف اڈگر کی حد تک محدود رہتا تو میں یہ سوچ کر بات کو نظر انداز کر دیتا کہ ممکن ہے میری آنکھوں نے دھوکا کھایا ہو لیکن بات صرف اڈگر تک نہیں رہی اس قسم کا حیرت انگیز واقعہ خود میرے ساتھ پیش آ چکا ہے......۔"

"میں سمجھا نہیں......" فیصل نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"ملازمت اختیار کرنے سے پیشتر میں بھی شارپنگ کے ذریعہ گزر اوقات کرتا تھا۔" خان شہباز نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا میں اپنے ماضی کے اوراق کو الٹنا نہیں چاہتا پرنس .... لیکن آپ میری بات پر اعتماد کریں اڈگر شارپنگ کے معاملے میں ابھی طفل مکتب ہے۔"

"اوہ ...... تو گویا تمہارے ساتھ بھی وہی حادثہ پیش آیا جو پہلے اڈگر کے ساتھ پیش آ چکا تھا۔"

"میں آپ کو یہی بتانا چاہتا ہوں۔" خان شہباز تیزی سے بولا۔ "اگر اڈگر والا واقعہ میری نظروں سے نہ گزرا ہوتا تو شاید میں اپنی تمام جمع پونجی اسی ایک بازی پر گنوا دیتا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا توشی کے پتے اٹھانے کے بعد میں نے صرف تین چالیں چلی تھیں پھر میں پیک ہو گیا۔ آپ یقین کریں پرنس میرے پاس تین بیگمیں تھیں اصولی طور پر میرے پیک ہوجانے کے بعد توشی کو اپنے پتے شو کروانے کی ضرورت نہیں تھی لیکن جانتے ہیں اس نے کیا کیا ...... جیت کی رقم سمیٹنے کے بعد اس نے اپنے پتے شو کرائے تھے اور ...... اسکے پاس بھی تین بیگمات ہی تھیں میں خون کا گھونٹ پی کر بات کو ٹال گیا لیکن میز چھوڑنے سے پیشتر میں تمام پتے سمیٹ کر وہاں سے اٹھا تھا ...... اس وقت توشی کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی ...... اس کا آخری جملہ ابھی تک میرے کانوں میں

گونج رہا ہے اس نے کہا تھا کہ رانیاں صرف رانیوں کے پاس اچھی لگتی ہیں مرد انہیں جلدی گنوا دیتے ہیں ...... میں اس کے جملے کا مفہوم سمجھ کر تلملا اٹھا لیکن میری پوزیشن ایسی نہیں تھی کہ کوئی ہنگامہ کھڑا کر سکتا۔ مجبوراً" اپنی بے بسی پر مسکراتا ہوا میز سے اٹھ گیا پھر میں نے اپنے دفتر میں آکر تاش کے ایک ایک پتے کو غور سے دیکھا انہیں گنا وہ تعداد میں پورے باون تھے اور گڈی میں صرف چار بیگمیں موجود تھیں ......"

"حیرت انگیز اور ناقابل یقین بات ہے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ توشی پراسرار قوتوں کی مالک ہے؟"

"ہو سکتا ہے کہ توشی کے بجائے فرازو نادیدہ قوتوں کامالک ہو لیکن اگر حالات یہی رہے تو بگ باس سب سے پہلے میری چھٹی کرے گا اور اس کے بعد عجب نہیں کہ کیسینو کو بھی......"

"میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔" فیصل نے کہا پھر کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے دریافت کیا۔ "تم نے مجھے کس مقصد کے لئے یہاں آنے کی دعوت دی ہے؟"

"مجھے اپنی بربادی کے دن قریب آتے دکھائی دے رہے ہیں لیکن میری ایک خواہش ہے کہ آپ اسے میری آخری خواہش سمجھ کر پورا کریں میں چاہتا ہوں کہ صرف ایک بار آپ توشی کے ساتھ کسی بھی آئٹم میں داؤ لگا کر قسمت آزمائی کر لیں ...... پلیز پرنس میری درخواست رد نہ کیجئے گا ممکن ہے یہ محض دل کا بہلاوا ہو لیکن ...... نہ جانے کیوں مجھے یقین ہے کہ وہ آپ سے نہیں جیت سکے گی۔"

"خان شہباز......" فیصل نے اس بار اسے سپاٹ لہجے میں مخاطب کیا۔ "تم مجھے کیا سمجھتے ہو ...... کیا میں پروفیشنل ہوں؟"

فیصل کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے خان شہباز کی بات ناگوار گزری ہے۔ خان شہباز کا اس موقع پر بوکھلا جانا قدرتی امر تھا اس نے بہت غور و فکر کے بعد توشی کے مقابلے پر فیصل کو کھڑا کرنے کا فیصلہ کیا تھا کہ اگر فیصل نے اس کی درخواست قبول کر لی تو توشی کی جیت کا سلسلہ ختم ہو سکتا ہے۔ لیکن فیصل کے جواب نے اسے مایوسی سے دوچار کر دیا اسے اپنا مستقبل ڈوبتا نظر آ رہا تھا جسے وہ ہر قیمت پر محفوظ رکھنے کا خواہش مند تھا۔

فیصل کی نظریں خان شہباز کے چہرے کے بدلتے تاثرات محسوس کر رہی تھیں اسے احساس ہو رہا تھا کہ یکلخت اس کے تلخ رویے نے خان شہباز کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے لیکن ابھی وہ اسے تسلی دینے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ خان شہباز دروازے پر

ہونے والی آہٹ سن کر یکلخت اٹھ کھڑا ہوا پھر فیصل نے اس کی تیور بدلتے ہوئے دیکھے اس کے چہرے پر اچانک درندگی اور کرختگی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے تھے اس کی خونخوار اور شعلہ بار نگاہیں دروازے پر مرکوز تھیں جہاں فزارو سینہ تانے کھڑا اسے حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا.........



خان شہباز کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا اس کا بھڑک اٹھنا قدرتی بات تھی' اس نے فزارو کی بے جا مداخلت کو بڑی شدت سے محسوس کیا تھا' ایسی صورت میں جبکہ اس نے اپنے ماتحتوں کو تاکید کر دی تھی کہ اسے کسی قیمت پر ڈسٹرب نہ کیا جائے ' بالخصوص فزارو کی وہاں آمد نے جلتی پر تیل ہی کا کام انجام دیا۔ خان شہباز کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ بڑی مشکل سے خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا ہے ' شاید فیصل کی موجودگی اس کے آڑے آ رہی تھی' دوسری شکل میں غالباً وہ انجام کی پرواہ کیے بغیر ہی فزارو سے دست و گریباں ہو چکا ہوتا۔

فیصل خاموشی سے صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا۔ کچھ دیر تک وہ دونوں ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے دیکھتے رہے پھر گفتگو کی ابتدا فزارو کی طرف سے ہوئی۔

"میرا خیال ہے کہ میں نے اس وقت تمہیں ڈسٹرب کیا۔ تمہارے آدمیوں نے مجھ روکنے کی ناکام کوشش کی تھی لیکن مجھے مجبوراً یہاں تک آنا پڑا۔"

"کام کی نوعیت کیا ہے؟" خان شہباز نے سرد لہجے میں پوچھا۔

" تم نے مجھے بتایا تھا کہ کیسینو میں تمہاری حیثیت فلور انچارج کی ہے اسی حوالے سے تمہیں ایک ضروری مشورہ دینا چاہتا ہوں۔ فزارو نے ایک اچٹتی نظر فیصل پر ڈالتے ہوئے خشک آواز میں جواب دیا اپنے آدمیوں کو تاکید کر دو کہ وہ دوبارہ مجھے چھیڑنے کی کوشش نہ کریں ورنہ ان کا انجام ہولناک ہوگا۔"

"کیا مطلب.........؟" خان شہباز نے ہاتھ ملتے ہوئے فزارو کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"مطلب سمجھنے کے لئے تمہیں باتھ روم تک جانا ہو گا جہاں گیارہ نمبر میں اوڈگر پڑا ہے یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس کی پسلی کی ہڈیاں سلامت ہیں یا......"

فزارو نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا' پھر اس نے وہاں مزید رکنے کی ضرورت محسوس نہیں کی خان شہباز کو گھورتا ہوا الٹے قدموں واپس چلا گیا تھا۔

"دیکھ لیا پرنس آپ نے..................؟ فزارو کے جانے کے بعد خان شہباز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "مستقبل کی فکر انسان کو کس قدر بزدل بنا دیتی ہے لیکن اب مجھے کوئی نہ کوئی جوابی کارروائی کرنی پڑے گی۔"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔" فیصل نے سنجیدگی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "جلدبازی میں کئے گئے فیصلے انسان کے لئے کبھی سود مند ثابت نہیں ہوتے میں تمہیں دوراندیشی سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔"

" "میری خاموشی اسے اور شیر کر دے گی۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اگر اس وقت مصلحت سے کام لو تو فزارو کی شخصیت کا معمہ حل ہو سکتا ہے اس کی دوستی تمہیں توشی کی طرف سے پیدا ہونے والی الجھن سے بھی نجات دلا سکتی ہے۔" فیصل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" میری درخواست کے بارے میں آپ نے کیا فیصلہ کیا..................؟" خان شہباز کے لہجے میں عاجزی تھی۔

"اس وقت مجھے ایک کاروباری میٹنگ میں شرکت کرنی ہے تمہاری درخواست پر کسی وقت فرصت میں غور کروں گا۔"

فیصل کے جانے کے بعد خان شہباز لمبے لمبے قدم اٹھاتا باہر آ گیا پھر وہ سیدھا باتھ روم کی طرف گیا جہاں گیارہ نمبر میں اڈگر دیوار کے سہارے گٹھری بنا بے سدھ پڑا تھا' فزارو نے غلط نہیں کہا تھا' بے ہوشی کے عالم سے دوچار ہونے کے باوجود اٹھاتے وقت اڈگر کے جسم میں کپکپی سی دوڑ گئی تھی 'کیسینو کی شہرت کا معاملہ تھا اس لئے خان شہباز نے اسے اپنے آدمیوں کے ذریعے پچھلے دروازے سے اسپتال کے لئے روانہ کر دیا پھر وہ اپنے خاص ماتحت رمضان کی طرف متوجہ ہوا جو راجو کے نام سے مشہور تھا۔

"تم کہاں تھے؟ کیا میں نے تمہیں سائے کی طرح فزارو کے پیچھے لگا رہنے کی تاکید نہیں کی تھی؟"

"مجھے خود حیرت ہے باس! راجو نے جلدی سے کہا میں راہداری تک اس کے تعاقب میں ہی تھا مگر اڈگر شاید پہلے سے باتھ روم میں موجود تھا..................۔ ممکن ہے اس نے فزارو کو تنہا پا کر دل کی بھڑاس نکالنے کی کوشش کی ہو اور چوٹ کھا گیا ہو۔"

"توشی اس وقت کہاں تھی میں نے ادھر آتے ہوئے اسے ہال میں نہیں

دیکھا۔"

" آپ شاید بھول رہے ہیں باس۔" راجو نے اسے یاد دلایا۔ "آج اتوار ہے اور اتوار کے روز وہ صرف اپنے کمرے تک محدود رہتی ہے۔"

"اوہ.................." خان شہباز نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ پھر بولا۔ "تم اسپتال میں جا کر اڈگر کو دیکھو..................۔ کوشش کرنا کہ کیسینو کا نام درمیان میں نہ آنے پائے ....۔ بگ باس کو اپنے آدمیوں سے زیادہ اپنے کاروبار کی شہرت عزیز ہے۔"

راجو کو اسپتال روانہ کرنے کے بعد وہ ہال میں آیا' فزارو کی جسارت نے اس کے اعصاب پر گہرا اثر ڈالا تھا اگر اس وقت اس کے آفس میں فیصل موجود نہ ہوتا تو شاید وہ نتائج کی پرواہ کئے بغیر فزارو کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کرتا' خان شہباز کا ماضی ایسے کئی واقعات سے عبارت تھا جب اس نے اپنے حریف کو ٹھکانے لگانے کے معاملے میں بڑی بے جگری اور دلیری کا ثبوت دیا تھا لیکن شادی کے بعد اس نے ملازمت کر لی تھی اور اب ایک بیٹے کا مستقبل بھی اس کی ذات سے وابستہ ہو گیا تھا۔

خاصی دیر تک وہ حالات پر غور کرتا رہا پھر اس نے پرنس کے مشورے پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا فزارو سے دوستی کر کے وہ اپنی بہت ساری مشکلات پر قابو پا سکتا تھا وقت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ وہ زور بازو کے بجائے عیاری سے کام لے کر اپنے حریف کو زیر کرتا' اس نے ہال میں فزارو کو تلاش کیا' فزارو وہاں موجود نہیں تھا' ایک ماتحت نے بتایا کہ فزارو اس کے آفس سے نکلنے کے بعد رہائشی کمروں کی طرف گیا تھا' خان شہباز توشی کو بھی دیکھنا چاہتا تھا جو اتوار کے روز صرف اپنے کمرے تک محدود رہتی تھی.......... اس نے ہوٹل کے عملے کو سخت ہدایت دے رکھی تھی کہ اتوار کے روز کوئی اس کے سکون میں مداخلت نہ کرے' فون کال آئے تو اسے بھی کنیکٹ نہ کیا جائے....... آخر کیوں؟ اتوار کے دن میں آخر ایسی کیا بات تھی جو توشی کو دنیا کی تمام مصروفیات سے کنارہ کش ہونے پر مجبور کر دیتی تھی؟

خان شہباز اپنے خیالوں میں ڈوبا رہائشی حصے کی طرف گیا تو فزارو اسے اپنے کمرے میں ہی ملا' دروازہ کھولنے کے بعد اس نے خان شہباز کو ایک ثانئے کے لئے ناگوار نظروں سے گھورا پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' خان شہباز کو راستہ دینے کے لئے وہ ایک طرف ہٹ گیا پھر اس نے دروازہ اندر سے بولٹ کرنے کے بعد

کہا میں نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا کہ تم اوگر کی کیفیت دیکھنے کے بعد فوراً ہی یہاں تک دوڑے چلے آؤ گے ویسے میں تم سے اس کی خیریت دریافت کرنے کی کوشش نہیں کروں گا کسی دشمن کو اس کی حماقت کی سزا دینے کے بعد اس کی خیریت دریافت کرنا میرے اصول کے خلاف ہے' کیا تم میرے اصول سے اتفاق کرو گے؟"

"میرا خیال ہے کہ اوگر کے لئے یہ سبق کافی ہوگا" صحت مند ہونے کے بعد شاید وہ بلیومون کا رخ کرنے کی حماقت دوبارہ نہیں کرے گا' خان شہباز نے لاپروائی کامظاہرہ کیا پھرجلدی سے گفتگو کارخ تبدیل کرتے ہوئے بولا۔"

"میں اس وقت ایک ضروری مقصد کے تحت آیا ہوں۔"

"کہو.................. میں سن رہا ہوں۔" فزارو نے اسے گھورتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"آپ نے اس روز مونا کے سلسلے میں جوپیش گوئی کی تھی وہ درست ثابت ہوئی .... آپ کے کاؤنٹر سے ہٹنے کے ٹھیک پندرہ منٹ بعد ہی اسے اپنے والد کافون ریسیو ہوا تھا جس نے مونا کواس کے خریدے ہوئے لاٹری کے ٹکٹ پر بیس لاکھ کا بمپر پرائز ملنے کی خوشخبری دی تھی۔"

"ہاں.................." وہ رقم میں نے اسے بطور انعام فراہم کی تھی۔"

"آپ نے ...." خان شہباز نے چونکنے کی بڑی شاندار اداکاری کی۔ میں.................. میں سمجھا نہیں بھلا آپ کو اس کے انعام نکلنے کی اطلاع قبل از وقت کس طرح ہوگئی؟"

"میں مستقبل میں جھانکنے کی طاقت رکھتا ہوں مائی ڈیر۔" فزارو نے مسکرا کر جواب دیا پھر یکلخت سنجیدہ ہوگیا۔" صرف مستقبل ہی نہیں .... میں دلوں کی گہرائی کے سربستہ راز بھی بے نقاب کر سکتا ہوں .... کیا تم میری زبانی یہ سننا پسند کرو گے اس وقت تم میرے پاس کس مقصد کے تحت آئے ہو؟"

"میں.................. آپ سے دوستی کا متمنی ہوں۔"

"گڈ.................. مجھے خوشی ہے کہ تم نے دورغ سے کام نہیں لیا لیکن ایک بات کان کھول کرسن لو' فزارو کے ساتھ عیاری کرنے کا انجام ہمیشہ بڑا بھیانک ثابت ہوا ہے تم اس کاتصور بھی نہیں کر سکتے" فزارو کی آنکھوں میں پر اسرار چمک پیدا ہو کر گہری ہوتی چلی گئی' وہ پلکیں جھپکائے بغیر خان شہباز کو گھورتا رہا۔

"مجھے صرف اپنے مستقبل کا تحفظ درکار ہے خان شہباز نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"تمہاری ملازمت اور تمہارا مستقبل دونوں محفوظ رہے گا میں اس کی ضمانت دیتا ہوں لیکن اس کے لئے تمہیں میرے اشاروں پر چلنا ہوگا۔" فزارو کا لہجہ تحکمانہ ہو گیا۔ "بولو .... کیا تمہیں منظور ہے۔"

"مجھے کیاکرنا ہوگا .... خان شہباز نے کسی ہارے ہوئے جواری کے انداز میں پوچھا' فزارو کی آنکھوں میں شیطانی قوتوں کا رقص دیکھ کر وہ کانپ اٹھا .... نادیدہ قوتوں سے مقابلہ کرنا اس کے اختیار سے باہر تھا۔

"فی الحال میرے کمرے سے نکل جاؤ اور سنو' جب تک میں اجازت نہ دوں تم میرے سائے سے بھی قریب ہونے کی جسارت نہ کرنا' فزارو کے سلسلے میں اپنی گندی زبان بند ہی رکھنا ....۔ یہ میرا پہلا حکم ہے ....۔ ناؤ گیٹ آوٹ مائی سائٹ۔"

فزارو نے حقارت آمیز لہجے میں اسے دھتکار دیا' خان شہباز نے جواب میں کچھ کہنے کی حماقت نہیں کی وہ فزارو کی سحرانگیز شخصیت سے بری طرح خوفزدہ ہوگیا تھا اس لئے خاموشی سے ایڑیوں کے بل پلٹا اور نظریں جھکائے کمرے سے باہرچلاگیا۔

○

وہ اپنے کمرے کے درمیان فرش پر آلتی پالتی مارے یوگا کے انداز میں بیٹھی تھی' کھلے ہوئے بالوں کی لٹیں سیاہ ناگنوں کی طرح کندن جیسے دمکتے جسم پر لہرا رہی تھیں اس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر مضبوطی سے جما رکھے تھے' اس کا تراشیدہ جسم اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ جسمانی نشو و نما کو برقرار رکھنے کی خاطر کوئی مشق کر رہی ہے اس نے اپنی سانس بھی روک رکھی تھی اس کے اعضاء بے حس و حرکت دکھائی دے رہے تھے' پہلی نظر میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ مرمر سے تراشیدہ کوئی بت ہے جسے نگاہوں کو خیرہ کرنے کی خاطر کمرے کے بیچوں بیچ دبیز قالین پر دیدہ و دانستہ سجا دیا گیا ہے۔

بڑی دیر تک وہ اسی ایک انداز میں آنکھیں بند کئے ساکت و جامد بیٹھی رہی پھر اس

کی دراز پلکوں کو جنبش ہوئی یکلخت اس نے آنکھیں کھول دیں اور سامنے دیوار گیر کلاک کو ٹکٹکی باندھے گھورنے لگی' اس کا سپاٹ چہرہ اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا لیکن آنکھوں میں تیرنے والی سرخی بتا رہی تھی کہ وہ الجھن سے دوچار ہے۔

کمرے میں گہرا اور پرہول سناٹا طاری تھا' کلاک کی ٹک ٹک کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سیاہ ڈھیلے بھی دائیں بائیں حرکت کر رہے تھے' وہ پلکیں جھپکائے بغیر گھڑی کے پنڈولم کو دیکھے جا رہی تھی اس کے مساموں سے پھوٹنے والے پسینے کے ننھے منے قطرے تیز روشنی میں انمول نگینوں کی مانند چمک رہے تھے۔

اچانک کلاک نے کھڑکھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ بجنا شروع کیا تو اس کی آنکھوں میں وحشت ابھر آئی ٹن ٹن ٹن گھنٹے کی آواز کمرے کے سکوت میں ابھر کر ڈوبی تو اس نے جسم کا تناؤ ختم ہو گیا عبادت کے انداز میں اس نے اپنے جسم کو آگے کی سمت تھوڑا سا خم کیا پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اس کی نظریں کلاک سے ہٹ کر اس تصویر پر جم گئیں جو بیڈ سائڈ ٹیبل پر گہرے سیاہ رنگ کے فریم میں موجود تھی یہ ایک سیاہ فام حبشی بوڑھے کی تصویر تھی جس کی عمر یقیناً اسی سال سے تجاوز کر چکی تھی۔

وہ کسی درخت کے تنے سے لگا کھڑا تھا طویل العمری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا تھا کہ اس کے جسم کا گوشت جھریوں کی شکل میں ہڈیوں کا ساتھ چھوڑ کر لٹکتا نظر آ رہا تھا' وہ دبلا پتلا نحیف ولاغر نظر آ رہا تھا اس کی آنکھیں حلقوں کے اندر دھنسی ہوئی تھیں لیکن ان سے سفاکی اور درندگی جھلکتی تھی اس کے جسم پر مختلف رنگوں سے قدیم زمانے کے حشرات الارض کی خوفناک تصویریں بنی ہوئی تھیں' گلے میں ہڈیوں کی مالائیں مردہ جانوروں کی بے ہنگم کھوپڑیاں اور ہاتھی دانت کے کڑے لٹک رہے تھے۔

توشی کی نظریں فریم شدہ تصویر پر مرکوز تھیں' پھر کمرے کے سکوت میں ڈھول بجنے کی مدھم آوازیں ابھرنی شروع ہوئیں' ڈم ڈم ڈھبا ڈھب ڈم ڈم ڈھباڈھب' یہ آوازیں بہت دور سے آتی محسوس ہو رہی تھیں پھر جیسے جیسے بے ہنگم آوازوں کا شور تیزی اختیار کرتا گیا' توشی کی وحشتوں میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا رکھا تھا اس کے چہرے پر ابھرنے والے ناگوار تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ زبردستی ان آوازوں کو برداشت کر رہی ہے آوازوں کا شور و غل [illegible] جاری رہا پھر وہ مدھم پڑنے لگیں۔

"ترشولی..................." اچانک ڈم ڈم ڈھاب ڈھبا کی مدھم آوازوں کے درمیان کسی بوڑھے کی نحیف آواز ابھری۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے راستے سے بھٹک رہی ہے

تیرے قدم ڈگمگانے لگے ہیں۔"

"ہاں..................." جواب میں توشی کے ساکت ہونٹوں کو مشینی انداز میں جنبش ہوئی وہ تصویر ہی سے مخاطب تھی۔ "مجھے وہ راستے پسند نہیں جو تم نے میرے لئے انتخاب کئے ہیں۔"

"ترشولی..................... زبان کو لگام دے تو دیوتاؤں کی مقدس امانت ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ روشنیوں نے تیری آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دی ہے تو بھول رہی ہے کہ تو نے تاریک براعظم کے ایک ایسے گمنام جزیرے میں جنم لیا ہے جسے دیوتاؤں کی عظیم قوتوں نے ابھی تک مہذب دنیا کے لوگوں کی نظروں سے روپوش کر رکھا ہے۔"

"میں جانتی ہوں .... لیکن....................."

"لیکن کیا .... کیا تو دیوتاؤں کے حکم سے انکار کر سکتی ہے۔"

"ڈیڈ ...." توشی نے احتجاج کیا۔ "اگر تمہیں مجھے دیوتاؤں کے حکم پر چلانا تھا تو پھر مجھے اعلیٰ تعلیم کیوں دلوائی تھی تہذیب کی روشن راہوں پر چلنے کے بعد اب میں دوبارہ گھپ اندھیروں اور ضعیف الاعتقادی کی باتوں پر ....۔"

"ترشولی! یکلخت کمرے میں ابھرنے والی آواز میں گھن گرج پیدا ہو گئی میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغاوت پر آمادہ ہو رہی ہے۔"

"میں کبھی ترشولی تھی مگر اب میرا نام توشی ہے۔"

"صرف اس دنیا کی حد تک جس نے تجھے گمراہ کر دیا ہے' مقدس دیوتاؤں کی نظروں میں تو ہمیشہ ترشولی ہی رہے گی۔"

"مجھے یہ زندگی پسند نہیں میں شعبدوں سے تنگ آ چکی ہوں۔"

"میں کہتا ہوں زبان کو لگام دے ....۔ تو دیوتاؤں کی عظیم قوتوں کو شعبدہ بازی کا نام دے کر گستاخی کی مرتکب ہو رہی ہے' شاید تو نہیں جانتی کہ لازوال طاقتیں فاصلوں کی قید سے آزاد ہوتی ہیں وہ جو مردہ جسموں میں حرکت پیدا کرنے کی قوت رکھتے ہیں قابل پرستش ہوتے ہیں ....۔ تجھے ہر حال میں ان کے آگے سر جھکانا ہو گا۔"

"اور اگر میں انکار کر دوں تو؟"

توشی نے سرد لہجے میں سوال کیا....................؟ اس کی آنکھیں بدستور سیاہ فام بوڑھے کی تصویر پر جمی ہوئی تھیں لیکن پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا سوال سن کر

کمرے کے در و دیوار لرز اٹھے ہوں' اگر وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھتی تو شاید خود بھی ان چیزوں کی طرح فرش پر ڈھیر ہو جاتی جو زلزلے کی کیفیت کے سبب دبیز قالین پر بکھر گئی تھیں پھر اس نے فریم شدہ تصویر کی پتلیوں کو آنکھوں کے حلقوں کے درمیان خوفناک انداز میں گردش کرتے دیکھا یہ اس کی نظر کا فریب نہیں تھا وہ سیاہ فام بوڑھے کی آنکھوں کو زندہ انسانوں کی طرح متحرک دیکھ رہی تھی ان آنکھوں میں بھیانک شعلوں کا رقص جاری تھا۔

پھر اس نے تصویر کے ہونٹوں کو جنبش کرتے دیکھا اس کے باپ کی مانوس مگر گرجدار آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "ترشولی میں تجھے آخری بار حکم دیتا ہوں' اپنی سرکشی سے باز آ جا' دیوتاؤں کے سامنے سرنگوں ' ہو جا ورنہ تیرا انجام بھیانک ہوگا' میری برسوں کی ریاضت اکارت ہو جائے گی مجھے دیوتاؤں سے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ واپس چھین لیا جائے گا ابھی وقت ہے سنبھل جا' وقت گزر جانے کے بعد پچھتاوؤں سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

توشی نے کوئی جواب نہیں دیا' تصویر کے متحرک ہونٹوں اور آنکھوں کی گردش کو حیرت بھری نظروں سے تکتی رہی' آج سے پیشتر اس نے اپنے جزیرے سے ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود صرف باپ کی آواز سنی تھی تصویر کے اعضاء کو پہلے کبھی حرکت کرتے نہیں دیکھا تھا۔

"کس سوچ میں گم ہے.......... تو نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"

"ڈیڈ............." توشی نے سنبھل کر جواب دیا۔ "میں دیوتاؤں اور عظیم قوتوں کے اشاروں پر چلنے کو تیار ہوں لیکن ایک شرط پر۔"

"کیسی شرط.............."

"میں شوالا سے شادی نہیں کروں گی۔"

"نہیں............. میں تیری شرط ماننے سے انکار کرتا ہوں' شوالا تیرا منگیتر ہے' اسے مقدس عقرب کی خوشنودی حاصل ہے' تیرا انکار عقرب دیوتا کو غضب ناک کر دے گا' دیوتاؤں کا عتاب تجھے کربناک عذاب سے دوچار کردے گا تیرا انجام ہولناک اور بھیانک ہوگا۔"

"کچھ بھی ہو .... توشی مر سکتی ہے لیکن شوالا سے شادی نہیں ....۔"

لیکن توشی اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی ' کمرے میں اچانک روشنیوں کا اتنا شدید طوفان امڈا کہ وہ سہم کر رہ گئی' خوفزدہ انداز میں تیزی سے دروازے کی جانب لپکی ' اس نے

دروازے کے ہینڈل پر اپنی گرفت جمائی وہ کمرے میں کوندتی روشنیوں کے سحر سے دور بھاگ جانا چاہتی تھی اس نے ہینڈل گھمانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکی نادیدہ قوتوں نے اس کے جسم کی ساری توانائی جیسے سلب کر لی تھی' اس کے تنفس کی رفتار تیز ہونے لگی' پھٹی پھٹی نظروں سے وہ کمرے میں چاروں طرف دیکھتی رہی' خوف سے اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا پھر یکلخت ایک تیز جھنکار کی آواز کے ساتھ بائیں جانب والی کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا ' اس کے ساتھ ہی توشی نے چیل اور گدھ سے مشابہ ایک عجیب الخلقت پرندے کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا جس کی خمیدہ چونچ اس کی جسامت کے مقابلے میں زیادہ بڑی تھی ' اس کی آنکھیں یوں چمک رہی تھیں جیسے اس کی پشت پر الاؤ دہک رہا ہو' کمرے میں داخل ہو کر وہ ایک لمحے تک پرواز کرتا رہا تھا پھر توشی کے سامنے فضا میں ایک جگہ معلق ہو کر رہ گیا ' اس کے پروں کی جنبش مشینی انداز میں جاری تھی جس سے پھڑ پھڑاہٹ کی بھیانک آوازیں پیدا ہو رہی تھیں۔"

"ترشولی ...." توشی کے کانوں میں اس کے باپ کی خوفزدہ آواز گونجی اپنی ضد چھوڑ دے .... شوالا کو دیوتاؤں کا قرب حاصل ہے مقدس عقرب نے اسے بے پناہ حیرت انگیز قوتوں سے نوازا ہے" ....

"ڈیڈ.................. میں .... مرجاؤں گی لیکن ...."

فضا میں معلق پرندے نے ایک زوردار آواز نکالی تو توشی سہم کر خاموش ہو گئی اس نے خوفزدہ نظروں سے پرندے کی جانب دیکھا پھر دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی' ان آنکھوں میں ایسا سحر تھا جس نے توشی کی قوت مدافعت کو پل بھر میں مفلوج کر دیا' وہ پلک جھپکتے میں پرندے کی روشن آنکھوں کی گہرائیوں میں ڈوبتی چلی گئی' اس کے جسم کا کھنچاؤ بتدریج ختم ہونے لگا پھریوں لگا جیسے وہ خواب بیداری کی کیفیت سے دوچار ہو ....۔

"ترشولی .... ۔ کمرے میں کسی دوسرے مرد کی آواز گونجی۔ کیا تو جانتی ہے کہ شوالا سے تیرا کیا رشتہ ہے۔"

"ہاں .... شوالا میرا منگیتر ہے توشی نے تھکے تھکے نڈھال لہجے میں جواب دیا۔"

" تیرا حسین جسم شوالا کی امانت ہے................ توشی کی نظریں بدستور عجیب الخلقت پرندے کی شعلہ اگلتی نظروں سے دوچار تھیں' بولنے کا انداز بتا رہا تھا جیسے وہ پوری طرح عمل تنویم کے زیراثر ہو۔

دنیا کی کوئی ....ـ
" تو جانتی ہے کہ شوالا مقدس عقرب کا پجاری ہے
شے اس کی دسترس سے دور نہیں ' شوالا ہر ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے' وہ لازوال قوتوں کا
مالک ہے۔"

"توشی بدستور کمرے میں گونجنے والی آواز کے جملوں کو دہراتی رہی۔
" اب تجھے آرام کی ضرورت ہے .... طویل نیند تیرے تھکے ہوئے
اعصاب کو پرسکون کر دے گی لیکن ایک بات یاد رکھنا .... تیرا لہکتا ہوا تراشیدہ
جسم ....ـ تیرے خوبصورت ہونٹ .... تیری مخمور نگاہیں اور دراز
گیسو' یہ سب شوالا کے لئے مخصوص ہیں .... تو صرف شوالا کی امانت ہے
.... یہ بات ہر لمحہ تیرے ذہن میں گونجتی رہے گی .... جا اپنے نرم
بستر پر لیٹ کر نیند کی پرسکون وادیوں میں گم ہو جا..............

توشی نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی بیڈ کے قریب گئی پھر
شوالا کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اس نے بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کرلیں' عجیب الخلقت
پرندہ کچھ دیر فضا میں معلق پر پھڑپھڑاتا رہا پھر پرواز کرتا ہوا کھڑکی کے راستے باہر نکل گیا۔"



خان شہباز اپنے آفس میں بیٹھا بے تحاشا پی رہا تھا عام' طور پر وہ ڈیوٹی کے اوقات میں
"ایک یا دو پیگ سے زیادہ نہیں پیتا تھا لیکن اس وقت وہ پانچواں گلاس تیار کر رہا تھا اس کے
ذہن میں فزارو کی شخصیت کے مختلف پہلو ابھر رہے تھے اس کے ساتھ ہی وہ اپنے آپ کو
ملامت بھی کر رہا تھا' کیسینو کی دنیا میں بیس سال کے دوران وہ سینکڑوں بار خطرناک مرحلوں
سے گزرا تھا لیکن اس نے کبھی حالات کے سامنے گردن نہیں جھکائی تھی مگر فزارو کے سامنے
اس کی زبان گنگ ہو گئی تھی ' کچھ ڈھلتی عمر کا تقاضا تھا کچھ بیوی اور ایک جوان بیٹے کے
مستقبل کی فکر دامن گیر تھی جس نے شاید اسے بزدل بنادیا تھا۔

وہ حالات کے نشیب و فراز پر سنجیدگی سے غور کر رہا تھا' اسے یقین تھا کہ موت برحق
ہے اس کے لئے توشی یا فزارو کا خوف محض اس کی خام خیالی تھی۔ سڑک عبور کرتے ہوئے
کسی تیز رفتار کار کی زد میں آکر بھی وہ موت کا شکار ہو سکتا تھا' کوئی معمولی سا حادثہ بھی
موت کا بہانہ بن سکتا تھا ....ـ پھر اس نے فزارو کے سامنے اپنے مستقبل اور

زندگی کی ضمانت کے پیش نظر بزدلی کا ثبوت کیوں دیا .... کیا وہ سچ مچ بزدل ہو
گیا تھا یا پراسرار اور نادیدہ قوتوں نے اسے سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا تھا' اسی گتھی کو
سلجھانے میں وہ الجھتا جا رہا تھا' فزارو نے اس کے مستقبل اور ملازمت کے تحفظ کی ضمانت دی
تھی مگر کیا وہ اتنا ہی طاقت ور تھا کہ موت کے اٹل لمحے کو بھی ٹال سکتا تھا؟ ....
نہیں.......... ہرگز نہیں؟ خان شہباز کی کسی اندرونی قوت نے اس کے ضمیر کو بری طرح
جھنجوڑا موت برحق ہے.......... وہ ایک لمحہ جو لوح محفوظ پر رقم ہے اسے دنیا کی کوئی
قوت نہیں مٹا سکتی.......... فزارو اور توشی بھی نہیں۔"

پانچواں گلاس ایک ہی گھونٹ میں حلق کے نیچے اتارتا ہوا وہ ریوالونگ چیئر کی نشست
سے ٹک گیا' اس کی نگاہیں خلاء میں گھور رہی تھیں لیکن ذہن میں بس ایک ہی خیال
صدائے بازگشت بن کر گونج رہا تھا.......... اسے فزارو کو ختم کر دینا چاہئے.......... خواہ
اس کا انجام کچھ ہی ہو........

اچانک اس کا خاص ماتحت راجو دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو خان شہباز کی پیشانی
پر سلوٹیں پیدا ہوگئیں' اسے اس وقت راجو کی مداخلت بھی ناگوار گزری تھی۔

"باس.......... اڈگر کی حالت خطرے سے باہر نہیں ہے' ڈاکٹروں کا خیال ہے
کہ.........."

"جہنم میں گیا اڈگر.......... خان شہباز نے جھلا کر کہا۔ "تم نے پولیس میں کیا
رپورٹ درج کرائی ہے؟

" میں نے بلیو مون کا نام درمیان میں نہیں آنے دیا لیکن پولیس اڈگر کے ہوش میں
آنے کے بعد اس کا بیان ضرور لے گی۔"

"راجو.........." شہباز نے غضب ناک نظروں سے گھورا۔ "بگ باس کو دولت
سے زیادہ بلیو مون کی شہرت عزیز ہے۔" "

" آپ مطمئن رہیں باس.......... میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا' وہی ہو گا جو آپ
چاہتے ہیں۔" راجو نے جلدی سے جواب دیا' پھر تھوڑے توقف سے بولا بلیو مون کے
سپروائزر نے ابھی مجھے ایک حیرت انگیز خبر سنائی ہے۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ میں کیسینو کا فلور انچارج ہوں' بلیو مون کے معاملات سے
مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔"

" اس خبر کا تعلق توشی کی ذات سے ہے۔" راجو نے وضاحت کی پھر اپنا سلسلہ کلام

جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "سپروائزر کا بیان ہے کہ آج دوپہر تین بجے جب وہ منیجر کے حکم پر کچھ خاص مہمانوں کو ایئرپورٹ چھوڑ کر واپس بلیومون پہنچا تو گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے ایک گدھ نما پرندے کو توشی کے رہائشی کمرے کی کھڑکی سے اندر داخل ہوتے دیکھا' اس کا بیان ہے کہ کھڑکی کا شیشہ ٹوٹنے کی آواز سن کر ہی وہ اس طرف متوجہ ہوا تھا۔

خان شہباز توشی کا نام سن کر پوری توجہ سے راجو کی بات سننے لگا۔

" سپروائزر نے فوری طور پر اس حادثے کی اطلاع منیجر کو دی پھر اس کی ہدایت پر وہ توشی کی خیریت دریافت کرنے کی خاطر ایک ماتحت کے ساتھ اس کے کمرے پر گیا دروازے پر متعدد بار دستک دینے کے باوجود جب اندر سے کوئی جواب نہیں ملا تو اسے تشویش لاحق ہوئی' فوری طور پر اس کے ذہن میں یہی خیال ابھرا کہ معاملہ چونکہ ایک غیر ملکی مہمان کا ہے اس لئے پولیس کو اطلاع کی جائے لیکن اس کے ماتحت نے مشورہ دیا کہ وہ اس کھڑکی کے راستے بھی اندر داخل ہو سکتے ہیں جس کا شیشہ پرندے کے ٹکرانے سے ٹوٹ چکا تھا سپروائزر کو ماتحت کا مشورہ پسند آیا لیکن جب راہداری عبور کر کے تیزی سے اس حصے کی طرف پہنچے جہاں سے کھڑکی تک رسائی ممکن تھی تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کھڑکی کا ٹوٹا ہوا شیشہ جسے سپروائزر کے علاوہ اس کے ماتحت نے بھی کچھ دیر پہلے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا پوری طرح صحیح سلامت فریم میں موجود تھا ...."

"پھر کیا ہوا ....؟" خان شہباز نے دلچسپی لیتے ہوئے سوال کیا' توشی کے حوالے سے یہ بات بھی اس کے علم میں تھی کہ وہ اتوار کے روز صرف اپنے کمرے تک محدود رہتی ہے' راجو کی زبانی کھڑکی کا شیشہ ٹوٹنے اور کسی پرندے کا کمرے میں داخل ہونے کا واقعہ سن کر اس کا تجسس بڑھ گیا۔

"سپروائزر نے دوبارہ منیجر کو حالات سے آگاہ کیا تو منیجر کی تشویش بڑھ گئی اس نے توشی کی سخت ہدایت کے باوجود فون پر کمرے سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی' ایک گھنٹے تک وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے کال کرتا رہا تب کہیں جا کر دوسری جانب سے توشی نے ریسیو اٹھایا' منیجر نے اس کی خیریت دریافت کی تو جواب میں وہ اس پر بری طرح برس پڑی پھر سلسلہ منقطع کر دیا گیا منیجر کا کہنا ہے کہ وہ گہری نیند سے بیدار ہوئی تھی۔"

راجو کے آفس سے جانے کے بعد خان شہباز کا ذہن ایک بار پھر فزارو اور توشی کی پراسرار شخصیتوں کے بارے میں سوچنے لگا پھر فون کی گھنٹی نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرلی' تیسری گھنٹی پر اس نے ریسیور اٹھا کر بڑے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ خان شہباز اسپیکنگ"

"کیوں اپنا سمے (وقت) برباد کر رہے ہو مہاشے۔" ریسیور پر دوسری جانب سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا میری مانو تو گھر جا کر اپنی سندر پتنی اور بالک کے ساتھ من بہلانے کی باتیں کرو' تم جن باتوں کی چنتا کر رہے ہو وہ تمہارے جیسے منش کے بس کا روگ نہیں۔"

"کون ہو تم؟" خان شہباز نے سنبھل کر سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"مجھے اپنا متر (دوست) ہی سمجھو' ناموں میں کیا دھرا ہے۔"

"فون کرنے کا مقصد..................؟"

" میری بات دھیان سے سنو' فزارو اور توشی کا گورکھ دھندا تمہاری بدھی (سمجھ) میں نہیں آئے گا وہ جو کھیل تماشے اور چمتکار دکھا رہے ہیں اس میں الجھ کر اپنے من کو بیاکل نہ کرو .... جو جھمیلا شروع ہوا ہے اس میں تمہاری حیثیت کیول (صرف) ایک مہرے جیسی ہے۔"

"فزارو نے میرے مستقبل کی ضمانت دی ہے۔" خان شہباز نے دوسری جانب سے بولنے والے کو کریدنے کی خاطر اندھیرے میں تیر چھوڑا۔

"جو اپنے مستقبل سے بے خبر ہو وہ بھلا دوسرے کی کیا سہائتا کرے گا...... کیا تم میری بات کا وشواش (یقین) کرو گے کہ فزارو کے جیون کے دن اب گنے چنے رہ گئے ہیں۔ اس کا انت بڑا بھیانک اور ہولناک ہوگا' دنیا کی کوئی شکتی اسے نہیں بچا سکے گی۔"

"توشی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

"ہر بات کی جان کاری اچھی نہیں ہوتی' دھیرج سے کام لو بالک...... کھیل تو اب شروع ہوگا۔"

"اس کھیل میں تمہارا کیا پارٹ ہوگا؟" خان شہباز نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا میں سمجھوں کہ تم بھی توشی کے ہاتھوں کوئی رقم ہارنے کے بعد مقابلے پر اتر آئے ہو۔"

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے پرنتو اتنا جان لو کہ اس سندری کی جیت کا سلسلہ بھی اب ختم ہونے والا ہے۔"

"اگر تمہاری کہی ہوئی باتیں درست ثابت ہوئیں تو میں تمام زندگی تمہارا احسان مند رہوں گا لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی تم نے توشی اور فزارو کے بارے میں یہ سب کچھ بتانے کے لئے میرا انتخاب کیوں کیا؟"

"مجھے وشواش تھا کہ تم یہ سوال اوش پوچھو گے۔ سنو' فزارو تم سے جو کام لینا چاہتا

ہے وہ بظاہر بہت سیدھا سادہ ہے لیکن اگر تم اس کے دھوکے میں آ گئے تو نہ صرف میرا کھیل بگڑ جائے گا بلکہ تم بھی سارا جیون اس کے چرنوں میں لوٹنے پر مجبور ہو جاؤ گے ؟"

"اوہ............ گویا میری ذات سے تمہارا مفاد بھی وابستہ ہے۔"

"تالی ایک ہاتھ سے نہیں.......... دو ہاتھوں سے بجتی ہے۔"

"اور اگر میں فزارو کے کام آ جاؤں تو............؟"

مورکھوں جیسی بات مت کرو اس بار قدرے درشت لہجے میں کہا گیا تم نہیں جانتے کہ اس سے کس سے بات کر رہے ہو۔ جان جاؤ گے تو تمہاری راتوں کی نیند خراب ہو جائے گی۔"

" خان شہباز نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں۔ تم اگر اتنے ہی بہادر ہوتے تو کھل کر سامنے آتے .... یوں چھپ کر فون نہ کرتے۔" خان شہباز نے پینترا بدل کر جواب دیا۔ "فزارو اور توشی کی قوتوں نے شاید تمہیں بھی خوفزدہ کر دیا ہے .... کیوں؟"

" مجھے تمہاری باتوں پر غصہ نہیں ' ہنسی آ رہی ہے ' تمہارا جیون جس رنگ میں بیتا ہے اس میں کھوٹ ہی کھوٹ بھرا ہے' پرنتو اتنا یاد رکھو تمہیں ہر حال میں میری آگیا کا پالن کرنا ہوگا۔"

"خان شہباز کی مدد درکار ہے تو کھل کر سودے بازی کرو' ہوسکتا ہے کہ میں تمہاری مشکل آسان کر سکوں۔"

"تم......... اور میری مشکل آسان کرو گے۔" مضحکہ خیز آواز میں کہا گیا۔

"فون میں نے نہیں.............. تم نے کیا ہے۔"

" تم اپنی اوقات سے بڑھ رہے ہو خان شہباز............ میں نے متر بن کر تمہاری سہائتا کرنی چاہی تھی اور تم میری شکتی کو للکار رہے ہو ۔"

"شما کر دو مہاراج۔" خان شہباز نے اس کے غصے کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "میں بھول گیا تھا کہ اس سمے میں ایک ایسے مہان اور بلوان منش سے گفتگو کر رہا ہوں جو فزارو کو شکست دینے کی خاطر میری دوستی کا طلب گار ہے۔"

"پاپی........... اپنی گندی زبان کو لگام دے تو نہیں جانتا کہ کس کا اپمان کر رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا شراپ (بددعا) تیرا جیون نشٹ (برباد) کر دے۔"

"اوہ.......... گویا آپ بھی مجھے میرے مستقبل سے ڈرانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔"

"بکواس بند کر.......... دوسری جانب سے سفاک لہجے میں کہا گیا میری بات دھیان سے سن لے۔" فزارو کی کالی شکتیاں ان لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں جن کے سروں پر تیرے دھرم کے بڑوں (بزرگوں) کا ہاتھ ہے' اسی کارن اس نے تجھے اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کی ہے.........."

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو............. خان شہباز نے اس بار سنجیدگی سے وضاحت چاہی۔"

"اس سمے میں تجھے آنے والے کل کے بارے میں نہیں بتا سکتا پرنتو خیال رہے............ تو نے اگر میرا کہا نہ مانا تو پچھتائے گا۔"

"کیاتم بھی فزارو کی طرح مستقبل میں جھانکنے کی صلاحیت رکھتے ہو۔" خان شہباز زہرخند سے بولا پھراپنے لئے دوسرا پیگ تیار کرنے لگا وہ ابھی تک دوسری جانب سے بات کرنے والے کی حیثیت اور اس کے فون کرنے کا مقصد نہیں سمجھ سکا تھا۔

"مورکھ.......... تو نہیں جانتا' وہ جو مہمان شکتی پراپت (حاصل) کر لیتے ہیں ان کی نظروں کے آگے سے تمام پردے سرک جاتے ہیں .... میں اس سمے یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے من کو شانت کرنے کے لئے نیاجام تیار کر رہا ہے۔"

خان شہباز ایک لمحے کو چونکا پھر مسکرایا۔

"کیوں .... اب چپ کیوں ہوگیا ...."

"جولوگ خان شہباز کو جانتے ہیں وہ اس بات سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ شراب کو پانی کی طرح پینا اس کی عادت ہے۔"

"لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ خان شہباز دو قتل کرنے کے باوجود ابھی تک پھانسی کے پھندے سے دور ہے۔"

"کون ہو تم ....؟ خان شہباز حیرت سے اچھل پڑا' اس کا سارا نشہ ایک ہی جملے سے ہرن ہو گیا۔

"بس............ اتنی جلدی چکرا گیا .... کیا اب یہ بھی سنے گا کہ تو نے اپنے مکان کے آنگن میں نیم تلے کسے دفن کیا تھا۔"

"مم........... میں.......... میں تمہاری ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔"

خان شہباز نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں تیزی سے کہا۔ آفس ایئرکنڈیشنڈ ہونے کے

باوجود اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے۔

"مجھے تیرے پلید کاموں سے کوئی سمبندھ نہیں............ تجھے کیول ایک بات دھیان میں رکھنی ہے تو فزارو کی کسی آگیا کا پالن نہیں کرے گا.......... میں وچن دیتا ہوں کہ اگر کالی شکتیوں نے تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں تیری مدد کروں گا۔"

"مم........... میں تم سے ملنا چاہتا ہوں پھر تم جو کہو گے وہی ہوگا۔"

"مجھے ملے بغیر بھی تو وہی کرے گا جو میں چاہوں گا.........."

اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے.......... ٹھیک ہے.......... لیکن وعدہ کرو کہ تم میرے نجی معاملات کے سلسلے میں اپنی زبان بند رکھو گے۔"

خان شہباز نے عاجزی سے درخواست کی لیکن دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

خان شہباز نے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح ریسیور کریڈل پر رکھا پھر اس نئی شخصیت کے بارے میں غور کرنے لگا جس نے نہ صرف فزارو کی بھیانک اور ہولناک موت کی پیش گوئی کی تھی بلکہ وہ اس کی نجی زندگی کے بہت سارے اہم اور سنگین رازوں سے بھی واقف تھا۔

آج مہینے کی سات تاریخ تھی اس لئے کیسینو کے ڈانسنگ فلور پر لوگوں کا اچھا خاصا ہجوم تھا جب سے بلیومون کی انتظامیہ نے سات تاریخ کو "لکی ڈرا" کی پیشر آف دی نائٹ" کے اہتمام کا اعلان کیا تھا مستقل ممبروں کے علاوہ خاص لوگوں نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا تھا چنانچہ اس وقت بھی وہاں شہر کی کریم اکٹھا تھی۔

فیصل کو اس قسم کے ہنگاموں سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی لیکن اپنے کلاس میٹ اور بچپن کے دوست جاوید کے بے حد اصرار پر وہاں چلا آیا تھا۔ جاوید کے ساتھ اس کی گرل فرینڈ امبرین زرق برق لباس پہنے موجود تھی' ہال میں موجود بیشتر افراد اپنی ساتھی پارٹنر کے ساتھ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے یا پھر موسیقی کی دھن پر ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے محو رقص تھے' جاوید اب تک دو راؤنڈز میں امبرین کے ساتھ حصہ لے چکا تھا اور اب فیصل کے ساتھ بیٹھا مشروبات سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"کیا بات ہے پرنس؟" امبرین نے فیصل کو مخاطب کیا۔ "کیا آج آپ ڈانس کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔"

"تم نہیں جانتیں امبرین!" جاوید نے کہا۔ "ہمارا پرنس خود سے کسی کو رقص کرنے کی درخواست پیش کرنے کے اصول کے خلاف ہے۔"

"او کے....." امبرین نے' بڑی شوخ نظروں سے فیصل کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "تیسرے راؤنڈ میں میں آپ سے رقص کی فرمائش کروں گی۔"

"کیوں----؟"

"سینے پر سانپ لوٹنا محاورہ ہی سہی لیکن سانپ بہرحال سانپ ہے جسے میں کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا۔"

جاوید نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ لیکن کہنے کا انداز ایسا تھا کہ امبرین اور فیصل دونوں ہی بے اختیار ہنس دیئے۔ ٹھیک اسی لمحے توشی نے فلور پر قدم رکھا تو بیشتر مردوں

کی نظریں اس کی جانب بھٹکنے لگیں۔ اس وقت توشی نے ہلکے آسمانی رنگ کا لباس زیب تن کر رکھا تھا جس میں وہ آسمان سے اتری ہوئی کوئی اپسرا معلوم ہو رہی تھی' بظاہر وہ تنہا تھی لیکن اس کے ہونٹوں کی فاخرانہ مسکراہٹ اور چلنے کا انداز بتا رہا تھاہ وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ سینکڑوں للچائی ہوئی نظریں اور دلوں کی مضطرب دھڑکنیں اس کا تعاقب کر رہی ہیں۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی میزوں کے درمیان بل کھاتی وہ کاؤنٹر کے قریب جا کر رک گئی۔

"ہیلو۔۔۔ہیلو۔۔۔" امبرین نے جاوید کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ تم بیٹھے بیٹھے کہاں گم ہوئے جا رہے ہو۔"

"اس ماہ لقا کی عشوہ طرازیوں کا جلوہ دیکھ رہا ہوں جس کے ساتھ رقص کرنے کی تمنا جانے کب سے میرے دل میں مچل رہی ہے لیکن۔۔۔۔۔ آہ' اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔"

"کون ہے۔۔۔۔ میں اسے پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔"

"مس توشی ۔۔۔۔ تاریک براعظم افریقہ کا وہ روشن اور مہکتا گلاب جس نے لوگوں کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔"

توشی کے نام پر فیصل بھی چونکا' اسے خان شہباز کی آخری خواہش کی یاد آ گئی' اپنی کاروباری مصروفیات کی وجہ سے وہ خان شہباز کی درخواست کو یکسر فراموش کر چکا تھا' جاوید کی نظروں کے تعاقب میں اس نے بھی نظر گھما کر کاؤنٹر کی سمت دیکھا اور پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔ توشی ایک اونچے اسٹول پر بیٹھی بڑی بے نیازی سے پینے میں مصروف تھی اور لوگ اس کی نیاز مندی میں مبتلا نظر آ رہے تھے۔

"مائی ڈیر پرنس ۔۔۔۔ پلیز۔" جاوید نے فیصل کو محو حیرت دیکھ کر پر تشویش انداز میں مخاطب کیا۔ "کہیں تم اس کی زلف گرہ گیر میں نہ الجھ جانا ورنہ میں تمہارے گھر جا کر آنٹی کو کیا حساب دوں گا؟"

فیصل' جاوید کی بات سن کر یوں چونکا جیسے کوئی حسین خواب دیکھتے دیکھتے اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ہو لیکن اس نے جلدی ہی خود پر قابو پا لیا' توشی کی سمت سے لاپروا ہو کر وہ بظاہر امبرین کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا لیکن اس کے دل کی گہرائیوں میں ابھی تک توشی کا حسن پانی پر چاند کے عکس کے مانند کپکپا رہا تھا۔

"یاروں سے اڑنے کی کوشش مت کرو پرنس!" جاوید نے معنی خیز آواز میں

کہا۔ "میں تمہاری کیفیت محسوس کر رہا ہوں لیکن ایک بات یاد رکھو۔۔۔ یہاں تمہاری دال نہیں گلے گی۔"

"میرا خال اس کے برعکس ہے۔" امبرین نے جلدی سے کہا۔ "توشی کے اندر جنس مخالف کے لئے خاصی کشش موجود ہے لیکن اپنا پرنس بھی کم نہیں' توشی نے اگر نظر بھر کر دیکھ لیا تو موم کی طرح پگھل کر رہ جائے گی۔"

"تھینکس۔۔۔۔" فیصل نے مسکراتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "تم دونوں خواہ مجھے کتنا ہی چڑھانے کی کوشش کرو لیکن آج کا پورا بل بہرحال جاوید ہی کو ادا کرنا پڑے گا۔۔۔ یہ فیصلہ پہلے ہو چکا ہے۔"

"مذاق اپنی جگہ لیکن میری معلومات کے مطابق یہ بات آن ریکارڈ ہے کہ توشی نے آج تک کسی کے ساتھ رقص کی درخواست قبول نہیں کی۔"

"اور تم اس ریکارڈ بک میں میرا نام بھی شامل کر رہے ہو۔۔۔۔

"فیصل نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

تیسرے راؤنڈ کے لئے آرکسٹرا نے دھن بجانی شروع کی تو جاوید' امبرین کا ہاتھ تھام کر فلور پر چلا گیا' فیصل نے توشی کی جانب دیکھا' بیشمار لوگ اس کے قریب جا جا کر رقص کی فرمائش کر رہے تھے اور وہ مسکرا مسکرا کر انکار کئے جا رہی تھی' کچھ دیر تک وہ توشی کو دیکھتا رہا پھر اٹھ کر کاؤنٹر کی جانب قدم بڑھانے لگا لیکن اب اس کی نظر توشی پر نہیں بلکہ کاؤنٹر کے دوسری جانب گاہکوں کو اٹینڈ کرتی ہوئی مس ماریا پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہیلو پرنس۔۔۔۔۔" ماریا نے اسے دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا۔ "بہت دنوں بعد تشریف لائے۔۔۔۔۔"

پرنس کے نام پر توشی نے بھی پلٹ کر فیصل کی طرف دیکھا اور اس کے مردانہ حسن اور پر وقار شخصیت کے سحر میں ڈوبنے لگی۔

"کیا تم اس وقت بہت زیادہ مصروف ہو۔" فیصل نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"کوئی خدمت ۔۔۔۔۔؟"

"ایک راؤنڈ کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"آپ شاید میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔" ماریا شوخی سے بولی "اول تو میں آن ڈیوٹی ہوں ۔۔۔۔۔ پھر آپ کے ساتھ رقص کرنا۔۔۔۔ میں اتنی ماہر بھی نہیں

ہوں۔"

"اور سناؤ۔۔۔ آج کل کیسینو کیسا چل رہا ہے۔"

"آپ نے بہت دنوں بعد ادھر کا رخ کیا ہے اس لئے حالات سے بے خبر ہیں۔" ماریا نے کن انکھیوں سے توشی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔۔۔۔"

"آج کل کیسینو میں ہماری مادام توشی کا سکہ چل رہا ہے۔" ماریا نے سنبھل کر جواب دیا پھر توشی سے تعارف کراتے ہوئے بولی۔ "آپ ہیں مادام توشی اور۔۔۔۔ پرنس فیصل ہیں' اس شہر کے کروڑ پتی تاجر' بزنس مین اور ناصر انٹرپرائز کے مالک۔"

فیصل نے توشی کی طرف دیکھا پھر بڑے مہذب انداز میں بولا۔

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔"

"میں نے آپ کو یہاں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔" توشی نے فیصل کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"میں اسے اپنی بدنصیبی کہوں گا۔" فیصل نے جواب میں سادگی کا مظاہرہ کیا تو توشی بے اختیار ہنس دی۔

"آپ آدمی دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کے باوجود ماریا نے میرے ساتھ ڈانس کرنے سے انکار کر دیا۔"

"ڈانسنگ بہت زیادہ پسند ہے آپ کو؟"

"صرف صحت و تندرستی کو برقرار رکھنے کی حد تک۔"

"پھر تو میں آپ کے ساتھ ڈانس کرنا پسند کروں گی۔"

توشی نے بے تکلفی کا مظاہرہ کیا پھر گلاس کاؤنٹر پر رکھتی ہوئی اسٹول سے نیچے اتر آئی۔ "میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھوں گا۔" فیصل نے بڑے خوبصورت انداز میں سر کو خفیف سا خم دے کر کہا پھر توشی کا ہاتھ تھام کر ڈانسنگ فلور پر آ گیا۔

توشی کو فیصل کے ساتھ ڈانس کرتا دیکھ کر پورے فلور پر مدھم مدھم سرگوشیاں شروع ہو گئیں' مستقل ممبروں اور عام لوگوں کے علاوہ بلیومون کے عملے کے افراد بھی حیرت زدہ تھے پھر یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پوری عمارت کے مختلف حصوں میں پھیلتی چلی گئی لیکن فیصل اور توشی رقص میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ انہیں

دوسروں کے متعلق کوئی خبر نہیں تھی۔

"پرنس۔۔۔ ماریا نے ٹھیک ہی کہا تھا۔" توشی نے اس کے ساتھ آرکسٹرا کی دھن پر ہچکولے کھاتے ہوئے سرگوشی کی۔ "تم ڈانسنگ میں پوری مہارت رکھتے ہو۔۔۔ کوئی عام لڑکی تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی۔"

"اس لئے میں عام لڑکیوں سے ہمیشہ دور ہی رہتا ہوں۔"

"کیا تم یقین کرو گے آج سے پہلے میں نے بلیومون میں کبھی کسی کے ساتھ ڈانس نہیں کیا۔"

"پھر۔۔۔ مجھ میں کیا بات تھی جو تم اتنی جلدی آمادہ ہو گئیں۔" فیصل نے مدھم لہجے میں پوچھا۔

"بس۔۔۔۔۔ تم مجھے اچھے لگے تھے۔"

"کیا میں تمہارا شکریہ ادا کروں؟"

"تمہاری باتیں بھی تمہاری ہی طرح خوبصورت ہیں۔" توشی بولی۔ "وعدہ کرو پرنس۔۔۔ تم اب یہاں آتے رہو گے۔"

"تمہارا قیام کب تک رہے گا۔"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن میری خواہش ہے کہ جب تک یہاں رہوں تم سے ملتی رہوں۔"

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ لوگ ہمیں کن نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔"

"میں جانتی ہوں۔۔۔۔ وہ رقابت کی آگ میں جھلس رہے ہوں گے اور۔۔۔۔"

آرکسٹرا نے اپنی دھن ختم کی تو جوڑے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ تیسرا راؤنڈ ختم ہو چکا تھا لوگ اپنی اپنی نشستوں کی طرف بڑھ رہے تھے توشی نے فیصل کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر کہا۔ "میں اب اجازت چاہوں گی پرنس۔"

"میرا کارڈ۔۔۔۔" فیصل نے اپنا وزٹنگ کارڈ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

"میں شکر گزار ہوں کہ تم نے۔۔۔۔"

"شرمندہ نہ کرو۔۔۔۔ دوستوں کے درمیان اتنا تکلف اچھا نہیں ہوتا۔" توشی نے بے تکلفی سے کہا پھر تیزی سے پلٹ کر لمبے لمبے قدم اٹھاتی کیسینو کی سمت چلی گئی۔

فیصل کی نظریں راہداری کے آخری گوشے تک توشی کا تعاقب کرتی رہیں' لوگ فیصل کو رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے' ان ہی لوگوں میں فزارو بھی تھا جو ایک جانب الگ تھلگ کھڑا فیصل کو بڑی کینہ توز نظروں سے گھور رہا تھا' شاید اسے فیصل اور توشی کی ملاقات اچھی نہیں لگی تھی-----!!

ڈانسنگ فلور سے نکل کر وہ سیدھی کیسینو کی طرف آ گئی' مختلف لوگوں کے ساتھ اس نے رنگ بال' رائفل شوٹنگ اور کارڈ کے کھیلوں میں حصہ لیا' قسمت کی دیوی اس پر مہربان تھی وہ حسب دستور جیت سے ہمکنار ہوتی رہی اسے معلوم تھا کہ نہیں ہارے گی' اس کے باپ کی دعائیں' جسے جزیرے کے تمام چھوٹے بڑے عظیم شاکا کے نام سے یاد کرتے تھے اس کے ساتھ تھیں جب وہ حصول تعلیم کے لئے اپنے جزیرے کو خیرباد کہہ کر مہذب دنیا کی طرف نکلی تھی اس وقت شاکا نے اسے دولت کمانے کے بہت سے گر سکھائے تھے' خاص طور پر اس نے کہا کہ جب تک مقدس دیوتاؤں کا سایہ اس کے سر پر موجود ہے وہ زندگی کے ہر شعبے میں کامیاب و کامران ہو گی۔ دنیا کے گوشے گوشے میں کھیلے جانے والے جیت اور ہار کے کھیلوں میں عظیم شاکا نے اسے بہت ساری راز کی باتوں سے آگاہ کیا تھا' خاص طور پر باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ جوئے اور سٹے کی دنیا میں ایمانداری کو برائے نام دخل ہوتا ہے۔ اس نے توشی کو یقین دلایا تھا کہ وہ دنیا میں جہاں بھی رہے گی شاکا کی پراسرار قوتیں جو اسے سالہا سال کی سخت محنت اور دیوتاؤں کی ریاضتوں کے بعد حاصل ہوئی تھیں فاصلوں کی دوری کے باوجود اس کی بصیرت کے دائرے سے دور نہیں ہونے دیں گی' وہ جزیرے میں رہنے کے باوجود ہر لمحہ اس کی خبرگیری کرتا رہے گا' اس کے تحفظ کی خاطر اپنی تمام قوتوں کو بروئے کار لاتا رہے گا۔

توشی کو علم تھا کہ اس کا باپ لازوال قوتوں کا مالک ہے وہ اپنے باپ سے بہت محبت کرتی تھی اگر کوئی اختلاف تھا تو وہ بس شوالا کی ذات تک تھا' جزیرے میں شاکا کے بعد شوالا کو سردار بننے کا حق حاصل تھا وہ بھی عظیم قوتوں کا مالک تھا مگر توشی اسے روز اول ہی سے ناپسند کرتی تھی اور ناپسندیدگی کی وجہ معقول تھی' شوالا خوبصورت لڑکیوں اور کچی شراب کا رسیا تھا' نشے کی حالت میں وہ کسی درندے سے بھی زیادہ سفاک اور خطرناک بن جاتا تھا کمزوروں کے خون سے ہولی کھیلنا اس کا محبوب مشغلہ تھا جزیرے کے لوگ ہمیشہ سے اس سے خوفزدہ رہتے تھے' توشی سردار کی بیٹی تھی اس لئے

شوالا کی دسترس سے باہر تھی جزیرے سے باہر جا کر تعلیم حاصل کرنے کی مخالفت بھی سب سے پہلے شوالا نے کی تھی لیکن شاکا کے آگے اس کی ایک نہ چل سکی پھر جب توشی کو اس بات کا علم ہوا کہ شوالا اس کا منگیتر ہے تو اسے شوالا کی حیثیت سے شدید نفرت ہو گئی۔ جزیرے کے جنگلی رسم و رواج کے مطابق نائب سردار کو یہ حق حاصل ہوتا تھا کہ وہ ایک وقت میں دو لڑکیوں سے شادی کر سکے اور دو لڑکیوں کو آئندہ شادی کے لیے اپنے حق میں منتخب کر سکے' شوالا نے دو شادیاں کر رکھی تھیں لیکن توشی کے جزیرے سے روانگی سے پیشتر ہی اس نے اپنی ایک بیوی کو ہلاک کر دیا تھا اس طرح وہ توشی کو دوسری بیوی کی حیثیت سے حاصل کرنے کا حق دار بن گیا تھا۔ معاملہ اگر عظیم شاکا کی بیٹی کا نہ ہوتا تو وہ اپنی مرضی کے عین مطابق اور جزیرے کے مروجہ قانون کی رو سے توشی کو زبردستی بزور قوت بازو اپنی شریک حیات بنا سکتا تھا۔

جب تک توشی جزیرے کی حدود میں قید رہی وہ اپنے رسم و رواج سے بغاوت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی لیکن جب اس نے اس جزیرے سے باہر مہذب دنیا میں قدم رکھا' تعلیم حاصل کی اور وہاں کے رسم و رواج کو دیکھا تو شوالا سے اس کی نفرت کا جذبہ شدید تر ہوتا چلا گیا۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ مر جائے گی لیکن شوالا کو بحیثیت شوہر قبول نہیں کرے گی۔ توشی کو اس بات کا بھی بخوبی علم تھا کہ اگر اس نے شوالا کو رد کر کے کسی اور کو اپنی زندگی کا ہم سفر بنا لیا تو اس کی بغاوت کی سزا اس کے باپ شاکا کو بھگتنی پڑے گی۔ توشی کی نافرمانی کے بعد عظیم شاکا کو جزیرے کی سرداری کے حق سے محروم ہونا پڑے گا۔ وہ پراسرار اور نادیدہ قوتیں اس سے چھین لی جائیں گی جو دیوتاؤں کو برسوں خوش کرنے کے بعد حاصل ہوئی تھیں اور اگر شوالا چاہے تو سردار بننے کے بعد شاکا کو توشی کی بغاوت پر سنگسار کرا سکتا تھا' جزیرے کے سب سے پرانے اور بلند ترین درخت سے اس وقت تک کے لئے الٹا لٹکوا سکتا تھا جب تک شاکا کی روح اس کے جسم کا ساتھ نہ چھوڑ دے یا پھر اگر وہ انتہائی قدم اٹھانا چاہے تو شاکا کو دنگولی کے نام سے پہچانی جانے والی ان سرخ آدم خور چیونٹیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ سکتا تھا جو انسانی گوشت نہایت رغبت اور تیزی سے چٹ کر جانے کی عادی تھیں' دنگولیوں کو عبادت گاہوں کے زیر زمین خاص تہہ خانوں میں پالا جاتا تھا۔

انہی حالات کے پیش نظر توشی نے آج تک کسی مرد کو ایک محبوب کی حیثیت سے نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا۔ اسے شبہ تھا کہ شوالا جو عیاری اور مکاری میں اپنی مثال

آپ تھا۔ اس نے توشی کی نگرانی پر اپنے آدمیوں کو مامور کر رکھا ہو گا' جزیرے سے قدم باہر نکالنے کے بعد وہ جہاں جہاں گئی اسے یہی خطرہ لاحق رہا کہ شوالا کے جاسوسوں کی نظریں اس کا تعاقب کر رہی ہوں گی۔

آج زندگی میں پہلی بار توشی نے پرنس فیصل کے روپ میں اپنا آئیڈیل دیکھا جو اس کے دل کی گہرائیوں میں نہ جانے کب سے روپوش تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس کی جانب کھنچتی چلی گئی' فیصل کی شخصیت میں ایسی کشش تھی جس نے مقناطیسی طور پر توشی کو اپنی جانب متوجہ کر لیا تھا' وہ اس کا ہاتھ تھام کر جب ڈانسنگ فلور پر گئی تو تمام خطروں سے بے نیاز ہو کر اس کی مردانہ وجاہت کی گہرائیوں میں ڈوبتی چلی گئی' فیصل کی باہنوں میں اسے سکون مل رہا تھا' ان بازوؤں کے حصار میں وہ خود کو بہت محفوظ محسوس کر رہی تھی لیکن جب آرکسٹرا کی آواز ختم ہوئی اور تیسرے راؤنڈ کا اختتام ہوا تو وہ ڈانسنگ فلور پر رکنے کے بجائے کیسینو کی سمت آ گئی پھر وہاں بھی جب دل نہ لگا تو واپس اپنے کمرے میں آ گئی' فیصل کا وزٹنگ کارڈ اس کے خوبصورت ہاتھوں میں تھا' وہ اس کارڈ کو اتنی محویت کے عالم میں دیکھ رہی تھی جیسے اپنے محبوب کی تصویر کو دیکھ رہی ہو۔

ڈانسنگ فلور پر اس نے فیصل کے ساتھ جو گفتگو کی تھی اس کے الفاظ اور جملے اس کے کانوں میں رس گھول رہے تھے فیصل کے قرب کا تصور اور اس کے جسم کا احساس توشی کو خوابوں کی حسین وادیوں کی سیر کرا رہا تھا' وہ ایک نئے تجربے سے دوچار ہو کر زندگی کی لذتوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی' مرغ زار وادیوں میں اپنے محبوب کے تصور کے ساتھ ہوا کے دوش پر اڑتی پھر رہی تھی کہ یکلخت فون کی گھنٹی کی آواز سن کر اس کے حسین خوابوں کا شیرازہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ ان جانے خوف سے دل دھڑکنے لگا۔

"ہیلو ...." اس نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے ریسور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"مادام توشی .... باہر سے آپ کی کال ہے۔ ٹیلیفون کے آپریٹر کی مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ کیا آپ بات کرنا پسند کریں گی؟"

"بات کرنے والے کا نام ...." اس نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"میں نے نام معلوم کیا تھا لیکن نام نہیں بتایا گیا صرف اتنا کہا گیا کہ اسے آپ

سے کوئی ضروری بات کرنی ہے۔"

"کیا تم نے بتا دیا کہ میں کمرے میں ہوں۔"

"نہیں .... میں نے اسے ہولڈ کر رکھا ہے۔"

"کہہ دو میں کمرے میں نہیں ہوں ...." توشی نے خشک آواز میں کہا پھر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا' اسی لمحے اس کی نظریں بیڈ سائڈ ٹیبل پر رکھی ہوئی عظیم شاکا کی تصویر پر پڑیں' شاکا کی آنکھوں کے ڈھیلے حلقوں کے درمیان حرکت کر رہے تھے' ان آنکھوں کی گردش میں نفرت کی چنگاریاں رقص کر رہی تھی۔ توشی نے سہم کر آنکھیں بند کر لیں پھر لباس تبدیل کئے بغیر بستر پر دراز ہو گئی۔"

وہ کسی جھینگر ہی سے ملتی جلتی باریک تیز آواز تھی جسے سن کر فزارو یکلخت ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا' چند لمحہ پیشتر وہ گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا' اس کے خراٹے کمرے کی خاموشی میں بار بار ابھر رہے تھے مگر اب وہ پوری طرح بیدار ہو چکا تھا بستر چھوڑتے ہی اس نے گھڑی پر نگاہ ڈالی' رات کے دو بج رہے تھے اس کی نگاہوں میں بے یقینی کی کیفیت تھی' پھر دوسری بار وہی آواز تیزی سے ابھری تو فزارو کسی آدم خور تیندوے کی طرح الماری کی طرف لپکا' الماری کھول کر اس نے بڑی سرعت کے ساتھ ربڑ کی وہ چھپکلی نکالی جو کپڑوں کے درمیان رکھی تھی' بظاہر وہ بچوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے ایک کھلونا نظر آ رہی تھی لیکن فزارو اسے ٹکٹکی باندھے بغور دیکھ رہا تھا الماری کے پٹ بند کرنے کے بعد وہ جلدی سے دبیز قالین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا' ربڑ کی چھپکلی اس نے اپنے سامنے رکھ دی اور پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتا رہا۔

اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمایاں دکھائی دے رہے تھے چہرے کے تاثرات اس کی بوکھلاہٹ اور پریشانی کی نشان دہی کر رہے تھے' بیٹھنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے ربڑ کی وہ چھپکلی اس کے لئے بے حد مقدس اور قابل احترام تھی اچانک تیسری جھینگر کی تیز آواز کمرے کے سناٹے کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری پھر چھپکلی کا جسم سونے کی طرح دمکنے لگا۔

فزارو پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا اس نے دونوں ہاتھ عبادت کے انداز میں گھٹنوں پر جما رکھے تھے چھپکلی کو روشن ہوتا دیکھ کر وہ اپنی جگہ اور زیادہ محتاط ہو گیا۔ اس کی

چھپی چھپی نظریں چھپکلی پر مرکوز تھیں جو بار بار روشن ہو کر تاریک ہو رہی تھی پھر یکلخت اس کا رنگ نیلا ہو گیا اس کے ساتھ ہی فزارو نے تین بار زور سے تالیاں بجائیں اور دوبارہ پوری طرح متوجہ ہو گیا اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی۔

" فزارو .... مجھے خوشی ہے کہ تو اپنی جگہ پوری طرح محتاط ہے۔"

"میں نے تالی بجا دی ہے مقدس شوالا' ہمارے درمیان جو حصار قائم ہو گیا ہے اس میں کوئی تیسرا داخل نہیں ہو سکتا۔"

"کیا آج تو بے خبر تھا......؟ میری ماورائی قوتیں بہت دیر سے تجھے آوازیں دے رہی تھیں۔"

"مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے لیکن ...."

"تو شاید کہے گا کہ میں نے بہت عرصے بعد تیری ضرورت محسوس کی۔"

"ہاں میرا خیال ہے کہ ...."

"نہیں ...." شوالا نے درشت آواز میں کہا۔ "اپنی زبان کو لگام دے' شوالا تیرا محتاج نہیں ہے فاصلوں کی قید میرے لئے بے معنی ہے کیا تو میری قوت کا اندازہ کرنا چاہتا ہے۔"

"رحم .... عظیم شوالا رحم' میں تجھ سے رحم کا طلبگار ہوں۔" فزارو کا چہرہ تاریک ہوگیا۔ مجھ سے دانستگی میں اگر کوئی بھول سرزد ہوگئی ہے تو میں معافی کا خواستگار ہوں۔"

"میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو میری امانت کی پوری طرح نگہبانی کرے گا لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تو غفلت کا مرتکب ہو رہا ہے۔" شوالا کی آواز بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ "کیا مجھے بتاتا ہو گا کہ غفلت کی سزا ...."

"رحم .... عظیم شوالا رحم۔" فزارو گڑگڑانے لگا۔

"کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ کون ہے جس نے ترشولی (توشی) کے خوابیدہ ارمانوں کو گد گدا کر بیدار کرنے کی کوشش کی۔"

" اس کا نام پرنس فیصل ہے' باپ کے مرنے کے بعد کروڑوں کی جائیداد اس کے تصرف میں آ گئی ہے' دولت اور جوانی کے نشے نے اسے مدہوش کر رکھا ہے لیکن فزارو بہت جلد اسے تیرے راستے سے ہٹا دے گا۔"

" یہ تیری بھول ہے فزارو۔" شوالا نے پر خیال انداز میں تیزی سے کہا۔ "میری

نظریں ابھی اس طلسم کا حصار نہیں توڑ سکیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ کچھ نادیدہ قوتوں نے اسے اپنی پناہ میں لے رکھا ہے .... وہ چھوکرا ابھی خود بھی ان طاقتوں سے ناواقف ہے جو سائے کی طرح اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں .... مجھے کوئی اور تدبیر اختیار کرنی ہوگی۔"

"مجھے صرف ایک موقع چاہئے عظیم شوالا!" فزارو نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں اسے ایسی موت سے ہمکنار کروں گا جس کی خبر نادیدہ طاقتوں کو بھی نہیں ہو سکے گی۔"

"نادانی کی بات مت کر' تو نے اگر اس سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پاش پاش ہو جائے گا ...."

" کیا ....؟ کیا مقدس شوالا کی لازوال قوتیں بھی بے اثر ہو رہی ہیں؟" فزارو نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ابھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ کل کیا ہونے والا ہے لیکن ایک بات کان کھول کر سن لے اب تجھے پھونک پھونک کر قدم اٹھانا ہوگا۔ میں تیرے سر پر موت کے سایوں کو منڈلاتا دیکھ رہا ہوں۔"

"مجھے تیری خوشنودی درکار ہے۔" فزارو نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ میں "موت سے کبھی ہراساں نہیں ہوا۔"

" شوالا اپنے غلاموں سے کبھی غافل نہیں رہتا لیکن .... فی الحال تجھے راستہ سے ہٹنا ہوگا۔"

"مم .... میں .... سمجھا نہیں۔" فزارو کے چہرے کی رنگت یکلخت زرد پڑ گئی۔

"کیا تجھے یقین ہے کہ ترشولی کو اس بات کا شبہ نہیں ہوا کہ تو اس کی نگرانی پر مامور ہے۔" شوالا نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔

" وہ .... مجھے صرف اپنا ہمدرد سمجھ رہی ہے' میں کبھی اس کے قریب نہیں گیا۔ ہمارے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی لیکن رنگ و نسل کے اعتبار سے ...."

" مجھے تیری ذہانت پر اعتبار ہے ...."

"مقدس شوالا .... تو نے مجھے راستے سے ہٹنے کی بات کی تھی۔" فزارو نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں تیری بات کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔"

" آندھی اگر ایک سمت سے اٹھے تو بچاؤ کی تدبیر ممکن ہے لیکن ...."

"لیکن .... لیکن کیا ...."

"شوالا کی نظریں دیکھ رہی ہیں کہ طوفان دو سمت سے سر ابھار رہا ہے اگر اس طوفان کو نہ روکا گیا تو بہت کچھ ہو جائے گا۔ تو اس تباہی کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔"

"کیا مقدس عقرب کی لازوال قوتیں بھی طوفان کا رخ نہیں تبدیل کر سکتیں۔"

"شوالا نے ہارنا نہیں سیکھا .... ایک نہ ایک دن میری نظریں گھنا ٹوپ اندھیروں کا سینہ چاک کر دیں گی۔"

"م م .... میرے لئے کیا حکم ہے؟" فزارو نے خوفزدہ لہجے میں سوال کیا۔

"ترشولی بھنور میں پھنسنے والی ہے .... تجھے زندگی کی آخری سانسوں تک اس کی حفاظت کرنی ہو گی .... یہ میرا حکم ہے۔"

"تیرا اشارہ ہو تو غلام خود اپنے ہاتھوں سے اپنا سر قلم کر سکتا ہے لیکن نادیدہ قوتیں ...."

"فزارو ...." اچانک کمرے میں ابھرنے والی مدھم آواز میں کڑکتے بادلوں کی گھن گرج بھی شامل ہو گئی۔ "کیا موت سے خوف زدہ ہو رہا ہے۔"

"م م .... م .... میں تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔" فزارو نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں غافل نہیں ہوں ...."

"پھر وہ بھنور .... آندھی اور دو سمت سے اٹھنے والا طوفان .... میں کیا سمجھوں؟"

اچانک کمرے میں چاروں طرف تیز و تند ہواؤں کے جھکڑ چلنے کی آوازیں ابھرنے لگیں' فزارو کا چہرہ خوف و دہشت سے پیلا پڑ گیا دیوانوں کی طرح نظریں گھما کر وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے اطراف کا جائزہ لینے لگا تالی پیٹ کر اس نے کمرے میں جو حصار قائم کیا تھا اسے کوئی دوسری طاقت توڑنے میں کوشاں تھی۔

فزارو کی کیفیت اس ڈوبتے ہوئے جہاز کے کپتان کی سی تھی جو آخری لمحے تک بپھری ہوئی موجوں کے درمیان موت و زیست سے جنگ کرنے پر مجبور ہوتا ہے ربڑ کی چھپکلی کا رنگ بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہا تھا یہ تباہی کی علامت تھی۔ فزارو کا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا' اچانک ایک دھماکے کے ساتھ چھپکلی پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی جھکڑ چلنے کی آوازیں بھی دور ہوتی چلی گئیں .... فزارو اپنی جگہ بیٹھا درخت سے ٹوٹے

ہوئے اس پتے کی مانند تھر تھر کانپ رہا تھا جو تیز ہواؤں کی زد میں گیا ہو .... !!

○

توشی نے فیصل کو خلاف توقع سامنے کھڑا دیکھا تو اس کی آنکھیں یوں چمک اٹھیں جیسے کسی معصوم بچے کو اس کا من پسند کھلونا مل گیا ہو' اس کا خوبصورت چہرہ مسرتوں کی شدت سے تپ کر گلنار ہو گیا وہ جلدی سے اپنی نشست سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ ...." اس نے بڑی اپنائیت سے پوچھا۔ "آپ کب آئے ...."

"زیادہ دیر نہیں ہوئی۔" فیصل نے اسے سرتاپا بڑی محبت سے دیکھا۔ "آپ کھیل میں مگن تھیں اس لئے میں نے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔"

"میڈم .... آپ کی چال ہے۔" توشی کے سامنے بیٹھے ہوئے غیر ملکی نے ناگوار انداز میں کہا' اسے فیصل کی مداخلت گراں گزری تھی یوں بھی وہ بہت دیر سے جیتنے کی امید پر مسلسل ہار رہا تھا اس لئے موڈ زیادہ اچھا نہیں تھا۔"

"آئی ایم سوری مسٹر فوسٹر۔" توشی نے غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "میں اب کھیل جاری نہیں رکھ سکتی۔"

" اور اس بازی کا کیا بنے گا۔" غیر ملکی نے بورڈ کے درمیان داؤ پر لگی ہوئی رقم کی سمت اشارہ کیا۔"

"یہ .... یہ میں آپ کو گفٹ کرتی ہوں۔"

"وہاٹ ...." غیر ملکی کے چہرے کے تاثرات یکلخت تیکھے پڑ گئے۔ "میری توہین کر رہی ہیں۔"

"میں نے کہا ناکہ میں کھیل جاری نہیں رکھ سکوں گی۔" توشی نے فیصل کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "شو لینے کی صورت میں تم اپنی مزید رقم سے ہاتھ دھو بیٹھو گے مائی ڈیر فوسٹر اس لئے تم محض کلر پر انحصار کر رہے ہو جبکہ میرے پاس کلر راؤنڈ ہے۔" پھر توشی نے اپنے پتے کھول دیئے' اس نے غلط نہیں کہا تھا' مسٹر فوسٹر کے پاس بادشاہ کے ساتھ کلر تھا۔

"لیکن اس لڑکی کو میرے پتے کس طرح معلوم ہو گئے؟ فوسٹر نے دل میں حیرت سے سوچا پھر وہ جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن توشی نے اسے بولنے کا موقع نہیں دیا۔ "بازی درمیان

میں چھوڑ کر اٹھنا میرے اصول کے خلاف ہے لیکن آج میں اپنا اصول توڑ رہی ہوں
.... پرنس کی آمد کی خوشی میں اس لئے جیت کی ساری رقم بھی تمہیں گفٹ کر رہی
ہوں۔" پھر وہ فوسٹر کو ششدر چھوڑ کر پرنس کے ساتھ ہال کے اس حصے کی سمت آ گئی جہاں
ہجوم قدرے کم تھا ایک خالی میز پر بیٹھنے کے بعد اس نے فیصل کو پیار بھری نظروں سے
گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین تھا پرنس کہ تم ضرور آؤ گے۔"

"لیکن مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تم نے اچھی خاصی جیتی ہوئی رقم مسٹر فوسٹر
کو گفٹ کر دی۔"

"وہ تمہارے آنے کی خوشی تھی۔" وہ بڑے دل آویز انداز میں مسکرائی۔ "دولت
آنی جانی ہے اس لئے میں نے کبھی اس کی پرواہ نہیں کی۔"

"میں نے سنا ہے کہ جب سے تم یہاں قیام پذیر ہو آج تک تم نے کسی سے
شکست نہیں کھائی۔"

"تم نے ٹھیک سنا ہے ...." وہ بدستور فیصل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے
بولی۔ ہارنا میرے اصول کے خلاف ہے۔"

"لیکن تمہیں فوسٹر کے پتوں کا علم کس طرح ہو گیا تھا۔" فیصل نے اسے کریدنے کی
خاطر پوچھا۔ "میرا مطلب ہے فرض کر لو اس کے ہاتھ میں تم سے بڑا راؤنڈ ہوتا تو
.... کیا تم اس کے پتے تبدیل کر سکتی تھیں؟"

"اوہ .... میرا خیال ہے کیسینو کی انتظامیہ نے میرے خلاف تمہارے کان
بھی بے سروپا افواہوں سے بھر دیئے ہیں۔ وہ شاید میری مستقل جیت سے بوکھلا گئے ہیں اس
لئے مجھے بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن .... تم یہ سب کچھ کس لئے
دریافت کر رہے ہو؟"

صرف یہ جاننے کی خاطر کہ ہم دونوں میں اگر بازی لگی تو جیت کس کی ہوگی
.............." فیصل نے سرگوشی کی۔ "کون ہارے گا۔"

"تمہاری خاطر میں ہارنے کو تیار ہوں۔" توشی جذباتی ہو گئی۔

"ہاں پرنس .... تم صرف ایک بار کہہ کر دیکھو' میں سب کچھ ہار سکتی
ہوں۔"

"تم نہیں جانتیں توشی .... جو لطف ہارنے میں ہے وہ جیتنے میں نہیں۔"

فیصل کی نظریں توشی کے حسین چہرے کا طواف کرنے لگیں۔

"میں .... نہیں سمجھ سکتی کہ ان باتوں کا انجام کیا ہوگا۔" یکلخت وہ مضطر
انداز میں بولی پھر فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "تم نے میری زندگی میں ہلچل مچا دی ہے'
ہاں پرنس میری بات کا یقین کرو' تم سے ملنے سے پیشتر میں خود کو بہت تنہا محسوس کرتی تھی
اور اب .... اب جب میں تمہارے پاس تم سے قریب بیٹھی ہوں مجھے یوں محسوس
ہو رہا ہے جیسے میری زندگی کا خلا پر ہو گیا ہو۔ میں اپنی قسمت پر نازاں ہوں تمہارے قرب
نے مجھے زندگی کے احساس سے روشناس کرایا ہے' آج ہم دوسری بار ایک دوسرے سے مل
رہے ہیں' میں تمہارے بارے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتی لیکن مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے
ہم ایک دوسرے کو برسوں سے جانتے ہیں .... ہمارے درمیان حجاب کی کوئی دیوار
نہیں.............. ہم ایک دوسرے سے بہت زیادہ بے تکلف ہیں .... مخلص
دوستوں کی طرح .... لیکن ...." توشی کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔

"تم خاموش کیوں ہو گئیں؟" فیصل نے پوچھا۔ "کیا تمہیں میری دوستی پر اعتبار
نہیں۔"

"ہے .... اسی لئے تو مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے" اس نے سرگوشی میں
جواب دیا۔

"خوف! .... میں سمجھا نہیں۔" فیصل نے دبی زبان میں وضاحت چاہی۔

"میں تمہیں کھل کر نہیں بتا سکتی پرنس' لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ میری دوستی
تمہارے حق میں نقصان دہ ثابت ہوگی۔"

"دوستی ایک پاک اور مقدس جذبے کا نام ہے جسے نفع یا نقصان کے ترازو میں نہیں
تولا جا سکتا۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "آنے والا وقت کیا فیصلہ صادر کرے گا۔ یہ کون بتا
سکتا ہے مگر وسوسوں کے خوف سے خوشیوں سے کنارہ کش ہو جانا بھی دانشمندی کے منافی
ہے .... یہی نشیب و فراز تو زندگی کی علامت ہیں۔"

"تم نہیں جانتے پرنس لیکن میں جانتی ہوں۔ توشی نے سراسیمگی کے عالم میں پہلو
بدلتے ہوئے کہا۔ میری دوستی تمہیں مہنگی پڑے گی' میں اپنی خوشیوں کی خاطر تمہیں خطروں
کے حوالے نہیں کر سکتی .... یہ بھی ممکن ہے کہ ہم دونوں ہی ...." لیکن
وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی فضا میں تیرتے ہوئے غبارے اچانک پھٹنے شروع ہو گئے تو وہ یوں
چونک اٹھی جیسے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہو' وہ جلدی سے سنبھل کر بیٹھ گئی' اس کا

دل گواہی دے رہا تھا کہ غباروں کے پھٹنے کی آواز عظیم شوالا یا پھر مقدس شاکا کی جانب سے
کے لئے تنبیہ تھی' اس نے خوفزدہ نظروں سے ان رنگ برنگے غباروں کی جانب دیکھا جو
اب بھی چھت سے چپکے ادھر ادھر تیر رہے تھے۔

"توشی ...." فیصل نے اس کے معصوم چہرے کے بدلتے تاثرات کو محسوس
کرتے ہوئے کہا۔ "تم پریشان نظر آ رہی ہو۔ کوئی خاص بات؟"

کیا خیال ہے پرنس .... ہم فلور پر چل کر کچھ دیر رقص و موسیقی سے دل
کیوں نہ بہلائیں۔" اس نے فیصل کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے تجویز پیش کی۔ "یہاں
حریص لوگوں کی نظریں رہ رہ کر ہماری جانب اٹھ رہی ہیں۔"

"یہی حریص نظریں ہمیں زندگی کی نوید دے رہی ہیں۔ ہم جہاں جائیں گے یہ نظریں
اسی طرح ہماری جانب اٹھتی رہیں گی۔ جانتی ہو کیوں؟"

فیصل نے مدھم لہجے میں کہا۔ "یہ محبت کرنے والوں کو چین سے نہیں رہنے
دیتیں۔"

"پرنس .... تمہاری باتیں اس کائنات کے حسن سے بھی زیادہ حسین ہیں
لیکن ...." توشی نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد کہا۔ "میں نے شاید تمہارے
ساتھ دوستی کر کے خود غرضی کا ثبوت دیا ہے۔"

"کم آن توشی .... پلیز۔" فیصل نے اسے پیار سے گھورتے ہوئے کہا۔
"مجھے کھل کر بتاؤ کہ تمہارے خوف کا سبب کیا ہے۔"

"میں .... تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی پرنس۔" اس کے لہجے سے مایوسی جھلک
رہی تھی۔ "میں مجبور ہوں .... کاش .... میں تمہیں بتا سکتی۔"

"تمہارا خیال ہے کہ ستاروں کی گرش ہماری دوستی کو پسند نہیں کرے گی۔" فیصل
نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پرنس ...." توشی کے لب کپکپا کر رہ گئے۔ اس کی نظروں میں امیدوں اور
مایوسیوں کے دیپ دوش بدوش جھلملا رہے تھے۔

"ٹھیک ہے ...." فیصل نے اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "آؤ ....
ہم اجنبیوں کی طرح تاش کے پتوں سے قسمت کا حال دریافت کریں۔"

"نہیں پرنس .... میں تمہارے ساتھ نہیں کھیلوں گی۔"

"کیوں .... کیا تمہیں میری ہار بھی منظور نہیں۔" فیصل نے اس کی آنکھوں

میں جھانکا۔

"ہاں .... میں نہیں چاہتی کہ تم ہارو۔"

نہیں ہاروں گا .... یہ میرا دعویٰ ہے۔ فیصل نے بڑے اعتماد سے کہا پھر توشی
کو لے کر ان لوگوں کے درمیان آ گیا جو تاش کے پتوں کے ذریعے مستقبل کی خوشیاں
خریدنے میں دنیا و مافیا سے بے خبر تھے۔ اسی لمحے خان شہباز بھی وہاں آ گیا۔ فیصل اور توشی
کو ساتھ دیکھ کر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ فوری طور پر اس نے ہال کے درمیان
ایک علیحدہ میز کا بندوبست کرا دیا اور کھیل کے لئے تاش کی نئی گڈی اور مخصوص سکے مہیا کر
دیئے۔ توشی نے کھیلنے سے انکار کیا لیکن فیصل کے اسرار پر مجبور ہو گئی۔ توشی اور فیصل کے
جاننے والوں کی اچھی خاصی تعداد ان کی میز کے گرد جمع ہو گئی' ان میں فزارو بھی تھا جو فیصل
کو بڑی خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا' خان شہباز نے فیصل کے برابر کرسی سنبھال لی تھی۔ وہ
لوگ جو فیصل کے مداح تھے دل ہی دل میں اس کی جیت کی دعا کر رہے تھے۔

توشی نے پتے تقسیم کئے' وہ خلاف توقع بہت زیادہ سنجیدہ تھی' فیصل اس کے چہرے
کے تاثرات محسوس کر رہا تھا لیکن وہ مسکرا مسکرا کر برابر بلائینڈ کئے جا رہا تھا دیکھتے ہی
دیکھتے میز پر خاصی رقم اکٹھی ہو گئی۔ ابھی دونوں نے پتوں کو ہاتھ نہیں لگایا تھا ہجوم کا اشتیاق
ہر لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"پرنس پلیز۔" توشی نے دبی زبان میں کہا۔ "پتے اٹھا لو ...."

"اچھا۔" فیصل نے سادگی سے کہا پھر پتے اٹھا لئے' خان شہباز کی نظریں بھی پتوں پر
مرکوز تھیں۔ فیصل نے آہستہ سے ایک ایک کر کے پتوں کو سرکایا اس کے پاس ستوں کا
پیئر تھا ایک لمحے سوچنے کے بعد اس نے ایک چال چل دی۔

"شو کراؤ پرنس۔" توشی نے اپنے پتے دیکھے بغیر بڑے وثوق سے کہا۔ "میرے پاس
تین نہلے ہیں۔"

"میں نے چال چل دی ہے' تم چاہو تو شو لے سکتی ہو۔"

"اوکے شو۔" توشی نے مطلوبہ سکے درمیان میں سرکاتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی
اس نے اپنے پتے کھول دیئے جو حقیقتاً تین نہلے ہی ثابت ہوئے لوگوں کے علاوہ خود خان
شہباز بھی ششدر رہ گیا۔ فیصل کے چہرے پر بدستور مسکراہٹ کھیل رہی تھی اس کی خواہش
بھی یہی تھی کہ وہ توشی سے ہار جائے وہ اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا۔

توشی کے پتے دیکھنے کے بعد وہ چند ثانئے تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ازراہ تمسخر

کہا۔ "میرے پاس تین ستے ہیں۔ تھری کی سیون۔"

"میں نے شو مانگا ہے پرنس .... تم پتے کھول دو جیت اور ہار کا فیصلہ ہو جائے گا۔" توشی پر اعتماد تھی۔

فیصل کو اپنی ہار کا یقین تھا پھر بھی اس نے سسپنس پیدا کرنے کے لئے ایک ستا کھول دیا' چند ثانئے توقف کے بعد اس نے دوسرا ستا کھولا' ہجوم کا تجسس بڑھتا جا رہا تھا' توشی معنی خیز نظروں سے مسکراتی رہی' فزارو کی کینہ توز نظریں بھی میز پر جمی ہوئی تھیں' فیصل کچھ دیر تک تیسرے پتے کو میز پر ادھرادھر رگڑتا رہا' توشی کے استفسار پر اس نے بڑی معصومیت سے کہا تھا کہ وہ تیسرے پتے کو میز پر رگڑ کر ستا بنا رہا ہے لیکن جب اس نے تیسرا پتا کھولا تو خان شہباز کے ساتھ ہی وہ خود بھی حیرت سے اچھل پڑا' جو کچھ اس کی نظروں نے دیکھا وہ حیرت انگیز اور ناممکن تھا' تیسرا پتہ جو کچھ دیر پیشتر حکم کا بادشاہ تھا حکم کے ستے میں تبدیل ہو گیا تھا۔ ہجوم نے فیصل کی جیت کے حق میں نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے۔ فزارو کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

توشی کچھ دیر تک آنکھیں پھاڑے حیرت سے تین ستوں کو دیکھتی رہی پھر اس نے بے اختیار دیوانوں کی طرح قہقہے لگانے شروع کر دیئے اسے اپنی ہار کا غم نہیں بلکہ اس بات کی خوشی تھی کہ آج مقدس شاکا کی پراسرار قوتوں کو شکست ہوئی تھی اور شاید نادیدہ طلسم کا وہ جال ٹوٹ گیا تھا جس کے حصار میں وہ قید تھی ....



توشی کے قہقہے کیسینو میں گونج رہے تھے' آج زندگی میں پہلی بار اسے شکست کا سامنا ہوا تھا۔ عظیم شاکا نے اسے یقین دلایا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے جیت سے نہیں روک سکے گی۔ مقدس دیوتاؤں کی لازوال قوتوں کا کرشمہ وہ بارہا اپنی نظروں سے دیکھ چکی تھی' بیشتر موقعوں پر پراسرار قوتوں نے اس کے مدمقابل کو جیت کا سوفیصد یقین ہونے کے باوجود ہار سے ہمکنار کر دیا تھا' پتے حیرت انگیز طور پر تبدیل ہو جاتے تھے او وہ ہارے ہوئے جواریوں کی بوکھلاہٹ پر مسکراتی رہتی۔

نادیدہ اور ماورائی قوتیں اس کی جیت کی ضامن تھیں' فلیش کھیلتے وقت پراسرار سرگوشیاں اس کی قوت سماعت میں گونجتی رہتیں' اس کی رہنمائی کرتی رہتیں پتوں کو ہاتھ لگائے بغیر وہ عظیم شاکا کی طلسمی نظروں کے ذریعے انہیں دیکھ لینے کی صلاحیت رکھتی تھی لیکن آج پراسرار قوتوں کی پشت پناہی کے باوجود وہ ہار گئی تھی' اگر وہ فیصل کے بجائے کسی اور سے ہاری ہوتی تو شاید اپنی شکست پر تلملا اٹھتی لیکن اسے خوشی تھی کہ وہ اس شخص سے ہاری تھی' جس کو اس نے اپنا محبوب سمجھ لیا تھا۔

توشی کی ہار کی خبر نے فلور پر موجود تقریباً تمام افراد کو حیرت زدہ کر دیا' اس خبر کو یوں بھی زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی کہ جیتنے والا فیصل تھا جو پرنس کے نام سے مشہور تھا۔ خاص طور پر خان شہباز کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا لیکن اس کے برعکس وہاں فزارو بھی موجود تھا جو توشی کی شکست کو دیوتاؤں کی ناراضگی سمجھ کر اندر ہی اندر خوف سے لرز رہا تھا' یہ بدشگونی اس کے لئے پریشان کن تھی' وہ بخوبی واقف تھا کہ توشی عظیم شوالا کی امانت ہے اور شوالا کو عقرب دیوتا کی خوشنودی حاصل تھی' ایسی صورت میں توشی کی ہار اس بات کی ترجمان تھی کہ عقرب دیوتا نے شوالا کی سمت سے نظر کرم پھیر لی ہے جس کی وجہ سے شوالا بھی توشی کی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے سے قاصر رہا تھا۔

پھر شوالا کی باتیں فزارو کے منتشر ذہن میں صدائے بازگشت بن کر گونجنے لگیں' شوالا نے کہا تھا کہ اس کی نظریں اس طلسم کا حصار توڑنے سے قاصر تھیں جس نے فیصل کو اپنی پناہ

میں لے رکھا ہے' شوالا کے بیان کے مطابق فیصل خود بھی ان قوتوں سے ناواقف تھا جو سائے کی طرح اس کے ساتھ ساتھ تھیں...... اور...... اور شوالا نے یہ بھی کہا تھا کہ فزارو کو راستے سے ہٹنا پڑے گا...... یہ تمام باتیں فزارو کو خوفزدہ کر رہی تھیں۔

دوسروں کے علاوہ فیصل بھی اپنی جیت پر حیران تھا' حکم کا بادشاہ کس طرح حکم کے ستے میں تبدیل ہوا یہ بات ناقابل یقین تھی' توشی کے پتے الٹتے ہی تین پنجے دیکھ کر اسے اپنی ہار کا یقین ہو گیا تھا' محض تفریح کی خاطر اس نے یوں ہی کہہ دیا تھا کہ اس کے پاس تین ستے ہیں اور پھر اس کی زبان سے نکلی ہوئی بات جس انداز میں حقیقت کا روپ اختیار کر کے اس کی نظروں کے سامنے آئی وہ حیرت انگیز تھی۔

کچھ دیر تک کیسینو کے فلور پر توشی کے قہقہے گونجتے رہے پھر یکلخت وہ سنجیدہ ہو گئی۔

"میں تمہاری جیت پر تمہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں......" اس نے فیصل کو مخاطب کر کے کہا۔

"شکریہ......" فیصل نے مسکرا کر جواب دیا پھر حسب معمول اس نے جیتی ہوئی رقم وہیں کھڑے کھڑے عملے کے افراد کے درمیان تقسیم کر دی' توشی اور فزارو اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"پرنس......" توشی نے ہجوم چھٹنے کے بعد دریافت کیا۔ تم نے جیت کی تمام رقم ملازموں میں بانٹ دی...... کیا تم اس طرح میری ہار کا......"

"اوہ نو......" فیصل نے جلدی سے کہا...... "تم غلط سمجھ رہی ہو......"

"پھر...... سچ کیا ہے۔"

"میں صرف تفریحاً" اس قسم کے کھیلوں میں حصہ لیتا ہوں...... زندگی میں آج تک کبھی مجھے ہار کا غم نہیں ہوا...... اور جیت کی رقم گھر لے جانا میرے اصول کے خلاف ہے......" فیصل نے وضاحت کی پھر کرسی چھوڑ کر اٹھتے ہوئے بولا۔ "کم آن...... کہیں لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں......"

توشی خاموشی سے اٹھ کر اس کے ساتھ قدم ملانے لگی یوں بھی وہ ان نظروں سے فوری طور پر بچنا چاہتی تھی جو شکست کے بعد اسے اس طرح گھور رہی تھیں جیسے اس کے وجود میں کوئی ناقابل یقین تبدیلی رونما ہو گئی ہو۔ لوگ اس کی شکست پر چہ مگوئیاں کر رہے تھے وقتی طور پر وہ اس ماحول سے فرار اختیار کرنا چاہتی تھی۔

کیسینو کے فلور سے بلیومون کے پارکنگ شیڈ تک لوگوں کی نظریں فیصل اور توشی کا

تعاقب کرتی رہیں' پھر جب گاڑی بلیومون کے صدر دروازے سے نکل کر کشادہ سڑک پر آ گئی تو توشی نے سکون کا سانس لیا۔

"کیا تمہیں اپنی ہار کا دکھ ہے......" فیصل نے تھوڑے توقف کے بعد پوچھا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن یہ حقیقت ہے کہ آج میں زندگی میں پہلی بار شکست سے دو چار ہوئی ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ......"

"نہیں......" وہ جلدی سے بولی...... "مجھے خوشی ہے کہ تم بازی جیت گئے...... لیکن......"

"لیکن کیا......؟" فیصل نے پوچھا۔ "تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئیں؟"

"پرنس......" توشی نے سنبھل کر کہا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ شو کرنے سے پیشتر تمہارے کارڈ کیا تھے......"

"پلیز توشی...... فارگیٹ ویٹ۔" فیصل نے ٹالتے ہوئے کہا۔ "ہمیں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا نوٹس نہیں لینا چاہئے۔"

"میں بتاتی ہوں...... تمہارے پاس دو ستے اور حکم کا بادشاہ تھا۔"

"کیا مطلب ......" فیصل نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ میں نے کوئی چیٹنگ کی ہے؟"

"ایسا مت کہو پرنس......" توشی نے جذباتی انداز اختیار کیا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم مجھے کبھی چیٹ نہیں کرو گے...... لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی نادیدہ قوت نے تمہارے کارڈ تبدیل کر دیئے......"

"میں اس قسم کی باتوں پر یقین نہیں رکھتا۔"

"تمہیں میری قسم پرنس...... کیا میں نے جو کچھ کہا وہ غلط ہے؟"

"نہیں......" فیصل نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے خود بھی حیرت ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔"

"لیکن مجھے تعجب نہیں ہوا۔" توشی ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ "میں جانتی ہوں کہ تمہارے مقابلے میں میری ہار کیوں ہوئی...... ہاں پرنس' کچھ لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ میں کسی کے ساتھ دوستی کروں۔ اپنی مرضی سے اپنے مستقبل...... اپنے سکون...... اپنی راحت اور اپنی زندگی کے بارے میں کوئی فیصلہ کروں۔"

"وہ کون لوگ ہیں جو تمہاری خوشی کے دشمن ہیں؟"

"سوری پرنس......... میں اس سلسلے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔"

"کیا تم ان لوگوں سے ناواقف ہو؟" فیصل نے اسے کریدنے کی کوشش کی پھر رخ بدل کر پوچھا۔ "تم نے ابھی تک مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"تم کیا جاننا چاہتے ہو میرے بارے میں؟" توشی نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر فیصل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو؟......... کہاں سے آئی ہو؟......... بلیومون میں قیام کا مقصد کیا ہے اور تمہارے ماں باپ کون ہیں؟"

"مجھے یقین تھا کہ تم یہی سوالات کرو گے لیکن جواب میں' میں تمہیں صرف اتنا بتا سکتی ہوں کہ میں بھی دوسروں کی طرح ایک نوجوان لڑکی ہوں......... میرے سینے کے اندر بھی ایک دل ہے' اس دل میں ہزاروں ارمان ہیں' آرزوئیں ہیں' تمنائیں ہیں' لیکن میں صرف خواب دیکھ سکتی ہوں......... خوابوں کی تکمیل میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

"مجبوری کا کوئی سبب......... کوئی وجہ بھی ضرور ہو گی۔"

"ہے......... مگر میں اسے بھی زبان تک لانے سے قاصر ہوں۔" توشی خوابیدہ لہجے میں بولی' اس کی نگاہیں بدستور فیصل کے خوبصورت چہرے پر بھٹک رہی تھیں۔

"میں تمہاری مجبوری کا سبب جان گیا۔"

"کیا......... توشی نے بڑی سادگی سے دریافت کیا۔"

"تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔" فیصل نے دیدہ و دانستہ سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پرنس........." وہ یکلخت مضطرب انداز میں سنبھل کر بیٹھ گئی۔ "پلیز......... ایسا مت کہو' توشی نے زندگی میں اگر پہلی بار کسی پر اعتماد کیا ہے تو وہ تم ہو......... اگر توشی کے دل کی دھڑکنوں پر پہلی بار کسی کا نام........." لیکن وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی' اچانک اتنی زور کی بجلی چمکی تھی کہ توشی کے علاوہ فیصل بھی ایک لمحہ کو بوکھلا گیا۔

"حیرت ہے........." اس نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا پھر بولا۔ "مطلع تو بالکل صاف ہے پھر یہ بجلی........." توشی نے تیزی سے کہا۔ "پلیز' گاڑی واپس موڑ لو......... میں تمہارے ساتھ زیادہ دور نہیں جانا چاہتی۔"

"تم مجھے کچھ خوفزدہ........."

"بحث مت کرو........." توشی جھلا کر بولی۔ خیرت چاہتے ہو تو جتنی جلدی ممکن ہو

مجھے بلیومون پر ڈراپ کر دو اور......... اور دوبارہ مجھ سے ملنے کی کوشش کبھی نہ کرنا۔"

فیصل نے توشی کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' پلٹ کر ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی پھر تیزی سے گاڑی کا رخ بلیومون کی جانب موڑ دیا' اسے توشی کا لہجہ گراں گزرا تھا۔ کچھ دیر تک دونوں کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی' گاڑی تیزی سے اپنی منزل کی سمت فراٹے بھرتی رہی' فیصل نے اپنی نظریں سڑک پر جما رکھی تھیں۔

"میں......... میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے تم تباہی و بربادی کا شکار ہو۔" توشی نے الجھے ہوئے شکست خوردہ انداز میں سرگوشی کی۔

فیصل نے خاموشی برقرار رکھی۔

"تم نہیں جانتے پرنس......... وہ لازوال قوتوں کے مالک ہیں' ان کے ہاتھ بہت لمبے ہیں' ان کا صرف ایک اشارہ ہماری بربادی کے لئے بہت ہے۔"

فیصل نے گاڑی کی رفتار اور تیز کر دی۔

"تم......... تم سمجھنے کی کوشش کرو......... وہ انسانوں کی شکلوں میں درندوں سے بھی بدترین ہیں' ان کی پر اسرار کالی قوتیں فاصلوں کی قید سے آزاد ہیں۔ تم نے اگر مجھے پانے کی کوشش کی تو سب کچھ کھو دو گے......... ہاں وہ اگر چاہیں تو تمہیں ایسی خوفناک سزائیں اور اذیتیں پہنچا سکتے ہیں جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے......... کاش میں تمہیں سب کچھ بتا سکتی۔"

فیصل نے گاڑی کو بائیں جانب موڑا پھر بلیومون کے صدر دروازے پر پہنچ کر اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی روک دی' صدر دروازے پر متعین باوردی ملازم نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا' توشی نے فیصل کو گھورا جو بدستور ونڈ اسکرین سے دوسری جانب دیکھ رہا تھا اسے فیصل کی بے رخی گراں گزری' ہوٹل کے ملازم کی موجودگی میں اس نے کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا' تیزی سے نیچے اتری اور لمبے لمبے قدم اٹھاتی اندر چلی گئی۔"

فیصل نے گاڑی کو گیئر میں ڈال کر تیزی سے آگے بڑھایا پھر اپنے گھر کی سمت فراٹے بھرنے لگا' اس کی نظریں بدستور سامنے سڑک پر جمی ہوئی تھیں' چہرے کے تاثرات اندرونی کیفیت کی ترجمانی سے یکسر عاری تھے لیکن ڈرائیو کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ گوشت پوست کا انسان نہیں بلکہ کوئی روبوٹ ہے جسے ریموٹ کے ذریعے کنٹرول کیا جا رہا تھا.........

○

خان شہباز توشی کی شکست پر بے حد مسرور تھا' کیسینو کے فلور پر توشی کی فتوحات کا سلسلہ ختم ہو جانے کے بعد اس نے بڑے سکون کا سانس لیا تھا' اسے یقین تھا کہ جب فیصل کی جیت کا واقعہ پیشہ ور کھلاڑیوں اور دیگر ممبران کے کانوں تک پہنچے گا تو ان میں سے بیشتر جو آہستہ آہستہ بلیو مون سے دور ہوتے جا رہے تھے واپس پلٹ آئیں گے۔

فیصل اور توشی کے جانے کے بعد وہ سیدھا اپنے دفتر میں آگیا' اسے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ فیصل نے توشی کو اپنا دوست بنا لیا ہے' اب اسے امید ہو چلی تھی کہ ایک معقول معاوضے کے عوض وہ توشی کو کیسینو کی طرف سے کھیلنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا' اس طرح کیسینو کی آمدنی بھی بڑھنے کی توقع تھی اس کے علاوہ بگ باس کی خوشنودی بھی حاصل ہو سکتی تھی' ان ہی خیالات میں مستغرق وہ اپنے لئے مسرتوں کا جام تیار کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا' خوشی کے احساس نے اس کی رگوں میں دوڑتے ہوئے لہو کی گردش خاصی تیز کر دی تھی۔

"خان شہباز اسپیکنگ"۔ اس نے ماؤتھ پیس میں کہا' بولنے کا انداز خاصا خوشگوار تھا۔

"فزارو بول رہا ہوں۔" دوسری جانب سے فزارو کی آواز سنائی دی۔ "میرا خیال ہے کہ تم اس وقت اپنے آفس میں بیٹھے خوشیاں منا رہے ہو!"

"نہیں ......" خان شہباز نے محتاط لہجے میں کہا۔ "کچھ ضروری کام نمٹا رہا ہوں۔"

"میں نے بھی ایک ضروری کام کے سلسلے میں تمہیں کال کی ہے ...... تم پرنس کو کب سے جانتے ہو؟"

"ہمارے تعلقات صرف کاروباری حدود تک ہیں' آپ نے خود دیکھ لیا ہو گا کہ پرنس کو جیت یا ہار سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ اس وقت مادام توشی کو کہاں اور کس مقصد سے لے گیا ہے۔" انتہائی خشک لہجے میں دریافت کیا گیا۔

"آپ کا اندازہ غلط ہے مسٹر فزارو' پرنس کا شمار ان نوجوانوں میں نہیں کیا جا سکتا جو ......"

"میں سرے سے اس کا شمار ہی نہیں کرنا چاہتا۔" فزارو نے خان شہباز کا جملہ کاٹتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ "تم مونا کرسٹی اور اڈگر کے سلسلے میں میری ذہنی اور جسمانی قوتوں

کا مظاہرہ دیکھ چکے ہو۔"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ آپ ......"

"زیادہ عقلمند بننے کی کوشش مت کرو۔" اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔ "پانچ منٹ کے اندر اندر مجھ سے کیسینو کے عقبی دروازے پر ملو وہی بیک ڈور جس سے تم نے اڈگر کو اسپتال کے لئے روانہ کیا تھا۔"

دوسری جانب سے فون کا رابطہ ختم ہوا تو خان شہباز نے جھلا کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا' اس کے ذہن میں اس اجنبی کی فون کال ابھر آئی جس نے فزارو کے سلسلے میں بھیانک اور ہولناک موت کی پیش گوئی کی تھی اور تاکید کی تھی کہ وہ فزارو کے کسی حکم پر عمل کرنے سے گریز کرے اس کے ساتھ ہی اس امر کا یقین بھی دلایا تھا کہ اگر فزارو کی جانب سے کالی قوتوں نے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو وہ اس کی مدد کرے گا...... خان شہباز' فزارو کی پیش گوئی کا عملی مظاہرہ بھی دیکھ چکا تھا۔

اس کے پاس وقت محدود تھا اسے پانچ منٹ کی مہلت دی گئی تھی جس میں سے دو منٹ گزر چکے تھے' تین منٹ کے اندر اندر اسے کوئی آخری اور حتمی فیصلہ کرنا تھا' ایک لمحے تک وہ خلاء میں گھورتا رہا پھر اس نے ایک ہی گھونٹ میں اپنا تیار کیا ہوا جام حلق کے نیچے اتارا اور تیزی سے دروازہ کھولتا ہوا باہر نکل آیا' اس کے قدم کیسینو کے عقبی دروازے کی سمت اٹھ رہے تھے اور ذہن آنے والے لمحات کے بارے میں غور کر رہا تھا' حفظ ماتقدم کے طور پر اس نے دفتر سے باہر آنے سے قبل میز کی دراز سے اپنا اعشاریہ تین آٹھ کا پستول نکال کر اسے لوڈ کیا تھا پھر حسب عادت کسی فوری استعمال کے پیش نظر بائیں ہاتھ کی جانب پتلون کے اندر اوورکوٹ کے نیچے چھپا لیا تھا۔

عقبی دروازے کا وہ حصہ ویران ہی تھا' خان شہباز نے باہر نکل کر دیکھا' فزارو کہیں نظر نہیں آیا' کسی خطرے کے احساس سے وہ واپسی کے ارادے سے پلٹا ہی تھا کہ فزارو کی سرسراتی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی ...... "خاموشی سے چلتے ہوئے ادھر آ جاؤ" ...... خان شہباز نے آواز سن کر اندازہ لگا لیا کہ وہ بوڑھے برگد کی آڑ میں چھپا کھڑا ہے ...... "لیکن کیوں؟ آخر اسے اس طرح روپوش رہنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا وہ اسے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا؟ ...... اتنی رازداری اور خفیہ ملاقات کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی؟" خان شہباز کے ذہن میں متعدد خیالات بڑی سرعت سے ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہونے لگے' اسے ایک ثانیہ کو اپنی حماقت کا احساس ہوا' فزارو کے پاس آنے سے پیشتر اسے اپنے کسی

خاص نائب کو صورت حال سے آگاہ کر دینا چاہئے تھا تا کہ وہ بعد میں کام آسکتا' لیکن وقت گزر چکا تھا' اس کے پاس اب حکم کی تعمیل کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا' آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا وہ بوڑھے برگد کے قریب چلا گیا' فزارو اس کے خیال کے عین مطابق درخت کی آڑ میں موجود تھا۔

"گڈ ...... مجھے یقین تھا کہ تم میرے حکم کی تعمیل ضرور کرو گے۔"

"کیا کوئی ایسا ہی خاص اور اہم کام درپیش آ گیا تھا جو مجھے یہاں بلانے کی ......"

"غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو۔" فزارو نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں نے تمہیں جس کام سے بلایا ہے وہ زیادہ اہم نہیں ہے۔"

"میں سن رہا ہوں۔" خان شہباز نے بظاہر لاپروائی کا مظاہرہ کیا لیکن وہ اپنی جگہ پوری طرح محتاط تھا۔

"تمہیں ابھی اور اسی وقت پرنس فیصل کی رہائش گاہ تک جانا ہوگا' اس کی ماں کو صرف یہ پیغام دینے کی خاطر کہ وہ اپنے بیٹے کو مادام توشی سے دور رکھنے کی کوشش کرے ورنہ نتائج کی ذمہ داری کسی اور پر نہ ہوگی .... اور سنو' یہ پیغام تم اپنی طرف سے دو گے' میرا یا کسی اور کا نام درمیان میں نہیں آنا چاہئے۔"

"کیا پرنس کی رہائش گاہ تک جانا ضروری ہے۔ میرا مطلب ہے کہ یہ پیغام فون پر بھی دیا جا سکتا ہے۔"

"میں نے تمہیں غیر ضروری باتوں سے پرہیز کا حکم دیا تھا۔" فزارو نے کرخت آواز میں تنبیہہ کی۔

"خان شہباز اتنا احمق نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔" اس بار خان شہباز کا لہجہ بھی سخت ہو گیا۔ "کام بظاہر بہت معمولی ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ تم مجھے سامنے لا کر پرنس کو درمیان سے ہٹانا چاہتے ہو' بڑی صاف بات ہے مسٹر فزارو' پرنس کی موت کے بعد اس کی ماں کا بیان مجھے پھانسی کے تختے تک پہنچا دے گا اور تم ...."

"تم ضرورت سے زیادہ احمق ہو خان شہباز۔" فزارو نے بگڑے ہوئے تیور سے جواب دیا اس کے ساتھ ہی بڑی سرعت سے اپنا ریوالور نکال کر اسے نشانے پر لیتا ہوا بولا۔ "اب مجھے مجبوراً" پہلے تمہیں راستے سے ہٹانا ہوگا' پرنس کا دوسرا نمبر ہوگا۔"

"سوچ لو مسٹر فزارو۔" خان شہباز نے جلدی سے ہوا میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔ "یہاں آنے سے پہلے میں نے اپنے ایک خاص ماتحت کو حالات سے باخبر کر دیا تھا' میری

موت کے بعد وہ تمہارے حق میں ...."

"شٹ اپ۔" فزارو کے لہجے میں درندگی پیدا ہو گئی۔

تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے' میرے حکم کی تعمیل کی صورت میں شاید تم فرار کا کوئی راستہ اختیار کر سکتے تھے لیکن اب .... دنیا کی کوئی قوت تمہیں نہیں بچا سکے گی۔ جملے کے اختتام کے ساتھ ہی خان شہباز نے فزارو کو اپنا ریوالور والا ہاتھ تھوڑا سا بلند کرتے دیکھا' ریوالور پر لگے سائلنسر کو دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کی موت کی اطلاع فوری طور پر عملے کے کسی فرد کو نہیں ہو سکے گی' موت کا تصور اس کی پلکوں کے نیچے کپکپا رہا تھا' بس ایک پل کی دیر تھی' فزارو کا ہاتھ واپس نیچے ہوتے ہی ایک ہلکی سی "ٹچ" کی آواز پیدا ہو گی اور اس کی زندگی کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو جائے گا۔

خان شہباز کی پیشانی عرق آلود ہو گئی' اس نے پلٹ کر جوابی کارروائی کے بارے میں سوچنا چاہا لیکن اسے اتنا موقع ہی نہ ملا' فزارو کا ہاتھ جتنے نپے تلے انداز میں نیچے آیا تھا اتنے ہی نپے تلے انداز میں کوئی وزنی شے ہوا میں تیرتی ہوئی فزارو کی پیشانی سے ٹکرائی تو وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چاروں خانے چت زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ خان شہباز کو اپنے بچاؤ کے لئے اسی ایک لمحے کی تلاش تھی' اس نے وہاں رکنے کی حماقت نہیں کی' تیزی سے پلٹ کر برق رفتاری سے دوڑتا ہوا عمارت کے اندر واپس آ گیا' اپنے آفس تک پہنچنے میں بھی اس نے خاصی عجلت سے کام لیا پھر دروازہ اندر سے بولٹ کرنے کے بعد وہ اپنی ریوالونگ چیئر پر بیٹھ کر لمبی لمبی سانس لینے لگا' اس طرح وہ اپنے اعصاب کو پرسکون رکھنا چاہتا تھا' وہ تین پیگ حلق سے نیچے اتارنے کے بعد اس کی توانائی واپس لوٹ آئی' اب وہ فزارو کی جانب سے اگلے قدم اور اپنے بچاؤ کے بارے میں غور کر رہا تھا وقت تیزی سے گزر رہا تھا پھر تقریباً" ڈیڑھ گھنٹے بعد انٹرکام پر اس کے خاص ماتحت راجو نے ایک اہم اطلاع دی۔

"باس .... رات کے چوکیدار فضل خان نے ابھی ابھی ایک حیرت انگیز اطلاع دی ہے۔ اس کے بیان کے مطابق مسٹر فزارو کی لاش عقبی حصے میں برگد کے درخت کے نیچے پڑی ملی ہے۔ فضل خان کا کہنا ہے کہ مسٹر فزارو کو بڑی درندگی سے ادھیڑا گیا ہے' لاش کے قریب ہی کوری ہانڈی کے ٹکڑے اور سال خوردہ انسانی کھوپڑی کے کچھ حصے پڑے ملے ہیں .... کیا پولیس کو اطلاع کر دی جائے۔"

"ٹھہرو .... میں آ رہا ہوں۔" خان شہباز نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا' فزارو کی موت کی اطلاع سنتے ہی اس کے ذہن میں ایک بار پھر اس شخص کا تصور ابھر آیا

جس نے فزارو کی موت کی پیش گوئی کی تھی' اس کے کہنے کے عین مطابق فزارو کا انجام بڑا بھیانک اور ہولناک ثابت ہوا تھا ....!



گھر پہنچ کر فیصل نے گاڑی کو پورٹیکو میں کھڑا کیا پھر نیچے اتر کر سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا' اس وقت رات کے تقریباً ساڑھے دس کا عمل رہا ہوگا' نیند کا خمار اس کی آنکھوں میں مچل رہا تھا' مشینی انداز میں قدم اٹھاتا وہ اپنے بیڈ تک گیا پھر اس نے بستر پر نیم دراز ہو کر آنکھیں بند کر لیں' چہرے پر تھکن اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات موجود تھے' شاید یہی وجہ تھی کہ جو خلاف معمول آج نہ تو اس نے بستر پر جانے سے پیشتر لباس تبدیل کیا تھا نا ہی دروازے کو اندر سے بولٹ کیا تھا۔

خواب گاہ میں داخل ہونے سے پہلے ملازم نے فیصل سے رات کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا تھا لیکن اس نے ملازم کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' ملازم کی سمت دیکھے بغیر وہ اس کے برابر سے گزر گیا اور اب وہ اپنے بستر پر یوں نیم دراز تھا جیسے اس کے ذہن کو کوئی شدید جھٹکا لگا ہو۔ وہ آنکھیں بند کئے لیٹا تھا اس کے ذہن میں سنسناہٹ کی آوازیں ابھر رہی تھیں' یہ آوازیں بتدریج قریب آ رہی تھیں پھر اس نے ایک تاریک گولے کو اپنے سر کے عین اوپر چکراتے ہوئے محسوس کیا جس سے تھم تھم کر آتشی شعاعیں لپک رہی تھیں' تیزی سے گردش کرتے ہوئے سیاہ گولے کی آواز فیصل کے ذہن کو ماؤف کر رہی تھی' مرتعش گولے کی ماہیت کثیف دھوئیں جیسی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے متحرک شے کو دیکھتا رہا پھر ایک آواز اس کے کانوں میں گونجی جو بہت دور سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

"تم کون ہو ....؟"

میں .... فیصل ناصر ہوں۔" اس نے مدھم آواز میں جواب دیا۔

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو ....؟"

"ہاں ...."

"جانتے ہو میں کون بول رہا ہوں؟"

"نہیں ...."

"میرا نام ذہن نشین کر لو .... میں شوالا بول رہا ہوں' ترشولی کا منگیتر' تم

اسے توشی کے نام سے جانتے ہوئے۔"

"ہاں .... میں توشی سے مل چکا ہوں۔" فیصل نے خوابیدہ لہجے میں آہستہ سے جواب دیا۔

"دوبارہ نہیں ملو گے .... یہ شوالا کا حکم ہے"۔ دوسری جانب سے بولنے والے کے لہجے میں سفاکی تھی۔ آج عظیم شاکا نے درمیان میں آ کر تمہیں میرے عتاب سے بچا لیا ورنہ میں تمہارے وجود کو ہمیشہ کے لئے راستے سے ہٹا دیتا۔"

"عظیم شاکا کون ہے .... میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا .... میں نے حکم دیا تھا کہ تم آئندہ ترشولی سے دور رہو گے۔"

"وہ .... میری دوست ہے .... اور .... مجھے اچھی لگتی ہے۔"

"تم میرے غیظ و غضب کو للکار رہے ہو .... میں نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ میری منگیتر ہے' شوالا کی امانت ہے اور شوالا اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی دوسرا ترشولی کے قریب جانے کی کوشش کرے۔"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو ....؟"

"زندگی عزیز ہو تو دوبارہ ترشولی سے ملنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تمہارا انجام تصور سے بھی زیادہ اذیت ناک ہو گا۔"

"میں توشی کو فراموش نہیں کر سکتا' میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے۔"

"کیا تجھے اپنی بوڑھی ماں عزیز نہیں ہے .... سرد اور سفاک آواز میں سوال کیا گیا۔"

"وہ مجھے دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ عزیز ہے' ماں کی خاطر میں دنیا کے تمام عیش و آرام اور قارون کے خزانے کو بھی ٹھکرا سکتا ہوں۔"

"پھر میری بات غور سے سن .... اگر تو نے ترشولی سے ملنے کی کوشش کی تو میری پراسرار قوتیں تیری ماں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گی۔"

"نہیں .... تم میری ماں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے ورنہ میں تمہارا جسم گولیوں سے چھلنی کر ڈالوں گا۔" فیصل کے لہجے میں سختی پیدا ہوگئی۔

"تو .... اور شوالا سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔"

"ہاں .... ماں کی خاطر میں دنیا کی ہر طاقت سے ٹکرانے کی ہمت کر سکتا ہوں .... تم چاہو تو آزما کر دیکھ لو۔"

جواب میں ایک بھیانک قہقہے کی آواز گونجی پھر فیصل نے دیکھا کہ خواب گاہ کی روشنیاں بڑی تیزی سے بجھنی اور جلنی شروع ہو گئیں اس کے ساتھ ہی سیاہ ذرات کے ٹکڑے آندھی کی صورت میں اس کے گرد منڈلانے لگے پھر وہ گہرے سیاہ بادل کی شکل اختیار کر کے اپنا حجم بڑھانے لگے' بجلی کی ہولناک چمک اور بادل کی گھن گرج کی آواز شدت اختیار کرنے لگی' فیصل کو اپنا دم سینے میں گھٹتا محسوس ہوا' وہ خوفزدہ نظروں سے سیاہ بادل کے ان ٹکڑوں کو دیکھ رہا تھا جو شعلے اگل رہے تھے اور آہستہ آہستہ نیچے اتر رہے تھے' ابھی وہ تیزی سے اٹھ کر خواب گاہ سے بھاگ جانے کے ارادے پر غور کر رہا تھا کہ شوالا کی غضب ناک آواز پھر اس کے کانوں میں گونجی...............

"اب وقت گزر چکا ہے .... میری قوتوں نے تجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے' تو اپنی جگہ سے حرکت کرنے سے بھی قاصر ہے' میرے ایک اشارے پر سیاہ بادلوں کے لپکتے ہوئے شعلے تجھے جلا کر راکھ کا ڈھیر کر سکتے ہیں .... اب بھی وقت ہے' میں تجھے ایک آخری موقع دیتا ہوں' ترشولی کا خیال دل سے نکال دے۔"

فیصل نے جواب دینے کی کوشش کی لیکن شدید گھٹن کے احساس نے جیسے اس کی قوت گویائی سلب کر لی تھی' وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سیاہ بادل کے ٹکڑوں کو موت کی صورت میں اپنے اوپر منڈلاتا دیکھ رہا تھا .... اچانک بجلی پوری شدت سے کڑکی' شعلہ اگلتے بادل بڑی سرعت سے اس کی جانب لپکے تھے لیکن اسی لمحے سفید بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہو کر سیاہ بادلوں سے ٹکرایا تو سب کچھ اپنے معمول پر آ گیا' سیاہ بادلوں کے ٹکڑے پل بھر میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئے پھر سفید بادل کا ٹکڑا تیزی سے نیچے اتر کر فیصل کے بالکل قریب آ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ایک انسان کی شکل اختیار کر لی' ایک سن رسیدہ بزرگ کی شکل جو سفید لباس میں ملبوس فیصل کی نگاہوں کے سامنے موجود تھے۔

"آپ .... آپ کون ہیں۔" فیصل نے سہمی سہمی آواز میں سوال کیا۔

"میں بھی اسی آستانے کا ایک ادنیٰ خادم ہوں جہاں تمہارے مرحوم دادا اور تمہارے والد بڑی پابندی سے حاضری دیا کرتے تھے لیکن افسوس کہ تم نے ابھی تک اس آستانے پر حاضری نہیں دی۔"

"آپ کس آستانے کی بات کر رہے ہیں۔"

"میں اس آستانے کی بات کر رہا ہوں میرے عزیز جو بڑے میاں صاحب کی فضیلت سے موسوم ہے۔"

"سمجھا آپ کا اشارہ میرے پردادا مرحوم زاہد ناصر میاں کی طرف ہے۔"

"خدا کا شکر ہے کہ تمہیں کم از کم اپنے بزرگوں کا نام یاد ہے۔" بزرگ نے نرم آواز میں کہا جس میں ہلکا سا طنز بھی شامل تھا۔

"قبلہ .... میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ کی بروقت مدد نے مجھے موت کے چنگل سے بچا لیا۔"

"کفر کی باتوں سے پرہیز کی عادت اختیار کرو فیصل میاں .... تمہیں خدائے بزرگ و برتر کا احسان مند ہونا چاہئے کہ بڑے میاں صاحب نے دنیا سے منہ موڑ لینے کے باوجود تمہارے اوپر التفات اور نظر کرم برقرار رکھی' اگر ان کا سایہ نہ ہوتا تو ...."

"قبلہ' آپ کچھ کہتے کہتے رک کیوں گئے' مجھے بتایئے کہ شوالا کون ہے اور ...."

"صبر و تحمل سے کام لو صاحبزادے۔" بزرگ نے مدھم لہجے میں کہا۔ "فی الحال صرف اتنا جان لو کہ مجھے تمہاری رہبری اور مدد کا کام سونپا گیا ہے' میں تمہیں صرف یہ تلقین کروں گا کہ سیاہ و سفید کا فرق جانچنے کا شعور پیدا کرو' تفصیل میں جانے کی کوشش چھوڑ دو' یہ سب بیکار باتیں ہیں' ان چکروں میں الجھ کر تم اپنی راہ سے بھٹک جاؤ گے .... مجھے اس سے زیادہ بتانے کا حکم نہیں۔"

"لیکن آخر وہ کون لوگ ہیں جو مجھے نقصان پہنچانے کی گھات لگائے بیٹھے ہیں' اگر مجھے ان کے بارے میں تفصیلات کا علم نہ ہوا تو میں اپنی لاعلمی کے سبب ان کے گندے حربوں کا شکار ہو سکتا ہوں۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ تم خواب کی کیفیتوں سے دو چار ہو۔" بزرگ کے پرنور چہرے پر یکلخت گہری سنجیدگی طاری ہو گئی۔

"میں آپ کا اشارہ نہیں سمجھا۔"

"جب خواب غفلت سے بیدار ہو تو میرے مشورے پر غور کرنا۔" بزرگ نے تلخ انداز میں نصیحت کی۔ "جلد بازی سے کام لے کر اگر تو نے قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی تو ایک پیچیدہ شیطانی قوتوں کے چکر میں الجھ جاؤ گے' میں تمہیں واپسی کا مشورہ دیتا ہوں۔"

"حضرت، آپ درست فرما رہے ہیں لیکن میرا قصور کیا ہے؟ مجھ سے کون سی کوتاہی سرزد ہوئی ہے جو گندی قوتیں مجھے مشق ستم بنانے پر کمربستہ ہوگئی ہیں، ان کی صف آرائی کا مقصد کیا ہے؟"

"وہ راستے جو برائی اوراندھیروں کی طرف جاتے ہیں ان میں قدم قدم پر پیچ و خم، نشیب و فراز ہوتے ہیں، ان راستوں سے دور رہنے کی کوشش کرو ...." بزرگ کی نگاہوں سے جلال و جمال کی کیفیتیں عیاں ہو رہی تھیں۔ "غیبی قوتوں کے لئے بھی کچھ پابندیاں ہوتی ہیں، ہم ان حدود کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کرسکتے، میں ایک بار پھر تمہیں واپسی کا مشورہ دوں گا میری بات پر عمل نہ کرنے کی صورت میں بات بہت طول پکڑ لے گی۔"

"قبلہ، آپ کا مشورہ سر آنکھوں پر لیکن کیا آپ مجھے کھل کر نہیں بتا سکتے کہ میری قسمت میں کیا رقم ہوا ہے؟ کل کیا ہونے والا ہے؟"

"خدا تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے، فی الوقت میں تمہیں صرف یہی دعا دے سکتا ہوں، بزرگ نے آسمان کی سمت دیکھتے ہوئے کہا اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

"فیصل یوں ہڑ بڑا کر اٹھا جیسے خواب دیکھتے دیکھتے اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ہو، اس نے اپنی خواب گاہ کو حیرت سے دیکھا۔ میں یہاں کیسے پہنچ گیا اس نے تعجب سے سوچا ابھی کچھ دیر پیشتر تو میں توشی کے ساتھ گاڑی میں سفر کر رہا تھا، مجھے یاد ہے کہ راستے میں بجلی بڑی شدت سے کوندی تھی، توشی نے خوفزدہ ہو کر بڑی سنجیدگی سے بلیومون واپس جانے کا اصرار کیا تھا، پھر.............. اس کے بعد کیا ہوا۔"

فیصل اپنے ذہن پر زور دیتا رہا پھر شوالا کی لن ترانیاں اور سفید ریش بزرگ کی باتیں اس کے ذہن کے پردوں پر متحرک تصویروں کی مانند ابھرنے لگیں ....!!

○

کمرے میں داخل ہو کر توشی نے دروازہ اندر سے بولٹ کر لیا پھر تھکے تھکے انداز میں بستر پر دراز ہو گئی۔ اس کے دل کی دھڑکنیں ہر لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں، کسی سہمے ہوئے معصوم پرندے کی مانند سہمی سمٹی لیٹی وہ خلاء میں گھورے جا رہی تھی، اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔

ایک طویل مدت کے بعد وہ پہلی بار کسی مرد کے ساتھ باہر نکلی تھی، زندگی میں پہلی بار شکست سے دو چار ہونے کے بعد اس نے اپنے اندر ایک تغیر سا محسوس کیا تھا شاید اس لئے کہ وہ جیت کی یکسانیت سے اکتا گئی تھی یا پھر اس لئے کہ اس کی ہار بھی اسی مرد کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی جس نے پہلی بار اس کے بند دروازوں پر ہولے سے دستک دی تھی، اسے خوشی تھی ماورائی قوتوں کا وہ جال جس نے اس کے گرد احاطہ کر رکھا تھا ٹوٹ گیا تھا، وہ اس سحر سے آزادی حاصل کرنے کی متمنی تھی، طلسم کے گھٹے گھٹے حصار نے اس کی روح کو زخمی کر دیا تھا، اسے فرار کی راہوں کی تلاش تھی، آزاد ماحول میں حاصل کی ہوئی تعلیم و تربیت نے اس کے اندر کی سوئی ہوئی عورت کو بیدار کر دیا تھا، مغربی تہذیب کی چکا چوند نے اسے اندھیرے اور اجالوں کی تمیز سکھا دی تھی۔ اس تہذیب و تمدن اور ماحول کو یکسر فراموش کرتی جا رہی تھی جہاں اس کی پرورش ہوئی تھی۔ جہاں وہ پروان چڑھی تھی۔ جہاں اس نے صرف مردوں کی حاکمیت کو برسرپیکار دیکھا تھا۔ جہاں پیار و محبت کے بجائے برچھی اور بھالوں سے عورتوں کے دلوں کو تسخیر کیا جاتا تھا، درندوں کی راہ میں آئے ہوئے معصوم اور بے زبان پودوں کو روندا جاتا تھا جہاں طلسم و سحر کا راج تھا، کالی قوتوں کا سکہ چلتا تھا، وہ اس ماحول سے فرار کی آرزو مند تھی، خوف کی ان زنجیروں کو توڑ ڈالنے کی خواہش مند تھی جس نے اس کی نسوانیت کو زخمی کر رکھا تھا، اس کی روح کو قید کر رکھا تھا، وہ روشنیوں کے درمیان رہتے رہتے ان کی عادی ہو چکی تھی، اسے تاریکیوں میں واپسی منظور نہیں تھی۔ وہ اپنے ماضی کو اپنے حال سے یکسر علیحدہ کر دینے کی خواہش مند تھی۔ اس کو علم تھا کہ ماضی اور حال کے گندھے ہوئے تانے بانے ٹوٹے تو رشتوں کا مربوط سلسلہ بھی ٹوٹ کر بکھر جائے گا، اسے اپنے مستقبل کے تحفظ کی خاطر عظیم قربانیاں دینی ہوں گی، مسکراہٹوں کو پانے کی خاطر سسکیوں اور آہوں کا طویل ریگستان عبور کرنا ہوگا، اس کے اندر جو آتش فشاں سلگ رہا تھا وہ اسے کب تک روک سکتی تھی..............؟

پھر جب فیصل نے اس کی زندگی میں قدم رکھا تو اسے جینے کا ایک سہارا مل گیا، دل کی معصوم تمناؤں کو محبت کی ٹھیس نے کریدا تو وہ تڑپ کر بیدار ہو گئی اور جب فیصل نے اس سے لانگ ڈرائیو پر چلنے کی خواہش کا اظہار کیا تو وہ فوراً" آمادہ ہوگئی، وہ اس کا آئیڈیل تھا، اس کا محبوب تھا پھر وہ اس کا حکم کیسے ٹال سکتی تھی، اس کے ساتھ دھوکا دغا اور فریب کا مظاہرہ کیسے کر سکتی تھی، زندگی میں پہلی بار اسے محبوب کا قرب حاصل ہوا تو وہ ہواؤں میں اڑنے لگی، اندیشوں اور خطروں کو جو اس کے گرد منڈلا رہے تھے یکسر فراموش کر بیٹھی، محبت

کے لافانی جذبوں میں قربانی کا رنگ ابھرا تو اس نے فیصل کو ان خطروں سے آگاہ کر دینا چاہا جو اسے آئندہ درپیش آ سکتے تھے لیکن شوالا کی طرف سے بجلی کی چمک کا اشارہ ملتے ہی وہ محتاط ہو گئی' کالی قوتوں کو یہ منظور نہیں تھا کہ توشی اجنبیوں کے سامنے ان کے سربستہ راز آشکار کرے' وہ جانتی تھی کہ اگر اس نے لازوال اور گندی قوتوں کے حصار توڑنے کی کوشش کی تو اس کے ساتھ فیصل بھی عتاب کا شکار ہو جائے گا چنانچہ اس نے اپنی زبان بند کرلی اور واپسی کااصرار کرنے لگی۔ راستے میں اس نے فیصل کو اپنی مجبوریوں سے آگاہ کرنے کی کوشش کی' اس کو باور کرانا چاہا کہ اگر پراسرار کالی قوتیں ان کے خلاف برسرپیکار ہوگئیں تو وہ سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں روپوش ہونے کے بعد بھی پناہ حاصل نہ کر سکیں گے' لیکن فیصل نے اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا' شاید وہ توشی سے روٹھ گیا تھا بلیومون کے گیٹ پر گاڑی روکنے کے باوجود اس نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھنا گورا نہیں کیا تھا' کس قدر بے رخی سے نظریں پھیرے بیٹھا رہا' ایک الوداعی نظر بھی نہیں ڈالی تھی۔

توشی اپنے خیالات میں مستغرق تھی کہ اچانک گدھ نما پرندے کی تیز آواز کمرے میں گونجی اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی' اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے اطراف کا جائزہ لیا' وہ عجیب الخلقت پرندہ اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا ابھی وہ اسے تلاش کر رہی تھی کہ پھر وہی مانوس سیٹی جیسی تیز آواز اس کی قوت سماعت سے ٹکرائی اورتوشی اس کے طلسمی حصار میں پھنس کر بے بس ہو گئی وہ اپنی جگہ ساکت و جامد نظر آنے لگی' اس کی نگاہیں سامنے دیوار پر جمی کی جمی رہ گئیں۔

"ترشولی ...." کمرے میں شوالا کی جھنجھناتی ہوئی آواز گونجی۔ "کیا تو میری آواز سن رہی ہے؟"

"ہاں .... میں تیری آواز سن رہی ہوں۔" توشی نے خوابیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"توشاید بھول گئی تھی کہ شوالا اپنی امانت کی حفاظت کرنا جانتا ہے' میں نے تجھ سے کہا تھا اپنی اوقات سے باہر نکلنے کی کوشش کبھی نہ کرنا' میں جانتا ہوں کہ تو نے ایسا کیوں کیا' شاید عظیم شاکا کی لازوال قوتوں نے تجھے خودسری پر آمادہ کر دیا تھا' تو بھول گئی تھی کہ شاکا اب بوڑھا ہو رہا ہے اس کے بعد جزیرے کے طول و عرض میں میرا حکم چلے گا۔"

توشی نے کوئی جواب نہیں دیا' خاموش کھڑی خلاء میں گھورتی رہی۔

"میری بات غور سے سن .... اب شوالا کو جزیرے سے تیری دوری منظور نہیں' میں تجھے فوری طور پر واپسی کا حکم دیتا ہوں' ابھی اور اسی وقت اپنا رخت سفر باندھ لے' میں نے عظیم شاکا کو بھی اپنے فیصلے سے آگاہ کردیا ہے' اب وہ بھی مداخلت کی کوشش نہیں کرے گا .... کیا تو میرا حکم سن رہی ہے ...."

"ہاں .... مجھے جزیرے میں واپسی کا حکم دیا جا رہا ہے ...." توشی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ پھر وہ شوالا کے حکم کے عین مطابق اپنا رخت سفرباندھنے لگی' سوٹ کیس تیار کرنے کے بعد اس نے ہوٹل کی انتظامیہ کو اپنی فوری روانگی کی اطلاع دی پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ہی وہ ہوٹل کی گاڑی میں بیٹھ کر ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوگئی' وہ شوالا کے قائم کردہ تنویمی عمل کے زیر اثر تھی اس لئے اس جوڑے کی طرف بھی کوئی توجہ نہ دے سکی جو ہوٹل سے روانگی کے وقت صدر دروازے کے قدرے نیم تاریک گوشے میں کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

"تو نے دیکھا روپا رانی!" دراز قد آدمی نے جس نے اپنا فلیٹ ہیٹ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی پیشانی پرجھکا رکھا تھا سرسراتے ہوئے لہجے میں سرگوشی کی۔ "وہی ہوا نا جو تیرے پریمی نے چاہا تھا۔"

"ہاں ...." خوبصورت اور حسین عورت نے جسے روپا کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ "روپا جانتی ہے کہ تم مہان شکتیوں کے مالک ہو' پہلے فزارو جیون سے ناتا توڑ گیا اور اب یہ سندری بھی سدھار گئی لیکن..........."

"دھیرج روپا رانی دھیرج........ بس خاموشی سے دیکھتی جاؤ' کھیل تو اب شروع ہوا ہے۔" دراز قد آدمی نے جو سر تا پا گہرے سیاہ لباس میں ملبوس تھا بدستور مدھم آواز میں کہا پھر روپا کے ساتھ اپنی اس سیاہ رنگ کی لمبی چوڑی جھلملاتی کار کی طرف قدم اٹھانے لگا جو صدر دروازے اور پارکنگ لاٹ کے درمیان بائیں جانب کھڑی تھی......!!



ہوٹل بلیومون کی کار نہایت سبک رفتاری سے اپنی منزل کی طرف دوڑ رہی تھی' ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا باوردی ڈرائیور اپنی جگہ بے حد مستعد نظر آ رہا تھا لیکن اس کی حریص نظریں بار بار شیشے کی طرف اٹھ رہی تھیں جس میں پچھلی نشست پر بیٹھی ہوئی توشی کا عکس جمال پوری طرح نظر آ رہا تھا۔

خلاف توقع وہ اس وقت بڑی مضمحل نظر آ رہی تھی' اس کی نظریں سامنے سڑک پر جمی ہوئی تھیں لیکن اس کا ذہن پوری طرح شوالا کی گرفت میں تھا۔ شاید یہی وجہ تھی جو اس نے ڈرائیور کو اس کی گستاخ نگاہی پر کوئی سرزنش نہیں کی تھی' بظاہر وہ بیدار دکھائی دے رہی تھی لیکن عمل تنویر کے بوجھل اثرات نے اسے دنیا و مافیا سے بے خبر کر رکھا تھا' اس کی تمام تر توجہ ذہن میں گونجنے والی سائیں سائیں کی آوازوں پر مرکوز تھی جو بتدریج گھٹ بڑھ رہی تھیں پھر ان ہی آوازوں کے درمیان اُسے شوالا کی آواز بہت دور سے آتی سنائی دی۔

"ترشولی............ کیا تجھے اس بات کے احساس سے خوشی نہیں ہو رہی کہ تیرا عظیم شوالا تجھ سے ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود تجھ سے بہت قریب' تیرے دل کی دھڑکنوں میں موجود ہے۔"

جواب میں توشی نے جھرجھری لی اور پلکوں کو یوں حرکت دینے لگی جیسے وہ شوالا کی موجودگی کو محسوس کر رہی ہے۔

"ضروری نہیں کہ تو زبان کو جنبش دے کر آواز کے سہارے مجھ سے ہم کلام ہو' شوالا کی قوت تیری سوچ کو بھی پڑھنے کی طاقت رکھتی ہے۔"

توشی نے کوئی جواب نہیں دیا' بدستور پلکوں کو جھپکاتی رہی۔

"ترشولی ! میں تجھے اداس دیکھ رہا ہوں............ کیا میں یہ سمجھوں کہ تو ابھی تک بغاوت پر آمادہ ہے............" شوالا کے لہجے میں پیار کے ساتھ ساتھ سرزنش بھی تھی۔

"کیا تجھے اس بات کی خوشی نہیں کہ شوالا نے تجھے جزیرے پر واپسی کا حکم دیا ہے؟ کیا تجھے

شوالا کا قرب منظور نہیں۔"

"میں بہت خوش ہوں شوالا!" .... توشی نے سوچ کے ذریعے جواب دیا۔

"جزیرے میں تیرے علاوہ مقدس شاکا بھی ہے' میرا عظیم باپ جسے دیوتاؤں کی مرضی سے جزیرے کی سرداری کے منصب سے سرفراز کیا گیا ہے۔"

"اور تیرا شوالا مقدس شاکا کا نائب ہے جسے بہت جلد تیرے باپ کی جگہ جزیرے کا سردار بنایا جائے گا۔"

"ہاں .... میں جانتی ہوں .... شاکا کی عمر اب ڈھل رہی ہے ' شاید یہی وجہ ہے کہ..............."

"ترشولی .... کیا بات ہے؟ تو کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئی؟" شوالا نے سرسراتے لہجے میں دریافت کیا۔ "مجھے بتا کہ تیرے دل میں کیا ہے؟"

"مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ ابھی تک مقدس شاکا کی لازوال قوتوں نے مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا۔"

"میں نے اسے روک دیا ہے۔" شوالا تیزی سے بولا۔

"جب تک تو جزیرے میں قدم نہیں رکھے گی شاکا تجھ سے رابطہ قائم نہیں کرے گا۔"

"کیوں؟ .... کیا اسے جزیرے کا سردار ہونے کی حیثیت سے یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مجھ سے ہمکلام ہو۔"

"شاکا کو ابھی تک یہ حق حاصل ہے لیکن..............."

"لیکن کیا...............؟"

"تو نے جو روش اختیار کی تھی اس نے شاکا کو ناراض کر دیا ہے۔" شوالا کی سپاٹ آواز توشی کے ذہن میں گونجی۔

"تو یہ بھول گئی تھی کہ تو شوالا کی امانت ہے .... تو نے شوالا کے مقابلے میں ایک حقیر انسان کو ترجیح دینے کی حماقت کی تھی' تیری خود سری نے میرے اور شاکا کے تعلقات کے درمیان بھی دراڑیں ڈال دی ہیں' مجبوراً" مجھے شاکا کو باور کرانا پڑا کہ میں صرف اس کا نائب ہی نہیں بلکہ مجھے عقرب دیوتا کی حمایت بھی حاصل ہے اور میرے جسم میں جوانی کا خون ٹھاٹھیں مار رہا ہے جو طاقت کا سرچشمہ ہے۔"

"پھر......... ...؟"

شاکا کے پاس مجھ سے مفاہمت کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا' اس نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ جزیرے میں تیری واپسی تک وہ خاموشی اختیار کئے رہے گا۔ میرے مقابلے میں تیری حمایت نہیں کرے گا۔

"جزیرے میں میری واپسی کے بعد کیا ہو گا؟"

"وہی ہو گا جو دیوی اور دیوتاؤں کو منظور ہو گا۔" شوالا کے لب و لہجے میں غرور و تکبر کی آمیزش تھی۔

"شوالا..............." توشی نے تھوڑے توقف کے بعد بے چینی کا اظہار کیا۔ "کیا میں سمجھوں کہ تو نے شاکا کو اسیر کر لیا ہے۔"

"فی الحال تیرا اندازہ غلط ہے لیکن اگر تو نے شوالا کو ناراض کرنے کی حماقت کی تو پھر سب کچھ ممکن ہے۔"

"سمجھ گئی..............." توشی نے بے رخی کا انداز اختیار کیا۔ "تو ترشولی کو پیار و محبت سے نہیں جبر و تشدد اور طاقت کے زور سے اپنانا چاہتا ہے .... اسے محبت نہیں سرکشی کہتے ہیں۔"

"ترشولی..............." شوالا کا لہجہ غضب ناک ہو گیا۔ "میں محسوس کر رہا ہوں کہ تیرے ذہن میں ابھی تک بغاوت کے جراثیم کلبلا رہے ہیں' کیا تو بھول رہی ہے کہ میں تیرا منگیتر ہوں؟ کیا تو شوالا کو اتنا بے غیرت سمجھتی ہے کہ وہ تجھے کسی اور کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھاتا دیکھے اور خاموش تماشائی بنا رہے' کیا تجھے میری طاقت کا اندازہ نہیں؟ کیا جزیرے سے دور رہ کر تو نے سب کچھ بھلا دیا ہے؟"

"مجھے سب کچھ یاد ہے لیکن اب میں سب کچھ بھول جانا چاہتی ہوں۔"

ہوش میں آ ترشولی ورنہ شوالا کا غضب اور قہر اس شخص کو تباہ و برباد کر دے گا جس نے ہمارے درمیان خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی ہے' کیا تو یہی چاہتی ہے کہ میں اس بدبخت کے سکون و آرام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برباد کر دوں۔"

توشی جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن یکلخت اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سوچنے کی قوت بھی سلب کر لی ہو' اس کے اندر کی سوئی ہوئی عورت کو تڑپ کر بیدار ہونے پر مجبور کر دیا ہو' اچانک اس کے ذہن میں پرنس فیصل کا تصور بڑی تیزی سے ابھرا اور اس کے وجود کی گہرائیوں تک سرایت کرتا چلا گیا' اس نے نظریں گھما کر ڈرائیور کو دیکھا جو بڑی مستعدی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا' توشی نے سوچا' وہ ڈرائیور سے التجا کرے کہ وہ اسے

ائرپورٹ لے جانے سے پہلے چند لمحوں کے لئے اس کے محبوب سے ملا دے لیکن وہ جیسے گنگ ہو کر رہ گئی تھی' جانے وہ کون سی طاقت تھی جس نے اسے شوالا کی قوت کے حصار سے آزاد کر دیا تھا مگر اس کے ساتھ ہی اس کی قوت گویائی بھی چھین لی تھی' وہ سکتے کی کیفیت سے دوچار تھی کہ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی' توشی نے بے چینی سے ماحول کا جائزہ لیا' وہ ایئرپورٹ ہرگز نہیں تھا جہاں گاڑی روکی گئی تھی وہ کسی بنگلے کا عقبی حصہ تھا جو لیمپ پوسٹ کی روشنی میں ویران ویران سا نظر آ رہا تھا' ابھی وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ماحول کا جائزہ لے رہی تھی کہ ڈرائیور تیزی سے نیچے اتر کر ایک طرف چلا گیا اور دوسرے ہی لمحے جب کسی نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تو اس کے دل کی دھڑکنیں یکلخت تیز ہو گئیں' وہ کوئی غیر مرد نہیں تھا' اس کا اپنا محبوب پرنس فیصل تھا جو والہانہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پرنس............" توشی نے بے اختیار اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ "تم......... تم یہاں کیسے آ گئے؟"

"یہی سوال میں تم سے کروں گا۔" فیصل نے توشی کے سراپا کا جائزہ لیتے ہوئے جواب دیا۔ "میں اپنی خواب گاہ میں لیٹا پریشان حالات سے دوچار تھا کچھ پراسرار قوتیں مجھے تم سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جانے کا مطالبہ کر رہی تھیں' انکار کی صورت میں مجھے تباہی اور بربادی سے ہمکنار کرنے کی دھمکی دی گئی ہاں توشی' وہ مجھے جلا کر خاکستر کر دینے کی خواہش مند تھیں لیکن قدرت نے مجھے بچا لیا پھر میں چہل قدمی کے ارادے سے اٹھ کر باہر آ گیا میرے ذہن میں صرف تمہارا تصور رہ رہ کر ابھر رہا تھا اور تم......... تم میرے سامنے موجود ہو۔"

"ہو سکتا ہے یہ آخری ملاقات محض ایک اتفاق ہو لیکن ...."

"آخری ملاقات.........." فیصل نے بے چینی سے پوچھا۔ "تم کیا کہنا چاہ رہی ہو؟"

"میرے پاس وقت بہت کم ہے پرنس.......... میرا خیال ہے کہ شاید مقدس شاکا کو میری بے بسی پر ترس آ گیا ہے ورنہ.........."

"مقدس شاکا.........." فیصل چونکا "ہاں' میں یہ نام پہلے بھی سن چکا ہوں' وہ......... وہ کوئی عظیم شوالا تھا جس نے مجھے تم سے دور رہنے کی دھمکی دی تھی اور تم......... کیا تمہارا اصلی نام ترشولی ہے۔"

"مجھے یقین تھا کہ شوالا کی ماورائی قوتوں نے تمہیں خوفزدہ کرنے کی کوشش ضرور کی ہو گی۔"

"یہ سب کون لوگ ہیں؟ .... کیا چاہتے ہیں؟............."

"مجھے کھل کر بتاؤ توشی' ان تمام باتوں کی حقیقت کیا ہے؟ تمہارا تعلق کن لوگوں سے ہے جو ہماری جدائی کے درپے ہیں۔"

"وقت نے ہمیں جو مہلت عطا کی ہے وہ بہت مختصر ہے پرنس۔" توشی نے مضطرب انداز میں کہا۔ اگر شوالا کو شبہ ہو گیا کہ عظیم شاکا نے اس کے طلسم کا توڑ کیا ہے تو کیا عجب کہ وہ اس کی تباہی پر بھی آمادہ ہو جائے .... تم نہیں جانتے' وہ نابکار بے پناہ گندی قوتوں کا مالک ہے' میں تم سے یہی درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے ہمیشہ کے لئے بھول جاؤ ورنہ تمہارا سب کچھ برباد کر دے گا۔"

"لیکن وہ کون ہے اور............."

"میں مجبور ہوں پرنس .... میں تمہیں تفصیل سے آگاہ نہیں کر سکتی لیکن میری ایک آخری درخواست ہے۔" توشی نے فیصل کی نگاہوں میں ڈوبتے ہوئے بڑے جذباتی انداز میں کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم میری خواہش کا احترام ضرور کرو گے .... اگر شوالا کی سیاہ قوتیں تمہیں بخش دیں تو میرا تعاقب کبھی نہ کرنا لیکن اگر تم میری وجہ سے اپنا سب کچھ کھو بیٹھو تو مجھے پانے کی کوشش ضرور کرنا .... میں زندگی کی آخری سانسوں تک تمہارا انتظار کروں گی............."

"یہ معمہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔" فیصل نے الجھتے ہوئے کہا۔ "مجھے کھل کر سب کچھ بتا دو توشی' تم کون ہو؟ کہاں سے آئی تھیں اور کہاں واپس جا رہی ہو؟ تمہارے جانے کے بعد میں تمہارا پتہ نشان کس سے دریافت کروں گا۔"

"سب کچھ آنے والے وقت پر چھوڑ دو پرنس .... اگر وقت کو منظور ہوا تو ہم دوبارہ ضرور ملیں گے ورنہ............."

"ورنہ کیا توشی" فیصل نے بے اختیار اسے اپنے کشادہ سینے کی گہرائیوں میں چھپاتے ہوئے بے قراری کا اظہار کیا۔

"تمہاری باتیں میرا دل فگار کر رہی ہیں' میں پتھر نہیں انسان ہوں اور انسان ایک حد سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتا' اس کا کلیجہ شق ہو جاتا ہے۔"

"ترشولی............." اچانک توشی کے کانوں میں شوالا کی خوفناک آواز دور سے سنائی دی اس نے آنکھیں بند کر لیں تو سہم اٹھی' اس نے دیکھا کہ وہ اور فیصل شیشے کے ایک کمرے میں بند ہیں اور شوالا غضب ناک انداز میں شیشے کی دیواروں پر دو ہتڑ مار رہا ہے' اس

کے تیور اس قدر ہولناک تھے کہ توشی سراپا لرز اٹھی' اسے معلوم تھا کہ شوالا کی عظیم قوتیں بہت جلد اس حصار کو توڑ دیں گی جس نے وقتی طور پر ان دونوں کو اس کی نظروں سے اوجھل کر رکھا تھا اور پھر.............

"پرنس............." اس نے سہمی آواز میں کہا "میں اب جا رہی ہوں...... تم سے بہت دور.......... میری آخری خواہش کا خیال ضرور رکھنا ورنہ توشی تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔"

"توشی............. تمہاری پراسرار باتیں مجھے دیوانہ کر دیں گی۔"

"یہی دیوانگی محبت کی دلیل ہے پرنس۔"

"صرف دلیلیں دل کا بہلاوا نہیں ثابت ہو سکتیں۔"

"وقت کا مرہم ہر زخم کو مندمل کر دیتا ہے............. وقت کا انتظار کرو۔"

اچانک گاڑی کا ڈرائیور آ گیا تو فیصل نے خود کو جلدی سے آڑ میں کر لیا' وہ اپنی خاطر توشی کو خطروں سے دوچار نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے حسرت بھری نظروں سے گاڑی کو دیکھتا رہ گیا جو توشی کو لئے کسی نامعلوم منزل کی طرف دوڑ رہی تھی۔

"ترشولی۔" ایک بار پھر شوالا کی گرجدار آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں' شوالا بدستور شیشے کی دیواروں پر غضب ناک انداز میں ٹھوکریں مار رہا تھا پھر اچانک وہ دیوار ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی' اب شوالا کی خون آلود' شعلہ بار نظریں براہ راست توشی کو دیکھ رہی تھیں۔

"ترشولی............." شوالا نے اسے کرخت لہجے میں مخاطب کیا۔ "تو شوالا کی نظروں سے کیسے اوجھل ہو گئی تھی؟"

"شاید............. کچھ دیر کے لئے میری آنکھ لگ گئی تھی۔" توشی نے دھڑکتے ہوئے دل سے جواب دیا۔

"تو شوالا کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتی' سچ سچ بتا' یہ عارضی دیوار کس نے کھڑی کی تھی۔"

"میں .... میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں............."

"مقدس شاکا............. کیوں؟" شوالا غضب ناک ہو گیا۔

"تم میرے منگیتر ہو شوالا............. میری بات پر اعتبار کرو۔" توشی نے عاجزی کا اظہار کیا۔ "دیکھو' میں تمہارے پاس واپس آ رہی ہوں۔"

"شوالا تیرا منتظر ہے ترشولی۔" شوالا نے معنی خیز مسکراہٹ لبوں پر بکھیرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "تو اپنی واپسی کا سفر جاری رکھ' میں تیرے استقبال کی تیاری کرتا ہوں۔"

"تم............... تم میری نظروں سے دور مت ہو' مجھ سے باتیں کرتے رہو............... میرا دل نہ جانے کیوں گھبرا رہا ہے۔"

"پریشان مت ہو ترشولی.............. شوالا بہت جلد دوبارہ تیری نظروں کے سامنے ہوگا' بس کچھ دیر کی بات ہے اس کے بعد ہم دونوں کی پریشانی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔" شوالا کے لہجے میں خباثت تھی۔

"شوالا............... تم میری بات..............."

لیکن شوالا نے اس کی بات نہیں سنی' خطرناک نظروں سے گھورتا ہوا اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا' اس کی آنکھوں میں اچانک ابھرنے والی خوفناک چمک اس زخمی ناگ سے مختلف نہیں تھی جو مرنے سے پہلے اپنے شکار کو ڈسنے کی خاطر بڑے غضب ناک انداز میں آخری بار پھن پھیلاتا ہے۔

توشی کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا وہ بڑی بے چینی سے سوچ رہی تھی کہ شوالا کے عتاب کا نشانہ کون بنے گا............... مقدس شاکا............... یا .... پرنس فیصل...............!!

○

دروازے پر ہونے والی دستک اتنی شدید تھی کہ فیصل ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا' اس نے دیوار گیر گھڑی پر نظر ڈالی' اس وقت صبح کے تین بج رہے تھے' اتنی صبح آخر کون ہو سکتا ہے؟ فیصل نے غنودگی کے عالم میں سوچا پھر اسے گزری ہوئی رات کی باتیں یاد آنے لگیں گزشتہ رات اس کی ملاقات توشی سے اپنے بنگلے کے عقبی حصے میں اس وقت ہوئی تھی جب وہ چہل قدمی کے ارادے سے ادھر گیا تھا' توشی کا خلاف توقع اس سے ملنے کے لئے آنا حیرت انگیز ہی تھا' فیصل خاصی رات گئے تک اس کے بارے میں سوچتا رہا توشی یقیناً اس سے دور جا رہی تھی' اس کی باتوں سے یہی اندازہ ہوا تھا' جاتے جاتے اس نے فیصل سے ملاقات کی ٹھان لی' پھر فیصل کے مکان کا پتہ دریافت کرنا کچھ ایسا دشوار بھی نہیں تھا جس کے بارے میں عقلی گھوڑے دوڑائے جاتے البتہ توشی کی پراسرار باتیں اس کے لئے ایک معمہ ہی ثابت ہوئیں

جسے حل کرتے نہ جانے کس وقت وہ نیند کی آغوش میں گم ہو گیا تھا' خواب کی کیفیت میں بھی شوالا' شاکا اور مقدس دیوی دیوتاؤں کی پراسرار باتیں اسے پریشان کرتی رہیں۔ توشی نے اس سے بڑے عجیب عاجزانہ انداز میں اپنی آخری خواہش بیان کی تھی' فیصل کا دل چاہا کہ رخصت ہونے سے پہلے اسے دل بھر کر اپنی آغوش میں بھینچ لے' اتنی شدت اور اتنے پیار سے کہ جدائی کے بعد بھی اس کے حسین قرب کا احساس اور اس کے بالوں کی مہک تمام زندگی فیصل کی یکسوئی کو بہلاتی رہے' توشی سے گنتی کی چند ملاقاتوں نے ہی فیصل کو اس سے ذہنی طور پر بہت قریب کر دیا تھا شاید اس لئے کہ توشی دوسری لڑکیوں سے مختلف تھی یا پھر اس لئے کہ دیوی اور دیوتاؤں کو یہی منظور تھا کہ وہ دونوں ملتے اور مل کر بچھڑ جاتے.........

لیکن کیوں؟ جب جدائی ہی مقدر تھی تو پھر ملاقات کی کیا ضرورت تھی؟ کیا صرف اس لئے کہ یادوں کی خلش آنے والے دنوں میں دلوں کو ایک دوسرے کی وقتی رفاقتوں کا احساس دلاتی رہے یا پھر.........

دروازے پر دوسری بار پھر زور سے دستک ہوئی تو فیصل آنکھ ملتا ہوا مسہری سے نیچے اتر آیا' خواب گاہ کے کھڑکی دروازوں پر پردے ہونے کے سبب گھپ اندھیرا طاری تھا وہ اندازے سے قدم اٹھاتا دروازے تک آیا' اس خیال سے کہ باہر کوئی خطرہ نہ ہو اس نے آہستہ سے پوچھا۔ "کون ہے..............." دوسری جانب خاموشی رہی' فیصل نے دوسری بار قدرے اونچی اور تیز آواز میں اپنا جملہ دہرایا تو ایک نسوانی آواز اس کی قوت سماعت سے ٹکرائی۔

"دروازہ کھولو پرنس............... میں ناگری ہوں۔"

"ناگری..............." فیصل نے تعجب کا اظہار کیا۔ "میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"ہاں........... تم مجھے پہلے کبھی نہیں ملے لیکن کیا تمہارے لئے یہ جان لینا کافی نہیں کہ میں تمہاری توشی کی سب سے عزیز سہیلی ہوں۔"

"کون توشی..............." فیصل نے اس کے بیان کی تصدیق کی خاطر انجان بننے کی کوشش کی۔ "میں کسی توشی سے واقف نہیں ہوں۔"

"میں اس توشی کی بات کر رہی ہوں جو کچھ دیر پیشتر تم سے مل کر گئی ہے۔ اسی توشی نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے' ایک ضروری بات کی خاطر۔"

فیصل نے بے اختیار دروازہ کھول دیا' راہداری میں نائٹ بلب کی مدھم اور ٹمٹماتی نیلی

روشنی میں ایک درمیانہ قد' سڈول جسم اور سانولی رنگت کی لڑکی بنجارنوں والا لباس زیب تن کئے اس کے سامنے موجود تھی۔

"کیا بات ہے؟"

"یہاں نہیں......... کوئی دیکھ لے گا تو ہم دونوں بدنام ہو جائیں گے۔" اس نے سرگوشی کی پھر فیصل کا جواب سنے بغیر اسے اشارے سے پیچھے آنے کا کہہ کر تیزی سے پنجوں کے بل گھومی اور تیز تیز قدم اٹھاتی پائیں باغ کی طرف چلی گئی۔

فیصل اس کے تعاقب میں قدم اٹھاتا رہا نہ جانے کیوں اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ اس کی چھٹی حس کسی آنے والے خطرے کا احساس دلا رہی تھی لیکن اس کے باوجود لڑکی کے اشارے پر عمل کرنے سے گریز نہ کر سکا۔

لڑکی جس نے اپنا نام ناگری بتایا تھا عقبی چہار دیواری کے قریب پہنچ کر گھنے مولسری کے درخت کے نیچے رک گئی فیصل اس کے چہرے کے نقوش پوری طرح نہ دیکھ سکا لیکن اس کی سانسوں کی بے ترتیبی بتا رہی تھی کہ وہ اس وقت خاصی پریشان ہے۔

"میرے پاس وقت بہت کم ہے پرنس................" ناگری نے فیصل کے قریب آنے پر قدرے ہانپتے ہوئے کہا۔ "توشی نے تمہارے لئے ایک ضروری پیغام بھیجا ہے۔"

"کیا................؟"

"تم اس کی یادوں کو کھرچ کر اپنے دل و دماغ سے نکال دو......وہ...... وہ اب دوبارہ تم سے کبھی مل نہ سکے گی اور شاید......شاید تم اسے ڈھونڈنے کے باوجود بھی نہ پا سکو گے۔"

"تم توشی کی عزیز سہیلی ہو نا........"

"ہاں............ آہ لیکن..............."

"کیا تم بھی توشی تک میری رہنمائی نہیں کر سکو گی؟"

فیصل نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"م' میں............. میں ایسا نہیں کر سکتی۔"

"کیوں............. کیا تم بھی دیوی دیوتاؤں ' شاکا اور شوالا سے خائف ہو................"

"تت................. تم.............. تمہیں یہ باتیں کہاں سے معلوم ہوئیں۔" ناگری نے سہمی ہوئی آواز میں کہا پھر خوفزدہ لہجے میں بولی۔ "پرنس ' میری بات مانو تو تم توشی کو

بھول جاؤ ورنہ................"

"ورنہ شوالا کا عتاب اور گندی قوتیں میرا سب کچھ برباد کر دیں گی .... کیوں؟ تم یہی باور کرانا چاہتی ہو۔"

"پرنس۔" اچانک ناگری نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "سچ سچ بتاؤ' کیا تم توشی سے محبت کرتے ہو؟"

"محبت ایک جذبے کا نام ہے اور جذبے بے اختیار ہوتے ہیں۔"

"کیا توشی اگر اپنا سب کچھ چھوڑ کر تمہارے پاس واپس پلٹ آئے تو تم .... تم اسے اپنا لو گے؟"

"اگر کاتب تقدیر نے ہمارا ملاپ لکھ دیا ہے تو پھر ہمیں دنیا کی کوئی طاقت ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔" فیصل نے سادگی سے جواب دیا۔ اس کی نظریں بدستور ناگری کے چہرے پر مرکوز تھیں جس کے خدوخال اب کچھ کچھ نظر آنے لگے تھے۔

"ایک طاقت ہے جو تقدیر کے لکھے کو بھی بدل سکتی ہے لیکن تمہیں ابھی اس کا تجربہ نہیں ہے۔"

"تم کس دنیا کی بات کر رہی ہو ناگری۔" فیصل نے بڑی حیرت سے دریافت کیا۔ "کیا تمہیں کسی ایک ایسی قوت پر اعتبار و اعتماد نہیں جو زندگی دیتی ہے اور جب چاہے اسے واپس چھین لیتی ہے' مجھے بتاؤ ناگری کہ تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے' توشی کون ہے؟ کیا ہے؟ کیا وہ بھی ایک وقت میں بہت ساری قوتوں پر یقین رکھتی ہے۔"

"میں تم سے بحث کرنے نہیں آئی ہوں۔" ناگری روکھائی سے بولی۔ "صرف یہ مشورہ دینا چاہتی ہوں کہ توشی کا خیال دل سے نکال دو۔"

"یہ تمہارا مشورہ ہے یا توشی کا پیغام؟"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو پرنس' میں تمہیں دور اندیشی سے کام لینے کا مشورہ دوں گی۔"

"اگر میں تمہارے مشورے پر عمل کرنے سے انکار کر دوں تو.........."

"تو تمہاری آنے والی نسلیں بھی تمہارے عبرتناک انجام پر کف افسوس ملتی رہیں گی۔"

ناگری کا لہجہ تیز ہوگیا پھر وہ قدرے روشنی میں آ گئی اور اپنے چہرے پر بائیں جانب گردن سے ذرا اوپر اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "اس نشان کو غور سے دیکھو................ یہ آٹھ سال کی عمر میں میرے جسم پر داغا گیا تھا' کیا تم اس کی اذیت کا اندازہ لگا سکتے ہو..............؟"

فیصل نے غور سے دیکھا ناگری نے جس نشان کی جانب اشارہ کیا تھا وہ کسی بچھو کی شکل سے ملتا جلتا تھا اور غالباً کسی گرم لوہے یا سانچے کے ذریعے داغا گیا تھا۔ گہرے سیاہ رنگ کا وہ ابھرا ہوا داغ یقیناً کسی درندگی کی علامت تھا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہارا تعلق.........."

"نہیں پرنس' مجھے باتوں میں الجھانے کی کوشش مت کرو۔" ناگری نے جھنجلا کر فیصل کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "اس نشان کو ذہن نشین کر لو' یہ عقرب دیوتا کی عظمت اور بلندی کا نشان ہے جو ہمیں مارنے اور جلانے کی طاقت رکھتا ہے اور............... اور مقدس شوالا کو عقرب دیوتا کی خوشنودی کا شرف حاصل ہے۔"

"تم شاید شوالا کی پیغام بر بن کر میرے پاس آئی ہو............... کیوں؟"

"ہاں............... میں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کروں گی۔"

ناگری برجستہ بولی پھر اس نے فیصل کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔ "میں تمہارا آخری فیصلہ سننے کی منتظر ہوں............... کیا تم توشی کو ہمیشہ کے لئے بھول جانے کا عہد نہیں کر سکتے۔"

"اس کا فیصلہ میں نہیں............... آنے والا وقت کرے گا۔"

"نہیں............... اس کافیصلہ آنے والا وقت نہیں .... مقدس شوالا کرے گا۔" ناگری نے حقارت سے کہا۔ "میں جا رہی ہوں پرنس لیکن تمہیں اب شوالا کے غضب اور ہولناک انتقام سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔"

"اور میرا خیال ہے کہ پولیس کی سختی تمہیں سب کچھ اگل دینے پر مجبور کر سکتی ہے۔" فیصل نے اسے دھمکی دی۔ جواب میں ناگری نے ایک فلک شگاف قہقہہ بلند کیا' یوں جیسے وہ فیصل کا مذاق اڑا رہی ہو پھر اس سے پیشتر کہ فیصل ناگری کے سلسلے میں کوئی آخری فیصلہ کرتا اس کے کانوں میں ایک نسوانی چیخ کی کربناک آواز گونجی جو سہمے ہوئے انداز میں کسی سے چیخ چیخ کر رحم کی اپیل کر رہی تھی۔

ہا ہا ہا.......... ہا ہا ہا.......... ہا ہا ہا .... ہو ہو.......... آہو.......... ناگری بدستور قہقہہ لگا رہی تھی پھر یکلخت اس نے گرج کر کہا۔ "اس کربناک چیخ کی آوازوں کو پہچاننے کی کوشش کرو پرنس............... یہ تمہاری ماں کی آواز ہے' جسے اب شوالا کے ہولناک عتاب سے کوئی نہیں بچا سکتا'............... کوئی نہیں بچا سکتا.......... ہا ہا.......... ہاہاہا.......... آہ ہاہا.......... ہو ہو.......... ہاہا..........

"ناگری..............." فیصل حلق کے بل چیخا' ماں کا نام سن کر وہ آپے سے باہر ہو گیا تھا۔ "اپنی گندی زبان بند کر لے ورنہ میں تیرا وجود مٹی میں ملا دوں گا۔"

"جا............... پہلے جا کر اپنی ماں کی موت کا تماشا دیکھ جو عقرب دیوتا کے عتاب کا شکار ہو رہی ہے۔" ناگری حقارت سے بولی۔ "تو نے شوالا کی امانت پر نظر ڈال کر اس کے قہر کو للکارا ہے............... اب تیرا سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا۔"

"ناگری............... اگر میری ماں کو کچھ ہوا تو میں تجھے بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

فیصل کا لہجہ غضب ناک ہو گیا پھر اس نے لپک کر ناگری کو اپنے چنگل میں دبوچ لیا وہ اس کا گلا گھونٹ کر موت کے گھاٹ اتارنے کا متمنی تھا لیکن اس کے ہاتھ ناگری کی گردن سے گزر کر ایک دوسرے میں گھس گئے وہ یقیناً کوئی بدروح تھی جو ہوا کے دوش پر کوئی شکل اختیار کئے ہوئے تھی' فیصل نے ایک بار پھر کوشش کی لیکن اس بار بھی اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا پھر اچانک اسے ماں کی چیخوں کا احساس ہوا جو بدستور اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں' وہ ناگری کو چھوڑ کر ماں کی طرف لپکا تو اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ایک لمحے کی دیر ہوئی ہوتی تو شاید وہ مسہری سے منہ کے بل فرش پر اوندھ گیا ہوتا۔ وہ خواب کی کیفیت سے بیدار ہوا تھا اس نے ماحول کا جائزہ لیا' وہ اپنی خواب گاہ میں موجود تھا' ہاتھ بڑھا کر اس نے جلدی سے لائٹ آن کی' دیوار گیر کلاک پر نظر ڈالی تو صبح کے ساڑھے تین بج رہے تھے۔

فیصل کی پیشانی پسینے سے عرق آلود ہو رہی تھی جو کچھ اس نے خواب کی حالت میں دیکھا تھا بے حد ہولناک اور پریشان کن تھا' شاید وہ توشی سے اس کی آخری ملاقات کا اثر تھا جس نے خواب کی کیفیت اختیار کر لی تھی' اس کے ذہن نے آنے والے خدشوں کو خواب کی صورت میں اس کی نگاہوں کے سامنے پیش کر دیا تھا لیکن ناگری کون تھی؟ کیا وہ بھی محض ایک تصوراتی شکل تھی یا...............؟

فیصل نے جلدی سے تین بار لاحول پڑھ کر پھونکا پھر سائیڈ ٹیبل سے تھرماس اٹھا کر پانی نکالا' دو چار ٹھنڈے گھونٹ حلق کے نیچے اترے تو اس کے دل کی دھڑکنیں قدرے معمول پر آنے لگیں' پانی کا گلاس ختم کرنے کے بعد اس نے سر کو جھٹکا' اس طرح وہ خواب کے اثرات کو ذہن سے جھٹک کر نکال دینے کا خواہش مند تھا' کچھ دیر تک وہ مسہری پر بیٹھا رہاپھر اس نے ہاتھ بڑھا کر بجلی بند کرنا چاہی لیکن اسی لمحے نسوانی چیخ کی کربناک آواز تیزی سے ابھر کر اس کے کانوں میں گونجی تو وہ اچھل پڑا' وہ آواز اس کا وہم نہیں حقیقت تھی' ایک لمحہ ضائع کئے بغیر وہ تیزی سے مسہری سے نیچے اتر کر دروازے کی جانب لپکا'

دروازہ کھولتے وقت اسے پھر وہ چیخ سنائی دی تو فیصل پر جیسے دیوانگی طاری ہوگئی' راہداری میں لپکتا ہوا وہ ماں کے کمرے تک پہنچ گیا پھر اس نے اندر قدم رکھا تو ایک دلدوز منظر دیکھ کر سر تا پا لرز اٹھا' اس کی بوڑھی ماں نیچے فرش پر پڑی تڑپ رہی تھی اور اس کے منہ سے گاڑھا گاڑھا خون ابل رہا تھا۔

فیصل ماں کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کو پاگل ہو گیا پھر اس نے فوراً" ملازم کو طلب کیا' ڈاکٹر کو بلانے کے بجائے وہ خود ماں کو گاڑی میں ڈال کر برق رفتاری کے ساتھ اسپتال پہنچا' ڈاکٹر اس سے بخوبی واقف تھے اس لئے انہوں نے فوری طور پر طبی امداد پہنچا کہ مریضہ کی جان بچانے کی کوشش کی لیکن ان کی کوششیں کارگر ثابت نہیں ہوئیں۔ فیصل کو ماں کی جدائی کی خبر ملی تھی تو اس کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔

"وی آر سوری مسٹر فیصل۔" ڈاکٹروں نے فیصل کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ "ہمیں افسوس ہے کہ ہم مریضہ کی جان نہیں بچا سکے۔"

فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا' خلاء میں گھورتا رہا۔

"آپ نے مریضہ کو یہاں لانے میں دیر کر دی ورنہ شاید ہماری کوششیں رائیگاں نہ جاتیں۔" دوسرے ڈاکٹر نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ "سریع الاثر زہر اگر پورے جسم میں نہ پھیلا ہوتا تو.........."

"زہر.........." فیصل نے چونک کر بڑے ڈاکٹر کی سمت دیکھا۔ زہر کی نوعیت کیا تھی؟"

"پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے بعد ہی کوئی یقینی بات کہی جا سکتی ہے لیکن جو علامات ظاہر ہیں اس سے فوری طور پر یہی باور کیا جاسکتا ہے کہ کسی خطرناک زہریلے بچھو یا سانپ کے کاٹنے سے موت واقع ہوئی ہے۔"

عقرب.......... فیصل کا ذہن جھنجھنا اٹھا پھر اس نے اپنی مٹھیاں بڑی سختی سے بھینچ لیں' اس کے تیور خطرناک ہو رہے تھے۔

"ہم کوشش کرتے رہے کہ پوسٹ مارٹم.........."

"پوسٹ مارٹم کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر.......... قدرت کو جو منظور تھا وہ پورا ہو چکا۔"

"ایز یو وش۔"

فیصل نے ماں کی لاش کو ایمبولنس کے ذریعے گھر روانہ کرا دیا اس کے ذہن میں

ناگری کے ساتھ ہونے والی گفتگو گونج رہی تھی' جو کچھ اس نے دیکھا تھا وہ شاید خواب نہیں حقیقت تھا.......... ایسی تلخ حقیقت جس نے فیصل کی زندگی ویران کر دی تھی' بظاہر وہ پوری توجہ سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا لیکن باطنی طور پر وہ ماں کی موت کا انتقام لینے کے منصوبے مرتب کر رہا تھا' اس کے ذہن میں رہ رہ کر بس ایک ہی نام گونج رہا تھا..........

شوالا.......... شوالا.......... شوالا۔

○

ناصر انٹرپرائز کے جنرل منیجر وقار حسین اور قانونی مشیر افضال احمد اس وقت فیصل کے دفتر میں بیٹھے بڑی سنجیدگی سے پے درپے رونما ہونے والے حالات کے بارے میں غور و خوض کر رہ تھے' دفتر میں ان کے علاوہ فیصل کا کلاس میٹ اور بچپنے کا دوست جاوید بھی موجود تھا جاوید اپنی سنجیدہ شرارتوں اور بذلہ سنجی کے سبب دوستوں کی محفل کی جان سمجھا جاتا تھا لیکن اس وقت اس کے چہرے پر بھی گہری سنجیدگی مسلط تھی' اس کے کان کمرے میں ہونے والی گفتگو پر لگے ہوئے تھے لیکن نظریں اس سنہری فریم پر مرکوز تھیں جس میں فیصل کے جد امجد زاہد ناصر میاں کی تصویر ابھی تک پوری آب و تاب اور شان و شوکت کے ساتھ مسکراتی نظر آ رہی تھی۔

"بیگم صاحبہ کی موت کے بعد سے حالات نے جو پلٹا کھایا ہے وہ ہمارے لئے انتہائی تشویشناک اور قابل غور ہے۔" افضال احمد نے کہا۔ "ناصر پیپر ملز کی آتش زدگی کے فوراً بعد سیمنٹ فیکٹری میں ہونے والی تباہی محض اتفاق نہیں ہو سکتی' ہرچند کہ میں نے دونوں جگہوں کے کلیم داخل کرائے ہیں اور انشورنس کمپنی سے نقصان کی رقم بھی وصول ہو جائے گی لیکن اس طرح ہماری ساکھ کو بہرحال نقصان پہنچ رہا ہے۔"

"بزنس میں اس قسم کے اونچ نیچ ہوتے رہتے ہیں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "رہا ہماری دیرینہ ساکھ کا معاملہ تو میرا خیال ہے کہ اسے فی الحال کوئی دھچکا نہیں پہنچے گا۔"

"بزنس میں اس قسم کے اونچ نیچ ہوتے رہتے ہیں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "رہا ہماری دیرینہ ساکھ کا معاملہ تو میرا خیال ہے کہ اسے فی الحال کوئی دھچکا نہیں پہنچے گا۔"

"ممکن ہے یہ دونوں واقعات محض اتفاقیہ ہوں لیکن ہمیں اپنی انتظامیہ کو مزید چوکس کرنا پڑے گا۔" وقار حسین بولے۔ "ہو سکتا ہے کہ ان حادثات کے پیچھے ان اداروں کا ہاتھ

ہو نہ ہو ناصر انٹرپرائز کی کارکردگی کو اپنے راستے کی دیوار سمجھتے ہیں۔"

"آپ کا خیال ہے کہ یہ حادثات کسی تخریب کاری کا نتیجہ ہیں؟" فیصل نے پوچھا۔

کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے لیکن ہم تخریب کاری کے امکان کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔

"میں آپ حضرات کی رائے سے متفق نہیں ہوں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

"پھر' آپ نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے۔" افضال احمد نے دریافت کیا۔

"فی الحال میں اپنی رائے کا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتا لیکن میرا خیال ہے کہ میرے جانے کے بعد حالات اپنے معمول پر آ جائیں گے۔

"آپ کے جانے کے بعد۔" وقار حسین نے چونک کر پوچھا۔ "میں سمجھا نہیں۔"

"میں نے اس وقت آپ دونوں حضرات کو اسی مقصد سے بلوایا ہے۔" فیصل نے جواب دیا۔ "میں جاوید کے ساتھ کچھ عرصے کے لئے افریقی ممالک کے دورے پر جا رہا ہوں'میری غیر موجودگی میں حسب سابق وقار حسین صاحب تمام معاملات کی دیکھ بھال کریں گے۔"

"بیگم صاحبہ کے انتقال کے بعد میں بھی آپ کو کچھ دنوں کے لئے تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ دینے والا تھا لیکن یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی کہ آپ کے جانے کے بعد حادثات رونما ہونے بند ہو جائیں گے؟............... میرا مطلب ہے کہ آپ کے یہاں ہونے سے لوگوں کو کیا تکلیف لاحق ہے۔"

"سوری مسٹر افضال............... کچھ باتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں کوئی توجیہہ بیان نہیں کی جا سکتی' جو بات میری زبان تک آگئی ممکن ہے وہ میرا واہمہ ہو لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میری روانگی کے بعد حالات بہتر صورت ضرور اختیار کر لیں گے۔"

"فیصل میاں ...." وقار حسین نے جن کی عمر پچپن اور ساٹھ کے پیٹے میں تھی اور جو فیصل کے بزرگوں کے زمانے سے تمام امور کی دیکھ بھال نہایت دیانت داری اور تدبر سے کرتے آ رہے تھے فیصل کی بات پر پہلو بدلتے ہوئے بزرگانہ لہجے میں کہا۔ "کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ آپ کا افریقی ممالک کا دورہ نجی نوعیت کا ہے یا تجارتی اغراض و مقاصد بھی پیش نظر ہیں۔"

"میں نے ابھی تک اس ضمن میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کیا لیکن میری روانگی دو چار روز کے اندر یقینی ہے۔" فیصل نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے قدرے الجھے ہوئے انداز میں

جواب دیا۔ "بہرحال میں آپ دونوں حضرات سے درخواست کروں گا کہ میری غیر موجودگی کو اس وقت تک عملے سے راز رکھا جائے جب تک اس کی کوئی اشد ضرورت پیش نہ آئے............... آپ دونوں میرے بزرگ اور معتبر کارندے ہیں کیا میں توقع رکھوں کہ آپ حضرات میری درخواست پر عمل کریں گے..............."

"آپ بالکل مطمئن رہیں جناب' ہم آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے۔" افضال احمد نے یقین دلایا لیکن وقار حسین کی کشادہ پیشانی بدستور شکن آلود تھی' انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہیں' فیصل نے بڑی اپنائیت سے دریافت کیا۔

"آپ کس سوچ میں گم ہیں محترم؟"

"کچھ نہیں............... آپ کے اچانک دورے کے پروگرام کے بارے میں غور کر رہا ہوں۔"

"امی حضور کی موت نے میرے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے .... ہو سکتا ہے کہ وقتی طور پر تبدیلی میرے لئے فائدہ مند ہو۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔"

کچھ دیر بعد جب افضال احمد اور وقار حسین کمرے سے رخصت ہو گئے تو جاوید نے تصویر سے نظریں ہٹا کر فیصل کو غور سے دیکھا پھر اٹھ کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ حالات نے تمہارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی چھین لی ہے۔"

"کیا مطلب..............."

"تم نے افریقہ کے دورے کے بارے میں مجھے سخت رازداری سے کام لینے کی ہدایت کی تھی اور اس وقت اس کے برعکس...............؟"

"وقار حسین اور افضال احمد میرے خاص لوگ ہیں۔"

"اور وہ بھی تو تمہاری خاص دوست تھی جس کی وجہ سے ہمیں یہ سب کچھ دیکھنا پڑ رہا ہے۔"

"مشیت ایزدی کے آگے انسان لاچار و بے بس ہوتا ہے۔" فیصل نے سرد آہ بھر کر جواب دیا۔

"اگر یہ بات ہے تو بلا وجہ افریقہ کا دورہ بلکہ یوں کہا جائے کہ افریقہ کی خاک چھاننے سے کیا حاصل۔" جاوید نے جرح کی۔ "ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تن بہ تقدیر یہیں بیٹھے رہو' اگر وہ زہد شکن شباب تمہاری قسمت میں لکھا ہے تو کچے دھاگے میں بندھا کھنچتا ہوا تمہارے

قدموں میں آ جائے گا اور تمہارے دشمن بھی..............."

"پلیز جاوید..............." فیصل نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔

"ہو سکتا ہے میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ جذباتی ہو لیکن اب پیچھے ہٹنا میرے لئے ناممکن ہے۔"

"تم چاہتے کیا ہو...............؟"

"ان سنگدل افراد کی ہولناک اور اذیت ناک موت جنہوں نے ماں کی ممتا اور اس کے سائے سے مجھے محروم کر دیا............... ناکامی کی صورت میں مجھے اپنی موت بھی منظور ہے لیکن جب تک میں امی حضور کی موت کا انتقام پورا نہیں کر لوں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا' یہ میرا فیصلہ ہے۔ آخری اور اٹل فیصلہ۔" جاوید کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور فیصل نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو............... فیصل ناصر۔"

"تمہارے پنکھ ابھی کمزور ہیں بالک............... اتنی اونچی اڑان مت اڑو کہ پھر دھرتی پر تمہاری واپسی بھی ناممکن ہو جائے۔" دوسری جانب سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

"کون ہو تم..............." فیصل کے چہرے کے نقوش میں کھنچاؤ آ گیا۔

"تمہارا متر............... میری بات دھیان سے سنو بالک' شوالا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے' جیون کی سندرتا چاہتے ہو تو اس سندری کا دھیان من سے نکال دو جس نے تمہیں بیاکل کر رکھا ہے۔"

"فون کرنے کا مقصد کیا تھا؟"

"تمہیں کیول یہ بتانا کہ جس راستے پر تم نے پگ اٹھانے کی ہمت کی ہے اس پر سپھل (کامیاب) ہونے کے لئے تمہیں بڑے پاپڑ بیلنے پڑیں گے۔"

"اس ہمدردی کا بھی کوئی مقصد ضرور ہو گا۔" فیصل نے نفرت کا اظہار کیا۔

"مجھے وشواش تھا کہ تم میری باتوں پر کان نہیں دھرو گے پرنتو ایک اپدیش (نصیحت) کر رہا ہوں' دفتر سے نکلنے کے بعد آنکھیں کھلی رکھنا' ہو سکتا ہے کہ تمہیں گھر تک پہنچنا بھی کٹھن ہو جائے۔"

"تم نے ابھی تک مجھے اپنا شبھ نام نہیں بتایا۔" فیصل نے حقارت سے دریافت کیا۔

"شکتی............... ایسی شکتی جو منش کے من کے بھیتر (اندر) کا حال بھی جان سکتی ہے' اس سمے تمہارے لئے اتنا جان لینا ہی کافی ہے ...." اس بار سپاٹ لہجے میں

جواب ملا اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ فیصل نے ریسیور کریڈل پر رکھا تو جاوید نے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"کون تھا..............۔"

"گدھا......" فیصل نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا پھر تیزی سے اٹھا اور غصے میں لمبے لمبے قدم مارتا دفتر سے باہر نکل گیا' جاوید کو جبراً و قہراً اس کی پیروی کرنی پڑی...... !



کسی اجنبی کی جانب سے ملنے والی فون کال نے فیصل کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش تیز کر دی تھی لیکن اس کے باوجود وہ محتاط انداز میں ڈرائیونگ کر رہا تھا' جاوید اس کے برابر والی سیٹ پر موجود تھا' کچھ دیر تک دونوں کے درمیان خاموشی رہی پھر جاوید نے فیصل کو دوبارہ کریدنے کی کوشش کی۔

"کیا تمہیں فون کرنے والا کوئی غیر ملکی تھا؟"

"نہیں..............." فیصل نے براہ راست سڑک پر نظریں جمائے ہوئے جواب دیا .... "کوئی مقامی باشندہ تھا۔"

"پھر............... تم نے اسے گدھے کے لقب سے کیوں نواز دیا؟"

"جانتے ہو اس نے اپنا نام کیا بتایا تھا؟"

"اتنی دیر سے دریافت کرنے کی کوشش کر رہوں۔"

"طاقت..............." فیصل نے کہا۔ "ایسی طاقت جو دلوں کے بھید بھی جان سکتی ہے' گفتگو کے انداز و لب و لہجہ سے کوئی ہندو لگ رہا تھا۔"

"فون کرنے کا مقصد کیا تھا؟"

"خوفزدہ کرنا .... اس کا خیال ہے کہ میں شوالا کی ماورائی اور منفی قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکوں گا' ویسے اس نے ایک بات اور بھی کہی ہے۔"

"وہ کیا..............؟"

"ہو سکتا ہے کہ ہمارے نادیدہ دشمن ہمیں گھر تک بھی خیریت سے نہ پہنچنے دیں۔"

"صرف اپنے کہو.........." جاوید نے سنجیدگی سے تصحیح کی۔ "میں تو ابھی تک عنبرین کی ویٹنگ لسٹ میں شامل ہوں اور اگر فون کرنے والا دلوں کے بھید پڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اسے یقیناً اس بات کا علم ضرور ہوگا کہ میں غیر شادی شدہ حادثات یا موت کا سخت مخالف ہوں۔"

"گفتگو کا آغاز اس نے ایک دوست کی حیثیت سے کیا تھا۔" فیصل بولا۔ "ہو سکتا ہے

کہ یہ بھی شوالا کی چال ہو۔"

"ایسی صورت میں ہمارا دفتر سے نکل کر روانہ ہو جانا کیا دانشمندی کے منافی نہیں ہے؟" جاوید سنجیدہ ہو گیا۔

"میرا مطلب ہے کہ ہم روانگی سے قبل پولیس کو اس فون کال کے بارے میں بتا سکتے تھے؟"

"فائدہ؟............... اس طرح تو اس واقعہ کی اور بھی تشہیر ہوتی جسے ہم پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں' یوں بھی قانون نافذ کرنے والے اداروں میں ابھی تک کوئی ایسا شعبہ نہیں کھلا جو پراسرار قوتوں کا مقابلہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔"

"ایک مفت مشورہ دوں بشرطیکہ تم قبول کرو۔"

"کیا..............؟"

"بڑے میاں کے آستانے پر حاضری۔" جاوید نے کہا۔ "جس آستانے سے غیروں کو فیض پہنچ رہا ہے وہ یقیناً تمہاری غیبی امداد کے لئے بھی سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔"

فیصل نے چونک کر جاوید کی طرف دیکھا' اس کے ذہن میں معمر ریش دراز بزرگ کا نقشہ گھوم گیا۔ جنہوں نے ایک موقع پر سفید بادلوں کی شکل میں نمودار ہو کر اسے شوالا کے عتاب سے نجات دلائی تھی اور اس بات کا دبی زبان میں شکوہ بھی کیا تھا کہ فیصل نے ابھی تک اس آستانے پر حاضری نہیں دی۔

فیصل کی کار اس وقت سول لائنز کے علاقے سے گزر رہی تھی ' روڈ پر برائے نام ٹریفک تھی لیکن پھر اچانک سامنے سے ایک لوڈنگ ٹرک نمودار ہوا' جس کی رفتار خاصی تیز تھی اور وہ یوں کشادہ سڑک پر لہریئے کھا رہا تھا جیسے اسے ڈرائیو کرنے والے نے ضرورت سے زیادہ پی رکھی ہے۔

"ذرا احتیاط سے فیصل۔ جاوید نے ٹرک کو دیکھ کر جلدی سے کہا۔ "اس کے تیور مجھے خطرناک نظر آ رہے ہیں۔"

فیصل نے کار کی رفتار کم کر لی' وہ پوری طرح محتاط ہو گیا لیکن لوڈنگ ٹرک برق رفتاری سے اسی پر چڑھتا چلا آ رہا تھا' درمیانی فاصلہ حد درجہ تیزی سے کم ہو رہا تھا' فیصل نے پورے بریک لگا کر گاڑی روک لی لوڈنگ ٹرک اور کار کا فاصلہ بمشکل بیس فٹ تھا' موت کو اس قدر قریب دیکھ کر فیصل نے آنکھیں بند کر لیں' جاوید کی حالت بھی غیر ہو گئی تھی لیکن پھر جو کچھ ہوا وہ نہ صرف یہ کہ حیرت انگیز بلکہ ناقابل یقین تھا' دونوں گاڑیوں کا فاصلہ

جب گھٹ کر دس فٹ رہ گیا تو اس شخص نے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس تھا اچانک نمودار ہو کر ٹرک کو دونوں ہاتھوں سے روک لیا۔

فیصل اور جاوید تیزی سے گاڑی سے نیچے اترے' قریب سے گزرتی ہوئی دو چار گاڑیاں اور بھی رک گئیں' لوگوں کو اس بات پر حیرت تھی کہ ٹرک میں کوئی فرد موجود نہیں تھا' یا پھر وہ اس طرح فرار ہوا کہ کسی کی نظروں میں نہ آ سکا چنانچہ تمام افراد اسی دیوانے کو دیکھ رہے تھے جو ابھی تک ٹرک کو اس طرح تھامے کھڑا تھا جیسے اس کی برق رفتاری کو ختم کرنے کی خاطر جان توڑ کوشش کر رہا ہو ....

اس کے جسم پر لباس چیتھڑوں کی شکل میں جھول رہا تھا' چہرہ میل کی وجہ سے گندا اور سیاہ ہو رہا تھا' سر اور داڑھی کے بال خودرو جھاڑیوں کی طرح بڑھے ہوئے تھے' دائیں گال پر گہرے زخم کا نشان تھا جس سے پیپ بہہ رہی تھی وہ سر سے پاؤں تک میل اور غلاظت میں لتھڑا ہوا تھا' آنکھوں میں گہری سرخی موجود تھی جسے دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ یا تو اس نے ضرورت سے زیادہ پی رکھی ہے یا پھر جیسے اس کے سارے جسم کا خون آنکھوں میں اتر آیا ہو' گلے میں رنگ برنگی تسبیحیں لٹک رہی تھیں لیکن چہرے پر ایک عجب جلال نظر آ رہا تھا' ہجوم اس کے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہا تھا پھر یکلخت اس نے پلٹ کر ہجوم کی طرف دیکھا تو بیشتر لوگ سہم کر پیچھے ہٹ گئے وہ پلکیں جھپکا جھپکا کر لوگوں کو دیکھتا رہا پھر ہاتھ نچا کر بولا۔

"بھاگ گیا کتے کا پلا .... پیچ لڑانے چلا تھا' میں نے ہتھے سے کاٹ دیا سالے کو' دم دبا کر نو دو گیارہ ہو گیا۔"

"کوئی دیوانہ ہے بیچارا .... دماغ چل گیا ہے ایک نے رائے زنی کی۔"

"مجھے تو کوئی بزرگ معلوم ہوتا ہے............ اللہ والوں کے رنگ بھی نرالے ہوتے ہیں۔" دوسرا بولا۔

"مجذوب ہے مجذوب .... زہد و تقویٰ میں ڈوب کر دماغی توازن کھو بیٹھا.............." تیسرے نے جواب دیا۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ اس نے ٹرک کو کیسے روک لیا؟" چوتھے نے پوچھا۔

"ممکن ہے ٹرک ڈرائیور نے اسے بچانے کے لئے خود ہی روک لیا ہو اور لوگوں سے ڈر کر بھاگ گیا ہو۔" چھٹے نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔

"میں زیادہ دور نہیں تھا ایک اور فرد نے بڑے یقین سے کہا میں نے ٹرک سے کسی

کو بھی اترتے نہیں دیکھا۔"

"تو کیا ٹرک کو بھوت چلا رہے تھے؟" تیسرے نے قدرے ناخوشگوار انداز اختیار کیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔" جاوید نے فیصل سے دریافت کیا۔ "کیا ٹرک کے اسٹیرنگ وہیل پر کوئی موجود تھا؟"

"نہیں.........." فیصل نے سنجیدگی سے کہا ویسے ہو سکتا ہے کہ میں نے غور نہ کیا ہو۔"

"گویا فون پر ملنے والی اطلاع غلط نہیں تھی۔"

"یہ درمیان میں نہ آ گیا ہوتا تو شاید.........." فیصل نے جملہ مکمل نہیں کیا مجذوب کو بغور دیکھنے لگا۔

"تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئے۔"

"میں اس مجذوب کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔"

"کیا........؟"

"پہلی بار جب شوالا کی کالی طاقتوں نے مجھے گھیرنے کی کوشش کی تھی تو ایک سفید ریش دراز بزرگ نے مجھے اس کے عتاب سے بچا لیا تھا۔"

"تو کیا یہ مجذوب........؟"

"ہو سکتا ہے.........." فیصل نے جواب دیا۔ اس کی کاری گری وہی بہتر سمجھتا ہے۔

"تماشا ہو رہا ہے تماشا.........." مجذوب نے ہجوم کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے لپک کر کنارے سے کچھ پتھر اٹھا لئے۔ "خبردار ہوشیار ...... خون کی ہولی شروع ہونے والی ہے۔"

مجذوب نے یکے بعد دیگرے دو پتھر ہجوم کی طرف اچھالے تو سفید پوش لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے' کچھ راہ گیر ایک طرف کھڑے اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے' تھوڑے توقف کے بعد اس نے تاک کر ایک پتھر فیصل کی گاڑی کو مارا جو سیدھا گاڑی کی چھت پر آ کر زور سے گرا اس کے ساتھ ہی مجذوب خوشی سے چلایا۔ "دم بوق........"

"دم بوق.......... وہ مارا سالے کو.......... ٹھائیں .... ٹھائیں .... اڑا ڑا دھڑام چھو منتر۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی نکل چلنا چاہئے۔" جاوید نے مشورہ دیا' مجذوب ہوا میں

دوسرا پھر تول رہا تھا لیکن فیصل واپسی کے بجائے قدم اٹھاتا ہوا تیزی سے مجذوب کے قریب چلا گیا۔

"چور............ چور............ پکڑو............ جانے نہ پائے........"

مجذوب نے فیصل کو قریب دیکھ کر چلانا شروع کر دیا۔

"کون ہو تم..........؟" فیصل نے اسے سنجیدگی سے مخاطب کیا۔

"ہنگے کا کبوتر.......... غٹرغوں.......... میاؤں۔"

مستانے نے فیصل کو آنکھ مار کر بازاری انداز میں ہانک لگائی لیکن جب فیصل سے اس کی نظریں چار ہوئیں تو فیصل کو ان نظروں کی گہرائی محسوس کر کے جھرجھری آ گئی' مجذوب پوری طرح جذب کی لذتوں سے سرشار تھا' فیصل نے لپک کر اس کا ہاتھ تھامنے کی جسارت کر ڈالی' مجذوب نے خود کو چھڑانے کے لئے اچھل کود کی لیکن پھر سہم کر خاموش ہو گیا۔ فیصل نے اسے لا کر گاڑی کی پچھلی نشست پر بٹھا دیا' جاوید حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ فیصل نے وہاں سے نکلنے میں بہت تیزی کا مظاہرہ کیا لیکن اب اس کی گاڑی کا رخ گھر کی طرف نہیں بلکہ بڑے میاں کے آستانے کی سمت تھا۔

"قبلہ......... میں آپ کا شکر گزار ہوں۔" کچھ دیر بعد فیصل نے نہایت مہذب انداز میں مجذوب سے کہا۔ "اگر آپ نے بروقت میری مدد........"

"ہش.......... شش....." مجذوب نے لاپروائی سے ہانک لگائی پھر خوفزدہ لہجے میں بولا۔ "کالی گھٹائیں اٹھ رہی ہیں .... بھاگ جا .... دم دبا کر رفوچکر ہولے' ورنہ بھیگ جائے گا۔"

"میں کالی گھٹاؤں سے نہیں ڈرتا میرے محترم! صرف آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔"

"تیرہ نمبر کے گھوڑے پر سب کچھ لوٹ پلٹ کر دے......... وہی جیتے گا......... کیا سمجھا۔" مجذوب رازداری سے بولا۔ "ریس شروع ہونے والی ہے۔"

"میں نے آپ کی گہرائی کو پالیا ہے میرے عزیز......... آپ کو میری مدد کرنی ہو گی۔"

"پیچھے سے لوٹن کبوتر آ رہا ہے.......... آندھی کے خچر پر بیٹھ کر.......... ٹک ٹکا ٹک......... ٹک ٹکا ٹک .... راستے سے ہٹ جا نہیں تو تمکولی کی طرح ٹوٹ کر الٹا لٹک جائے گا۔"

"آپ کے اشارے میری سمجھ سے بالاتر ہیں اے مرد کامل۔" فیصل نے عاجزی کا اظہار کیا۔ "انگلی پکڑ کر میری رہنمائی کر دیجئے۔"

"اوپن میں ایک........ کلوز میں تین........... جا .... جا سالے تو بھی کیا یاد کرے گا۔" مجذوب نے دیوانوں کی طرح دانت نکال کر کہا۔

"پھر منہ پر انگلی رکھ کر سرگوشی کے انداز میں بولا۔ کینچلی بدلنا سیکھ لے .... پوبارہ ہو جائیں گے .... سٹہ کھیلنا ترک کر دے۔"

"نہیں ....میری نگاہیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔"

فیصل نے اصرار کیا۔ "میں آسانی سے آپ کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

"کبڈی کھیلے گا..............؟"

"فی الحال تو یہ آنکھ مچولی کھیل رہے ہیں۔" اس بار جاوید نے مسکرا کر کہا۔

"تو بھی تیرنا سیکھ لے .... گندی نالیوں میں ڈبکیاں لگانا چھوڑ دے ورنہ کتے سے جائے گا۔" مجذوب نے جاوید کو گھور کر کہا پھر یک لخت چونک کر سامنے دیکھ کر زور سے چلایا۔

"باپ رے .... دوسرا ٹرک۔"

جاوید اور فیصل دونوں نے چونک کر سامنے کی طرف دیکھا۔

پھر وہ واپس پلٹے تو مجذوب غائب ہو چکا تھا۔

"میں نے اسے پہچان لیا تھا۔" فیصل نے کہا۔ "وہ مرد کامل تھا جس نے ہمیں موت کے منہ سے نجات دلائی ہے۔"

جاوید نے فیصل کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' حیرت سے پچھلی نشست کو دیکھتا رہا جو نہ صرف یہ کہ بے داغ تھی بلکہ اس پر کسی کے بیٹھنے سے ایک معمولی سی شکن بھی نہیں پڑی تھی' پھر اسے وہ سفید تسبیح بھی نظر آ گئی جو سیٹ کے نیچے پڑی تھی' فیصل نے تسبیح دیکھی تو بڑی عقیدت سے اسے جاوید سے لیا پھر بوسہ دے کر جیب میں ڈال لیا۔

"ہم اس طرف کہاں جا رہے ہیں؟" جاوید نے اچانک سوال کیا۔

"کیوں .... کیا تم نے مجھے بڑے میاں کے آستانے پر حاضری دینے کا مشورہ نہیں دیا تھا؟"

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے میرا مشورہ قبول کر لیا۔"

فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا تیزی سے گاڑی ڈرائیو کرتا رہا آدھے گھنٹے بعد وہ بڑے

میاں کے آستانے پر موجود تھے جہاں ایک خلقت خدا کی جمع تھی' عود و عنبر اور لوبان کی خوشبو سے پورا ماحول مہک رہا تھا' عورتوں' مردوں اور عقیدت مندوں کا ایک جم غفیر عبادت میں مصروف تھا' بے شمار ہاتھ خدا کے دربار میں اٹھے ہوئے تھے' فیصل اورجاوید نے پہلے وضو کیا پھر مزار پر حاضری دے کر فاتحہ پڑھی اور باہر نکل آئے' فیصل کو اس آستانے پر آکر ایک عجیب نوعیت کا قلبی سکون مل رہا تھا' جاوید بھیڑ میں اس سے آگے آگے تھا' فیصل اس آستانے کے مقدس درو بام کو عقیدت مندانہ نظروں سے دیکھ کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہا تھا پھر یکلخت ایک جانی پہچانی صورت دیکھ کر اس کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے' خواب میں نظر آنے والے سفید ریش دراز بزرگ کو دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

"آپ..............." فیصل نے حیرت سے بزرگ کو مخاطب کیا۔

"مجھے یقین تھا فیصل میاں کہ تم ایک نہ ایک دن اس آستانے پر ضرور حاضری دو گے۔"

"میں عنقریب ایک لمبے سفر پر جا رہا ہوں اس لئے..............."

"مجھے معلوم ہے۔ بزرگ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ تم اپنی ضد سے باز نہیں آؤ گے۔"

"مجھے آپ کے سہارے کی ضرورت ہے۔"

"تم.............. تم کفر بک رہے ہو۔" بزرگ نے تنبیہہ کی۔ "سہارا صرف خدا کا ہوتا ہے' ہم تو اس کے حقیر فقیر اور ناچیز بندے ہیں۔"

"قبلہ.............. مجھے آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔"

"میرا مشورہ اب بھی وہی ہے .... ہو سکے تو اپنا ارادہ ترک کر دو' میں اس وقت بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"کیا آپ میری رہبری بھی نہیں کریں گے۔" فیصل نے عاجزی سے کام لیا۔

"بڑے میاں کا سایہ تمہارے ساتھ ہے ورنہ..............."

"ورنہ کیا .... آپ خاموش کیوں ہو گئے۔"

"اس تسبیح کو اپنی جان سے زیادہ سنبھال کر رکھنا فیصل میاں جو مجذوب نے تمہیں تحفہ میں دی ہے' اس کو میرا مشورہ سمجھ لو۔" پھر اس سے پہلے کہ فیصل مزید کچھ دریافت کرتا بزرگ یکلخت اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے .... !!

○

کمرے کا ماحول بے حد خوابناک اور حسین تھا۔ اسے بیک وقت بار روم اور ڈانسنگ روم کے استعمال کے پیش نظر ترتیب دیا گیا تھا۔ ایک جانب دائرے کی شکل میں گہرے آسمانی رنگ کا دبیز قالین موجود تھا جس پر دائرے ہی کی شکل میں چھ قیمتی صوفے اور درمیان میں شیشے کی ایک گول میز موجود تھی' نشست کے قریب ہی بار کاؤنٹر تھا جس پر مے نوشی کے ساز و سامان موجود تھے' کاؤنٹر کی پشت پر دیوار کاٹ کر شیشے کی حسین الماری بنائی گئی تھی جس میں مختلف اقسام کی شراب کی خوبصورت بوتلیں نہایت سلیقے سے سجی ہوئی تھیں۔

کمرے کے باقی حصے میں گہرے سیاہ رنگ کا فرش موجود تھا جس پر سفید چپس کے دائرے نما چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نہایت دیدہ زیب لگ رہے تھے۔ فرش کا یہ حصہ آئینے کی مانند چمک رہا تھا جو ڈانسنگ فلور کے طور پر استعمال میں آتا تھا' مغربی گوشے میں ہائی فائی اور دوسرے قیمتی سیٹ موجود تھے' موسیقی کے ان تمام ساز و سامان میں استعمال کی جانے والی لکڑی کا رنگ اور ڈیزائن بھی فرش کے رنگ اور ڈیزائن سے ملتا جلتا تھا۔

روشنی کا انتظام کچھ اس انداز میں کیا گیا تھا کہ بظاہر کوئی لائٹ نظر نہیں آتی تھی' بار کاؤنٹر کے پیچھے بیم کے عقبی حصے میں نیلے رنگ کی روشنی اپنا حسن بکھیرتی تھی' ڈانسنگ فلور کے عین اوپر شیشے کا ایک رنگ برنگا گول گلوب موجود تھا' جس پر کمرے کے چار کونوں سے اسپاٹ لائٹ کی روشنی پڑتی تھی اور آہستہ آہستہ گردش کرنے والا گلوب ان روشنیوں کو مختلف رنگوں میں پورے کمرے میں بکھیرتا رہتا تھا' کمرے کو بڑے اہتمام سے ائرکنڈیشنڈ کیا گیا تھا' دیواروں پر رنگ و روغن کے بجائے دلکش نقش و نگار والا پیپر استعمال کیا گیا تھا جس پر خوبصورت اور حسین عورتوں کی نیم عریاں تصاویر بھی ابھری ابھری نظر آ رہی تھیں' دیواروں پر کوئی فریم وغیرہ نہیں تھا البتہ بار کاؤنٹر کی بیم کے سامنے والے حصے پر بارہ سنگھے کا سر موجود تھا۔

اس وقت صوفے پر روپا اور دراز قد والا ایک آدمی بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا' کمرے میں موسیقی کی آواز اتنی مدھم اور خواب ناک تھی جیسے کہیں بہت دور سے آ رہی ہو' روپا نے اس وقت ہلکے آسمانی رنگ کا ڈریسنگ گاؤن نما لباس پہن رکھا تھا' جس میں سے اس کے جسم کے نشیب و فراز جھلک رہے تھے' اس کے کھلے ہوئے لمبے لمبے سیاہ بال ناگن زلفوں کے انداز میں شانوں پر بکھرے ہوئے تھے' روپا کے حسن اور شباب کے تیکھے نقوش

کو ماحول نے کچھ زیادہ ہی اجاگر کر دیا تھا وہ جام ہاتھ میں لئے بیٹھی دراز قد والے شخص کو تشلی نظروں سے دیکھ رہی تھی جو اپنے لئے چوتھا پیگ تیار کر رہا تھا۔ اس کا قد سوا چھ فٹ سے کسی طرح کم نظر نہیں آتا تھا' چھریرے جسم کا مالک ہونے کے باوجود اس کی آنکھوں میں نظر آنے والی تیز چمک اس بات کی ترجمانی کرتی تھی کہ وہ بہت زیادہ دوراندیش' زیرک اور محتاط قسم کا آدمی ہے چہرے کے نقوش واجبی تھے لیکن جلد کی رنگت گہری سیاہی مائل تھی اس وقت بھی اس شخص نے جس کے ملنے جلنے والے اسے شنکر کے نام سے جانتے تھے درمیان سے مانگ نکال رکھی تھی' اس کے جسم پر صرف ایک چوڑی دھاریوں والا ریشمی پاجامہ نظر آ رہا تھا' گول میز پر ایش ٹرے میں پڑا ہوا اس کا سگار سلگ رہا تھا۔

چوتھا پیگ تیار کرنے کے بعد شنکر نے ایک لمبا گھونٹ لیا پھر سگار اٹھا کر ہونٹوں سے لگالیا' اس کی عقابی نظریں اب بارہ سنگھے کی کھوپڑی پر جمی ہوئی تھیں' انداز بتا رہا تھا جیسے وہ یا تو کسی گہری سوچ میں غرق ہے یا پھر اپنے ذہن میں کسی منصوبے کو ترتیب دے رہا ہے۔ روپا کچھ دیر تک اسے ٹٹولتی نظروں سے دیکھتی رہی پھر ایک چھوٹا گھونٹ لیتے ہوئے بولی۔

"اتنی دیر سے کیا سوچ رہے ہو ڈارلنگ..............؟"

"بھوش..............." شنکر نے چونک کر روپا کی سمت دیکھا پھر سگار کا کش لیتے ہوئے بولا "بھوش (قسمت) کے لکھے کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو ...."

"تم بہت گہرے ہو شنکر۔" روپا نے معنی خیز انداز میں کہا۔ "سمندر سے بھی زیادہ گہرے اور پراسرار............... میں ابھی تک تمہاری گہرائی تک نہیں پہنچ سکی۔"

"تمہاری باتیں بھی تمہاری ہی طرح سندر لگتی ہیں روپا رانی .... تم شنکر کے سپنوں کی رانی ہو۔"

"لیکن تم نے ابھی تک اپنے سپنوں کی رانی کو اپنی رانی بنانے کافیصلہ نہیں کیا۔" روپا نے مسکرا کر کہا۔

"روح کا ملاپ پنڈت پجاریوں والے ملاپ سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔" شنکر نے زیرلب مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو ڈارلنگ لیکن پنڈت پجاریوں کے دو بول پڑھا دینے کے بعد دوسرے ہماری جانب انگلیاں نہیں اٹھا سکیں گے۔"

"شنکر نہیں مانتا ان باتوں کو .... پاپ اور پن کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اندر

سے کتنے کھوکھلے اور گندے ہوتے ہیں یہ تم نہیں جانتیں' میں نے ایسے بگلا بھگت بھی ہزاروں دیکھے ہیں جو سورج کی روشنی میں دھرم کرم کا پرچار کرتے نہیں تھکتے پرتو رات کے اندھیروں میں وہی نیتا اور دھرماتما مہکتے شریر کی سندرتا میں تنکے کی طرح ڈبکیاں لگاتے ہیں۔

"کیا تم دو بول کے بنا شریر کے ملاپ کو پاپ نہیں سمجھتے؟"

"پوترا گنی کے چاروں اور (اطراف) پھیرا لگانے کے بعد بھی شریر کا ناجائز ملاپ ہوتا رہتا ہے' کیا تم اسے پن کہو گی؟" شنکر نے حقارت سے کہا۔ "یہ سب دنیا کو دھوکا دینے کی باتیں ہیں روپا رانی......... خود اپنے من کے اندر جھانک کر دیکھو........... کیا تمہارے من کی اگنی پنڈت کے دو بول کے بعد ٹھنڈی پڑی تھی؟........... نہیں...... اسی کارن تم نے پاپ کا سہارا لے کر اپنے من کو شانت کرنا چاہا.............. نتیجہ کیا نکلا .... پنڈت کی باندھی ہوئی وہ گانٹھ کھل گئی جس نے تمہیں اور تریبنی کو ایک بندھن میں باندھ رکھا تھا۔"

"تریبنی کی بات مت کرو شنکر .... وہ .... وہ مرد کب تھا؟" روپا نے نفرت سے کہا۔

"تمہارا پتی تو تھا؟ .... پھر تم نے اس کے ساتھ فریب کیوں کیا۔" شنکر نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"میں اس سے اپنا بندھن توڑ سکتی تھی لیکن اس کے بعد کیا ہوتا...... ودھوا کو کون اپناتا' دھرم اس کی اجازت.........."

"نہیں دیتا تو ایسے دھرم اور سماج کو شوٹ کر دو۔" شنکر نے تیزی سے کہا پھر ایک ہی گھونٹ میں گلاس میں بچی ہوئی ساری شراب حلق کے نیچے اتارتے ہوئے تلخی سے بولا۔

"میری ماتا کی مثال لے لو .... وہ ایک اونچے خاندان کی ایک بہت دولت مند لڑکی تھی لیکن ایک نیچ ذات کے بھنگی نے اس کے ساتھ دھوکا کیا' اس کے شریر کے ساتھ اس کی دولت کو ہڑپ کرنے کے کارن اس نے میری ماتا کے ساتھ وواہ کے دو بول پڑھوا لئے لیکن نتیجہ کیا نکلا .... جب اس کی ذات کا کھوج ملا تو دھرم آڑے آ گیا' پنڈت کی لگائی ہوئی گانٹھ اور اگنی کے سامنے پڑھے جانے والے اشلوک کے سارے بول ٹوٹ کر مالا کے دانوں کی طرح بکھر گئے .... وہ نیچ ذات جو میرا پتا تھا کروڑوں کی دولت سمیٹ کر بھاگ گیا اور میری ماتا نے سماج کی گندی انگلیوں سے بچنے کے کارن جیون ہتیا (خودکشی) کر لی .... کیا یہ سب پاپ تھا؟"

"مجھے بتاؤ' اس کہانی میں میری ماتا کا کیا دوش تھا؟ .... کچھ بھی نہیں پرنتو اسے بھوگ (قسمت) کا لکھا بھگتنا پڑا .... میں دھتکارتا ہوں ایسے دھرم اور ایسے سماج کو جو پریم کی پوترتا کو ذات پات کی اونچ نیچ کی آڑ لے کر نرک (جہنم) میں جھونک دیتا ہے .... یہ سب دھرم کے نہیں دولت کے پجاری ہیں .... مجھے دیکھو روپا رانی' میں بھی ایک بھنگی کی اولاد ہوں لیکن بڑے بڑے دھرماتما اور نیتا میرے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں .... کیوں؟ .... کس کارن؟.............. کیول اس لئے کہ میں مہان شکتی کا مالک ہوں میرے پاس اتنی دولت ہے جو دھرماتماؤں کا دھرم بھی خرید سکتی ہے۔؟"

شنکر کسی زہریلے ناگ کی طرح بل کھا رہا تھا' سگار کے دو لمبے لمبے کش لینے کے بعد بولا۔ "اور تم .... تم روپا رانی' کیا تم اپنی سندر چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتی ہو کہ تم نے کس کارن اپنا سب کچھ شنکر کے بازوؤں میں سونپ دیا؟ .... کیا یہ غلط ہے کہ تم شنکر سے زیادہ اس کی شکتی اور اس کی دولت سے پیار کرتی ہو؟"

"اوہ .... کم آن ڈارلنگ۔" روپا نے بات بنانے کی خاطر بڑی لگاوٹ سے کہا۔ "تم تو سنٹی مینٹل ہو گئے کتنا رومانی ماحول خراب کر رہے ہو ...."

"میری ایک بات دھیان سے سنو روپا رانی .... پھر کبھی میرے سامنے پاپ اور پن کا نام نہ لینا' اگر تمہیں شنکر کی شکتی اور اس کے دھن دولت کی ضرورت ہے تو آنکھ موند کر اس کے اشاروں پر ناچتی رہو .... اپنے شریر کی سندرتا اور بھرپور جوانی پر گھمنڈ نہ کرنا .... شنکر کی گندی شکتی کے بیر (موکل) تم جیسی ہزاروں سندر ناریوں کو میرے قدموں میں ڈال سکتے ہیں۔"

"تم .... تم میری اسلٹ کر رہے ہو شنکر۔" روپا بل کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ "کیا میں چلی جاؤں؟"

"سوچ لو روپا رانی .... کیا تم شنکر کے بنا جیون گزار سکتی ہو"

"نہیں.............." روپا نے تھوڑے توقف کے بعد روٹھے انداز میں جواب دیا۔

"پھر .... جھگڑا کس بات کا.............." شنکر نے اسے سحر انگیز نظروں سے دیکھا۔ آؤ .... ناگن کی طرح بل کھاتی اپنے شریر کو میرے حوالے کر دو اور پاپ و پن کا روگ دھرماتماؤں کو بھگتانے دو۔"

روپا نے شنکر کو نشیلی نظروں سے دیکھا۔ پھر اٹھلاتی بل کھاتی اس کے قریب جا کر

دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی اور اس کے لئے نیا پیگ بنانے لگی' وہ جانتی تھی کہ بلا نوشی شنکر کی کمزوری ہے' یہ اور بات ہے کہ وہ بلا نوشی کے باوجود کبھی آپے سے باہر نہیں ہوا تھا' ہمیشہ ہوش مندی کی باتیں کرتا تھا۔

"تم نے پرنس کے بارے میں کیا سوچا ہے؟" شنکر کے قریب بیٹھ کر اسے دو پیگ پلانے کے بعد روپا نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔

"سوچنا کیا میری رانی .... تم بس دیکھتی جاؤ .... ہوگا وہی جو میں چاہوں گا۔"

"ایک بات پوچھوں ڈارلنگ.............."

"پوچھو.............." شنکر نے اس کی نشیلی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"تم مہان شکتیوں کے مالک ہو' دھن دولت کی تمہارے پاس کوئی کمی نہیں' پھر تم پرنس کو توشی کے پیچھے کیوں لگانا چاہتے ہو؟"

"اس میں بھی ایک راز ہے جان من .... دھیرج سے کام لو' اس راز میں تم بھی میرے ساتھ شریک رہو گی' سمے آنے پر اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا کہ تمہارے شنکر نے یہ سارے کھیل تماشے من بہلانے کے کارن نہیں کئے ہیں۔"

"کیا تمہیں وشواش ہے کہ تمہارے فون کرنے کے بعد بھی وہ شوالا جیسی شکتی سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو جائے گا۔"

"شنکر کا وار کبھی خالی نہیں گیا.............. پرنس بھی میرے اشاروں پر چلنے کے لئے مجبور ہو جائے گا.............. اسے مجبور ہونا پڑے گا۔"

"فون پر اس نے تمہاری باتوں کا کیا جواب دیا تھا۔"

"وہ میری باتوں کو مذاق سمجھ رہا تھا لیکن ٹرک والے چکر کے بعد اس کی بدھی (عقل) بھی چکرا گئی ہو گی۔"

"لیکن وہ پاگل دیوانہ کون تھا جو ٹرک کے سامنے آ گیا تھا؟"

"میں بھی اس کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ درمیان میں نہ آتا تو بھی پرنس بچ جاتا لیکن ٹرک کی ٹکر سے اسے اور اس کی کار کو تھوڑا بہت نقصان ضرور ہوتا۔"

"کیا تمہاری مہان شکتی بھی اس پاگل کے بارے میں کچھ کام نہیں آئی۔" روپا نے حیرت کا اظہار کیا۔

یہ دھرتی ایک گورکھ دھندا ہے جہاں بھانت بھانت کے منش پائے جاتے ہیں اور ہر منش اپنے اندر کچھ نہ کچھ شکتی ضرور رکھتا ہے' تم نے ابھی دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے؟ پرنتو میں نراش نہیں ہوں' میں اس دیوانے کا کھوج لگانے کی کوشش کروں گا۔" شنکر نے کہا۔

"شوالا اور شاکا بھی مہان شکتیوں کے مالک ہیں .... میرا خیال ہے کہ وہ دیوانہ بھی اوش کوئی بلوان ہی تھا۔"

"تمہاری باتیں مجھے الجھا رہی ہیں۔" روپا نے اپنا گلاس خالی کرتے ہوئے شنکر کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"شوالا نے توشی کو نامعلوم جزیرے پر بلا لیا ہے' تم پرنس کو توشی کا پیچھا کرنے پر اکسا رہے ہو کیا اس طرح دو مہان شکتیاں ایک دوسرے سے نہیں ٹکرا جائیں گی۔"

"پرنس فیصل یہ سفر اکیلا نہیں کرے گا۔"

"کیا مطلب...............؟"

"شنکر اور روپا رانی بھی اس کے ساتھ ہوں گے۔" شنکر سنجیدگی سے بولا۔ تم اپنا بوریا بستر تیار رکھو' ہم کسی وقت بھی ایک لمبے سفر پر روانہ ہو سکتے ہیں۔"

"اس سفر کا مقصد کیا ہوگا..............."

"میں نے کہا تھا نا .... دھیرج سے کام لو' جو ہوگا سو تم اپنی سندر آنکھوں سے دیکھ لو گی۔"

"پرنس کی ماتا کی موت میں کس کا ہاتھ تھا۔" اچانک روپا نے چونکتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ میں نہیں............ شوالا تھا۔"

"ڈارلنگ.......... کیا تمہیں وشواس ہے کہ پرنس تمہارے اشارے پر چلنے کو مجبور ہو جائے گا........... میرا مطلب ہے کہ وہ پاگل دیوانہ.........." "اسے دھیان سے نکال دو روپا رانی۔"

شنکر نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔ "پرنس کے بڑے بھی میری آگیا کا پالن کرنے پر تیار ہوں گے........... شنکر جو چاہتا ہے وہ اوش پورا ہوتا ہے' کیا تم وشواس کرو گی کہ تم بھی من نہ کرنے کے باوجود شنکر کی مہان شکتیوں کے اشارے پر چلنے کو تیار ہو جاتی ہو.......... یہ اور بات ہے کہ تمہارے فرشتوں کو بھی اس کی ہوا نہیں لگتی' تمہیں اپنے بارے میں کچھ خبر نہیں ہوتی کہ تم کون ہو' کیا ہو۔"

"مم .... میں سمجھی نہیں۔" روپا نے چونکتے ہوئے پوچھا کیا تم اپنے بیروں کے

ذریعے مجھے بھی انجانے میں............"

"اوہ .... کم آن سویٹ ہنی............ دیکھو یہ سے اور سندرتا ہم سے کیا کہہ رہی ہے۔" شنکر نے بڑی خوبصورتی سے بات بناتے ہوئے نہایت عیاری سے کام لیا' اس سے پہلے کہ روپا اسے کریدتی اس نے تیزی سے اٹھ کر موسیقی کی آواز بے حد تیز کر دی پھر دوسرے ہی لمحے وہ روپا کو ساتھ لے کر ڈانسنگ فلور پر آ گیا اور سب کچھ بھول کر دیوانوں کی طرح رقص کرنے لگا' روپا کچھ دیر تک شنکر کی باتوں کے بارے میں غور کرتی رہی پھر رقص کی شدت نے نشے کو ہوا دی تو وہ بھی سب کچھ فراموش کر کے شنکر کے سینے میں ڈوب جانے کے لئے بے چین ہو گئی .... اس کا تنفس بھی اس کے قدموں کی طرح لڑکھڑانے لگا۔

شنکر کی آنکھیں اس وقت بھی پراسرار انداز میں چمک رہی تھیں.......!!



رات کا دو تہائی حصہ پر ہول سناٹے میں ڈوب چکا تھا جب شنکر نے روپا کی خواب گاہ میں قدم رکھا' روپا دنیا و مافیا سے بے خبر گہری نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔

شنکر کے جسم پر صرف ایک لنگوٹی موجود تھی' خلاف توقع وہ اس وقت بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا اس کی آنکھیں شعلوں کی مانند سرخ اور دہکتی دکھائی دے رہی تھیں ....

چند ثانئے تک وہ دروازے پر کھڑا روپا کو دیکھتا رہا پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا اندر آیا' مسہری کے قریب دبیز قالین پر آلتی پالتی مار کر اس انداز میں بیٹھ گیا جیسے کسی منتر کا جاپ کر رہا ہو' اس کے سیدھے ہاتھ میں انسانی پنجر کی ایک لمبی ہڈی موجود تھی جسے زمین پر بیٹھنے کے بعد اس نے اپنے سامنے رکھ لیا تھا۔

فرش پر آسن جمانے کے بعد شنکر نے اپنی آنکھیں بند کر لیں پھر اس کے ہونٹ ہلنے لگے' وہ کسی گندے منتر کا جاپ کر رہا تھا' دیوار گیر کلاک کی ٹک ٹک کی آواز ماحول کو سحر آلود کر رہی تھی' تقریباً چالیس منٹ تک وہ کسی بے جان مجسّمے کی مانند اپنی جگہ ساکت و جامد بیٹھا جاپ کرتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں اور ہاتھ بڑھا کر ہڈی کے لمبے ٹکڑے کو اٹھا لیا پھر اس نے نگاہیں اٹھا کر چھت کی سمت دیکھا اور اس کی آواز بلند ہو کر کمرے کے سناٹے میں گونجنے لگی۔

"بھگوان آج تیرے نیچ ذات داس نے ایک بار پھر تیرے آگے جھولی پھیلائی ہے' اس کی بنتی سویکار کر لے' تیرے کارن میرے شریر کے ایک ایک انگ نے برسوں ڈنڈوت (عبادت) کی ہے' تو جانتا ہے اے نیلے آکاش کے مالک کہ تیرے داس کا اصل روپ کیا ہے' تو نے ہمیشہ اپنے سیوک کو اپنی مہان شکتی کی بھیک دی ہے' آج تیرا داس تیرے سامنے پھر بنتی کر رہاہے .... پربھو' میرے من کی اچھا (خواہش) پوری کر دے۔"

"شنکر خاصی دیر تک نظریں اٹھائے بھگوان سے مخاطب رہا پھر اس نے اپنی نظریں روپا کے چہرے پر جما دیں اور دیوی دیوتاؤں کو آواز دینے لگے۔ وشنو مہاراج اور کالی مائی کا پجاری آج شیش ناگ مہاراج کی شکتی کو آواز دے رہا ہے .... میں نے سفلی کے علم کو پانے کے لئے گندگی کو بھوجن کے انوسار .... (خوراک کی مانند) کھایا ہے۔ کیول دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کی خاطر میں پورے ایک برس تک چاولوں کو منش کی کھوپڑی کے اندر ابال ابال کر اپنا پیٹ بھرتا رہا' دھرتی اور آکاش کے بیچ بھٹکتی ہوئی پلید آتماؤں کو قابو کرنے کے کارن میں نے برسوں جاپ کئے' جانے کتنے جنتر منتر پڑھے .... آج میں نے شیش ناگ دیوتا کی آتما کو پکارا ہے .... آج تجھے شنکر کی سہائتا کی خاطر ایک زہریلے ناگ کے روپ میں درشن دینا ہوگا' یہ میری بنتی ہے .... میری اچھا ہے کہ روپا رانی کی آنکھوں میں ایسا قاتل زہر بھر جائے کہ اگر وہ کسی کو قہر بھری نظروں سے گھورے تو وہ زمین پر لوٹ پوٹ کر اس قاتل زہر کا شکار ہو جائے .... مہاراج' تجھے اپنے سیوک کی بنتی کو سویکار کرنا ہو گا .... شنکر نے جیون میں کبھی نراش ہونا نہیں سیکھا' تجھے اپنے داس کی مرضی پوری کرنی ہو گی' میں تیرے درشن کا بھوکا ہوں .... میں تیرے درشن کی خاطر اپنی آنکھیں موند رہاہوں مہاراج .... تجھے کالی کی مہان شکتیوں کی سوگند (قسم) مجھے اپنا درشن دے اور میری خواہش کو پورا کردے۔"

پھر شنکر نے اپنی آنکھیں دوبارہ بند کر لیں' لمبی ہڈی کو اس نے مضبوطی سے سیدھے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا' اس کے ہونٹوں کی جنبش پھر شروع ہو گئی' بڑی دیر تک وہ کسی منتر کا جاپ کرتا رہا پھر اس نے محسوس کیا کہ کمرے میں اس کے اور روپا کے علاوہ کوئی اور ذی روح بھی موجود ہے' لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولیں' منتر کا جاپ کرتا رہا۔

اچانک شنکر اور روپا کے درمیان فرش پر دھوئیں کی ایک لکیر ابھری جو بل کھاتی ہوئی فضا میں بلند ہونے لگی' تقریباً ڈھائی فٹ بلند ہونے کے بعد دھوئیں کی اس موٹی لکیر نے فضا

میں لہرانا شروع کر دیا۔ پھر یکلخت اس نے کوڑیالے ناگ کی شکل اختیار کر لی جو انتہائی غضب ناک انداز میں پھن پھیلائے کھڑا تھا' ناگ کی خونخوار نظریں شنکر پر مرکوز تھیں جو بدستور اپنے جاپ میں مگن تھا لیکن جب کوڑیالے ناگ نے پھنکار بھری تو شنکر نے چونک کر آنکھیں کھول دیں' ان آنکھوں میں کامیابی کی رمق موجود تھی۔

"مہاراج .... مجھے وشواس تھا کہ تم اپنے سیوک کو نراش نہیں کرو گے۔"

شنکر نے بڑی لجاجت سے کہا اس کے ساتھ ہی ہاتھ میں دبی ہوئی انسانی ہڈی کا رخ ناگ کی سمت کر دیا' جواب میں کوڑیالا ناگ اور غضب ناک ہو گیا' وہ بار بار پھن پھیلا کر خونخوار انداز میں پھنکار رہا تھا لیکن غالباً' ہڈی کی پر اسرار قوت اس کے کسی خطرناک ارادے کی تکمیل کے درمیان حائل ہو رہی تھی۔

شنکر پلکیں جھپکائے بغیر ناگ کو دیکھتا رہا' کچھ دیر تک کوڑیالا ناگ فضا میں بل کھاتا رہا پھر وہ زمین پر رینگتا ہوا تیزی سے روپا کی سمت بڑھا' مسہری پر جانے کے بعد اس نے ایک بار پھر ہلکا سا پھن کاڑھ کر شنکر کی سمت دیکھا جو بدستور انسانی ہڈی کو مضبوطی سے تھامے اس کی جانب پوری طرح متوجہ تھا۔

"مہاراج .... شنکر کو نراش مت کرنا ورنہ میرا مان ٹوٹ جائے گا اور .... جب مان ٹوٹ جائے تو منش بھی ٹوٹ جاتا ہے .... اور جب منش ٹوٹ کر اندھا ہو جاتا ہے تو وہ سیوک نہیں رہتا راکشش (وحشی' شیطان) بن جاتا ہے .... میری اچھا پوری کر دو مہاراج۔"

شنکر نے ٹھوس لہجے میں کہا تو ناگ نے یکے بعد دیگرے تین مرتبہ نرم بستر پر سر ارا پھر تیزی سے روپا کے کندن جیسے جسم پر رینگتا ہوا سینے تک پہنچ گیا' کنڈلی مارنے کے بعد کوڑیالے ناگ نے پھر فضا میں بلند ہونا شروع کیا' ایک فٹ بلند ہونے کے بعد وہ کچھ دیر تک پھن کاڑھے لہراتا رہا پھر اس نے بڑی سرعت سے روپا کی دونوں آنکھوں کو پے در پے ڈسا اور پلک جھپکتے میں دھواں بن کر دوبارہ فضا میں تحلیل ہو گیا۔ شنکر اپنی کامیابی پر خوشی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا' اس کی آنکھوں کی شیطانی چمک دو چند ہو گئی۔

روپا کوڑیالے ناگ کے ڈسنے کے بعد ماہئی بے آب کی مانند بستر پر تڑپنے لگی' اس کا بدن تیزی سے نیلا پڑنے لگا' شنکر لپکتا ہوا روپا کے قریب گیا جس کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا' اس نے ہاتھ میں دبی ہوئی انسانی ہڈی کے ٹکڑے کو نہایت چابکدستی سے روپا کے جسم پر پھیرنا شروع کر دیا۔ اسے اپنے مقصد میں ناکامی نہیں ہوئی تھی۔ روپا کے جسم پر پھیلنے والا

نیل بتدریج کم ہو کر چہرے کی سمت واپس لوٹنے لگا شنکر نے اپنا عمل تیز کر دیا' کچھ دیر بعد روپا کے جسم سے نیل کا نشان غائب ہو گیا' اس کے منہ سے نکلنے والا جھاگ بھی بند ہو گیا البتہ اس کی آنکھوں کے پپوٹے ہلکے نیلے ہو گئے تھے۔

"جے مہاراج۔" شنکر نے مدھم آواز میں نعرہ بلند کیا پھر روپا کے سراپا پر نظر دوڑاتے ہوئے سرسراتے لہجے میں گویا ہوا۔"

"تو نہیں جانتی روپا رانی .... شنکر کی مہان شکتی نے تیرے کومل شریر (بدن) کے اندر ایک اور طاقت پیدا کر دی ہے' پرنتو تو اس راز سے کبھی واقف نہ ہو گی' تیری شکتی کیول تیرے پریمی کے کام آتی رہے گی .... اور جس دن تیرے پریمی کا دل تجھ سے اچاٹ ہو گیا وہ دن تیرے جیون کا آخری دن ہو گا۔"

چند ثانئے تک وہ محو خواب روپا سے سرگوشیوں میں باتیں کرتا رہا پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا اس کی خواب گاہ سے نکل کر ڈانسنگ فلور پر آ گیا' کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کرنے کے بعد اس نے ٹیپ ریکارڈر پر جنگلی موسیقی کی دھن کا ایک ٹیپ لگا کر پورا والیوم کھول دیا اور شیطانی رقص شروع کر دیا............!

*

فیصل اور جاوید اس وقت کسٹم لاؤنج میں بیٹھے کولڈ کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے بحری عقاب نامی جہاز کی روانگی میں تاخیر کے سبب تمام مسافروں کو لاؤنج میں آرام کرنے کی ہدایت کی گئی تھی ان کی تعداد تقریباً سات سو تھی جن میں ملکی اور غیر ملکی باشندے دونوں شامل تھے۔ مسافروں کی تواضع مختلف مشروبات سے کی جا رہی تھی اور اس کا اہتمام جہازراں کمپنی کی طرف سے کیا گیا تھا' مسافروں کا تمام وزنی سامان کسٹم کاؤنٹر سے گزر کر جہاز پر پہنچ گیا تھا۔

فیصل نے اس وقت ہلکے سلیٹی رنگ کا سفاری سوٹ پہن رکھا تھا اور کولڈ کافی کے ساتھ ایک بحری سفرنامے کی روداد پڑھنے میں مصروف تھا۔ روانگی سے قبل اس نے سفرنامے سے متعلق متعدد کتابیں خریدی تھیں جو وقت گزاری کے علاوہ موجودہ سفر میں اس کے کام بھی آ سکتی تھیں۔ ان کتابوں کے علاوہ اس نے ایک اٹلس بطور خاص حاصل کیا تھا جس میں دنیا کے مختلف ملکوں' شہروں اور جزیروں کے بارے میں بے حد قیمتی معلومات نہایت تفصیل سے درج تھیں۔

جاوید اپنے پسندیدہ لباس پتلون اور شرٹ میں تھا بظاہر وہ کولڈ کافی کی چھوٹی چھوٹی چسکیاں لے رہا تھا لیکن اس کی نظریں بار بار اس لڑکی کی جانب اٹھ رہی تھیں جو اس کے سامنے بائیں جانب والی نشستوں پر بیٹھی تھی۔ وہ تنہا نہیں تھی' اس کے ساتھ ایک خوبرو نوجوان بھی تھا دونوں کی شکلیں ملتی جلتی تھیں اس لئے جاوید کا خیال تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے قریبی عزیز ہوں گے۔ صورت شکل اور لباس کے اعتبار سے لڑکی سوئس لگ رہی تھی اس کی عمر جاوید کے اندازے کے مطابق بمشکل اٹھارہ سال رہی ہو گی وہ خاصی صحت مند اور حسین تھی .... حسین اور قبول صورت نہ ہوتی تو جاوید کی توجہ کا مرکز کبھی نہ بنتی لڑکی کے مقابلے میں اس کا ساتھی نہ صرف یہ کہ کم عمر تھا بلکہ اس کے چہرے کے خدوخال بھی کچھ زیادہ پرکشش نہیں تھے البتہ وہ بہت نیک اور معصوم دکھائی دے رہا تھا' بات بات پر مسکرانا شاید اس کی عادت میں شامل تھا۔

بیشتر مسافر باتوں میں مصروف تھے لیکن پھر جب مائیک پر کسی لڑکی کی "اٹینشن پلیز" کی آواز ابھری تو سب خاموش ہو کر اس کی سمت متوجہ ہو گئے۔

"خواتین اور حضرات' ہم معذرت خواہ ہیں کہ آپ کو جہاز کی روانگی میں تاخیر کے سبب زحمت اٹھانی پڑ رہی ہے' میں بحری عقاب کی انتظامیہ کی جانب سے آپ تمام حضرات سے ایک بار پھر معافی کی خواستگار ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس بات کا یقین دلاتی ہوں کہ بحری عقاب کی روانگی ٹھیک دو گھنٹے بعد ہو گی اب سے آدھے گھنٹے بعد مسافروں کو جہاز پر جانے کی اجازت دے دی جائے گی مجھے یقین ہے کہ آپ اس تاخیر کے سلسلے میں ہمیں معاف کر دیں گے........ شکریہ۔"

اعلان ختم ہوا تو لاؤنج میں مسافروں کی گفتگو کی آوازیں پھر ابھرنے لگیں فیصل نے کن انکھیوں سے جاوید کی سمت دیکھا جس کے سیدھے ہاتھ کی گرفت بدستور گلاس پر تھی لیکن اس کی نظریں اس وقت بھی سوئس لڑکی کی نشست کے اطراف منڈلا رہی تھیں۔ فیصل نے کتاب بند کر دی۔ اسے یقین تھا کہ کتاب بند کرنے کی آواز جاوید کو ضرور اس کی طرف متوجہ کر دے گی لیکن اس کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔

"کس سوچ میں گم ہو؟" فیصل نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"تمہاری سماج دشمنی کے بارے میں غور کر رہا ہوں۔" جاوید نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــــ؟"

"اگر عنبرین بھی ہمارے ساتھ ہوتی تو یہ سفر زیادہ دلچسپ ہو سکتا تھا۔"

"اوہ ـــ شاید تم اتنی دیر سے عنبرین کے نعم البدل کی تلاش میں لاؤنج کا سروے کرنے میں مصروف ہو ـــ کوئی صورت نظر آئی۔"

"غلط خیال ہے تمہارا ـــ" جاوید نے بات بنانے کی کوشش کی۔ "اب میں اتنا گیا گزرا بھی نہیں کہ عنبرین کی وقتی جدائی کا صدمہ بھی نہ برداشت کر سکوں۔"

"کوئی تصویر لائے ہو ساتھ۔"

"تم سے مطلب............؟"

"سنا ہے سمندری سفر کی تکان ذہن پر کچھ اچھا اثر نہیں ڈالتی' تنہائی کو بہلانے کی خاطر قریبی عزیزداروں کی تصاویر بڑی موثر ثابت ہوتی ہیں۔"

"تم نے اپنے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"تم جو میرے ساتھ ہو۔" فیصل نے برجستہ کہا تو جاوید کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میراخیال ہے کہ لڑکی سوئس ہے اور جو نوجوان اس کے ساتھ ہے وہ یا تو اس کا بھائی ہے یا پھر کزن وغیرہ ہے' فیصل نے آہستہ سے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟"

"گویا تم بھی داڑھی کے بجائے کتاب کی آڑ لے کر اسی کو تاڑ رہے تھے۔"

بحری سفر کو دلچسپ بنانے کی خاطر اس قسم کی چھوٹی موٹی تفریحات ایک حد تک جائز ہوتی ہیں۔"

"ایک حد تک .... سے جناب کی کیا مراد ہے؟"

"مطلب یہ کہ میں تمہیں اپنی ذمہ داری پر ساتھ لایا ہوں اس لئے عنبرین کی حق تلفی کسی صورت برداشت نہیں کروں گا۔"

"اس وقت خاص موڈ میں نظر آ رہے ہو۔"

"کوئی اعتراض ہے آپ کو؟"

"فقط ایک.............."

"فرمایئے۔"

"اب بھی وقت ہے.............." جاوید نے تیزی سے کہا ٹکٹ پر جو پیسے ضائع ہو چکے ہیں۔ اس پر تین حرف بھیج کر سامان جہاز سے واپس اترواؤ اور واپس لوٹ چلو۔"

"کیا تم اس سفر سے خوفزدہ ہو.............." فیصل نے سنجیدگی اختیار کر لی۔

"میں سفر سے زیادہ تم سے خوفزدہ ہوں .... اب پوچھو کیوں..............؟

اس لئے کہ تم بلاضرورت اپنا وقت برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہو............. میں پوچھتا ہوں کہ.............."

"ابھی نہیں۔" فیصل نے جاوید کا جملہ کاٹتے ہوئے بدستور سنجیدگی سے کہا جہاز کی روانگی "کے بعد ہم اپنے کیبن میں تنہا ہوں گے وہاں میں تمہارے ہر سوال کا جواب دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے لیکن میں اب بھی یہی کہوں گا کہ تم نے جو قدم اٹھایا ہے وہ محض حماقت ہے۔"

"کچھ لوگ مہم جوئی اورسیاحت کو بھی حماقت سے منسوب کرتے ہیں۔"

جاوید کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ ایک شخص جو سفید وردی میں ملبوس تھا اور جہاز کا سیکنڈ آفیسر تھا تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا فیصل کے قریب آ کر رک گیا۔

"اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو جناب کا اسم گرامی فیصل ناصر ہے۔" اس نے براہ راست فیصل کو مخاطب کیا۔

"جی ہاں..............." فیصل نے نووارد کو وضاحت طلب نظروں سے گھورتے ہوئے کہا "معاف کیجئے گا میں نے آپ کو..............."

"اس کی وجہ میری ذات یا شخصیت نہیں بلکہ یہ وردی اور بڑی بڑی مونچھیں ہیں جو تمہارے اور میرے درمیان حائل ہو رہی ہیں۔" سیکنڈ آفیسر نے بے تکلفی سے کہا پھر بے اختیار فیصل سے لپٹ گیا اس کے انداز میں بے انتہا گرمجوشی تھی لیکن فیصل ابھی تک اسے پہچاننے سے قاصر تھا۔

"آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔"

"ون منٹ" نو وارد نے کہا پھر اس نے جیب سے پرس نکالا کیپ اتار کر ایک طرف رکھی پھر پرس سے ایک سفید پلاسٹک نکال کر اسے مونچھوں پر چپکانے لگا غالباً وہ پلاسٹک ٹیپ پرس میں اسی مقصد کے پیش نظر رکھی گئی تھی جاوید اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا' فیصل اپنی یادداشت کو کریدنے میں مصروف تھا لیکن پلاسٹک ٹیپ نے جیسے ہی نووارد کی بڑی اور گھنی مونچھوں کا پردہ کیا فیصل بھی بے اختیار تیمور کہتا ہوا اس سے لپٹ گیا قرب و جوار میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئے جاوید کو اس بات کا اندازہ لگانے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ فیصل اور تیمور پرانے دوست ہیں جو ایک طویل عرصے کے بعد مل رہے تھے۔

"تم یہاں کہاں .... کیا کسی کو سی آف کرنے آئے ہو؟" تیمور نے دریافت کیا۔

"یہی سوال میں پہلے تم سے کروں گا۔" فیصل نے کہا "میں بحری عقاب پر سیکنڈ آفیسر ہوں۔"

"اور ہم تمہارے مہمان ہیں۔"

"ہم سے مراد..............." تیمور نے جاوید کی سمت دیکھتے ہوئے وضاحت چاہی۔

"خاکسار کو جاوید کہتے ہیں۔" جاوید نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "دوستی کے جرم کی پاداش میں اس سفر کے لئے بلا کسی جبر و تشدد کے آمادہ ہو گیا ہوں..............."

"گڈ .... آپ دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔" تیمور نے گرمجوشی سے

مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرا یہ ٹرپ یقیناً دلچسپ ہوگا۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔" جاوید نے ایک طویل سرد آہ بھری۔

"اوکے میں اب چلتا ہوں' تفصیلی ملاقات جہاز پر ہو گی۔"

"ہاں تمہارے کیبن کا نمبر کیا ہے۔" تیمور نے فیصل سے دریافت کیا۔

"کیبن نمبرانیس' فرسٹ کلاس۔"

تیمور کے جانے کے بعد وہ دونوں دوبارہ اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔

"میرا خیال ہے کہ تیمور سے اچانک ملاقات ہمارے لئے نیک شگون ثابت ہوگی۔"

"میں ابھی اس پہلو پر غور کر رہا تھا۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا پھر اس حبشی کو دیکھنے لگا جو ابھی ابھی لاؤنج میں آ کر عین جاوید اور فیصل کے سامنے والی خالی نشست پر بیٹھا تھا۔ مسافروں میں اس حبشی کے علاوہ اور بھی سیاہ فام باشندے تھے لیکن نووارد نے جس انداز میں بطور خاص جاوید اور فیصل کو باری باری غور سے دیکھا تھا وہ مشکوک تھا اور اسی انداز نے اسے جاوید کی نظروں میں بھی مشکوک کر دیا تھا۔

حبشی نے آرام دہ سیٹ پر بیٹھنے کے بعد اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کر لی تھی لیکن جاوید بدستور اس کے چہرے کے تاثرات کو پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا فیصل کی نظریں بھی نووارد کو تاڑ چکی تھیں۔

"کیا تم نے اسے پہلے کبھی دیکھا ہے؟" فیصل نے مدھم لہجے میں جاوید سے دریافت کیا۔

"نہیں..............."

"پھر............... اس قدر غور سے کیا دیکھ رہے ہو۔"

"ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو لیکن..............."

"لیکن کیا؟ .... تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئے؟"

"مطلب کی وضاحت بعد میں بھی ہو سکتی ہے لیکن ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اس کا تعلق بھی اسی قبیل سے ہے۔ جس کی خاطر ہم نے اس سفر کا بیڑا اٹھایا ہے ہمیں بہرحال جہاز پر اس کی حرکات و سکنات سے محتاط رہنا ہوگا جو نادیدہ دشمن ہمارے وجود سے بھی بیزار ہیں وہ یقیناً ہمارے موجودہ سفر کو بھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھیں گے۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

"خدا کا شکر ہے کہ میری کوئی بات تمہاری سمجھ میں تو آئی۔" جاوید نے اطمینان کا

سانس لیتے ہوئے کہا تو فیصل مسکرایا پھر اچانک مسافروں سے جہاز پر سوار ہونے کی درخواست کا اعلان ہوا تو وہ دونوں بھی اپنا مختصر سفری بیگ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ....!!

○

رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ کا عمل تھا لیکن وہ سیاہ فام حبشی جس کا قیام سیکنڈ کلاس کے کیبن نمبر گیارہ میں تھا ابھی تک جاگ رہا تھا' نہ صرف جاگ رہا تھا بلکہ اس انداز میں اپنے مختصر کمرے میں چہل قدمی کر رہا تھا جیسے کسی ذہنی کرب میں مبتلا ہو' بظاہر وہ کسی الجھن کا شکار نظر آ رہا تھا لیکن اس کے چہرے کے خشک تاثرات اور آنکھوں کی بے رونقی اس کی سخت گیر طبیعت کی غماز تھی' وہ دراز قد اور ٹھوس جسم کا مالک تھا' کیبن میں اس کا مختصر سامان ایک طرف رکھا ہوا تھا' اس وقت اس کے جسم پر صرف ایک پتلون تھی اوپری جسم ننگا تھا اس لئے وہ چین صاف طور پر نظر آ رہی تھی ' جس کے اندر پڑے ہوئے رنگ میں گوریلے کی شبیہہ صاف طور پر نظر آرہی تھی یہ غالباً حبشی کا علاقائی نشان تھا یا اس نے اپنے کشادہ سینے کو رونق بخشنے کی خاطر محض تفریحاً" وہ چین لٹکا رکھی تھی۔

خاصی دیر تک وہ اسی ایک انداز میں ٹہلتا رہا پھر کیبن سے باہر نکلنے کی غرض سے دروازے کی سمت بڑھا تھا لیکن اسی وقت جھینگر کی تیز ٹرٹراہٹ جیسی مدھم آواز ابھری اور درازقد حبشی کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اس نے گردن نیچی کر کے گلے میں پڑے ہوئے رنگ کو غور سے دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر گوریلے کے ابھرے ہوئے سینے کو آہستہ سے دبا دیا دوسرے ہی لمحے ایک نسوانی آواز اس کے کانوں میں گونجنی شروع ہو گئی۔

"لوکارٹا .... ایس ٹو کالنگ یو' کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

حبشی جسے لوکارٹا کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا کچھ دیر خاموش کھڑا گوریلے کے جسم سے ابھرتی ہوئی نسوانی آواز کو سنتا رہا پھر وہ نہایت اطمینان سے قریب رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا' اس کے چہرے پر ابھی تک ذہنی الجھن کے تاثرات موجود تھے' گوریلے کے جسم سے بار بار وہی جملہ ابھرتا رہا' آواز بہت صاف تھی لیکن کہیں بہت دور سے آتی سنائی دے رہی تھی۔

"ایس ٹو کالنگ یو لوکارٹا .... کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

"یس.............." لوکارٹا نے تھوڑے توقف کے بعد ٹھوس آواز میں جواب دیا۔

"میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔"

"اپنا کوڈ بتاؤ ....اس کے بغیر گفتگو نہیں ہو سکتی۔"

"گوریلا.............. " لوکارٹا نے قدرے خشک انداز اختیار کیا جس سے اس کی طبیعت کی سخت گیری جھلک رہی تھی۔

"ہمارے درمیان ساڑھے دس کا وقت طے ہوا تھا۔"

دوسری جانب سے کہا گیا۔ "میں تمہیں بار بار کال کرتی رہی لیکن تم اپنے کیبن میں نہیں تھے۔"

"ہاں .... میں بار روم میں بیٹھا پینے میں مصروف تھا۔" لوکارٹا نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔

"تم شاید ابھی تک نشے کی حالت میں ہو۔"

"نہیں .... شراب میرے لئے پانی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تم مطلب کی بات کرو۔"

"پہلی بات دھیان سے سنو' آئندہ تم وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھو گے' یہ ہمارے ایگریمنٹ کی پہلی شرط ہے۔"

اس بار دوسری جانب سے بھی تلخ انداز میں ہدایت کی گئی۔ "باس چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو بھی نظرانداز کرنے کا عادی نہیں ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے.............."

"ایس ٹو .... تم کو اس سے زیادہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیا مجھے آئندہ بھی تمہاری طرف سے ہدایت ملا کرے گی۔"

"سوال کرنے کا مقصد بیان کرو۔"

"لوکارٹا کسی عورت کی ہدایت پر عمل کرنا اپنی توہین سمجھتا ہے۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔ "مجھے ایگریمنٹ کی پروا نہیں ہے۔"

"کیا تم نے یہ معاہدہ نہیں کیا تھا کہ ایس ٹو کی جانب سے ملنے والی ہدایت پر عمل کرو گے۔"

"کیا تھا' لیکن اس وقت مجھے یہ نہیں بتایا گیا تھا ایس ٹو کی آڑ میں مجھے کسی عورت کا تحکمانہ لہجہ برداشت کرنا پڑے گا۔"

"غلطی تمہاری ہے .... تمہیں ٹھیک ساڑھے دس بجے کیبن میں موجود ہونا چاہئے تھا۔"

"یہ پیغام مجھے ایس ٹو کے کوڈ سے کسی مرد نے دیا تھا۔"

"کیا میں تمہاری شکایت باس تک پہنچا دوں۔"

"ہاں..............." لوکارنا نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"باس کو یہ بھی بتا دینا کہ لوکارنا کو رقم سے نہیں خریدا جا سکتا۔"

"سوچ لو.............. ہو سکتا ہے تمہیں اپنے فیصلے پر بعد میں پچھتانا پڑے۔"

"کیا تم مجھے مرعوب کرنے کے حربے استعمال کر رہی ہو؟"

لوکارنا غصے میں اٹھ کھڑا ہوا' اس کی آنکھوں میں اب نفرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے' چہرے کا تناؤ پہلے کے مقابلے میں زیادہ ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں باس تک تمہارا پیغام پہنچا دوں گی۔"

"اس وقت کال کرنے کا مقصد بیان کرو" لوکارنا نے سرد لہجے میں دریافت کیا۔

"مطلوبہ شخص کے بارے میں تمہاری رپورٹ کیا ہے؟"

"ان کا قیام فرسٹ کلاس کے کیبن نمبر انیس بیس میں ہے جو بحری عقاب کی چوتھی منزل پر ہے۔" لوکارنا نے بدستور خشک آواز میں جواب دیا۔ "جہاز پر سوار ہونے کے بعد سے وہ اب تک اپنے کیبن تک محدود ہیں۔"

"کیا کسی اور نے ان دونوں سے ملنے کی کوشش کی تھی؟"

"ہاں .... وہ جہاز کا سیکنڈ آفیسر تیمور ہے ان کی ملاقات محض دس منٹ کی تھی .... تیمور اور ہمارا مطلوبہ شخص کسی زمانے میں ایک دوسرے کے گہرے دوست رہ چکے ہیں' وہ دونوں لاؤنج میں بھی ایک دوسرے سے ملے تھے۔"

"اور کوئی خاص بات؟.............."

"کیا یہ ممکن نہیں کہ میرے قیام کا بندوبست بھی فرسٹ کلاس میں کر دیا جائے .... میری معلومات کے مطابق فرسٹ کلاس کے کچھ کیبن ابھی تک خالی ہیں .... سیکنڈ کلاس میں قیام کے بعد میرے لئے یہ کام دشوار ہو گا کہ میں ہر لحہ ان کو اپنی نظروں میں رکھوں .... اس کے علاوہ بھی لوکارنا سیکنڈ کلاس میں سفر کرنا اپنی توہین سمجھتا ہے .... تمہارے باس کو میرے ماضی کے بارے میں بخوبی علم ہے۔"

"کیا تم بھی باس کے ماضی اور حال سے واقفیت رکھتے ہو؟"

"نہیں .... ہمارے درمیان دوبدو کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔"

"لیکن باس نے تمہاری منہ مانگی رقم پیشگی ادا کر دی تھی۔ اور اب اس کے تحت

تمہیں باس کے ہر حکم کی تعمیل کرنی ہو گی۔"

"میں وہ رقم واپس کر سکتا ہوں۔"

"اب بہت دیر ہو چکی ہے لوکارنا .... میرا مشورہ ہے کہ تم باس کی رنجش مول لینے کا ارادہ ترک کر دو۔"

"دوسری صورت میں کیا ہو گا.............."

"اس کا اندازہ تمہیں بہت جلد ہو جائے گا .... اپنے کیبن تک محدود رہنا' ہو سکتا ہے کہ باس کچھ دیر بعد تم سے براہ راست گفتگو کرے۔"

لوکارنا نے جواب دینے کے بعد گوریلے کے ابھرے ہوئے حصے کو دبا کر رابطہ ختم کیا پھر دوبارہ ٹہلنے لگا' اس کی کیفیت اس زخمی شیر سے مختلف نہیں تھی جو اپنے شکار کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد جنونی حالت میں خود اپنی بوٹیاں نوچ ڈالنے کے امکانات پر بھی غور کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

پندرہ منٹ بعد کیبن کے دروازے پر دستک ہوئی تو لوکارنا تلملا کر دروازے کی جانب لپکا۔ حفظ ماتقدم کے طور پر اس نے جیب میں پڑے ریوالور پر اپنی گرفت مضبوط کر لی پھر دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے غراتی ہوئی آواز میں دریافت کیا "کون ہے؟" ایس ٹو باہر سے نسوانی آواز میں جواب ملنے کے بعد لوکارنا کی آنکھیں درندوں کی طرح چمک اٹھیں۔ انتقامی جذبے کی شدت نے اس پر دیوانگی کی کیفیت طاری کر دی۔ نسوانی آواز سن لینے کے بعد اس نے جیب سے اپنا ہاتھ باہر نکال لیا' ایک عورت کے مقابلے کے لئے ریوالور کا استعمال اس کے اصول کے خلاف تھا چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا لیکن اسے اپنی غلطی کا خمیازہ اپنی توقع کے خلاف بھگتنا پڑا۔ دروازہ کھولنے کے بعد لوکارنا نے محض اتنا دیکھا کہ ایک نقاب پوش دروازے پر موجود ہے پھر دوسرے ہی لمحے وہ کراہتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا تھا۔

پیٹ پر پڑنے والی ضرب اس قدر آہنی اور شدید تھی کہ اس کی کھوپڑی میں لاتعداد سورج طلوع ہو کر غروب ہو گئے پھر اس سے پیشتر کہ وہ سنبھل پاتا کیبن میں داخل ہونے والے نے برق رفتاری سے دروازہ بند کیا اور بجلی کی سی تیزی سے پلٹ کر دوبارہ لوکارنا پر ٹوٹ پڑا' اس کے ہاتھ مشینی انداز میں چل رہے تھے پانچ منٹ بعد وہ اچھل کر کھڑا ہوا تو لوکارنا میں فوری طور پر اٹھنے کی ہمت بھی نہیں تھی وہ بری طرح کراہ رہا تھا' ہونٹ سے نکلنے والا خون اس کی گردن پر ڈھلک رہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے میرے دوست' نقاب پوش نے جس کے جسم پر جہاز کے خلاصیوں والا لباس نظر آ رہا تھا سرد لہجے میں کہا بظاہر میری تم سے کوئی دشمنی نہیں لیکن طے شدہ ایگریمنٹ کے پیش نظر میں باس کی جانب سے ملنے والے ہر حکم کا پابند ہوں۔"

"وہ .... وہ نسوانی آواز۔" لوکارٹا نے کراہتے ہوئے پوچھا۔

"وہ میں نے محض تمہیں ٹریپ کرنے کی خاطر نکالی تھی۔ کیا میں تمہیں اٹھنے میں مدد دوں۔ نقاب پوش نے اس بار دوستانہ انداز میں کہا پھر اس نے لوکارٹا کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھنے میں مدد بھی دی لوکارٹا کو ایسا ہی لگا جیسے وہ ہاتھ گوشت پوست کا نہیں بالکل خالص لوہے کا بنا ہوا تھا۔

"کیا ٹرانسمیٹر پر بھی تم ہی نے نسوانی آواز میں مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا۔"

"نہیں............" نقاب پوش نے مختصراً کہا۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ تمہیں فوری طور پر راہ راست پر لانے کی خاطر مجھے بھی نسوانی آواز میں حکم دیا گیا تھا .... میرا مشورہ ہے کہ تم آئندہ اپنی کھوپڑی ٹھنڈی ہی رکھنا' باس نے ہمیں جو بھاری رقمیں دی ہیں اس کے عوض وہ ہماری حکم عدولی برداشت نہیں کرے گا .... ممکن ہے وہ آئندہ مجھے تمہاری موت کا حکم دے بیٹھے اس لئے ہمارا محتاط رہنا ضروری ہے۔ رہا ایگریمنٹ منسوخ کرکے رقم کی واپسی کا مسئلہ تو اب دیر ہو چکی ہے .... پورٹ الرتھ تک ہمیں جبراً اور قہراً اوپر سے ملنے والے ہر حکم کی تعمیل کرنی ہے۔"

"اور اس کے بعد ...." لوکارٹا نے الٹی کہنی سے ہونٹ کا خون پونچھتے ہوئے دریافت کیا۔

"اس کے بعد بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایگریمنٹ منسوخ کرنے پر آمادگی کا اظہار نہ کرے۔"

"کیا میں تم سے دوبارہ رابطہ قائم کر سکتا ہوں۔"

"اس کا انحصار باس کی مرضی اور تمہاری جانب سے اس وقت کے حادثے کے رد عمل پر ہے .... ممکن ہے یہ ملاقات ہماری آخری ملاقات ہو۔"

پھر اس سے پیشتر کہ لوکارٹا کوئی جواب دیتا وہ تیزی سے جانے کے لئے پنجوں کے بل گھوما اور دروازہ کھولتا ہوا باہر نکل گیا لوکارٹا نے اس کے مڑنے کے بعد ایک لمحے کو سوچا تھا کہ جیب سے ریوالور نکال کر اسے شوٹ کر دے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا کسی

فوری رد عمل کی صورت میں وہ اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو سکتا تھا۔ .... اس کے ذہن نے وقتی طور پر اسے خون کا گھونٹ پی کر خاموشی پر ہی اکتفا کرنے کا مشورہ دیا تھا!

نقاب پوش کے جانے کے بعد دو منٹ بعد ہی کیبن میں ایک بار پھر جھینگر کی آواز کا سگنل موصول ہوا۔ لوکارٹا کی آنکھوں سے خون ابل رہا تھا لیکن اسے مجبوراً اپنا ٹرانسمیٹر آن کرنا پڑا۔

"ایس ٹو کالنگ یو' لوکارٹا کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟" گوریلے کے جسم والے طاقتور ٹرانسمیٹر سے وہی نسوانی آواز ابھری' لوکارٹا نے اپنا غصہ ضبط کرنے کی خاطر نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ چند لمحے وہ خود کو سنبھالتا رہا پھر اس نے سپاٹ آواز میں مختصراً اپنا کوڈ دہرایا۔

"گوریلا............" غصے کی شدت سے اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

"کیا بات ہے .... تم اس وقت تھکے تھکے سے محسوس ہو رہے ہو اور تمہاری آواز............"

"اپنے کام سے کام رکھو۔" لوکارٹا کا لہجہ یکلخت کرخت ہو گیا۔ "کال کرنے کا مقصد بیان کرو۔"

باس نے تمہیں آئندہ آنکھیں کھلی رکھنے کے سلسلے میں سخت تاکید کی ہے' تم اسے باس کی جانب سے پہلی وارننگ بھی سمجھ سکتے ہو' ویسے اطلاعاً" عرض ہے کہ باس کی پہلی وارننگ ہی آخری وارننگ ہوتی ہے۔"

"وارننگ کی کوئی معقول وجہ بھی ضرور ہوتی ہوگی۔"

"تم نے جہاز پر سوار ہونے سے قبل لاؤنج میں اپنے مطلوبہ دو آدمیوں کو جس انداز میں دیکھا تھا وہ قطعی نامناسب تھا' باس کا خیال ہے کہ شاید اس طرح تم بھی ان کی نظر میں آ گئے ہو اس لئے فی الحال اگلی ہدایت ملنے تک تم صرف آرام کرو گے۔"

"زیادہ تر اپنے کیبن تک ہی محدود رہنا .... یہ بھی باس کا حکم ہے۔"

"او کے۔" لوکارٹا نے نفرت سے جواب دیا۔

"کیا باس سے تمہارے معاملات طے ہو گئے ہیں۔"

"یہ سوال تم کس کے ایما پر کر رہی ہو۔" اس بار لوکارٹا کے لہجے میں سفاکی تھی۔

"یہ سوال میں نے اپنی ذاتی حیثیت میں ایک دوست............"

"نہیں............" لوکارٹا نے شدید حقارت کا اظہار کیا میں عورتوں کو منہ لگانے کا

عادی نہیں ہوں' آئندہ غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرنا ورنہ..............."

"آئی ایم سوری" دوسری جانب سے سپاٹ لہجے میں جواب ملا' اس کے ساتھ ہی رابطہ بھی منقطع کر دیا گیا!

○

جاوید نے ریڈیم ڈائل کی دستی گھڑی پر نظر ڈالی تو اس کی جھنجلاہٹ دو چند ہو گئی عام طور پر وہ ہمیشہ گیارہ بجے تک سو جانے کا عادی تھا لیکن آج ساڑھے بارہ بجے بھی نیند اس کی نگاہوں سے کوسوں دور تھی' شاید سمندری سفر کا نفسیاتی ردعمل تھا جو وہ ابھی تک جاگ رہا تھا یاپھرکیبن کا وہ سازو سامان اورماحول تھا جسے وہ کسی خواب گاہ کا پرسکون ماحول نہیں تسلیم کر سکتا تھا۔

اس نے بستر پر دراز ہونے سے پیشتر کیبن کی تمام بتیاں بند کر دی تھیں' وہ گھپ اندھیرے میں سونے کا عادی تھا روشنی کی ایک معمولی سی چمک بھی اس کی نیند اچاٹ کر دینے کے لئے بہت کافی ہوتی تھی البتہ شوروغل کی آوازیں سوتے وقت اس کے ذہن میں مطلق کوئی اثر نہیں کرتی تھیں۔

خاصی دیر تک وہ نیند نہ آنے کے اسباب پر غور کرتا رہا پھر جھنجلا کر اٹھ بیٹھا ہاتھ بڑھا کر اس نے روشنی کا سوئچ آن کیا پھرچرمی بیگ سے ایک کتاب نکال کر اس کی ورق گردانی شروع کر دی اس کا خیال تھا کہ کچھ دیر تک کتاب پڑھنے سے اسے ذہنی یکسوئی میسر آ جائے گی جس کے بعد وہ آسانی سے سو سکے گا۔

جاوید کا خیال غلط نہیں تھا' کچھ دیر تک مطالعہ کے بعد وہ کہانی میں پوری طرح ڈوب کر برف پوش پہاڑی کو سر کرنے والی جماعت کے ایک رکن کی حیثیت سے ان کے ساتھ شامل ہوچکا تھا ٹیم کے افراد اس وقت اپنی خطرناک اور مخدوش مہم کا تین چوتھائی مرحلہ طے کرنے کے بعد ایک عارضی کیمپ میں بیٹھے سستا رہے تھے اور آئندہ پیش آنے والی مشکلات سے سینہ سپر ہونے کے سلسلے میں اپنا لائحہ عمل طے کر رہے تھے۔ خیمے کے باہر ہلکی ہلکی برف باری ہو رہی تھی۔ ٹیم کا سربراہ اپنے ساتھیوں کو اپنے سابقہ تجزیوں سے مستفید کرنے کی کوشش کر رہا تھا' خیمے کے اندر سفری جنریٹر کے ذریعہ ایک بلب روشن کردیا گیا تھا ٹیم کے تمام ارکان اپنے سربراہ کی باتوں کو پوری توجہ سے سن رہے تھے۔ جاوید کے ذہن میں بھی

چوٹی سر کرنے کی مہم کے سلسلے میں ٹیم کے سربراہ کی ہدایت کا ایک ایک جملہ گونج رہاتھالیکن پھر اچانک اس کی توجہ منتشر ہونے لگی۔

روشن بلب میں غالباً کوئی خرابی پیدا ہو گئی تھی جو وہ بار بار جل بجھ رہا تھا۔ برقی نظام کے اس خلل نے جاوید کی ذہنی یکسوئی کو بھی اثرانداز کیا' ٹیم کے افراد کے چہرے کبھی بہت صاف نظر آتے اور کبھی یکلخت تاریکی میں ڈوب کر آسیب کی شکل اختیار کرلیتے شاید سفری جنریٹر میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی تھی جس کے سبب برقی رو پوری طرح بلب تک نہیں پہنچ رہی تھی جاوید کے ذہن میں فوری طور پر یہی خیال ابھرا تھا یہ کتاب رقم کرنے والے کا کمال تھا کہ اس نے جاوید کونفس مضمون کی روح میں سمو لیا تھا لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکی' جاوید کو جلدی ہی اس بات کا احساس ہوگیا کہ وہ عارضی کیمپ کی روشنی نہیں بلکہ اس کے اپنے کیبن کی روشنی تھی جو بار بار جل رہی تھی اس نے جھلا کر کتاب قریبی میز کی سمت اچھال دی پھراس نے کچھ دیر کیبن سے باہر نکل کر مختصر راہداری میں ٹہلنے کا پروگرام بنایا مگر اس سے پیشتر کہ وہ اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے بستر سے نکلتا ایک نسوانی آواز کیبن کے پراسرار ماحول کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری۔

"نہیں' ای' ای' ای' ای............ تم اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی کوشش نہیں کرو گے' جب تک میں کمرے میں موجود ہوں میری بات سنتے رہو۔"

جاوید کا پورا وجود برف کی طرح شل ہو کر رہ گیا۔ روشنی کی آنکھ مچولی نے کیبن کے ماحول کو پہلے ہی پراسرار بنا دیا تھا جو کسرباقی رہ گئی تھی وہ اس نسوانی آواز نے پوری کر دی' جاوید کے دل کی دھڑکنیں یکلخت اپنے پورے عروج کو پہنچ گئیں وہ دم سادھے پڑا اس کی آواز کوسنتا رہا جوصداء بازگشت کے انداز میں کیبن میں گونج رہی تھی فوری طور پر جاوید کے معصوم ذہن میں یہ خیال ابھرا تھا کہ وہ کسی ایسی بد روح کی آواز ہے جو پہلے بھی اسی کیبن میں زندہ انسانوں کی طرح سفر کر رہی ہو گی سفر کے دوران اس کے دشمنوں نے اپنا مطلب پورا کرنے کے بعد اسے بے دردی سے موت کے حوالے کر دیا ہوگا بحری سفر میں لاش کو ٹھکانے لگانے کا کوئی مسئلہ درپیش نہیں ہو تا۔

رات کی تاریکی میں اسے سمندر کی موجوں کے حوالے کر کے تمام ثبوت سمندر برد کئے جا سکتے ہیں اس عورت کے ساتھ بھی یقیناً ایسا ہی کیا گیا ہو گا۔ قاتل یا قاتلوں نے اس کی اکڑی ہوئی لاش کوگھپ اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سمندر کے حوالے کر دیا ہوگا جہاں مچھلیوں اور دیگر آبی جانوروں نے اس کے گوشت کو بڑے ذوق و شوق سے کھایا ہوگا

اس بدنصیب کی ہڈیوں کا پنجر سمندر کی تہ میں کہیں پڑا موجوں کے ریلوں کے ساتھ ساتھ ہچکولے کھا رہا ہوگا لیکن اس کی روح ابھی تک دنیا میں بھٹک رہی تھی اور اس کیبن میں قیام کرنے والوں کو غالباً اپنی روداد سناتی رہتی تھی جاوید کے ذہن نے اسے یہی باور کرانے کی کوشش کی تھی لیکن کسی بدروح کی کیبن میں موجودگی کے تصور ہی نے اس کے اعصاب کو جیسے منجمد کر دیا تھا۔

"تت تت تت .... تم کون ہو۔" نسوانی آواز کیبن میں چاروں اطراف بیک وقت ابھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی' لب و لہجہ اگرچہ صاف تھا لیکن اس کے اندر شدید کرب اور اذیت کے تاثرات بھی شامل تھے۔

"بدروح نے وہ سوال غالباً جاوید ہی سے کیا تھا لیکن وہ دم سادھے پڑا رہا اس کا خیال تھا کہ شاید اس کی خاموشی روح کو یہ باور کرا دے کہ اس وقت کیبن خالی ہے اور وہ مطمئن ہو کر واپس چلی جائے مگر ایسا نہیں ہوا ایک لمحے کی ہولناک خاموشی کے بعد وہی آواز جاوید کے کانوں میں گونجی۔

تت تت تت تمہاری خاموشی مجھے بہکا نہیں سکتی' میں اپنے مادی جسم سے ضرور محروم ہو گئی ہوں لیکن میرے دیکھنے' سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں بدستور قائم ہیں گھبراؤ نہیں' میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی بشرطیکہ تم میری باتیں غور سے سنو .... اگر تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی تو تمہارا انجام بھی میری ہی طرح بھیانک اور ہولناک ہوگا .... یاد رکھو' روحیں دلوں کا بھید بھی جانتی ہیں اس لئے تم میرے ساتھ دروغ گوئی کی کوشش نہیں کرو گے .... مجھے بتاؤ' تم کون ہو' تمہارا نام کیا ہے؟"

"مم .... میں ایک انسان ہوں اور میرا نام جاوید ہے۔" جاوید نے خوفزدہ آواز میں جواب دیا۔

"کیا تم تنہا سفر کر رہے ہو ....؟"

"نن .... نہیں میرے ساتھ میرا ایک دوست فیصل ناصر بھی ہے۔"

"مجھے خوشی ہے اے مادی انسان کہ تم نے ابھی تک کسی غلط بیانی سے کام نہیں لیا۔"

"اے مقدس روح............" جاوید نے ہمت کر کے درخواست کی "تم نے ابھی کہا تھا کہ روحیں دلوں کا بھید بھی جان لیتی ہیں' اگر یہ سچ ہے تو ازراہ کرم سوال و جواب کا سلسلہ طویل نہ کرو .... میں روحوں کے معاملات میں زیادہ سخت دل واقع نہیں ہوا!

اور گھر سے دور سمندر کی گود میں مرنا بھی مجھے پسند نہیں۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا .... میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تمہارے دل کے ایک گوشے میں اس لڑکی کا تصور موجود ہے جسے تم نے کسٹم لاؤنج میں دیکھا تھا اس کا نام مونیکا ہے جو اپنے کزن راسن کے ہمراہ سفر کر رہی ہے کیا تم اس کے بارے میں کچھ اور جاننا پسند کرو گے؟"

"مقدس روح .... اگر تم سب کچھ جانتی ہو تو یہ بھی تمہارے علم میں ہوگا کہ اس وقت میرے دل کی کیا کیفیت ہے اور اگر یہی کیفیت برقرار رہی تو ہو سکتا ہے خوف و دہشت کے مارے میری روح قفس عنصری سے پرواز کر کے تمہاری طرح بھٹکتی پھرے............ میں تم سے رحم کی درخواست کرتا ہوں۔

"پریشان مت ہو............ ابھی تمہاری موت کا وقت نہیں آیا۔"

"کیا............ کیا تم موت اور زندگی کے بارے میں بھی سب کچھ جانتی ہو" جاوید نے حیرت سے سوال کیا' اس کے دل کی حالت اب بھی دگرگوں تھی لیکن وہ اپنے اعصاب پر قابو پانے کی تمام تر کوششیں بروئے کار لا رہا تھا۔

"ہاں مجھے یہ بھی علم ہے کہ تم اور تمہارا ساتھی تاریک براعظم کے ایک ایسے گمنام جزیرے کی تلاش میں سفر کر رہے ہیں جو ابھی تک مکمل طور پر دریافت نہیں ہوسکا...."

"کچھ پراسرار اور گندی قوتیں تم دونوں کے درمیان حائل ہیں۔"

"کیا ہم اس سفر میں کامیاب ہو جائیں گے؟"

"روحوں پر بھی کچھ بندشیں عائد ہوتی ہیں میرے عزیز............ کاش میں تمہیں بتا سکتی کہ اس سفر کا انجام کیا ہوگا لیکن میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے دوست کو سمجھاؤ کہ وہ یہ سفر ترک کر دے دوسری صورت میں تم ان حادثات کا تصور بھی نہیں کر سکتے جو تمہیں درپیش آنے والے ہیں۔"

"کیا تم یہ مشورہ براہ راست پرنس فیصل کو نہیں دے سکتیں۔" جاوید نے کہا "وہ میری بات ماننے پر آمادہ نہیں ہوگا۔"

"مجھے معلوم ہے کہ تمہارا دوست ٹھوس اور آہنی ارادوں کا مالک ہے لیکن......"

"لیکن کیا......؟" جاوید نے جلدی سے پوچھا۔ "تم خاموش کیوں ہو گئیں؟"

"میں اب زیادہ دیر نہیں رک سکتی......" نسوانی آواز میں کرب کی شدتیں محسوس ہو رہی تھیں۔

"کیا تم اس سفر کے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتاؤ گی؟"

"جتنی جلدی ممکن ہو اس سفر کو ترک کردو......... میں صرف یہ مشورہ دے سکتی ہوں اور......... تم نے اگر اپنا ارادہ ترک نہ کیا تو تمہارا انجام ہولناک ہوگا' گندی قوتیں تمہارا تعاقب کر رہی ہیں' تم بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ پراسرار اور نلپاک علم جاننے والے صرف تمہاری خاطر بے گناہ انسانوں کے خون کا شیطانی کھیل شروع کر دیں گے......... کاش میں تمہیں کچھ اور بتا سکتی۔"

"کیا میں تمہارے بارے میں کچھ دریافت کر سکتا ہوں؟"

"میرا نام مارتھا فرانس ہے......... تمہاری طرح کبھی میرے شوہر نے بھی جہاز کے اس کیبن میں سفر کیا تھا فرانس کو بھی مہم سر کرنے کا جنون تھا' وہ افریقہ کے گمنام جزیروں کو تلاش کرنے کی خاطر نکلا تھا لیکن اس کا انجام بھیانک نکلا' نادیدہ اور دیومالائی قوتوں نے مجھے بھی فرانس کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا......... یہ کہانی نہیں ایک تلخ حقیقت ہے میرے عزیز......... میں اب جا رہی ہوں' ہو سکتا ہے کہ میں ایک بار پھر تم سے ہمکلام ہونے کی کوشش کروں......... میرے مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کرنا........."

مارتھا نامی روح کے آخری جملوں کے ختم ہوتے ہی بلب کی روشنی اپنی اصلی حالت میں آگئی' جاوید کا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔" اس نے نظریں گھما کر کیبن کا جائزہ لیا' ہر شے اپنی اصلی حالت میں موجود تھی سوائے جاوید کے جس کے حلق میں کانٹے سے چبھ رہے تھے اسے بڑی شدت سے پیاس محسوس ہو رہی تھی اس نے اٹھ کر پانی پینے کے بارے میں سوچا لیکن وہ اپنے جسم کو حرکت دینے سے قاصر تھا' روح کا تصور اور اس کے کہے ہوئے جملے بدستور اس کے ذہن میں صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے' اس کی نظریں روشن بلب پر مرکوز ہو گئیں خاصی دیر تک وہ پلکیں جھپکائے بغیر بلب کو تکتا رہا پھر کب اس کی آنکھ لگی اور کب وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوا؟ اسے کچھ یاد نہیں تھا.........!



بحری عقاب کے آسٹریلوی کپتان ڈیوڈ بروم نے بڑی گرمجوشی سے ان کا خیر مقدم کیا۔ اس کی عمر پچاس سال سے تجاوز کر چکی تھی لیکن وہ اپنی عمر کے مقابلے میں کم دکھائی دیتا تھا۔ اس کے قویٰ خاصے مضبوط تھے جسم قدرے فربہ تھا لیکن اس کے باوجود وہ دوسروں کے مقابلے میں اپنی ڈیوٹی زیادہ مستعدی اور چاق و چوبند نظر آتے ہوئے پوری کرنے کا عادی تھا۔ جہاز کے سیکنڈ آفیسر تیمور کی اطلاع کے مطابق ڈیوڈ بروم کو سمندر سے جنون کی حد تک عشق تھا شاید یہی وجہ تھی جو گزشتہ چالس سالوں سے مختلف جہاز راں کمپنیوں سے مختلف حیثیت میں منسلک تھا۔ وہ ایک ملنسار اور خوش اخلاق آدمی تھا۔ بحری عقاب پر وہ گزشتہ اٹھارہ سال سے کپتان کی حیثیت سے اپنے فرائض منصبی نہایت دیانت داری سے سرانجام دے رہا تھا۔ عملے کے بیشتر افراد اس کے مداح تھے۔ حسب معمول وہ اس وقت بھی کارٹرائے کی پتلون اور آدھی آستین کی موٹی جرسی نما بنیان پہنے ہوئے تھا۔

مسافروں سے اس کا سلوک ہمیشہ بے حد مہذب اور دوستانہ رہتا تھا۔ لیکن تیمور کے دوست ہونے کے ناطے اس نے فیصل اور جاوید کو بطور خاص اپنے کیبن میں نہایت محبت سے خوش آمدید کہا۔ تھا عام حالات میں عملے کے افراد بھی اس کے کیبن میں جانے سے گریز کرتے تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آرام کرتے وقت کسی بے جا مداخلت کو نہیں پسند کرتا تھا فرصت کے اوقات میں اس کا بیشتر وقت مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔

مہمانوں کی تواضع اس نے مشروبات سے کی تھی۔ وہ سادگی پسند تھا اس لئے زیادہ تکلفات میں نہیں پڑتا تھا۔ فیصل اور جاوید سے متعارف ہونے کے بعد وہ بہت جلد ان دونوں سے دوستوں کی طرح گھل مل کر باتیں کرنے لگا۔

"کیا تمہارا جنوبی افریقہ کا یہ سفر محض کاروباری نوعیت کا ہے؟ ے" اس نے براہ راست فیصل سے سوال کیا۔

"جی نہیں' ہم نے یہ سفر محض تفریح کی خاطر اختیار کیا ہے۔" فیصل نے کہا۔ "افریقہ کے بارے میں ہم نے بہت کچھ سن رکھا ہے اس لئے اسے قریب سے دیکھنے کا شوق

پیدا ہو گیا۔"

"تم نے جو کچھ سنا ہو گا وہ بہت کم سنا ہو گا۔ اس نے اپنا موٹا سگار سلگاتے ہوئے کہا یورپ کے لوگ افریقہ کو آج بھی تاریک براعظم کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ دنیا کا دوسرا سب سے بڑا براعظم ہے اور آج بھی اتنا ہی پراسرار اور حیرت انگیز تصور کیا جاتا ہے جتنا صدیوں سے خیال کیا جاتا تھا۔ اب بھی بے شمار علاقے اور خطے ایسے ہیں جہاں تک مہذب دنیا کے لوگوں کے قدم نہیں پہنچے یا شاید جو لوگ پہنچے انہیں مار ڈالا گیا اس لئے کہ وہاں کے غیر مہذب اور جنگلی لوگ اپنے درمیان دوسروں کے وجود کو برداشت کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ ان کی رسمیں بھی ان ہی کی طرح پراسرار اور ناقابل یقین ہیں۔ وہ جادو ٹونے پر اندھا یقین رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ انتہائی انسانیت سوز اور درندوں جیسا سلوک کرنے کے عادی ہیں جو ان کی اصلاح کی کوشش کریں' میں نے افریقہ کے اسرار کے بارے میں ان گنت قصے اور کہانیاں پڑھی ہیں' کیا تم یقین کرو گے' کہ وہاں غیر مہذب قبیلوں میں ایک قبیلہ ایسا بھی ہے جہاں مردہ انسانوں کا گوشت نہایت رغبت اور فخر سے استعمال کیا جاتا ہے۔ آج تک نہ جانے کتنے سیاح گمنام خطوں کی تلاش میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں لیکن.........." وہ کہتے کہتے رک گیا پھر مسکرا کر بولا۔ "معاف کرنا میرے دوست میں شاید بلاوجہ تم لوگوں پر اپنی کتابی معلومات کا رعب جمانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"آپ کی باتیں بہت دلچسپ ہیں اور نصیحت آموز بھی لیکن یہاں معاملہ بھینس کے آگے بین کے مترادف ہے۔" جاوید نے جان بوجھ کر مشکل محاورہ استعمال کیا۔

"میں تمہاری بات کا مقصد نہیں سمجھا۔" اس نے جاوید کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"میرے دوست کا خیال ہے کہ آپ کی معلومات ہمارے لئے افریقہ کے قیام کے دوران بہت سود مند ثابت ہوں گی۔" فیصل نے جلدی سے کہا۔

"کیا تم لوگوں کا ارادہ قبائلی علاقوں کی طرف بھی جانے کا ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ بغیر کسی مستند گائیڈ کے ایسی حماقت سے گریز ہی کرنا ورنہ ممکن ہے معلومات کی کمی کی وجہ سے کسی مصیبت کا شکار ہو جاؤ۔"

"ہم بطور خاص آپ کی فراہم کردہ مفید معلومات کا خیال رکھیں گے۔"

فیصل بڑی توجہ اور دلچسپی سے کپتان کی باتوں کو سن رہا تھا اور کرید کرید کر زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر رہا تھا لیکن جاوید کو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اس نے ابھی

تک فیصل سے رات کو پیش آنے والے پراسرار واقعہ کا ذکر نہیں کیا تھا لیکن اس کا ذہن اس وقت بھی مارتھا کی بھٹکتی ہوئی بے چین روح کے بارے میں الجھ رہا تھا۔ کپتان سے ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار اس نے بطور خاص اسی ضمن میں کیا تھا مگر فیصل نے کپتان کو اپنی باتوں میں الجھا رکھا تھا چنانچہ وہ دیدہ و دانستہ ان باتوں سے اپنی اکتاہٹ کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ کچھ دیر تک کپتان فیصل کو اپنے تجزیوں اور کتابی معلومات سے آگاہ کرتا رہا پھر اس نے ازخود جاوید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے دوست اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو شاید تم یہ سفر اپنی خوشی سے نہیں کر رہے ہو۔"

"مسٹر بروم کیا آپ نے بھٹکتی ہوئی بے چین روحوں کے بارے میں کچھ پڑھا ہے۔" جاوید نے کپتان کے سوال کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے کہ روحوں کے بارے میں مختلف عقیدہ رکھنے والوں کا مختلف خیال ہے جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مادی شکل سے چھٹکارا پا لینے کے بعد بھی روحیں ہمارے درمیان بھٹکتی رہتی ہیں۔

"کیا آپ نے کبھی کسی بھٹکتی ہوئی روح سے ہم کلام ہونے کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔"

"میں .... سمجھا نہیں۔" اس نے پہلی بار سنجیدگی اختیار کی شاید اسے جاوید کا سوال گراں گزرا تھا۔

"مسٹر تیمور کی زبانی آپ کو شاید یہ بات معلوم ہو چکی ہو گی کہ ہمارا قیام کیبن انیس اور بیس میں ہے۔"

"ہاں .... لیکن کیبن کے نمبروں سے روحوں کا کیا تعلق ہو سکتا ہے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" کپتان نے قدرے الجھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر تیمور نے ہمیں بتایا ہے کہ آپ بحری عقاب سے گزشتہ اٹھارہ سال سے وابستہ ہیں۔"

"میں اس کی تائید کرتا ہوں لیکن..............."

"کیا آپ کو کوئی ایسا خاص اور اہم واقعہ یاد ہے جس کا تعلق فرسٹ کلاس کے کیبن نمبر انیس اور بیس سے متعلق ہو۔"

"آئی ایم سوری مسٹر جاوید .... مجھے پہیلیاں بوجھنے کا شوق نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں آپ سے رخصت کی اجازت طلب کرنی چاہئے ...." فیصل نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ہم نے آپ کا خاصا قیمتی وقت برباد کیا ہے لیکن آپ نے ہمیں جو معلومات فراہم کی ہیں ہم اس کے لئے آپ کے شکر گزار ہیں۔"

فیصل کا خیال تھا کہ جاوید اس وقت جان بوجھ کر ڈیوڈ بروم کو الجھانے کی کوشش کر رہا تھا' دوستوں کے حلقوں میں وہ اپنے بے حد سنجیدہ قسم کے مذاق کے لئے خاص شہرت رکھتا تھا لیکن جہاز کے کپتان کے ساتھ اس کا یہ طرز عمل نا مناسب تھاکم از کم فیصل نے یہی اندازہ لگایا تھا اسی وجہ سے وہ فوری طور پر جانے کے ارادہ سے اٹھ گیا لیکن جاوید بدستور اپنی نشست پر بیٹھا رہا اور قبل اس کے کہ کپتان انہیں رخصت کرنے کے ارادے سے اٹھتا جاوید نے بدستور اپنی سنجیدگی برقرار رکھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر بروم کیا آپ مارتھا اور فرانسس نامی اس جوڑے سے واقف ہیں جو اسی جہاز پر کیبن نمبر انیس یا بیس میں کچھ عرصہ پہلے سفر کر رہے تھے اور سفر کے دوران انہیں قتل کر دیا گیا تھا یا شاید وہ پراسرار حالات میں موت کا شکار ہو گئے تھے۔"

اس بار فیصل کے علاوہ تیمور نے بھی جاوید کو گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھا لیکن ڈیوڈ بروم کا ردعمل اس بار پہلے سے مختلف تھا مارتھا اور فرانسس کا نام سن کر اس نے جاوید کو حیرت سے ایک نظر دیکھا پھر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر کیبن کی چھت کو تکنے لگا' اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اپنی یادداشت کے دریچوں کو کھولنے کی کوشش میں مصروف ہے' فیصل دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا' تیمور کی نظریں بھی اب کپتان کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

کچھ دیر تک ڈیوڈ بروم خلا میں گھورتا تھا پھر اس نے جاوید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے دوست کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم نے اس وقت مارتھا اور فرانسس کا ذکر کیوں چھیڑ دیا .... کیا تم ان سے واقف ہو۔"

"پہلے کوئی واقفیت نہیں تھی لیکن گزشتہ رات مارتھا کی روح نے مجھ سے ملاقات کی تھی۔"

"کیا تم حقیقتاً سنجیدہ ہو..............." ڈیوڈ بروم نے بدستور حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں..............." جاوید نے کہا .... "مارتھا کی روح نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ ہم جتنی جلدی ممکن ہو سکے اپنا سفر ترک کر دیں' دوسری صورت میں اس نے ہمیں

ہولناک نتائج سے دوچار ہونے کی پیش گوئی کی ہے۔"

جاوید کے بیان پر فیصل اور تیمور کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔ ڈیوڈ بروم ایک بار پھر اپنے خیالوں میں مستغرق ہوگیا۔ کیبن میں کچھ دیر پراسرار خاموشی مسلط رہی پھر اس نے فیصل سے دریافت کیا ....

"کیا تم محض تفریح کی غرض سے افریقہ جا رہے ہو یا..............."

اس نے فیصل کو مخاطب کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"فی الحال یہی ارادہ ہے..............." فیصل نے جلدی سے کہا .... "ویسے اگر حالات سازگار ہوئے تو ممکن ہے ہم وہاں برانچ آفس کے قیام..............."

"مجھے تمہاری باتوں پر یقین ہے لیکن مارتھا کی روح .... میں نہیں سمجھ سکا کہ ایسا کیوں کر ممکن ہوا۔" اس نے الجھتے ہوئے کہا اس حادثے کو کم و بیش نو سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے اور اس دوران بے شمار لوگوں نے فرسٹ کلاس کے کیبن نمبر انیس اور بیس میں سفر کیا ہوگا لیکن مارتھا کی روح کا قصہ میں آج پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"کیا آپ ہی مارتھا اور فرانسس کے سلسلے میں تفصیل سے کچھ بتانا پسند کریں گے۔"

فیصل نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"ان کی موت یقیناً پراسرار حالات میں ہوئی تھی لیکن ہم نے اس خیال سے کہ مسافروں کے درمیان خوف و ہراس نہ پیدا ہو اس حادثے کی تشہیر نہیں ہونے دی تھی ڈیوڈ بروم نے کہا کہ ان کی موت کا میڈیکل سرٹیفکیٹ آج بھی جہاز کے ریکارڈ پر موجود ہے جس میں موت کی وجہ حرکت قلب بند ہو جانا ظاہر کی گئی ہے۔

"کیا حقیقت بھی یہی تھی۔" جاوید نے پوچھا۔

"نہیں..............." اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"جہاں تک مارتھا کی موت کا تعلق ہے وہ یقیناً حرکت قلب بند ہو جانے کے سبب موت کا شکار ہوئی تھی لیکن فرانس........ ڈاکٹر کی زبانی رپورٹ کے مطابق وہ کسی زہریلے سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے مرا تھا۔"

"کیا جہاز میں کسی سانپ یا بچھو کے ہونے کے امکانات نہیں ہوسکتے۔" .... فیصل نے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سانپ یا بچھو فرانسس کے کسی ایسے دشمن کے ذریعے کیبن تک پہنچا ہو جو سفر کے دوران جہاز پر موجود رہا ہو۔"

"میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے۔"

"مسٹر بروم............" جاوید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا........ "ابھی آپ نے بھی اقرار کیا ہے کہ فرانسس کی موت پراسرار حالات میں واقع ہوئی تھی کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ وہ پراسرار حالات کیا تھے۔"

"موت سے ایک روز قبل فرانسس اور ایک سیاہ فام مسافر کے درمیان کسی بات پر نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی تھی۔ وہ سیاہ فام مسافر فرسٹ کلاس کے کیبن نمبر گیارہ میں مقیم تھا۔" ڈیوڈ بروم نے کہا۔ "اگر ہمارے ایک بٹلر نے درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ نہ کیا ہوتا تو شاید بات حد سے تجاوز کر جاتی ...... بٹلر کے بیان کے مطابق سیاہ فام مسافر جس کا نام بروس تھا' نے مسافر فرانسس کو دھمکی دی تھی کہ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا اور ایسا ہی ہوا۔"

"اس حادثے کے رونما ہونے کے بعد بروس کا کیا بیان تھا۔

"پر اسرار بات یہی تھی کہ فرانسس اور مارتھا کی موت کے بعد بروس اپنے سامان سمیت غائب پایا گیا ہم نے جہاز کا کونا کونا چھان مارا تھا لیکن اس کا کوئی پتہ یا نشان نہیں ملا .... بعد میں اس پتے پر بھی معلومات کی گئیں جو ہماری لسٹ پر درج تھا لیکن وہاں سے یہی جواب ملا کہ اس پتے پر بوس نامی کوئی فرد نہیں رہتا .... میرا خیال ہے کہ بروس نے موت سے بچنے کی خاطر سمندر میں چھلانگ لگا دی ہوگی۔"

"سامان سمیت............" فیصل نے پوچھا۔

"ممکن ہے اس نے اپنے سامان کو اس خیال سے سمندر میں پھینک دیا ہو کہ اس کا کوئی سراغ نہ مل سکے اور بعد میں............"

"کیا آپ کو یقین ہے کہ بروس نے خودکشی کی ہوگی............"

"میں وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا .... لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ حادثہ میری زندگی کا سب سے پراسرار حادثہ تھا جہاز پر کسی سانپ یا بچھو کا پایا جانا اور پھر مسٹر بروس کا غائب ہوجانا .... میں محض قیاس آرائی کر سکتا ہوں لیکن ان واقعات کی کوئی توجیہہ بیان نہیں کر سکتا۔"

"کیا یہ بھی درست ہے کہ فرانسس کو مہم سر کرنے کا جنون تھا اور وہ افریقہ کے گمنام جزیروں کی تلاش کی خاطر سفر کر رہا تھا۔" جاوید نے دریافت کیا۔

"یہ بات........"

"یہ بات بھی مارتھا کی روح نے بتائی ہے............" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں .... یہ درست ہے۔" ڈیوڈ بروم نے کہا۔

"فرانسس نے مجھ سے اپنے ارادے کا نہ صرف ذکر کیا تھا بلکہ وہ فرصت کے اوقات میں اکثر مجھ سے معلومات بھی حاصل کرتا رہتا تھا۔"

ڈیوڈ بروم اور فیصل کے درمیان خاصی دیر تک فرانسس کی موت پر تبصرہ ہوتا رہا پھر وہ جانے کے لئے اٹھے تو بروم نے بڑی سنجیدگی سے کہا کیا میں امید رکھوں کہ آپ حضرات اس واقعہ کا ذکر کسی اور سے نہیں کریں گے........ اس میں نہ صرف یہ کہ جہاز راں کمپنی کی پوزیشن خراب ہو گی بلکہ مسافروں کے درمیان سراسیمگی کی کیفیت بھی پیدا ہو سکتی ہے جو یقیناً ہم سب کے لئے تشویش کا باعث ہو گی........ آپ اگر چاہیں تو میں آپ کے کیبن تبدیل کر سکتا ہوں........"

اس کی ضرورت نہیں۔" فیصل نے یقین دلاتے ہوئے کہا۔ "آپ مطمئن رہیں ہم مارتھا کی روح کے بارے میں کسی سے ذکر نہیں کریں گے۔"

کپتان سے رخصت ہو کر وہ اپنے کیبن میں آئے تو تیمور بھی جاوید کو مارتھا کے سلسلے میں کریدتا رہا جاوید نے وہی کچھ بیان کیا جو ڈیوڈ کے سامنے کہہ چکا تھا لیکن تیمور کے جانے کے بعد اس نے فیصل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ اب ہماری خاطر بحری عقاب پر گندی اور ماورائی قوتوں کی جانب سے بے گناہ مسافروں کا خون خرابہ شروع ہو جائے گا۔"

"کیا مطلب............" فیصل نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "تمہیں یہ خیال کیسے آیا۔"

"یہ میری نہیں مارتھا کی روح کی پیش گوئی ہے میں نے جان بوجھ کر تیمور اور کپتان کی موجودگی میں اس جملے کو حذف کر دیا تھا۔"

"تمہارا کیا مشورہ ہے۔ "فیصل نے اسے کریدنے کی خاطر پوچھا۔ کیا ہمیں اپنا سفر محض ایک نادیدہ روح کے اشارے پر ترک کر دینا چاہئے۔"

"سوری .... قربانی کا بکرا صرف قصائی کی چھری تلے آ سکتا ہے اپنی کوئی رائے نہیں دے سکتا۔" جاوید نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا پھر ٹہلتا ہوا کیبن سے باہر نکل گیا .... فیصل بڑی سنجیدگی سے حالات کے نشیب و فراز کے بارے میں غور کرنے لگا لیکن یہ بات اس نے طے کر لی تھی کہ وہ ہر قیمت پر اپنا سفر جاری رکھے گا خواہ جاوید اس کے ساتھ جانے پر تیار ہو یا کسی اگلی بندرگاہ سے واپس لوٹ جائے .... ویسے اسے

جاوید کی دوستی پر اعتماد تھا ....

○

لوکارٹا تقریباً" نصف گھنٹے سے کسی سائے کی طرح بٹلر کا تعاقب کر رہا تھا جو کیبن ڈیوٹی پر تعینات تھا۔ اس کی چھٹی حس نے اس شبہے کو تقویت دی تھی کہ بٹلر وہی نقاب پوش تھا جس نے ایس ٹو کی ہدایت پر اسے راہ راست پر آنے کا مشورہ دیا تھا ہرچند کہ گزشتہ رات نقاب کی وجہ سے وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا لیکن بٹلر کے قدو قامت اور اس کی چال ڈھال دیکھ کر نہ جانے کیوں اس کے ذہن نے اسے مشکوک قرار دیا تھا چنانچہ وہ اپنے شبے کی تصدیق کی خاطر اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔

لوکارٹا کا شمار ان شورہ پشت بدمعاشوں میں ہوتا تھا جو اپنے پیچھے جرم کا کوئی نشان چھوڑنے کے عادی نہیں تھے۔ قتل و غارت گری ہی اس کا ذریعہ معاش تھی لیکن جرائم کی دنیا میں دس سال مکمل کرنے کے باوجود اس نے ایک بار بھی عدالت یا جیل خانے کی صورت نہیں دیکھی تھی پولیس نے اکثر شبہے کی بنیاد پر اس کے خلاف تفتیش کی تھی لیکن عدم ثبوت کی بنا پر ہربار وہ قانون کی دسترس سے صاف بچ نکلتا تھا۔

اپنی منہ مانگی مطلوبہ رقم کے عوض کس کا بھی خون کردینا اس کے لئے دلچسپ مشغلہ تھا۔

موجودہ مہم میں اس کے ذمہ صرف اتنا کام سونپا گیا تھا کہ بحری عقاب کے دو مسافروں کی محض اس حد تک سرکوبی کر دے کہ وہ اپنا سفر مکمل کئے بغیر واپسی کے خیال پر مجبور ہو جائیں اور اس چھوٹے سے کام کے لئے لوکارٹا کو دیگر اخراجات کے علاوہ ایک لاکھ کی رقم پیشگی ادا کر دی گئی تھی جو اس کی توقع کے خلاف تھی اس نے محض ٹالنے کے لئے ایک بڑی رقم کا مطالبہ کیا تھا چھوٹی موٹی مار پیٹ کی وارداتوں میں ملوث ہو کر وہ اپنی ریپوٹیشن خراب کرنے کا عادی نہیں تھا لیکن رقم موصول ہو جانے کے بعد اسے مجبوراً اپنا عہد پورا کرنا پڑ رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون لوگ تھے جو محض دو مسافروں کو سفر سے روکنے کی خاطر اتنی بھاری رقم ادا کر رہے تھے۔ معاملے کی بات فون پر ہوئی تھی پھر اسے اس کی مطلوبہ رقم دوسری صبح بالکونی میں پڑی مل گئی تھی۔ رقم کی اطلاع بھی فون پر دی گئی تھی چرمی تھیلے میں ایک لاکھ کے کرنسی نوٹوں کے علاوہ ایک لاکٹ بھی موجود تھا جس کے ساتھ ٹائپ شدہ پیغام

تھا اسے ہدایت کی گئی تھی کہ کام مکمل ہونے تک وہ اس لاکٹ کو اپنے گلے میں ڈالے رکھے گا اور ایس ٹو کے کوڈ کے حوالے سے ملنے والی ہدایت پر عمل کرتا رہے گا۔

وہ لاکٹ اس وقت اس کے گلے میں موجود تھا ریلنگ پر ہاتھ جمائے کھڑا وہ بظاہر سمندر میں اٹھنے والی لہروں کا نظارہ کر رہا تھا لیکن اس کی تمام تر توجہ تین نمبر کے کیبن کی جانب تھی جس میں اس کا مطلوبہ بٹلر داخل ہوا تھا اسے زیادہ دیر انتظار کی زحمت نہیں اٹھانی پڑی' پانچ منٹ بعد ہی بٹلر ہاتھ میں خالی ٹرے لئے باہر نکلا' لوکارٹا نے اس بار تعاقب کا خیال ترک کر دیا اور لپک کر بٹلر کے راستے میں حائل ہو گیا' اسے یقین تھا کہ وہی اس کا مطلوبہ آدمی ہے تو اس کے چہرے سے فوری ردعمل کا اظہار ضرور ہوگا لیکن اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی البتہ بٹلر اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم مجھے اپنا نام بتانا پسند کرو گے؟" لوکارٹا نے اسے گھورتے ہوئے تلخ لہجے میں سوال کیا۔

"میرا نام سکندر ہے جناب۔"

"گزشتہ رات تمہاری ڈیوٹی کہاں تھی۔"

"میں سمجھا نہیں جناب.............."

"میں گیارہ نمبر میں مقیم ہوں گزشتہ رات کوئی بٹلر مجھ سے ایک بڑا نوٹ لے گیا تھا پھر واپس نہیں پلٹا۔"

"کس وقت کی بات ہے جناب.............."

"میرا خیال ہے رات دس یا پھر گیارہ بجے کی' میں نے ٹائم نوٹ نہیں کیا تھا۔"

"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے جناب گزشتہ رات دس بجے میں ہی ڈیوٹی پر تھا لیکن آپ نے.............."

"تمہارے بعد کس کی ڈیوٹی شروع ہوئی تھی.............." لوکارٹا نے اس کی بات درمیان سے اچکتے ہوئے دریافت کیا' اپنے غصے کو وہ بڑی مشکل سے کنٹرول کر رہا تھا اگر بٹلر نے اسے اپنا نام غلط نہیں بتایا تھا تو سکندر ہی اس کا مطلوبہ آدمی تھا' وہ اس نقاب پوش کے لب و لہجے کو لاکھوں میں پہچاننے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ جرائم کی دنیا میں ایک طویل تجربے کے بعد وہ اپنی آنکھ اور کان کھلے رکھنے کا عادی بن چکا تھا لیکن اسے حیرت تھی کہ سکندر نے ابھی تک اپنے چہرے سے کسی ردعمل کا اظہار نہیں ہونے دیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ رات کی ڈیوٹی پر مارٹن نامی بٹلر موجود تھا لیکن میں یقین سے نہیں

کہہ سکتا۔"

"تم نے اسے چارج دیا اور تم اس سے ناواقف بھی ہو.......... کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں.........." لوکارٹا نے اس بار بدلے ہوئے تیور سے کہا اس طرح وہ سکندر کو باور کرانا چاہتا تھا کہ وہ اسے شناخت کر چکا ہے۔

"مجھے افسوس ہے محترم لیکن میں ابھی پورے عملے سے واقف نہیں ہوں۔"

"کیا مطلب.........."

"آج میری ڈیوٹی کو اس جہاز پر دوسرا دن ہے میری بھرتی ایک ہفتے پیشتر؟، عمل میں آئی ہے۔"

"اس سے پیشتر تم کیا کرتے تھے.........." لوکارٹا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک ہوٹل میں ملازمت کرتا تھا۔" سکندر نے اطمینان سے جواب دیا۔

"میری رقم کی واپسی کا کیا بنے گا.......... کیا کپتان کو حالات سے باخبر کر دوں.........."

"آپ کی مرضی پر منحصر ہے جناب لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل رات میں نے آپ کو اٹینڈ نہیں کیا تھا۔"

"اٹینڈ نہیں کیا تھا۔" لوکارٹا نے چبھتے ہوئے انداز میں اس کے لب و لہجہ کی نقل کی۔ تمہاری تعلیم کہاں تک ہے۔"

"میں نے ایف اے تک پڑھا ہے جناب اس کے بعد حالات نے اجازت نہیں دی....."

"ٹھیک ہے میں تمہاری بات پر اعتماد کئے لیتا ہوں لیکن ایک شرط پر تم مارٹن یا کسی اور سے اس کا ذکر نہیں کرو گے، میں خود ہی دیکھ لوں گا کہ وہ شرارت کس کی تھی۔"

"شکریہ جناب.........." سکندر جانے کے ارادے سے آگے بڑھا لیکن لوکارٹا دوبارہ اس کے راستے میں حائل ہو گیا۔

"سنو.........." اس بار اس نے خود کو ایک اوباش شخص ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"آج رات کون ڈیوٹی پر ہوگا۔"

"میری ڈیوٹی دس بجے چینج ہو گی۔" سکندر نے کہا۔

"کیا میں آپ کے کسی کام آ سکتا ہوں۔"

"ڈیوٹی تبدیل ہونے کے بعد مجھ سے ضرور مل لینا.......... ہو سکتا ہے ہم ایک

دوسرے کے لئے کار آمد ثابت ہو سکیں۔" لوکارٹا نے بڑی رازداری سے آنکھ جھپکاتے ہوئے کہا۔ پھر بڑا نوٹ نکال کر زبردستی سکندر کی جیب میں ڈال دیا..........

سکندر کے جانے کے بعد اس کے چہرے پر دنیا جہان کی خباثت سمٹ آئی اسے یقین تھا کہ اس نے اپنے دشمن کو شناخت کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ دیدہ دانستہ اس نے سکندر کو رات ملاقات کی دعوت دی تھی اس کو یقین تھا کہ سکندر ہی اس کا مطلوبہ شخص ہے تو وہ رات کے وقت اس کے کیبن میں آنے کی حماقت نہ کرے گا.......... دوسری شکل میں اس کی موت یقینی تھی.....!!

○

روپا نے ڈائننگ ہال میں قدم رکھا تو بیشتر مسافروں کی نگاہیں اس کی جانب اٹھ گئیں۔ گہرے عنابی رنگ کی منی ساڑھی میں اس کے سراپا کا رنگ کچھ اور نکھر آیا تھا۔ ششکر دروازے کے قریب ہی ایک میز پر تنہا بیٹھا کھانے میں مصروف تھا لیکن روپا نے اس کی جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ طے شدہ پروگرام کے تحت ابھی تک اس نے ششکر کے قریب جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ششکر نے اس کو سخت تاکید کر رکھی تھی کہ جب تک وہ اس کو دوسری ہدایت نہ دے وہ اس کی طرف متوجہ ہونے کی حماقت نہیں کرے گی۔ اسی غرض سے دونوں علیحدہ علیحدہ کیبنوں میں سفر کر رہے تھے۔ ششکر کا قیام فرسٹ کلاس میں کیبن نمبر دو میں تھا اور روپا نمبر پانچ میں تھی۔ دونوں ابھی تک ایک دوسرے کے لئے قطعی اجنبی بنے ہوئے تھے۔ لیکن ننکا نے ایک دو موقعوں پر اسے مسافروں کی موجودگی میں ایسی نظروں سے دیکھا تھا جیسے وہ اس میں دلچسپی رکھتا ہو۔ اس وقت بھی اس نے روپا کو ایسی نظروں سے گھورنا شروع کر دیا جیسے وہ اسے اپنی میز پر بلانے کا متمنی ہو لیکن روپا اس کے قریب سے گزر کر اس میز کے قریب جا کر رک گئی جس پر مونیکا اور را.بسن موجود تھے را.بسن کی عمر ہر چند سترہ سال سے زیادہ نہیں تھی لیکن اس نے روپا کو سر سے پاؤں تک بڑی پسندیدہ نظروں سے دیکھا تھا مونیکا نے پلیٹ پر کانٹا مار کر را.بسن کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی لیکن اس سے پیشتر کہ را.بسن اس کے اشارے کو سمجھ پاتا روپا نے مونیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا آپ کو میرے یہاں بیٹھنے پر کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔"

"بالکل نہیں...... مونیکا نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں جواب دیا .... آپ شوق سے تشریف رکھئے۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ تنہا سفر کر رہی ہیں۔" روپا کے بیٹھنے کے بعد را.سن نے گفتگو کی ابتداء کی۔

"جی ہاں............." روپا نے مختصر جواب دیا پھر بیرے کو بلا کر اسے کھانے کا آرڈر دینے لگی ....

"آپ کا قیام غالباً.........."

"فرسٹ کلاس کیبن نمبر پانچ....." روپا نے تیزی سے جواب دیا۔ لیکن انداز بتا رہا تھا جیسے اسے را.سن کا بار بار مخاطب ہونا اچھا نہیں لگا تھا۔

"یہ میرا کزن را.سن ہے۔" مونیکا نے موقع کی نزاکت بھانپتے ہوئے جلدی سے کہا پھر اپنا تعارف کراتے ہوئے بولی .... "ہم سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہے ہیں' را.سن کو مشرقی لوگوں سے دوستی کرنے کا شوق جنون کی حد تک ہے۔"

"کیا یہ شوق لڑکیوں کی حد تک محدود ہے" روپا نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے را.سن کو دیکھا پھر مونیکا سے بولی۔ "میں اب تک خود کو بڑا تنہا محسوس کر رہی تھی لیکن شاید اب سفر کے دوران مجھے بوریت کا احساس نہیں ہوگا۔"

"کیا آپ کو تنہا سفر کرتے ہوئے خوف محسوس نہیں ہوتا؟" مونیکا نے بڑی معصومیت سے سوال کیا ....

"بالکل نہیں.............." روپا نے پر اعتماد انداز میں کہا .... "تنہا سفر کرنے میں آزادی اور خود مختاری کا جو لطف ہے وہ کسی کے ساتھ سفر کرنے میں کہاں۔"

"آپ کی باتیں بڑی دلچسپ ہیں.........." را.سن نے بڑی اپنائیت سے کہا ....

"اور میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" روپا نے کچھ ایسے بے تکلفانہ انداز میں پوچھا کہ را.سن جھینپ کر رہ گیا' کھانے کے دوران روپا اور مونیکا ایک دوسرے سے بہت زیادہ گھل مل گئیں' کھانے کے بعد روپا نے کافی کا آرڈر دیا' را.سن کی نظریں بار بار روپا کے چہرے کی جانب اٹھ رہی تھیں لیکن اب وہ گفتگو سے پرہیز کر رہا تھا شاید اس لئے کہ روپا نے اسے اس کی کم سنی کا احساس دلا دیا تھا یا پھر مونیکا کی موجودگی میں مصلحتاً خاموش تھا۔

کافی کے دوران بھی روپا اور مونیکا کے درمیان گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ مونیکا اسے افریقہ کے اسرار کے بارے میں اپنی معلومات سے آگاہ کر رہی تھی۔ روپا نے اسے اپنے بارے میں ابھی تک تفصیل سے کچھ بتانے سے گریز ہی کیا تھا اور مختصراً" یہی بتایا تھا کہ وہ افریقہ کا سفر محض تفریحاً" مہم جوئی کے شوق کے پیش نظر کر رہی ہے اور کسی بھی بندرگاہ پر اپنا سفر ترک کر سکتی ہے۔

ڈائننگ ہال میں بیٹھے ہوئے دوسرے مسافر بھی کھانے کے ساتھ ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے لیکن پھر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے سب ہی کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ وہ ایک برطانوی نژاد مسافر تھا جو اچانک شور مچاتا ہوا ڈائننگ ہال میں داخل ہوا اور بیشتر لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا وہ دیوانوں جیسے انداز میں چیخ رہا تھا۔

"میں لٹ گیا .... برباد ہو گیا .... اس جہاز پر ہمارے ساتھ کوئی ڈاکو بھی سفر کر رہا ہے جس نے میرے سفر کے تمام اہم کاغذات مجھے میری تمام رقم سے بھی محروم کر دیا .... دوستو! میری مدد کرو ورنہ میرے پاس خودکشی کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوگا میں تم سب سے رحم کی اپیل کرتا ہوں اور سنو .... اگر وہ شخص جو میری بربادی کا سبب بنا ہے یہاں اس وقت موجود ہے تو میں اس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ میری سفری دستاویز اور نصف رقم واپس کردے میں تمام زندگی اس کا شکر گزار رہوں گا.............."

اچانک بحری عقاب کا چیف آفیسر جوزف اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے اندر داخل ہو گیا' برطانوی باشندے کے قریب پہنچ کر اس نے اسے سخت نظروں سے گھورا شاید "نگاہوں میں وہ اسے خاموش رہنے کی تلقین کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں میں خاموش نہیں رہوں گا۔ جہاز پر تمہارا حفاظتی نظام سخت ناقص اور فضول ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اپنی رقم اور کاغذات.............."

"مسٹر ولیم .... چیف آفیسر نے کرخت آواز میں اسے تنبیہہ کی .... آپ جہاز کے مسافروں کو ہماری جانب سے بدظن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"اگر تمہیں جہاز کے مسافروں کا اتنا ہی خیال ہے تو پھر میری رقم اور میرے کاغذات کہاں گم ہو گئے۔"

"اگر آپ کو ہماری وجہ سے کوئی نقصان ہوا ہے تو آپ کو اس کی باقاعدہ تحریری

رپورٹ کرنی چاہئے اس طرح اچانک مسافروں کے سکون میں خلل ڈالنا آپ کو زیب نہیں دیتا..............."

"تحریری رپورٹ سے کیا بنے گا.............." مسافر جسے ولیم کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا جنونی انداز میں چلایا .... "جب تک تم اور تمہارا سیکورٹی کا عملہ کوئی قدم اٹھائے گا مجھے لوٹنے والا میرے کاغذات سمندر برد کر دے گا اور اس کے بعد رقم کے بارے میں تم اس کا کیا بگاڑ لو گے ...."

"میرا خیال ہے کہ آپ کو میرے ساتھ میرے آفس میں چل کر تفصیل سے گفتگو کرنی چاہئے اس طرح ڈائننگ ہال میں کھڑے ہو کر چلانے سے کیا حاصل ہوگا۔" چیف آفیسر نے اسے سمجھانے کی کوشش کی ....

"میں لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ تمہارے جہاز پر کس قدر غیر محفوظ ہیں۔" ولیم نے بدستور چیختے ہوئے کہا .... "آج میں تمہاری بدانتظامی اور لاپرواہی کا شکار ہوا ہوں تو کل میری ہی طرح کوئی دوسرا بھی ...."

"مسٹر ولیم........" چیف آفیسر نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کرخت لہجہ اختیار کیا۔ آپ بغیر کسی ثبوت کے جہازراں کمپنی پر الزام لگا کر غیر قانونی کارروائی کے مرتکب ہو رہے ہیں میں آپ سے آخری بار درخواست کرتا ہوں کہ بات کو زیادہ بڑھانے کی کوشش نہ کریں۔"

"ورنہ تم کیا کرو گے......... کیا رقم اور کاغذات کی طرح مجھے بھی غائب کرا دو گے۔"

"مسٹر ولیم........" اچانک چیف آفیسر کے تیور خطرناک ہو گئے۔ "آپ مجھے سختی پر مجبور کر رہے ہیں۔"

"تم......... تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے" ولیم ہذیانی انداز میں چلایا۔ "میں تمہیں اور تمہاری کمپنی دونوں کو دیکھ لوں گا۔"

اس خیال سے کہ بات ہاتھا پائی تک نہ پہنچ جائے کچھ لوگ اپنی میزوں سے اٹھ کر قریب آ گئے۔ ان میں شنکر بھی تھا جو حسب معمول اس وقت بھی سیاہ سوٹ میں ملبوس تھا کچھ دیر تک وہ پوری توجہ اور انہماک سے ولیم کو دیکھتا رہا پھر وہ قدم بڑھا کر اس کے سامنے آ گیا اور سنجیدگی سے بولا........

" مسٹر ولیم........ میرا خیال ہے کہ تم بلاوجہ تمام مسافروں کی ہمدردی حاصل کرنے

کی کوشش کر رہے ہو........"

"تم........ تم کون ہو.........." ولیم نے شنکر کو خونخوار نظروں سے گھورا۔

"تمہارے لئے صرف اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ اس وقت تم جیوتش ودیا کے ایک ایسے ماہر سے ہمکلام ہو جو تمہیں آنے والے کل اور تمہارے فیوچر کے بارے میں بھی سب کچھ پورے یقین اور وشواس کے ساتھ بتا سکتا ہے۔" شنکر کے لہجے میں اعتماد تھا اس نے جس انداز میں اپنا تعارف کرایا تھا اس نے لوگوں کو اس کی طرف بھی متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

روپا بھی اپنی میز سے اٹھ کر مجمع میں شامل ہو گئی جو آہستہ آہستہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"تم .... کیا تم بتا سکتے ہوئے کہ میری ساری رقم اور کاغذات کہاں ہیں؟"

ولیم نے شنکر کو ناپسندیدہ نظروں سے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"اس کے لئے تمہیں ٹھنڈے پانی سے اشنان کرنا پڑے گا۔ اس لئے میرے متر (دوست) کہ تمہاری کھوپڑی ابھی تک نشے سے گھوم رہی ہے۔"

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"

"دھیرج سے کام لو مہاشے .... میں تمہارے من کے اندر جھانک کر تمہارا مرض جان چکا ہوں۔" شنکر نے ایک بار پھر پورے یقین سے کہا۔ "تمہارا بیان اور تمہاری رام کہانی جھوٹی ہو سکتی ہے لیکن میری زبان سے نکلی ہوئی بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ شاید تم بھی جہازراں کمپنی کے کوئی کارندے ہو جو میری بات کو..............."

"ولیم.............." شنکر کا لب و لہجہ یکلخت بڑا گمبھیر ہو گیا۔ اس نے ولیم کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تم میری ودیا (علم) کا تماشا دیکھنا چاہتے ہو تو میری بات دھیان سے سنو' تم کل رات پیتے رہے ہو' نشے کی حالت میں تم نے اپنے تمام اہم کاغذات اور تمام رقم سمیٹ کر ایک تھیلے میں بند کی اور اس تھیلے کو اپنے تکیے کے غلاف کے اندر چھپا دیا۔ نشہ ہرن ہونے کے بعد تم نے کیبن کی تمام چیزیں بکھیر دیں لیکن تکیے کا دھیان نہیں کیا۔ .... رقم اور کاغذات کا وہ تھیلا اس لمحے بھی تمہارے تکیے میں موجود ہے اور سنو .... اگر تم نے دوبارہ کبھی میری ذات پر گندگی اچھالنے کی کوشش کی تو تمہارا انجام اچھا نہیں گا۔"

ہجوم کے بیشتر افراد اب ولیم کے بجائے شنکر کی شخصیت میں دلچسپی لے رہے تھے ولیم

بھی اس سے مرعوب نظر آ رہاتھا چیف آفیسر ہرچند کہ کمزور اعتقاد کا مالک نہیں تھا لیکن پھر بھی اس نے شنکر کی بات کی تحقیق کرلینے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ ولیم اور چیف آفیسر کے ساتھ تقریباً اٹھارہ بیس آدمی اور بھی ولیم کے کیبن تک گئے پھر اس وقت سب ہی ششدر رہ گئے جب رقم اور کاغذات کا تھیلا شنکر کے کہنے کے عین مطابق ولیم کے تکیے کے غلاف ہی سے برآمد ہوا۔

ولیم کو شرمندہ کرنے کے بعد چیف آفیسر ایک بار پھر ڈائننگ روم میں آیا جہاں شنکر اپنی میز پر بیٹھا سگار کا دھواں اڑا رہا تھا۔

"میں آپ کا شکر گزار ہو جناب۔ اس نے شنکر سے کہا۔ "آپ کی کہی ہوئی بات حرف بحرف درست ثابت ہوئی۔"

"میں سستی شہرت کو اچھا نہیں سمجھتا مسٹر جوزف لیکن حالات نے مجھے زبان کھولنے پر مجبور کر دیا تھا۔"

"یو آر ریئلی گریٹ۔" چیف آفیسر نے اسے تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری آنکھیں اور بھی بہت کچھ دیکھ رہی ہیں۔" شنکر نے سگار کا ایک طویل کش لے کر دھواں اڑاتے ہوئے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

"میں سمجھا نہیں..............."

"ابھی کچھ کہنے کا لمحہ نہیں آیا لیکن بحری عقاب پر کچھ کالی طاقتیں منڈلا رہی ہیں۔ میری آنکھیں تاریکی میں بہت دور تک دیکھ رہی ہیں .... شنکر نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا........ موت .... ہنگامہ........... طوفان.......... تباہی .... اور............"

"اور کیا جناب؟" چیف آفیسر نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"سے آنے دو مسٹر جوزف تم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لو گے .... میری ودیا نے آج تک مجھے دھوکا نہیں دیا۔" شنکر نے چیف آفیسر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے گہری سنجیدگی سے کہا۔ پھر تیزی سے اٹھا اور قدم اٹھاتا ہوا ڈائننگ ہال سے باہر چلا گیا لیکن ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ بدستور اس کے بارے میں چہ مگوئیاں کر رہے تھے جس میں روپا پیش پش تھی .... اور چیف آفیسر حیرت سے آنکھیں پھاڑے گم صم بیٹھا شنکر کی کہی ہوئی باتوں پر غور کر رہا تھا........!

اچانک کیبن کے دروازے پر دستک ہونی شروع ہوئی تو لوکارٹا کسی زخمی ناگ کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی رات کے سوا گیارہ کا عمل تھا۔ دستک دینے والا یاتو بہت جلدی میں تھا یا بے حد بوکھلایا ہوا تھا جو اس کے ہاتھ برابر کیبن کو پیٹ رہے تھے۔

"یہ میرا مطلوبہ شخص نہیں ہو سکتا.......... لوکارٹا نے سوچا۔ اس نے سکندر کو دس بجے کا وقت دیا تھا اور اس وقت سوا گیارہ بج رہے تھے اور اگر وہ سکندر ہی تھا تو اسے اس طرح پے درپے دستک دینے کی کیا ضرورت تھی؟ کچھ دیر تک وہ حالات پر غور کرتا رہا پھر اس نے میز پر پڑے ریوالور کو اٹھا کر اس پر اپنی گرفت مضبوط کی اور آگے بڑھ کر کیبن کا دروازہ کھول دیا۔ وہ اپنی جگہ پوری طرح محتاط تھا لیکن پھر حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کیبن کا دروازہ کھلتے ہی جو شخصیت اندر داخل ہوئی وہ مونیکا تھی جس کے جسم پر ڈریسنگ گاؤن موجود تھا وہ حد درجہ خوف زدہ اور گھبرائی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کے بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے اور آنکھوں سے دہشت ٹپک رہی تھی وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔ اس نے کیبن میں داخل ہو کر لوکارٹا کو رحم طلب نظروں سے دیکھا پھر اکھڑی اکھڑی سانسوں میں قابو پاتے ہوئے بولی۔

"پل...... پلی...... پلیز میری مدد کیجئے ورنہ وہ ...... وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"وہ کون.........؟" لوکارٹا نے اس کے سہمے ہوئے حسین چہرے کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ میرے کیبن میں موجود ہے......... میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے لیکن وہ نشے میں وحشت ہے اور اس کے ارادے خطرناک ہیں۔" مونیکا نے اپنے ڈریسنگ گاؤن کو درست کرتے ہوئے کہا۔" "اتفاق ہی تھا جو میں بچ نکلی ورنہ......."

"کیا تم نے اسے پہلے کبھی دیکھا ہے؟"

"نن......... نہیں' پلیز......... جلدی کیجئے ورنہ وہ میرے کزن کو.............. اف میرے خدا میں کیا کروں..............."

مونیکا حد درجہ بوکھلائی ہوئی تھی اس نے کیبن سے باہر جانے کے لئے قدم اٹھائے لیکن لوکارٹا نے اسے روک لیا۔

"گھبراؤ نہیں .... تم محفوظ ہاتھوں میں ہو.........."

"لل .... لیکن .... لیکن وہ میرے کزن کو مار ڈالے گا ہاں' ہاں' .... اس نے یہی دھمکی دی تھی۔"

"میرے ساتھ آؤ .... میں دیکھتا ہوں کہ وہ وحشی درندہ کون ہے جو تم جیسی معصوم اور خوبصورت لڑکی کو زبردستی پریشان کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔" لوکارٹا نے نشیلی نظروں سے مونیکا کے سراپا کا جائزہ لیا پھر وہ قدم بڑھاتا اپنے کیبن سے باہر آگیا باہر راہداری سنسان پڑی تھی۔ وہ پنجوں کے بل تیزی سے لپکتا ہوا کیبن نمبر ؟ کے قریب پہنچ کر رک گیا' اس نے اشارے سے مونیکا کو باہر رہنے کی تاکید کی پھر طوفان کی مانند کیبن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس وقت لوکارٹا کو اپنی غلطی کا بڑی شدت سے احساس ہوا جب پشت سے کسی نے اچانک اس پر حملہ کیا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا۔

"خبردار .... اگر تم نے عقلمندی دکھانے کی کوشش کی تو میں تمہارا جسم چھلنی کر ڈالوں گا .... اچھے اور سعادت مند بچوں کی طرح اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو' اسی میں تمہاری خیر ہے۔"

لوکارٹا نے اپنے ہاتھ فضا میں بلند کر لئے پھر اس نے آہستہ سے پلٹ کر دیکھا۔ اس کے سامنے سکندر سینہ تانے کھڑا اس کی بے بسی پر مسکرا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا آٹومیٹک ریوالور موجود تھا پھر لوکارٹا نے مونیکا کو اندر داخل ہوتے دیکھا' کیبن کا دروازہ اندر سے بولٹ کرنے کے بعد وہ پلٹی تو اس کے ہونٹوں پر بڑی زہریلی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ لوکارٹا نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا' اسے اپنی حماقت کا احساس ہو رہا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک بار پھر بڑے خوبصورت اور ڈرامائی انداز میں دشمنوں کے ہاتھوں ٹریپ ہو چکا تھا.........



لوکارٹا کی شعلہ بار نگاہیں مونیکا پر جمی ہوئی تھیں' کچھ دیر پیشتر وہ بے حد مظلوم اور بری طرح سہمی ہوئی دکھائی دے رہی تھی لیکن اب اس کے چہرے پر درندگی اور سفاکی کا راج تھا۔

کیبن میں مونیکا اور سکندر کے علاوہ رابسن بھی تھا جو ایک کرسی پر نہایت آرام سے بیٹھا کسی رسالے کی ورق گردانی کر رہا تھا' لوکارٹا کے ہاتھ سکندر نے پشت پر باندھے ہوئے تھے' سائلنسر لگا ہوا آٹومیٹک ریوالور اب مونیکا کے ہاتھ میں تھا جو لوکارٹا کو حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اور لوکارٹا......... جو بے بس ہونے کے باوجود کسی زخمی آدمخور درندے جیسے انداز میں اپنے دشمنوں کو باری باری دیکھ رہا تھا۔ اس کے تیور بتا رہے تھے کہ ہاتھ پشت پر بندھے ہونے کی پروا کئے بغیر وہ کسی لمحے بھی اپنے دشمنوں پر حملہ آور ہو سکتا تھا' قدوقامت اور ڈیل ڈول کے اعتبار سے وہ سکندر اور مونیکا کے لئے تنہا ہی کافی تھا' وہ ہمیشہ سے نڈر اور بے خوف واقع ہوا تھا لیکن اتنا احمق بھی نہیں تھا کہ سوچے سمجھے بغیر جلد بازی میں کوئی قدم اٹھاتا اور آٹومیٹک ریوالور کی گولیاں اس کے جسم کو پل بھر میں لہو لہان کر دیتیں' اسے ایک سنہری موقع کی تلاش تھی جو اس کے حق میں بساط پلٹ سکتا۔ موت اور زندگی کے کھیل کے میدان میں اس نے ہمیشہ جان ہتھیلی پر رکھ کر خطروں کا مقابلہ کیا تھا' وہ تنہا متعدد لوگوں پر بھاری تھا لیکن خوبصورت عورتیں اس کی کمزوری تھیں اور اس وقت وہ اسی کمزوری کا شکار ہو کر ایسے دشمنوں کے نرغے میں پھنس گیا تھا جو عام حالات میں اس کے مقابلے میں بے زبان بکریوں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے تھے۔

اس کی عقابی نظریں کیبن کے ماحول اور دشمنوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں' بظاہر وہ بے بسی کے عالم میں اپنی جگہ خاموش کھڑا ہونٹ کاٹ رہا تھا لیکن اس کا شاطر" ذہن اس وقت بھی آئندہ پیش آنے والے حالات کے بارے میں بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا' لوکارٹا جانتا تھا کہ اسے محض تفریحاً یا تنبیہہ کرنے کے ارادے سے ٹریپ نہیں کیا گیا ہو گا' جن لوگوں نے اپنی مہم کی خاطر اس سے معاملے کی بات کی تھی وہ یقیناً اس کے ماضی کے

کارناموں سے بھی بخوبی واقف ہوں گے اور ایسی صورت میں ان سے کسی رحم یا مروت کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ اسے بس ایک ایسے لمحے کی تلاش تھی جب دشمن اس کی طرف سے غافل ہوتا اور وہ پلک جھپکتے میں بازی کا رخ اپنے حق میں پلٹ دیتا۔

کچھ دیر تک کیبن میں خاموشی طاری رہی' وہ نگاہوں نگاہوں میں ایک دوسرے کی طاقت کا اندازہ لگاتے رہے پھر گفتگو کی ابتدا سکندر نے کی۔

"آپ نے مجھے دس بجے کے بعد ملنے کی تاکید کی تھی۔" وہ زہر خند سے بولا۔

"فرمایئے جناب.......... میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

تم میری تعریف بھی نہیں کرو گے کہ میں نے تمہیں نقاب میں ہونے کے باوجود شناخت کر لیا تھا۔ لوکارٹا نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔

"تمہیں صرف شبہ تھا مائی ڈیئر................" سکندر نے کہا۔

"شناخت کر لینے کی صورت میں تم مجھے کریدنے کی حماقت کبھی نہیں کرتے۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو۔" لوکارٹا نے نفرت سے جواب دیا۔ "مجھے شبہ ہوجانے کے بعد تصدیق کرنے کی غلطی نہیں کرنی چاہئے تھی۔"

"پھر کیا کرنا چاہئے تھا۔"

"تمہیں ختم کر کے سمندر کی بے تاب لہروں کے حوالے کردینا چاہئے تھا .... بحری سفر میں یہی ایک آسانی ہوتی ہے کہ لاش کو ٹھکانے لگانے کی خاطر کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے میری ایک مشکل آسان کر دی۔" سکندر نے سفاکی سے کہا۔ "تم نے اپنا موقع ضائع کر دیا لیکن میں تمہاری تجویز سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ضرور کروں گا۔"

"دوسری صورت میں تم حماقت کا ثبوت پیش کرو گے۔" لوکارٹا نے اسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "اگر تم نے مجھے چھوڑنے کی غلطی کی تو میں تم سب کو کتوں سے بھی زیادہ بدتر موت ماروں گا............ لوکارٹا ادھار چکانے میں کبھی دیر نہیں کرتا۔"

جواب میں سکندر کے تیور خطرناک ہوگئے' اس نے ہاتھ بڑھا کر مونیکا سے آٹو میٹک ریوالور لینا چاہا لیکن مونیکا نے سکندر کی طرف کوئی توجہ نہیں دی' بدستور لوکارٹا کو گھورتے ہوئے بولی۔

"کیا تمہیں امید ہے کہ تم ہمارے ہاتھوں سے بچ جاؤ گے۔"

"تمہارے ہاتھوں سے مجھے جو موت نصیب ہو گی وہ تمہاری طرح حسین اور خوبصورت ہو گی۔" لوکارٹا نے مونیکا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پیار بھرے انداز میں کہا۔ "دیر مت کرو مائی ڈارلنگ.......... لوکارٹا کسی دوٹکے کے بٹلر کے ہاتھوں مرنے کے بجائے تمہارے نازک ہاتھوں سے مرنے کو ترجیح دے گا۔"

"میں جانتی ہوں کہ تم بہت زیادہ حسن پرست اور عاشق مزاج واقع ہوئے ہو .... اسی کمزوری کے باعث تم شیر ہونے کے باوجود کسی طاعون زدہ حقیر چوہے کی طرح ہمارے جال میں پھنس گئے۔" مونیکا نے حقارت کا اظہار کیا' شاید وہ اسے غصہ دلانا چاہتی تھی۔

"تم جو چاہو کہہ سکتی ہو .... لوکارٹا خوبصورت عورتوں کی باتوں کا برا نہیں مانتا۔"

"میرا خیال ہے کہ ہم اسے یہاں گفتگو کرنے کی غرض سے نہیں لائے ہیں۔" سکندر نے مونیکا سے کہا۔

"تم درمیان میں مت بولو۔" لوکارٹا نے سکندر کو گھورتے ہوئے کہا۔ "تمہاری حیثیت بھی ماتحتوں جیسی ہے جو صرف حکم پر دم ہلانے کے پابند ہوتے ہیں۔"

"مجھے افسوس ہے مسٹر لوکارٹا کہ تم ہم دونوں کو غصہ دلا کر آپس میں لڑانے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔" مونیکا نے تیزی سے کہا پھر سرد انداز میں بولی۔ "کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ تم نے سکندر کو آج رات کس مقصد سے بلایا تھا؟"

"میں اپنے شبہے کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔" لوکارٹا نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"تصدیق ہو جانے کے بعد تم کیا کرتے؟"

"ہم شاید اپنا قیمتی وقت برباد کر رہے ہیں۔" سکندر نے ایک بار پھر الجھتے ہوئے مونیکا سے کہا۔ " ہم کو اوپر سے جو ہدایت ملی ہے اس پر عمل کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے................"

"اگر آٹو میٹک ریوالور اور میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں اب تک اسے ٹھکانے لگا کر سمندر کی موجوں کے حوالے کر چکا ہوتا۔"

"ہاں .... ہمیں اوپر سے یہی حکم ملا ہے کہ لوکارٹا کی زبان ہمیشہ کے لئے بند کر دی جائے۔" مونیکا نے کہا پھر لوکارٹا کو گھورتے ہوئے بولی۔ "لیکن یہ ہدایت نہیں ملی کہ اسے گولی مار کر سمندر میں پھینک دیا جائے۔"

"کیا مطلب..................." سکندر نے چونکتے ہوئے وضاحت چاہی۔

"اس کی موت کے بعد بحری عقاب کی انتظامیہ کو یقیناً کسی قاتل کی تلاش ہو گی اور مصلحت کے پیش نظر ہمیں کسی ایسے اقدام سے گریز کرنا چاہئے جو کسی بھی عنوان دوسروں کی توجہ ہمارے طرف مبذول کر سکے۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا.........."

"فکر مند مت ہو............" مونیکا کے ہونٹوں پر ایک زہریلا تبسم جاگ اٹھا۔ "ہم اسے زندہ رکھیں گے لیکن اس طرح کہ یا تو یہ پاگل ہوجائے گا یا پھر ہمیشہ کے لئے اپنی یادداشت سے محروم ہو جائے گا.......... میرے پاس ایسے کئی نسخے موجود ہیں جو اسے بحری عقاب پر سفر کرنے والوں کے لئے تفریح کا ایک دلچسپ ذریعہ بنا دیں گے........ بعد میں ضرورت پیش آئی تو اسے ختم بھی کر دیا جائے گا۔

لوکارٹا کوایسا محسوس ہوا جیسے اسے بیچ بازار میں بے یارو مددگار چھوڑ دیا گیا ہو' اپنی مجرمانہ زندگی میں وہ بھی دو تین بار ایسے انجکشن استعمال کر چکا تھا جس نے اس کے شکار کو ذہنی طور پر بالکل مفلوج کر دیا تھا' وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھے تھے یا دیوانگی کی کیفیتوں سے دو چار ہو گئے تھے......... وہ ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دینا زیادہ پسند کرتا تھا چنانچہ اس نے معاملات کی پرواہ کئے بغیر اچانک جست لگائی اور ایک ہی لمحے میں سکندر کو نیچے گرا دیا لیکن شاید اس نے جلد بازی میں سکندر کو اپنا ہدف بنا کر حماقت ہی کا ثبوت دیا تھا اس لئے کہ آٹو میٹک ریوالور مونیکا کے ہاتھ میں تھا۔

"لوکارٹا................." مونیکا نے للکارا .... "زندگی چاہتے ہو تو میرے حکم کی تعمیل کرو ورنہ تمہارا انجام تمہاری توقع سے کہیں زیادہ بھیانک ہو گا۔"

لوکارٹا کو اپنی حماقت کا احساس ہو چکا تھا چنانچہ اس نے سکندر کو چھوڑ دیا' فرش پر گھٹنے ٹیک کر دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوا پھر اس نے وقت ضائع کئے بغیر برق رفتاری سے مونیکا پر چھلانگ لگا دی۔ مونیکا بے خبر نہیں تھی' وہ نہایت پھرتی سے ایک طرف ہو گئی لوکارٹا منہ کے بل فرش پر گرا۔ پھر اس نے تیزی سے جسم کو قلابازی دے کر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس بار را.سن نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا اور اپنے ہاتھ میں دبے ہوئے عجیب و غریب ساخت کے پستول سے فائر کر دیا' کیبن میں معمولی سی "ٹک" کی آواز ہوئی اور لوکارٹا لہرا کر دوبارہ فرش پر ڈھیر ہو گیا' اسے یوں لگا تھا جیسے کوئی لہراتی ہوئی سوئی اس کے بائیں شانے میں پیوست ہوئی تھی پھر اس کا ذہن تیزی سے نیند کی آغوش میں ڈوبتا چلا گیا۔

"مجھے یقین ہے کہ اب یہ دو گھنٹے تک بے ہوشی کی حالت سے دوچار رہے گا۔" را.سن نے لاپروائی سے کہا پھر اپنا پستول جیب میں رکھ کر دوبارہ رسالے کی ورق گردانی میں مصروف ہو گیا۔ سکندر حیرت بھری نظروں سے کبھی را.سن اور کبھی لوکارٹا کو دیکھ رہا تھا۔

مونیکا نے جلدی سے الماری کھول کر ایک انجکشن تیار کیا اور پھر لوکارٹا کو انجکشن لگانے کے بعد سکندر سے مخاطب ہو کر بولی۔ "اب تم اسے اٹھا کر اس کے کیبن تک چھوڑ آؤ.................."

مجھے یقین ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد یہ اپنی یادداشت سے محروم ہو چکا ہو گا۔"

"کیا کسی ڈاکٹری علاج کے بعد بھی اس کی کھوئی ہوئی یادداشت واپس نہیں آ سکتی۔" سکندر نے پوچھا۔

"اب کوئی حیرت انگیز معجزہ ہی اس زہر کو اس کے جسم سے نکال سکتا ہے جو چند لمحوں کے اندر خون میں شامل ہو کر اس کے پورے جسم میں پھیل جائے گا۔"

سکندر نے مزید کوئی سوال نہیں کیا' خاموشی سے لوکارٹا کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا پھر کیبن سے باہر نکل گیا لیکن مونیکا نے اس کے جانے سے پیشتر لوکارٹا کے گلے سے وہ لاکٹ اتار لیا جس میں گوریلے کی شکل والا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

"را.سن................" سکندر کے جانے کے بعد وہ را.سن سے مخاطب ہوئی۔ "تم نے بروقت ڈارٹ پستول استعمال کرکے یقیناً دانشمندی کا ثبوت دیا تھا لیکن آئندہ تم مشورے کے بغیر ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے .... خاص طور پر دوسروں کی موجودگی میں۔"

"کیا تم سکندر سے بھی خوفزدہ ہو................" را.سن نے بے تکلفی سے دریافت کیا' ہاتھ میں دبا ہوا رسالہ اس نے ایک طرف ڈال دیا تھا۔

"نہیں .... لیکن ہمیں اپنی پرچھائیں سے بھی محتاط رہنا ہوگا۔"

"میرا ایک مشورہ مانو گی۔"

"کیا................"

"سکندر کو بھی موقع محل دیکھ کر ٹھکانے لگا دو ۔"

را.سن نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ لوکارٹا کے ساتھ پیش آنے والے حادثے کا واحد گواہ ہے اور ہمیں عینی شاہدوں کو اتنا موقع نہیں دینا چاہئے کہ وہ ہمارے خلاف زبان کھول سکیں۔"

"تمہارا مشورہ قابل غور ہے .... میں باس سے بات کروں گی" مونیکا نے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"روپا .... وہ حقیقتاً" روپ کی رانی ہے..............."

"تمہارا کیا اندازہ ہے .... کیا وہ جان بوجھ کر تو ہمارے ساتھ دوستی بڑھانے کی کوشش نہیں کر رہی۔"

"میں نے غور نہیں کیا .... شاید اس لئے کہ میری نظریں صرف اس کے حسن کا جائزہ لے رہی تھیں۔"

"پھر بھی .... میں تمہیں محتاط رہنے کا مشورہ دوں گی۔"

"کہیں تم اس کے سلسلے میں جیلس تو نہیں ہو۔" را۔بن کا لہجہ معنی خیز ہوگیا۔

"را۔بن .... مت بھولو کہ تم میرے کزن کی حیثیت سے میرے ساتھ سفر کر رہے ہو۔"

"صرف کیبن کے باہر اور دوسروں کی موجودگی میں۔"

را۔بن نے ڈھٹائی سے کہا۔ "ورنہ تم میری حیثیت اور میری اصل عمر سے بخوبی واقف ہو۔"

"بہرحال، تم روپا سے زیادہ بے تکلف ہونے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"یہ میرا قطعی ذاتی معاملہ ہے اور ہمارے درمیان یہ طے ہو چکا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ذاتی معاملات میں دخل انداز نہیں ہوں گے۔" را۔بن نے اس بار سنجیدگی سے کہا پھر لاپروائی سے اٹھ کر اپنے بستر پر دراز ہوگیا۔ مونیکا کی نظریں بدستور اس کے چہرے پر بدلتے ہوئے تاثرات کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

○

نیلے آسمان پر چمکتے چاند کی رو پہلی کرنوں کا عکس خاموش سمندر کی چھوٹی چھوٹی لہروں پر یوں جھلملا رہا تھا جیسے لہریں چاند اگل رہی ہوں۔ بحری عقاب کا سیکنڈ آفیسر تیمور اس وقت جاوید اور فیصل کے ہمراہ ان کے کیبن کے سامنے آرام کرسی پر بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا تیمور اور جاوید کی طبیعتیں چونکہ ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں اس لئے وہ بہت جلد آپس میں یوں بے تکلف ہو گئے جیسے برسوں سے شناسائی ہو اور فیصل کو اس بات کی خوشی

تھی کہ جاوید کی زندہ دلی واپس لوٹ آئی تھی ورنہ مارتھا کی روح والے حادثے کے بعد سے وہ خاموش خاموش ہی تھا، تیمور انہیں اپنے بحری سفر کے دلچسپ تجربات اور مسافروں کے ساتھ پیش آنے والے چھوٹے چھوٹے واقعات کے بارے میں بتا رہا تھا پھر اچانک اس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا مسٹر ولیم کا قصہ تم دونوں کے لئے دلچسپ ثابت نہیں ہوا۔"

"پہلے آپ مسٹر ولیم کے بارے میں وضاحت کیجئے پھر دلچسپی کا سوال بعد میں دریافت کیجئے گا .... لیکن .... ذرا سوچ سمجھ کر۔" جاوید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر قصہ تازہ ثابت ہوا تو ہم اس کی تصدیق بھی بقدم خود کر سکتے ہیں۔"

"کیا مطلب .... کیا تمہارا خیال ہے کہ میں اتنی دیر سے من گھڑت لطیفے سنا رہا ہوں۔" تیمور نے مصنوعی خفگی کا اظہار کیا پھر فیصل کے اصرار پر مسٹر ولیم کو پیش آنے والا واقعہ جو اسے چیف آفیسر جوزف کی زبانی معلوم ہوا تھا تفصیل سے دہراتے ہوئے بولا۔

"چیف آفیسر بے حد تجربہ کار اور نہایت ٹھوس عقیدوں کا مالک ہے لیکن نتکا کی باتوں نے اسے بھی بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔"

"ممکن ہے یہ شنکر اور ولیم کی ملی بھگت ہو۔" جاوید نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے اس قسم کے کھیل تماشے فٹ پاتھ پر بھی ہوتے دیکھے ہیں جس میں ایک شخص بہت سارے لوگوں کے نام پتے اور ان کی جیب میں پڑی رقموں کے بارے میں تمام اعداد و شمار ٹھیک ٹھیک بتا دیتا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں پہلے سے تمام تفصیل سے واقف ہوتا ہے، سب آپس میں ملے ہوتے ہیں بصورت دیگر علم غیب یا علم نجوم جاننے والا فٹ پاتھ پر کھیل تماشا دکھانے کی حماقت کبھی نہیں کر سکتا۔"

"اور یہ جو آج کل ہمیں بڑے بڑے شہروں کی بڑی بڑی شاہراہوں اور چورستوں پر قد آدم بورڈ جلی حرفوں میں نظر آتے ہیں .... انہیں آپ کس خانے میں فٹ کریں گے۔"

"یہ سب کچھ اس سائنٹیفک دور میں جیب کاٹنے کے موڈرن طریقے ہیں اور ان میں سب سے کامیاب وہ پیر فقیر ہیں جو ہر دلی مراد پوری ہونے اور محبوب کو قدموں پر جھکانے کا بورڈ لگائے بیٹھے ہیں اور نہایت دھڑلے سے معصوم لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر رقمیں بٹور رہے ہیں .... یہ پیشہ کم خرچ بالا نشیں ہونے کے ساتھ ساتھ سب

سے زیادہ منفعت بخش بھی ہے۔"

"ہو سکتا ہے تمہارا خیال درست ہو لیکن میں نے شنکر کو ولیم والے حادثے کے بعد بہت قریب سے دیکھا ہے' اس کی آنکھوں کی مخصوص چمک کے پیچھے مجھے پراسرار سائے سے لرزتے کانپتے نظر آ رہے تھے۔" تیمور نے سنجیدگی سے کہا۔

"ولیم والے معاملے کے بعد اس نے بحری عقاب کے مسافروں کے درمیان خاصی شہرت حاصل کر لی ہے' خاص طور پر عورتیں اس کی زیادہ گرویدہ نظر آتی ہیں۔"

"آپ چونکہ میرے ہم عمر ہیں اس لئے میں آپ کی اس پراسرار سائے نظر آنے والی بات کو آپ کی جوان الاعتقادی ہی کہ کہوں گا۔"

"شنکر نے تمہارے چیف کے سامنے کیا پیش گوئیاں کی تھیں۔" فیصل نے تیمور سے دریافت کیا۔

"چیف کے بیان کے مطابق اس نے خلاء میں گھورتے ہوئے موت .... ہنگامہ .... طوفان اور تباہی کے الفاظ ادا کئے اس کے علاوہ اس نے کہا تھا کہ وہ کافی طاقتوں کو بحری عقاب پر منڈلاتے دیکھ رہا ہے۔" تیمور نے کہا پھر جلدی سے بولا۔ "شنکر کا قیام بھی فرسٹ کلاس میں ہے۔ کیبن نمبر دو۔"

"وہ دراز قد مسافر تو نہیں جو درمیان سے مانگ نکالنے اور سیاہ لباس پہننے کا شوقین ہے۔"

"وہی ہے..............."

"کیا تم نے بھی اس کے ارد گرد کلوپیٹرا اور لیلٰی کی بے چین روحوں کو سر تا پا سفید لباس میں منڈلاتے دیکھا ہے۔" جاوید نے طنزیہ انداز میں فیصل سے پوچھا۔

فیصل نے جواب دینے کے بجائے صرف زیرلب مسکرانے پر اکتفا کی' تیمور خاصی دیر تک ان کے درمیان بیٹھا گفتگو کرتا رہا پھر اس کے جانے کے بعد جاوید نے سنجیدگی سے فیصل سے دریافت کیا۔

"کیا واقعی شنکر کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہے ہو۔"

"مارتھا کی روح کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

فیصل نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ اس کی کہی ہوئی باتیں درست ثابت ہوں گی۔"

"...س کا فیصلہ تو آنے والا وقت کر سکتا ہے۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔ "بہر حال

یہ حقیقت ہے کہ ہم جس مقصد کے پیش نظر یہ سفر کر رہے ہیں اس میں ہمیں سیرو تفریح سے زیادہ دشواریوں اور مشکلات کا سامنا ہوگا خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ ہمیں اپنی منزل کے نام و نشان تک کا علم نہیں ہے۔"

"میں نے روانگی سے قبل خان شہباز کے ذریعے فرازو کی ایک ڈائری حاصل کر لی تھی جو اس کی موت کے بعد اس کے کمرے سے دیگر سامان کے ساتھ ملی تھی' اس ڈائری میں کچھ ایسے اشارے موجود ہیں جن کو حل کرنے کے بعد ہم اپنے مطلوبہ گمنام جزیرے تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"اور وہاں پہنچنے کے بعد ہم دونوں وحشی اور درندہ صفت انسانوں سے کس قسم کے مذاکرات کریں گے۔" جاوید نے تلملا کر کہا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ ہم دو افراد جزیرے پر بسنے والے غیرمہذب اور جنگلی لوگوں کو زیر کرلیں گے۔"

"جاوید.......... ایک بات صاف گوئی سے کہوں.......... اگر تم برا نہ مانو۔"

"کہو.........." جاوید نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"مجھے اس بات کا احساس ہے کہ موجودہ سفر کے بارے میں تمہارا ارادہ دانشمندی کے منافی ہے لیکن میں واپسی کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا شاید اس لئے کہ میری ماں کی موت کا منظر اور اس کے تڑپنے کا وہ لمحہ میری نظروں کے سامنے گھومتا رہتا ہے۔" فیصل نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "یا میں خود مارا جاؤں گا یا پھر اپنے دشمنوں کو ایسی عبرتناک موت سے ہمکنار کروں گا کہ ان کی آنے والی نسلیں بھی اس بھیانک انجام کو یاد رکھیں گی...... لیکن تم .... تم اگر چاہو تو اگلی بندرگاہ سے واپس لوٹ سکتے ہو۔ خدائی قسم میں تمہاری واپسی سے خفا نہیں ہوں گا۔"

جاوید نے کوئی جواب نہیں دیا' فیصل کو شک کی نظروں سے گھورتا ہوا اٹھا اور اپنے کیبن میں چلا گیا۔



جہاز کے سکیورٹی کے عملے نے بہ ہزار دقت کیبن کا دروازہ کھلوایا۔ دروازہ کھولنے کے بعد لوکارٹا اس نے ایک لمحے کو باہر جمع لوگوں کو دیکھا پھر یکلخت وحشیانہ انداز میں عملے کے ایک فرد پر ٹوٹ پڑا' اس کے انداز میں وحشت ناک درندگی موجود تھی' پل بھر کے اندر اس نے

اپنے حریف کو فرش پر چت کر دیا پھر اس کی چھاتی پر بیٹھ کر اس کا گلا گھونٹنے لگا یہ سب کچھ اس قدر جلدی اور برق رفتاری سے ہوا کہ عملے کے افراد بھی دنگ رہ گئے پھر اپنے ساتھی کو بچانے کی خاطر لوکارٹا پر ٹڈی دل کی طرح ٹوٹ پڑے۔ چار چھ آدمیوں نے مل کر بمشکل فرش پر پڑے ہوئے بٹلر کی جان بچائی' لوکارٹا بدستور جنونی انداز میں چیخ رہا تھا اور ان کے قبضے سے خود کو آزاد کرانے کی خاطر پوری شدت سے ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا' چیف آفیسر کے حکم پر عملے کے افراد لوکارٹا کو گھسیٹ کر عرشے تک لائے' پھر موٹے رسے کے ذریعے اسے لوہے کے ایک ستون سے جکڑ دیا گیا۔ اس کے گرد مسافروں کا ہجوم بڑھنے لگا' فرسٹ کلاس اور نچلے درجے کے مسافروں کی خاصی تعداد لوکارٹا کے اطراف میں جمع ہو گئی جو لوگوں کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہا تھا' کبھی وہ یکلخت دیوانوں جیسے انداز میں فلک شگاف قہقہے لگانے شروع کردیتا کبھی لوگوں کو حیرت سے گھورتا اورخود کو رسے کی قید و بند سے آزاد کرانے کی خاطر زور آزمائی شروع کر دیتا۔

ہجوم میں عملے کے بیشتر افراد کے علاوہ' روپا' مونیکا اور راہسن بھی تھے سکندر بھی ایک جانب موجود تھا' فیصل اور جاوید بھی تیمور کے ساتھ کھڑے تھے' شنکر بھی تھا جولوکارٹا کے عین سامنے اس سے چند گز کے فاصلے پر کھڑا اسے حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا' اس کی چمک دار آنکھیں بڑے پراسرار انداز میں لوکارٹا کی نظروں کے اندر جھانک رہی تھیں۔ جہاز کا چیف آفیسر جوزف شنکر کے قریب ہی موجود تھا' مونیکا' راہسن اور روپا کی نظریں بھی بار بار شنکر کی جانب اٹھ رہی تھیں۔ جہاز کا کپتان ڈیوڈ بروم سب سے الگ تھلگ کھڑا پر خیال انداز میں ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اسے شاید لوکارٹا کی دیوانگی سے زیادہ بحری عقاب کی شہرت کا خیال پریشان کر رہا تھا۔ عملے میں شریک میڈیکل اسٹاف بھی چیف آفیسر کے قریب موجود تھا۔ مسافروں کے درمیان لوکارٹا کے سلسلے میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ کیبن نمبردس میں مقیم مسافر کا بیان تھا کہ اس نے گزشتہ رات تقریباً دس بجے لوکارٹا کو آخری بار دیکھا تھا اس وقت وہ پوری طرح ہوش و حواس میں تھا دونوں کے درمیان رسمی سلام دعا بھی ہوئی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کسی قسم کا دورہ ہے جس کی شدت نے وقتی طور پر اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو معطل کر دیا ہے۔" بحری عقاب کا میڈیکل آفیسر جوزف سے مخاطب تھا۔ "ہو سکتا ہے کہ رفتہ رفتہ اس کی ذہنی حالت اعتدال پر آ جائے۔"

"اس قدر شدید دورے کی کوئی وجہ بھی ضرور ہو گی؟" چیف آفیسر نے دبی زبان میں سوال کیا۔

"کثرت مے نوشی یا نشہ آور کسی ایسی چیز کا استعمال جس کی زیادہ مقدار نے براہ راست ذہن کو پوری طرح متاثر کر دیا ہو۔" میڈیکل آفیسر نے کہا۔ "کوئی یقینی بات باقاعدہ معائنے کے بعد ہی کہی جا سکتی ہے۔"

"آپ کا کیا خیال جناب۔" اس بار چیف آفیسر نے شنکر کو مخاطب کیا جو پلکیں جھپکائے بغیر لوکارٹا کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔

"وقتی طور پر اکثر مریضوں کی کیفیت۔"

"وقتی طور پر نہیں۔" شنکر نے میڈیکل آفیسر کی بات کو رد کرتے ہوئے پورے اعتماد سے کہا۔ "یہ مستقل طور پر اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے۔"

"آپ .... آپ قبل از وقت اس قدر یقین سے کس طرح کہہ سکتے ہیں۔" میڈیکل آفیسر نے تعجب سے پوچھا۔

"میں نے کہا تھا کہ میری نظریں بحری عقاب پر کالی طاقتوں کو منڈلاتے دیکھ رہی ہیں۔" شنکر نے براہ راست چیف آفیسر کو گھورتے ہوئے کہا۔ "جہاز کا یہ بدنصیب مسافر بھی کچھ ایسے ہی حالات کا شکار ہوا ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ اس غریب کو اگلی بندر گاہ پر اتار دیا جائے۔"

"کیا اس کے صحت مند ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔"

"نہیں.............." شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "ایک طویل عرصے تک یہ اسی کیفیت سے دوچار رہے گا۔"

"محترم.............." چیف آفیسر نے کہا۔ "کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کالی قوتوں نے اسی مسافر کا انتخاب کیوں کیا .... آپ نے کہا تھا کہ آپ کا علم ماضی' حال اور مستقبل کے بارے میں سب کچھ یقین کے ساتھ بتا سکتا ہے۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا .... جیوتش ودیا کے چمتکار اور اس کے رنگ نرالے ہوتے ہیں۔" شنکر نے بدستور ٹھوس لہجے میں جواب دیا پھر ایک لمحے کے تامل کے بعد کہا۔ "اگر اس مسافر کا ذہن درست ہوتا تو میں اس کے من میں جھانک کر اندر کی تمام باتیں اگلوا سکتا تھا لیکن یہ اپنی یادداشت کھو چکا ہے۔"

"کیا اس کے ہاتھ کی لکیریں بھی آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتیں۔" میڈیکل آفیسر نے

کہا' اس کے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی۔

"ڈاکٹر..............." شنکر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے تلخ آواز میں جواب دیا۔ "تم شاید میری جیوتش ودیا کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو .... میں کیوں (صرف) ہاتھ کی ریکھاؤں کو نہیں منش کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ کر بھی اس کے من کے بھید بتا سکتا ہوں کیا تم اپنے بارے میں کچھ جاننا اور سننا پسند کرو گے۔"

"آپ غلط سمجھے جناب۔" ڈاکٹر نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "میرا مقصد تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ مسافر کسی خاص وجہ سے حالات کا شکار ہوا ہو۔"

"میں تمہارے من کا کھوج اوش دور کروں گا پرنتو ابھی نہیں' تم پھر کبھی اکیلے میں ملنا۔"

ڈیوڈ بروم کچھ دیر تک خاموش کھڑا رہا پھر اس نے چیف آفیسر سے مشورہ کرنے کے بعد لوکارٹا کو مسافروں کے کیبن سے علیحدہ ایک دوسرے محفوظ کیبن میں منتقل کرا دیا' مسافروں کے درمیان بدستور چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس شخص سے دوستی بڑھانی پڑے گی۔" مونیکا نے را.سن کو دیکھتے ہوئے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "یہ ہمیں ہمارے سفر کے بارے میں بھی بہت کچھ بتا سکتا ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔" روپا نے اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ "میں اس کے قریب ہی رہتی ہوں' مستقبل کے بارے میں جاننے کا شوق مجھے بھی جنون کی حد تک ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ یہ شخص محض دوسروں کو متاثر کرنے کی خاطر ہوا میں تیر چلانے کا عادی ہے۔" را.سن نے حقارت سے کہا۔ "لڑکیاں چونکہ ایسی باتوں سے بہت جلد متاثر ہوجاتی ہیں اس لئے ممکن ہے اس شخص نے اپنے سفر کو رنگین بنانے کی خاطر مستقبل کی باتیں بتانے کا ڈھونگ رچایا ہو۔"

"تم ولیم والے معاملے کو کیوں بھول رہے ہو؟" روپا نے کہا۔ "کیا اس کی وہ بات درست ثابت نہیں ہوئی تھی۔"

"ہو سکتا ہے اس نے ولیم کو پہلے سے اپنے ساتھ ملا لیا ہو۔" را.سن نے جواز پیش کیا پھر مونیکا کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "لوکارٹا کے بارے میں بھی اس نے جو کچھ کہا ہے وہ بھی۔"

"پھر بھی.......... میرا خیال ہے کہ ہمیں اس شخص سے دوستی کرنی چاہئے۔" مونیکا

نے تیزی سے را.سن کی بات کاٹتے ہوئے روپا کی بات کی حمایت کی۔

"سفر کو دلچسپ بنانے کے اور بھی بہت سارے طریقے ہیں.........." را.سن نے برا مانتے ہوئے کہا پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا اپنے کیبن کی سمت چلا گیا مونیکا دیدہ دانستہ روپا کے ساتھ شنکر کے بارے میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرتی رہی دوسری جانب تیمور فیصل سے کہہ رہا تھا۔

"تم نے دیکھا......... شنکر نے کس قدر یقین کے ساتھ ہمارے میڈیکل آفیسر کے خیال کو رد کر دیا۔"

"اس نے یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ بدنصیب مسافر کو اگلی بندرگاہ پر جہاز سے اتار دیا جائے۔" جاوید نے کہا۔ "ظاہر ہے کہ مسافر کو جہاز سے اتار دینے کے بعد شنکر کی پیش گوئی کی تصدیق نہیں ہو سکے گی۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔" تیمور نے پوچھا۔ "کیا وہ محض لوگوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"کچھ بھی ہو........ میں اس کی باتوں کو شعبدہ بازی سے زیادہ اہمیت نہیں دے سکتا۔" جاوید نے بدستور ناگوار لہجے میں جواب دیا۔

"میں تمہاری قیاس آرائی کی تصدیق کی خاطر کچھ وقت ضرور برباد کروں گا۔" فیصل نے کہا۔

"کیا مطلب.........." جاوید نے دریافت کیا۔

"شنکر سے ملاقات..............." فیصل نے وضاحت کی۔ "میں اسے ٹٹول کر دیکھوں تاکہ وہ لوگوں کے مستقبل کے بارے میں کہاں تک جھانک سکتا ہے۔"

"گڈ آئیڈیا........." جاوید نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ اس طرح اس کی قلعی بہت جلد کھل جائے گی۔"

"اور اگر وہ حقیقتاً جیوتش ودیا کا ماہر نکلا تو..............." تیمور نے سوال کیا۔

"تو ہم جناب سے ایک شاندار ٹریٹ لیں گے اس لئے کہ آپ اس کے خاص مداحوں میں نظر آ رہے ہیں۔" جاوید نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیصل اور تیمور بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے پھر وہ باتیں کرتے ہوئے ناشتے کیلئے ڈائننگ ہال کی سمت چل دیئے۔!

شنکر اپنے کیبن میں بیٹھا بڑی سنجیدگی سے پیش آنے والے حالات کے بارے میں غور کر رہا تھا' لوکارٹا کی شخصیت سفر کے آغاز ہی سے اس کی نظروں میں تھی' وہ مشکوک افراد کی فہرست پر تھا شنکر نے اپنی نگاہوں سے اسے فیصل اورجاوید کے آس پاس منڈلاتے دیکھا تھا۔ اسے یقین تھا کہ لوکارٹا کا تعلق یقیناً اس گروہ سے ہے جو پرنس فیصل کو اس کے سفر سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا اور اب لوکارٹا اچانک دیوانگی کی کیفیتوں سے دو چار ہو کر اپنی یاداشت کھو بیٹھا تھا۔ مطلب صاف ظاہر تھا بحری عقاب پر لوکارٹا کے علاوہ کچھ اور بھی لوگ موجود ہیں جو لوکارٹا کی نگرانی پر معمور تھے ممکن ہے ان لوگوں کو بھی شبہ ہو گیا ہو کہ لوکارٹا کا وجود ان کے لئے خطرے پیدا کرسکتا تھا' لیکن اسے موت کے گھاٹ نہیں اتارا گیا تھا صرف اس کی ذہنی قوتوں اور یادداشت کو معطل کر دیا گیا تھا.............. "آخر ایسا کیوں کیا گیا؟ .... کیا مخالف گروہ کے افراد اب لوکارٹا کو بطور چارہ استعمال کر کے دوسری پارٹی کا کھوج لگانے کا خواب دیکھ رہے تھے؟"

شنکر کے ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ بے حد پراسرار اور معنی خیز تھی وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور فرش پر چہل قدمی کرنے لگا اس کا سازشی ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا' لوکارٹا کے علاوہ اس کی فہرست پر ایک دو افراد اور بھی تھے لیکن لوکارٹا کھل کر سامنے آ گیا تھا وہ اگر چاہتا تو لوکارٹا کو قابو کر کے اسے زبان کھولنے پر مجبور کر سکتا تھالیکن یاداشت کھو بیٹھنے کے بعد اب وہ اس کے لئے بیکار ہو چکا تھا۔

بڑی دیر تک وہ فرش پر ٹہلتا رہا پھر اس نے اپنے جسم کو لباس کی قید سے آزاد کرنا شروع کر دیا اس کے چہرے پر اب بڑی بھیانک اور ہولناک سنجیدگی کا راج تھا چند لمحوں بعد اس کے جسم پر محض ایک لنگوٹی باقی رہ گئی اس نے کیبن کے دروازے کو اندر سے لاک کر کے الماری کھولی اور ایک بڑا چرمی تھیلا باہر نکال کرفرش پربیٹھ گیا چرمی تھیلے سے اس نے وہی سالخوردہ ہڈی نکالی جسے وہ ایک بار پہلے روپا کی آنکھوں میں شیش ناگ کا زہر منتقل کرنے کے سلسلہ میں استعمال کر چکا تھا' مردہ انسان کی ہڈی کے علاوہ اس نے ایک سفید گلوب نکال کر چھوٹی میز پر رکھ دیا پھر ہڈی کو ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ کر وہ میز پر رکھے ہوئے دودھیا گلوب پر نظریں جما کر فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اس کے ہونٹ کسی منتر کا جاپ پڑھنے لگے' ہونٹوں کی جنبش میں بتدریج تیزی پیدا ہوتی گئی شنکر کی پراسرار آنکھیں جیسے پتھرا گئی تھیں پلکیں جھپکائے بغیر وہ شیشے کے گلوب کو ٹکٹکی باندھے گھور رہا تھا پھر اس وقت اس کی

آنکھیں چمک اٹھیں جب اس نے گلوب کے اندر کسی پرچھائیں کو دھوئیں کی مانند ابھرتے اور لہراتے دیکھا اس نے ہونٹوں کی جنبش مزید تیز کر دی اس کی سحر انگیز نظریں بدستور گلوب کے اندر لہراتی پرچھائیوں کو دیکھ رہی تھیں جو آہستہ آہستہ ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہو رہی تھیں۔ کیبن میں پرہول خاموشی طاری تھی لیکن جب گلوب کے اندرلہراتی دھوئیں کی پرچھائیوں نے سمٹ کر ایک انسانی ہیولے کی شکل اختیار کرلی تو کہیں بہت دور سے کرب میں ڈوبی سسکیوں کی مدھم مدھم آوازیں بھی سنائی دینے لگیں۔

شنکر اپنی جگہ پوری طرح مستعد تھا' اس کے ہونٹ مشینی انداز میں متحرک تھے نگاہیں گلوب پر تھرتھراتے انسانی ہیولے پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر یکلخت شنکر نے ہاتھ میں دبی ہوئی انسانی جسم کی سالخوردہ ہڈی کو برق رفتاری سے بلند کیا اوربڑی تیزی سے گلوب کے اطراف دائرے کی شکل میں حرکت دینے لگا کرب میں ڈوبی سسکیوں کی آوازیں ایک لمحہ کے لئے تیز ہوئیں پھر گھٹتی چلی گئیں۔

"چمپا.............." اچانک شنکر نے سرسراتے ہوئے لہجے میں گلوب پر لرزتے کانپتے سائے پر نظریں جمائے ہوئے مدہم آواز میں کہا۔ "میں تیرا پریمی تجھ سے مخاطب ہوں .... کیا تو میری آواز سن رہی ہے۔"

"تو .... تو پریمی نہیں' راکھشش ہے.............." کیبن میں ایک نسوانی آواز کہیں دور سے ابھرتی ہوئی سنائی دی جس میں دنیا جہان کا کرب بھی شامل تھا۔ "بھگوان کے لئے .... مجھے آزاد کر دے۔"

"تو .... ابھی تک مجھ سے ناراض ہے۔ اپنے پریمی سے جس نے تیرے کارن اپنی جوانی برباد کر دی۔" شنکر نے زہریلے لہجے میں جواب دیا۔

"اس کی نظریں بدستور پرچھائیں پر مرکوز تھیں۔" میرے من میں جھانک کر دیکھ جہاں تیری سندر مورتی سجی ہوئی ہے۔"

"تو .... فریبی ہے دھوکے باز ہے .... بھگوان کے لئے مجھے آزاد کر دے .... میری آتما پر دیا کر' میں تجھ سے بنتی (درخواست) کرتی ہوں۔"

"میں دیکھ رہا ہوں چمپا رانی کہ تیری آتما بہت بیاکل ہے .... پر تو نے یہ نہیں پوچھا کہ میں نے آج تیری آتما کو کیوں یاد کیا ہے۔"

"میں .... ' اب تیری کوئی بات نہیں مانوں گی .... کوئی اچھا (خواہش) پوری نہیں کروں گی۔" چمپا کی روح کی آواز نے بے چینی سے کہا۔

"تو بھول رہی ہے چمپارانی' اس سے تو شنکر سے مخاطب ہے اورتو جانتی ہے کہ شنکر نے جیون میں کبھی نراش ہونا نہیں سیکھا۔" شنکر سپاٹ آواز میں بولا۔ "تجھے میری آگیا کا پالن کرنا ہوگا میرا حکم ماننا پڑے گا .... مجھے بتانا ہوگا کہ لوکارٹا کو کن لوگوں نے دیوانگی کی حالت سے دوچار کیا ہے .... بحری عقاب پر لوکارٹا کے علاوہ اور کتنے لوگ ہیں جو تیرے پریمی کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے سائے کی طرح منڈلا رہے ہیں..............." شنکر کے لہجے میں کرختگی بڑھتی گئی۔ "تجھے یہ بھی معلوم کرنا ہوگا کہ وہ کون ہے جو شنکر کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"شنکر .... تو نے پچھلی بار مجھے وچن دیا تھا کہ میری آتما کو دکھ نہیں دے گا۔" اس بار ابھرنے والی آواز میں درد کی کسک بھی شامل تھی۔ "میرے پاس سے کم ہے چمپا رانی .... جو کچھ میں نے کہا ہے اسے پورا کر .... یہ میرا حکم ہے۔" شنکر کا لہجہ تحکمانہ تھا۔ "انکار کی صورت میں کیا ہوگا تجھے معلوم ہے۔"

"ہاں .... میں جانتی ہوں۔" چمپا کی کپکپاتی آواز کیبن میں گونجی پھر گلوب پر لرزتا تھرتھراتا انسانی ہیولا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

شنکر بدستور اپنی جگہ جما بیٹھا رہا' اس کی آنکھوں میں ساحرانہ قوتوں کا رقص جاری تھا سال خوردہ ہڈی پر اس کی گرفت بدستور مضبوط تھی اسے یقین تھا کہ چمپا کی بے چین روح حسب دستور بہت جلد دودھیا گلوب پر نمودار ہو کر اسے تمام معلومات فراہم کر دے گی لیکن وقت تیزی سے گزرتا رہا اور وقت کے ساتھ ساتھ شنکر کی بے چنی میں بھی بتدریج اضافہ ہوتا گیا......!!



شنکر کی نگاہیں بدستور دودھیا گلوب پر مرکوز تھیں .... چمپا کی روح کی واپسی میں تاخیر باعث حیرت تھی' وقت کے ساتھ ساتھ شنکر کی بے چینی بھی بڑھتی جا رہی تھی........ اس سے پیشتر ایسا کبھی نہیں ہوا تھا........ اس نے جب بھی چمپا کی بے چین روح کو آواز دی تھی وہ حاضر ہو گئی تھی۔ اپنی ساحرانہ قوتوں کے ذریعے اس نے اپنی محبوبہ کی روح کو اپنے تابع کر رکھا تھا۔

وہ ہمیشہ شنکر کے اشاروں پر ناچتی رہی تھی کبھی اس کے حکم سے سرتابی کی جسارت نہیں کی تھی' شاید اس لئے کہ شنکر کی پراسرار قوتوں نے اسے پوری طرح اپنے جال میں پھانس رکھا تھا........ شعوری طور پر وہ شنکر کے دل و دماغ پر حکمرانی کرتی تھی لیکن لاشعوری طور پر وہ اس کی معمول تھی۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

شنکر کی اصلیت کا اظہار چمپا کو زندگی میں نہیں موت کے بعد ہی ہوا تھا جب اس کی بے چین روح بھی شنکر کی شیطانی قوتوں کے حصار میں مقید ہو کر رہ گئی تھی........ شنکر اسے خاص موقعوں پر انتہائی اہم ضرورت کے پیش نظر استعمال کرتا تھا' ہر بار وہ اس کے آگے ہاتھ باندھ کر التجا کرتی تھی کہ اس کی روح کو آزاد کر دے اور ہر بار شنکر نہایت عیاری سے اسے ٹال دیا کرتا تھا لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ چمپا کی روح نے اس کی کسی بات کو ماننے سے انکار کیا ہو۔

موجودہ مہم میں شنکر نے اس کی روح کو ایک بار اس وقت استعمال کیا تھا جب توشی کے مقابلے میں پرنس فیصل کو فتح سے ہمکنار کرانے کی خاطر اس کے تاش کے پتے تبدیل کرانے پڑے تھے' اس وقت بھی چمپا کی روح نے اس سے اپنی آزادی کی درخواست کی اور حسب دستور شنکر نے اسے بہت جلد آزاد کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔

کیبن میں گہرا سکوت طاری تھا........ شنکر کی الجھن آہستہ آہستہ وحشت میں تبدیل ہو رہی تھی' اچانک اس کے ہونٹ دوبارہ متحرک ہو گئے' ہاتھ بلند کر کے وہ سال خوردہ ہڈی کو فضا میں زور زور سے لہرانے لگا' اس کی آنکھیں دہکتے انگاروں کی طرح سرخ ہو

رہی تھیں اس کا جسم غصے کی شدت سے لرزنے لگا تھا۔ پھر اچانک اس نے گلوب کو گھورتے ہوئے ٹھوس لہجے میں کہا.........

"چمپا......... تجھے ہرقیمت پر میرے حکم کے آگے سر جھکانا ہو گا......... تو جہاں بھی ہے جس حالت میں بھی ہے پلٹ آ۔"

شنکر کی آواز بار بار ابھر رہی تھی......... کچھ دیر تک وہ ایک ہی جملہ دہراتا رہا' اس کے غیض و غضب میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا۔ پھر کیبن میں دبی دبی سسکیوں کی آوازیں ابھرنے لگیں......... یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی شدید کرب کی حالت سے دوچار ہے شنکر کی آنکھوں سے شعلے ابلنے لگے' اس کے ہاتھوں کی گردش تیز ہوگئی۔

"چمپا......... میری آگیا کا پالن کر نہیں تو میں تیری آتما کو ایسا کشٹ دوں گا کہ جنم کی آگ بھی کپکپا اٹھے گی۔"

"نہیں شنکر نہیں......... میں بنتی کرتی ہوں' مجھے آزاد کر دے۔" کیبن میں چمپا کی روح کی کربناک آواز ابھری۔

"کلنکنی ...." شنکر کا لہجہ خونخوار ہو گیا' گلوب کو بدستور گھورتے ہوئے بولا۔ "میری نگاہوں کے سامنے آ کر بات کر۔"

"مجھے مجبور نہ کر......... تجھے دیوی دیوتاؤں کا واسطہ اپنے ارادے سے باز آ جا........."

"سوچ لو' اگر تو نے میرا کہا نہ مانا تو تیری آتما کو جلا کر بھسم کر دوں گا۔"

"تجھے میرے پیار کی سوگند......... اپنی ضد چھوڑ دے........." چمپا کی آواز میں اس بار التجا تھی۔ "کالی شکتیاں تیری گھات لگائے بیٹھی ہیں' سے برباد نہ کر' میں بنتی کرتی ہوں......... واپس پلٹ جا۔ اسی میں تیری مکتی ہے۔"

"سمجھ گیا........." شنکر کسی زہریلے ناگ کی طرح بل کھا کر بولا۔ "میری طاقتوں نے تیرا راستہ روک رکھا ہے۔"

جواب میں سسکیوں کی آواز بلند ہوئی تو شنکر کے ہاتھ کی گردش یکلخت تھم گئی' سالخوردہ ہڈی کو سر سے بلند کر کے اس نے گلوب کو حقارت سے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا تو چاہتی ہے کہ میں اس کانچ کے برتن کو توڑ کر سارے سمبندھ ختم کر دوں۔"

"نہیں......... نہیں' بھگوان کے لئے ایسا نہ کرنا۔"

"پھر میرے سوال کا جواب دے........." شنکر نے فیصلہ کن آواز میں دریافت کیا......... "لوکارٹا کی سوچ بچار کی قوتوں کو کس نے ختم کیا ہے۔"

"ایک سندری نے........." چمپا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ وہ بھی اسی جہاز پر سفر کر رہی ہے۔"

"سندری........." شنکر نے ہونٹوں پر زبان لہراتے ہوئے کہا۔ "اس کا شبھ نام کیا ہے......... کیا وہ اکیلی ہے یا اس کے دوچار ساتھی اور بھی ہیں؟"

وہ اکیلی نہیں ہے......... دو منش بھی اس کے ساتھ ہیں۔"

"مجھے بتا چمپا' ان کے نام کیا ہیں........."

"ان کے نام........." ایک پل کی خاموشی کے بعد چمپا نے بدستور سپاٹ آواز میں کہا۔ "ان کے نام تجھے لوکارٹا ہی بتا سکتا ہے لیکن اس کی کھوپڑی میں گھور اندھیارے ناچ رہے ہیں۔"

شنکر یکلخت چونک اٹھا' اس نے گلوب سے نظر ہٹا کر تیزی سے کیبن میں چاروں طرف یوں نظر دوڑائی جیسے وہاں اس کے علاوہ کچھ دوسری قوتیں بھی موجود ہوں' کچھ دیر تک وہ خاموش رہا پھر اچانک اس کے تیور خطرناک ہو گئے' گرج کر بولا۔

"مورکھ......... تو شنکر کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"ہاں ...." چمپا کی لرزتی آواز ابھری۔ "میں نہیں چاہتی کہ تو اس سفر کو جاری رکھے۔"

"کارن (وجہ)؟"

"مانا کہ تو مہان شکتیوں کا مالک ہے' پرنتو تیری آنکھیں وہاں تک نہیں دیکھ سکتیں جہاں تک میں دیکھ رہی ہوں۔"

"کیا دیکھ رہی ہیں تیری آنکھیں ...." شنکر نے سرسراتے لہجے میں دریافت کیا۔

"روشنی .... بہت دور تک روشنی ہی روشنی پھیلی ہے' تو ان روشنیوں میں ڈوبا سرپٹ بھاگ رہا ہے۔ تیز تیز .... تجھے وشواس ہے کہ تو اپنے ارادوں میں اوش کامیاب ہو گا .... پر .... یہ تیری بھول ہے' روشنیوں کے آگے اندھیروں کی ایک دیوار بھی ہے جسے تیری نظریں نہیں دیکھ سکتیں .... میں تجھے ان اندھیروں سے بچانا چاہتی ہوں' میں نے تیری خاطر اپنا سب کچھ لٹا دیا ہے' زندگی' جوانی' اور

جوانی کے تمام سندر سپنے تیرے چرنوں پر بلیدان کر دیئے ہیں .... تو نے میرے ساتھ ہمیشہ دھوکا کیا ہے .... میرے سپنوں کو اپنے پیروں تلے روندا ہے لیکن میں تجھے ان اندھیروں سے دور رکھنا چاہتی ہوں .... میری بات دھیان سے سن نکا' اگر تو نے میرا کہا نہ مانا تو سارا جیون ہاتھ ملتا رہے گا تیری کالی شکتیاں' تیرے جنتر منتر سب دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔"

چمپا کی آواز کیبن میں گونج رہی تھی .... "آج تو دوسروں کو اپنے اشاروں پر نچا رہا ہے .... دیوی دیوتاؤں نے جو شکتیاں تجھے دان کی ہیں ان کی چمک دمک نے تجھے گھمنڈی بنا دیا ہے' تو اونچا اڑنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن .... کل کیا ہونے والا ہے یہ تو نہیں دیکھ سکتا .... کاش میں تجھے بتا سکی کہ جن راستوں پر تو بھاگ رہا ہے ان کا انت کہاں ہوگا' اب بھی سمے ہے' میرا کہا مان لے' واپس پلٹ جا شنکر .... میں بنتی کرتی ہوں۔"

"اور میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ میری نگاہوں کے سامنے آ کر بات کر۔"

شنکر نے اپنا جملہ ادا کرکے دودھیا گلوب کی سمت دیکھا جہاں پرچھائیاں ایک بار پھر دھویں کی شکل میں نمودار ہو کر تیزی سے ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہو رہی تھیں' شنکر کی نگاہیں گلوب پر جمی رہیں پھر دھویں نے ایک انسانی ہیولے کی شکل اختیار کی تو اس کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی' سال خوردہ ہڈی کو تیزی سے گلوب کے اوپر تین بار دائرے کی صورت میں گردش دینے کے بعد اس نے حقارت بھری آواز میں کہا

"...............

"کلنکنی .... تو شنکر کو ڈرانے کی کوشش کر رہی تھی۔"

"پاپی' یہ تیرا خیال ہے کہ تو اپنے ارادوں میں سپھل (کامیاب) ہوجائے گا۔" چمپا کی آواز گلوب سے پھوٹتی محسوس ہوئی۔ "ایک بات اور دھیان سے سن لے مورکھ' آج تیرا ادھیکار (اختیار) بھی چمپا کی آتما سے ختم ہو جائے گا۔"

"اچھا ...." شنکر نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا "تو اب شنکر سے مقابلہ کرے گی۔"

"سمے برباد نہ کر پاپی .... تجھے جو پوچھنا ہے جلدی پوچھ لے۔" چمپا کی روح نے بیزاری سے کہا۔

گلوب پر انسانی ہیولا اضطرابی کیفیت سے دوچار نظر آ رہا تھا۔

"لوکارٹا کی بربادی کا ذمہ دار کون ہے ...." شنکر نے سنجیدگی اختیار کرلی۔

"وہی پر اسرار طاقتیں جو پرنس فیصل کو اس سفر سے روکنا چاہتی ہیں۔" چمپا کی روح کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"تو نے کسی سندری کا ذکر کیا تھا۔"

"اس کا نام مونیکا ہے جو اپنے ساتھی رابسن کے ساتھ سفر کررہی ہے۔"

"کیا کوئی اور بھی ان دونوں کی سہائتا کر رہاہے۔"

"ہاں .... اس کا نام سکندر ہے جس نے بحری عقاب کی روانگی سے پہلے بٹلر کی ملازمت اختیار کی ہے۔"

"کیا لوکارٹا کی یاداشت واپس لوٹ آئے گی۔"

"میں وشواس کے ساتھ نہیں بتا سکتی"۔ روح نے سرد آواز میں جواب دیا۔

"تو نے روشنی کے اس پار گھپ اندھیروں کا ذکر کیا تھا۔" "شنکر نے گہری سنجیدگی سے سوال کیا۔ "مجھے بتا کہ تو نے وہاں کیا دیکھا تھا۔"

"نہیں .... میں تجھے ان اندھیروں کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی۔"

"کیا .... کیا تو میرے حکم سے انکار کرے گی۔"

"میں اب جارہی ہوں شنکر .... ہمیشہ کے لئے 'نیلے امبر کے اس پار جہاں سے دھرتی کی کوئی شکتی میری آتما کو واپس نہیں بلا سکتی۔"

"یہ تو کہہ رہی ہے .... شنکر ۔۔" شنکر نے گلوب پر بل کھاتی پرچھائیں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تیری بھول ہے مورکھ کہ تو نے میری آتما کو ہمیشہ کے لئے قید کرلیا ہے .... آج میں نے کالی کا شبھ نام لے کر اپنی آتما کی رہائی کی بھکشا مانگی تھی .... کالی نے میری بنتی سویکار کر لی ہے .... آج میرا تیرا ناتا ٹوٹ رہا ہے' میں جارہی ہوں .... ہمیشہ کے لئے۔"

پھر گلوب پر نظر آنے والی پرچھائیں سیمابی انداز میں تڑپنے لگی' شنکر نے کچھ سوچ کر سالخوردہ ہڈی کو اوپر اٹھانا چاہا لیکن اس سے پیشتر کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوتا لرزتی بل کھاتی پرچھائیں دھواں بن کر فضا میں تحلیل ہو گئی۔

شنکر پھٹی پھٹی نگاہوں سے گلوب کو گھور رہا تھا .... اس کے کانوں میں چمپا کے آخری جملے صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے لیکن وہ جانتا تھا کہ "کالی دیوی" کی

لازوال قوتوں سے ٹکرانا اس کے بس کی بات نہیں ہے .... وہ کالی کا داس تھا' اس
کا سیوک تھا' اس کی مہان شکتی کے آگے سر جھکانا اور ڈنڈوت کرنا اپنا دھرم سمجھتا تھا
.... کالی کے سامنے سر جھکا کر اس نے بہت ساری قوتیں حاصل کی تھیں' وہ آج
جو کچھ بھی تھا اس میں کالی کی مہربانیوں کو بھی بہت زیادہ دخل تھا .... وہ محض چھپا
کو اپنے تابع رکھنے کی خاطر کالی کی کالی قوتوں سے مخالفت نہیں مول لینا چاہتا تھا' وہ جانتا تھا
کہ یہ سودا اسے بہت مہنگا پڑے گا ....

خاصی دیر تک وہ فرش پر بیٹھا خلاؤں میں جھانکتا رہا پھر اس کے ذہن کے پردوں پر روپا
کا حسین عکس ابھر آیا' روپا جسے شنکر نے بے پناہ ایسی قوتوں کا مالک بنا رکھا تھا جس کا علم اس
کے سوا کسی اور کو نہیں تھا .... خود روپا بھی اپنے وجود کے اندر مخفی قوتوں سے
لاعلم تھی۔

روپا کے تصور کے ذہن میں ابھرتے ہی شنکر کے چہرے کا تناؤ بتدریج کم ہونے لگا پھر
اس نے آنکھیں بند کرلیں اور روپا کے حسین وجود کو دیکھنے لگا جو اپنے کیبن میں شب خوابی
کے لباس میں ملبوس دنیا و مافیہا سے بے خبر محو خواب تھی' اس کی آنکھوں کے پپوٹے اس
وقت بھی نیلے دکھائی دے رہے تھے' یہ میک اپ کا نہیں شیش ناگ کے قاتل زہر کا کمال
تھا' شنکر کی خواہش پر دیوی دیوتاؤں نے روپا کی آنکھوں میں ایسی زہریلی تاثیر پیدا کر دی تھی
کہ اگر وہ کسی کو قہر بھری نظروں سے گھورے تو وہ زمین پر لوٹ پوٹ کر اس کے قاتل زہر
کا شکار ہو جائے' کچھ اور بھی پراسرار قوتیں تھیں جو روپا کے خوبصورت وجود میں پنہاں
تھیں۔

شنکر آنکھیں بند کئے روپا کے حسین سراپا کا جائزہ لیتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کی شیطانی
قوتیں دبے قدموں روپا کی سمت بڑھنے لگیں ....!

مونیکا بظاہر خود کو لاپروا ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کی نظریں بار بار
را.سن کی جانب اٹھ رہی تھیں جو کسی گہری سوچ میں مستغرق نظر آ رہا تھا' بڑی دیر سے وہ
ایزی چیئر پر بیٹھا کیبن کی چھت کو یوں گھورے جا رہا تھا جیسے نوشتہ تقدیر پڑھنے کی کوشش کر
رہا ہو' مونیکا خاصی دیر تک اسے نگاہوں نگاہوں میں تولتی رہی پھر وہ چپ نہ رہ سکی' ہاتھ میں

دبے رسالے کو ایک سمت اچھالتے ہوئے اس نے را.سن کو مخاطب کیا۔

"کیا آج رات تمہارا سونے کا ارادہ نہیں ہے۔"

"خیریت ...." را.سن نے سنجیدگی سے مونیکا کی جانب دیکھا پھر بولا "کیا
تمہارا دل رسالے کے مطالعے سے اکتا گیا۔"

"اس وقت رات کے ساڑھے دس بج رہے ہیں۔"

"روز ہی بجتے ہیں۔" را.سن نے معصومیت سے جواب دیا۔ "آج کوئی انوکھی بات
نہیں ہے۔"

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ تم اتنی دیر سے چپ چاپ بیٹھے کیا سوچ رہے تھے۔"

"خوبصورت اور حسین چہرے اور گداز جسم را.سن کی کمزوری ضرور ہیں لیکن اتنے
بھی نہیں کہ انہیں موت پر ترجیح دی جائے۔"

میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔" مونیکا نے وضاحت طلب نظروں سے کہا۔

"مطلب بہت واضح اور صاف ہے۔" را.سن شانے اچکاتے ہوئے بولا۔ "اگر تمہارا
خیال ہے کہ میں اس وقت روپا کے حسین تصور سے کھیل رہا تھا تو میں نہایت سختی سے
تمہارے خیال کی تردید کرتا ہوں۔"

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو تم لوکارنا کے سلسلے میں فکرمند ہو۔" مونیکا نے ایک
سگریٹ سلگا کر اس کا طویل کش لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ وہ ایک طویل عرصے تک دیوانگی اور جنون کی کیفیتوں سے دوچار
رہے گا لیکن اس کے باوجود میں اس بات سے متفق نہیں تھا کہ اسے بلاوجہ زندہ رکھا
جائے۔" را.سن نے کہا۔ "سنگین حالات میں میرا پہلا اصول یہی ہے کہ شارٹ کٹ والا
راستہ اختیار کیا جائے .... سکندر نے بھی تمہیں یہی مشورہ دیا تھا کہ اسے موت
کے گھاٹ اتار کر سمندر میں پھینک دیا جائے۔"

"لوکارنا کی اچانک گمشدگی بھی بحری عقاب کے مسافروں کو فکرمند کر سکتی تھی۔"
مونیکا نے جواز پیش کیا۔

" اور اب تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا جہاز کے مسافر ایک پاگل جنونی کو اپنے درمیان زندہ
دیکھ کر سکون کی نیند سو رہے ہوں گے؟"

"جو ہونا تھا ہو چکا۔" مونیکا تیزی سے بولی۔ "اوپر سے صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ اس
کی زبان ہمیشہ کیلئے بند کر دی جائے۔"

"جانِ من ...." اچانک را۔سن نے مونیکا کی طرف خوبصورت آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ ہمیں اوپر سے کون احکامات دے رہا ہے۔"

"جرائم کی دنیا میں دولت کے حصول کو سب سے زیادہ فضیلت دی جاتی ہے۔" مونیکا نے دھواں اڑاتے ہوئے کہا۔ "مائی ڈیئر را۔سن' کیا تم اس بات سے انکار کرو گے کہ موجودہ مہم میں ہمیں پہلی بار منہ مانگی رقم کی ادائیگی ہوئی ہے جب کہ رقم کے مقابلے میں ہمیں جو کام سونپا گیا ہے وہ زیادہ اہم نہیں ہے۔"

"میرا خیال تمہارے اندازے کے برعکس ہے ...."

"وہ کیا ...."

"محض دو مسافروں کو سفر سے باز رکھنے کے لئے اس قدر پیچیدہ اوردشوار راستہ کس مقصد کے لئے اختیار کیاگیا ہے۔" را۔سن نے سنجیدگی سے کہا پھراٹھتے ہوئے بولا۔

"بھاری بھاری رقموں کے عوض چار آدمیوں کی خدمات حاصل کرنا کیا تمہارے نزدیک حماقت نہیں؟ کیا صرف لوکارنا ان دونوں کے لئے کافی نہیں تھا؟"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہم سب کو کسی خاص وجہ سے بے یک وقت استعمال کرنا ضروری سمجھا گیا ہو؟"

"ہم جس راستے کے کھلاڑی ہیں وہاں مفروضوں سے زیادہ عقل کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔" را۔سن نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا پھر قدرے الجھتے ہوئے بولا۔ "بات اگر سمندری سفر کی نہ ہوتی تو ہم اپنا فیصلہ بدلنے کے لئے بھی آزاد تھے لیکن موجودہ حالات میں کیا بحری عقاب ہمارے لئے اس چوہے دان جیسا نہیں جس میں ہاتھ پیر آزاد ضرور ہوتے ہیں لیکن فرار کے تمام راستے مسدود کر دیئے جاتے ہیں۔"

"تم .... تم شاید مجھے خوفزدہ کرنے کی کوش کر رہے ہو۔" مونیکا نے پہلی بار کسی نادیدہ خطرے کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"سکندر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

را۔سن نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سوال کیا۔

"آئی سی..............." مونیکا نے کہا "تم تم ابھی تک سکندر کے بارے میں پریشان ہو۔"

"ہاں............... میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلی فرصت میں سکندر کو ٹھکانے لگا دینا

چاہیے۔" را۔سن فیصلہ کن انداز میں بولا۔

"نہیں..............." مونیکا تیزی سے بولی۔ "تم ایسی کوئی حماقت نہیں کرو گے جو تاریکی میں ہماری موت کا سبب بن جائے' تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے مشورے کے بغیر کوئی اقدام نہیں کرو گے۔"

"اس وقت مجھے حالات کی سنگینی کا اندازہ نہیں تھا۔" را۔سن نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن مجھے افسوس ہے کہ اب میں تمہارے مشورے پر عمل نہیں کر سکتا۔"

"تم سکندر کو اس قدر اہمیت کیوں دے رہے ہو۔"

"ہم سیکنڈ کلاس میں' ایک ہی کیبن میں' ایک ساتھ سفر کر رہے ہیں جبکہ سکندر کی حیثیت ایک بٹلر کی سی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ موجودہ مہم میں وہ ہم سے زیادہ بااختیار اور اہمیت کا حامل ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ بحری عقاب پر سکندر کے علاوہ ایسی کوئی شخصیت اور بھی ہو جو ابھی تک ہمارے علم میں نہ آ سکی ہو۔"

"گڈ..............." را۔سن نے خوشی کا اظہار کیا۔ "میں بھی ان ہی خطوط پر غور کر رہا ہوں ....اور حالات کے پیش نظر..............."

اچانک لوکارنا والی چین پر جھینگر کی ٹرٹراہٹ کا مخصوص سگنل موصول ہونا شروع ہوا تو را۔سن نے خاموشی اختیار کر لی .... مونیکا نے جلدی سے لپک کر دراز سے وہ چین نکالی جس میں رنگ کے درمیان گوریلے کی شبیہ موجود تھی' ایک ثانئے تک وہ گہری نظروں سے گوریلے کو تکتی رہی پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر گوریلے کے ابھرے ہوئے سینے کو آہستہ سے دبا دیا' دوسرے ہی لمحے کسی مرد کی ٹھوس اور پاٹ دار آواز ابھرنے لگی۔

"ہیلو...............ہیلو............... ایس ٹو' کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟"

"ہیلو............... ایس ٹو' اٹینڈنگ۔" مونیکا نے تھوڑے توقف کے بعد مدہم لہجے میں جواب دیا۔

"کوڈ...............۔"

"گوریلا..............."

"میری بات غور سے سنو' لوکارنا کے سلسلے میں تم نے حماقت کا مظاہرہ کیا ہے' میں نے تمہیں اس کی زبان ہمیشہ کے لئے بند کر دینے کا حکم دیا تھا لیکن وہ ابھی تک زندہ ہے............... پہلی فرصت میں اسے ختم کر دو لیکن احتیاط سے اگر تم لوگوں نے پھر

حماقت کی تو تمہارا انجام بھی لوکارنا سے مختلف نہیں ہو گا۔"

"لوکارنا بحری عقاب کے عملے کی نگرانی میں ہے' فی الحال اسے ٹھکانے لگانا مناسب نہیں ہو گا' میرا خیال ہے کہ ـــــــ"

"میں تمہیں حکم دے رہا ہوں' مشورہ نہیں طلب کر رہا ـــ" دوسری جانب سے سرد آواز میں کہا گیا۔ "لوکارنا کو ختم کرنے کے بعد تمہارا کام صرف اپنے کیبن تک محدود رہنا ہو گا.............. غفلت کا نتیجہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے ـــ اوور اینڈ آل۔"

دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا' مونیکا نے سنجیدگی سے را.سن کی جانب دیکھا جو اس وقت بھی کسی گہری سوچ میں غرق تھا...... اس کی نگاہوں میں ابھرنے والی چمک اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ کسی خاص نتیجے پر پہنچ چکا ہے۔

"تم نے شاید ٹھیک ہی سوچا تھا۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "ہمیں لوکارنا کو پہلے ہی ختم کر دینا چاہیے تھا۔"

"میں اب بھی جو کچھ سوچ رہا ہوں وہ بھی درست ہو سکتا ہے۔"

"کیا مطلب..............؟"

"مطلب صاف ہے مائی ڈیئر..............." را.سن نے مونیکا کو اشارے سے خاموش رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں اوپر سے ملنے والی ہدایت کے مطابق ہر حال میں لوکارنا کا پتا صاف کرنا ہو گا۔"

"اور اگر ہم جہاز کے عملے کی نگاہوں میں آگئے تو ـــ" مونیکا نے را.سن کے اشارے پر کسی انجانے خطرے کی بو محسوس کرتے ہوئے کہا پھر جلدی سے میز کے دراز سے رائٹنگ پیڈ اور بال پن نکال کر را.سن کے قریب چلی گئی' اس نے کاغذ پر جلدی سے لکھا۔ "کیا تم کوئی خطرہ محسوس کر رہے ہو..........؟"

"ہمیں تھوڑا بہت رسک تو لینا ہی پڑے گا۔" را.سن نے سنجیدگی سے کہا پھر اس نے جواب میں لکھا۔ "مجھے شبہ ہے کہ جس شخص نے ابھی ہم سے رابطہ قائم کیا تھا وہ اسی جہاز پر موجود ہے اور آواز بدل کر بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"سوچ لو' ہم کسی نئی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں۔" مونیکا نے کہا پھر را.سن کے ہاتھ سے قلم لے کر لکھنے لگی۔ "کیا تمہارا شبہ سکندر پر ہے ـــ"

"مصیبت سے کھیلنا را.سن کا پسندیدہ شوق ہے' تم پریشان مت ہو' اب لوکارنا کو ٹھکانے لگانے کی ذمے داری میں قبول کرتا ہوں۔" را.سن نے لاپروائی سے جواب دیا پھر پیڈ

پر لکھا۔ "وہ سکندر کے علاوہ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے' بہرحال اب ہمیں گفتگو کرتے وقت بھی پوری طرح محتاط رہنا پڑے گا۔"

"مجھے تمہاری صلاحیتوں پر اعتماد نہ ہوتا تو اپنے ساتھ کیوں شامل کرتی' پھر بھی میرا مشورہ ہے کہ جو قدم بھی اٹھانا بہت سوچ سمجھ کر اٹھانا' جلدبازی میں کئے گئے فیصلے اکثر نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔"

"بہت خوب........ گویا اب تم را.سن کو بھی مشورہ دینے کے قابل ہو گئیں۔" را.سن کے لہجے میں طنز تھا' اپنا جملہ ادا کرنے کے ساتھ ہی اس نے پیڈ پر ایک آخری ہدایت تحریر کی۔ "میں کچھ دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں........ تم کیبن تک ہی محدود رہنا' میری غیرموجودگی میں اگر دوبارہ رابطہ قائم کیا جائے اور میرے بارے میں پوچھا جائے تو تم کوئی مناسب بہانہ کر دینا' میں جلدی واپس آنے کی کوشش کروں گا۔"

"میرا خیال ہے کہ جو فیصلہ باہمی مشورے سے کیا جائے وہ زیادہ کارآمد ثابت ہو گا۔" مونیکا نے را.سن کی تحریر پڑھتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ "کیا تم یہ بتانا پسند کرو گے کہ تم نے لوکارنا کو ٹھکانے لگانے کے سلسلے میں کیا سوچا ہے................"

"سوری مائی ڈیئر..............." را.سن نے قدرے بلند آواز میں جمائی لیتے ہوئے کہا۔ "اس وقت میری آنکھیں نیند کے خمار سے بوجھل ہو رہی ہیں' باقی باتیں صبح ہوں گی..............ـــ شب بخیر۔"

را.سن نے جملہ مکمل کرنے کے بعد خاموشی سے آگے بڑھ کر تکیے کے نیچے سے اپنا ریوالور نکال کر جیب میں رکھا پھر کیبن کا دروازہ نہایت آہستگی سے کھول کر باہر نکل گیا۔

مونیکا کی آنکھوں میں پہلی بار تفکرات کے سائے منڈلاتے نظر آ رہے تھے!

○

روپا کی آنکھوں کے پپوٹے یوں رہ رہ کر کپکپا رہے تھے جیسے اس کی گہری اور پرسکون نیند میں کوئی خلل پیدا ہو رہا ہو' دو تین بار اس نے بستر پر بے چینی کی حالت میں دائیں بائیں کروٹ بدلی پھر کسمساتی ہوئی اٹھ بیٹھی' ایک ثانئے تک پھٹی پھٹی نظروں سے خلاء میں گھورتی رہی۔ پھر بستر سے اتر کر نپے تلے قدم اٹھاتی باتھ روم تک گئی جہاں اس کا ریشمی ڈریسنگ گاؤن لٹکا ہوا تھا' اس نے شب خوابی کے لباس پر ڈریسنگ گاؤن پہنا پھر خاموشی سے دروازہ کھول کر کیبن سے باہر نکل گئی۔

اس وقت رات کے گیارہ کا عمل تھا' فرسٹ کلاس کے کیبن کے سامنے کی راہداری

بالکل سنسان تھی البتہ سمندری لہروں کا ہلکا ہلکا شور فضا میں بلند ہو رہا تھا' روپا نے کیبن سے باہر آکر دروازہ بند کیا پھر راہداری عبور کرتی ہوئی اس حصے کی جانب پہنچ گئی جہاں سے بل کھاتی سیڑھیاں جہاز کی تیسری منزل تک چلی گئی تھیں' سیڑھیوں کے قریب وہ ایک لمحے کو رکی' گردن گھما کر اس نے اطراف کا جائزہ لیا' شاید وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا' اپنا اطمینان کر لینے کے بعد وہ سیڑھیاں طے کرتی ہوئی بحری عقاب کے تھرڈ فلور پر آگئی' اب اس کا رخ اسموک روم کی سمت تھا۔

اس وقت روپا کے چلنے کا انداز عام حالت سے قطعی مختلف اور پراسرار تھا' وہ گردن کو ایک ذرا بھی خم دیئے بغیر جسم کو اکڑائے ناک کی سیدھ میں آگے بڑھ رہی تھی .... اس کی آنکھیں پوری طرح کھلی ہوئی تھیں لیکن ان میں زندگی کا کوئی احساس' کوئی تازگی اور کسی قسم کا کوئی تاثر نہیں تھا' ایک عجیب سی پراسرار غنودگی اور ویرانی جھلک رہی تھی' اس کا چہرہ بھی کسی قسم کے اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا' ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی جیتی جاگتی حسین عورت نہیں بلکہ گوشت پوست کا بنا ہوا ایک خوبصورت روبوٹ تھی جسے کوئی شخص دور بیٹھا ریموٹ کے ذریعے کنٹرول کر رہا تھا' وہ پوری طرح خواب بیداری کی بھرپور کیفیتوں سے دو چار نظر آ رہی تھی۔

اسموک روم سے نکلنے والے دو غیر ملکی مسافر جو نشے میں دھت تھے تنہائی میں ایک حسین عورت کو دیکھ کر رک گئے' ایک نے مدہم سروں میں سیٹی بجائی دوسرے نے اپنی لڑکھڑاتی زبان میں روپا کو دعوت دی لیکن اس وقت بھی وہ دونوں کی طرف کوئی توجہ دیئے بغیر مشینی انداز میں قدم اٹھاتی ان کے قریب سے گزر گئی۔ اسموک روم کے پاس پہنچ کر اس نے اپنا رخ تبدیل کیا' اب اس کے قدم سوئمنگ پول کی سمت بڑھ رہے تھے جس کے عقب میں ڈائننگ ہال اور اس کے بائیں جانب کچھ فاصلے پر سیکنڈ کلاس کے کیبن بنے ہوئے تھے' ابھی وہ سوئمنگ پول کے ساتھ ساتھ بل کھاتے عقبی راستے پر تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ کسی نے اچانک اس کے سامنے آکر اس کا راستہ روک لیا۔

"ہیلو..............." راستہ روکنے والے نے جو را بسن کے سوا کوئی اور نہیں تھا روپا کو مخاطب کیا۔ "اتنی رات گئے ــــــ تنہا کہاں جا رہی ہو؟"

روپا کی آنکھوں کی پتلیوں کو پہلی بار جنبش ہوئی' اس نے را بسن کو غور سے دیکھا لیکن اس کی آنکھیں یا چہرہ اس وقت بھی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھے' وہ خالی خالی سپاٹ نظروں سے را بسن کو گھورتی رہی۔

"اگر آپ کو میری مداخلت بری لگی ہو تو معافی کا خواست گار ہوں۔" را بسن نے انکساری سے کام لیا لیکن اس کی للچائی ہوئی نظریں بدستور روپا کے خوبصورت وجود پر منڈلاتی رہی تھیں۔

"نہیں مسٹر را بسن۔" روپا کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی' اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے اس وقت آپ ہی کی تلاش تھی۔"

"اوہ .... آپ شاید مجھ سے مذاق کر رہی ہیں۔"

"جی نہیں ....۔ میں سنجیدہ ہوں۔" وہ بدستور سپاٹ آواز میں بولی۔ "اگر آپ نہ ملتے تو مجھے دشواریاں بھی پیش آ سکتی تھیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔" را بسن نے اس کے چہرے کی بے رونقی اور لہجے کے کھردرے پن کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو آپ اس وقت کچھ پریشان دکھائی دے رہی ہیں۔"

"ہاں .... میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گی۔"

"کیا میں آپ کے کسی کام آ سکتا ہوں۔" را بسن نے بڑی اپنائیت کا اظہار کیا۔

جواب میں روپا نے کچھ نہیں کہا' آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر مشینی انداز میں قدم بڑھاتی ہوئی اس حصے کی جانب آ گئی جہاں اسٹور روم بنے ہوئے تھے' اسٹور روم کے عقب میں ریلنگ کے ساتھ ساتھ اسٹول نما تختے عرشے کے ساتھ فٹ تھے' یہ حصہ چونکہ ملازموں اور کچھ روم اسٹاف کے لئے وقف تھا اس لئے اس وقت وہاں گہرا سناٹا طاری تھا' سمندر کی لہروں سے اٹھنے والی آواز فضا میں موسیقی بکھیر رہی تھی' روپا ایک اسٹول کے قریب پہنچ کر رک گئی' اس نے را بسن کی سمت دیکھا جو اس کے قرب سے پوری طرح مدہوش نظر آ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ آج کی رات میری زندگی کی حسین ترین راتوں میں شمار ہو گی۔"

"مسٹر را بسن...............۔" روپا نے اس کے خوابناک انداز گفتگو کو نظر انداز کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ "کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ اتنی رات گئے آپ کس ارادے سے اپنے کیبن سے باہر نکلے تھے۔"

"کسی اور کو قتل کرنے کا ارادہ تھا لیکن خود آپ کی نگاہوں کا شکار ہو گیا۔" را بسن نے شاعرانہ انداز اختیار کیا۔

"کیا آپ کو میری آنکھیں بہت زیادہ پسند ہیں؟"

"ہاں .... شاید ان ہی آنکھوں کے لئے کسی شاعر نے کہا تھا کہ تمہاری نیلی نیلی بدمست آنکھیں اس گہری جھیل کی مانند ہیں جن میں ڈوب ڈوب جانے کو دل چاہتا ہے۔" را.سن پوری طرح ترنگ میں تھا۔

"آج میں آپ کو اجازت، دیتی ہوں .... دل بھر کر میری آنکھوں میں جھانک لیجئے۔"

را.سن کو اپنی قوت سماعت پر شبہ ہو رہا تھا' روپا جیسی حسین اور خوبصورت دوشیزہ رات کے اس سناٹے میں اچانک اس پر اس قدر مہربان ہو جائے گی' اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا' اس نے جسارت سے کام لیا' روپا کا بازو تھام کر اسے اپنے سامنے کر لیا پھر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کے دل کی گہرائیوں میں اترنے کی کوشش کرنے لگا لیکن پھر ایسا محسوس ہوا جیسے وہ پوری طرح ان پراسرار آنکھوں کے سحر میں گرفتار ہو رہا ہے' را.سن نے اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا' اس کے دل کی دھڑکنیں اور نبض کی رفتار تیز ہونے لگی۔

روپا پھٹی پھٹی نگاہوں سے را.سن کو گھورتی رہی تھی پھر ان آنکھوں میں قہر کی کیفیت ابھرنی شروع ہوئی تو را.سن کو اپنا تنفس گھٹتا محسوس ہو رہا تھا پھر اچانک اس کے نبض کی رفتار تھمنے لگی' اسے شدید گھٹن کا احساس ہوا' دونوں ہاتھ بلند کر کے اس نے اپنے چکراتے وجود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن پھر یکلخت کسی بے جان بت کی مانند لڑکھڑا کر فرش پر گرا اور چند لمحوں میں لوٹ پوٹ کر ٹھنڈا ہو گیا۔

روپا خاموش کھڑی کچھ دیر تک خلاء میں گھورتی رہی پھر ایک اسٹول کے قریب جا کر وہ فرش پر چاروں خانے چت لیٹ گئی' اس کی ویران آنکھیں آسمان کے دور پار خلاؤں میں جھانکتی رہیں پھر اس نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں بند کر لیں' چند لمحوں بعد اس کی سانس کی رفتار سے پیدا ہونے والے سینے کا زیروبم بھی تھم کر رہ گیا' وہ کسی اکڑی ہوئی بے جان لاش کی مانند عرشے پر کھلے آسمان کے نیچے پڑی تھی۔

وقت کی رفتار کچھ دیر کے لئے جیسے بند ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر را.سن کسمسانے کے بعد یوں آنکھیں ملتا ہوا اٹھا جیسے کچی نیند سے بیدار ہوا ہو------ اس نے ایک نظر اطراف پر ڈالی پھر نہایت پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا' روپا کے اکڑے ہوئے جسم کی طرف توجہ دیئے بغیر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ڈائننگ ہال کی طرف گیا پھر دیکھے بھالے راستوں سے گزرتا ہوا بحری عقاب کے سیکنڈ فلور پر واقع ان کیبنوں تک پہنچ گیا جو جہاز کے عملے کے لئے مخصوص

تھے۔ دوسری منزل اکنامی کلاس کے مسافروں کے لئے تھی اس لئے راستے میں اس کا سامنا کچھ مسافروں سے بھی ہوا لیکن کسی نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ ایک مخصوص انداز میں چلتا ہوا وہ کیبن نمبر گیارہ کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ اس نے الٹے ہاتھ سے دروازے پر دستک دی دو تین بار تھوڑے تھوڑے وقفے سے دستک دینے کے بعد اندر سے کسی کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے----"

"دروازہ کھولئے پلیز................ مجھے آپ سے ایک بہت ضروری کام ہے۔"

را.سن نے مدہم آواز میں کہا لیکن اس کا لب ولہجہ حیرت انگیز طور پر روپا کے لب ولہجے سے سو فیصد ملتا جلتا تھا۔

"کام کی نوعیت کیا ہے................" اندر سے دریافت کیا گیا۔

"اگر آپ کا نام سکندر ہے تو پلیز دیر نہ کریں------" را.سن نے روپا کی آواز میں کہا۔ "مجھے مونیکا نے آپ کی پاس بہت ضروری کام سے بھیجا ہے۔"

ایک لمحے کے توقف کے بعد کیبن کا دروازہ کھول دیا گیا' دروازہ کھولنے والا سکندر ہی تھا جو دروازے پر کسی عورت کے بجائے را.سن کو دیکھ کر چونکا تھا لیکن قبل اس کے کہ وہ را.سن سے نسوانی انداز میں گفتگو کرنے کا سبب دریافت کرتا را.سن اسے پیچھے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا پھر اس نے نہایت سرعت سے دروازہ بند کیا اور اس کے ساتھ ہی جیب سے اپنا ریوالور نکال کر اس کا رخ سکندر کی سمت کر دیا۔

"تم --- تم کہیں پاگل تو نہیں ہو گئے۔" سکندر نے اسے گھورتے ہوئے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "تمہیں اس وقت یہاں نہیں آنا چاہئے تھا۔"

را.سن نے کوئی جواب نہیں دیا' الٹا ہاتھ جیب میں ڈال کر اس نے سائلنسر نکالا اور اسے ریوالور پر فٹ کر دیا' سکندر کی آنکھوں میں ایک ثانئے کو خوف کا تاثر بیدار ہوا لیکن پھر اس نے حیرت انگیز طور پر خود کو سنبھالتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"جتنی جلدی ممکن ہو میرے کیبن سے واپس پلٹ جاؤ۔ ورنہ تمہارا انجام تمہاری توقعات سے بھی زیادہ خطرناک ہو گا۔"

"ہمارے درمیان زندگی اور موت کا سمجھوتا ہو سکتا ہے لیکن ایک شرط پر۔" را.سن نے بدستور روپا کی آواز میں کہا۔

"وہ کیا................"

"تمہارے علاوہ اور کون لوگ ہیں جو مونیکا اور را.سن کی نگرانی پر معمور کیے گئے ہیں۔"

"مجھے نہیں معلوم' لیکن تم ...." سکندر نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا تم را.سن نہیں ہو؟ اور تمہاری آواز کو کیا ہوا؟ تم مستقل عورت کی آواز میں کیوں بات کر رہے ہو؟"

"مجھے اپنے سوال کا جواب چاہئے' دوسری صورت میں تمہاری موت پر مجھے کوئی صدمہ نہیں ہو گا۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" سکندر نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے جواب دیا۔

"میں صرف تین تک گنوں گی مسٹر سکندر' اس کے بعد بے دریغ تمہیں گولی مار دوں گی۔ را.سن جس کے مردہ جسم میں شنکر کی شیطانی قوتوں نے روپا کی روح حلول کر رکھی تھی۔ سرد لہجے میں کہا۔ پھر ریوالور کے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھاتے ہوئے وارننگ دی۔ "کسی قسم کی ہوشیاری یا چالاکی دکھانے کی حماقت نہ کرنا' تمہاری زندگی کے لمحات ویسے بھی گنے چنے رہ گئے ہیں۔"

جواب میں سکندر نے برق رفتاری سے دائیں جانب چھلانگ لگائی لیکن را.سن کے روپ میں روپا نے کسی غفلت کا مظاہرہ نہیں کیا' کیبن میں مدھم سی "ٹَچ" کی آواز ابھری اور سکندر کی چھاتی سے خون کا فوارہ ابل پڑا' وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے را.سن کے وجود کو گھورتا ہوا فرش پر اوندھے منہ ڈھیر ہو گیا۔ را.سن نے یکے بعد دیگرے دو مزید فائر سکندر کے جسم پر کئے پھر ریوالور جیب میں رکھتا ہوا کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ پانچ منٹ بعد وہ پھر اسی مقام پر پہنچ گیا جہاں روپا کا اکڑا ہوا جسم اسٹول کے قریب کھلے آسمان کے نیچے پڑا ہوا تھا۔

روپا کے قریب پہنچ کر وہ کسی معمول کی طرح فرش پر چاروں خانہ چت لیٹ گیا' چند لمحوں تک اس کی ویران آنکھیں کھلی رہیں تو پھر جھپکتے ہی بند ہوئیں اس کا سر ایک سمت ڈھلک کر ساکت ہو گیا' اس کے دو منٹ بعد روپا کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی' وہ خوابیدہ انداز میں اپنی جگہ سے اٹھی پھر اپنے کیبن کی سمت قدم بڑھانے لگی۔ اس کی آنکھوں کی ویرانی اور چلنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اس وقت وہ خواب بیداری کی کیفیت سے دو چار ہے۔

اپنے کیبن میں پہنچ کر اس نے نہایت اطمینان سے ڈریسنگ گاؤن اتار کر باتھ روم

میں لٹکایا پھر واپس آ کر اپنے بستر پر لیٹ گئی' دوسرے لمحے آنکھ بند کرتے ہی وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئی.......... شنکر کی طاغوتی قوتوں سے چھٹکارا پانے کے بعد وہ پوری طرح نیند میں ڈوب چکی تھی۔

ٹھیک اس وقت شنکر نے جو اپنے کیبن میں فرش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا اپنی آنکھیں کھول دیں' اس کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار اور معنی خیز مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی جا رہی تھی شاید اس لئے کہ اس نے ایک تیر سے دو شکار کھیلے تھے۔ را.سن اور سکندر ختم ہو چکے تھے۔

اب صرف مونیکا باقی رہ گئی تھی.........!!



ایک ہی رات میں قتل اور موت کی دو پراسرار اور حیرت انگیز وارداتوں نے بحری عقاب کے مسافروں کے اندر پریشانی اور سراسیمگی کی کیفیت طاری کر دی تھی' حالات اس قدر پیچیدہ اور پریشان کن تھے کہ جہاز کے کپتان سے لے کر عملے کا ایک معمولی ملازم بھی اپنی اپنی جگہ الجھن کا شکار تھا۔

سکندر کے جسم سے برآمد ہونے والی گولیوں نے اس کی موت کی تصدیق کر دی تھی' اکانومی کلاس کے کچھ مسافروں نے را.سن کو بھی شناخت کر لیا تھا' مسافروں کے بیانات اور سکندر کی موت سے یہ بات اپنی جگہ مصدقہ طور پر تسلیم کر لی گئی تھی کہ را.سن نے کسی ذاتی رنجش یا دشمنی کی وجہ سے قتل کے جرم کا ارتکاب کیا تھا لیکن را.سن خود جس انداز میں مردہ پایا گیا تھا اس نے کپتان ڈیوڈ بروم کے علاوہ چیف آفیسر جوزف اور میڈیکل افسر کو بھی الجھا رکھا تھا۔

یہ بات طے شدہ تھی کہ سکندر کو را.سن کی جیب سے برآمد ہونے والے ریوالور سے شوٹ کیا گیا تھا جتنی گولیاں ریوالور کے چیمبر میں تھیں اتنی ہی سکندر کی لاش سے برآمد ہوئی تھیں لیکن اس بات کی تصدیق ہو جانے کے بعد کہ خود را.سن کسی زہریلے سانپ کے زہر کے سبب موت کا شکار ہوا ہے حالات نے پیچیدگی اختیار کر لی تھی۔ میڈیکل آفیسر نے نہایت یقین اور وثوق کے ساتھ اس بات کی تصدیق کی تھی لیکن خود اسے بھی اس بات پر حیرت تھی کہ را.سن کے جسم پر نہ تو کہیں سانپ کے کاٹنے کا کوئی نشان ملا تھا نہ ہی انجکشن لگانے کی کوئی علامت نظر آئی تھی جو اس خیال کو تقویت پہنچا سکتی کہ ممکن ہے کسی تیسرے دشمن نے را.سن کو درمیان سے ہٹانے کی خاطر اسے سانپ کے زہر کا انجکشن لگا کر موت کی گہری نیند سلایا ہو۔

یہ سوال بھی الجھن کا باعث بنا ہوا تھا کہ را.سن نے سکندر کو ٹھکانے لگانے کے بعد اپنے کیبن کی سمت جانے کی بجائے جہاز کے اس حصہ کا رخ کیوں اختیار کیا جو کچن سے متعلق اور دوسرے نچلے درجے کے ملازموں کے لئے مخصوص تھا ایک مفروضہ یہ بھی تھا کہ

را.سن جب قتل کی واردات کے بعد اپنے کیبن کی طرف واپس جا رہا تھا اس وقت اسموک روم سے نکلنے والے کسی مسافر کی نگاہ اس پر پڑ گئی ہو اور را.سن نے خود کو اس کی نظروں سے محفوظ رکھنے کی خاطر اسٹور روم کے عقب میں پناہ لینے کی ٹھان لی ہو لیکن اس صورت میں بھی سانپ کا قاتل زہر اس کے جسم میں داخل ہونے کا سوال باقی رہ جاتا ہے۔

جہاز کا کپتان ڈیوڈ بروم' چیف آفیسر جوزف اور میڈیکل آفیسر کے درمیان ہونے والی گفتگو کو نہایت توجہ سے سن رہا تھا لیکن اس کے ذہن کے گوشے میں جاوید کا خیال ابھر رہا تھا جس نے مارتھا کی روح سے گفتگو کا واقعہ بیان کیا تھا۔ ڈیوڈ بروم کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ ممکن ہے پرنس فیصل اور جاوید کو بحری عقاب پر رونما ہونے والے اس پراسرار حادثے کا علم کسی طور ہو گیا ہو اور انہوں نے محض اپنی معلومات میں اضافہ کی خاطر اسے ایک نیا رنگ دیکر بیان کرنا ضروری سمجھا ہو لیکن سکندر اور را.سن کی موت کے بعد وہ بڑی سنجیدگی سے ان پراسرار اموات کے بارے میں غور کر رہا تھا۔

نو سال پہلے مارتھا اور فرانس کی موت عجیب و غریب حالات کے پیش نظر واقع ہوئی تھی مارتھا حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے مری تھی لیکن فرانس کی موت کا سبب کسی سانپ یا بچھو کا قاتل زہر قرار دیا گیا تھا۔ موت سے قبل فرانس اور ایک سیاہ فام حبشی کے درمیان ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی تھی سیاہ فام مسافر نے پیش گوئی کی تھی فرانس چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر پراسرار حالات سے دو چار ہو کر موت کا شکار ہو جائے گا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ فرانس کی موت کے بعد سیاہ فام مسافر جہاز سے غائب پایا گیا تھا فرانس کے جسم پر بھی سانپ کے کاٹنے یا انجکشن کے ذریعے زہر کو جسم میں منتقل کرنے کا کوئی نشان نہیں مل سکا تھا۔

سکندر اور را.سن کی موت کا واقعہ بھی نو سال پیشتر پیش آنے والے حادثے سے بڑی حد تک مطابقت رکھتا تھا ایک روز پیشتر سیاہ فام مسافر لوکارٹا دیوانگی کا شکار ہوا تھا اور را.سن کی موت بھی کسی سانپ کے قاتل زہر کی کہانی دہرا رہی تھی۔ لوکارٹا کی دیوانگی کا سکندر اور را.سن کی پراسرار موت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ ڈیوڈ بروم کا ذہن اس سوال پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا تھا لیکن اس نے چیف آفیسر یا میڈیکل آفیسر کو اپنے خیال سے آگاہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اس طرح حالات کی سنگین صورت حال جہاز کے مسافروں اور عملے کے افراد دونوں کے لئے زیادہ پریشان کن ثابت ہو سکتی تھی۔

خاصی دیر تک جہاز کے تین ذمہ دار افراد سر جوڑے بیٹھے تبادلہ خیالات کرتے رہے

لیکن کوئی آخری نتیجہ اخذ نہ کر سکے پھر ڈیوڈ بروم کے مشورے پر مونیکا کو طلب کیا گیا جو را.سن کی موت کی وجہ سے حد درجہ پریشان دکھائی دیتی تھی' جوزف نے اسے مناسب الفاظ میں تسلی دی پھر کچھ توقف کے بعد دریافت کیا۔

"مس مونیکا' کیا آپ گزشتہ رات پیش آنے والے حادثے پر کوئی روشنی ڈال سکتی ہیں۔"

" را.سن کی دردناک موت نے میرے ہوش و حواس بھی گم کر دیئے ہیں۔" مونیکا نے اداس لہجے میں کہا۔" سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کچھ کیوں اور کس طرح رونما ہوا۔۔۔"

" کیا آپ سکندر نامی بٹلر کی موت کے بارے میں کچھ بتا سکیں گی۔" ڈیوڈ بروم نے اس کے چہرے کے تاثرات کا بغور جائزہ لیتے ہوئے دریافت کیا۔ "میرا مطلب ہے کہ کوئی ایسی بات جو سکندر اور آپ کے کزن کے مابین کسی جھگڑے یا دشمنی کی نشاندہی کر سکے۔"

" سکندر اور را.سن کے درمیان کوئی دشمنی نہیں تھی۔۔۔ میرا یہی خیال ہے۔" مونیکا نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔

"کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ مسٹر را.سن گزشتہ رات کس مقصد سے کیبن سے باہر گئے تھے۔" میڈیکل آفیسر نے پوچھا۔

" اس نے کوئی وجہ نہیں بتائی تھی۔"

" پھر ریوالور کی موجودگی کا کیا مطلب اخذ کیا جائے۔"

چیف آفیسر نے قدرے خشک انداز میں کہا۔"کیا آپ نے مسٹر را.سن کو ریوالور لے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔"

"نہیں" مونیکا نے تیزی سے جواب دیا۔

"کیا مسٹر را.سن عام حالات میں بھی ریوالور جیب میں رکھ کر کیبن سے باہر نکلنے کے عادی تھے" ڈیوڈبروم نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔" میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ بٹلر کے جسم سے برآمد ہونے والی گولیاں اسی ریوالور سے چلائی گئی ہیں جو آپ کے کزن کے لباس سے برآمد ہوا ہے۔"

"کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ قتل کسی اور نے کیا ہو اور۔۔۔۔"

" اور ریوالور آپ کے کزن کی جیب میں رکھ دیا ہو۔" ڈیوڈبروم نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔" ایسی صورت میں بھی دو سوال پیدا ہوتے ہیں کسی دوسرے شخص کو بیک

وقت جہاز کے ایک ادنیٰ بٹلر اور آپ کے کزن کو موت سے ہمکنار کرنے کی کیا ضرورت تھی اور پھر اگر ریوالور آپ کے کزن کی جیب میں موجود نہیں تھا تو تیسرے شخص کے پاس کسی طرح پہنچ گیا۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان باتوں پر بہتر طور پر روشنی ڈال سکتی ہیں' ویسے کیا آپ جہاز پر موجود کسی ایسے مسافر یا مسافروں سے واقف ہیں جو موجودہ واردات کے ذمہ دار سمجھے جا سکیں۔"

"میں کوئی بات یقین سے نہیں کہہ سکتی۔" مونیکا نے الجھے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"ایسی صورت میں ہم صرف ایک ہی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔" چیف آفیسر نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔" ممکن ہے آپ کو اصل وجہ کا علم نہ ہو لیکن بٹلر کا قتل مسٹر را.سن نے ہی کیا ہے اور بعد میں وہ خود بھی ناگہانی حادثے کا شکار ہو گئے۔"

"مونیکا نے تیز نظروں سے چیف آفیسر کو گھورا' تیور بتا رہے تھے کہ اسے چیف آفیسر کے فیصلے سے اختلاف تھا' ایک ثانئے کو اس کے ہونٹ ایسے انداز میں کھلے جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہو لیکن پھر اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔

" کیا آپ کسی سے خوف زدہ ہیں۔" ڈیوڈبروم کی تجربہ کار نظروں نے مونیکا کے تاثرات کو بھانپتے ہوئے کہا۔۔۔

" جی نہیں۔۔۔"

" لوکارٹا کی دیوانگی کے بارے میں آپ کا ذاتی خیال کیا ہے۔"

" مسٹر ڈیوڈ۔۔۔" مونیکا نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے قدرے تلخ آواز میں جواب دیا۔" آپ کا سوال قطعی غیر متعلق ہے۔"

" مجھے افسوس ہے محترمہ لیکن۔۔۔"

" سوری مسٹر ڈیوڈ۔۔۔" اس بار مونیکا نے کپتان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔"میں فی الحال آپ کے کسی سوال کا جواب دینا پسند نہیں کروں گی مجھے آپ کی طرف سے اپنے کزن کی موت اور موت واقع ہونے کی وجوہات کا سرٹیفکیٹ درکار ہے' باقی فیصلہ میں اپنے وکیل کے مشورے کے بعد ہی کر سکوں گی۔"

" آپ مطمئن رہیں مس مونیکا۔" میڈیکل آفیسر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔" تفتیش مکمل ہونے کے بعد مطلوبہ سرٹیفکیٹ آپ کو فراہم کر دیا جائے گا۔"

" بہت شکریہ آپ حضرات کا۔" اس نے سرد مہری سے کہا پھر تیزی سے پلٹی اور

لمبے لمبے قدم اٹھاتی کیبن سے باہر چلی گئی۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو یہ لڑکی ضرور کسی اہم بات سے واقف ہے لیکن کسی وجہ سے اپنی زبان نہیں کھول رہی۔"

"میں آپ کے خیال سے متفق ہوں ڈاکٹر۔۔۔" چیف آفیسر نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ "لیکن افسوس کہ ہم اسے زبان کھولنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔"

کپتان ڈیوڈ بروم نے کسی خیال کا اظہار نہیں کیا کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں' شاید وہ جلد بازی میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔!!

○

فیصل اور جاوید نے شنکر کے کیبن میں قدم رکھا تو چیف آفیسر جوزف وہاں پہلے سے موجود تھا' شنکر آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا اس کی ٹھوس اور گمبھیر آواز کیبن میں گونج رہی تھی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ آنے والے کل کے بارے میں کسی غیبی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہو' جوزف پوری توجہ سے اس کی بات سن رہا تھا۔

"میری آنکھیں تاریکی میں بہت دور تک دیکھ رہی ہیں۔۔۔ میں نے بھی یہی کہا تھا کہ کالی طاقتیں موت کا ناٹک رچانے کو تلی بیٹھی ہیں' بٹلر اور را۔سن کی موت اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی اور اب۔۔۔ اب میں ان طوفانوں کو دیکھ رہا ہوں جو جہاز کی طرف بڑھ رہے ہیں۔۔۔ بحری عقاب آنے والے طوفان میں تنکے کی طرح ہچکولے کھائے گا۔ تباہی اور موت کا طوفان بھی کالی طاقتوں کی پیداوار ہو گا۔۔۔۔۔

میری جوتش ودیا میں کوئی کھوٹ نہیں ۔۔۔ کھوٹا اور کھرا بہت جلد سامنے آ جائے گا۔"

شنکر نے اپنا جملہ مکمل کر کے آنکھیں کھول دیں' فیصل اور جاوید کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ بے حد پراسرار اور معنی خیز تھی' اس نے مہذب انداز میں دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا' جوزف نے رسمی طور پر دونوں سے علیک سلیک کی پھر شنکر سے مخاطب ہو کر بولا۔

"میرے محترم' کیا آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ کالی طاقتیں ہمیں نقصان پہنچانے پر کیوں آمادہ ہیں اور ہم ان سے کس طرح چھٹکارا پا سکتے ہیں۔"

"دھیرج سے کام لو میرے دوست ۔۔۔ سمے کا انتظار کرو' میں تمہیں وچن دیتا ہوں

کہ تمہارا جہاز بچانے کی خاطر میں پوری پوری کوشش کروں گا۔۔۔۔ لیکن ابھی کوئی بات پورے وشواس سے نہیں کہی جا سکتی۔"

"بٹلر اور را۔سن کی پراسرار موت کے بارے میں آپ کی جوتش ودیا کیا کہتی ہے۔" جوزف نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "ہمیں مسافروں کو مطمئن کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی مناسب جواب تو بہرحال دینا پڑے گا۔"

"میں تمہاری پریشانی سمجھ رہا ہوں' مجھے سب کچھ معلوم ہے میرے دوست' کالی طاقتوں نے جو جال پھیلایا ہے میری نظریں اس کے ایک ایک پھندے اور شکار کو دیکھ رہی ہیں۔ بٹلر اور را۔سن کی موت کا کارن بھی میرے علم میں ہے لیکن ابھی زبان کھولنے کا سمے نہیں آیا تم انتظار کرو' میں تمہاری سہائتا اوش کروں گا۔۔۔"

"مس مونیکا نے ہم سے اپنے کزن کی موت کا سرٹیفکیٹ طلب کیا ہے۔" جوزف نے سنجیدگی سے کہا۔ "آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہم نے حقیقت حال کا پروانہ اس کے ہاتھ میں تھما دیا تو ہماری کمپنی کی ساکھ تباہ ہو جائے گی اور۔۔۔۔۔"

"اس سندری کا بندوبست بھی بہت جلد ہو جائے گا۔۔۔۔" شنکر نے خلا میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔

"میں ۔۔۔۔ میں سمجھا نہیں۔"

"تم اب جا سکتے ہو میرے دوست۔۔۔" شنکر نے اس بار بیزاری کا اظہار کیا۔ "میں پھر کسی وقت تم سے بات کروں گا۔"

چیف آفیسر کو شنکر کا روکھا لہجہ گراں گذرا لیکن اس نے ضبط کا مظاہرہ کیا خاموشی سے اٹھا اور فیصل اور جاوید پر ایک سرسری نظر ڈالتا ہوا رخصت ہو گیا۔ شنکر کی نگاہیں اب فیصل پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہمارا قیام کیبن نمبر انیس اور بیس میں ہے۔ جاوید نے گفتگو کی ابتدا کی۔ ہم آپ سے کچھ دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں میرے متر" شنکر نے جاوید سے کہا۔ "تم جوتش پر یقین نہیں رکھتے اور میرا امتحان لینے آئے ہو۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میرے عزیز۔" جاوید نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اگر ہمیں آپ کی مستقبل بینی پر شبہ ہوتا تو ہم بلا وجہ اپنا وقت کبھی برباد نہ کرتے' بات دراصل یہ ہے کہ ہم۔۔۔"

" اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔۔۔" شنکر نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔" ابھی تو ہم نے ایک دوسرے کا شبھ نام جاننے کی کوشش بھی نہیں کی۔۔۔۔کچھ دیر آرام سے بیٹھو کچھ جل پان کی بات ہو جائے پھرباقی باتیں بھی ہوتی رہیں گی۔"

" آپ تکلف سے کام لے رہے ہیں۔" جاوید نے کہا۔" ہم یہاں دعوت شیراز اڑانے کی خاطر نہیں آئے ہمیں آپ سے کچھ بہت ہی اہم باتیں دریافت کرنی ہیں' ایسی باتیں جن کا تعلق مستقبل سے ہے اور ممکن ہے کہ آپ کی جوتش ودیا۔۔۔۔"

" تم کس کارن یہاں آئے ہو' کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟ تم نے یہ سفر کیوں شروع کیا ہے؟ اس کا انت کیا ہو گا؟ راستے کی کٹھنائیاں اور کالی شکتیوں کے کھیل تماشے کیا گل کھلائیں گے؟۔۔۔۔ شنکر سب کچھ جانتا ہے بالک۔۔۔۔" شنکر نے یکلخت گہری سنجیدگی سے کہا پھر باری باری دونوں کو گھورتا ہوا بولا۔" تم سوال کرو گے یا میں جواب دینا شروع کروں۔۔۔۔ اور کہاں سے شروع کروں جہاں سے تم نے سفر کا آغاز کیا ہے یا جہاں تم جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔۔۔۔ شنکر کی نگاہیں تمہارے دل و دماغ کا ایکسرے کر چکی ہیں کل جو بیت چکا ہے اور کل جو آنے والا ہے میری آنکھیں سب دیکھ رہی ہیں' وہ بھی جو تم جانتے ہو اور وہ بھی جو ابھی تک تمہارے علم میں نہیں ہے۔۔۔۔ بولو بالک۔۔۔۔ کہاں سے شروع کروں؟۔۔۔۔کیا جاننا پسند کرو گے؟؟"

" اگر آپ کو میرے دوست کی کوئی بات گراں گزری ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔۔۔۔" فیصل نے سلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔" میں یہاں آپ کا امتحان لینے نہیں آیا اپنے سفر کے بارے میں چند ایک ضروری باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"جواب میں شنکر نے اپنی آنکھیں بند کر لیں' اس کے چہرے کے تاثرات بار بار تبدیل ہو رہے تھے کبھی اس کی پیشانی یکلخت شکن آلود ہو جاتی' کبھی وہ سختی سے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیتا اور کبھی مٹھیاں زور زور سے بھینچنے لگتا خاصی دیر تک وہ ان ہی کیفیتوں سے دو چار رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں' کچھ دیر تک خلاء میں گھورتا رہا پھر فیصل کو دیکھ کر بولا۔

" تم نے بہت کچھ گنوا دیا ہے میرے دوست تم اپنے پیچھے جو دھن دولت چھوڑ آئے تھے اسے تمہارے دشمنوں نے تباہ کر دیا ہے' سکندر اور راجن کی موت نے کالی شکتیوں کو پاگل کر دیا ہے وہ تمہیں کوئی کشٹ (تکلیف) نہیں دے سکے تھے اس لئے تمہارے دفتروں' کارخانوں اور تمام بیوپار کو جلا کر راکھ کے ڈھیر میں بدل دیا ہے۔"

" لیکن سکندر اور راجن کی موت کا میری ذات سے کیا تعلق ہے۔" فیصل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" تھا ایک سمبندھ جسے تم نہیں جان سکو گے پرنتو میں جانتا ہوں۔" شنکر نے کہا۔"تمہارے دشمن نہیں چاہتے کہ تم اپنا سفر جاری رکھو' وہ قدم قدم پر تمہاری راہ میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہو رہے۔۔۔۔ اس کارن انہوں نے تمہارے پیچھے تمہارا سب کچھ پھونک ڈالا۔۔۔۔ تمہارے دشمنوں کی کیول (صرف) ایک ہی آشا ہے تمہاری موت مگر ایک شکتی ہے جو تمہاری سہائتا کر رہی ہے۔"

" مجھے نفع اور نقصان کی کوئی پروا نہیں۔" فیصل نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا۔"میں جو ارادہ کر کے گھر سے نکلا ہوں اس پر قائم رہوں گا اس وقت تک جب تک میں اپنے دشمنوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتار دیتا یا پھر وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہو جاتے۔۔۔"

" میرے متر' شنکر تمہارے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔" شنکر نے ٹھوس لہجے میں کہا پھر توشی سے اس کی ملاقات سے لے کر اس کی ماں کی دردناک موت تک کے تمام واقعات کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے بولا۔" شوالا اس دھرتی پر تمہارا بدترین دشمن ہے اسے عقرب دیوتا کی سہائتا پر بہت زیادہ گھمنڈ ہے' وہ اپنے جیون کی آخری سانس تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا' توشی کو اپنے من مندر میں سجانے کی خاطر وہ شاکا کے خون سے بھی اپنے ہاتھ رنگ سکتا ہے۔"

" کیا شوالا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔" جاوید نے سنجیدگی سے دریافت کیا شنکر نے جس انداز میں اس کے اور فیصل کے ماضی کے اوراق کی ایک ایک سطر پڑھ کر سنائی تھی اس نے جاوید کو اس کی پراسرار صلاحیتوں کا گرویدہ بنا دیا تھا۔

" کل کیا ہو گا میں یہ بھی جانتا ہوں لیکن شاید تم میرے کہے کا وشواس نہیں کرو گے۔" شنکر نے بڑے گمبھیر لہجے میں کہا پھر خلاء میں گھورتے ہوئے بولا۔ "میری آنکھیں گھپ اندھیروں کے اس پار بہت کچھ دیکھ رہی ہیں' تمہارے بھوش میں کیا لکھا ہے مجھے معلوم ہے' تم اپنے ارادوں میں اوش سپھل (ضروری کامیاب) ہو گے پرنتو اس کے لئے تم دونوں کو بہت پاپڑ بیلنے پڑیں گے' تمہیں تمہاری کھوئی ہوئی مایا اور دھن دولت سے بھی زیادہ حاصل ہو گا۔۔۔۔تم ایک ایسی شکتی پراپت (حاصل) کر لو گے جس کے بعد تمہاری زبان سے نکلا ہوا ہر شبد (لفظ) بڑا ٹھوس اور وزن دار ہو گا تم جو چاہو گے لیکن۔۔۔۔" شنکر کچھ

کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا۔۔۔" فیصل نے تیزی سے پوچھا شنکر کی اچانک خاموشی اسے الجھا رہی تھی۔

"کچھ پانے کیلئے منش کو کچھ کھونا بھی پڑتا ہے۔"

"مجھے کھل کر بتاؤ شنکر میں تمہاری بات کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔۔۔۔"

"سمے کا انتظار کرو میرے دوست۔" شنکر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے ساتھ ہوں اور ہو سکتا ہے کہ ہمارا تمہارا ساتھ بہت دور تک رہے پرنتو ایک بات دھیان میں رکھنا اگر تم نے کبھی میرے ساتھ چھل کپٹ کرنے کی کوشش کی تو پھر تم آسانی سے اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکو گے۔۔۔۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میری ناراضگی تم دونوں کو شوالا بچھائے ہوئے جال میں اس طرح پھانس دے کہ تمہارے سارے سپنے ادھورے کے ادھورے ہی رہ جائیں۔۔۔۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ہم اپنے مطلوبہ جزیرے تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔" جاوید نے دریافت کیا۔

"شنکر کی زبان سے نکلی ہوئی بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے میرے متر۔۔۔ اس سے میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

جاوید نے شنکر کو مزید کریدنے کی خاطر پہلو بدلا لیکن فیصل نے اسے اشارے سے منع کر دیا پھر وہ شنکر کے کیبن میں زیادہ دیر نہیں رکے تھے۔۔۔۔!

○

خلاف توقع اس وقت ہال میں زیادہ چہل پہل نہیں تھی لوکارٹا کی جنونی کیفیت کے فوراً بعد سکندر اور را۔سن کی موت کی خبر نے مسافروں کے درمیان بے چینی کی لہر پھونک دی تھی۔ اکثر مسافروں نے یہ طے کر لیا تھا کہ وہ اگلی بندرگاہ سے بحری سفر ترک کر کے اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کی خاطر بری یا پھر ہوائی سفر اختیار کریں گے' ان کے خیال میں بحری عقاب کا سفر کسی لمحے بھی ان کے لئے مزید پریشانیاں کھڑی کر سکتا تھا' کچھ مسافر اس بات پر کف افسوس مل رہے تھے کہ انہوں نے پچھلی بندرگاہ پر ہی اپنا سفر کیوں نہیں ترک کر دیا' چند ایک مسافر ایسے بھی تھے جنھوں نے برملا اس سفر کو سب کے لئے منحوس قرار دیا تھا' البتہ غیر ملکی سیاح اور مسافروں کے خیال میں جو حادثات رونما ہوئے تھے وہ بھی ایڈونچر کا ایک

حصہ تھے۔

ڈائننگ ہال میں مسافروں کی تعداد خاصی کم تھی۔ جہاز کے عملے نے مسافروں کی پریشانیوں کو دور کرنے کی خاطر بٹلر اور را۔سن کی موت کو قطعی طور پر ایک اتفاقیہ قدرتی حادثہ قرار دینے کی کوشش کی تھی لیکن انہیں اپنے مقصد میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی تھی' تلے اوپر ہونے والے واقعات کی پراسرار نوعیت نے مسافروں کو خوف زدہ کر رکھا تھا۔

شنکر اس وقت بھی نہایت اطمینان سے اپنی میز پر تنہا بیٹھا کھانے میں مصروف تھا بظاہر وہ دوسروں سے قطعی لاتعلق نظر آرہا تھا لیکن اس کی نظریں بار بار اس میز کی سمت اٹھ رہی تھیں جس پر روپا' مونیکا کے ساتھ موجود تھی' ایک آدھ بار اس نے فیصل اور جاوید کی طرف بھی دیکھا جو مغربی گوشے کی میز پر بیٹھے کسی مسئلے پر بہت سنجیدگی سے گفتگو کرنے میں مصروف تھے۔

حسب معمول مغربی موسیقی کی آواز ڈائننگ ہال میں لگے ہوئے مائیک کے ذریعے نشر ہو رہی تھی' غیر ملکی مسافر اور سیاح ہال میں گونجنے والی موسیقی سے یقیناً لطف اندوز ہو رہے تھے لیکن دوسرے مسافروں کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں اس بے وقت کی راگنی سے بھی شدید ذہنی کوفت ہو رہی تھی۔

کھانے کے بعد مشروبات کا دور شروع ہوا شنکر نے اپنے لئے بلیک کافی کا آرڈر دیا تھا۔ سفید لباس میں ملبوس بیرے پھرتی سے مسافروں کا آرڈر سرو کرنے میں مصروف تھے' کچھ افراد کھانا کھانے کے بعد ہی اٹھ کر ڈائننگ ہال سے رخصت ہو گئے تھے لیکن نصف سے زیادہ میزیں اس وقت بھی آباد نظر آ رہی تھیں۔ پھر شنکر نے مونیکا اور روپا کو اپنی میز کی طرف آتے دیکھا تو سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"کیا ہم کچھ دیر کے لیے آپ کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں؟" مونیکا نے قریب آکر نہایت مہذب مگر سپاٹ لہجے میں شنکر کو مخاطب کیا۔ "ہمیں آپ سے کچھ باتیں دریافت کرنی ہیں۔"

شنکر نے اثبات میں جنبش دی تو دونوں اس کے سامنے والی نشستوں پر بیٹھ گئیں' شنکر کی دور بین نظریں مونیکا کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جو بظاہر را۔سن کی موت سے بہت زیادہ متاثر معلوم ہوتی تھی کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر مونیکا نے گفتگو کی ابتدا کی۔

میں آپ سے را۔سن کی پراسرار موت کے سلسلے میں پوچھنا چاہتی ہوں' میرا خیال ہے کہ اس کی موت کو محض حادثاتی نہیں کہا جا سکتا' ممکن ہے اس نے کسی ذاتی رنجش کی

بنا پر---- جس کا مجھے سرے سے کوئی علم نہیں' سکندر کو شوٹ کیا ہو لیکن جس انداز میں وہ خود موت کا شکار ہوا ہے وہ میرے نزدیک قطعی ان نیچرل ہے۔"

"آپ کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں۔" شنکر نے روپا اور مونیکا کو باری باری دیکھتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

"را۔سن کا قاتل کون ہے۔"

"نہلے پہ دہلا۔" شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ را۔سن کسی شکتی کے اشارے پر ناچ رہا تھا پرنتو وہ یہ بھول گیا تھا کہ اس کے مقابلے پر بھی کچھ کالی طاقتیں کام کر رہی تھیں۔ وہ موت کا نہیں حالات کا شکار ہوا ہے۔"

"کیا آپ مجھے ان مجرموں کے نام بتا سکتے ہیں؟"

"سندری ---" شنکر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جواب دیا۔ "جو لوگ بھوش کا حال بتا سکتے ہیں وہ من کے بھیتر بھی جھانک سکتے ہیں کیا تم کو خبر نہیں کہ را۔سن سے تمہارا اصل سمبندھ کیا تھا؟---- تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تم دونوں نے یہ سفر کس کارن اختیار کیا تھا---- لوکارنا غریب بھی تمہارے گورکھ دھندوں میں پھنس کر اندھیرے میں شکار ہو گیا اور جہاز کا بٹلر سکندر بھی----"

"میں آپ سے پھر کسی وقت ملوں گی۔" مونیکا نے جلدی سے بات کاٹنے کی کوشش کی روپا کی موجودگی میں وہ بات کو آگے نہیں بڑھانا چاہتی تھی اس کا خیال تھا کہ شنکر محض را۔سن کی موت پر روشنی ڈالے گا لیکن نکا اس کی توقعات سے کہیں زیادہ "پہنچا ہوا" ثابت ہو رہا تھا۔

"سندر چہرے اور کومل شریر دونوں شنکر کی کمزوری ہیں---" شنکر نے اس بار کسی انسان کے لہجے میں بے تکلفی سے سرگوشی کی۔ "تم دونوں سندر ہو اور اکیلی بھی ---- کیا ہم تینوں بے تکلف دوست نہیں بن سکتے' یدھ اور پریم (محبت اور جنگ) میں سب چلتا ہے' پاپ اور پن کی باتوں میں کیا دھرا ہے۔"

"مسٹر شنکر---" مونیکا نے سرد لہجے میں جواب دیا۔"تم نے میرے بارے میں غلط نتیجہ اخذ کیا ہے۔"

"سوچ لو ---- شنکر کا ہاتھ تھام کر تم زیادہ محفوظ ہو گی' دوسری صورت میں تمہارا انت (انجام) را۔سن سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔" شنکر نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا---"میں چاہوں تو جہاز کے کپتان کو تم دونوں کے بارے میں بہت کچھ

بتا سکتا ہوں' تمہارا اصل روپ کیا ہے تم کون ہو' بحری عقاب پر تم دونوں کے کارن جو رام کہانی شروع ہوئی ہے اگر جہاز کے مسافروں کو اس کی خبر ہو گئی تو کھوٹا اور کھرا سب کھل کر سامنے آجائے گا۔"

"نہیں ---- تم ایسا نہیں کرو گے----" روپا نے گھبرائے ہوئے انداز میں ہاتھ ملتے ہوئے کہا---- "میں تمہارے ساتھ ہر قسم کا سمجھوتا کرنے کو تیار ہوں۔"

"مجھے وشواس تھا روپا رانی کہ تم سمجھداری سے کام لو گی۔" شنکر نے روپا سے کہا پھر للچائی نظروں سے مونیکا کو دیکھتے ہوئے بولا تمہارا کیا فیصلہ ہے مونیکا دیوی--- کیا تم شنکر کی دشمنی مول لینا پسند کرو گی؟"

"تمہاری دوستی کی خاطر مجھے کیا کرنا ہو گا۔" مونیکا نے ہونٹ چباتے ہوئے دریافت کیا۔ "میری آگیا کا پالن کرنا ہوگا میرے ہر اشارے پر ناچنا ہو گا اور میرے ساتھ بھی وہی سمبندھ پیدا کرنا ہو گا جو را۔سن کے ساتھ تھا۔" شنکر نے دو ٹوک انداز میں جواب دیا۔

"تم ---- تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو؟"

"مونیکا پلیز ----" روپا نے اسے سہمے ہوئے لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی۔ "ہمیں عقلمندی سے کام لینا چاہیے۔"

"اگر میں تمہاری بات ماننے سے انکار کر دوں تو---" مونیکا نے روپا کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے براہ راست شنکر سے سوال کیا۔

"وہ جو کھوٹے بیوپار کا دھندا کرتے ہیں' گھاٹے کو پورا کرنے کی خاطر اپنا جیون بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔" شنکر نے سرسراتی آواز میں کہا۔" تمہارے سندر شریر پر جو میل ہے وہ وہ میری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہے مونیکا رانی ---- آخری بار سوچ بچار کر لو---- انکار کی صورت میں تمہاری چنڈال چوکڑی (فساد کرنے والے گروہ) کا کھیل ختم ہو جائے گا' کیا تم پسند کرو گی کہ چیف آفیسر جوزف اور اس کے کارندے تمہارے کیبن کی تلاشی لیں----"

"نہیں ----" مونیکا سمندر کی جھاگ کی مانند بیٹھ گئی۔ "میں---- میں تمہارے ساتھ دوستی کا ہاتھ ملانے پر آمادہ ہوں۔"

"مجھے وشواس تھا کہ تم دونوں سمجھداری سے کام لوگی۔" شنکر معنی خیز انداز میں مسکرایا پھر سرگوشی میں بولا۔ "دوستی کا جشن منانے کی خاطر تم دونوں کیا پسند کرو گی' شیری' وہسکی یا بیئر----"

روپا اور مونیکا نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا روپا اس وقت بڑی خوبی سے اپنی اداکارانہ صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کر رہی تھی لیکن مونیکا کے چہرے کے تاثرات سے بیزاری ٹپک رہی تھی' شاید وہ دل ہی دل میں اس وقت کو گالیاں دے رہی تھی جب اس نے شنکر کی جوتش ودیا کو آزمانے کے سلسلے میں سوچا تھا اور انجام کار پوری طرح اس کے جال میں پھنس کر رہ گئی تھی۔

"کس سوچ و چار میں گم ہو مونیکا رانی۔۔۔" شنکر نے بے تکلفی کی حدود کو پھلانگتے ہوئے کہا۔ "تم نے اپنے پریمی کی بات کا جواب نہیں دیا۔"

لیکن اس سے پہلے کہ مونیکا اس کی بات کا کوئی جواب دیتی' مائیک سے نشر ہونے والی مغربی موسیقی کی سحر آگیں دھن یکلخت دم توڑ گئی پھر ایک کرخت آواز ڈائننگ ہال میں بیٹھے ہوئے مسافروں کی قوت سماعت سے ٹکرانی شروع ہوئی۔

"بحری عقاب کے بدنصیب مسافرو! میری بات پوری توجہ اور دھیان سے سنو' لوکارٹا کی دیوانگی اور سکندر اور رابسن کی موت نے ایک ایسی طاقت سے ٹکرانے کی کوشش کی ہے تم جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔۔۔۔ تم لوگ بے قصور ہو لیکن اس کے باوجود تمہیں ہولناک تباہی سے دو چار ہونا پڑے گا۔۔۔۔ میں اپنے دشمنوں کو اپنی لازوال قوتوں کا تماشا دکھانا چاہتا ہوں میری وارننگ اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔۔۔۔ عنقریب تمہارا جہاز شدید طوفانوں میں گھرا ہو گا' تم موت سے پناہ مانگنے کے لئے تڑپو گے لیکن میرا قہر تم کو فرار کا موقع نہیں دے گا۔۔۔۔ تمہارے درمیان میرے دشمن بھی موجود ہیں ان کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی اذیت ناک حالات سے دو چار ہونا پڑے گا۔۔۔۔ یہ میرا اور مقدس دیوتاؤں کا اٹل فیصلہ ہے۔ اسے دنیا کی کوئی قوت نہیں ٹال سکتی۔۔۔" اعلان ختم ہوا تو مسافروں کے درمیان بھگدڑ مچ گئی جہاز کے عملے کے ذمہ دار افراد مسافروں کو صبر سے کام لینے کی تلقین کر رہے تھے' ہر طرف افراتفری کا عالم تھا لیکن نکا کے ہونٹوں پر اس وقت بھی ایک پراسرار مسکراہٹ پھیل کر بتدریج گہری ہو رہی تھی۔۔۔۔!

○

تین چار دنوں تک بحری عقاب کے مسافروں کے درمیان افراتفری کا عالم برقرار رہا پھر رفتہ رفتہ کیفیت نارمل ہونے لگی لیکن ایک سوال ابھی تک ہر فرد کے ذہن میں کلبلا رہا تھا وہ کون سی نادیدہ طاقت تھی جس نے جہاز کے نجی اور ذاتی نشریاتی رابطوں کو روک کر اپنا

اعلان نشر کیا تھا۔۔۔۔ اس اعلان کا مقصد کیا تھا' کیا وہ محض چند لوگوں کو خوف زدہ کرنا چاہتے تھے یا جہاز کے بے گناہ مسافروں اور عملے کے افراد کو بھی اپنی شیطانی قوتوں کا نشانہ بنانے کے خواہشمند تھے۔

کپتان ڈیوڈبروم اور چیف آفیسر جوزف نے لوگوں کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی اکثر لاسلکی نظام میں ایک فری کوئنسی دوسری فری کوئنسی سے ٹکرا جاتی ہے برقی لہروں کا نظام آپس میں شرارتاً" بھی ٹکراؤ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے' ممکن ہے وہ اعلان کسی دوسرے جہاز سے زیادہ طاقت ور نشریاتی نظام سے کیا گیا ہو اور اعلان کرنے والوں نے جان بوجھ کر بحری عقاب کے مسافروں کو خوف زدہ کرنے کی خاطر ان کی فری کوئنسی کو استعمال کیا ہو' ہر چند کہ یہ باتیں دل کی تسلی کے لئے کہی گئی تھیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ بیشتر لوگوں نے خود کو بہلانے کی خاطر اسی پر یقین کر لیا البتہ بحری عقاب کے عملے کے لیے بھی وہ اعلان بے حد پریشان کن تھا اور ابھی تک جہاز کے انجینئر اور ریڈیو کنٹرول ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار اس اچانک نشر ہونے والے اعلان کے بارے میں کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکے تھے۔

اس وقت فیصل کے کیبن میں بھی اس پراسرار دھمکی پر بحث ہو رہی تھی جہاز کے سیکنڈ آفیسر تیمور نے شنکر کے حوالے سے یہ بات کہی تھی کہ ڈائننگ ہال میں مائیک کے ذریعے نشر ہونے والا اعلان ایک ایسے شخص نے کیا ہے جو پراسرار قوتوں کا مالک ہے لیکن نکا نے نہ اس شخصیت کا نام ظاہر کیا تھا نہ ہی اس اعلان پر کوئی ذاتی تبصرہ کیا تھا البتہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ بحری عقاب کو تباہی سے بچانے کی حتی الامکان کوشش ضرور کرے گا۔ جاوید کو نظروں کے اشارے سے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے سنجیدگی سے تیمور سے دریافت کیا۔

"تمہارے موسمی خداؤں کا کیا خیال ہے کیا انہوں نے کسی آنے والے طوفان کی پیش گوئی کی ہے۔"

"شنکر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" جاوید نے پوچھا۔ "کیا وہ حقیقتاً ایسی قوتوں کا مالک ہے کہ کسی ممکنہ طوفان سے بحری عقاب کو محفوظ رکھ سکے گا۔"

"اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت ہی کر سکتا ہے البتہ مسٹربروم نے جس خیال کا اظہار کیا ہے وہ یقیناً تمہارے لئے دلچسپ ہو گا۔"

"وہ کیا۔۔۔۔؟"

"کیپٹن نے یہ بات نہایت سنجیدگی سے کہی ہے کہ شنکر اس کی پچاس سالہ زندگی میں سب سے زیادہ حیرت انگیز اور پراسرار شخصیت کا مالک ثابت ہو رہا ہے' اس کا ذاتی خیال ہے کہ اگر کسی طرح شنکر کو اگلی بندرگاہ سے اتار دیا جائے تو تابڑ توڑ رونما ہونے والے حادثے ختم ہو سکتے ہیں۔"

"گویا شنکر کی شخصیت مسٹر ڈیوڈ کے نزدیک منحوس ترین ہے۔" فیصل نے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "کیا جہاز کا کپتان اتنا با اختیار ہوتا ہے کہ کسی مسافر کو اس کی منزل مقصود سے پہلے سفر ترک کر دینے پر مجبور کر سکے۔"

"کسی مناسب وجہ کے بغیر ایسا کرنا گو کہ ممکن نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ اگر کیپٹن چاہے تو اس کا جواز پیدا کر سکتا ہے۔" تیمور نے کہا۔ "مثلاً" اگر وہ میڈیکل آفیسر کے ذریعے کوئی رپورٹ مرتب کرا لے جس کے پیش نظر کسی ایک مسافر کی جہاز پر موجودگی دوسرے مسافروں کے لئے کسی اعتبار سے خطرے کا سبب بن سکتی ہے اس مسافر کو کسی بھی بندرگاہ پر اتارا جا سکتا ہے۔"

"کیا تمہارا کیپٹن شنکا کے خلاف ایسا اقدام کر سکے گا؟" جاوید نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے وہ ایسا نہیں کرے گا۔" تیمور نے کہا۔۔۔۔ "ممکن ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن قیاس یہی ہے کہ کیپٹن بھی شنکر کی شخصیت سے خوف زدہ ہے۔"

"کیا مطلب ۔۔۔۔" جاوید نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ "کیا عملے کے دوسرے افراد بھی شنکر کی ذات سے متاثر ہیں۔"

"ہاں ایک اعتبار سے چیف آفیسر کو جہاز کا انچارج سمجھا جاتا ہے۔" تیمور نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "جس وقت مسٹر بروم نے شنکر کی شخصیت کو بحری عقاب کے لئے منحوس قرار دیا تھا اس وقت مسٹر جوزف بھی وہاں موجود تھے کپتان کی بات پر نہ صرف یہ کہ چیف آفیسر نے اپنی ناگواری کا اظہار کیا بلکہ دبی زبان میں یہ بھی کہہ دیا کہ وہ شنکر کے خلاف کوئی بات سننے کو تیار نہیں۔"

"بہت خوب' گویا شنکر کی شخصیت آج کل تمہارے عملے کے درمیان بھی موضوع بحث بنی ہوئی ہے۔ فیصل نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

"اور میرا خیال یہ ہے کہ شنکر کی جوتش وویا آجکل بہت رنگین حالات سے گزر رہی ہے۔" جاوید نے کہا۔ "را ہسن کی کزن مونیکا کے علاوہ کیبن نمبرپانچ میں سفر کرنے والی حسین روپا بھی شنکر پر بہت مہربان نظر آ رہی ہے۔"

"تمہیں زیادہ اعتراض کس کے مہربان ہونے پر ہے۔۔۔۔" فیصل نے برجستہ دریافت کیا۔ "روپا یا مونیکا۔"

"کیا مطلب ۔۔۔۔" تیمور نے معنی خیز نظروں سے جاوید کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ "کیا جناب بھی ان دونوں لڑکیوں میں سے کسی ایک پر مائل بہ کرم ہیں۔"

"یہ دل والوں کی باتیں ہیں۔" جاوید نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔ "تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔"

کچھ دیر تک جاوید اور تیمور کے درمیان دلچسپ جھڑپ جاری رہی پھر فیصل نے موضوع بدلنے کی خاطر پوچھا۔

"ہم کیپ ٹاؤن کب پہنچیں گے۔"

"اس وقت ہمارا جہاز موزم بیق چینل سے گزر رہا ہے۔" تیمور نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "اگر حالات سازگار رہے اور کوئی خلاف توقع حادثہ نہ آیا تو ۔۔۔۔"

"خلاف توقع حادثے سے تمہاری مراد کہیں وہ اعلان تو نہیں جو ڈائننگ ہال میں سنا گیا تھا۔" جاوید نے ٹوکتے ہوئے کہا۔ پھر یکلخت کسی فوری خیال کے پیش نظر چونکتے ہوئے بولا۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ وہ اعلان خود شنکر کی شیطانی قوتوں نے کیا ہو' اس طرح وہ جہاز کے مسافروں کو بھی اپنی شخصیت سے متاثر کر سکتا ہے اور ایک فرضی طوفان کو ٹالنے کا دعویٰ کر کے مزید شہرت بھی حاصل کر سکتا ہے۔"

"میرے نزدیک سفلی' جادو اور کالی قوتیں محض ایک ڈھونگ ہیں جو دوسروں کو بیوقوف بنانے کی خاطر رچائے جاتے ہیں' ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔ اگر ہو بھی تو کم از کم میں ان تو ہمات کو بالکل نہیں ۔۔۔۔"

پھر اچانک بجلی چلے جانے سے جاوید اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا۔۔۔۔

"یہ کیا ہوا۔۔۔۔" جاوید نے تعجب کا اظہار کیا۔ "کیا اب بحری جہازوں پر بھی لوڈشیڈنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔"

"میرا خیال ہے کہ جنریٹر نے کام کرنا ۔۔۔۔ آ آ آ۔۔۔۔" یکلخت ایک ہول ناک دھماکے کے ساتھ جہاز نے اچانک ہچکولا کھایا تو تیمور اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا' اندھیرے میں کسی چیز سے ٹکرا کر فرش پر الٹ گیا۔۔۔۔

"یااللہ ۔۔۔۔ خ خ ۔۔۔۔ خیر ۔۔۔۔" جاوید کی آواز گھپ اندھیرے میں ابھر کر گھٹتی چلی گئی۔

بحری عقاب پر اچانک چیخ و پکار کی آوازوں نے قیامت صغرا کی کیفیت پیدا کر دی' طوفان کی شدتوں نے اتنی برق رفتاری سے سر ابھارا تھا کہ کسی کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا' زندگی اور موت کے تصور نے بڑی سنگین صورت اختیار کر لی تھی۔ بحری عقاب چند لمحہ پیشتر سمندر کی پرسکون موجوں پر رواں دواں تھا۔ اور اب کسی حقیر تنکے کی مانند بپھری ہوئی موجوں کے زیر وبم پر ہچکولے کھا رہا تھا۔

فیصل نے اپنے بستر کے آہنی سرہانے والے پائپ کو بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا' تیمور کے بعد اس نے جاوید کی گھٹی گھٹی آوازوں کو سنا تو اس کے اوسان بھی خطا ہونے لگے' اس نے آواز دے کر اپنے ساتھیوں کی پوزیشن معلوم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ جہاز اچانک لہروں پر بلند ہو کر یکلخت جھٹکے کھاتا ہوا نیچے آیا تو پائپ پر اس کی گرفت برقرار نہ رہ سکی بستر سے قلابازی کھا کر وہ فرش پر گرا اور اندھیرے میں لڑھکتا ہوا نشیب کی طرف جانے لگا' اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر تاریکی میں اس کا سر پوری شدت سے کسی ٹھوس شے سے ٹکرایا' اس کی کھوپڑی میں متعدد ستارے ایک لمحے میں طلوع ہو کر غروب ہو گئے' بس ایک ثانئے کو اسے نادیدہ طاقت کی جانب سے دی جانے والی دھمکی کا خیال آیا——— پھر اس کا ذہن بھی گھپ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا———!!

بے ہوشی کا وقفہ کتنا طویل رہا؟ فیصل کو اس کا مطلق کوئی علم نہیں تھا۔ سر کی چوٹ اس قدر شدید تھی کہ وہ پل بھر میں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر رہ گیا تھا۔

اب اس کا ذہن آہستہ آہستہ شعوری طور پر بیدار ہو رہا تھا وہ بحری عقاب کے کیبن میں بیٹھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ایسے متوقع طوفان کے سلسلے میں گفتگو کر رہا تھا جس کا اعلان ڈائننگ ہال میں بیٹھے افراد نے مائک پر سنا تھا۔ تیمور کے بیان کے مطابق شنکر نے بڑے وثوق سے کہا تھا کہ طوفان کی دھمکی ایک نادیدہ قوت کی جانب سے نشر کی گئی تھی۔ جاوید اس وقت شرارت کے موڈ میں تھا۔ اس کے اور تیمور کے درمیان مونیکا اور روپا کی باتیں ہو رہی تھیں جو سکندر اور راجن کی موت کے بعد سے شنکر کے اردگرد منڈلاتی نظر آ رہی تھیں فیصل بظاہر ان دونوں کی باتوں میں شریک تھا لیکن اس کا ذہن شوالا اور شاکا کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ ذاتی طور پر وہ ان نایدہ قوتوں کی پراسرار' حیرت انگیز اور ہولناک وارداتیں دیکھ چکا تھا۔

پہلی بار بلیومون میں توشی یا ترشولی کے ساتھ تاش کھیلتے وقت اس کے پتے حیرت انگیز طور پر تین ستے بن گئے تھے یقینی طور پر کسی پراسرار قوت نے اس کی مدد کی تھی۔ اس کے بعد اپنی خواب گاہ میں اس نے شوالا کو گرجتے سنا تھا۔ شوالا نے اسے کھلے الفاظ میں وارننگ دی تھی کہ اگر اس نے ترشولی کا پیچھا نہ چھوڑا تو کالی طاقتیں اسے مکمل تباہی اور بربادی سے دوچار کر دیں گی۔ اس وقت ایک بزرگ کی بروقت مداخلت نے اسے شوالا کے عتاب سے محفوظ کر لیا تھا۔ بزرگ نے اسے دبی زبان میں نصیحت کی تھی وہ جن راستوں پر چل رہا ہے اسے ترک کر دے ورنہ اس کا انجام خوفناک ہوگا۔

فیصل کا ذہن بتدریج بیدار ہو رہا تھا۔ اسے وہ واقعہ یاد آیا جب ایک ٹرک نے اسے کچل ڈالنے کی خطرناک کوشش کی تھی لیکن ایک دیوانے (مجذوب) نے درمیان میں آ کر گندی قوتوں کی ناپاک سازش کو ناکام بنا دیا تھا۔ جاتے ہوئے وہ کار کی پچھلی سیٹ پر سفید دانوں والی تسبیح چھوڑ گیا تھا جس کے بارے میں بڑے میاں کے آستانے پر ملنے والے

بزرگ نے اسے نصیحت کی تھی کہ وہ متبرک تسبیح کو ایک لمحے کے لئے بھی خود سے علیحدہ نہ کرے۔

اسے بنجارنوں کے لباس میں ملبوس سڈول جسم' درمیانہ قد اور سانولی رنگت والی ناگری بھی یاد آ رہی تھی جس نے ترشولی کی سہیلی ہونے کا دعویٰ کیا تھا' اس کے چہرے پر بائیں جانب بچھو کی شکل کا جلا ہوا نشان بھی موجود تھا جو اس بات کی ترجمانی کرتا تھا کہ وہ بھی عقرب دیوتا کی پجارنوں میں سے ایک ہے۔

ناگری نے فیصل کے خواب میں آکر اسے آخری بار تنبیہہ کی تھی کہ وہ جتنی جلدی ممکن ہو ترشولی کا خیال ذہن سے جھٹک کر نکال دے۔ دوسری صورت میں اسے ناقابل تلافی نقصانات کی دھمکی دی گئی تھی۔ ناگری نے کھلے الفاظ میں کہا تھا کہ اگر اب بھی اس نے ترشولی کا تعاقب کیا تو اسے شوالا کے غضب ناک اور ہولناک انتقام سے دنیا کی کوئی قوت نہیں بچا سکے گی۔ فیصل نے جواب میں اسے مروجہ قوانین اور پولیس سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی تھی اس کا جواب سن کر ناگری کے تیور یکلخت بدل گئے تھے۔ اس نے فیصل سے کہا تھا کہ مقدس شوالا کا عتاب اس پر قہربن کر ٹوٹے گا۔ پھر وہ بھیانک انداز میں قہقہہ لگاتی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی آنکھ کھلنے پر فیصل نے ماں کی کربناک چیخوں کی آواز سنی تھی وہ دیوانہ وار دوڑتا ہوا ماں کی خواب گاہ میں داخل ہوا لیکن شوالا کی ناپاک قوتیں اپنا کام دکھا چکی تھیں۔ اس نے اپنی بوڑھی ماں کو فرش پر ماہی بے آب کی طرح تڑپتا دیکھا۔ اس کے منہ سے گاڑھا گاڑھا خون ابل رہا تھا۔ فیصل کی نگاہیں خوف اور دہشت کے ملے جلے تاثرات سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس نے ماں کو طبی امداد کی خاطر برق رفتاری سے شہر کے سب سے بڑے اسپتال پہنچایا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکی۔ ماں کی موت کا وہ منظر اس کے دل و دماغ میں جیسے نقش ہو کر رہ گیا تھا۔ انتقام کی آگ اس کے وجود کے اندر الاؤ کے مانند بھڑکتی رہی پھر وہ زندگی کی تمام خوشیاں اورکاروباری مصروفیات کو پس پشت ڈال کر شوالا کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ یا تو شوالا اور شاکا کے منحوس وجود کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دے گا یا خود فنا ہو جائے گا۔

بحری عقاب کے سفر کے دوران رونما ہونے والے حادثات بھی اس کے ذہن میں یکے بعد دیگرے ابھر رہے تھے اسے بخوبی علم تھا کہ کالی طاقتیں اس کو سفر سے روکنے کی کوشش کریں گی۔ شنکر نے اسے بتایا تھا کہ سکندر اور رابسن کی موت نے مخالف قوتوں کو بھڑکا دیا تھا وہ فیصل کو نقصان پہنچانے میں ناکام ثابت ہوئیں تو انہوں نے اس کے تمام کاروبار

اور جائیداد کو جلا کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا پھر ایک ہولناک طوفان کی دھمکی دی اور اس کے بعد.........

فیصل کے ذہن کے پردوں پر گزرے واقعات اسکرین پر متحرک تصویر کی مانند ابھرتے اور تبدیل ہوتے رہے۔ آہستہ آہستہ اس کا ذہن پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس کا سر پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا اس نے آنکھ کھولے بغیر اپنی پوزیشن کا تصور کیا۔ وہ اس وقت بحری عقاب پر نہیں تھا کہیں ننگے فرش پر چت پڑا تھا اس کے گرد کچھ افراد بھی یقینی طور پر موجود تھے جن کی سرگوشیاں اور آوازیں اس کی قوت ساعت سے ٹکرا رہی تھیں۔

"ایک لمحے تک وہ دم سادھے پڑا ان آوازوں کو سنتا رہا پھر اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں سب سے پہلے اس کی نظر شنکر پر پڑی جو تیمور کے ساتھ اس کے قریب بیٹھا تھا۔"

"خدا کا شکر ہے کہ تمہیں ہوش آ گیا تیمور نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔"

"ہم......... ہم کہاں ہیں؟" فیصل نے نحیف آواز میں پوچھا۔"

"تم اپنے ذہن پر کوئی بوجھ مت ڈالو۔" تیمور نے جواب دیا۔ "فی الحال تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔"

"جاوید .... فیصل نے جاوید کے بارے میں دریافت کیا اسے قریب نہ پاکر نہ جانے کیوں اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی تھیں۔"

"وہ بھی خیریت سے ہے۔" تیمور نے تیزی سے کہا۔ "ڈاکٹر نے اسے آرام کا مشورہ دیا ہے۔"

"ڈاکٹر..............."

"ہاں..............." تیمور نے وضاحت کی۔" جو لوگ بخیرو عافیت ہمارے ساتھ اس جزیرے تک پہنچے ہیں ان میں بحری عقاب کا میڈیکل آفیسر بھی شامل ہے۔"

"جزیرہ..............." فیصل نے حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے شنکر کی سمت دیکھا۔ "یہ کون سا جزیرہ ہے۔"

"دھیرج سے کام لو میرے دوست۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "بھگوان کی کرپا ہے کہ ہم سمندری جانوروں کا بھوجن (خوراک) نہیں بنے' آگے کیا ہوگا اس کے لئے ہمیں سمے کا انتظار کرنا ہوگا۔"

فیصل نے آہستہ سے نظریں گھما کر دیکھا' وہ کسی جزیرے کا ویران حصہ تھا جہاں وہ

کھلے آسمان کے نیچے ننگی زمین پر موجود تھے۔ شنکر اور تیمور کے علاوہ تیس پینتیس افراد اور بھی تھے۔ ان میں ملکی اور غیر ملکی افراد کے علاوہ چار پانچ عورتیں بھی شامل تھیں جنہیں وہ بحری عقاب پر دیکھ چکا تھا' خشکی کا وہ مختصر سا حصہ بنجر اور ویران نظر آ رہا تھا لیکن اس کے اطراف چاروں طرف گھنے درختوں کا جنگل بھی دکھائی دے رہا تھا۔ فیصل کی نظریں جاوید کو تلاش کر رہی تھیں ہجوم میں اسے روپا اور مونیکا بھی نظر آئیں جو ایک سمت سہی سمٹی بیٹھی تھیں۔ کچھ دوسرے مسافر بھی تھے جو فرسٹ کلاس میں اس کے ساتھ والے کیبنوں میں سفر کر رہے تھے۔ لیکن جاوید ابھی تک اسے لوگوں کے درمیان میں کہیں نظر نہ آیا فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں ایک ہولناک تصور برف کی ٹھنڈی لہر کی مانند اس کے ذہن کو ماؤف کر رہا تھا۔

"میں تمہارے من کا حال سمجھ رہاہوں۔ شنکر نے کہا تم شاید اپنے متر (دوست) کو دیکھ رہے ہو۔"

"ہاں......... کہاں ہے؟" فیصل نے قدرے بے چینی سے دریافت کیا"

"تمہارے بہت قریب۔" تیمور نے کہا۔ "گردن گھما کر پشت کی جانب دیکھو۔"

"فیصل نے تیزی سے زاویہ بدل کر پشت کی جانب دیکھا جاوید قریب ہی محو خواب تھا جہاز کا میڈیکل آفیسر اور دو تین دوسرے افراد اس کے قریب موجود تھے فیصل ایک ثانئے کے لئے جاوید کو دیکھتا رہا پھر ہمت کر کے اٹھ بیٹھا۔ شنکر اور تیمور نے ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھنے میں مدد کی تھی۔ فیصل نے ایک بار پھر قرب و جوار کا جائزہ لیا۔ وہ جس حصے میں موجود تھے' اسے غالباً خاص طور پر درختوں اور جھاڑ جھنکار کاٹ کر بیضوی شکل میں لایا گیا تھا اطراف سے گھنے درختوں کا وجود اور بنجر زمین پر جگہ جگہ کٹے ہوئے درختوں کی جڑیں اور صاف کئے گئے جھاڑ جھنکاڑ کے نشانات اس کے خیال کی تصدیق کر رہے تھے۔ اس کا ذہن بڑی تیزی سے حالات کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ جسمانی کمزوری کے باوجود وہ خود کو پہلے سے بہت بہتر محسوس کر رہا تھا۔"

"ہمیں یہاں آئے کتنا وقت گزر چکا ہے۔" اس نے تیمور سے دریافت کیا۔ "بحری عقاب پر کیا بیتی۔"

"رات کے اندھیرے میں طوفان کی اچانک یلغار نے ہمیں جس طرح اپنی لپیٹ میں لیا تھا اس وقت سوچنے سمجھنے کا ہوش کسے تھا۔ تیمور نے کہا میں بھی شاید بے ہوش ہو گیا تھا ہوش آنے پر میں نے خود کو لائف بوٹ پر دوسرے بہت سارے مسافروں کے درمیان پایا

تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ قدرت نے ہماری رہنمائی کی اور ہم اس جزیرے تک پہنچ گئے رہا تمہارا سوال تو تم مکمل چھتیس گھنٹوں کے بعد ہوش میں آئے ہو البتہ جاوید ہوش میں تھا ابھی کچھ دیر پہلے اس کی آنکھ لگی ہے۔ میڈیکل آفیسر کا خیال ہے کہ اسے اندرونی چوٹیں آئیں ہیں لیکن خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔"

"کیا یہ جزیرہ غیر آباد تھا' میرا مطلب ہے کہ ...."

"پریشان مت ہو میرے دوست۔ شنکر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا ہمت سے کام لو .... سمے کا انتظار کرو' جو ہوگا بہتر ہی ہوگا۔"

"کیا مطلب..............؟ فیصل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ہم کسی خطرے سے دوچار ہیں۔"

"شاید .... تیمور نے مدھم لہجے۔" میں جواب دیا اس جزیرے پر غیر مہذب سیاہ فام لوگ موجود ہیں' وہی ہمیں ہانک کر یہاں تک لائے ہیں ...."

اشاروں اشاروں میں ہمیں صرف اسی کھلے حصے تک محدود رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ان کے تیور بتا رہے تھے کہ اگر ہم نے ان کے کہنے پر عمل نہ کیا تو وہ ٹھوس لکڑی سے بنائے گئے تیزدھار نیزوں سے ہمارے جسم چھلنی کر دیں گے۔"

"لیکن اس وقت وہ کہاں ہیں۔" فیصل نے ایک بار پھر چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ اس وقت بھی گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں چھپے بیٹھے ہماری حرکات و سکنات کا میں جائزہ لے رہے ہوں گے۔" تیمور نے نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ان کے بڑے سرجوڑے بیٹھے ہمارے بارے میں کوئی آخری فیصلہ کر رہے ہیں۔"

تمہارا علم کیا کہتا ہے ...." فیصل نے شنکر سے دریافت کیا۔

"تم نے جس کارن سفر کیا ہے وہ اوش پورا ہوگا۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "میری آنکھیں بہت دور تک دیکھ رہی ہیں' ہم ابھی اپنی منزل سے دور ہیں' پرنتو وہاں تک پہنچنے سے ہمیں کوئی شکتی روک نہیں سکتی لیکن ...."

"لیکن کیا .... تیمور نے اسے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔"

"میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ منش کو کچھ حاصل کرنے کے لئے کچھ کھونا بھی پڑتا ہے ہمیں بھی انسانوں کی بھینٹ دینی پڑے گی' دیوی دیوتاؤں اور کالی طاقتوں کو راضی کرنے کی

خاطر ہمیں بہت کچھ بلیدان کرنا ہوگا۔"

"میں .... میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔" تیمور نے پہلی بار سہمے ہوئے انداز میں کہا۔ "کیا سیاہ فام لوگ ہمیں مار ڈالیں گے۔"

شنکر نے جواب دینے کی خاطر ہونٹوں کو جنبش دی تھی لیکن کہیں دور سے اچانک ابھرنے والی ڈھول کی آواز نے سب ہی کی توجہ اپنی سمت مبذول کر لی تھی' روپا اور مونیکا کے علاوہ دوسری عورتیں بھی خوفزدہ انداز میں بھاگتی ہوئی مردوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئیں۔ ان سب کی سہمی ہوئی نظریں اسی جانب مرکوز تھیں جدھر سے ڈھول کی آواز .... ڈھب' ڈھب .... کے انداز میں بلند ہونی شروع ہوئی تھی۔

سب ہی کے چہروں پر موت کا ہولناک تصور کپکپا رہا تھا لیکن ننکا اس وقت بھی بے حد پرسکون نظر آ رہا تھا!!

ان کے درمیان ایک سوگوار سی خاموشی طاری تھی جوں جوں ڈھول کی آوازیں قریب آ رہی تھیں ان کے دلوں کی دھڑکنیں بھی تیز ہوتی جا رہی تھیں یہ بات طے تھی کہ وہ جزیرے کے باسی ہی تھے جو باقاعدہ ڈھول تاشے کے ساتھ ان کے پاس آ رہے تھے شاید انہوں نے بدنصیب جہاز کے مسافروں کے حق میں کوئی آخری فیصلہ کر لیا تھا۔ موت یا زندگی کا فیصلہ۔

"میرا خیال ہے کہ شاید جزیرے کا سردار ہمارے پاس آ رہا ہے" شنکر نے سنجیدگی سے فیصل سے کہا۔ "ایک بات دھیان میں رکھنا سے نے ہمارا سب کچھ چھین لیا ہے لیکن ہماری شکتی اب بھی ہمارے ساتھ ہے۔"

"تمہارا خیال ٹھیک ہے لیکن کیا ہم بے دست و پا ان سیاہ فام وحشی درندوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔" فیصل کے بجائے تیمور نے پوچھا۔

"اس کا فیصلہ آنے والا سے کرے گا' پرنتو ہمیں دشمنوں کے سامنے اپنی کمزوری کا اظہار نہیں کرنا ہے۔"

ان کے درمیان آئندہ پیش آنے والے حالات کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی' جاوید ابھی تک محو خواب تھا دوسرے تمام افراد شنکر کے اشارے پر سمٹ کر ایک ساتھ اکٹھا ہو گئے ڈھب ڈھب .... ڈھبا ڈھب کی آواز تیزی سے قریب آ رہی تھی پھر یکلخت وہ آواز بند ہو گئی اس کے کچھ دیر بعد تقریباً دس بارہ سیاہ فام لوگ جن کے چہروں پر سفید رنگ سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے نیزہ تانے سامنے آ گئے' ان کے چہرے دن کی روشنی

کے باوجود بڑے بھیانک اور خوفناک دکھائی دے رہے تھے ان کی حریص نظریں تیزی سے قیدیوں کے گرد منڈلا رہی تھی' ایک جگہ رک جانے کے باوجود وہ آہستہ آہستہ اپنے قدموں پر یوں اچھل رہے تھے جیسے سردار کی جانب سے اشارہ ملتے ہی پلک جھپکتے میں محصور قیدیوں پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہوں۔

شنکر کے علاوہ تیمور اور فیصل کی نگاہیں بھی ان کے سردار پر جمی ہوئی تھیں جو سب سے آگے سینہ تانے کھڑا تھا' اس کے سینے پر ہڈیوں کی مالا جھول رہی تھی اور سر پر لکڑی سے بنا ہوا تاج نظر آ رہا تھا اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں وہ زیادہ تنومند نہیں تھا لیکن اس کے تیور سب سے زیادہ خطرناک دکھائی دے رہے تھے۔ صورت شکل اور رنگت کے اعتبار سے بھی وہ مقامی باشندہ نہیں لگ رہا تھا اس نے ہاتھ میں نیزے کے بجائے ڈور تھام رکھی تھی جس کا دوسرا سرا کتے اور بھیڑیے سے ملتے جلتے جانور کے گلے میں دائرے کی صورت میں پڑا تھا۔ اپنے مالک کی طرح وہ درندہ بھی قہر آلود نگاہوں سے اپنے سامنے موجود افراد کو دیکھ رہا تھا اس کی زبان منہ سے بار بار نکل کر لپلپا رہی تھی' شاید وہ بھوکا تھا اور آدم خور بھی۔

کچھ دیر تک وہ نگاہوں نگاہوں میں ایک دوسرے کو تولتے رہے پھر سردار کے اشارے پر ایک ادھیڑ عمر سیاہ فام نیزے پر گرفت مضبوط کئے محتاط انداز میں قدم بڑھاتا شنکر اور فیصل سے چار پانچ قدم کے فاصلے پر پہنچ کر رک گیا۔ ایک ثانئے تک وہ باری باری انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے مقامی زبان میں کچھ بولنا شروع کیا۔ بحری عقاب کے مسافر دم سادھے بیٹھے اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے منتظر تھے۔ ادھیڑ عمر والا سیاہ فام جو زبان بول رہا تھا وہ ان کی سمجھ سے بالا تر تھی' شنکر پوری توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا پھر اس کی زبان سے بھی اسی قسم کی آوازیں نکلنی شروع ہوگئیں شاید وہ سیاہ فام شخص کی زبان سمجھ کر اسی زبان میں اس سے گفتگو کر رہا تھا۔ تیمور اور فیصل کے علاوہ دوسرے افراد بھی شنکر کو حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک ان دونوں کے درمیان بات چیت ہوتی رہی پھر ادھیڑ عمر سیاہ فام پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے قریب چلا گیا۔

"تمہارے درمیان کیا گفتگو ہو رہی تھی۔" فیصل نے سرگوشی کی۔

"وہ ہم سے جزیرے تک پہنچنے کی تفصیل دریافت کر رہا تھا۔" شنکر نے مدھم آواز میں جواب دیا۔ لکڑی کے تاج والا شخص ان کا سردار ہے۔ اس نے اپنے نائب کو تفصیل معلوم کرنے کی خاطر بھیجا تھا۔"

"مجھے وہ مقامی باشندہ نہیں لگ رہا۔" تیمور نے آہستہ سے کہا لیکن ننکا نے کوئی

جواب نہیں دیا۔ ادھیڑ عمر والا سیاہ فام اپنے سردار سے گفتگو کرنے کے بعد دوبارہ ان کی سمت واپس آ رہا تھا۔

شنکر اور سیاہ فام کے درمیان دوبارہ گفتگو شروع ہوئی' سوال جواب کا سلسلہ کچھ دیر جاری رہا پھر اچانک سیاہ فام کے تیور خطرناک ہوگئے ' اس نے سخت لہجے میں کوئی بات کہی جواب میں شنکر کا لہجہ بھی تیز ہو گیا جس نے سیاہ فام کے غصے کو اور بھڑکا دیا۔۔ اس نے نیزے پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے حقارت ہی سے اس کی بات کا جواب دیا' اس کے جواب میں سیاہ فام کے تیور اور خطرناک ہوگئے۔ اس نے برق رفتاری سے دو قدم پیچھے ہٹ کر اپنا نیزہ تان لیا لیکن اس سے پیشتر کہ وہ شنکر پر حملہ کرتا سردار کی تیز آواز ابھری اورسیاہ فام کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔ پھر وہ سرجھکائے سردار کی طرف واپس لوٹ گیا۔ شنکر بدستور سینہ تانے اپنی جگہ کھڑا تھا۔

"کیا بات تھی فیصل نے پوچھا۔ "تمہاری کس بات نے اسے قابو سے باہر کر دیا تھا۔"

"سردار ہمیں اپنے جزیرے میں پناہ دینے کو تیار ہے لیکن اس کے عوض وہ ہم سے اپنی پسند کے پانچ آدمی بطور یرغمال طلب کر رہا ہے۔ شنکر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پانچ آدمیوں کے علاوہ اس نے ایک عورت کا مطالبہ بھی کیا ہے لیکن میں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

"پھر............ تیمور نے دھڑکتے ہوئے دل سے دریافت کیا۔ اس نے کیا جواب دیا۔"

"وہ مجھے دیوتاؤں کے عتاب سے ڈرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر ہم نے اس کا مطالبہ پورا نہ کیا تو وہ ہمیں ایک ایک کر کے راگھو کے حوالے کر دے گا۔"

"راگھو کون ہے؟" فیصل کے ساتھ کھڑے ہوئے برطانوی نژاد مسافر ولیم نے سوال کیا۔

"راگھو اس آدمخور درندے کا نام ہے جس کی ڈور سردار نے تھام رکھی ہے۔" شنکر نے کہا۔ نائب مجھے بتا رہا تھا کہ راگھو حیرت انگیز اورناقابل یقین طاقت کا مالک ہے' اپنے سے چار گنا بڑے جانور کو بھی پل بھر میں شکار کرسکتا ہے۔

"نان سنسں" ولیم نے نفرت کا اظہار کیا' پھر اس جانور کو دیکھتے ہوئے بولا۔ اگر یہ اندازہ غلط نہیں تو یہ جرمن اسیشن اوربلڈ ہاؤنڈ کراس بریڈ کے سوا اورکچھ نہیں۔"

"فضول باتوں سے پرہیز کرو مسٹر ولیم۔" شنکر نے ناگواری کااظہار کیا۔ "ہم یہاں کتوں پر تحقیق کرنے کی غرض سے نہیں آئے ہیں۔"

"تم.......... تم بھی میرے لئے حیرت انگیز ہو۔" ولیم نے شنکر کو گھورتے ہوئے کہا۔ بحری عقاب پر تمہاری گفتگو کا انداز کچھ اور تھا لیکن اس وقت تم نہایت روانی سے اردو بول رہے ہو.......... اور کتنی زبانیں آتی ہیں تمہیں۔"

"ضرورت پڑنے پر میں اس دھرتی پربولی جانے والی تمام بھاشاؤں میں بات کر سکتا ہوں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔" فیصل نے اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے کہا۔ "کیا سردار ہمارے انکار کر دینے سے اپنا مطالبہ واپس لے لے گا۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی نظریں اب سردار پر جمی ہوئی تھیں جو اسے خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ "میرا مشورہ ہے کہ ہمیں صلح پسندی کی راہ اختیار کرنی چاہئے۔" تیمور نے سرگوشی کی۔ "مزید رساکشی کی صورت میں سیاہ فام وحشی درندے ہمیں نیزوں سے چھلنی بھی کرسکتے ہیں۔"

شنکر بدستور خاموش رہا سردار اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس کی نگاہیں شنکر کے وجود کا جائزہ لے رہی تھیں۔ شاید وہ اس کی طاقت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ راگھو کی خوفناک نظریں ولیم کو گھور رہی تھیں' انداز ایسا ہی تھا جیسے اس نے اپنے بارے میں ولیم کی کہی ہوئی بات سن لی ہو اوراب اسے شکار کرنے کے امکانات پر غور کر رہا ہو' اس کی زبان بدستور منہ سے باہر لٹک رہی تھی۔ "تم نے ہمارا مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے؟" سردار نے تھوڑے توقف کے بعد سفاک لہجے میں شنکر سے سوال کیا وہ مقامی زبان ہی میں بات کر رہا تھا لیکن بولنے کا انداز غمازی کررہا تھا کہ وہ دوسری زبانوں پر بھی دسترس رکھتا ہے۔

"ہاں.........." شنکر نے سنبھل کر جواب دیا۔ وہ مطالبہ تمہارے نائب کی طرف سے تھا اس لئے میں نے اس کی بات رد کر دی۔

"اور اب .... اب تمہارا کیا جواب ہے۔"

"میں سردار کے ہر حکم کو ماننے کے لئے تیار ہوں۔" شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں سردار کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے ساتھی جزیرے پر کسی قسم کا ہنگامہ کرنے سے گریز کریں گے۔"

"ہنگامہ کرنے کی صورت میں تمہارے ساتھیوں کا انجام کیا ہوگا؟ کیا تم اس کا تصور کر سکتے ہو؟" سردار کے لہجے میں طنز کے ساتھ حقارت بھی تھی۔

"کچھ فیصلے اس قدر اچانک اور مجبوری میں کئے جاتے ہیں کہ اس کا انجام قبل از وقت نہیں سوچا جاتا۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"تم مجھے دلیر ہونے کے ساتھ ساتھ عقلمند اور دور اندیش بھی معلوم ہوتے ہو لیکن ہمارے جزیرے پر جو قانون رائج ہے تم اس سے ناواقف ہو' میں تمہیں محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا بصورت دیگر تمہارے ساتھیوں کی موت عبرتناک ہو گی۔"

"میں کوشش کروں گا کہ ہمارے درمیان دوستی کی فضا قائم رہے لیکن میں تمام لوگوں کی ضمانت نہیں دے سکتا۔"

"تمہارے اپنے ساتھیوں کی کیا تعداد ہے۔"

"میں نے ابھی تک تعداد کا صحیح اندازہ نہیں لگایا۔" شنکر نے کہا پھر جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے بولا "ساتھیوں سے میری مراد صرف ان لوگوں تک محدود ہے جو میرے اشاروں پر چلنے کو تیار ہوں۔"

"لیکن تم نے جس جزیرے پر قدم رکھا ہے وہاں صرف پوما کا حکم چلتا ہے۔" سردار نے اپنے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے کرخت لہجہ اختیار کیا۔ "پوما کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ یہاں قانون کی حیثیت رکھتا ہے یہاں ہواؤں کا رخ بھی پوما کے اشارے کا محتاج ہے' جزیرے کے کسی غیر آباد اور ویران گوشے میں بھی اگر کوئی پتا کھڑکتا ہے تو اس کی خبر سب سے پہلے پوما کو ہوتی ہے۔"

"میں اس بات کا خیال رکھوں گا کہ سردار پوما کو ہماری کسی بات سے ناراض ہونے کا موقع نہ مل سکے۔" شنکر نے نرم آواز میں جواب دیا۔

"تمہارے پانچ آدمی ہمارے پاس بطور ضمانت رہیں گے۔" پوما نے قریب کھڑے ہوئے افراد پر نظر ڈالتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ آدمیوں کا انتخاب میرا نائب کرے گا۔ لیکن عورت میری پسند کی ہوگی۔ اس کے بعد تمہیں پورے جزیرے میں گھومنے پھرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔ لیکن اس شرط پر کہ تمہیں ہماری آبادی سے دور رہنا ہوگا اور اس بات کا خیال بھی رکھنا ہوگا کہ پوما اپنے کسی آدمی کی دل شکنی برداشت کرنے کا عادی نہیں ہے۔" پھر پوما نے شنکر کے جواب کا انتظار کئے بغیر اپنے نائب کو اشارے سے قریب بلا کر آدمیوں کے انتخاب کا حکم دیا' شنکر کی نگاہیں بدستور پوما پر مرکوز تھیں وہ اپنے علم کے زور

سے سردار کی شخصیت کو پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

پوما کے نائب نے جن لوگوں کا انتخاب کیا ان میں دو غیرملکی اور تین ایشین تھے' پانچوں افراد چیخ چیخ کر احتجاج کر رہے تھے لیکن سیاہ فام لوگ انہیں بے دردی سے گھسیٹ کر لے گئے' پوما کی نظریں اب عورتوں پر منڈلا رہی تھیں' تیمور اور فیصل کے علاوہ دوسرے تمام افراد بھی بری طرح سہمے نظر آ رہے تھے' اچانک پوما نے ہاتھ اٹھاکر مونیکا کی جانب اشارہ کیا' مونیکا نے ہذیانی انداز میں چیخنا شروع کر دیا لیکن بوڑھے نائب نے لپک کر اسے بالوں سے پکڑ لیا پھر انتہائی بے رحمی سے کھینچتا ہوا گھنے درختوں کے اس پار لے گیا' شنکر بدستور پوما کی خونخوار آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"اب تم لوگ جزیرے پر گھومنے پھرنے کے لئے آزاد ہو۔" پوما نے سپاٹ اور خشک آواز میں کہا پھر راگھو کی طرف دیکھنے لگا جو بدستور ولیم کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"میں سردار کی اس فیاضی پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔

"اپنے ساتھیوں کو بتا دینا کہ آپس میں گفتگو کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ یہاں ہواؤں کے بھی کان ہوتے ہیں' پوما کی قوت سماعت بہت حساس ہے' پل بھر میں وہ تمام باتوں سے واقف ہو جاتا ہے اور یہ صلاحیت صرف پوما میں نہیں۔ راگھو میں بھی ہے۔" پوما نے سرد اور سفاک لہجے میں کہا پھر اس نے ہاتھ میں دبی ہوئی ڈور کو چھوڑ دیا اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب ہی کے لئے عبرتناک تھا۔

راگھو نے آزاد ہوتے ہی بجلی کی سی پھرتی سے جست لگائی اور ولیم کو زمین پر رگیدتا چلا گیا' ولیم کے حلق سے محض ایک کربناک چیخ خارج ہو سکی اس کے زمین پر گرتے ہی راگھو نے اپنے نوکیلے دانتوں سے اس کا ٹینٹوا جکڑ لیا تھا' ولیم کی آنکھیں دہشت کے مارے حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں' اس نے موت کے اذیتناک چنگل سے چھٹکارا پانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے کی کوش کی لیکن راگھو نے پل بھر میں دو شدید جھٹکے دے کر اسے زندگی کی قید سے آزاد کر دیا اور اس کی لاش کو کس آدمخور درندے کی ہی مانند گھنی جھاڑیوں کی سمت گھسیٹ کر لے گیا' پوما نے شنکر کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب تمہیں اور تمہارے آدمیوں کو میری حیرت انگیز قوتوں کا اندازہ ہوگیا ہوگا۔ تمہارے ساتھی نے راگھو کے لئے جن ہتک آمیز خیالات کا اظہار کیا تھا اس کا علم راگھو کو ہو گیا تھا۔ میں نے اسی لئے راگھو اور تمہارے ساتھی کے درمیان دیوار بننے کی کوشش نہیں کی۔"

"کیامیں سردار سے کسی وقت اکیلے میں ملاقات کر سکتا ہوں۔" شنکر نے پوما کی بات نظرانداز کرتے ہوئے سوال کیا۔"

"کیوں ...." پوما نے اسے وضاحت طلب نظروں سے گھورا' اس کے تیور میں درندوں کی سی کاٹ موجود تھی۔

"ہو سکتا ہے کہ میں سردار کی کوئی ایسی پریشانی دور کر سکوں جس کی وجہ سے سردار کی راتوں کی نیند اور دن کا چین حرام ہوگیا ہے۔" شنکر کا لہجہ معنی خیز تھا' پوما اس کی بات سن کر یوں چونکا جیسے شنکر نے اس کی کسی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ ایک لمحہ تک وہ شنکر کو عجیب نظروں سے دیکھتا رہا پھرکچھ کہے بغیر تیزی سے واپس پلٹ گیا۔

پوما کے جانے کے بعد شنکر' فیصل اور تیمور وغیرہ کو تفصیل بتانے لگا' بحری عقاب کے دوسرے مسافر بھی قریب آ گئے' ولیم کے دردناک انجام نے ان کے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا' راگھو کی حیرت انگیز اور پراسرار صلاحیت نے ان کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیئے تھے' سب ہی کے ذہن میں بس ایک سوال گونج رہا تھا......... ان کا اپنا انجام کیاہوگا؟

○

ساحلی علاقے کے قریب وہ پہاڑی سلسلوں کے اندر ایک ایسا غار تلاش کرنے میں کامیاب ہو گے تھے جہاں سرچھپایا جاسکتا تھا' غاراندر سے تنگ تھا لیکن سامنے کی جانب خاصا کشادہ تھا' چٹان کا ایک حصہ اوپر کی طرف سائبان کی طرح خاصا آگے تک نکلا ہوا تھا جس کے سائے تلے وہ دھوپ کی تمازت سے بھی بچ سکتے تھے لیکن وہ ٹکڑا اگر اتفاقاً" گر جاتا تو ان کے لئے غار کو مقبرے میں بھی تبدیل کر سکتا تھا۔

پوما کے بیان کے مطابق وہ جزیرے میں آزادی سے گھوم پھر سکتے تھے۔ لیکن ولیم کا انجام دیکھ لینے کے بعد وہ زبان کھولنے سے بھی خائف نظر آ رہے تھے ' غار تک پہنچنے کے لئے انہیں گھنے درختوں کے درمیان سے گزرنا پڑا راستے میں انہیں کہیں کوئی سیاہ فام نظر نہیں آیا لیکن نکا کا خیال تھا کہ وہ پوشیدہ طریقوں سے یقیناً ان کی نگرانی کر رہے ہوں گے' پوما نے انہیں اس بات کی سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ آبادی والے حصے کی طرف بغیر اجازت جانے سے گریز کریں لیکن ابھی تک انہیں کسی قسم کی آبادی کے نشان دور دور تک نظر نہیں آئے تھے۔ البتہ پھل دار درخت دیکھ کر انہیں اس بات کا اطمینان ہو گیا تھا کہ کم ازکم

وہ بھوکے نہیں مریں گے۔

جاوید کو ہوش آ چکا تھا وہ اپنے قدموں سے چل پھر رہا تھا لیکن اس کے چہرے سے ابھی تک نقاہت ظاہر ہو رہی تھی' فیصل نے مختصر طور پر اسے پیش آنے والے حالات سے آگاہ کر دیا تھا' شنکر کے مشورے پر وہ سب جتھے کی صورت میں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے غار تک پہنچے تھے' حفظ ماتقدم کے طور پر عورتوں کو درمیان میں رکھا گیا تھا ' مردوں کے مقابلے میں عورتیں بری طرح خوفزدہ تھیں لیکن روپا نے حالات کا زیادہ اثر قبول نہیں کیا تھا' شنکر کی طرح وہ بھی لاپرواہ دکھائی دے رہی تھی۔

مردوں نے غار کو دن کے اجالے ہی میں تھوڑا بہت صاف کر لیا تھا بحری عقاب کو پیش آنے والے حادثے اور پھر سیاہ فام لوگوں کے ساتھ ہونے والی باتوں نے سب ہی کے کس بل نکال دیئے تھے' ان کے چہروں سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی' غار کے کشادہ حصے میں خاموش بیٹھے وہ ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر وقت گزار رہے تھے پھر گفتگو کی ابتداء ایک امریکی باشندے نے کی۔

"کیا ہم اسی طرح چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے؟"

"اس کے علاوہ ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔" اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی عورت نے حسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ "ولیم کا انجام ہم اپنی نظروں سے دیکھ چکے ہیں۔"

"میرے خدا .... کس قدر ہولناک تھا وہ منظر۔" ایک دوسرے مسافر نے دبی زبان میں کہا۔

"کوئی درندہ انسانوں کی بولی سمجھ لے' میرے نزدیک یہ ناممکن ہے۔" امریکی باشندے نے کہا ولیم اور راگھو کے درمیان کم و بیش پچاس فٹ کا فاصلہ ضرور رہا ہوگا' اتنی دور سے اس کی آواز نہیں سنی جا سکتی تھی اور ایسی صورت میں جبکہ اس نے نہایت مدھم آواز میں اپنے خیال کا اظہار کیا تھا۔

"پھر .... تمہارا کیا خیال ہے ایک اورمسافر نے سہمی سہمی آواز میں کہا کیا راگھو نے پوما کے ہاتھ سے رسی چھوٹتے ہی اس بدنصیب پر جست نہیں لگائی تھی۔"

"ممکن ہے اس نے کسی مخصوص اشارے کے تحت ایسا کیا ہو۔"

"لیکن ولیم ہی کیوں؟" عورت نے سوال کیا۔ "اس کے ساتھ ہمارے دوسرے ساتھی بھی موجود تھے۔"

"میں تم سب کو محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا ایک بوڑھے مسافر نے کہا ہمیں ان باتوں

سے گریز کرنا چاہئے جس کے لئے تنبیہہ کی گئی ہے وقت گزارنے کی خاطر ہم دوسری باتیں بھی کر سکتے ہیں مثلاً یہ کہ ہمیں آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا؟

"اگر تمہارا اشارہ فرار ہونے کے کسی منصوبے سے ہے تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو۔" ایک برطانوی مسافر نے بڑے وثوق سے کہا۔ میں سیاحی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن میں نے افریقہ کے جزیروں کے بارے میں بہت گہرا اور وسیع مطالعہ کیا ہے' یہ اپنے جال میں پھنسے ہوئے شکار کو فرار کا موقع نہیں دیتے' بالکل آکٹوپس ہی کی طرح اپنے زہریلے چنگل میں دبوچ کر تڑپا تڑپا کر مار ڈالتے ہیں۔"

"کیا تم ہمیں اپنی کتابی معلومات سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کرنا چاہتے ہو۔" ایک اور مسافر نے ناگوار لہجے میں برطانوی باشندے سے کہا۔ "اگر موت ہی ہمارا مقدر ہے تو پھر سیاہ فام وحشی درندے ہی کیوں ہم چٹانوں کی بلندی پر چڑھ کر سمندر میں بھی چھلانگ لگا سکتے ہیں۔"

"میں تمہیں مقدس مریم کا واسطہ دیتی ہوں' ایسی ہولناک باتیں مت کرو۔" ایک ادھیڑ عمر کی عورت نے بیزاری کا اظہار کیا۔ "تم مرد ہو' اگر ہماری حفاظت کی کوئی تدبیر اختیار نہیں کر سکتے تو ہمیں خوفزدہ بھی مت کرو۔"

"ہمیں اپنے ان پانچ ساتھیوں کے بارے میں بھی غور کرنا چاہئے جنہیں بطور یرغمال لے جایا گیا ہے۔" بوڑھے مسافر نے کہا۔ "کیا وہ لوگ ہمارے ساتھیوں کے ساتھ کوئی اچھا سلوک کریں گے؟"

"اس بیچاری لڑکی کے بارے میں بھی سوچو جسے بالوں سے جکڑ کر ہم سے چھین لیا گیا ہے۔" ادھیڑ عمر عورت بولی۔ "کیا وہ غیر مہذب جنگلیوں کے درمیان زندہ رہ سکے گی۔"

"مقدس مریم ہی کے حضور گڑگڑا کر دعا کرو کہ ہم ان کے عتاب سے محفوظ رہیں۔" برطانوی مسافر نے کہا۔ "میری معلومات کے مطابق تاریک براعظم میں کچھ قبیلے آج بھی ایسے آباد ہیں جو انسانوں کے گوشت کو نہایت رغبت سے اپنے دسترخوان کی زینت بناتے ہیں۔"

"تم .... کیا تم اپنی منحوس زبان بند نہیں رکھ سکتے؟"

"تم کہتے ہو تو میں خاموش ہوا جاتا ہوں لیکن حقائق کی پردہ پوشی کرنا خود کو فریب دینے کے عین مترادف ہے۔" برطانوی مسافر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر اٹھ کر دور جا بیٹھا۔

دوسری جانب شنکر' فیصل اور تیمور' جاوید اور میڈیکل آفیسر کے درمیان بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا' کبھی وہ آنکھیں بند کر لیتا تو اس کی کشادہ پیشانی پر لاتعداد آڑی ترچھی سلوٹیں ابھر آتی تھیں۔ کبھی وہ آنکھیں کھول کر خلاؤں میں جھانکنے لگتا' یوں جیسے وہ آنے والے کل کے بارے میں غور کر رہا ہو۔ مستقبل میں جھانک کر آئندہ پیش آنے والے حالات جاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تمہاری جوتش ودیا کیا بتاتی ہے۔" جاوید نے اسے کریدنے کی خاطر پوچھا۔ "کیا ہم اب بھی اپنی منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے ...."

"ہاں .... میں نے جو کہا تھا وہ اوش پورا ہوگا۔" شنکر کے لہجے میں اعتماد جھلک رہا تھا۔"

"موجودہ حالات کے بارے میں تمہارا علم کیا کہتا ہے۔" میڈیکل آفیسر نے دریافت کیا۔ کیا ہم پوما اور اس کے ساتھیوں سے نجات حاصل کر سکیں گے۔ کیا راگھو ہمارے فرار کے راستے میں دیوار ثابت نہیں ہوگا۔

"تم شاید بھول رہے ہو میرے دوست کہ سردار پوما نے ہمیں محتاط رہنے کا مشورہ دیا تھا' اس نے کہا تھا کہ یہاں ہواؤں کے بھی کان ہوتے ہیں' کیا عجب ہے کہ وہ اس وقت بھی ہماری باتیں سن رہا ہو۔

میڈیکل آفیسر شنکر کا جواب سن کر خوفزدہ ہو گیا' شاید وہ پوما کی نصیحت فراموش کر بیٹھا تھا چنانچہ اس نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "میں نے سردار کی شان میں کوئی گستاخی تو نہیں کی۔"

"پریشان مت ہو میرے متر۔" شنکر نے نہایت اطمینان سے کہا۔ "میں نے تم سب کے چاروں طرف اپنے جنتر منتر کی ایک ایسی چادر تان دی ہے جسے سردار پوما کی شکتی نہیں توڑ سکتی۔"

"میں نہیں سمجھا ڈاکٹر نے پوچھا کیا ہم اس وقت ان کی نظروں سے اوجھل ہوں گے۔"

"زیادہ گہرائی میں اترنے کی کوشش مت کرو ڈاکٹر .... "کیول اتنا جان لو کہ جب تک شنکر نہ چاہے کوئی اس کے جنتر منتر کا توڑ نہیں کر سکتا۔"

"وہ ہمارے آدمیوں کو اور مونیکا کو کس مقصد سے لے گئے ہیں تیمور نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

"دھیرج سے کام لو۔میں نے کہا تھا کہ منش کو کچھ حاصل کرنے کے لئے کچھ کھونا پڑتا ہے۔"

"کیا ...." جاوید نے چونکتے ہوئے کہا۔ "کیا وہ ہمارے ساتھیوں کو مار ڈالیں گے؟"

"سمے کا انتظار کرو' ابھی کوئی بات پورے وشواس سے نہیں کہی جا سکتی۔"

"سردار پوما کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" فیصل نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔" کیا وہ تمہیں کوئی مقامی باشندہ لگتا ہے۔"

نہیں .... شنکر نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا "وہ اس جزیرے کا باسی نہیں ہے' میری نگاہیں بہت دور تک دیکھ چکی ہیں۔"

"میرا ذاتی خیال ہے کہ وہ کسی سفید نسل کا نمائندہ ہے لیکن اس کے باوجود سیاہ فام وحشیوں پر حکومت کر رہا ہے۔ "تیمور نے کہا۔ "ممکن ہے کہ اس نے مقامی لوگوں پر قابو پانے کے لئے دھماکہ خیز اسلحہ کااستعمال کیا ہو' میری معلومات کے مطابق گمنام اور دور دراز جزیروں پر بسنے والے اگرچہ رسم و رواج کے اعتبار سے درندہ صفت ہوتے ہیں لیکن دھماکہ خیز چیزوں سے بری طرح خوف کھاتے ہیں' پوما جس روانی سے مقامی زبان بول رہا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس جزیرے پرایک طویل عرصے سے مقیم ہے۔"

"میں تمہارے اندازے کی تردید نہیں کروں گا لیکن میری ناقص رائے میں سردارپوما بلیک میجک میں بھی یقیناً مہارت رکھتا ہوگا۔" ڈاکٹر نے اپنے خیال ظاہرکرتے ہوئے کہا۔ "غیر مہذب دنیا کے لوگ جادو ٹونے پر بھی اندھا اعتقاد رکھتے ہیں۔"

"تم نے پوما کے بارے میں اپنے علم کے زور سے بھی کچھ معلوم کیا ہے۔" فیصل نے شنکر سے پوچھا۔

"میں نے اس کی ایک ایسی کمزوری پکڑ لی ہے جو اسے میرے چرنوں پر ڈنڈوت کرنے پر مجبور کر دے گی۔" شنکر معنی خیز' لہجے میں بولا۔

"مجھے شبہ ہوا تھا۔" فیصل نے کہا۔ "تم نے سردار پوما سے گفتگو کرتے وقت آخر میں کوئی ایسی بات کہی تھی جس کو سن کر وہ چونکا تھا پھر کوئی جواب دیئے بغیر واپس چلا گیا تھا۔"

"ہاں' میں نے اس کی ایک دکھتی رگ کو دبوچ لیا ہے۔"

"پھر بھی تمہیں محتاط رہنا ہوگا۔" فیصل نے سنجیدگی سے مشورہ دیا۔ "جو شخص غیر

مہذب وحشی درندوں پر حکومت کر رہا ہے وہ اتنی آسانی سے ہمارے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر آمادہ نہیں ہوگا۔"

"اس کا جواب بھی آنے والا سمے دے گا۔" شنکر کے ہونٹوں پر بڑی پر سرار مسکراہٹ ابھری تھی لیکن زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکی' ایک گرجدار آواز نے سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی تھی۔"

شنکر کے علاوہ فیصل اور اس کے دوستوں نے بھی تیزی سے پلٹ کر آواز کی سمت دیکھا پھر ان کے چہرے فق ہو گئے۔ ان سے بمشکل دس بارہ گز کے فاصلے پر سردار پوما کا تائب سینہ تانے کھڑا شنکر کو عجیب نظروں سے ٹکٹکی باندھے گھور رہا تھا' وہ تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ خونی اور آدم خور درندہ راگھو بھی تھا۔

راگھو کی خون آلود زبان اس کے منہ سے باہر لٹک رہی تھی اور اس کی خونخوار نظریں بھی شنکر پر جمی ہوئی تھیں۔



سردار پوما کے نائب کی نگاہوں سے قہر و غضب کی چنگاریاں نکل رہی تھیں' وہ نفرت اور حقارت بھری نظروں سے شنکر کو گھور رہا تھا شاید اس کا دل ابھی تک اس کی طرف سے صاف نہیں ہوا تھا' شنکر نے اس سے مرعوب ہونے کی کے بجائے بڑے تلخ اور خشک انداز میں گفتگو کی تھی' سیاہ فام نائب کے تیور غمازی کر رہے تھے کہ وہ پوما کی موجودگی کے باعث بڑی مشکلوں سے اپنا غصہ ضبط کر رہا تھا' اس وقت بھی اس کے تیور خطرناک تھے' شاید وہ اپنا حساب چکتا کرنے کی غرض سے تنہا آیا تھا۔ ممکن ہے اس کے دوسرے ساتھی کہیں قریب ہی درختوں اور چٹانوں کی آڑ میں گھات لگائے بیٹھے ہوں' بظاہر صرف راگھو اس کے ساتھ تھا۔

کچھ دیر تک وہ ایک دوسرے کو نگاہوں نگاہوں میں تولتے رہے' شنکر اس وقت بھی لا پرواہ نظر آرہا تھا' اس کی تیز نظریں پوما کے نائب سے ٹکراتی رہیں پھر اچانک شنکر نے راگھو کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر اسے گھورنا شروع کیا' راگھو بار بار اپنے پنجوں سے زمین کھرچ رہا تھا' انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی بھی لمحے جست لگا کر شنکر کو دبوچ لے گا' غار کے سنگلاخ فرش پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے آہستہ آہستہ سمٹنا شروع کر دیا' وہ راگھو سے حد درجہ خوفزدہ تھے اس لئے براہ راست اس کی نگاہوں میں نہیں آنا چاہتے تھے' ہر شخص کا یہی خیال تھا کہ ولیم کے بعد اب شنکر راگھو کی درندگی کا دوسرا شکار ہوگا لیکن ایسا نہیں ہوا۔

اچانک راگھو کے تیور میں بتدریج نرمی آنی شروع ہوئی اس کے پنجوں کا مشینی انداز بھی تھم گیا' پھر اس نے اپنی مکروہ اور خون آلود زبان منہ کے اندر کرلی اور چہرہ آسمان کی جانب بلند کرکے گھٹے گھٹے انداز میں حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکالنے لگا شاید وہ کسی بد روح کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔ راگھو کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر پوما کا نائب بھی الجھ کر رہ گیا تھا' شنکر بدستور ان دونوں کو گھورے جا رہا تھا اس کے ہونٹ متحرک نظر آ رہے تھے' غالباً وہ دشمنوں پر کوئی منتر آزما رہا تھا' راگھو کے حلق سے گھٹی گھٹی آوازیں بلند ہوتا شروع ہوئیں تو شنکر کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل کر گہری ہونے لگی پھر اس سے پیشتر کہ پوما کا نائب کچھ کہتا شنکر نے ازخود بلند آواز میں اسے مخاطب کیا۔

"کیا میں تمہاری آمد کا مقصد دریافت کر سکتا ہوں۔" اس کے لہجے میں شکایت کا عنصر شامل تھا۔ "سردار پوما نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہماری آزادی میں خلل انداز نہیں ہوگا' راگھو کی موجودگی ہمارے ساتھیوں کے لئے پریشانی کا باعث ہے اور میں اسے پسند نہیں کرتا۔"

"سردار نے تمہیں طلب کیا ہے۔" نائب نے خشک آواز میں کہا۔ "میں تمہیں یہی پیغام دینے آیا تھا' تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"کیا تم اس درندے کے ساتھ تنہا جاؤ گے۔" روپا نے تیزی سے شنکر کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس کے ارادے اچھے نہیں نظر آتے۔"

"تم پریشان مت ہو روپا رانی۔" شنکر نے دوسروں کی موجودگی کا خیال کئے بغیر روپا کی خوبصورت آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "جب تک تمہارے من میں شنکر کا پیار زندہ ہے دنیا کی کوئی شکتی تمہارے پریمی کو شکست نہیں دے سکتی۔"

"نائب سے دریافت کرو۔" فیصل نے کہا "کیا ہم بھی تمہارے ساتھ چل سکتے ہیں۔"

"گھبراؤ نہیں میرے دوست' میرا تمہارا ساتھ بہت دور تک رہے گا' میں نے تم سے یہی کہا تھا اور شنکر کا کہا کبھی جھوٹ نہیں ہوتا۔"

"لیکن میں تمہیں اکیلا نہیں جانے دوں گی۔" روپا نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا بات ہے۔" نائب نے بلند آواز میں شنکر سے دریافت کیا۔ "کیا کھسر پھسر کر رہے ہو۔"

"میرے ساتھی مجھے تمہارے ساتھ تنہا جانے سے منع کر رہے ہیں۔" شنکر نے صاف گوئی سے کام لیا۔ "کیا میں دو ایک کو ساتھ لے سکتا ہوں۔"

"نہیں.........." نائب نے تیزی سے کہا۔ "سردار نے صرف تمہیں طلب کیا ہے اس لئے تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا' اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ ضد چھوڑ دیں' سردار پوما بے پناہ قوتوں کا مالک ہے' اس کا ایک اشارہ تم سب کو موت کی ابدی نیند سلا دینے کے لئے کافی ہوگا۔ گابا کی بات پر اعتماد کرو' تمہیں سردار کی مرضی کے بغیر کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔"

"گابا.........." شنکر نے اسے ٹٹولنے کی خاطر پوچھا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے کہ سردار پوما نے مجھے کیوں یاد کیا ہے۔"

"نہیں.........." نائب جس نے اپنا نام گابا ظاہر کیا تھا سنجیدگی سے کہا۔ "ہم صرف سردار کے حکم کی پیروی کرتے ہیں' اس سے صلاح مشورے کا حق صرف لوبیتا کو حاصل ہے۔"

"لوبیتا......؟" شنکر نے دریافت کیا۔" کیا وہ بھی سردار کا کوئی نائب یا مشیر خاص ہے۔"

نہیں.......... لوبیتا ہمارا مذہبی پیشوا ہے۔" گابا نے کہا پھر قدرے تلخ آواز میں بولا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم مجھے باتوں میں الجھا کر وقت ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہو ایک بات یاد رکھو' سردار کے جسم پر دو نہیں ہزاروں پراسرار آنکھیں موجود ہیں۔ جن کے ذریعے وہ جزیرے کے تمام حصوں کی نگرانی کرتا ہے' اس کے کان زمین کے اندر رینگنے والے کیڑوں کی سرسراہٹ کی آوازیں سننے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔"

"وہ حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے......... تمہارے دلوں میں کیا ہے' وہ یہ بھی معلوم کر سکتا ہے۔"

"مجھے تمہارے ساتھ کتنی دور جانا ہوگا......... میری واپسی کتنی دیر بعد ہوگی۔"

"تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"اپنے ساتھیوں کو مطمئن کرنے کے لئے۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "تمہارے ساتھ راگھو کی موجودگی نے میرے ساتھیوں کو خوفزدہ کر دیا ہے۔"

"تمہاری واپسی کا انحصار سردار کی مرضی پر ہے' اپنے ساتھیوں کو بتاؤ کہ راگھو بھی ہماری طرح سردار کی مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی' البتہ کسی اچانک خطرے سے دوچار ہونے کی صورت میں ہم فوری کارروائی کے لئے آزاد ہوتے ہیں' سردار کا یہی حکم ہے لیکن تم یہ سب کچھ کیوں دریافت کر رہے ہو؟"

جواب میں شنکر کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ ابھر آئی اس نے گابا کو اپنی باتوں کے سحر میں پھانس کر بہت ساری کام کی باتیں دریافت کر لی تھیں' پوما کی نظریں اگر پورے جزیرے میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتیں اور اس کے کان اگر ہر آہٹ کو سن سکتے تو پھر کسی اچانک پیش آنے والے خطرے کے وقت اسے اپنے ساتھیوں کو فوری کارروائی کی اجازت دینے کی کیا ضرورت تھی؟...... اگر گابا کے بیان کے مطابق وہ حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہوتا تو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے بھی دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا؟ شنکر کے ذہن میں فوری طور پر یہی خیال آیا تھا کہ سردار پوما یقیناً بہت چالاک اوردور اندیش واقع ہوا ہے جس نے سیاہ فام لوگوں کے دلوں پر پوری طرح اپنی دھاک جما رکھی ہے۔ لیکن وہ جزیرے کا سردار کس طرح بن بیٹھا؟ یہ بات غور طلب تھی۔

شنکر نے روپا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو سمجھا بجھا کر ساتھ چلنے سے باز رکھا پھر وہ

سربلند کئے لمبے لمبے قدم اٹھاتا گابا کے قریب چلا گیا' اس نے راگھو پر نظر ڈالی اور یہ محسوس کر کے مسکرا دیا کہ اب راگھو جیسا آدمخور درندہ بھی اس سے نگاہیں ملانے سے کترا رہا تھا' اس نے بدروحوں کے ذریعے راگھو کو اس قدر خوفزدہ کر دیا تھا' کہ اب اس کی جانب سے کوئی خطرہ باقی نہیں رہ گیا تھا کچھ دیر تک وہ خاموشی سے گابا کی رہنمائی میں قدم آگے بڑھاتا رہا پھر اس نے دبی زبان میں پوچھا۔

"گابا کیا تم مجھے اس جزیرے کا نام بتا سکتے ہو؟"

"اس جزیرے کا اپنا کوئی نام نہیں' ہم اسے سردار کے نام ہی سے منسوب کرنے کے عادی ہیں۔"

"سردار پوما سے پہلے یہاں کون تھا................"

"مالکا............... لیکن یہ کوئی آٹھ سال پہلے کی بات ہے۔"

"کیا مالکا اب بھی اس جزیرے پر موجود ہے؟"

"نہیں............... اسے ہماری دیرینہ رسم کے عین مطابق پوما کے سردار منتخب ہونے کے بعد دیوتاؤں کے نام پر بھینٹ چڑھا دیا گیا تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ مالکا کا تعلق اسی جزیرے پر آباد قبیلے سے تھا۔"

"ہاں..............."

"سردار پوما نے تمہارے جزیرے پر کب قدم رکھا تھا؟"

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو اس واقعہ کو بیس سال سے زیادہ..............." گابا جواب دیتے دیتے چونک کر خاموش ہو گیا پھر اس نے پلٹ کر غصے سے شنکر کو گھورا۔ "کیا تم اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتے۔" اس کے لہجے میں جھلاہٹ کے علاوہ خوف بھی شامل تھا۔

"جب تک تم میرے ساتھ گفتگو کرو گے سردار تمہاری آواز نہیں سن سکے گا۔" شنکر نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی۔

"اپنی منحوس زبان بند ہی رکھو۔" گابا نے نیزے پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "اگر تم نے اب گابا کو بہکانے کی کوشش کی تو تمہارا انجام تمہارے ساتھی سے بھی زیادہ اذیت ناک ہوگا۔"

شنکر نے جواب میں خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا' وہ پوری توجہ سے راستوں کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کر رہا تھا' تقریباً ایک میل تک وہ گھنے درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان نظر آنے والے راستے سے گزرتے رہے پھر آبادی کا علاقہ شروع ہو گیا' شنکر ان کے

مکانوں کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتا رہا جنہیں بارانی علاقوں میں بسنے والوں کے طرز پر بانس اور لکڑی کے تختے باندھ کر گول دارے کی شکل میں تعمیر کیا گیا تھا' باہر کی جانب سے انہیں بڑے بڑے پتوں اور سوکھی گھاس سے ڈھانپا گیا تھا' مکانوں کے قریب کھڑے ہوئے مرد عورتیں اور بچے انہیں گھور گھور کر دیکھ رہے تھے' گابا نے آبادی کے قریب پہنچ کر اپنا رخ بائیں جانب موڑ دیا' یہ علاقہ گھنی جھاڑیوں کا تھا جس کے درمیان بس اتنی جگہ تھی کہ ایک آدمی آسانی سے گزر سکتا تھا' گابا آگے آگے تھا' شنکر درمیان میں تھا اور راگھو ان دونوں کے پیچھے تھا۔

گابا نے جھاڑیوں کے درمیان واقع راستے پر قدم اٹھانے سے پہلے ہی شنکر کو تاکید کر دی تھی کہ وہ ان جھاڑیوں سے بچ کر چلنے کی کوشش کرے' اس کے بیان کے مطابق اگر جھاڑیوں کا کوئی کانٹا جسم میں چبھ جائے تو جسم کا وہ حصہ مفلوج بھی ہو سکتا تھا شنکر نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ اس راستے کو جان بوجھ کر اختیار کیا گیا ہے' شاید اس طرح سردار پوما اور اس کے ساتھی شنکر کو باور کرانا چاہتے تھے کہ بغاوت کی صورت میں مخدوش حالات کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔

جھاڑیوں کے درمیان تقریباً سو گز کا فاصلہ طے کرنے کے بعد گابا نے نشیب میں اترنا شروع کر دیا' اس راستے کو انسانی ہاتھوں نے زمین کھود کر سرنگ کے طور پر بنایا تھا' شنکر حیرت بھری نگاہوں نے اس زمین دوز سرنگ کو دیکھ رہا تھا' وہاں روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے گئے تاریکی بھی بڑھتی گئی پھر اتنا گھپ اندھیرا ہو گیا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے سے بھی قاصر ہو گئے۔ شنکر کا ذہن اب قدموں کی پیمائش سے فاصلے کا شمار کئے جا رہا تھا۔

پوما نے اس کا استقبال نہایت سرد مہری سے کیا۔ تہہ خانے میں وہ تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ ایسا طویل العمر بوڑھا بھی موجود تھا جس کے جسم کا گوشت ہڈیوں کا ساتھ چھوڑتا جا رہا تھا' بظاہر وہ ہڈیوں کا پنجر نظر آ رہا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں درندوں جیسی چمک موجود تھی اس کے گلے میں متعدد مالائیں جھول رہی تھیں۔ کانوں میں ہاتھی دانت کے بڑے بڑے بالے نظر آ رہے تھے۔

گابا نے تہہ خانے میں پہنچنے کے بعد جس انداز میں سینے پر ہاتھ مار کر اور گردن کو خم دے کر بوڑھے کی تعظیم کی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جزیرے میں ایک اہم حیثیت کا حامل تھا' شنکر کو چھوڑ کر گابا وہاں زیادہ دیر نہیں رکا' پوما کا اشارہ ملتے ہی الٹے قدموں واپس لوٹ گیا راگھو بھی اس کے ساتھ ہی چلا گیا تھا۔

شنکر نے تہہ خانے کا سرسری جائزہ لیا' ہر چند کہ مہذب دنیا میں بسنے والوں کے مقابلے میں وہ زمین دوز کمرہ نہایت کمتر درجہ کا تھا لیکن اسے غار کی ساخت پر جس انداز میں کاٹ چھانٹ کر تعمیر کیا گیا تھا اس کے پیچھے بھی کسی مہذب دنیا کے باسی کا ہاتھ نظر آ رہا تھا شنکر دیدہ دانستہ وہاں کی آرائشی چیزوں میں جو انسانی کھوپڑیوں اور جانوروں کی کھالوں کے علاوہ سمندر کے کنارے ملنے والے نوادرات پر مشتمل تھیں دلچسپی لے رہا تھا لیکن اس کی نظریں اس وقت بھی اس بوڑھے کی طرف سے غافل نہیں تھیں جو انتہائی توجہ سے ٹکٹکی باندھے اسی کی جانب گھور رہا تھا' کچھ دیر تک مکمل خاموشی طاری رہی پھر پوما کی آواز ابھری وہ شنکر سے مخاطب تھا۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ میں نے تمہیں یہاں کیوں طلب کیا ہے؟"

"نہیں ...." شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

تم پہلے شخص ہو جسے میں نے مقدس لوبیتا کے مشورے کے بعد اپنی رہائش گاہ میں قدم رکھنے کا شرف بخشا ہے' ورنہ بیرونی دنیا سے تعلق رکھنے والے افراد صرف ساحل تک محدود رہتے ہیں۔

"میں اس اعزاز کو سردار پوما کی جانب سے اپنے لئے ایک بیش قیمت انعام سمجھوں گا۔" شنکر نے کہا پھر لوبیتا کی جانب دیکھ کر بڑے ادب سے بولا۔ "مقدس لوبیتا کا اقبال بلند ہو جس نے سردار سے میری یہاں تک رسائی کی سفارش کی اور مجھے قابل اعتماد سمجھا۔"

تم نے پہلی ملاقات میں مجھ سے تنہائی میں ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ پوما نے کہا۔

"ہاں' مجھے خوب یاد ہے۔" شنکر نے جواب دیا۔" میں نے کہا تھا کہ شاید میں سردار کی کوئی ایسی پریشانی دور کر سکوں جس نے راتوں کی نیند اور دن کا چین حرام کر دیا ہو۔"

"تمہیں میری کسی پریشانی کا اندازہ کس طرح ہو گیا۔"

"میرا اشارہ براہ راست سردار کی ذات کی سمت نہیں تھا۔" شنکر نے نہایت سادگی سے جواب دیا مجھے علم ہے کہ ساحلی علاقوں میں بسنے والے اکثر کسی ایسے موذی مرض کا شکار

ہو جاتے ہیں جو ان کے نزدیک ناقابل علاج ہوتا ہے' میں بنیادی طور پر طبیب یا ڈاکٹر نہیں ہوں پھر بھی بزرگوں کی دعا سے جھاڑ پھونک کے کچھ ایسے طریقوں سے واقف ہوں جو مردوں میں بھی جان ڈال سکتے ہیں۔"

پوما نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا' اس کی نگاہوں میں الجھن اور جھلاہٹ کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے' جن نظروں سے وہ شنکر کو دیکھ رہا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ یا تو وہ اس سے خوش نہیں ہے یا پھر اسے اس کے بیان پر شبہ ہو گیا تھا' بوڑھا لوبیتا بدستور کسی بت کی طرح بے حس وحرکت کھڑا شنکر کو گھور رہا تھا پھر اس نے پہلی بار پوما سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری نظریں ابھی تک اس کے دل و دماغ کی گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکیں ممکن ہے اس نے اپنے ارد گرد کوئی حصار باندھ رکھا ہو یا پھر غیر معمولی قوت ارادی کا مالک ہو لیکن ایک بات بہرحال یقینی ہے کہ یہ شخص پراسرار قوتوں کا مالک ہے اور اس مرض یا سحر کا علاج یا توڑ کر سکتا ہے جس نے زاریا کو مفلوج کر رکھا ہے۔"

"اور اگر یہ ناکام ہو گیا؟"

"ناکامی کی صورت میں اسے بھی دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھا دیا جائے گا۔"

لوبیتا اور پوما ایک مختلف زبان میں گفتگو کر رہے تھے ان کا خیال تھا کہ وہ ان کی گفتگو نہیں سمجھ رہا لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے وہ ان کی باتوں کو بخوبی سمجھ رہا تھا' اسے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ لوبیتا کی نظریں اس حصار کو توڑنے میں ناکام رہی تھیں جو شنکر نے اپنے اطراف قائم کر رکھا تھا لیکن اسے اس بات پر حیرت بھی تھی کہ لوبیتا نے پوما کو اس امر کا یقین کیوں دلایا تھا کہ وہ زاریا کا علاج کر سکتا ہے۔

"میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ شخص ہماری توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور عیار واقع ہوا ہے۔"

"کیا سردار پوما نووارد کی طرف سے کوئی ایسا خطرہ محسوس رہے ہیں جو؟"

"پوما نے زندگی میں ہارنا نہیں صرف جیتنا سیکھا ہے۔" پوما نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا' اس کے تیور پل بھر میں خطرناک ہو گئے' لوبیتا کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "خطرات سے کھیلنا میری عادت ہے' اگر یہ شخص زاریا کے سلسلے میں ناکامی سے دوچار ہوا تو اس کا اور اس کے ساتھیوں کا انجام تم سب کی توقع سے کہیں زیادہ خطرناک ہو گا۔"

"میں سردار کو صبر اور دوراندیشی سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔" لوبیتا نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کے ساتھی ہمارے لئے سونے کے کسی ذخائر سے کم نہیں ہیں۔"

"تم اب جا سکتے ہو۔" پوما نے کچھ سوچتے ہوئے کہا پھر لوبیتا کے جانے کے بعد اس نے شنکر کو ایک بار پھر معنی خیز نظروں سے گھورا جو بظاہر زمین دوز کمرے کی بناوٹ میں دلچسپی لے رہا تھا۔ چند ثانئے تک وہ اسے تیز نظروں سے گھورتا رہا پھر خشک لہجے میں بولا۔

"کیا تم کسی ایسی لڑکی کا علاج کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوئے جو آدھے دھڑ سے مفلوج ہو گئی ہو؟"

اگر مرض پیدائشی ساعتوں سے لاحق ہے تو میں معذرت کا اظہار کروں گا' دوسری صورت میں ہو سکتا ہے کہ میں سردار کی خدمت کر کے سرخرو ہونے کا اعزاز حاصل کر سکوں۔"

"میں تمہیں خدمت کا موقع ضرور دوں گا لیکن میری ایک بات ذہن نشین کر لو جو کچھ تم نے یہاں دیکھا ہے یا دیکھو گے۔"

اس کا ذکر صرف اور صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا' اگر تم نے اپنے ساتھیوں کے سامنے اس سلسلے میں زبان کھولی تو تمہارا انجام بخیر نہیں ہو گا۔"

"میں سردار کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتا ہوں۔"

پوما نے جواب میں اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیا پھر وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے تہ خانے کے اس حصے میں آ گئے جسے زیادہ بہتر طور پر سجایا گیا تھا۔ یہاں پہنچ کر شنکر نے ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی کو دیکھا جو آرام دہ بستر پر دراز تھی۔ اس نے اپنے جسم پر سینے تک کمبل ڈال رکھا تھا۔ مونیکا بھی لڑکی کے قریب ہی موجود تھی شنکر کو دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی طرف لپکی لیکن پوما کے درمیان میں آ جانے سے خوفزدہ ہو کر رک گئی پھر پوما نے تالی بجائی تو دو مقامی عورتیں دوڑتی ہوئی نمودار ہوئیں اور پوما کے اشارے پر مونیکا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے گئیں۔

شنکر پوری توجہ سے بستر پر لیٹی ہوئی لڑکی کو دیکھ رہا تھا صورت شکل اور رنگت کے اعتبار سے وہ انگریز لگ رہی تھی' اس کی عمر بیس بائیس سال کے درمیان تھی' اس کے چہرے پر جوانی کا احساس دمک رہا تھا لیکن اس کی حسین آنکھوں میں حسرت کی پرچھائیاں رقص کر رہی تھیں' اس نے شنکر کو محض ایک نظر دیکھا پھر اپنی نگاہیں پھیر لیں۔

"یہ زاریا ہے۔" پوما نے دبی زبان میں کہا۔ "تمہیں اسی کا علاج کرنا ہے۔"

جواب میں شنکر نے آنکھیں بند کر لیں پھر اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہلنے لگے وہ اپنے بیروں (موکلوں) کے ذریعے زاریا کی بیماری کا سبب معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا' پوما اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھتا رہا ایک دوبار اس نے دلی زبان میں اسے مخاطب کیا لیکن ننکا بدستوراپنے شیطانی عمل میں محو تھا'انداز بتا رہا تھا جیسے اسے تہ خانے میں اپنے سوا کسی دوسرے کی موجودگی کا مطلق احساس ہی نہیں خاصی دیر تک اس کے ہونٹ متحرک رہے پھر یکلخت اس نے آنکھیں کھول دیں جو انگاروں کی مانند دہک رہی تھی۔ لیکن اس کے ہونٹوں پر ایک پراعتماد مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"میں تمہیں کیا سمجھوں۔" پوما نے شنکر کو آنکھ کھولتے دیکھ کر سوال کیا۔ "کیا تم طبیب ہو یا تمہیں جادو ٹونے میں بھی دخل ہے؟"

"سردار کا شبہ اپنی جگہ درست ہے؟ شنکر نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے جواب دیا۔" لیکن میری خاموشی کا مقصد جادوٹونا نہیں تھا' میں مقدس زاریا کے حق میں بزرگوں سے سیکھا ہوا عمل پڑھ رہا تھا۔"

"اب تمہارا کیا جواب ہے۔ کیا تم زاریا کا علاج کر سکو گے؟"

"ہاں.........." شنکر نے بڑے وثوق سے جواب دیا۔

"مجھے یقین ہے کہ میں مقدس زاریا کو دوبارہ اس کے قدموں پر کھڑا کرنے میں کامیاب ہوجاؤں گا لیکن اس کے لئے میں دو شرائط پیش کروں گا۔"

"وہ کیا.........؟"

"سردار پوما کو مجھے اس حادثے کی تفصیل بتانی ہو گی جس نے مقدس زاریا کے آدھے جسم کو مفلوج کر دیا ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ علاج کے دوران تہ خانے کے اس حصے میں میرے اورمقدس زاریا کے سوا کوئی تیسرا فرد موجود نہیں ہوگا۔"

"اگر میں تمہاری دوسری شرط ماننے سے انکار کردوں تو.........؟" پوما نے شنکر کو گھورتے ہوئے سپاٹ آواز میں پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ سردار ایسا نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ اسے مقدس زاریا بہت عزیز ہے۔"

"میں اس علاج کی نوعیت جاننا چاہوں گا جو صرف تنہائی میں کیا جا سکتا ہے۔" پوما نے مشکوک انداز میں کہا' اس کی نظریں بدستور شنکر کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"میں بزرگوں کے بتائے ہوئے جس عمل کو پڑھوں گا اس کے لئے تنہائی بہت

ضروری ہے۔ شنکر نے نہایت ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "کسی تیسرے شخص کی موجودگی مقدس زاریا کے حق میں خطرے کا باعث ثابت ہوگی۔"

"ناکامی کی صورت میں تمہارا انجام کیا ہوگا .... کیا تمہیں علم ہے؟"

"شنکر موت سے نہیں ڈرتا ...." شنکر نے پہلی بار قدرے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ موت اور زندگی صرف اس کے اختیار میں ہے جس نے آتما کو شریر میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا پرنتو میں سردار پوما کو یقین دلاتا ہوں کہ ناکامی کی صورت میں اسے تکلیف نہیں کرنی پڑے گی' شنکر خود اپنے ہاتھوں سے بھی اپنا گلا کاٹنے کی شکتی رکھتا ہے۔"

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ تمہارا تعلق کس مذہب سے ہے۔" پوما نے ہاتھ ملتے ہوئے سوال کیا۔"

"وہ جو جیون سے اپنا رشتہ توڑ لیتے ہیں اور دھرتی کے گورکھ دھندوں کو تیاگ (کنارہ کش) دیتے ہیں ان کا کوئی دین دھرم نہیں ہوتا۔ وہ کیول (محض) انسانوں کی خدمت کو اپنا دھرم سمجھتے ہیں۔" شنکر نے اس بار بزرگوں جیسے انداز میں جواب دیا۔

سردار پوما نے ایک نظر زاریا پرڈالی پھرخلاء میں گھورنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن تھی۔ شاید وہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ شنکر کی پیش کردہ شرائط کو قبول کر لے یا اسے کسی عبرت ناک موت سے ڈرا دھمکا کر زاریا کے علاج پر مجبور کرے۔۔ کچھ دیر تک وہ چپ چاپ کھڑا موقع اور حالات کی نزاکت پر غور کرتا رہا پھر اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں بہت جلد تمہیں اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کروں گا۔"

جیسی سردار کی مرضی۔ شنکر نے لاپروائی سے شانے اچکاتے ہوئے جواب دیا پھر پوما کے ساتھ ساتھ قدم ملا کر چلنے لگا۔



وہ لکڑی سے بنا ہوا ایک طویل القامت مجسمہ تھا جسے مختلف رنگوں سے رنگا گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ فضا میں دائیں بائیں پھیلے ہوئے تھے اور ان پر انسانی کھوپڑیاں لٹک رہی تھیں۔ جزیرے کے سیاہ فام باسی اسے اپنا سب سے بڑا دیوتا سمجھتے تھے' لوبتا کے بیان کے مطابق وہی جزیرے پر بسنے والوں کی قسمت کا فیصلہ کرتا تھا اور ان کے لئے رزق فراہم کرنے

کی ذمہ داری بھی اس کی تھی۔ بیماری اور دکھ کے حالات میں بھی لکڑی کا وہی دیوتا ان کے لئے سب سے بڑا مسیحا تھا اور جزیرے پر جو آفتیں اورعذاب نازل ہوتے تھے انہیں بھی دیوتا کی ناراضگی اور خفگی سے منسوب کیا جاتا تھا۔

فضا میں معلق ہاتھوں کے علاوہ مجسّمے کے قدموں میں بھی کچھ انسانی کھوپڑیاں ترتیب سے موجود تھیں۔ جزیرے کے غیر مہذب اور سیاہ فام جنگلی لوگوں کا عقیدہ تھا کہ لکڑی کا دیوتا' انسانی قربانیوں کے پیش کرنے سے راضی رہتا ہے چنانچہ وہ آسمانی آفتوں کے علاوہ خوشی کے موقعوں پر بھی نہایت فراخدلی سے دیوتا کو خوش کرنے کی خاطر انسانوں کی بھینٹ پیش کرتے تھے پھر ان کی کھوپڑیوں کو حسب مراتب یا تو دیوتا کے پھیلے ہوئے ہاتھوں پر لٹکا دیا جاتا تھا یا قدموں میں ڈال دیا جاتا تھا۔

بھینٹ دینے کے موقع پر جزیرے کے بیشتر لوگ دیوتا کے سامنے موجود ہوتے تھے اور پورے جذبے سے قربانی کی اس قدیم رسم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے' مروجہ طریقے کے مطابق قربانی دینے والوں کی تعداد ہمیشہ ایک سے زیادہ ہوتی تھی جنہیں دیوتا کے سامنے ایک مخصوص فاصلے پر تناور درختوں کے ساتھ باندھ دیا جاتا تھا پھرایک اندھی لڑکی کو مجسّمے کے قدموں کے پاس چھوڑ دیا جاتا تھا۔ قربانی کے لئے پیش کئے جانے والے انسانوں کی پشت پر لوبیتا کے مخصوص آدمی ڈھول بجانے کا کام سرانجام دیتے تھے۔ ڈھول کی آواز کے ساتھ ہی اندھی لڑکی کا شیطانی رقص شروع ہو جاتا تھا۔ رسم شروع ہونے سے پیشتر لوبیتا بذات خود ایک تیز دھار خنجر لڑکی کے ہاتھ میں تھما دیتا تھا لڑکی رقص کے دوران اس مقدس خنجر کو بار بار چومتی رہتی تھی۔ پھر وہ پوری شدت سے رقص کرتے کرتے درختوں کے قریب جاتی اوربندھے ہوئے انسانوں میں سے جو بھی اس کی زد میں آ جاتا اس کے جسم میں خنجر اتار دیتی' اس کے بعد اندھی لڑکی کا رقص ختم ہو جاتا تھا اور باقی رسم کی ادائیگی لوبیتا اور اس کے ساتھی سرانجام دیتے تھے۔

اس وقت بھی جبکہ سورج نصف سے زیادہ غروب ہو چکا تھا جزیرے کے بیشتر افراد "لکڑی دیوتا" کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے ان کی نظریں بحری عقاب کے ان پانچ بدنصیب مسافروں پر جمی ہوئی تھیں جو درخت کے ساتھ بندھے ہوئے تھے گابا اور پوما نے انہیں بطور یرغمال حاصل کیا تھا لیکن اب ان میں سے کسی ایک کو مجسّمے کے سامنے قربان کیا جانا تھا' سیاہ فام لوگوں کے عقیدے کے مطابق لکڑی کا دیوتا اجنبی اور نووارد کی قربانی کو ہمیشہ پسندیدہ نظروں سے دیکھتا تھا۔ ایسے موقعوں پر

بھینٹ چڑھنے والے نووارد کے خون کو انتہائی متبرک اور مقدس سمجھا جاتا تھا اور جزیرے کے سب سے کمسن بچے کو بطور خاص اس خون سے غسل کرایا جاتا تھا' ان کا اعتقاد تھا کہ ایسے خون سے غسل پانے والے لڑکے نہ صرف یہ کہ بہت خوش نصیب اور ذہین ہوتے تھے بلکہ طویل العمر بھی ہوتے تھے لوبیتا کے بیان کے مطابق اس کی طویل العمری کا راز بھی یہ تھا کہ اسے ایک نووارد کے خون سے غسل دیا گیا تھا۔ آج ایک طویل عرصے کے بعد خون سے غسل دینے کی رسم ادا کی جانی تھی سیاہ فام باشندے اس بچے کو بڑی حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے جو غسل کے لئے منتخب کیا گیا تھا اور لکڑی کے دیوتا کے قدموں میں پڑا ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا۔

سورج کے غروب ہوتے ہی مخصوص لوگوں نے مشعلیں روشن کر لی اس کے ساتھ ہی ڈھول بجنا شروع ہوگیا' ہجوم نے مقامی زبان میں دیوتاؤں کی شان میں قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا تھا' اس کے بعد ایک اندھی لڑکی کو دیوتا کے مجسّمے کے قریب لے جا کر چھوڑ دیا گیا' لڑکی نے اپنے اندازے کے مطابق زمین پر بیٹھ کر دیوتا کے سامنے ڈنڈوت کیا پھر آہستہ سے اٹھی اورجنگلیوں کے مخصوص انداز میں ناچنا شروع کر دیا۔

تناور درختوں کے ساتھ بندھے ہوئے مسافروں کے چہرے پر مشعل کی کپکپاتی روشنی موت کا بھیانک رقص پیش کر رہی تھی' ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں' لڑکی کے ہاتھ میں دبا ہوا خنجر جس انداز میں لہرا رہا تھا اس سے انہوں نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ پانچوں میں سے کسی ایک کی موت یقینی ہے چنانچہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق دل ہی دل میں زندگی کی دعائیں مانگ رہے تھے۔

سردار پوما اپنے مذہبی پیشوا لوبیتا اورنائب گابا کے ساتھ ایک اونچے ٹیلے پر بیٹھا قربانی کی اس وحشت ناک رسم کو دیکھ رہا تھا' مشعلوں کی روشنی کی کپکپاہٹ اور ایک مخصوص انداز میں بجنے والے ڈھول کی آواز نے ماحول کو بڑا ہولناک بنا دیا تھا' پھر جیسے جیسے ڈھول کی آواز تیز ہوتی گئی۔ اندھی لڑکی کا رقص بھی جنونی کیفیتوں سے دوچار ہوتا گیا۔ وہ دیوانہ وار رقص کرتی ہوئی آہستہ آہستہ درختوں سے بندھے ہوئے بدنصیب مسافروں کی طرف بڑھ رہی تھی جیسے جیسے درمیانی فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا مسافروں کے چہرے زرد سے زرد تر ہوتے جا رہے تھے پھر اس وقت ان کی سانس بھی حلق کے اندر گھٹنے لگی جب لڑکی ان کے سروں پر پہنچ گئی' اب وہ ان سے بمشکل دو گز کے فاصلے پر جنونی انداز میں رقص کرنے میں محو تھی' اس کے ہاتھ پیر مشینی انداز میں حرکت کر رہے تھے' مقامی لوگوں کے مذہبی گیت میں بھی رقص

کی مناسبت سے تیزی اور شدت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔

اچانک لڑکی نے ناچتے ناچتے اندازے سے ایک شکار پر حملہ کیا لیکن خنجر درخت کے قریب سے گزر گیا' اس کا وار خالی گیا تو درخت سے بندھے ہوئے شخص نے اطمینان کا سانس لیا' اندھی لڑکی اچھل کر ایک قدم پیچھے ہو گئی' اس نے دوبارہ رقص شروع کر دیا۔ وہ ڈھول کی آواز سے اپنے شکار کی اصل جگہ کا تعین کر رہی تھی' اس کے رقص میں ایک بار پھر شدت پیدا ہو گی' پہلی ناکامی کے احساس نے اس کے جنون کو ہوا دے کر بھڑکا دیا تھا' اس کے کان پوری توجہ سے ڈھول کی آواز پر جمے ہوئے تھے' اچانک وہ رقص کرتے کرتے دوبارہ جھپٹی' اس بار اس کا نشانہ خطا نہیں ہوا۔ اس کے ہاتھ میں دبا ہوا خنجر ایک غیر ملکی مسافر کے پیٹ میں دستے تک اترتا چلا گیا۔ غیر ملکی کے حلق سے ایک کربناک چیخ بلند ہوئی جو سیاہ فام لوگوں کے خوشی کے نعروں میں دب کر رہ گئی۔ اندھی لڑکی کا رقص ختم ہو گیا۔

لوبیتا کے مخصوص لوگوں نے تیزی سے لپک کر دیوتا کی مقدس بھینٹ کو درخت سے آزاد کیا اور کھینچتے ہوئے دیوتا کے قریب لے آئے جہاں کمسن بچہ مقدس غسل کے لئے پہلے سے موجود تھا' بچے کے قریب پہنچ کر انہوں نے اس کو ہاتھوں پر اٹھا کر سر سے بلند کر لیا پھر دو سیاہ فام نیزے لئے آگے بڑھے اور اس کے پیٹ کو چھیدنا شروع کر دیا' غیر ملکی نے یکے بعد دیگرے کئی جھٹکے لئے پھر ساکت ہو کر جھول گیا لیکن اس کے جسم سے فوارے کی شکل میں ابلنے والا خون جزیرے کے سب سے کمسن بچے کو غسل دینے کی بھیانک اور ہولناک رسم کی ادائیگی کر رہا تھا' ہجوم نے اس خوشی پر دیوتا کی خوشنودی کے لئے ناچنا شروع کر دیا' جزیرے کا مذہبی پیشوا لوبیتا سردار پوما سے کہہ رہا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ ایک نووارد کی قربانی ہمارے دیوتا کو قبول ہو گی ...."

"جزیرے میں بھٹکے ہوئے مسافروں کی آمد ہمارے لئے ہمیشہ نیک شگون ثابت ہوئی ہے۔" گاہا نے اظہار خیال کیا میرا خیال ہے کہ اب ہم بہت دنوں تک آسمانی آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رہیں گے۔"

"باقی چار آدمیوں کے لئے سردار کا کیا فیصلہ ہے۔" لوبیتا نے ان مسافروں کی طرف اشارہ کیا جو بدستور درخت سے بندھے کھڑے پھٹی پھٹی نظروں سے موت اور زندگی کا خوفناک اور ناقابل یقین ناٹک دیکھ رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ انہیں ملحقہ قبیلے کے تاجروں کے حوالے کر کے خوراک کا ذخیرہ حاصل کر لیا جائے۔" گاہا نے جلدی سے کہا۔

"اتنی جلدی ٹھیک نہیں ...." لوبیتا کچھ سوچ کر بولا ہماری جانب سے اگر پہل ہوئی تو وہ اپنی مرضی کا سودا کریں گے۔ دوسری صورت میں ان کی ضرورت کے پیش نظر منہ مانگا حساب کر سکتے ہیں۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ انہیں ہمارے جزیرے میں نوواردوں کی نئی کھیپ کی آمد اور ان کی تعداد کا علم ہو چکا ہو گا۔" پوما نے سنجیدگی سے سوال کیا۔" میرا خیال ہے کہ ابھی تک انہیں اطلاع نہیں ہوئی ورنہ وہ پہلی فرصت میں ہم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتے۔" گاہا نے جواب دیا۔ میرا مشورہ ہے کہ ہمیں مسافروں کی تعداد پوشیدہ رکھنی چاہئے پوما نے اٹھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اگر انہیں تعداد کا علم ہو گیا تو وہ رسد اور طلب کے اصول پر بولی لگانے میں کنجوسی کا مظاہرہ کریں گے۔"

"میں سردار پوما کی ذہانت کی داد دیتا ہوں۔" گاہا نے تعریفی انداز میں جواب دیا

"میں پوری کوشش کروں گا کہ انہیں نوواردوں کی تعداد کا علم نہ ہو سکے۔"

"ایک بات اور ذہن نشین کرلو" پوما نے ٹھوس آواز میں کہا۔" "اگر مسافروں کو اس بات کی بھنک مل گئی کہ ہم انہیں ایک ایک کر کے آدم خور قبیلے کے لوگوں کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو وہ زندگی پر موت کو ترجیح دینا زیادہ پسند کریں گے۔ خاص طور پر ہمیں شنکر سے ہوشیار رہنا ہو گا۔"

"لوبیتا نے خلاؤں میں گھورتے ہوئے کہا "میرا علم کہتا ہے۔" کہ وہ پراسرار اور حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے سردار پوما نے لوبیتا کو گھور کر دیکھا پھر کچھ جواب دئے بغیر لمبے لمبے قدم اٹھاتا اپنی زمین دوز رہائش گاہ کی سمت روانہ ہو گیا.........!!

○

وہ سو فیصد ترشولی ہی کی آواز تھی جو فیصل کے کانوں میں رہ رہ کر گونج رہی تھی۔

فیصل نے نظریں گھما کر دیکھا' اس کے تمام ساتھی گہری نیند میں خراٹے لے رہے تھے ایک لمحے تک وہ ترشولی کی آواز کی سمت پر غور کرتا رہا۔ پھر آہستہ سے اٹھا اور دبے قدموں آواز کی طرف قدم اٹھانے لگا' چاند کی کرنیں جزیرے کو روشنی بخش رہی تھیں' قد آور درخت ہوا سے سرگوشیوں میں راز و نیاز کر رہے تھے فیصل' ترشولی کی آواز کا تعاقب کرتا ہوا ساحلی علاقے کے اس حصے تک پہنچ گیا جہاں ترشولی دونوں ہاتھ پھیلائے اس کے انتظار میں کھڑی

تھی۔

ایک طویل عرصے کے بعد فیصل نے ترشولی کو نگاہوں کے سامنے دیکھا تو اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ ترشولی کا خوبصورت بدن چاند کی روشنی میں کندن کی مانند دمک رہا تھا' دراز زلفیں سیاہ ناگنوں کی طرح ہوا کے دوش پر لہرا رہی تھیں' آنکھوں میں بلا کی مستی تھی آج وہ غازے اور لپ اسٹک کے عارضی نکھار کے بغیر ہی جنگل کی حور نظر آ رہی تھی' فیصل نے قریب جا کر اس کے مرمریں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "مجھے یقین تھا پرنس .... تم اپنی ترشولی کو کبھی فراموش نہیں کرو گے' مجھے بڑی شدت سے تمہارا انتظار تھا۔"

"مجھے وہ لمحے یاد ہیں جب تم مجھ سے رخصت ہوئی تھیں۔" فیصل نے کہا۔ "تم نے کہا تھا کہ اگر شوالا کی سیاہ قوتیں مجھے بخش دیں تو میں تمہارے تعاقب کا خیال ذہن سے نکال دوں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا ترشولی......... شوالا کی گندی قوتوں نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا' اس نے میری بے قصور ماں کو موت کے گھاٹ اتار دیا پھر میرے تمام کاروبار' مال و اسباب کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا' میں اپنا سب کچھ لٹانے کے بعد تمہارے تعاقب میں نکلا تھا اور اب دنیا کی کوئی قوت ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتی۔

"میں تمہارے جذبوں کی قدر کرتی ہوں پرنس اسی لئے تو تمام بندشیں توڑ کر تم سے ملنے یہاں تک چلی آئی ہوں۔"

ترشولی کے معصوم لہجے میں حسرتوں کا طوفان اُمڈ رہا تھا' اس نے فیصل کی نظروں میں جھانکتے ہوئے محبت کا اعتراف کیا پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ زندگی کی آخری سانسوں تک تمہارا انتظار کروں گی لیکن حالات نے مجھے بے بس کر دیا تھا اپنی محبت کی خاطر میں تمہاری زندگی کو داؤ پر نہیں لگانا چاہتی اس لئے تم سے یہ درخواست کرنے آئی ہوں کہ یہیں سے واپس لوٹ جاؤ........"

"ترشولی......" فیصل نے حیرت کا اظہار کیا۔ "یہ تم کہہ رہی ہو......؟"

ہاں پرنس' تم شوالا کی قوتوں سے ناواقف ہو' ابھی اسے اس بات کا علم نہیں ہوا ہے کہ تم یہاں تک آ گئے ہو' عظیم شاکا نے اس کی نگاہوں کے سامنے اپنی پراسرار قوتوں کا جال بن رکھا ہے لیکن جس روز یہ سحر ٹوٹ گیا اس روز شوالا کے عتاب سے تمہیں دنیا کی کوئی قوت پناہ نہیں دے سکے گی میں تمہیں واپسی کا مشورہ دے رہی ہوں۔

"اب یہ ناممکن ہے میری روح۔" فیصل نے جذباتی انداز میں کہا۔ "اب صرف

موت ہی ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر سکتی ہے۔"

"حالات کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کرو پرنس۔"

ترشولی نے پیار سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ شوالا کو عقرب دیوتا کی حمایت حاصل ہے' دنیا کی کوئی شے اس کی دسترس سے باہر نہیں' وہ ناممکن کو ممکن بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے' وہ لازوال قوتوں کا مالک ہے' اگر میں نے اسے ناراض کر دیا تو عظیم شاکا کی برسوں کی ریاضتیں اکارت ہو جائیں گی' دیوتاؤں نے اسے جو کچھ دیا وہ چھن جائے گا' شوالا کا قہر عظیم شاکا کو برباد کر دے گا اور ...."

"اور تمہیں میرے پیار اور میری بربادیوں کے مقابلے میں عظیم شاکا زیادہ عزیز ہے۔"

"ہاں پرنس .... وہ میرا باپ ہے' میں اپنے پیار کی خاطر اسے تباہیوں کے غار میں نہیں دھکیل سکتی۔"

"پھر شوالا کی موت کا انتظار کرو۔" فیصل نے سفاک لہجے میں جواب دیا۔ "تمہیں حاصل کرنے کی خاطر میں اس کی بے پناہ قوتوں سے بھی ٹکرا جاؤں گا۔"

"ضد مت کرو پرنس .... تم شوالا کو نہیں جانتے' اسے مقدس دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل ہے۔"

"ترشولی ...." اچانک ایک گرجدار آواز ابھری تو ترشولی کے علاوہ فیصل بھی چونک اٹھا' اس نے پلٹ کر دیکھا' اس کی نظروں کے سامنے ایک سیاہ فام نحیف و لاغر بوڑھا کھڑا تھا جس کی آنکھیں ہر چند کہ حلقوں کے اندر دھنسی ہوئی تھیں لیکن ان سے سفاکی اور درندگی جھلک رہی تھی' اس کے جسم پر مختلف رنگوں سے قدیم زمانے کے حشرات الارض کی خوفناک تصاویر بنی ہوئی تھیں' گلے میں ہڈیوں کی مالائیں' مردہ جانوروں کی سال خوردہ اور بے ہنگم کھوپڑیاں اور ہاتھی دانت کے بڑے بڑے کڑے لٹک رہے تھے' اس نے ایک حقارت بھری نظر فیصل پر ڈالی پھر ترشولی سے بولا۔ "تو نے عظیم شاکا سے عہد کیا تھا کہ دوبارہ کبھی اپنے محبوب سے نہیں ملے گی۔ اپنا وعدہ توڑ کر تو نے دیوتاؤں کو ناراض کر دیا ہے۔ شوالا کا قہر اب تیرے علاوہ عظیم شاکا کو بھی برباد کر دے گا۔"

"میں یہاں پرنس کو واپسی کا مشورہ دینے آئی تھی" ترشولی نے کہا عظیم شاکا کی سربلندی کی خاطر ترشولی جہنم کی آگ میں بھی چھلانگ لگا سکتی ہے۔"

"تو پھر تو واپس چلی جا .... پرنس کو راستے سے ہٹانے کا کام عظیم شاکا سرانجام دے گا۔" شاکا غصے کی شدت سے کانپتا ہوا بولا پھر اس نے پلٹ کر فیصل کو غضب

ناک نظروں سے دیکھا' اس کی آنکھوں سے شعلے ابل رہے تھے اور ان شعلوں کے درمیان موت کا شیطانی رقص جاری تھا۔

فیصل نے اپنی صفائی میں زبان کھولنی چاہی لیکن اس کی قوت گویائی جیسے سلب ہو کر رہ گئی تھی' شاکا کی نگاہوں میں ایسا سحر تھا جس نے فیصل کو مکمل طور پر مفلوج کر دیا تھا' وہ شاکا کی نگاہوں کی سحر آلود گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا' اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی حقیر تنکے کی طرح سمندر کے بھنور میں پھنس کر رہ گیا تھا' اس کا ذہن بری طرح چکرا رہا تھا پھر شاکا کی ٹھوس آواز اس کے لاشعور میں صدائے بازگشت بن کر گونجنے لگی۔

"ترشولی کا مقدس باپ عظیم شاکا تم سے مخاطب ہے۔ تم نے ترشولی سے پیار کیا ہے' اسے ٹوٹ کر چاہا ہے' تم اسے ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتے ہو .... تمہیں علم ہے کہ تمہارا اور ترشولی کا ملاپ زندگی میں نہیں ہو سکتا اس لئے تم ترشولی کو حاصل کرنے کی خاطر موت کی گود میں پناہ لو گے .... موت جو انسان کو زندگی کی تمام پریشانیوں سے آزاد کر دیتی ہیں' موت جو روحوں کے ملاپ کو جنم دیتی ہیں .... تم موت کو گلے لگانے کے بعد ترشولی کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنا لو گے' پھر شوالا اور مقدس دیوتاؤں کی عظیم قوتیں بھی تمہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکیں گی۔ ترشولی کو حاصل کرنے کی خاطر تمہیں زندگی کی قربانی دینی ہوگی۔ تم کسی کو اپنے ارادے سے باخبر کئے بغیر پہاڑ کی کسی چوٹی پر پہنچ کر اپنے وجود کو سمندر کی اتھاہ گہرائیوں کے حوالے کر دو گے۔ تم زندگی بچانے کی خاطر ہاتھ پیر نہیں ہلاؤ گے' تمہیں موت کو ہر قیمت پر گلے لگانا ہے۔ موت' جسے حاصل کرنے کے بعد ترشولی تمہاری آغوش میں ہوگی ترشولی کا حصول تمہاری زندگی کا مقصد ہے اور اس مقصد کی خاطر تمہیں اپنی زندگی کو موت کے حوالے کرنا ہے۔"

"ہاں.......... ترشولی کا حصول میری زندگی کا مقصد ہے اور اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر میں اپنے وجود کو سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کے حوالے کر دوں گا۔"

فیصل نے شاکا کی آنکھوں میں چکراتے ہوئے اپنے آپ سے کہا پھر مشینی انداز میں پلٹا اور خلا میں گھورتا ہوا ان پہاڑیوں کی جانب بڑھنے لگا جو ساحل کے ساتھ ساتھ سر اٹھائے کھڑی تھیں.......!!

فیصل کی نگاہیں پوری طرح کھلی ہوئی تھیں' وہ خلا میں گھورتا ہوا ساحلی پہاڑیوں کی طرف قدم اٹھا رہا تھا' اس کے ذہن میں عظیم شاکا کے جملے صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے۔ "ترشولی کا حصول تمہاری زندگی کا مقصد ہے' اور اس مقصد کی خاطر تمہیں اپنی زندگی کو موت کے حوالے کرنا ہے----"

وہ پوری طرح شاکا کی ساحرانہ قوتوں کے زیر اثر تھا' اس کے قدم مشینی انداز میں بڑھ رہے تھے' اس کی نگاہوں کے سامنے ترشولی کا حسین اور خوبصورت وجود تھا جو دونوں ہاتھ پھیلائے اسے اپنے حصار میں لینے کو مضطرب تھی' کانوں میں شاکا کے جملوں کی تکرار کا سلسلہ جاری تھا' ترشولی کو پا لینے کا خیال اس کے دل و دماغ پر اس بری طرح حاوی تھا کہ موت کا بھیانک تصور بھی اس کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔

پہاڑیوں کے دامن میں پہنچ کر وہ ایک لمحے کو رکا پھر اس کے قدم ناہموار اور مخدوش راستوں پر اس طرح نپے تلے انداز میں اٹھنے لگے جیسے وہ ان راستوں سے پوری طرح واقف ہو' سمندر کا شور اور ہواؤں کی تیزی بھی اس کے راستے میں مخل نہیں ہو رہی تھی پر پیچ اور پتھریلے راستوں کو طے کرتا ہوا وہ ایک بلند مقام تک چلا گیا' اب وہ ایک ایسی جگہ کھڑا تھا جہاں سے محض پندرہ بیس قدم کے فاصلے پر پہاڑی چوٹی کا وہ حصہ جو سمندر کی جانب نکلا ہوا تھا ختم ہو جاتا تھا' اس کے ذہن میں بدستور ترشولی کو ہمیشہ کیلئے پا لینے کا خیال مچل رہا تھا' ترشولی کا تصور اس وقت بھی اس کی نگاہوں کے سامنے تھا' وہ ہاتھ پھیلائے اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ کر رہی تھی' اس کے حسین بال فضا میں ناگنوں کی طرح لہرا رہے تھے' اس کا جسم چاند کی روشنی میں قیامت ڈھا رہا تھا' اس کی نگاہیں فیصل کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

ایک ثانئے تک وہ ترشولی کو پیار بھری نظروں سے تکتا رہا پھر عظیم شاکا کی ٹھوس آواز اس کی قوت سماعت سے ٹکرائی۔

"اگر تم ترشولی کو ہمیشہ کیلئے اپنا بنانا چاہتے ہو تو آگے بڑھو اور اس کے خوبصورت

وجود کو اس طرح اپنے سینے کی گہرائیوں میں سمیٹ لو کہ پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے تم سے جدانہ کر سکے ——— ان لمحوں کی قدر کرو پرنس' اگر یہ ساعتیں گزر گئیں تو شوالا تمہارے راستے کی دیوار بن جائے گا ——— وقت ضائع نہ کرو ——— تیز تیز قدم اٹھاؤ ——— دیکھو' ترشولی تمہیں اپنی سمت بلا رہی ہے۔"

فیصل کی نظریں بدستور ترشولی پر مرکوز تھیں' شاکا کا جملہ ختم ہوا تو وہ خلاء میں گھورتا ہوا قدم آگے بڑھانے لگا' موت اور زندگی کا فاصلہ بتدریج کم ہو رہا تھا پھر یکلخت اس کے قدم رک گئے' یوں جیسے کسی نادیدہ طاقت نے اس کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی ہوں' ترشولی کے ہاتھوں کی جنبش بھی تھم گئی' اس کی آنکھوں میں پیار کی جگہ خوف اور دہشت کے ملے جلے تاثرات ابھرے پھر اس کا وجود دھویں کی طرح بل کھاتا ہوا فضا میں تحلیل ہو گیا۔ فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں' ترشولی کا تصور نگاہوں سے اوجھل ہوا تو اس کی مضطرب نگاہیں بھٹکنے لگیں' اسی لمحے ایک آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"ہوش سے کام لو صاحبزادے' تم جسے حقیقت سمجھ رہے ہو وہ ایک بھیانک خواب ہے ———"

فیصل نے پلٹ کر دیکھا' اس کی نگاہوں کے سامنے وہی سن رسیدہ بزرگ سر تا پا سفید لباس میں ملبوس کھڑے تھے جن سے وہ دو بار پہلے بھی مل چکا تھا۔

"آپ ———" فیصل نے حیرت کا اظہار کیا۔

"سیاہ سفید کے فرق کو پرکھنے کی تمیز پیدا کرو فیصل میاں' ساحرانہ قوتیں تمہاری بربادی کی خواہاں ہیں۔"

بزرگ کی نگاہوں سے جمال اور جلال کی ملی جلی کیفیتیں عیاں تھیں۔"

"وہ ——— وہ ابھی کچھ دیر پہلے میری نظروں کے سامنے تھی' آپ کی آواز نے اسے میری نگاہوں سے اوجھل کر دیا۔" فیصل نے کہا۔ "یہ سب کیا ہے ———؟"

"تم نے جو کچھ دیکھا وہ محض فریب نظر تھا ——— وہ جو گندی اور پلید قوتوں کے مالک ہیں تمہیں موت کی وادیوں میں دھکیلنے کی خاطر خوبصورت جال بن رہے ہیں ——— اب بھی وقت ہے' میں ایک بار پھر تمہیں واپسی کا مشورہ دوں گا۔"

"وہ میری ماں کا قاتل ہے۔" فیصل نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ "میری ماں کی کربناک چیخیں میرے کانوں میں گونج رہی ہیں' میں ان درد بھری آوازوں کو فراموش نہیں کر سکتا۔"

"جو کچھ ہوا اس میں قدرت کی مرضی شامل تھی اور اس کی مرضی کے آگے انسان کو سر تسلیم خم کر دینا چاہئے۔" بزرگ نے سمجھانے کی کوشش کی۔ "اس کی مصلحتیں وہی جانتا ہے ——— میں تمہیں صبر کی تلقین کروں گا۔"

"محترم ———" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "آپ نے ایک بار اعتراف کیا تھا کہ آپ کو میری رہبری اور مدد کا کام سونپا گیا ہے۔"

"ہاں ——— میں نے غلط نہیں کہا تھا۔"

"پھر آپ میری رہبری فرمائیے ——— مجھے میرے دشمنوں تک پہنچانے میں میری مدد کیجئے۔"

"ضد مت کرو ———" بزرگ نے کہا۔ "کل کیا ہونے والا ہے یہ تم نہیں جانتے۔"

"میں جانتا ہوں۔" فیصل نے تیزی سے جواب دیا۔ "یا تو میں اپنے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا یا خود فنا ہو جاؤں گا۔"

"جان بوجھ کر اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنا اور دیدہ و دانستہ غلط راستوں پر قدم اٹھانا عقلمندی کے منافی ہے۔" بزرگ نے نرم آواز میں کہا۔ "تم نے جس راستے پر قدم اٹھایا ہے وہ تمہارے تصور سے بھی کہیں زیادہ پرپیچ اور خطرناک ہے' میں اس کے انجام کے بارے میں زبان کھولنے سے قاصر ہوں لیکن میری مانو تو یہیں سے واپس پلٹ جاؤ۔"

"کیا آپ میری رہنمائی کے فرائض انجام دینے سے خوف زدہ ہیں؟"

"سمجھنے کی کوشش کرو فیصل میاں ——— میں کفر کی راہوں پر تمہاری رہبری کے فرائض انجام دینے سے قاصر ہوں۔"

"پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے ——— اگر میرے مقدر میں موت ہی رقم ہے تو پھر آپ کی رہنمائی بھی میرے کس کام آئے گی؟"

"میں بڑے میاں کے آستانے کا ایک ادنیٰ خادم ہوں' مجھے جو ذمہ داری سونپی گئی ہے میں اسے آخری دم تک نبھانے کی کوشش کروں گا۔" بزرگ نے آسمان کی سمت ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کاش میں تمہیں بتا سکتا کہ تم نے کس راستے پر قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"محترم ——— کیا آپ کو علم ہے کہ میرے دشمنوں نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔" فیصل نے قدرے ناگوار لہجہ اختیار کیا۔ "مجھے ماں کے سائے سے محروم کرنے کے بعد

انہوں نے میرا باقی سب کچھ بھی تباہ کر دیا اور آپ مجھے صبر اور واپسی کی تلقین کر رہے ہیں۔"

جواب میں سن رسیدہ بزرگ کے چہرے پر ایک ثانئے کے لئے جلال کی کیفیت طاری ہوئی پھر انہوں نے جیب سے ایک تسبیح نکال کر فیصل کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم کو نصیحت کی تھی کہ مجذوب کے اس انمول تحفے کی جان سے زیادہ حفاظت کرنا۔"

"مجھے اپنی کوتاہی کا احساس ہے لیکن طوفان کی شدتوں نے مجھے غافل کر دیا تھا۔" فیصل نے تسبیح کو لے کر حفاظت سے جیب میں رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"تم اب بھی غفلت اور گمراہی کا شکار ہو' طوفان کی شدتیں ابھی ختم نہیں ہوئیں' ان کی تباہ کاریوں کا سلسلہ بہت دور تک تمہارا تعاقب کرے گا لیکن افسوس---- تم اسے دیکھ نہیں سکتے-----"

"کیا آپ یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ طوفان کی شدتوں کا انجام کیا ہوگا---- فتح کس کی ہو گی کامرانی میرے قدم چومے گی یا طاغوتی قوتیں سرفراز ہوں گی۔"

جواب میں بزرگ نے خاموشی اختیار رکھی' فیصل مستقبل کے بارے میں بزرگ کو کریدنا چاہتا تھا لیکن پھر بزرگ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما اس کی قوت گویائی جیسے سلب ہو کر رہ گئی----- اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پاؤں زمین سے اوپر اٹھ رہے ہوں' وہ خود کو ہواؤں کے دوش پر تیرتا محسوس کر رہا تھا پھر اس کی یہ کیفیت اس وقت ختم ہوئی جب بزرگ نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ فیصل نے اپنے اطراف کا جائزہ لیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان غار کے سنگلاخ فرش پر لیٹا ہوا تھا۔

"میرے محترم ------ یہ دھوپ چھاؤں کا کھیل آخر کب تک جاری رہے گا۔ آپ میری حفاظت بھی کرتے ہیں اور میری رہبری سے گریزاں بھی ہیں۔"

"میں تمہارے حق میں ہمیشہ نیک ساعتوں کا خواہش مند رہوں گا۔" بزرگ نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "اب تم آرام کرو لیکن ایک بات کا خیال رہے میرے سلسلے میں تم اپنی زبان ہمیشہ بند ہی رکھنا۔"

پھر اس سے پیشتر کہ فیصل مزید کوئی بات کہتا سن رسیدہ بزرگ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے------!

○

سردار پوما کی عقابی نظریں شنکر پر جمی ہوئی تھیں---- زمین دوز کمرے میں اس وقت ان دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا' پوما کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ کسی ذہنی خلفشار میں مبتلا ہے' شاید وہ ابھی تک شنکر کے بارے میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کر سکا تھا' زاریا اس جزیرے پر اس کی سب سے عزیز ہستی تھی' اگر اس کے علاج کا مسئلہ درپیش نہ ہوتا تو شاید وہ شنکر کو کبھی اپنی رہائش گاہ تک آنے کی اجازت نہ دیتا' وہ زاریا کو ہر قیمت پر صحت مند اور تندرست دیکھنے کا خواہش مند تھا لیکن ننکا نے اس کے علاج کے سلسلے میں جو شرائط پیش کی تھیں وہ دونوں ہی پوما کے لئے قابل غور تھیں' اسی ذہنی کشمکش نے اسے الجھا دیا تھا۔ وہ کسی آدم خور درندے کی مانند سنگلاخ زمین پر ٹہل رہا تھا' کبھی وہ شنکر کو تجسس بھری نظروں سے گھورنے لگتا اور کبھی ان انسانی کھوپڑیوں کو تکنے لگتا جو دیواروں پر جمی ہوئی تھیں۔

شنکر خاموش بیٹھا پوما کے چہرے کے بدلتے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا' غار میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس نے ایک آزمودہ منتر کا جاپ کر کے خود کو کسی ممکنہ ماورائی قوتوں کے حملے سے محفوظ کر لیا تھا' وہ پوما کے دل کی کیفیت بھانپ چکا تھا چنانچہ اس نے ٹھوس آواز میں گفتگو کی ابتدا کی۔

"کیا میں سردار کی طویل خاموشی کا سبب دریافت کر سکتا ہوں۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ زاریا دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکتی ہے۔" پوما نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سوال کیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ناکامی کی صورت میں میری کھوپڑی بھی سردار کی خواب گاہ کی زینت بنا دی جائے گی۔" شنکر نے زیر لب مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ تمہارا انجام تمہاری توقع سے زیادہ بھیانک اور خطرناک ثابت ہو۔" پوما کا لہجہ سرد تھا اس کے تیور خطرناک ہوتے جا رہے تھے شاید وہ شنکر کو مرعوب کرنے کی خاطر بار بار کینچلی بدل رہا تھا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔" شنکر یکلخت سنجیدہ ہو گیا---- "آج تک شنکر نے جو سوچا اور چاہا ہے وہی پورا ہوا ہے' میری جوتش ودیا مجھے دھوکا نہیں دے سکتی' میں نے دیوی دیوتاؤں کو خوش رکھنے کی خاطر بڑے پاپڑ بیلے ہیں' مجھے وشواس ہے کہ کالی کی شکتیاں مجھے کبھی نراش نہیں کریں گی۔"

"اگر تم ستاروں کی چال سے قسمت کا حال دریافت کر سکتے ہو تو زاریا کی بیماری کا

سب بھی معلوم کر سکتے ہو۔" پوما نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"مجھے کیول اتنا معلوم ہے کہ زاریا کے سندر شریر کو کسی پاپی کے شراپ (بددعا) نے مفلوج کیا ہے۔" "اور تم اس حادثے کی تفصیل جاننا چاہتے ہو۔"

"ہاں ------"

"مگر کیوں ------؟"

"ایک کارن (وجہ) یہ بھی ہے کہ جب تک ہم ایک دوسرے پر وشواس نہیں کریں گے ہمارے درمیان دوستی کا سمبندھ مضبوط نہیں ہوگا۔" شنکر نے معنی خیز لہجے میں جواب دیا پھر دبی زبان میں بولا۔"کیا سردار کسی خاص وجہ سے حادثے کی تفصیل پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔"

"نہیں' ایسی بات نہیں ہے لیکن میں اجنبیوں پر اعتماد کرنے کے اصول کے خلاف ہوں۔" پوما نے تیزی سے جواب دیا پھر کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔"آج سے آٹھ سال پہلے کی بات ہے جب ایک مسافر بردار طیارہ ہمارے جزیرے کے قریب گر کر تباہ ہو گیا تھا' طیارے کے بیشتر مسافر جل کر راکھ ہو گئے تھے' صرف تین مسافر زندہ بچے تھے' ان میں سے ایک زاریا بھی تھی جسے ماکلا نے تلاش کیا تھا' ماکلا مجھ سے پہلے جزیرے کا سردار تھا وہ زاریا کو اپنی رانی بنانا چاہتا تھا لیکن زاریا مجھ سے زیادہ مانوس ہو گئی تھی چنانچہ زاریا کے حصول کی خاطر میں نے ماکلا سے جنگ کا اعلان کر دیا تمہیں میرے سر پر لکڑی کا جو یہ بے ہنگم تاج نظر آرہا ہے یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ میں نے ماکلا کو زیر کر لیا تھا' جزیرے کی دیرینہ رسم کے مطابق یہ تاج میرے سر پر رکھنے سے پیشتر ماکلا کو دیوتاؤں کے مقدس نام پر بھینٹ چڑھا دیا گیا لیکن مرتے مرتے اس بدبخت نے کالے جادو کے زور سے زاریا کے نچلے دھڑ کو مفلوج کر دیا ------ میں نے اور میرے تمام ساتھیوں نے اس جادو کو توڑ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن آج تک کسی کو کامیابی نہیں ہوئی۔"

"کیا ماکلا نے کبھی بیرونی دنیا کا سفر بھی کیا تھا۔" شنکر نے تفصیل سننے کے بعد پوچھا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن ایک بار وہ بہت دنوں کے لئے جزیرے سے غائب ضرور رہا تھا۔ پوما نے جواب دیا پھر چونک کر بولا۔"مگر تم نے خاص طور پر ماکلا کے بیرونی دنیا کے سفر کے بارے میں کیوں دریافت کیا۔"

"میرا خیال ہے کہ ماکلا نے کالے جادو کے علاوہ بھی کچھ عمل سیکھ لئے تھے جن کا علم جزیرے کے لوگوں کو نہیں ہے اس لئے وہ اس جنتر منتر کا توڑ نہیں کر سکے جو ماکلا نے انتقامی

جذبے کے تحت مرتے وقت زاریا پر کیا تھا۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" پوما نے مختصر جواب دیا پھر معنی خیز نظروں سے شنکر کو دیکھنے لگا' شاید وہ اس کی قوت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اپنی معلومات کی خاطر میں سردار سے ایک بات اور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔" شنکر نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔"کیا جزیرے کی سرداری کے منصب کے لئے کوئی شخص بھی طاقت کے بل بوتے پر اعلان جنگ کر سکتا ہے۔"

"نہیں ------" پوما نے چونکتے ہوئے نہایت سرد مہری سے کہا۔"سردار کے عہدے کو حاصل کرنے کیلئے کچھ مخصوص شرائط ہوتی ہیں لیکن تم یہ جسارت کبھی نہ کرنا ورنہ راگھو کے تیز دانت تمہارے جسم کی بوٹیاں اڑا دیں گے۔"

"سردار کا انداز غلط ہے۔" شنکر نے لا پروائی سے جواب دیا۔"میں اس جزیرے پر اپنی مرضی سے نہیں آیا' ایک اتفاقی حادثے نے مجھے اور میرے چند ساتھیوں کو تمہارا مہمان بنا دیا ہے لیکن میں زیادہ عرصے تک تمہیں میزبانی کی زحمت نہیں دوں گا۔"

جواب میں پوما کا اچانک بلند ہونے والا قہقہہ نہایت خوفناک اور مضحکہ خیز تھا' اچانک کچھ دیر تک وہ دیوانوں کی طرح قہقہہ لگاتا رہا پھر اس نے شنکر کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے حقارت سے کہا۔

"پوما کی ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو ------ اس جزیرے پر تمہاری حیثیت ان بے زبان کیڑے مکوڑوں سے زیادہ مختلف نہیں ہے جنہیں پوما کے ایک اشارے پر نہایت بے دردی سے قدموں تلے روندا جا سکتا ہے۔"

"لوہیتا کی طرح میں بھی سردار پوما کو صبر اور دوراندیشی سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔" شنکر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"کیا مطلب ------"

"میں اور میرے ساتھی تمہارے لئے سونے کے کسی ذخائر سے کم نہیں ہیں۔"

"تم ------ تم کتنی زبانیں جانتے ہو۔" پوما نے حیرت سے اچھل کر دریافت کیا' وہ پلکیں جھپکائے بغیر شنکر کو کینہ توز نظروں سے گھور رہا تھا۔

"میں ہر وہ زبان جانتا ہوں جو اس دھرتی پر بولی جاتی ہے۔"

"مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ تم وہ نہیں جو نظر آتے ہو۔"

"یہی جملہ میں سردار کے لئے بھی استعمال کر سکتا ہوں۔" شنکر نے سرسراتے لہجے

میں کہا۔

"تم ------ تم اب اس جزیرے سے زندہ واپس نہیں جا سکو گے۔" پوما کے لہجے میں سفاکی آ گئی' اس کے تیور یکلخت خطرناک ہو گئے تھے۔

"اگر میں مر گیا تو پھر زاریا کا علاج کون کرے گا----" شنکر نے زہرخند سے جواب دیا۔

"زاریا سے پہلے میں تمہارا علاج ضروری سمجھتا ہوں۔" پوما کسی آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا' اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے ہاتھ فضا میں بلند کئے' اچانک آگ کے شعلے کوندتے ہوئے شنکر کی جانب لپکے لیکن اس حصار سے ٹکرا کر ٹھنڈے پڑ گئے جو شنکر نے اپنے گرد قائم کر رکھا تھا' پوما نے پینترا بدل کر دوسراوار کیا' اس بار سنگلاخ فرش سے ان گنت زہریلے ناگ نمودار ہو کر شنکر کے اطراف دائرے کی شکل میں پھیل گئے اور پھن پھیلائے خطرناک انداز میں اپنا گھیرا تنگ کرنے لگے لیکن ان کا انجام بھی پوما کی مرضی کے خلاف ہوا' حصار کی زد میں آنے کے بعد وہ بھی کھولتے ہوئے پانی کی صورت اختیار کر کے یکے بعد دیگر زمین میں جذب ہوتے چلے گئے۔

پوما کی شعلہ بار نگاہیں شنکر پر مرکوز تھیں' دوبار ناکامی سے دو چار ہونے کے بعد اس نے غصے کے عالم میں تین بار زور زور سے تالی بجائی تو راگھو خونخوار انداز میں دوڑتا ہوا سامنے آ گیا لیکن شنکا پر نظر پڑتے ہی وہ کسی بے ضرر پالتو جانور کی طرح دم ہلانے لگا۔

"میں سردار کو ایک بار پھر صبر اور دور اندیشی سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔"راگھو کی موت سیاہ فام لوگوں کی نظروں میں تمہارا وقار کم کر دے گی----"

"پوما نے زندگی میں ہارنا نہیں---- صرف جیتنا سیکھا ہے۔" وہ بل کھا کر بولا۔ "جزیرے میں تمہارا وجود میرے لئے خطرناک ہے اور پوما خطروں سے کھیلنے کا عادی ہے---- میں دردناک زندگی پر جواں مردی اور بہادری کی موت کو ترجیح دینا پسند کروں گا۔"

"میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ مجھے جزیرے کا سردار بننے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم پوما کے اوپر اپنی برتری کا اظہار کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"تم اگر چاہو تو میری زبان پر وشواس کر سکتے ہو۔" شنکر نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔" میں وچن دیتا ہوں کہ جب تک تم پہل نہیں کرو گے تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کروں گا لیکن ایک شرط پر۔"

"وہ کیا----" پوما نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تم اور تمہارے ساتھی میرے مخصوص دوستوں کو پریشان نہیں کریں گے۔"

"کیا تم مجھے ان کے نام بتانا پسند کرو گے۔"

"جواب میں شنکر نے فیصل' جاوید' تیمور اور روپا کے نام گنوا دیئے' پوما تھوڑی دیر اپنی جگہ کھڑا بل کھاتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کی پیشانی کی سلوٹیں اور چہرے کا تناؤ کم ہوتا گیا' راگھو دوبارہ اس کا اشارہ پا کر واپس جا چکا تھا۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ لوبیتا نے تمہارے ساتھیوں کے بارے میں سونے کے ذخائر والی بات کیوں کہی تھی۔"

"میرا خیال ہے کہ تم زاریا کے علاج والی بات فراموش کر رہے ہو۔" شنکر نے اس کا جملہ نظرانداز کرتے ہوئے قدرے بے تکلفی سے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ تمہاری دوسری شرط بھی پوری کی جائے۔ میرا مطلب ہے کہ کیا تم ماکلا کے سحر کا توڑ میری موجودگی میں نہیں کر سکتے۔"

"ہمارے لئے اب ضروری ہے کہ ایک دوسرے پر اعتماد کریں' کھنچاؤ اور شک و شبے کی فضا تلخیوں کو جنم دے سکتی ہے۔" اس بار شنکر نے انگریزی میں جواب دیا تو سردار پوما کی پیشانی ایک بار پھر شکن آلود ہو گئی' اس کی نگاہوں میں حقارت و الجھن کا ملا جلا احساس ابھر آیا۔

"تم----میرے بارے میں کہاں تک جان چکے ہو۔" اس نے شنکر کو خشمگیں نظروں سے گھورا۔

"تم اس جزیرے کے باسی نہیں ہو لیکن اپنی دور اندیشی اور بہادری کی وجہ سے سردار کے عہدے پر فائز ہو' میں نے اس سے زیادہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔"

"تم نے ابھی کہا کہ اس جزیرے پر تمہارا قیام زیادہ دنوں نہیں رہے گا۔" پوما نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"کیا تم نے فرار کا منصوبہ بنا رکھا ہے۔"

"ہماری منزل یہ نہیں جہاں ہم اتفاقاً" آ گئے ہیں۔" شنکر نے کہا۔"مجھے وشواس ہے

میں بہت جلد اپنی منزل کا سراغ لگا لوں گا۔"

"کیا پوما تمہاری کوئی مدد کر سکتا ہے۔"

"مایوسی کی صورت میں ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت بھی پیش آ سکتی ہے۔"

"سردار کی حیثیت سے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے مخصوص ساتھیوں کے
ظ دوستی کا برتاؤ کیا جائے گا لیکن اس شرط پر کہ تم دوسروں کے معاملے میں کوئی مداخلت
ں کرو گے۔" پوما نے سنجیدگی سے کہا۔"گابا اور اس کے ساتھی جزیرے کے خطرناک
ں میں شمار کئے جاتے ہیں' میں ان کی ضمانت نہیں دے سکتا لیکن تمہارے ساتھیوں کے
ر ان کا ٹکراؤ نہ ہونے پائے' میں اس کا خیال رکھوں گا۔"

"میں بھی سردار کو اپنی وفاداری کا وشواس دلاتا ہوں پرنتو گابا یا اس کے ساتھیوں نے
میرے ساتھ ٹھٹول کرنے کی حماقت کی تو انہیں اس کی سزا ضرور بھگتنی پڑے گی۔"

"مجھے منظور ہے------" پوما نے کہا۔"مناسب ہو گا کہ ہم آئندہ بھی ایک
رے سے انگریزی میں گفتگو کریں لیکن صرف تنہا ہونے کی صورت میں دوسروں کی
دگی میں ہماری بات مقامی زبان ہی میں ہو گی۔"

"مقدس زاریا کے سلسلے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔"

"سردار پوما کو تمہاری دوسری شرط بھی منظور ہے۔" اس نے شنکر کو سپاٹ نظروں
گھورتے ہوئے کہا" آؤ میرے ساتھ------"

شنکر خاموشی سے اٹھ کر پوما کے ساتھ قدم بڑھانے لگا' بظاہر اس کے چہرے پر الجھن
شانی کی کوئی علامت نہیں تھی لیکن وہ پوما کی نگاہوں کو بھانپ چکا تھا' وقتی طور پر وہ اس
بھی شنکر کو اپنے راستے سے ہٹانے کے امکانات پر غور کر رہا تھا' شنکر کی پراسرار
یں پوما کے دل و دماغ میں کلبلانے والی سازشی باتوں کو کھلی کتاب کی مانند پڑھ رہی
۔ وہ دل ہی دل میں اس کی حماقتوں پر مسکراتا رہا------!

○

وہ ایک مختصر سی عبادت گاہ تھی جہاں طویل العمر لوبیتا کسی جانور کی کھال پر آلتی پالتی
بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق نظر آ رہا تھا' گابا اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا
دھی لڑکی عبادت گاہ کے بائیں جانب گھاس پھوس پر محو خواب نظر آ رہی تھی۔ لوبیتا
ئیں جانب پتھروں کے چولہے کے نیچے الاؤ روشن تھا' چولہے پر ایک بڑا کڑھاؤ چڑھا تھا

جس کے اندر تیل کھول رہا تھا' آگ کے شعلوں کی کپکپاتی روشنی نے ماحول کو بڑا پراسرار بنا رکھا تھا' گابا کی نظریں لوبیتا پر مرکوز تھیں اور لوبیتا کی نگاہیں عبادت گاہ کے دروازے سے باہر تاریکی میں کچھ تلاش کر رہی تھیں' اس کی آنکھوں میں اس وقت بھی درندوں جیسی چمک موجود تھی۔

"گابا---" طویل خاموشی کے بعد بوڑھے لوبیتا کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز عبادت گاہ میں گونجی۔"میں نے کچھ دیر کیلئے عبادت گاہ کے چاروں طرف گھپ اندھیروں کا جال پھیلا دیا ہے' اب ہم اپنے ساتھیوں کی نظروں سے بھی اوجھل ہو چکے ہیں' تم اب کھل کر اپنا مدعا بیان کر سکتے ہو۔"

"مقدس لوبیتا کی عمردراز ہو------ مجھے یقین تھا کہ لکڑی دیوتا کا عظیم پجاری مجھے تنہائی میں بات کا موقع ضرور دے گا۔"

"وقت کم ہے گابا------ میں سردار کو اپنی طرف سے مذہبی وفاداریوں کا یقین دلا چکا ہوں پھر بھی تم میرے دیرینہ ساتھی ہونے کے علاوہ پوما کے نائب بھی ہو اس لئے میں نے تمہیں ایک موقع فراہم کر دیا ہے۔"

"گابا اس اعزاز کو ہمیشہ یاد رکھے گا۔" گابا نے کہا پھر پہلو بدل کر بولا۔ "میں اس وقت شنکر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں مقدس لوبیتا کی رائے معلوم کرنا پسند کروں گا---- ممکن ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ شنکر ایک جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی بد روح ہے جس کی موجودگی جزیرے کے لوگوں کے سکون کو برباد کر دے گی۔"

"ہاں -----میرا علم بھی یہی کہتا ہے کہ جزیرے میں اس کی آمد کوئی نیک شگون نہیں ہے لیکن ابھی تک میری نظریں اس کی گہرائیوں کی انتہا تک نہیں پہنچ سکیں۔"

"اور سردار اسے زاریا کے علاج کی خاطر استعمال کر رہا ہے۔"

"ہاں ----" لوبیتا نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔"میں اپنے تجربے اور ساحرانہ قوتوں کی بنیاد پر پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ دراز قد نووارد زاریا کو دوبارہ اس کے قدموں پر کھڑا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا' ماکلا کی پراسرار طاقت نے زاریا کے گرد جو جال تان رکھا تھا اب اس کے ٹوٹنے کا وقت قریب آتا جا رہا ہے----"

"شنکر کی کامیابی اسے سردار سے زیادہ قریب کر دے گی۔" گابا نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"میں تمہارا مقصد نہیں سمجھ سکا۔"

"میں مقدس لوبیتا سے درخواست کروں گا کہ وہ شنکر کو جزیرے کے لوگوں کی بہتری اور سلامتی کی خاطر ناکامی سے ہمکنار کر دے' اس طرح سردار بھی اس کا دشمن بن جائے گا اور ہمارا کام زیادہ آسان ہو جائے گا۔"

"ہاں ---- تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن اگر سردار کو حالات کا علم ہو گیا تو لوبیتا کی برسوں کی وفاداری داغدار ہو جائے گی۔"

"اگر مقدس لو بیتا کو اپنی ساکھ کا خیال ہے تو پھر مجھے شنکر کا کام تمام کرنے کی اجازت دی جائے۔"

"تم ------" لوبیتا نے ایک نظر گابا پر ڈالی پھر اپنے گلے سے ہڈیوں کی ایک مالا اتار کر کڑھاؤ میں ابلتے تیل میں ڈال دی' اچانک عبادت گاہ میں کربناک اور گھٹی گھٹی چیخیں بلند ہونی شروع ہو گئیں پھر روشنی کا ایک تیز جھماکا ہوا اور مالا ابلتے تیل سے نکل کر دوبارہ لوبیتا کے قدموں میں آگری' لوبیتا نے پھٹی پھٹی نظروں سے مالا کو دیکھا پھر گابا سے مخاطب ہو کر بولا"میں ----میں تمہیں شنکر کے سائے سے بھی محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا' تم نے اگر اس کی راہ میں حائل ہونے کی کوشش کی تو تمہارا انجام بڑا بھیانک ہو گا۔"

"کیا مقدس لوبیتا بھی اس کا بال بیکا کرنے سے قاصر ہے۔"

"ہاں----- وہ دراز قد اجنبی لازوال قوتوں کا مالک ہے۔" لوبیتا نے دوبارہ خلاء میں دیکھتے ہوئے کہا۔"میرا علم کہتا ہے کہ وہ ہمارے درمیان زیادہ دن نہیں رکے گا---- میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک ایسی طاقت کی تلاش میں ہے جسے حاصل کرنے کے بعد وہ ناقابل تسخیر بن جائے گا۔"

"کیا ہم وہ طاقت نہیں اپنا سکتے۔" گابا نے تیزی سے سوال کیا' اس کی نگاہوں میں تجسس جاگ اٹھا تھا۔

"ٹھہرو' مجھے دیکھنے دو------ میری نظریں تاریکی کا سینہ چیرنے میں کامیاب ہو رہی ہیں---- وہ طاقت ایک بہت بڑے اور قوی ہیکل دیوتا کے قدموں کے نیچے دفن ہے لیکن ------ دیوتا کے پجاری بھی اس دفینے کے راز سے ناواقف ہیں-----" شنکر کے قدم اس کی جانب بڑھ رہے ہیں' وہ اس طاقت کے انمول خزانے کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے---- لیکن یہ کیا ------ ایک اور انسانی ہیولا اس کا راستہ کاٹ رہا ہے------ اس کے قدم قوی ہیکل دیوتا کے قریب پہنچ کر رک گئے ہیں----- خوفناک

بلاؤں نے اس اجنبی کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے------ اس پر یلغار کر رہی ہیں مگر ------ وہ بھی اس سے خوفزدہ نظر آ رہی ہیں----- دیوتا کے عقب سے ایک شیش ناگ پھن پھیلائے سامنے آرہا ہے---- یہ ---- یہ دھواں کیسا ہے؟ ------ ہر چیز دھندلانے لگی ہے اور----- اور------"

اور پھر اندھی لڑکی ایک خوفناک چیخ مارتی ہوئی ہڑبڑا کر اٹھی تو لوبیتا نے بھی گھبرا کر آنکھیں کھول دیں' اس کی آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا اور چہرے پر پسینے کے قطرے جھلملا رہے تھے' وہ پوری جان سے یوں لرز رہا تھا جیسے یخ بستہ ہواؤں نے اچانک اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔"مقدس لوبیتا کا اقبال بلند ہو----- کیا میں یہ سمجھوں کہ-----"

لیکن لوبیتا جواب دینے کے بجائے تیزی سے سجدے میں گر گیا اور گڑگڑا کر دیوتاؤں سے عافیت کی دعائیں مانگنے لگا' اندھی لڑکی کے چہرے سے بھی خوف اور دہشت کے ملے جلے تاثرات عیاں تھے' گابا نے بدلتے حالات کا جائزہ لیا تو آہستہ سے اٹھا اور خاموشی سے الٹے قدموں عبادت گاہ سے باہر نکل گیا---!

○

زاریا کی حسین آنکھوں میں اس وقت بھی حسرت ویاس کی پرچھائیاں تیر رہی تھیں' حسب معمول وہ اپنے بستر پر دراز تھی' اس کا نچلا دھڑ کمبل میں روپوش تھا' شنکر اور پوما کو ایک ساتھ دیکھ کر اس نے کچھ کہنے کی خاطر ہونٹوں کو جنبش دی لیکن پھر اپنا ارادہ ملتوی کر دیا' مونیکا اس کے قریب ہی ہاتھ باندھے کھڑی شنکر کو شکایت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"زاریا-----" پوما نے اسے مقامی زبان میں مخاطب کیا۔ "تم کو اس نووارد پر اعتماد کرنا پڑے گا' مقدس لوبیتا نے بھی یقین دلایا ہے کہ تم اب بدبخت ماکلا کے سحر سے بہت جلد آزاد ہو جاؤ گی۔"

"اور اس کے بعد -----" زاریا نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔"مجھے بھی ان سیاہ فام جنگلیوں کے درمیان زندگی گزارنی ہو گی جو تہذیب اور انسانیت کے نام سے بھی قطعی ناآشنا ہیں---کیا یہ تصور ہی میرے لئے موت سے کم اذیت ناک نہیں ہے۔"

"تمہیں سردار پوما کی رفاقت حاصل ہو گی اس لئے یہاں کا کوئی فرد تمہاری جانب نگاہ بھی نہیں اٹھا سکے گا۔"

"تم شاید گابا کو بھول رہے ہو-----" زاریا ہونٹ چلاتے ہوئے بولی۔"تم ماکلا کے نائب تھے اور وہ تمہارا----- کیا تمہاری طرح وہ بھی میرے حصول کی خاطر موت اور زندگی کی خوفناک جنگ لڑنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا----"

"کیا تمہیں گابا کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہے؟ -----" پوما نے بگڑے ہوئے تیور سے پوچھا-----

"ہاں ----- میں نے متعدد بار اس کی منحوس نظروں میں اپنے لئے خطرناک عزائم کی جھلکیاں دیکھی ہیں۔" زاریا نے نفرت سے کہا۔"شاید وہ ایک مفلوج عورت کی خاطر کوئی خطرہ مول لینے کو تیار نہ ہو لیکن میرے صحت مند ہونے کے بعد----"

"نہیں -----" پوما نے کسی زہریلے سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے تیزی سے کہا۔' گابا اس کی جرات نہیں کر سکتا۔"

"ہو سکتا ہے ماکلا نے بھی تمہارے سلسلے میں یہی اندازہ قائم کر رکھا ہو لیکن انجام کیا ہوا۔"

"اس کے باوجود پوما تمہیں صحت مند دیکھنے کا خواہش مند ہے۔"

"کیا سردار پوما گابا کے سلسلے میں' مجھے خدمت کا کوئی موقع دے سکتا ہے۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"تم ....." پوما کے بجائے زاریا نے چونک کر حیرت سے پوچھا۔" تم گابا کے سلسلے میں کیا کر سکتے ہو......؟"

"اگر مقدس زاریا کا اشارہ ہو تو میں گابا کو سردار کے سامنے پالتو کتے کی طرح دم ہلانے پر مجبور کر سکتا ہوں۔"

"نہیں ....." پوما نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ " تم ہمارے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرو گے۔"

"میں سردار کے حکم کا پابند ہوں لیکن اس وقت تک جب تک گابا مجھے للکارنے یا نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرتا۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم ماکلا کے سحر کا توڑ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔" زاریا نے گفتگو کا رخ تبدیل کرتے ہوئے شنکر سے دریافت کیا۔ " ناکامی کی صورت میں میری سزا کیا ہو گی ..... سردار پوما مجھے بتا چکا ہے۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔

کچھ دیر تک ان کے درمیان گفتگو ہوتی رہی پھر دوسری شرط کے مطابق پوما' مونیکا کو

ساتھ آنے کا اشارہ کر کے غار سے باہر نکل گیا لیکن جاتے جاتے اس نے جن نظروں سے شنکر کو دیکھا تھا اس میں ایک بار پھر یہی تنبیہہ موجود تھی کہ زاریا کو اس کے پیروں پر کھڑا کرنے کے سلسلے میں اگر اسے مایوسی ہوئی تو پھر اس کا انجام پوما کی مرضی پر منحصر ہو گا۔

پوما کے جانے کے بعد شنکر کے چہرے پر یکلخت گہری سنجیدگی طاری ہو گئی' اس نے آنکھ بند کر کے کچھ پڑھنا شروع کر دیا' زاریا کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں' خاصی دیر تک ماحول پر ایک پراسرار سناٹا طاری رہا پھر شنکر نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو وہ انگاروں کی مانند جل رہی تھیں' زاریا نے ان نگاہوں کی سرخی دیکھی تو نہ جانے کیوں لرز کر رہ گئی۔ اس نے اپنی توجہ مبذول کرنی چاہی لیکن وہ شنکر کی آنکھوں کے سحر میں ڈوبتی چلی گئی' شنکر پلکیں جھپکائے بغیر اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا' اس کے ہونٹ متحرک تھے' دل ہی دل میں وہ کسی آزمودہ منتر کا جاپ کا رہا تھا پھر اس نے جھک کر زمین سے ایک چٹکی مٹی اٹھا کر اس پر پھونکا اور اسے زاریا کے جسم پر چھڑک دیا' دوسرے ہی لمحے زاریا اس طرح کپکپانے لگی جیسے وہ بستر کے بجائے بجلی کے ننگے تاروں پر لیٹی ہو' اس کی آنکھیں بدستور شنکر پر جمی ہوئی تھیں اور جسم شدید جھٹکے کھا رہا تھا۔

شنکر کے ہونٹوں کی جنبش تیز ہو گئی' وقت تیزی سے گزرتا رہا پھر زاریا نے بڑے کربناک انداز میں چیخنا شروع کر دیا' انداز ایسا ہی تھا جیسے کوئی اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہا ہو' اب اس کی نگاہوں میں وحشت اور درندگی کے تاثرات پھیل کر گہرے ہونے لگے تھے' شنکر پوری توجہ سے زاریا کے چہرے کی بدلتی کیفیتوں کا جائزہ لے رہا تھا' کچھ دیر پہلے وہ شنکر کو ایک مسیحا کی حیثیت سے بڑی اپنائیت سے دیکھ رہی تھی لیکن اب ان نگاہوں میں قہروغضب تھا' حقارت اور نفرت کا جذبہ کارفرما تھا' زاریا کے چہرے کی رنگت بتدریج تبدیل ہو رہی تھی' اس کی گھٹی گھٹی چیخوں کا سلسلہ کچھ دیر جاری رہا پھر وہ اس طرح اٹھ کر بیٹھ گئی کہ اس کے نچلے جسم کو زیادہ جنبش نہیں ہوئی لیکن اوپر کا دھڑ سیدھا ہو گیا' وہ قہر آلود نظروں سے شنکر کو گھورے جا رہی تھی۔

شنکر کے ہونٹ کسی منتر کا جاپ کرتے رہے پھر اس نے جھک کر زمین سے دوبارہ مٹی اٹھائی اور اس پر بار بار تھوڑے تھوڑے توقف سے پھونکنے لگا' زاریا کی نگاہوں سے اب شعلے ابل رہے تھے' وہ کسی آدم خور درندے کی مانند شنکر کو گھور رہی تھی پھر جب شنکر نے مٹی والی چٹکی فضا میں بلند کی تو زاریا کے حلق سے ایک دہشت ناک چیخ بلند ہوئی۔

"نہیں ..... نہیں ..... تو مجھے اس سندری کا شریر چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔"

زاریا کے ہونٹوں سے ایک کرخت مردانہ آواز بلند ہوئی تو شنکر کے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ تبسم جاگ اٹھا' ایک ثانئے تک وہ زاریا کی آنکھوں میں وحشت کا خوفناک رقص دیکھتا رہا پھر اس نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے ٹھوس آواز میں کہا۔

"تو نے اس سندری کے شریر کو کس کارن جکڑ رکھا ہے۔"

"تجھے ان باتوں سے کیا سمبندھ۔" زاریا مردانہ انداز میں بولی۔ "میں کہتا ہوں چلا جا یہاں سے ......"

"کیا تو مجھے اپنا نام نہیں بتائے گا۔"

"سمے برباد مت کر مورکھ ...." جواب میں زاریا کے تیور اور خطرناک ہو گئے۔

"جیون پیارا ہے تو میرے راستے سے دور ہو جا۔"

"ماکلا کہاں ہے ....." شنکر نے تیز آواز میں پوچھا۔

"مم ..... میں ..... میں کسی ماکلا کو نہیں جانتا۔"

"پرنتو میں تجھے جانتا ہوں ......" شنکر نے زاریا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "ماکلا نے تیری گندی آتما کو مرگھٹ سے اپنے قبضے میں کیا تھا اور پھر تو نے اسی کے حکم پر اس سندری کے سندر پیروں پر بیٹھک جما رکھی ہے" میں تیری آتما کو آزاد کر سکتا ہوں پرنتو اس شرط پر کہ اب تو ماکلا کی آگیا کا پالن نہیں کرے گا....."

"وہ ......وہ مہان شکتیوں کا مالک ہے' اگر میں نے اس کی آگیا کا پالن نہ کیا تو اس کا کشٹ مجھے نرک (جہنم) میں بھی سکون کا سانس نہیں لینے دے گا۔"

"بڑا گھمنڈ ہے تجھے ماکلا کی مہان شکتیوں پر۔"

"ہاں ...... اس کی شکتی اپرم پار ہے۔"

"ماکلا کہاں ہے ....." شنکر نے تیور بدل کر کہا۔ "سیدھی طرح اگل دے نہیں تو تیری پلید آتما اسی دھرتی پر بھٹکتی رہے گی۔"

"مجھے نہیں معلوم ....." زاریا نے خوف زدہ انداز میں جواب دیا۔

"تو ..... اور کالی کے سیوک کے ساتھ ٹھٹھول کر رہا ہے .... لے سنبھل۔" شنکر نے گرج کر کہا پھر چٹکی کی مٹی زاریا پر اچھال دی' دوسرے ہی لمحے زاریا قلا بازی کھا کر بستر سے فرش پر گری اور اس طرح تڑپنے لگی جیسے کسی مچھلی کو پانی سے نکال کر خشکی پر ڈال دیا گیا ہو' ماحول ایک بار پھر گھٹی گھٹی کربناک چیخوں سے گونجنے لگا' شنکر کے ہونٹوں نے دوبارہ کسی جنتر منتر کا ورد شروع کر دیا تھا' وہ بار بار ہاتھ فضا میں بلند کر کے زاریا کی طرف جھٹک

رہا تھا.....اس کے تیور خطرناک سے خطرناک تر ہوتے جا رہے تھے۔

زاریا کچھ دیر تک تڑپتی رہی پھر اس کا جسم ساکت ہو گیا' اب وہ فرش پر چت پڑی خالی خالی نظروں سے چھت کو گھور رہی تھی اس کے جسم پر جگہ جگہ خراشیں نظر آ رہیں تھیں۔ شنکر نے کچھ دیر تک اپنا عمل جاری رکھا۔ پھر اس نے زاریا کی طرف غور سے دیکھا' اس کی زلف برہم تھی اور خوبصورت جسم فرش پر بکھرا ہوا بہت حسین نظر آ رہا تھا۔ شنکر کی آنکھوں میں نشے کی کیفیت پیدا ہونے لگی' اس نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے زاریا کو آواز دی تو وہ یوں چونک اٹھی جیسے کچی نیند سے بیدار ہوئی ہے' ایک نظر اس نے شنکر پر ڈالی پھر اپنی بے ترتیبی کا احساس ہوا تو جلدی سے سمٹ کر بیٹھ گئی۔

"زاریا ...." شنکر نے لڑکھڑاتی آواز میں اسے مخاطب کیا۔ "تیرا سندر شریر اب کالی طاقتوں کی قید سے آزاد ہو چکا ہے۔ اٹھ' اپنے پیروں پر کھڑی ہو جا......"

زاریا نے حیرت سے شنکر کو دیکھا پھر وہ ڈرتے ڈرتے آہستہ آہستہ سے اٹھ کر اپنے پیروں پر کھڑی ہوئی تو اس کا چہرہ خوشی کے احساس سے دمک اٹھا' چہرے پر ایک بھرپور تبسم کا خمار چھلکا تو اس کے معصوم حسن کو چار چاند لگ گئے۔

"تم ...... تم واقعی بہت عظیم ہو ..... یو آر رئیلی گریٹ۔"

"کیا مقدس زاریا اپنے سیوک کو کسی انعام کا مستحق نہیں سمجھتی۔" شنکر نے مدھم اور معنی خیز لہجے میں کہا۔

"تم ...... تم کیا انعام چاہتے ہو۔" زاریا کے لہجے میں پہلی بار خود سپردگی کا احساس جاگ اٹھا۔

"میں تیرا پجاری ہوں ...... تیرے سندر شریر کی پوجا کر کے اپنے من کو شانت کرنا چاہتا ہوں۔"

زاریا نے شنکر کی آنکھوں میں دیکھا پھر کسی معمول کی طرح آہستہ آہستہ اس کی جانب قدم اٹھانے لگی' شنکر کی ساحرانہ قوتوں نے اسے پوری طرح اپنے حصار میں لے رکھا تھا' اس کا اور زاریا کے حسین وجود کا درمیانی فاصلہ بتدریج گھٹ رہا تھا لیکن پھر سردار پوما کی گرجدار آواز کمرے میں گونجی تو شنکر کے علاوہ زاریا بھی چونک اٹھی۔

شنکر نے کسی زخمی ناگ کی مانند بل کھا کر چاروں طرف دیکھا' پوما کی وعدہ خلافی نے اس کے تیور بدل دیئے تھے لیکن پوما اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا' کمرے میں اس کے اور زاریا کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا ...... پھر اچانک پوما کے قہقہوں کی آوازیں در و دیوار سے

پسوتے ہیں.....

شنکر نے بڑی سختی سے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا.....!!

✸

پوما کے قہقہوں کی آواز زمین دوز کمرے کے درو دیوار سے بلند ہو رہی تھی اور شنکر کسی ایسے آدم خور درندے کی مانند کھڑا اپنے ہونٹ چبا رہا تھا جس کا شکار اس کے جال میں آتے آتے اچانک نکل گیا ہو' اس کی نظریں بدستور زاریا کے حسین وجود پر مرکوز تھیں لیکن کان قہقہوں کی آوازوں کو سن رہے تھے۔

"یہ آوازیں کس سمت سے بلند ہو رہی ہیں۔" زاریا نے حیرت سے پوچھا۔

"سردار پوما کو غالباً علم ہو گیا ہے کہ تم ماکلا کے گندے سحر سے نجات پا چکی ہو۔" شنکر سپاٹ لہجے میں بولا۔ "وہ تمہارے صحت مند ہونے پر اپنی خوشی کا اظہار کر رہا ہے......"

"اور تم.........." زاریا نے بڑی اپنائیت سے شنکر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "کیا تم کو اپنی کامیابی کی خوشی نہیں ہے۔"

"میں مقدس زاریا کو اس کے صحت مند ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔" شنکر نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا۔

"صرف مبارکباد.........؟" زاریا نے مسحور کن لہجے میں کہا۔ "ابھی کچھ دیر پہلے تم نے کچھ اور خواہش کا اظہار کیا تھا.......... شاید تم نے زاریا سے کسی انمول انعام کی فرمائش کی تھی.........."

"سیوک کا سب سے بڑا انعام سردار پوما کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔" شنکر نے اشارے سے زاریا کو محتاط رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے وشواس ہے کہ سردار مقدس زاریا کو اس کے قدموں پر کھڑا دیکھ کر خوشی سے پھولا نہیں سمائے گا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔" زاریا نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا ماکلا کی گندی طاقتیں مجھے دوبارہ پریشان کرنے کی کوشش نہیں کریں گی .... کیا وہ آسانی سے میرا پیچھا چھوڑ دے گا۔"

"ہاں.......... جب تک سیوک اس جزیرے پر موجود ہے ماکلا کی گندی آتما دوبارہ

تمہارے اجلے شریر پر میلی نظر ڈالنے کی حماقت نہیں کرے گی۔"

"شنکر........." اچانک سردار پوما کی آواز سنائی دی۔ "کیا میں زاریا کو دیکھ سکتا ہوں۔"

"کیوں نہیں........." شنکر نے بلند مگر روکھی آواز میں جواب دیا۔ پھر اس کی نگاہیں اس سمت دیکھنے لگیں جدھر سے پوما رخصت ہوا تھا۔ بظاہر اس کا چہرہ کسی قسم کے اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا لیکن دل ہی دل میں وہ بری طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا اگر اس نے ماکلا کے جادو کا توڑ کرنے سے پہلے کمرے کے چاروں طرف اپنے منتر کے بیروں کو تعینات کر دیا ہوتا تو پوما کے فرشتوں کو بھی اس کی تنہائی میں مخل ہونے کی جرات نہیں ہو سکتی تھی۔ جس وقت پوما نے اس کی دوسری شرط قبول کی تھی اسے اسی وقت پوما کی نیت پر شبہ ہو گیا تھا' اس کی پراسرار آنکھوں کی مخفی قوتوں نے پوما کے دل و دماغ میں کلبلانے والی سازشی باتوں کو بھانپ لیا تھا لیکن پھر زاریا کے حسن کی رعنائیوں میں گم ہونے کے بعد وہ اس بات کو فراموش کر بیٹھا تھا کہ پوما بھی کالے جادو میں دسترس رکھتا تھا اور فاصلوں کی قید کے باوجود اس کی نظریں زاریا کو دیکھ سکتی تھیں۔ اسی ایک معمولی سے بھول کی وجہ سے شنکر چاہنے کے باوجود زاریا کو اپنی آغوش کی زینت بنانے سے قاصر رہا تھا اور اس وقت دل ہی دل میں اپنی ناکامی پر پچھتا رہا تھا۔

پوما کچھ دیر بعد کمرے میں داخل ہوا تو اس کی نظریں زاریا کو اپنے قدموں پر کھڑا دیکھ کر چمک اٹھیں۔ اس نے شنکر کو تعریفی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" مجھے امید تھی کہ تم ماکلا کی ساحرانہ قوتوں کے جال کو توڑنے میں ناکام نہیں ہو گے لیکن اتنی جلدی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے مجھے اس کی بھی توقع نہیں تھی۔"

" شنکر نے سردار کو یقین دلایا تھا کہ وہ مقدس زاریا کے علاج میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا لیکن........." شنکر کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"لیکن کیا.........؟" پوما نے سنجیدگی سے وضاحت چاہی۔

" سردار پوما نے مجھ کو وچن دیا تھا کہ وہ علاج کے دوران میرے جاپ میں کوئی خلل نہیں ڈالے گا۔"

" تم .... کہنا کیا چاہتے ہو ...."

" ایک سردار کی حیثیت سے تمہیں اپنے دیئے ہوئے وچن پر قائم رہنا چاہئے تھا۔" شنکر نے تیکھے لہجے میں کہا۔

" شنکر ...." سردار کے چہرے کے نقوش یکلخت تلخ ہو گئے "کیا تمہیں اس بات کا احساس ہے کہ تم کس سے بات کر رہے ہو۔"

" میں سردار کو اس کی وعدہ خلافی کا احساس دلانا چاہتا ہوں........." شنکر نے تیزی سے کہا۔ " عمل کے دوران اگر میرا گیان دھیان ڈانوا ڈول ہو جاتا تو مقدس زاریا کی زندگی خطرے میں بھی پڑ سکتی تھی۔"

" تم پوما کی آنکھوں میں دھول نہیں ڈال سکتے۔" سردار نے نفرت سے کہا۔ " میں تمہارے ارادے اسی وقت بھانپ گیا تھا جب تم نے تنہائی میں زاریا کا علاج کرنے کی شرط رکھی تھی۔"

" ہو سکتا ہے سردار کو سیوک کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہو ...."

" نہیں........." پوما نے حقارت سے جواب دیا۔ " میری نظریں اس وقت بھی تمہارے اوپر تھیں جب تم نے زاریا کو اپنی آنکھوں کے سحر میں مبتلا کر کے اس کے سندر شریر کی پوجا کرنے کی خاطر قریب آنے کی دعوت دی تھی ...."

" پوما ...." زاریا نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ " میں نہیں سمجھ سکی کہ تم کس قسم کی باتیں کر رہے ہو ہمیں مسٹر شنکر کا شکر گزار ہونا چاہئے۔"

"تم فکر مت کرو ڈارلنگ۔" پوما نے شنکر کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ " میں مسٹر شنکر کو انعام سے ضرور سرفراز کروں گا .... ایسا انعام جو اس کی حیثیت کے عین مطابق ہو۔"

" میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو سردار کے ارادے اس وقت کچھ اچھے نہیں دکھائی دیتے۔" شنکر نے معنی خیز انداز امیں کہا۔ "کیا میں یہ سمجھوں کہ ...."

" تم کچھ سمجھنے کی کوشش مت کرو۔" پوما نے تیزی سے کہا۔ " میرے ارادے کیا ہیں اس کا اندازہ تمہیں بہت جلد ہو جائے گا' ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ تم نے میری طاقت کا غلط اندازہ لگایا ہے .... یا یوں سمجھ لو کہ میں نے زاریا کے علاج کی خاطر جان بوجھ کر تمہارے ساتھ رعایت برتی تھی لیکن تم نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش کر کے اپنے حق میں اچھا نہیں کیا۔"

" میں سردار کو محتاط انداز گفتگو اختیار کرنے کا مشورہ دوں گا۔" شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

" تم بڑھ رہے ہو شنکر .... اپنی اوقات میں رہنے کی کوشش کرو۔" پوما

کے تیور خطرناک ہو گئے۔ " یہ مت بھولو کہ اس جزیرے پر میری حیثیت سردار کی ہے اور میرا ایک اشارہ سیاہ فام حبشیوں کو تمہارا جسم چھلنی کرنے پر مجبور کر دے گا۔"

" پوما .... میں تم سے درخواست کروں گی کہ مسٹر شنکر کے ساتھ ...."

" تم درمیان میں مت بولو زاریا۔" پوما نے زاریا کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ " میں مسٹر شنکر کو بتاؤں گا کہ انہوں نے تمہارے سلسلے میں میری غیرت کو للکار کر اپنی عبرت ناک موت ہی کو دعوت دی ہے"۔

" تمہاری باتیں مجھے ہنسنے پر مجبور کر رہی ہیں۔" شنکر نے لاپروائی سے جواب دیا پھر بگڑے ہوئے تیور سے بولا۔ "کیا تم مجھ سے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرو گے کہ دیوتاؤں نے تمہارے حق میں کیا فیصلہ صادر کیا ہے........"

" اس سے پہلے میرا فیصلہ سن لو ...." پوما کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔ " میں تمہیں زاریا کے صحت مند ہونے کے جشن کے موقع پر لکڑی دیوتا کے حضور بھینٹ چڑھاؤں گا ...." پھر پوما نے اپنا جملہ ختم کرنے کے بعد زور سے تالی بجائی تو آٹھ دس نیزہ بردار سیاہ فام افراد نے کمرے میں داخل ہو کر پل بھر میں شنکر کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

" میں سردار کو اس کے فیصلے پر نظرثانی کا مشورہ دینے کی جسارت کرتا ہوں۔" شنکر نے لاپروائی سے کہا۔

" لے جاؤ اسے ...." پوما نے تحکمانہ انداز میں اپنے آدمیوں کو حکم دیا تو وہ ٹڈی دل کی طرح شنکر پر ٹوٹ پڑے۔ چار آدمیوں نے بڑھ کر اسے دونوں جانب سے جکڑ لیا' باقی لوگوں نے نیزے تان لئے' وہ پوری طرح جارحانہ کارروائی پر آمادہ دکھائی دے رہے تھے ....

شنکر نے ایک لمحے کو سردار پوما کو تیکھی نظروں سے دیکھا پھر معنی خیز انداز میں مسکراتا ہوا سیاہ فام افراد کے درمیان گھرا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا .... زاریا نے آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن پوما اس کے راستے میں حائل ہو گیا' اس کی آنکھوں سے درندگی جھانک رہی تھی !!

○

وہ سب ہی الاؤ کے گرد گھیرے کی شکل میں بیٹھے سردی سے بچنے کی کوششوں میں مصروف تھے' یخ بستہ ہوا کے جھونکوں نے سرشام ہی سے انہیں فکر مند کر دیا تھا' ان کے پاس سوائے جسم پر نظر آنے والے لباس کے اور کوئی اثاثہ نہیں تھا' اگر وہ کھلے میدان میں ہوتے تو شاید یہی سردی ان کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتی لیکن غار کی بدولت وہ بڑی حد تک محفوظ تھے پھر بھی جب ہوا کا کوئی تیز و تند جھونکا ان کے جسموں سے ٹکراتا تو انہیں یوں محسوس ہوتا جیسے بدن میں جا بجا نشتر سے چبھ رہے ہوں۔

الاؤ کی تیز روشنی ویرانے میں دور تک لپکتی اور کپکپاتی نظر آ رہی تھی' ہوا کی شائیں شائیں اور سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کے شور نے فضا کو سحر آلود کر دیا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے طاغوتی قوتوں نے اچانک ان پر یلغار کر دی ہو اور ان کے ستے ہوئے چہروں کو دیکھ کر شیطانی انداز میں رقص کرتی پھر رہی ہوں لوگوں کا خیال تھا کہ گزرتے موسم نے ایک آخری کروٹ لی ہے لیکن برطانوی باشندے نے اس تغیر کو بھی آسیبی رنگ دینے کی کوشش کی تھی' وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

" مقدس پیغمبروں کی رحمتیں ہمارے سروں پر سایہ فگن رہیں' میں نے بزرگوں سے یہی سنا ہے کہ جب بھٹکے ہوئے مسافروں پر کوئی آسمانی آفت نازل ہونے والی ہوتی ہے تو بدروحیں اسی طرح موسم پر اثرانداز ہو جاتی ہیں .... ایسے وقت میں ہمیں خداوند بزرگ و برتر سے اپنے گناہوں کی توبہ کرنی چاہئے۔"

" کیا تم ہمیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" ایک مسافر نے ناگوار انداز میں اسے گھورا۔

" موت برحق ہے میرے عزیز .... میں تمہیں خوفزدہ کرنے کی کوشش نہیں کر رہا لیکن ذرا غور کرو ' اگر آسمانی بلاؤں نے ہمارے گرد اسی انداز میں اپنا گھیرا تنگ کرنے کا سلسلہ جاری رکھا تو ہماری موت ...."

" تم اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتے تو اٹھ کر ساحل کی طرف نکل جاؤ۔" ایک دوسرے مسافر نے برطانوی باشندے کو نفرت سے مخاطب کیا۔ " میں نے سنا ہے کہ اگر نرم ریت پر سمندر کے کنارے گھٹنے ٹیک کر کوئی دعا کی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔"

" اگر ہواؤں نے اپنا رخ تبدیل نہ کیا تو کیا ہم سردی کی اس شدت سے خود کو محفوظ رکھ سکیں گے۔" امریکی عورت نے کہا۔ " مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے صبح تک

میرے جوڑ اور پٹھے اکڑ کر برف کے تودے میں تبدیل ہوچکے ہوں گے۔"

" میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے جسم کے کھلے حصوں کو مالش کرتے رہنے کا مشورہ دوں گا۔" بحری عقاب کے میڈیکل آفیسر نے کہا۔ " دواؤں اور لباس کی عدم موجودگی میں ہمیں موسمی اثرات سے خود کو بچانے کی خاطر روایتی طریقوں پر عمل کرنا ہوگا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے ڈاکٹر.........." ایک سہمے ہوئے شخص نے ڈاکٹر سے دریافت کیا۔ "کیا سردی کی یہ شدت یوں ہی ساری رات جاری رہے گی؟"

"میں انسانوں کا ڈاکٹر ہوں میرے دوست' موسم کے مزاج کی تشخیص میرے بس میں نہیں پھر بھی میرا خیال ہے کہ ہوا کی تیزی میں کمی آتے ہی ہم سکون سے رات بسر کر سکیں گے۔"

"مجھے اس وقت اپنے ساتھیوں کا خیال آ رہا ہے۔"

ایک عمر رسیدہ مسافر نے کہا۔ "خدا جانے وہ کس حال میں ہوں گے۔"

"ہوسکتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر حال میں ہوں۔" دوسرے اس لئے ظاہر ہے کہ خیر سگالی کے جذبے کے پیش نظر انہیں کوئی تکلیف پہچانے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔"

"تم جنگلیوں سے انسانیت کی توقع رکھتے ہو۔ مجھے تو شبہ ہے کہ اب تک ان سیاہ فام وحشی درندوں نے ہمارے ساتھیوں کو........"

"تمہیں مقدس مریم کا واسطہ.........." امریکی خاتون نے تیزی سے کہا۔ "ایسے ناخوشگوار موسم میں اتنی بھیانک باتوں سے پرہیز کرو' ہمیں ایک دوسرے کو مطمئن رکھنے کی خاطر تسلی دینے کی ضرورت ہے۔"

ان کے درمیان موسم کی شدت پر گفتگو کا سلسلہ جاری تھا لیکن فیصل اس وقت بھی بڑی سنجیدگی سے ترشولی' شاکا اور شوالا کے بارے میں غور کر رہا تھا' اگر سفید ریش بزرگ نے بروقت اس کی مدد نہ کی ہوتی تو شاید وہ چٹانوں کی بلندی سے چھلانگ لگانے کے بعد سمندر کی موجوں میں گم ہو کر کسی آبی جانور کا شکار بن چکا ہوتا' زندہ رہنے کی صورت میں وہ ان باتوں کو خواب سمجھ کر ذہن سے جھٹک سکتا تھا لیکن مجذوب کی وہ تسبیح جسے بزرگ نے واپس کرنے کے بعد جان سے زیادہ عزیز رکھنے کی تاکید کی تھی اس وقت بھی اس کی جیب میں موجود تھی۔ تسبیح کی واپسی کے بعد وہ ترشولی سے اپنی ملاقات' عظیم شاکا کی مجرمانہ سفارش اور بزرگ سے ہونے والی گفتگو کو محض خواب سمجھ کر فراموش نہیں کر سکتا تھا۔

حالات کے پیش نظر اس نے شنکر کی پراسرار صلاحیتوں سے استفادہ حاصل کرنے کی

ٹھان لی تھی' جاوید نے بھی تفصیل سننے کے بعد اسے یہی مشورہ دیا تھا' فیصل نے اسے پوری روداد سنا دی تھی البتہ سن رسیدہ بزرگ کی ہدایت کے مطابق ان کے ذکر کو درمیان سے حذف کر گیا تھا' اس کا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ شنکر کی پراسرار قوتیں شوالا اور شاکا کے مقابلے میں اس کے لئے کار آمد ثابت ہو سکتی تھیں' بحری عقاب پر ملاقات کے وقت شنکر نے جس انداز میں آنکھ بند کر کے اس کے ماضی اور حال کے واقعات کو بیان کیا تھا وہ یقیناً حیرت انگیز تھا' فیصل کے مستقبل کے بارے میں بھی اس نے عجیب و غریب پیش گوئی کی تھی' اس نے کہا تھا کہ انہیں اپنے ارادوں میں کامیابی حاصل کرنے کی خاطر بڑے پاپڑ بیلنے پڑیں گے لیکن جیت بہرحال ان کی ہی ہوگی۔

شنکر کے بیان کے مطابق فیصل کو مستقبل میں ایک ایسی قوت حاصل ہونے والی تھی جس کے حصول کے بعد وہ لازوال طاقتوں کا مالک بنجائے گا' وہ جو چاہے گا وہ پورا ہو گا' اس کے لئے دھن دولت کی کوئی کمی نہیں ہوگی' اس کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات پوری ہو گی اور دنیا کی کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ شنکر نے اسے یہ باور کرانے کی بھرپور کوشش بھی کی تھی کہ لازوال قوتوں کے حصول اور شوالا کو نیچا دکھانے کی خاطر اسے قدم قدم پر شنکر کی ضرورت پیش آئے گی' کامیابی کی منزلیں طے کرنے کے لئے شنکر کا ساتھ فیصل کے لئے ہر قیمت پر لازم تھا' شنکر نے کھلے لفظوں میں یہ بھی کہا تھا کہ اگر اس نے چھل کپٹ سے کام لینے کی کوشش کی اور شنکر کو فراموش کرنے کی حماقت کی تو اس کی ناراضگی فیصل اور جاوید کو شوالا کے بچھائے ہوئے جال میں پھانس دے گی اور ان کے خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکیں گے۔

فیصل نے جاوید کے مشورے کے بعد طے کر لیا تھا کہ وہ بزرگ کی شخصیت کو درمیان سے نکالنے کے بعد شنکر کو ترشولی سے اپنی ملاقات اور عظیم شاکا کے سازشی منصوبے پر عمل کرنے کی پوری کہانی سنا دے گا لیکن ننکا اس وقت ان کے درمیان موجود نہیں تھا' سردار بوبا نے کسی ضرورت کے تحت اسے طلب کیا تھا اور وہ جلد واپسی کا وعدہ کر کے چلا گیا تھا' اس نے دبی زبان میں اقرار کیا تھا کہ سردار کی کوئی کمزوری اور دکھتی رگ اس کے ہاتھ میں آگئی ہے لیکن اس نے تفصیل بتانے سے گریز کیا تھا۔

" تمہارا کیا خیال ہے........" جاوید نے دبی زبان میں فیصل سے پوچھا۔ "کیا شنکر کی واپسی میں زیادہ وقت نہیں گزر گیا۔"

" ممکن ہے وہ سردار کے ساتھ مذاکرات میں مشغول ہو۔" فیصل کے بجائے تیمور

نے جواب دیا۔ " یہ بھی ہو سکتا ہے کہ موسم کی اچانک تبدیلی کے پیش نظر سردار نے اس کی واپسی کا معاملہ صبح تک کے لئے ملتوی کر دیا ہو۔"

" اور یہ بھی ممکن ہے کہ حالات نے کوئی مخدوش صورت اختیار کر لی ہو۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

" کیا مطلب.........." تیمور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" شنکر کی شخصیت ہمارے درمیان ایک سفیر کی حیثیت رکھتی ہے' وہ مقامی زبان بڑی روانی سے بولتا ہے چنانچہ ہماری ترجمانی بھی کر سکتا ہے' ایسی صورت میں اگر سردار پوما کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی شنکر کو اچھی نظروں سے نہ دیکھتا۔"

" میں تمہارا مطلب سمجھ رہا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ سردار پوما' شنکر کو تر نوالے کی طرح آسانی سے ہضم نہیں کر سکے گا۔" جاوید نے اظہار خیال کیا۔

" یہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن ان دونوں کا ٹکراؤ بھی بعید از قیاس نہیں۔"

" اگر ایسا ہوا تو ہم زیادہ مشکلات سے دو چار ہو جائیں گے۔" تیمور نے کہا۔ " شنکر کی وجہ سے ہم کم از کم سردار کے ساتھ مفاہمت اور دوسرے امور کے سلسلے میں تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں لیکن شنکا کے نہ ہونے کی صورت میں ہم ایک دوسرے کی زبان سمجھنے سے قاصر ہوں گے۔"

" یہی بات سردار کو گراں گزر رہی ہو گی۔" فیصل بولا۔ " بہر حال ہمیں وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے ہرقیمت پر شنکر کا ساتھ دینا ہوگا۔"

" اگر شنکر کی واپسی میں دیر ہوئی تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔" جاوید نے پوچھا۔

" یہ حالات پر منحصر ہو گا مگر یہ بات طے ہے کہ شنکر کا وجود اس وقت ہمارے درمیان ریڑھ کی ہڈی کی طرح اہم ہے۔"

فیصل نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ " ہم جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے لیکن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا بھی ہمارے لئے خودکشی کے مترادف ہوگا۔"

" کیا شنکر نے تمہیں بتایا تھا کہ سردار اسے بار بار کس مقصد کے تحت طلب کر رہا ہے۔" تیمور نے دریافت کیا۔

" نہیں .... لیکن میرا خیال ہے کہ سردار کو اس بات کا علم ضرور ہو گا کہ شنکر بھی اپنے اندر کچھ پراسرار قوتیں رکھتا ہے' ایسی صورت میں سردار پوما کی پہلی کوشش یہی ہو گی کہ وہ شنکر کی قوت کا اندازہ لگانے کی کوشش کرے تاکہ ٹکراؤ کی صورت میں کھل

کر نہ صرف یہ کہ اپنا دفاع کر سکے بلکہ شنکر کو زیر بھی کر سکے .... ہماری عام زندگی میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کی کمزوریاں تلاش کرنے اور بوقت ضرورت اس پر حاوی آ جانے کے منصوبے بناتا رہتا ہے ...."

" محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز ہے اس لئے ہم سردار پوما یا شنکر میں سے کسی ایک کو مورد الزام بھی نہیں ٹھہرا سکتے۔" جاوید نے لاپروائی سے کہا۔

ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" تیمور نے فیصل سے پوچھا۔ " تمہارے ذہن میں اس وقت اچانک یہ خیال کیوں آیا کہ شنکر اور سردار کے درمیان ٹکراؤ بھی ہو سکتا ہے ...."

بہت سی باتوں کی کوئی توجیہہ نہیں پیش کی جا سکتی لیکن زبان سے نکلی ہوئی بات اکثر حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوتی ہے .... شنکر اور سردار پوما کے بارے میں تم میرے شے کو چھٹی حس کی بیداری سے بھی تعبیر کر سکتے ہو .... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ قطعی طور پر غلط ثابت ہو اور ...."

لیکن فیصل اپنی بات مکمل نہ کر سکا' روپا نے جو ان لوگوں کے قرب ہی بیٹھی تھی اچانک بلند آواز میں بولنا شروع کیا تو سب ہی اس کی جانب متوجہ ہو گئے' وہ عجیب پراسرار انداز میں پتھرائی پتھرائی نظروں سے خلاء میں گھور رہی تھی اور اس کی آواز فضا میں آہستہ آہستہ بلند ہو رہی تھی ....

" نہیں .... یہ کبھی نہیں ہو سکتا' جب تک تمہاری روپا رانی کے سندر شریر اور آتما کا سمبند باقی ہے دھرتی کی کوئی شکتی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی .... پجارن اپنے دیوتا کے چرنوں پر اپنا جیون بلید ان کر سکتی ہے......... تم کیول دیوتا نہیں......... روپا رانی کے پریمی بھی ہو......... نہیں.......... میں تمہاری کسی آ گیا کا پالن نہیں کروں گی......... پریم کا انت صرف شریر کا ملاپ نہیں .... جیون کی بھینٹ بھی بن سکتا ہے.......... میں دیکھوں گی کہ تمہیں کون دشٹ (ظالم) نقصان پہنچا سکتا ہے.......... تم بے کے بھید بھاؤ کے کارن اپنے ہونٹوں پر تالے ڈال سکتے ہو لیکن روپا یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتی .... میں .... میں آ رہی ہوں۔"

روپا کے چہرے پر تناؤ کی کیفیت طاری تھی' اس کے تیور بتدریج تبدیل ہو رہے تھے وہ بڑے ٹھوس اور فیصلہ کن انداز میں اپنے جملے ادا کر رہی تھی پھر وہ یکلخت خاموش ہو گئی' اس نے اپنی آنکھیں بند کیں تو اس انداز میں' اس کا جسم ایک جانب ڈھلک گیا جیسے اس

کے جس اور روح کا رشتہ اچانک منقطع ہو گیا ہو ....

بہت سارے افراد بیک وقت روپا کی کیفیت کا اندازہ لگانے کی خاطر اس کی جانب لپکے تھے جس میں بحری عقاب کا ڈاکٹر پیش پیش تھا ....!



شنکر کو پتھر کے ایک ستون سے جکڑ کر باندھا گیا جو جھونپڑی کے اندر شاید اسی مقصد کے تحت بنایا گیا تھا' زمین دوز کمرے میں اس جھونپڑی تک منتقل ہونے کے وقفے کے دوران مقامی لوگوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا تھا' اس وقت بھی دس بارہ نیزہ بردار وحشی اسے اپنے گھیرے میں لئے پوری طرح چاق و چوبند نظر آ رہے تھے' ان کی شعلہ بار نگاہیں شنکر کو حقارت بھرے انداز میں گھور رہی تھیں' وہ شاید اوپر سے ملنے والے کسی دوسرے حکم کے منتظر تھے ورنہ ان کے تیور بتا رہے تھے کہ اگر بات ان کے اختیار میں ہوتی تو شاید اب تک وہ اس کا جسم چھلنی کر چکے ہوتے۔

وہ جھونپڑی عام رہائشی جھونپڑیوں کے مقابلے میں خاصی وسیع و عریض تھی' اسے آبادی سے ہٹ کر اس مقام پر تعمیر کیا گیا تھا جہاں سے گھنے جنگلات کا سلسلہ شروع ہوتا تھا' وہاں جس قسم کے ہتھیار اور ساز و سامان موجود تھا اس کو دیکھنے کے بعد شنکر نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ اس جھونپڑی کو باغیوں اور سزا یافتہ لوگوں کے لئے جیل خانے یا پھر ٹارچر سیل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہوگا۔ اگر وہ مہمان خانہ ہوتا تو پھر اسے ستون سے جکڑ کر بے بس کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

شنکر کا ذہن بڑی سرعت سے کام کر رہا تھا' زاریا کے علاج کے سلسلے میں سردار پوما نے وقتی طور پر جو سمجھوتہ کیا تھا وہ غالباً" لوبیتا کے مشورے پر کیا گیا تھا' لوبیتا اس کی طاقت کا صحیح اندازہ لگانے سے قاصر رہا تھا لیکن اس نے کافی غور خوض کے بعد یہ بات بڑے یقینی انداز میں کہی تھی کہ وہ زاریا کو اس سحر سے نجات دلانے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے ذریعے ماکلا نے اس کے نچلے جسم کو مفلوج کر دیا تھا۔ شنکر نے اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے جان لیا تھا کہ سردار پوما اس کے گرد سازش کا کوئی نہ کوئی جال ضرور پھیلائے گا لیکن حالات اس قدر اچانک پلٹا کھائیں گے یہ بات اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی' وہ جس انداز میں حالات کا شکار ہوا اس میں کچھ تو اس کی اپنی کوتاہی تھی اور کچھ زاریا کے قیامت انگیز

حسن کی کشش تھی جس نے اسے سوچنے سمجھنے کی مہلت نہیں دی تھی' خوبصورت اور دلکش خدوخال کی عورتیں اس کی سب سے بڑی کمزوری تھیں اور وہ اس وقت اسی کمزوری کا شکار ہوا تھا۔

وہ حالات سے خوفزدہ نہیں تھا' اگر چاہتا تو اپنی طاغوتی قوتوں کے ذریعے ان وحشیوں سے پل بھر میں گلو خلاصی حاصل کر سکتا تھا لیکن اس نے دیدہ و دانستہ خود کو حالات کے سپرد کر دیا تھا' اگر وہ اپنی رہائی کی خاطر دوسروں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا تو اس کے اپنے ساتھی بھی خطرے میں پڑ سکتے تھے' ایک ہی وقت میں وہ چومکھی لڑنے سے قاصر تھا' اس کے علاوہ خاموش تماشائی بن کر وہ سردار پوما کی طاقت کا اندازہ بھی لگانا چاہتا تھا تاکہ اس کا جوابی حملہ اس قدر بھرپور اور ہولناک ہو کہ دشمنوں کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکے۔ زاریا کا حسین جسم اس کے حصار میں آتے آتے رہ گیا تھا' اس ناکامی کے تصور نے اس کے انتقامی جذبوں کو ہوا دے کر اور بھڑکا دیا تھا' سردار پوما کا وجود اس کی آنکھوں میں کسی شہتیر ہی کی مانند چبھ رہا تھا۔

بہت دیر تک وہ آنکھیں بند کئے حالات کا جائزہ لیتا رہا پھر لوبیتا کی آواز اس کی قوت سماعت سے ٹکرائی تو اس نے آنکھیں کھول دیں' لوبیتا اس کے سامنے کھڑا اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا' اس کے دیکھنے کا انداز بتا رہا تھا جیسے اسے اپنی چشم بصیرت پر شبہ ہو رہا تھا' وہ تنہا نہیں تھا' اس کے ساتھ چار دلکش مقامی عورتیں بھی تھیں جن کے جسم پر سفید اور نیلے پیلے رنگوں سے وہشت ناک حشرات الارض کی تصاویر اور دیگر نقش و نگار بنے ہوئے تھے' ان کے گلے میں لکڑی دیوتا سے مشابہ ہاتھی دانت کی بنی ہوئی بے ڈھنگی مورتیاں لٹک رہی تھیں' شاید وہ مورتیاں اس بات کی نشاندہی کرنے کی خاطر ان کے گلوں میں ڈالی گئی تھیں کہ وہ مذہبی فرضوں کی ادائیگی میں لوبیتا کی مدد کرتی تھیں اور عام عورتوں کے مقابلے میں زیادہ اہمیت کی حامل تھیں۔

شنکر نے ایک نظر میں لوبیتا کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا پھر انتہائی لاپروائی سے ان چاروں عورتوں کو دیکھنے لگا جو لوبیتا کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑی شنکر کو گھور رہی تھیں' وہ تاریک براعظم کے وحشی قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں اس لئے انہیں اپنی قدر و قیمت اور حسن کی اہمیت کا احساس نہیں تھا۔ اگر ان کا تعلق مہذب دنیا سے ہوتا تو شاید وہ اس طرح کھلے عام مردوں کے روبرو آنے سے گریز کرتیں اور اگر اس انداز میں جلوہ نما ہوجاتیں تو شاید مردوں کے ہوش و حواس خبط ہو جاتے لیکن اس وقت دونوں فریق ایک دوسرے کی موجودگی

سے قطعی بے نیاز تھے' ان کے نزدیک ایک ہی انداز میں ایک ساتھ رہتے رہتے قدر و منزلت کا احساس فنا ہو گیا تھا لیکن ننکا کی نگاہیں ان کے خوبصورت جسم پر بھٹک رہی تھیں' کچھ دیر کے لئے وہ پھر اس حقیقت کو فراموش کر بیٹھا کہ سردار پوما کے وحشی اس کے جسم کو نیزوں سے چھلنی کرنے کے لئے بے تاب کھڑے ہیں اور پوما نے اسے اپنی زمین دوز رہائش گاہ سے رخصت کرتے وقت بڑی حقارت اور نفرت سے یہ بات باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اسے زاریا کے صحت مند ہونے کے جشن کے موقع پر لکڑی دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا دیا جائے گا .... لیکن جب جزیرے کے مذہبی پیشوا لوبیتا کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تو اس نے یوں چونک کر اس کی سمت دیکھا جیسے کوئی حسین خواب دیکھتے دیکھتے اچانک بیدار ہو گیا ہو۔

" شنکر .... کیا تمہیں اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی پس و پیش ہے کہ تم نے سردار پوما کے ساتھ عہد شکنی کر کے ایک سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے.............." لوبیتا ٹھوس آواز میں بول رہا تھا لیکن اس کی نگاہوں میں رقص کرنے والی بے چینی اس بات کی شاہد تھی کہ وہ جس فرض کی ادائیگی کر رہا تھا اس میں اس کے اپنے ارادے کو کوئی دخل نہیں تھا۔

" کیا میں یہ سمجھوں کہ مقدس لوبیتا کو میرے اوپر فرد جرم عائد کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔" شنکر نے لاپروائی سے دریافت کیا۔

" میں بحث کرنے نہیں آیا .... صرف تمہارا جواب سننا چاہتا ہوں۔"

" عہد شکنی میری جانب سے نہیں سردار پوما کی طرف سے ہوئی تھی۔" شنکر نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ " سردار نے مجھے یقین دلایا تھا کہ جب تک زاریا کو ماکلا کے سحر سے نجات نہیں مل جاتی وہ ہماری تنہائی میں دخل انداز نہیں ہو گا۔"

" سردار اپنے عہد پر قائم تھا لیکن............." لوبیتا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا پھر تھوڑے وقفے سے بولا۔ " کیا تم اس حقیقت کو جھٹلا سکو گے کہ مقدس زاریا کو اس کے پیروں پر کھڑا کرنے کے بعد تمہاری نیت اس کی طرف سے خراب ہو گئی تھی۔"

" اگر خوبصورت چہروں کی پوجا کرنا پاپ ہے تو میں تمہاری بات سے انکار نہیں کروں گا۔"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے جو جرم کیا ہے اس کی سزا کس قدر سنگین ہے۔"

" ہاں .... سردار پوما نے مجھے تمہارے لکڑی دیوتا کے چرنوں پر بھینٹ

چڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔"

" ہمارے قانون کے مطابق تم اگر چاہو تو اپنی صفائی پیش کر سکتے ہو۔"

" ہمارا قانون تمہارے قانون سے مختلف ہے۔" شنکر نے بدستور لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔

" وہ کیا ...."

" جس شخص کو موت کا حکم سنایا جاتا ہے اس کی آخری خواہش بھی ضرور دریافت کی جاتی ہے۔"

" لوبیتا اس جزیرے کا مذہبی رہنما ہے .... موت سے پہلے یہاں بھی تمہاری آخری خواہش ضرور پوری کی جائے گی۔"

" کیا لوبیتا کو وشواس ہے کہ وہ اپنا دیا ہوا وچن پورا کر سکے گا۔"

" تم .... کیا تم لوبیتا کا امتحان لینے کی کوشش کر رہے ہو؟"

" مجھے مقدس لوبیتا کے امتحان سے زیادہ زاریا کی سندرتا عزیز ہے۔" شنکر نے نشیلی آواز میں کہا۔ " لکڑی دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ چڑھنے سے پہلے میں مقدس زاریا کے سندر اور کومل شریر کی پوجا کرنا پسند کروں گا۔"

" تم ...." لوبیتا مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ " تم سردار پوما کے قہر و غضب کو للکار رہے ہو۔"

" سمے کا انتظار کرو لوبیتا۔" اس بار شنکر کا لہجہ بھی سرد ہو گیا۔

"کون کتنے پانی میں ہے اس کا فیصلہ آنے والا وقت کرے گا۔"

" تم اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔" شنکر کے تیور بدلتے دیکھ کر لوبیتا سمندر کی جھاگ ہی کی طرح بیٹھ گیا' نرم لہجے میں بولا۔ " سردار پوما کے روبرو اگر تم مقدس زاریا سے معافی مانگ لو تو میں تمہارے لئے رحم کی سفارش کر سکتا ہوں۔"

" مقدس لوبیتا ...." شنکر نے اس کی نظروں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔ " تمہارا علم میرے بارے میں کیا کہتا ہے..............؟"

" میرا علم ...." لوبیتا نے مختصراً کہا پھر اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگا۔ اس کی پیشانی پر ان گنت آڑھی ترچھی سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

" میں تمہارے من کی حالت دیکھ رہا ہوں۔" شنکر نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"تمہارے بھیتر کی طاقتیں میرے بھوش کے بارے میں بہت دور تک دیکھنے کے لئے تڑپ

رہی ہیں' پرنتو ایک بات یاد رکھو .... ابھی تم نے یا تمہارے بڑوں نے اتنی شکتی پراپت نہیں کی جو میری گردن میں بل ڈال سکے' کل کیا ہونے والا ہے میری آنکھیں وہ بھی دیکھ رہی ہے .... تمہاری دھرتی پر ایک نیا سورج ابھر رہا ہے .... تم بھی اپنے من کے اندر جھانک کر دیکھو .... کیا وہاں دھوئیں کے بادل نہیں منڈلا رہے ہیرا؟ .... گھور اندھیروں کے دوسری طرف کیا ہے؟............ دیوی دیوتاؤں کی کیا مرضی ہے؟ .... تم .... تم ابھی کچھ نہیں دیکھ سکتے .... سمے کا انتظار کرو............"

"سردار پوبا کی یہ خوبصورت کنیزیں تمہیں تمہاری زندگی کا آخری غسل دینے کی خاطر بھیجی گئی ہیں۔" لوبیتا نے تھوک نگلتے ہوئے عورتوں کی طرف اشارہ کیا۔ "لکڑی دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھنے سے پہلے تمہاری جسمانی پاکیزگی ضروری ہے۔"

"کیا یہ غسل سب کی موجودگی میں ہوگا............؟" شنکر نے مسکراتے ہوئے سوال کیا پھر خمار آلود نظروں سے چاروں عورتوں کو دیکھنے لگا۔

"میں تمہیں دوراندیشی اور مصلحتوں سے کام لینے کا مشورہ دوں گا۔" لوبیتا نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"جب حسن بے نقاب ہو اور عشق بے تاب ہو تو دوراندیشی ہوا ہو جاتی ہے۔" شنکر نے ایک سرد آہ بھر کر جواب دیا۔" میں غسل کا منتظر ہوں مقدس لوبیتا .... اگر لکڑی دیوتا کے چرنوں میں جیون بلیدان کرنے کی رسم اتنی سندر ہے تو شنکر سارا جیون بھینٹ دینے کو تیار ہے .... تم ان سندر اور البڑ ناریوں کو غسل کا اہتمام کرنے کا حکم دو" .... شنکر نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا پھر آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں بند کر لیں .... اس کے چہرے پر سکون اور اطمینان جھلک رہا تھا لیکن لوبیتا .... اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ کسی گہری سوچ میں گم ہے۔

○

زاریا کا حسن آج قابل دید تھا۔

سردار پوبا کے حکم پر جزیرے کی بے شمار حسینوں اور نازنینوں نے اسے جشن صحت کے موقع کے لئے بطور خاص تیار کیا تھا' اس کے جسم کو مغربی لباس کی قید سے آزاد کر کے

مقامی انداز میں بنایا سوارا گیا تھا' مقامی لباس میں اس کے حسن کی رنگت کئی گنا زیادہ بڑھ گئی تھی لوگ اسے رشک کی نظروں سے دیکھ رہے تھے' اسے جزیرے کی رسومات کے عین مطابق پوری توجہ سے آراستہ کیا گیا تھا جسم کے ایک ایک عضو کو جڑی بوٹیوں سے رگڑ رگڑ کر کندن کیا گیا تھا۔ اس کے بدن پر بہترین نقش و نگار حسین رنگوں سے اجاگر کئے گئے تھے' اس کا وجود مشک و عنبر جیسی خوشبوؤں میں مہک رہا تھا اور ذہنوں کو مسحور کر رہا تھا۔ اس کی زیبائش اور آرائش میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا تھا۔

سردار پوبا کے حکم پر آج جزیرے کے تمام چھوٹے' بڑے' بچے' بوڑھے اور نوجوان لکڑی دیوتا کے سامنے نیم دائرے کی صورت میں حلقہ بنائے کھڑے تھے موی شمعوں کی روشنی ان کے چہروں پر دمک رہی تھی' مخصوص افراد ڈھول تاشے پیٹ پیٹ کر اپنے مقامی انداز میں خوشیوں کے گیت الاپ رہے تھے' سیاہ فام وحشی اور نوخیز لڑکیاں رقص و سرود کی محفلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھیں' لوبیتا کے مذہبی حلقے کے افراد ان کے درمیان کوئی مخصوص مشروب تقسیم کرتے پھر رہے تھے وہ یقیناً کوئی نشہ آور عرق تھا جو ان کے چہروں اور نگاہوں سے مستی بن کر چھلک رہا تھا اور رفتہ رفتہ انہیں مدہوش کر رہا تھا۔

سردار پوبا حسب معمول ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا' زاریا قیامت بنی اس کے بائیں جانب بیٹھی تھی اس کی پشت پر جزیرے کی حسین ترین لڑکیاں کھڑی تھیں' شاید اس طرح پوبا نے زاریا کے حسن کی دلکشی اور نیرنگیوں کو مزید نمایاں کرنے کی کوشش کی تھی' پس منظر میں نیلگوں سیاہی کارفرما ہو تو پیش منظر کی گلابی مائل سفیدی دو آتشہ بن جاتی ہے' زاریا بھی اس وقت دیکھنے والوں کے دل و دماغ پر بجلی بن کر کوند رہی تھی........ پوبا کے داہنی جانب لوبیتا اور اس کے دوسرے کارندے موجود تھے۔

چاروں سمت کسی میلے کا سماں طاری تھا' وقت کے ساتھ ساتھ ہنگاموں میں اضافہ ہو رہا تھا' ہجوم کا جوش و خروش بڑھتا جا رہا تھا ایک طرف وہ شنکر کی پراسرار قوتوں کے گن گا رہے تھے جس نے ماکا کے سحر کو توڑ کر زاریا کو دوبارہ اس کے قدموں پر ایستادہ ہونے کا موقع عطا کیا تھا اور دوسری طرف وہی لوگ شنکر کو لکڑی دیوتا کے قدموں میں بطور قربانی پیش کئے جانے کے منظر کی دید کے لئے بے تاب بھی نظر آ رہے تھے لیکن لوبیتا اس وقت بھی مضطرب دکھائی دے رہا تھا' اس کی آنکھوں سے بے چینی جھلک رہی تھی' اس کی نگاہیں بار بار اس سمت اٹھ رہی تھیں جدھر گابا اور اس کے ساتھی شنکر کو لینے کے لئے گئے تھے۔

ایک جانب لوگوں کا اشتیاق بڑھ رہا تھا' وہ دیوتا کے قدموں میں انسانی بھینٹ کا تماشا

دیکھنے کے لئے بے چین تھے اور دوسری جانب شنکر بڑی لاپروائی سے سینہ تانے گابا اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ قدم بڑھاتا چلا آرہا تھا' گابا اس کے ساتھ ساتھ تھا' اس کے باقی ساتھی نیزہ تانے اطراف میں بکھرے ہوئے تھے' ان کی چوکس نظریں شنکر پر اور گرفت نیزوں پر جمی ہوئی تھی' گابا کے چہرے پر بڑی پراسرار خاموشی طاری تھی' خاصی دیر تک وہ شنکر کے ساتھ قدم ملائے چلتا رہا پھر قربان گاہ جب قریب آنے لگی تو اس نے دبی زبان میں شنکر کو مخاطب کیا۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ سردار پوما نے تمہارے حق میں کیا فیصلہ کیا ہے۔"

"ہاں..............." شنکر نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔ "تمہارے سردار نے مجھے لکڑی دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کا حکم دیا ہے۔"

"کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا؟" گابا نے سرگوشی کی تو شنکر چونک اٹھا۔

"کیا مطلب ...." اس نے گابا کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"گابا کی نظریں تمہارے دل میں جھانک رہی ہیں۔" وہ مدھم لہجے میں بولا "میں جانتا ہوں کہ تم لازوال قوتوں کے مالک ہو' میرا علم کہتا ہے کہ تم ہمارے درمیان کچھ دن کے مہمان ہو سردار تمہارا بال بھی بیکا نہیں کرسکے گا۔"

"بہت خوب ...." شنکر نے شانے اچکائے۔ "گویا تم بھی اب شنکر کے اندر جھانکنے کی کوشش کر رہے ہو .... میری مانو تو اپنا سے برباد نہ کرو' تمہارے فرشتے بھی میرے بارے میں کچھ دریافت کرنے سے قاصر ہی رہیں گے۔"

"تم اگر گابا کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے کا وعدہ کرو تو وہ تمہارے بہت کام آ سکتا ہے۔"

"تم .... اور شنکر کی سہائتا کرو گے؟" شنکر نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "کہیں تم کھلی آنکھوں سے سپنے دیکھنے کے عادی تو نہیں ہو۔"

"ہاں .... میں اس جزیرے میں تمہاری رہنمائی اس مقام تک کر سکتا ہوں جس کی تلاش میں تم نے ایک طویل سفر طے کیا ہے۔"

"کیا مطلب..............؟" شنکر نے سنجیدگی سے گابا کی طرف دیکھا۔

"میں جانتا ہوں میرے دوست کہ تم ایک ایسی طاقت کی تلاش میں ہو جس کو حاصل کرنے کے بعد کوئی شخص بھی ناقابل تسخیر بن سکتا ہے۔"

"اچھا ...." شنکر چونک اٹھا۔ "تم اس طاقت کے بارے میں اور کیا جانتے

ہو..............؟"

"تم جس طاقت کی تلاش میں ہو وہ ایک قوی ہیکل دیوتا کے قدموں تلے دفن ہے .... وہ جو دن رات دیوتا کی سیوا اور اس کی پوجا میں لگے ہیں وہ بھی اس راز سے واقف نہیں جو تمہاری پراسرار نظروں نے پالیا ہے اور تم ...."

"گابا ...." شنکر نے سرسراتی آواز میں اس کا جملہ درمیان سے اچکتے ہوئے سرگوشی کی۔ "کیا تم وہاں تک میری رہنمائی کر سکتے ہو۔"

"ہاں .... بشرطیکہ تم مجھے برابر کا شریک بنانے کا وچن دو۔"

شنکر نے فوراً" ہی کوئی جواب نہیں دیا' اس کی نظریں گابا کے چہرے پر مرکوز تھیں' فوری طور پر وہ گابا کے سلسلے میں کوئی آخری فیصلہ کرنے سے گریز کر رہا تھا' اس کے ذہن میں ایک سوال بڑی سرعت سے ابھرا۔ "اگر گابا کو اس قوت کے بارے میں علم تھا جس کا حصول کسی بھی انسان کو ناقابل تسخیر اور ہفت اقلیم کی دولت کا مالک بنا سکتا تھا تو پھر اسے کسی اور کو شریک بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ .... کیا گابا کے ساتھ بھی وہی مشکل درپیش تھی جس کے پیش نظر شنکر نے پرنس فیصل کو مجبوراً" اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے اپنا آلہ کار بنایا تھا..............؟"

"وقت مت برباد کرو میرے دوست ...." گابا نے شنکر کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے سرگوشی کی۔ "مجھے علم ہے کہ سردار تمہیں دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھانے میں کامیاب نہیں ہو گا لیکن اگر اس بھینٹ کی رسم کا پہلا مرحلہ مکمل ہو گیا تو شاید تم تمام زندگی تاریکیوں میں بھٹکتے رہو گے .... پھر شاید میں بھی تمہارے کسی کام نہ آ سکوں..............۔"

"میں .... تمہارا اشارہ نہیں سمجھا۔" شنکر نے الجھتے کہا۔ "پہلے مرحلے سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"بھینٹ کی رسم سے پہلے مقدس لوبیتا تمہاری آنکھوں پر ایک متبرک محلول لگائے گا جس کی تیز خوشبو موگرے کو تمہاری طرف متوجہ کردے گی۔ انسانی آنکھ موگرے کی سب سے پسندیدہ خوراک ہے' خوشبو کی مہک پاتے ہی وہ کسی آدم خور پرندے کی مانند تمہاری سمت جھپٹے گا اور پھر تم اپنی بینائی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاؤ گے' لوبیتا نے بطور خاص موگروں کی کئی جوڑیاں اپنے پاس محفوظ رکھی ہیں ورنہ یہ پرندہ تقریبا ناپید ہی ہوتا جا رہا ہے۔" گابا نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "لکڑی دیوتا ایسی قربانیوں کو زیادہ پسندیدہ

نظروں سے دیکھتا ہے جو بھینٹ چڑھنے سے پیشتر آنکھوں سے محروم ہوں .... ذرا سوچو .... موگرے کا شکار ہونے کے بعد ...."

"ایک منٹ ...." شنکر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"اگر میں تم کو برابر کا شریک بنا لوں تو کیا تم مجھے موگرے کے اذیت ناک حملے سے نجات دلا سکو گے ...."

"ہاں .... میں تم کو ایک ایسا طریقہ بتا سکتا ہوں جس پر عمل کرنے کے بعد تم اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتے ہو۔"

"کیا سردار پوما کی دوربین نظریں تمہاری سازش کو نہیں دیکھ سکیں گی۔" شنکر نے کہا۔ "مجھے اچھی طرح یاد ہے .... ایک بار تم نے مجھے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ سردار پوما کی نگاہیں پورے جزیرے کے چپے چپے کو دیکھ سکتی ہیں اور اس کے کان دلوں کی گہرائیوں میں دھڑکنوں کی گونج سننے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔"

"ہاں .... میں نے تم سے غلط بیانی نہیں کی تھی لیکن تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ میں نائب کی حیثیت رکھتا ہوں۔"

"گویا اگر میں تمہارے ساتھ دوستی کا وعدہ کر لوں تو تم سردار کے اعتماد کو دھوکا دینے پر تیار ہو جاؤ گے؟"

"میرے پاس وقت کم ہے ...." گابا نے اس بار قدرے عجلت میں کہا۔ "میں تمہارا آخری فیصلہ سننا چاہتا ہوں .... گابا کو شریک بنا کر تم کامیاب ہو سکتے ہو، دوسری صورت میں شاید تمہارے خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکیں۔"

"مجھے .... مجھے تمہاری شرط منظور ہے ...." شنکر نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا تو گابا کی نگاہیں خوشی سے چمک اٹھیں۔

ٹھیک اسی وقت روپا کی آواز کی لہریں شنکر کی قوت سماعت میں گونجنے لگیں.........

"تم سمے کے بھید بھاؤ کے کارن اپنے ہونٹوں پر تالے ڈال سکتے ہو لیکن روپا یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتی......... میں ...... میں آ رہی ہوں۔"

روپا کی آواز سن کر شنکر نے خلاؤں میں جھانکا پھر اس کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی۔

"مجھے یقین تھا کہ تم میری پیشکش کو قبول کر لو گے۔"

گابا نے کہا لیکن ایک بات کا خیال رکھنا، اگر تم نے کسی موقع پر گابا کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش کی تو بہت خسارے میں رہو گے۔"

"شنکر نے زندگی میں نفع نقصان کے بارے میں کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا، موجودہ صورتحال ہی کو لے لو، بدعہدی کا ثبوت سردار پوما نے دیا تھا اور خسارہ مجھے برداشت کرنا پڑ رہا ہے، اسے تم کیا کہو گے۔" شنکر نے نہایت مطمئن لہجے میں جواب دیا، روپا کی آواز نے اس کے اعتماد کو بحال کر دیا تھا۔ چنانچہ اس نے آنکھ بند کر کے اپنی پراسرار قوتوں کو سمیٹا اور گابا کے دل کا حال معلوم کرنے لگا، اسے معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی، گابا کی عیاری پلک جھپکتے میں بے نقاب ہو گئی۔ وہ لوبیتا کی فراہم کردہ معلومات کا سہارا لے کر شنکر کو دوستی پر آمادہ کر رہا تھا، ایک لمحے کو شنکر کے دل میں یہ خیال بڑی سرعت سے ابھرا کہ وہ گابا کو اپنی مہان شکتیوں کا نشانہ بنا کر بساط کا رخ پلٹ دے لیکن اس نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس کی ودیا اسے بتا رہی تھی کہ گابا اس کے مطلوبہ مقام تک رہنمائی کرنے میں اس کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتا تھا لہٰذا وہ خون کا گھونٹ پی کر مصلحتاً چپ ہی رہا، گابا اسے شیشے میں اتارنے کی خاطر کہہ رہا تھا۔

"میری بات غور سے سنو سردار کے ایماء پر لوبیتا جب تمہاری آخری خواہش کے بارے میں دریافت کرے تو تم........"

"نہیں.........." شنکر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے صرف منزل مقصود تک رہنمائی کی خاطر اور اس کے بعد حاصل ہونے والی لازوال طاقت کے سلسلے میں شرکت کی ہے۔ موگرے کی طرف سے ہونے والے حملے کا تدارک میں خود کروں گا۔"

"کیا تم ایسا کر سکو گے.........؟"

"شنکر تنہا بھی سینکڑوں پر بھاری ہے......... اس کا اندازہ تمہیں بہت جلد ہو جائے گا۔"

"میں تمہیں کسی حماقت اور جلد بازی سے کام لینے کے سلسلے میں دوراندیشی کا مشورہ دوں گا۔" گابا نے سنجیدگی سے کہا۔ "پراسرار قوتیں ایک وقت میں پورے جزیرے پر بسنے والوں کی مشترکہ قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں' سردار پوما نے تیوری پر بل ڈال کر آنکھ جھپکی تو پلک جھپکنے کی دیر میں سینکڑوں نیزے تمہارے جسم کے آرپار ہو جائیں گے۔"

"گابا................." شنکر نے اس کی بات کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے سرگوشی کی۔

"کیا تم پوما کی جگہ سردار کی گدی پر بیٹھنا پسند کرو گے؟"

"شاید اب تم گابا کے ساتھ کوئی دلچسپ مذاق کرنا چاہتے ہو۔"

"سمے کا انتظار کرو .... اس کا فیصلہ بھی بہت جلد ہو جائے گا۔"

شنکر نے کھلے میدان میں قدم رکھا تو تمام نظریں اسی کی جانب گھورنے لگیں' سردار پوما کی نگاہوں میں انتقام کے شعلے بھڑکنے لگے' لکڑی دیوتا کے مخصوص پجاریوں نے اپنے مذہبی گیت کو زیادہ بلند آواز میں الاپنا شروع کر دیا' نوجوان مرد اور عورتوں نے لعنت لعنت کی تکرار شروع کر دی لیکن دو افراد ایسے بھی تھے جن کے تاثرات دوسروں سے مختلف تھے' ایک زاریا تھی جو شنکر کو رحم طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی شاید اس لئے کہ وہ اس کا محسن تھا اور دوسری شخصیت لوبیتا کی تھی جس کی نگاہوں میں اس وقت بھی الجھن اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات موجود تھے' اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ شنکر کی پراسرار قوتوں کو شکست دینا سردار پوما کے بس کی بات نہیں ہوگی' متعدد بار اس نے جسارت کرنے کی کوشش کی کہ وہ سردار کو اپنی ذہنی کیفیتوں سے آگاہ کردے' اسے شنکر کو بھینٹ چڑھانے کا ارادہ بدل دینے کا مشورہ دے لیکن کوئی اندرونی اور نادیدہ قوت ایسی تھی جو اسے اس کے ارادوں سے باز رکھے ہوئے تھی۔

شنکر گابا کے اشارے پر لکڑی دیوتا کے سامنے زمین پر سفید رنگ سے بنے ہوئے وسیع دائرے کے درمیان پہنچ کر رک گیا' اس نے بدستور سینہ تان رکھا تھا اور گردن اکڑا رکھی تھی' وہ دلچسپ نظروں سے ہجوم کی بے چینی دیکھ رہا تھا جن کا جوش و خروش ہر لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ پھر یکلخت سردار نے اپنی جگہ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے تو مجمع پر گہرا سکوت طاری ہو گیا' دیوتا کے مخصوص پجاریوں نے اپنا مذہبی گیت بند کر دیا' اب سب

کی نظریں سردار کی سمت لگی ہوئی تھیں' پوما کسی جنگجو فاتح کی مانند ہجوم پر نظر دوڑاتا رہا پھر اس کی ٹھوس آواز بلند ہونی شروع ہوئی۔

میرے عزیز دوستو' بزرگو' نوجوانو' اور جانثارو' آج ایک طویل مدت کے بعد دیوتا کے قدموں میں ایک نووارد کو بھینٹ چڑھانے کی رسم ادا کی جائے گی۔ تم سب اس بات کے گواہ ہو کہ لکڑی دیوتا کے حضور جب بھی بھینٹ پیش کی گئی ہے اس نے جزیرے کے باسیوں کو اپنی عظیم اور ناقابل شکست قوتوں سے سرفراز کیا ہے اور ہماری پریشانیاں ٹل گئی ہیں' آج یہ قربانی زاریا کے جشن صحت کے سلسلے میں پیش کی جا رہی ہے .... تم سب جانتے ہو کہ پوما کو سرداری کا منصب کس طرح حاصل ہوا ہے' ہم طاقت کے پجاری ہیں اور طاقت کے سامنے سر جھکانا اپنا فرض سمجھتے ہیں .... زاریا کے حصول کی خاطر میں نے ماکلا کو تم میں سے بہت سارے لوگوں کی موجودگی میں للکارا تھا' پوما حق پر تھا اس لئے دیوتا نے اسے ماکلا کے مقابلے میں فتح سے ہمکنار کیا تھا لیکن ماکلا نے بعد میں اپنی طاغوتی قوتوں کے ذریعے زاریا کے حسین جسم کو مفلوج کر دیا' اس کی بدروح مقدس زاریا کے جسم پر قابض رہی .... پھر شنکر کی پراسرار قوتوں نے زاریا کو ماکلا کے سحر سے نجات دلائی' میں طاقت کا پجاری ہوں اس لئے شنکر کی قوتوں کو سلام کرتا ہوں شنکر نے مقدس زاریا کے سلسلے میں بدنیتی کا ثبوت پیش کر کے میرے انتقام کے جذبے اور تم سب کی غیرت کو للکارا ہے' زاریا میرا انتخاب ہے' تمہارے سردار کی پسند ہے اس لئے اس وقت تک سب کے لئے قابل احترام ہے جب تک کوئی دوسرا طاقت کے بل بوتے پر اس کے حصول کا دعویٰ نہیں کرتا .... میں نے سردار کی حیثیت سے شنکر کو دیوتا کے قدموں پر بھینٹ چڑھانے کا فیصلہ کیا ہے .... کیا کسی کو پوما کے فیصلے سے انکار ہے.................."

"نہیں .... نہیں .... نہیں................." مجمع نے یک زبان ہو کر کہا۔ "شنکر نے مقدس زاریا کو بری اور میلی نظروں سے دیکھ کر خود کو موت کا مستحق قرار دیا ہے .... دیوتا کے قدموں میں اس کی بھینٹ لازمی ہے۔"

"طاقت کے عظیم پجاریو .... مجھے یقین تھا کہ تم اپنے سردار کے فیصلے سے انکار نہیں کرو گے .... میں تمہاری خواہش کے عین مطابق مقدس لوبیتا سے درخواست کروں گا کہ وہ شنکر کی آنکھوں میں قرتوش کا متبرک محلول لگا کر بھینٹ کی رسم کے پہلے مرحلے کا آغاز کرے .... آج ایک مدت کے بعد مقدس موگرا کو اس کی

پسندیدہ غذا پھر نصیب ہو گی لیکن پیشتر اس کے کہ مقدس لوبیتا اپنے مذہبی فرض ادا کرے میں لوگوں سے طاقت کے نام پر دریافت کروں گا کہ کیا کوئی مرد میداں ایسا ہے جو مقدس زاریا کے حصول کے لئے مجھ سے موت اور زندگی کی جنگ لڑنے پر آمادہ ہو .... ماکلا نے بھی زاریا کے لئے یہی اعلان کیا تھا اور تم گواہ ہو کہ میں نے اسے اپنی پراسرار قوتوں کے زور پر شکست دی تھی .... آج میں بھی یہی اعلان کر رہا ہوں کہ اگر کوئی مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے تو خم ٹھونک کر سامنے آئے .... میں جزیرے کی پرانی ریت کے مطابق تمام لوگوں کو دس منٹ تک غور و خوض کرنے کی مہلت دیتا ہوں ' اس کے بعد بھینٹ کی رسم کا آغاز ہو گا۔"

پوما اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد سینہ تانے کھڑا اپنے جسم کی نمائش کرتا رہا اس کی نظریں کسی بھوکے عقاب کی مانند ہجوم کے سروں پر منڈلا رہی تھیں' لوگوں نے اپنے ہونٹ سی لئے تھے' کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ زور سے سانس بھی لے سکتا' گابا بھی شنکر کے قریب خاموش کھڑا سردار کو خالی خالی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا مقدس زاریا کے حصول کی خاطر میں سردار کی پراسرار قوتوں کو للکار سکتا ہوں۔" شنکر نے بلند آواز میں کہا۔

"نہیں..............." پوما نے گرج کر جواب دیا" تمہارا انتخاب بھینٹ کی حیثیت سے کیا جا چکا ہے اس لئے تم طاقت کے مقابلے میں حصہ نہیں لے سکتے..............."

" شنکر .... میری مانگ کے سیندور!" روپا کی لہراتی ہوئی آواز شنکر کے کانوں میں گونجی۔ "کیا تم اپنی پجارن کو ودھوا چھوڑ کر اس دنیا سے سدھار جاؤ گے.......؟ دیکھو' تمہاری داسی اپنا سندر شریر چھوڑ کر تمہارے پاس آئی ہے .... مجھے آگیا دو کہ میں پوما کو ایسا کشٹ دوں کہ اس کی آتما بھی قیامت تک دھرتی اور آکاش کے درمیان بھٹکتی رہے۔"

"نہیں..............." شنکر نے اسے خیالوں خیالوں میں مخاطب کیا۔ "تجھے میرے حکم کے بغیر کوئی چمتکار دکھانے کی ضرورت نہیں۔"

"سمے بیت گیا تو پچھتاوؤں سے کیا حاصل ہو گا۔ روپا نے بے چینی سے کہا۔ "تم نے کالی اور درگا کے نام پر بڑی تپسیا کی ہے' مجھے بتاؤ' تم خاموش کیوں ہو .... روپا جانتی ہے کہ اگر تم شیو کا نام لے کر ایک پھونک بھی مارو گے تو تمہارے بیری (دشمن) پل بھر میں بھسم ہو کر رہ جائیں گے۔

"روپا..............." شنکر نے اس کی بے چین آتما کو مخاطب کیا۔

"کیا تو پسند کرے گی کہ میں تیرے ہوتے زاریا جیسی سندری کے لئے پوما سے جنگ کروں' کیا تو کسی اور سندر نار کو اپنے پریمی کے قدموں میں برداشت کر سکے گی؟"

"نہیں .... اگر تو نے ایسا کیا تو سب سے پہلے میں اسی سندرتا کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دوں گی۔"

"من موہنی..............." شنکر نے کہا' ایک نظر گابا کو دیکھ .... "یہ تجھے کیسا لگتا ہے۔"

"میں .... تیرا مطلب نہیں سمجھی۔" "روپا نے تڑپ کر کہا سمے بیتا جا رہا ہے اور تجھے ٹھٹھول سوجھ رہا ہے۔"

" گابا اگر زاریا کو حاصل کرنے کی خاطر..............."

"تو چنتا نہ کر' روپا نے تیزی سے کہا' میں جا رہی ہوں .... جیسا تو چاہے گا ویسا ہی ہو گا۔"

" گابا..............." شنکر نے گابا سے سرگوشی کی۔ "کیا مقدس زاریا کا بے پناہ حسن تیرے اندر گدگدی نہیں پیدا کر رہا۔"

"کیا مطلب..............."

" زاریا کو ایک نظر بھر کر دیکھ .... یہ سنہری موقع ہاتھ سے نکل گیا تو پھر برسوں تجھے انتظار کرنا پڑے گا۔ ذرا غور کر گابا' زاریا کے ساتھ ساتھ تجھے جزیرے کی سرداری بھی نصیب ہو گی۔"

گابا نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ خلاء میں گھور رہا تھا اور دوسری طرف پوما نے گنتی گننی شروع کر دی تھی ایک .... دو .... تین ......چار .... پانچ ....چھ .... سات .... آٹھ .... نو پھر قبل اس کے کہ وہ دس کہتا گابا نے چیخ کر کہا۔

" مقدس زاریا کے حصول کی خاطر میں طاقت کے نام پر تم سے مقابلے کو تیار ہوں۔"

گابا کی آواز سن کر ہجوم میں مکھیوں جیسی بھنبھناہٹ شروع ہو گئی' لوبیتا نے چونک کر گابا کو دیکھا' سردار پوما کی نظروں میں خون اتر آیا' شاید اسے گابا سے اس جسارت کی توقع نہیں تھی' اس نے ایک حقارت بھری نظر گابا پر ڈالی پھر ہجوم کے درمیان چھلانگیں بھرتا خم ٹھونک کر گابا کے مقابلے میں آ گیا' دونوں نے اپنے اپنے نیزے سنبھال لئے ہجوم کے درمیان

ایک بار پھر گہرا سکوت طاری ہو گیا' سردار پوما کی توقع کے خلاف گابا نہایت بے جگری سے پھرتیلے پن کا مظاہرہ کررہا تھا۔ دونوں کے نیزے آپس میں ٹکراتے رہے' پھر اچانک گابا نے قلابازی کھائی اور فضا میں اڑتا ہوا پوما کی پشت پر پہنچ گیا' پوما نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن گابا نے حیرت انگیز قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے کمر پر لاد کر اور سر سے بلند کرکے دوسری جانب چاروں خانے چت گرا دیا۔ پھر پلک جھپکتے میں اس کا نیزہ فضا میں بلند ہو کر نیچے آیا تو پوما کے حلق سے اذیت ناک چیخ بلند ہو کر دور تک فضا کے دوش پر لہراتی چلی گئی گابا کا نیزہ پوما کے سیدھے ہاتھ کو چھیدتا ہوا زمین میں دھنس گیا تھا اور پوما درد کی شدت سے بے بس پڑا بلبلا رہا تھا' یہ سب کچھ اتنی جلدی اورخلاف توقع ہوا کہ ہجوم ایک ثانئے کو دم بخود رہ گیا پھرلوبیتا نے گابا کی کامیابی کا اعلان کیا تو ہجوم پوما کو یکسر فراموش کرکے گابا کے حق میں نعرے بلند کرنے لگا۔

زاریا کے چہرے پر موت کی بھیانک سیاہی پھیل رہی تھی' شاید اسے پوما کی ناکامی منظور نہیں تھی' وہ معنی خیز اور پھٹی پھٹی نظروں سے کبھی پوما اور کبھی شنکر کو گھور رہی تھی' شنکر کی نظریں گابا پر مرکوز تھیں اور گابا کو خود بھی اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آ رہا تھا' اسے یوں محسوس ہو رہاتھا جیسے وہ کوئی بھیانک خواب دیکھتے دیکھتے اچانک ہوش میں آ گیا ہو .... اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ سردار پوما کی پراسرار قوتوں کو کبھی للکارنے کی جسارت کر سکے گا لیکن اس وقت ایک فاتح کی حیثیت سے سردار پوما کی چھاتی پر پاؤں رکھے سینہ تانے کھڑا لوگوں کے فلک شگاف اور پرجوش نعرے سن رہا تھا پھر اس کے کانوں میں شنکر کے آخری جملے گونجنے لگے .... اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ اس کی فتح میں اس کے اپنے ارادے سے زیادہ شنکر کی پراسرار قوتوں کا دخل شامل ہے .... اس نے آہستہ سے نظریں گھما کر دیکھا .... شنکر اپنی جگہ کسی مرد آہن کی طرح کھڑا معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا .... اس کی نظریں اس وقت خوبصورت اور حسین زاریا پر جمی ہوئی تھیں .... !!

○

آہستہ آہستہ روپا کے گرد لوگوں کا ہجوم بڑھتا جا رہا تھا .... اس نے جس انداز میں خلاء میں گھورتے ہوئے بولنا شروع کیا تھا اور پھر جس طرح یکلخت خاموش ہو کر

سنگلاخ فرش پر ڈھلک گئی تھی اس نے قرب و جوار میں بیٹھے ہوئے بیشتر مسافروں کو اس کی جانب متوجہ کردیا تھا' ڈاکٹر نے سب سے پہلے قریب پہنچ کر اس کا معائنہ شروع کر دیا تھا' فیصل' جاوید اور تنویر بھی قریب کھڑے ہوئے صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے' لوگوں نے سردی کی شدت کو وقتی طور پر فراموش کر کے روپا کے بارے میں اظہار خیال شروع کر دیا تھا۔ ایک مسافر کہہ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ سردی کی شدت کو برداشت نہیں کر سکی۔"

"لیکن ان جملوں کا کیا مقصد تھا جو اس کی زبان سے ادا ہو رہے تھے۔" دوسرے نے سوال کیا۔ "کیا تم اسے ہذیاتی کیفیت قرار دے سکتے ہو؟"

"نہیں................" قریب موجود ایک اور مسافر نے کہا۔ "وہ کسی کو مخاطب کر کے اپنے فیصلے سے آگاہ کر رہی تھی۔"

"کون ہو سکتا ہے وہ ....؟"

"میرا خیال ہے اس نے اجل کے فرشتے کو سر پر منڈلاتے دیکھ لیا تھا۔" ایک بوڑھے نے رائے زنی کی۔ "میں نے آخری جملے بہت واضح طور پر سنے تھے اس نے کہا تھا کہ میں یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتی .... میں آ رہی ہوں۔"

"میرا اندازہ آپ حضرات کی رائے سے مختلف ہے۔"

برطانوی مسافر نے سنجیدگی سے سرگوشی کی۔ "اس غریب نے یقیناً ان بدروحوں کو دیکھ لیا ہوگا جو ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہیں اورپھر وہ اپنا ذہنی توازن برقرار نہ رکھ سکی .... یہ ہماری تباہی کی ابتداء ہے' ابھی ایک عورت طاغوتی طاقتوں کا شکار ہوئی ہے .... اس کے بعد ہم بھی ایک ایک کر کے ...."

"خدا کے لئے تم اپنی منحوس زبان بند رکھو" ایک تیسرے مسافر نے برطانوی باشندے کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "ایسی بدشگونی کی بات زبان پر نہیں لایا کرتے................ ہمیں بہرحال خداوند کریم سے اپنے گناہوں کی توبہ کرنی چاہئے' وہی ایسے آڑے وقت میں ہماری مدد کر سکتا ہے۔"

"اپنے اپنے عقیدے کی بات ہے" بوڑھا مسافر بولا۔

"موت کو قریب دیکھ کر ہر شخص کو خدا یاد آ جاتا ہے لیکن مصیبت ٹل جانے کے بعد ہم رفتہ رفتہ پھر گناہ کی طرف راغب ہونے لگتے ہیں۔ جو کچھ ہم پر بیت رہی ہے یہ سب ہمارے خراب اعمال کا نتیجہ ہے' اگر اب بھی ہماری آنکھوں کی پٹی نہ کھلی تو ہمارا انجام

یقیناً ہماری توقعات سے کہیں زیادہ مختلف اور عبرتناک ہو گا۔"

" دیکھو .... غور سے دیکھو۔" برطانوی باشندے نے اپنے قریب کھڑے ہوئے ساتھی سے سرگوشی کی۔ " میں ڈاکٹر کے چہرے پر مایوسی کے گہرے بادل منڈلاتے دیکھ رہا ہوں .... اس کے ہاتھ کی گرفت مرنے والی کی نبض پر ڈھیلی پڑ رہی ہے .... اب وہ اس کی دردناک موت کا اعلان کرنے والا ہے۔"

پھر ڈاکٹر روپا کا تفصیلی معائنہ کرنے کے بعد اپنے پیروں پر کھڑا ہوا تو ہجوم پر موت کی خاموشی طاری ہو گئی' سب ہی کی نگاہیں ڈاکٹر کے چہرے پر موکوز تھیں۔

"تمہاری تشخیص کیا کہتی ہے۔" سب سے پہلے امریکن خاتون نے ڈاکٹر سے سوال کیا۔

"میں فوری طور پر کوئی بات یقین سے نہیں کہہ سکتا۔"

ڈاکٹر نے تھوڑے توقف کے بعد کچھ سوچتے ہوئے مدھم لہجے میں جواب دیا پھر بولا' "میرا خیال ہے کہ ہمیں اس انداز میں اسے گھیر کر نہیں کھڑا ہونا چاہئے ورنہ آکسیجن کی کمی اس کے لئے نقصان دہ اور جان لیوا بھی ثابت ہو سکتی ہے۔" پھر جب ڈاکٹر کے مشورے اور امریکی خاتون کے کہنے پر لوگ روپا سے دور ہو کر کھڑے ہو گئے تو فیصل نے قریب آتے ہوئے دریافت کیا۔

"کیا یہ لڑکی زندہ ہے ....؟

"نہیں ...." ڈاکٹر نے آہستہ سے کہا۔ " اس کی نبض کی رفتار اور دل کی حرکت بند ہو چکی ہے۔"

"تم نے اس کی موت کا اعلان کرنے سے گریز کیوں کیا؟"

"اگر لوگوں کو فوری طور پر علم ہو گیا تو یہ دہشت کا شکار ہوجائیں گے ' ایسی صورت میں سردی کی شدت ان کی قوت مدافعت کو کم کردے گی' اگر ایسا ہوا تو ان میں سے بہت سارے لوگ حرکت قلب بند ہو جانے کا شکار بھی ہو سکتے ہیں' میں نے اسی غرض سے فوری طور پر دیدہ دانستہ لڑکی کی موت کا اعلان نہیں کیا۔"

"اوہ..............." فیصل نے مختصراً" کہا پھر روپا کو دیکھنے لگا جو فرش پر چاروں خانے چیت پڑی تھی' اس کے چہرے پر زندگی کی کوئی علامت نہیں تھی۔

کو روپا سے اور دور ہٹانے کی کوششوں میں مصروف ہوا تو جاوید نے فیصل کے قریب آ کر پوچھا۔

"ڈاکٹر کا کیا کہنا...............؟"

"اس نے روپا کی موت کی تصدیق کر دی ہے لیکن ہم فوری طور پر لوگوں کو اس خبر سے آگاہ نہیں کر سکتے' فیصل نے کہا پھر ڈاکٹر کے خیال کی وضاحت کرنے لگا۔

"ممکن ہے ڈاکٹر کا خیال اپنی جگہ درست ہو لیکن ...."

"لیکن کیا ....تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہوگئے۔" فیصل نے جاوید کو کریدتے ہوئے پوچھا۔

"میں روپا کے جملوں پر غور کر رہا ہوں۔"

"کیا مطلب ....؟

"ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہی ہو لیکن میرا خیال ہے کہ اپنی موجودہ کیفیت سے دوچار ہونے سے پیشتر وہ شنکر سے مخاطب تھی۔" جاوید نے روپا کو دیکھتے ہوئے گہری سنجیدگی سے کہنا شروع کیا۔ " شنکر کی واپسی میں دیر ہونے کے سبب ہم بھی پریشان تھے' ہمارا خیال تھا کہ سردار پوما نے کسی خاص مقصد کے تحت شنکر کو روک لیا ہوگا .... ہو سکتا ہے اس وقت روپا بھی شنکر کے بارے میں سوچ رہی ہو اور وہ بھی اس نتیجے پر پہنچی ہو جس کا خدشہ ہمیں لاحق ہو رہا تھا..............."

"پھر..............."

"میں یقین سے اپنی بات کی وضاحت کرنے سے قاصر ہوں لیکن بحری عقاب پر آخری دنوں میں شنکر اور روپا کے درمیان جو ربط و ضبط بڑھا تھا اس کے پیش نظر کیا یہ ممکن نہیں کہ شنکر نے اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے روپا کو اپنا معمول بنا لیا ہو۔"

"میں تمہارا مقصد سمجھ رہا ہوں۔" تیمور نے جو پاس ہی کھڑا ان کی گفتگو سن رہا تھا جاوید سے کہا۔ " معمول بنانے والی بات قرین قیاس ہے لیکن تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ ڈاکٹر نے اس کی موت کی تصدیق کر دی ہے ...."

"ایک منٹ..........." فیصل نے چونکتے ہوئے جاوید کو دیکھا۔ "کیا تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ روپا کی روح اس کے آخری جملے .... میں آ رہی ہوں............ کے ساتھ ہی جسم چھوڑ کر شنکر کی مدد کو چلی گئی ہے اور کسی بھی لمحے اپنے جسم میں واپس آ سکتی ہے۔"

"میں ایسی باتوں پر یقین کرنا حماقت سمجھتا ہوں لیکن اس وقت نہ جانے کیوں میرے دل میں یہی خیال ابھر رہا ہے کہ روپا دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔" جاوید نے کہا پھر روپا کے

اکڑے ہوئے جسم کو گھورتا ہوا بولا۔ " اور اگر ایسا ہوا تو میں اسے اپنی زندگی اور اس پوری صدی کا سب سے اہم اور ناقابل یقین معجزہ کہوں گا.............."

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم اس وقت سنجیدگی سے ہمیں اپنی بذلہ سنجی کا یقین دلانے کی کوشش کر رہے ہو؟" تنویر نے اسے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"نہیں........... میں اس وقت پوری طرح سنجیدہ ہوں۔"

"شنکر پراسرار اور حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے........... اس نے جس انداز میں بحری عقاب پر پیش گوئیاں کی تھیں وہ بھی اس بات کی دلالت کرتی ہیں کہ وہ ماضی اور حال میں دور تک جھانکنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن مستقبل کے بارے میں یقین سے کوئی بات کہنا یا کسی روح کو وقتی طور پر اس کے جسم سے نکال کر دوبارہ داخل کر دینا یہ امر ناقابل یقین ہے............"

"ہو سکتا ہے وہ سفلی عمل کا بھی ماہر ہو" تیمور نے تیزی سے کہا۔ "اگر ایسا ہے تو پھر سب کچھ سوچا جا سکتا ہے......... میں نے بزرگوں سے اور اپنے ساتھی ملاحوں سے ایسے بے شمار واقعات سنے ہیں عقل سلیم جن کے بارے میں سوچنا بھی پسند نہیں کرتی۔"

"تم لوگ خواہ کچھ بھی کہو لیکن میرا ذہن ان باتوں کو........" فیصل نے اپنا جملہ مکمل کرنا چاہا لیکن پھر اس کی نظروں نے جو منظر دیکھا اسے دیکھ کر وہ دم بخود رہ گیا' وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے روپا کو دیکھنے لگا جو آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ رہی تھی' انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ طویل خواب سے بیدار ہوئی ہے' جاوید اور تنویر کے علاوہ ڈاکٹر بھی پتھر کے کسی بے جان مجسمے کی طرح بت بنا کھڑا روپا کو حرکت کرتے دیکھ رہا تھا........!!

○

دوسری صبح وہ بیدار ہوئے تو شنکر بھی ان کے درمیان موجود تھا۔ یخ بستہ ہواؤں کے سبب رات وہ بہت دیر سے سوئے تھے لیکن شنکر کی واپسی کس وقت ہوئی یہ بات کسی کے علم میں نہیں تھی۔ بحری جہاز کا میڈیکل آفیسر جس نے روپا کی موت کی تصدیق کی تھی شنکر کو دیکھ کر سب سے پہلے اس کے قریب گیا پھر وہ دونوں گفتگو کرتے ہوئے ساحل کے قریب ایک چٹان پر جا کر بیٹھ گئے' ڈاکٹر کچھ دیر تک شنکر سے اس کے بارے میں دریافت کرتا رہا پھر اس نے روپا کے سلسلے میں گزشتہ رات کی پوری تفصیل دہراتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"میرے محترم دوست' میں نے پوری توجہ اور ہوش و حواس کے ساتھ اس کا تفصیلی معائنہ کیا تھا' اس کی نبض اور دل کی دھڑکنیں بند ہو چکی تھیں لیکن پھر وہ دوبارہ زندہ ہو گئی........... اچھا ہوا جو میں نے مصلحتاً اس کی موت کے اعلان میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا ورنہ اس کے ہوش میں آنے کے بعد یا تو لوگ میرے ڈاکٹر ہونے پر شبہ کرتے یا پھر اسے بھوت یا چڑیل سمجھ کر چیخنا چلانا شروع کر دیتے۔"

" یہ دھرتی ایک گورکھ دھندا ہے میرے عزیز۔" شنکر نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ "بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جسے تمہاری ڈاکٹری اور سائنس تسلیم نہیں کرتی لیکن ان باتوں کو جھٹلایا بھی نہیں جا سکتا۔"

" تم نے روپا کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار نہیں کیا۔"

" تم کیا جاننا چاہتے ہو ...."

" کیا وہ حقیقتاً مر گئی تھی یا پھر..................." ڈاکٹر نے جان بوجھ کر اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ وہ وضاحت طلب نظروں سے شنکر کو دیکھ رہا تھا۔

" میری مانو تو اس چمتکار کو ایک سپنا سمجھ کر بھول جاؤ۔" شنکر نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ " جو کچھ تمہاری ودیا نے بتایا وہ بھی صحیح تھا اور جو تمہاری نظروں نے دیکھا وہ بھی جھوٹ نہیں ہے۔"

" میں نہیں سمجھا .... کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ خوبصورت لڑکی حبس دم کی ماہر ہے۔" ڈاکٹر نے حیرت سے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ " اس کے آخری جملے ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں .... لیکن اس کے دل کی دھڑکنیں .... میں اس واقعے کو زندگی کی آخری سانسوں تک فراموش نہیں کر سکتا .... کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ اس کی زندگی کا راز کیا تھا۔"

" کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا راز رہنا بہت ضروری ہوتا ہے ڈاکٹر ...." شنکر نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ " اس سندر لڑکی کے معمے کو حل کرنے کا دھیان من سے نکال دو ورنہ خود بھی الجھ کر رہ جاؤ گے۔"

پھر جاوید' اور فیصل کے آ جانے سے ڈاکٹر اور شنکر کے درمیان گفتگو کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا کچھ دیر بعد ڈاکٹر رخصت ہو گیا تو فیصل نے موقع غنیمت جان کر شنکر کو توشی اور شا سے خواب کی کیفیت میں ملنے کی تمام روداد سنا ڈالی لیکن من رسیدہ بزرگ کی ہدایت کے مطابق ان کے اور تسبیح کے تذکرے کو درمیان سے حذف کر گیا' شنکر پورے انہماک

فیصل کی ایک ایک بات کو ذہن نشین کرتا رہا' اس کی پراسرار نظریں فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

" مجھے خوشی ہے میرے متر کہ تم نے مجھے اندھیرے میں نہیں رکھا۔" شنکر نے تفصیل سننے کے بعد کہا۔ " تم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ کیول سنیاسی نہیں ہے' شاکا کی کالی شکتیاں تمہیں درمیان سے ہٹانا چاہتی ہیں اس کارن اس دشٹ نے ایک سندری کو ترشولی کا روپ دے کر تمہیں بھٹکانے کی خاطر تمہارے سامنے پیش کیا تھا .... پرنتو! ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی .... تم شاکا کے بچھائے ہوئے جال سے کس طرح بچ نکلے.........؟"

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔" .... فیصل نے جلدی سے بات بناتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔ " شاکا کی گندی قوتیں مجھے پہاڑ کی بلندیوں تک ضرور لے گئی تھیں لیکن اس کے بعد مجھے یوں لگا جیسے کسی نے مجھے جھنجھوڑ کر بیدار کردیا ہو .... اگر میں صرف دو تین قدم اور آگے بڑھ گیا ہوتا تو..........."

"کیا تم نے خواب میں کسی دیوانے کو بھی دیکھا تھا ....؟" شنکر نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے دریافت کیا' اس کی نظریں بدستور فیصل کے چہرے پر منڈلا رہی تھیں۔

"نہیں..........." فیصل نے کہا پھر چونک کر بولا۔ " تمہیں اچانک کسی دیوانے کا خیال کہاں سے آ گیا؟"

"تم شاید بھول رہے ہو میرے متر.......... ایک بار اسی پاگل دیوانے نے تمہیں موت کے منہ سے بچا لیا تھا.........."

"میں .... میں سمجھا نہیں ...."

"اس واقعے کو یاد کرو جب تمہاری کار ایک ٹرک سے ٹکراتے ٹکراتے بچ گئی تھی .... وہ دیوانہ درمیان میں اچانک ٹپک پڑا تھا۔"

"ہاں ' مجھے وہ حادثہ یاد ہے لیکن تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا؟" فیصل نے چونکتے ہوئے شنکر کو گھورا۔

"مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔" شنکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ بھی جو بیت چکا ہے اور وہ بھی جو کل پیش آنے والا ہے۔"

"شنکر.........." فیصل نے پہلو بدل کر سوال کیا۔ " میرا خیال ہے کہ تم اس وقت سے میرے اندر دلچسپی لے رہے ہو جب میں خان شہباز کی فرمائش پر پہلی بار توشی سے ملنے

بلیو مون گیا تھا۔"

"اب تم یہ بھی پوچھو گے کہ تمہارے دو ستے کس شکتی کے کارن تین ستے بن گئے تھے۔"

"کیا.........؟" فیصل حیرت سے اچھل پڑا۔ "کیا وہ تمہاری پراسرار قوت تھی جس نے توشی کے مقابلے میں مجھے جیت سے ہمکنار کیا تھا۔"

" جو کچھ گزر گیا اسے بھول جاؤ .... جو ہونے والا ہے اس کے بارے میں سوچو۔" شنکر کا لہجہ معنی خیز تھا۔

" روبا کل رات مر کر دوبارہ زندہ ہوئی ہے۔" جاوید نے سپاٹ آواز میں کہا۔ " اس نے مرنے سے پیشتر تم سے کچھ خیالی باتیں کی تھیں .... میرا خیال ہے کہ تم کسی مصیبت سے دو چار ہو گئے تھے اور وہ تمہیں اس پریشانی سے چھٹکارا دلانے کی خاطر اپنے حسین جسم کو چھوڑ کر تمہارے پاس چلی گئی تھی۔"

" میری ایک بنتی قبول کرو گے۔" شنکر نے جاوید کو بڑے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ...."

" ہمارے ساتھ آگے چل کر بھٹکنے کے بجائے یہیں سے لوٹ جاؤ۔" شنکر سنجیدہ تھا۔

" میں تمہاری واپسی کا بندوبست کر سکتا ہوں"۔

" تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" جاوید نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اپنا سوال دہرایا۔

" میں تمہاری بات سے انکار نہیں کروں گا۔" شنکر نے کہا۔ " پرنتو تم اس بات کا ذکر کسی اور کے سامنے نہیں کرو گے۔"

"گویا میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔"

" تم دوستوں کے دوست ہو اس لئے میں نے تم سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں محسوس کی ورنہ میں بڑی آسانی سے تمہارے خیال کی تردید کر دیتا۔"

"کیا روبا سے تمہاری دوستی بحری عقاب کے سفر کے دوران ہوئی ہے یا تم ایک دوسرے سے پہلے سے واقف تھے؟" فیصل نے دریافت کیا۔

" دھیرج سے کام لو میرے متر ...." شنکر بولا۔ " ایک ہی بیٹھک میں سب کچھ کریدنے کی کوشش مت کرو' ہمارا ساتھ بہت دور تک رہے گا۔"

"کیا ہم اس جزیرے سے دور ہیں جہاں شاکا اور شوالا کا قیام ہے۔" فیصل نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔

"میں ابھی پورے وشواش سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن تمہیں ایک خوشخبری سنا رہا ہوں۔" اس بار شنکر نے مدھم آواز میں بڑی رازداری سے کہا۔ "گابا اس جگہ تک ہماری رہنمائی کر سکتا ہے جس کے لئے میں نے برسوں دیوی دیوتاؤں کی پوجا کی ہے اور مرگھٹ کی راکھ شریر پر مل کر تمہارے پرکھوں کے قبرستان کے درمیان منڈل میں بیٹھ کر کٹھن جاپ اور کڑی تپسیا (ریاضت) کی ہے' میں نے دھرتی کے اندر دور تک جھانکنے کی کارن پلید قوتوں کو قابو کرنے کی خاطر گند کو بھی امرت جان کر حلق کے نیچے اتارا ہے' میری شکتی اپرم پار ہے' میں نے بڑے پاپڑ بیلے ہیں تب کہیں جا کر اندھیروں میں جھانکنے کی شکتی پراپت کی ہے پرنتو اب وہ سمے بہت قریب آ گیا ہے جس کے سپنے میں ایک جنم سے دیکھ رہا تھا۔"

"کیا گابا تمہاری مدد کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے؟" فیصل نے حیرت سے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ اگر وہ خود کسی ایسے راز سے واقف ہے جس کی تمہیں تلاش ہے تو وہ تمہیں اصل مقام تک پہنچانے کی حماقت کیوں کرے گا؟"

"تم روپا رانی کو کیوں بھول رہے ہو ...." شنکر نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔ "اگر اس کی آتما اپنا سندر شریر چھوڑ کر میری سائتا کو جا سکتی ہے تو کیا گابا اپنے شریر سمیت میرے چرنوں میں نہیں آ سکتا ...."

"ہمیں بہرحال محتاط رہنا ہو گا۔" جاوید نے مشورہ دیا۔

"سردار پوما اس جزیرے پر تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے' وہ آسانی سے گابا کو تمہارے ساتھ شریک ہونے کی اجازت نہیں دے گا ...."

"سردار پوما ...." شنکر نے معنی خیز انداز میں جواب دیا۔ "وہ جو نرک (جہنم) کو سدھار جاتے ہیں دوبارہ دھرتی پر واپس نہیں آیا کرتے ...."

"کیا مطلب ...." جاوید اور فیصل نے ایک ساتھ سوال کیا۔

"جو شنکر کا پتہ کاٹنے کی کوشش کرتا ہے' وہ خود کٹ جاتا ہے۔" شنکر ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ "بس ایک رات درمیان میں رہ گئی ہے' اس کے بعد ہم ایک نئی منزل کی طرف سدھار جائیں گے .... گابا کتنے پانی میں ہے' میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں' اس کا انت بھی سردار پوما سے مختلف نہیں ہو گا .... موگرا کو اس کا من پسند بھوجن بہت جلد ملے گا۔"

"موگرا ...." جاوید چونکا۔ "میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں۔"

ہے ایک آدم خور پرندہ جو انسان کی آنکھ بہت شوق سے کھاتا ہے .... گابا نے یہی کچھ بتایا تھا۔"

"سردار پوما کا کیا بنا۔" فیصل نے دریافت کیا۔ "کیا وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے؟۔"

"ہاں .... وہ پاپی مر چکا ہے۔" شنکر نے حقارت سے کہا پھر جاوید کے اصرار پر پوما کی موت کی روداد سنانے لگا ....!

○

طویل العمر لوبیتا اس وقت بھی اپنی مختصر سی عبادت گاہ میں جانور کی کھال پر آلتی پالتی مارے بیٹھا کسی گہری سوچ میں ڈوبا نظر آ رہا تھا' اندھی لڑکی اس کے قریب ہی بیٹھی اپنی بے نور آنکھوں سے خلاء میں گھور رہی تھی' لوبیتا کے چہرے پر الجھن اور تفکرات کے ملے جلے تاثرات موجود تھے' بڑی دیر تک وہ اپنے خیالوں میں گم رہا۔ پھر اس نے لڑکی کو مخاطب کیا۔

"یوہیما' کیا تجھے علم ہے کہ گابا نے زاریا کے حصول کی خاطر مقدس پوما کو للکارا تھا۔"

"ہاں' مجھے یہ بھی علم ہے کہ اب جزیرے پر مقدس گابا کی حکمرانی ہے اور سردار پوما کو پرانی رسم کے مطابق لکڑی دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔"

"تیرا دل کیا گواہی دیتا ہے .... کیا گابا ایک سردار کی حیثیت سے ...."

"مقدس گابا کہو۔" یوہیما نے لوبیتا کی بات کاٹتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "ہماری رسم یہی ہے کہ مرنے والوں کو بھول جاتے ہیں اور زندوں کو ان کے مرتبوں اور عہدوں سے یاد کرتے ہیں۔ .... مقدس گابا جیسا بھی سہی' ہمارا سردار ہے اور اس کے آگے سر جھکانا ہمارے اوپر فرض ہے۔"

"تو ٹھیک کہہ رہی ہے لیکن میرا علم کہتا ہے کہ پوما کی موت اور شکست میں کسی اور کا ہاتھ شامل ہے۔"

"وہی تو نہیں جس نے مقدس زاریا کو ماکلا کے سحر سے نجات دلائی تھی۔"

"ہاں .... وہی۔" لوبیتا نے کہا پھر توقف سے بولا۔ "کل کیا ہو گا یہ دیوتاؤں کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ابھی ہمارے درمیان کشت و

خون کا سلسلہ جاری رہے گا۔"

"کیا مقدس گابا بھی ...."

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے اندھیروں کے باوجود زمین سے گرد و غبار کے بادل بلند ہوتے دکھائی دے رہے ہیں اور دھول کا اڑنا کوئی نیک شگون نہیں، ایسی علامتیں ہمیشہ تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ہیں۔"

"کیا ہمیں دیوتاؤں کو خوش کرنے کی خاطر دوبارہ کسی بھولے بھٹکے مسافر کی قربانی پیش کرنی ہوگی؟"

"بوہیما..................." لوبیتا کا لہجہ یکلخت تلخ ہو گیا ...." میں محسوس کر رہا ہوں کہ تجھے اجنبی لوگوں کی قربانی سے اب اکتاہٹ شروع ہو گئی ہے۔"

"مقدس لوبیتا کا حکم اور ڈھول کی مخصوص آواز میرے جسم کے اندر خون کی گردش تیز کردیتی ہے، جنونی رقص کرتے کرتے نووارد کے پیٹ میں چھرا گھونپ کر اس کے خون سے ہولی کھیلنا میرا فرض ہے لیکن ...."

"لیکن کیا ...."

"اب اس فرض کی ادائیگی کے وقت میرا ہاتھ کانپنے لگتا ہے اور میرا دل ...."

"اپنی گندی زبان بند کر لے بوہیما۔" لوبیتا کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے مجبوراً تیری اندھی آنکھوں پر قرنوش کا محلول لگا کر موگرا کی آنکھوں سے پٹی کھولنی پڑے۔" آخری جملہ ادا کرتے وقت لوبیتا نے اس پنجرے کی جانب دیکھا جس میں باز اور شکرہ سے ملتا جلتا ایک موٹا تازہ پرندہ قید تھی اور اس کے سر اور آنکھوں پر سیاہ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"رحم مقدس لوبیتا ....رحم" بوہیما نے سر تا پا لرزتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے تمہیں صرف اپنی دل کی کیفیات سے آگاہ کیا تھا، میں یقین دلاتی ہوئی کہ جب تک زندہ رہوں گی تمہارے حکم پر اپنا مذہبی فریضہ ادا کرتی رہوں گی۔"

لوبیتا نے قہر آلود نظروں سے بوہیما کو گھورا شاید وہ اندھی لڑکی کو مزید سرزنش کرنے کی خاطر سخت الفاظ منتخب کر رہا تھا لیکن اسے موقع نہیں مل سکا، گابا نے اچانک عبادت گاہ میں قدم رکھا لوبیتا جلدی سے احتراماً کھڑا ہو گیا، اس نے جھک کر اپنے مخصوص انداز میں گابا کی عظمت کو سلام کیا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ دل سے اسے

سردار ماننے کو آمادہ نہیں تھا۔

"لوبیتا ...." گابا نے جو اس وقت نشے کی حالت میں سرشار تھا اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال تھا کہ تم ہماری رہائش گاہ پر آ کر مجھے اور زاریا کو مبارکباد پیش کرو گے اور اپنی مذہبی وفاداریوں کا یقین دلاؤ گے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا .... کیوں؟"

"لوبیتا کو اپنی کوتاہی کا احساس ہے لیکن ...."

"ہم تمہیں معاف کرسکتے ہیں مگر ایک شرط پر۔" گابا نے لہراتے ہوئے کہا پھر راز دارانہ لہجے میں بولا۔ "تم نے ایک بار کہا تھا کہ شنکر ایک جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی بدروح ہے جس کی موجودگی جزیرے کا سکون برباد کر سکتی ہے۔"

"مجھے یاد ہے............"

"تمہاری آنکھیں ایک بار تاریکی کا سینہ چیرنے میں کامیاب ہو گئی تھیں، تم نے بتایا تھا کہ طاقت کا وہ انمول خزانہ ایک قوی ہیکل دیوتا کے قدموں کے نیچے دفن ہے............ شنکر کے قدم اس کی جانب بڑھ رہے تھے لیکن ایک انسانی ہیولا اس کا راستہ کاٹ رہا تھا............ کیوں.... یاد ہے تمہیں؟"

"ہاں .... مجھے یاد ہے ...." لوبیتا نے آہستہ آہستہ جواب دیا۔

"وہ سایہ میں ہوں ...." گابا نے مسکراتے ہوئے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "میں نے شنکر کو ایک خوبصورت فریب میں پھنسا لیا ہے، میں نے اسے باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ میں اسے قوی ہیکل دیوتا تک پہنچا سکتا ہوں بشرطیکہ وہ مجھے برابر کا شریک بنا لے، وہ مجھے اپنا شریک بنانے پر تیار ہو گیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ طاقت کا وہ انمول خزانہ صرف میرے ہاتھ لگے۔"

"کیا مقدس گابا کو علم ہے کہ قوی ہیکل دیوتا تاریک براعظم کے کس حصے میں ہے؟" لوبیتا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں .... اس دیوتا کو عظیم شاکا نے اپنے جزیرے کے ایک تاریک غار میں چھپا رکھا ہے جہاں صرف مخصوص افراد اور بوڑھے پجاریوں کو جانے کی اجازت ہوتی ہے ...." گابا نے کہا۔ "ایک بار تمہارے دیرینہ سردار پوما نے مجھے یہ سب کچھ بتایا تھا۔"

"مقدس گابا نے اس طاقت کے خزانے کے حصول کے لئے کیا ترکیب سوچی ہے؟"

"پہلے نمبر پر شنکر کی موت .... لیکن' اس سے پہلے تمہیں اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے شنکر کے دل کے تاریک گوشوں میں جھانک کر یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ طاقت کیا ہے' اس کا مصرف کیا ہے' اور اسے کس طریقے سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔"

"میں مقدس گابا کو محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا۔" لوبیتا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔" میں نے ایک بار پوما کو بھی درخواست کی تھی کہ اگر سردار نے شنکر کی راہ میں حائل ہونے کی کوشش کی تو اس کا انجام بڑا بھیانک اور عبرتناک ہو گا۔"

"بکو مت .... " گابا نے گرج کر کہا۔ " یہ مت بھولو کہ اس وقت تم مقدس گابا سے مخاطب ہو .... میں سردار ہونے کی حیثیت سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ شنکر کے سینے سے طاقت کے خزانے کا راز چوری کرو .... انکار کی صورت میں دردناک موت تمہارا مقدر ہوگی۔ کامیابی کی صورت میں گابا تمہیں انعام و اکرام سے سرفراز کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔"

"میرا علم کچھ اور کہتا ہے ...." لوبیتا نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔ " شنکر کو اس بات کا علم یقینی طور پر ہے کہ وہ بذات خود طاقت کے اس خزانے کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا لہٰذا اس نے کسی ایسے شخص کو ضرور منتخب کیا ہوگا جو خزانے تک پہنچ سکے.................. بعد میں شنکر کی پراسرار قوت مطلوبہ خزانے کو منتخب شدہ فرد یا افراد سے حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔"

"تم شاید مجھے بہکانے یا پھر ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو۔" گابا کے تیور تیکھے ہو گئے۔

"نہیں ....میں سردار کو حقیقت سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔"

"تم .... تم شاید شنکر کی قوتوں سے خوفزدہ ہو۔"

"لوبیتا موت سے نہیں ڈرتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ موت برحق ہے لیکن جو کام ناممکن ہو اسے ممکن بنانا میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

"پھر سوچ لو ...." گابا نے سفاک اور قہر آلود لہجہ اختیار کیا۔ " میرے حکم سے انکار کی صورت میں تمہارا انجام تمہاری توقعات سے کہیں زیادہ بھیانک اورہولناک ہو گا۔"

"اگر لوبیتا کی مقدر میں دیوتاؤں نے یہی رقم کیا ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مجھے میرے انجام سے نہیں بچا سکتی۔"

"میں تمہیں ایک آخری موقع اور دے رہا ہوں .... اچھی طرح غور کر

لو' زندگی دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ حسین اور قیمتی شے ہے۔"

"مقدس گابا اس وقت نشے کی کیفیت سے دوچار ہے' میں سردار کو مشورہ دوں گا کہ فیصلوں میں جلد بازی سے گریز کیا جائے۔"

"میں .... میں جزیرے کا سردار .... مقدس گابا تمہیں موت کا حکم سناتا ہے۔" گابا نے حلق کے بل چلاتے ہوئے کہا پھر وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا لیکن اس کوموقع نہ مل سکا' عبادت گاہ میں اچانک ایک ٹھوس اور سرد آواز سنائی دی۔

"مقدس گابا .... شنکر کی پراسرار قوتوں نے تجھے یاد کیا ہے .... وہ تیرے حق میں طاقت کے خزانے سے دست بردار ہونے کو تیار ہے لیکن ایک شرط پر .... تجھے اسی وقت شنکر سے ملنا ہوگا اوراس کے کہنے پر عمل کرنا ہوگا ...."

"ٹھیک ہے.......... مجھے یہ شرط منظور ہے .... میں آ رہا ہوں.........." گابا نے یکلخت سنجیدگی سے کہا پھرپلٹ کر واپس جانے لگا۔

"رک جا مقدس گابا .... رک جا' تو نے جو آواز سنی ہے وہ فریب کا ایک سنہری جال ہے' اگر تو اس جال میں پھنس گیا تو ...."

اچانک عبادت گاہ میں روشنی کا ایک گولا نمودار ہو کر لوبیتا سے ٹکرایا تو وہ اپنا جملہ نہ مکمل کر سکا' کسی کٹے ہوئے شہتیر کی مانند لڑکھڑاتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا' اندھی لڑکی نے زمین پر سجدہ ریز ہو کر دیوتاؤں کے حضور کوئی دعا پڑھنی شروع کر دی تھی'.................. اور گابا...... وہ کسی معمول کی طرح خواب کی کیفیتوں سے دوچار خلاء میں گھورتا ہوا اس غار کی سمت قدم اٹھا رہاتھا جہاں شنکر اپنے مخصوص ساتھیوں کے سامنے سنگلاخ فرش پر آسن جمائے بیٹھا' آنکھیں بند کئے ایک آزمودہ منتر کے جاپ میں پوری طرح محو تھا......!!





فیصل اور جاوید خاموش بیٹھے شنکر کو دیکھ رہے تھے جو ان سے تھوڑے فاصلے پر آلتی پالتی مارے بیٹھا کوئی جاپ کر رہا تھا' روپا کو اس نے اپنی پشت پر بٹھا رکھا تھا لیکن اس دائرے سے باہر جو اس نے اپنے اطراف کھینچ رکھا تھا' یہ جگہ اس غار سے خاصی دور تھی جہاں ان کے دوسرے ساتھی موجود تھے۔

شنکر' روپا کے ساتھ باتیں کرتے سیر کے بہانے نکلا تھا' فیصل اور جاوید کو بھی اس نے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا پھر وہ آپس میں گفتگو کرتے ہوئے ساحل کے کنارے کنارے خاصی دور تک نکل آئے' اس کے بعد شنکر نے حصار کھینچ کر کوئی جنتر منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ منڈل میں داخل ہونے سے پیشتر اس نے روپا کو اپنی پشت پر دائرے کے باہر بیٹھنے کی ہدایت کی تھی اور فیصل اور جاوید کو سختی سے تاکید کی تھی کہ جب تک وہ خود ان سے مخاطب نہ ہو وہ اس کے عمل میں خلل ڈالنے کی حماقت نہ کریں اور جو کچھ انہیں نظر آئے وہ اسے محض ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے دیکھتے اورسنتے رہیں پھر اس نے حصار میں داخل ہو کر آسن جمایا اور آنکھ بند کر کے پوری توجہ کے ساتھ کچھ پڑھنے لگا۔ فیصل اور جاوید اس کے عمل شروع کرنے کے بعد دیدہ و دانستہ کچھ دور آ گئے تھے تاکہ اگر وہ گفتگو کریں تو ان کی آواز شنکر کے عمل میں خلل نہ پیدا کر سکے۔

پھر سورج غروب ہونے کے بعد اندھیرا پھیل کر گہرا ہونے لگا' اگر چاند کی روشنی نہ ہوتی تو شاید وہ ایک دوسرے کی شکل بھی نہ دیکھ پاتے' روپا بدستور شنکر کی ہدایت کے مطابق عین اس کی پشت پر سنگلاخ فرش پر براجمان تھی' شنکر کا رخ جزیرے پر بسنے والوں کی سمت تھا' تاریکی میں اس کا وجود کسی پراسرار عفریت کی مانند ہی دکھائی دے رہا تھا۔ جاوید کی نظریں مستقل طور پر کبھی شنکر اور کبھی روپا کو دیکھ رہی تھیں پھر اس نے فیصل سے پوچھا۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ شنکر اس وقت کس عمل کا ورد کر رہا ہے۔"

"نہیں ..... لیکن میرا اندازہ ہے کہ وہ غالباً" گاگا کو قابو کرنے کے سلسلے میں کسی جنتر منتر میں منہمک ہے۔"

"کیا جناب نے کبھی اس بات پر غور کرنے کی زحمت گوارا کی ہے کہ شنکر خاص طور پر ہمارے اوپر اس قدر مہربان کیوں ہے؟"

"ممکن ہے وہ بھی اس طاقت کی لالچ میں ہو جو بقول اس کے مجھے ملنے والی ہے اور جس کے حصول کے بعد میں جو مانگوں گا وہ ملے گا۔" فیصل نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "بحری عقاب پر اس نے تمہاری موجودگی میں یہی بتایا تھا۔"

"میرا خیال کچھ اور ہے ....."

"وہ کیا ....."

"اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ شنکر سفلی علم میں بھی مہارت رکھتا ہے تو پھر یہ بات بھی طے ہے کہ وہ تمہیں محض ایک مہرے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں ....."

"ممکن ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن میں نے یہی سنا ہے کہ سفلی کا عمل کرنے والے بہت سارے مدفون خزانوں کے راز سے واقف ہوتے ہیں لیکن وہ براہ راست اسے حاصل نہیں کر سکتے بلکہ کسی کو معمول بنا کر اسے پا سکتے ہیں۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔ "اگر شنکر نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ وہ اس وقت سے آپ کی تاک میں ہے جب آپ نے بلیومون میں توشی سے ملاقات کی تھی تو پھر آپ بھی میری بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ شنکر آپ کے ذریعے کوئی طاقت حاصل کرنا چاہتا ہے ..... اپنا مطلب پورا کر لینے کے بعد وہ کسی گرگٹ ہی کی طرح آنکھیں بدل لے گا۔"

"تم شاید ٹھیک سوچ رہے ہو۔"

"ایسی صورت میں کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم اس وقت شنکر سے چھٹکارا حاصل کر لیں۔" جاوید نے سرگوشی کی۔ "اس وقت وہ پوری طرح اپنے عمل میں محو میں ہے' ہم اس کی غفلت سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔"

"تم شاید روپا کی موجودگی کو نظر انداز کر رہے ہو۔ اس کے علاوہ شنکر نے اپنے گرد حصار بھی کھینچ رکھا ہے۔" فیصل نے کہا۔ "اس کے باوجود اگر ہم کامیاب ہو گئے تو پھر کیا ہو گا.....؟ شنکر کی وجہ سے ہم کم از کم مقامی لوگوں سے گفت و شنید کر سکتے ہیں' اس کے بعد کیا صورت ہو گی؟ کیا ہم مکمل طور پر دشمنوں کے رحم و کرم پر نہ ہوں گے؟"

جاوید کچھ جواب دینا چاہتا تھا لیکن پھر اس کی نظریں بھی فیصل کے تعاقب میں اسی سمت اٹھ گئیں جدھر سے ایک انسانی ہیولا نمودار ہو کر شنکر کی سمت بڑھتا دکھائی دے رہا تھا'

دونوں اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے تھے پھر قریب آنے پر جاوید نے اسے شناخت کر لیا۔

"اوہ ..... یہ تو گابا ہے' لیکن اس کے چلنے کا انداز بتا رہا ہے جیسے وہ خواب بیداری کی حالت سے دوچار ہو ....."

"میرا خیال ہے کہ اس وقت گابا ایک معمول کی طرح پوری طرح شنکر کی گرفت میں ہے ...... آؤ میرے ساتھ۔"

"پھر وہ دونوں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے شنکر سے قریب ہو گئے' روپا بھی گابا کو قریب آتا دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی لیکن ننکا کے ہونٹ بدستور مشینی انداز میں اپنے جنتر منتر کا ورد کرنے میں مصروف تھے' گابا خوابیدہ انداز میں حصار کے قریب پہنچ کر رک گیا تو شنکر نے اپنی آنکھیں کھول دیں جو تاریکی کے باوجود دہکتے انگاروں کی مانند سرخ ہو رہی تھیں۔

"تم ...... کون.....؟" شنکر نے ٹھوس لہجے میں سوال کیا۔

"میں ..... مقدس گابا ہوں ..... جزیرے کا نیا سردار۔"

"اور تم طاقت کے اس خزانے سے واقف ہو جس کا حصول کسی بھی انسان کو ناقابل تسخیر قوتوں کا مالک بنا سکتا ہے۔"

"ہاں ......" گابا نے مدہوشی کے عالم میں جواب دیا۔ "مجھے سردار پوبا نے بتایا تھا کہ طویل القامت دیوتا کا مجسمہ عظیم شاکا نے اپنے جزیرے کے ایک تاریک غار میں چھپا رکھا ہے جہاں صرف مخصوص لوگوں کو جانے کی اجازت ہوتی ہے۔"

"مقدس لوبیتا نے اس خزانے کے بارے میں تمہیں کیا بتایا تھا؟"

"یہی کہ دیوتا کے پجاری بھی اس خزانے کے راز سے ناواقف ہیں جو دیوتا کے قدموں کے نیچے دفن ہے لیکن ننکا اس کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔" گابا نے بدستور خلاء میں گھورتے ہوئے کہا پھر لوبیتا کی بتائی باتیں دہراتا چلا گیا۔

"عظیم شاکا کا جزیرہ یہاں سے کتنی دور ہے ....."

"وہ جزیرہ یہاں سے تقریباً دو کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔"

"کیا تم وہاں کے راستے سے واقف ہو......؟"

"ہاں ...... میں عظیم شاکا' مقدس شوالا اور اس جزیرے کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں جہاں طویل القامت دیوتا کا مجسمہ غار میں پوشیدہ ہے۔"

"مقدس گابا ......" شنکر نے بدستور گابا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا "میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اپنا جسم چھوڑ کر میرے پیچھے کھڑی ہوئی سندری کے

شریر میں سما جا اور تجھے اس جزیرے کے بارے میں جو کچھ معلوم ہے وہ روپا کے سینے میں منتقل کر دے' یاد رکھ' اگر تو نے کوئی بات چھپانے کی کوشش کی تو تیرا انجام ہولناک ہو گا ......"

گابا کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا' وہ بدستور خواب بیداری کی کیفیتوں سے دوچار تھا لیکن اس کے چہرے پر نظر آنے والے تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ اسے شنکر کے حکم کی تعمیل میں پس و پیش ہے' کوئی نادیدہ قوت اسے روک رہی تھی' شنکر تیز نظروں سے گابا کے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھتا رہا پھر اس نے تیز اور سرسراتے لہجے میں کہا .....

"گابا ..... کیا تو نے میرا حکم نہیں سنا.....؟ کیا میں لکڑی دیوتا کے نام پر تجھے جلا کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دوں ....."

"نہیں ...... نہیں ...... میں جو کچھ جانتا ہوں وہ سب روپا کے سینے میں منتقل کر دوں گا۔" گابا نے کہا پھر وہ مشینی انداز میں گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور نہایت اطمینان سے لیٹ گیا دوسرے ہی لمحے فیصل اور جاوید نے روپا کو سر تا پاؤں لرزتے دیکھا جیسے اسے اچانک لرزہ دے کر بخار کی شدتوں نے گھیر لیا ہو' کچھ دیر تک وہ اپنی جگہ کھڑی کپکپاتی رہی پھر معمول پر آ گئی' اس کے بعد گابا آہستہ آہستہ دوبارہ اٹھنے لگا۔

"مجھے سچ سچ بتا گابا ...... کیا تو نے عظیم شاکا کے جزیرے اور تاریک غار میں پوشیدہ قوی ہیکل دیوتا کے بارے میں سب کچھ بتانے میں بخل سے کام نہیں لیا ...... یاد رکھ' اگر تو نے دھوکا دینے کی کوشش کی تو تیری آتما بھی کبھی سکون کا سانس نہیں لے سکے گی۔"

"گابا نے جو کچھ اسے معلوم تھا تیرے حکم پر روپا کے سینے میں منتقل کر دیا ہے۔"

"میری بات دھیان سے سن گابا ......" شنکر نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "جب تو میرے بیروں (موکلوں) کی قید سے آزاد ہو گا تو سب کچھ بھول چکا ہو گا' تجھے خواب کی کیفیت کی کوئی بات یاد نہیں رہے گی ...... جواب دے' کیا تو میری بات سمجھ رہا ہے؟"

"ہاں ....." گابا نے خوابیدہ انداز میں جواب دیا "میں ہوش آنے پر سب کچھ بھول چکا ہوں گا' مجھے کچھ یاد نہیں رہے گا۔"

"شاباش۔" شنکر نے کہا۔ "اب تو واپس پلٹ جا ...... مقدس زاریا کا سندر شریر تیری راہ تک رہا ہو گا' زاریا کو دیکھنے کے بعد تو ہوش میں آ جائے گا ...... جا ...... واپس لوٹ جا۔"

اور شنکر کے حکم پر گویا کسی زر خرید غلام ہی جیسے انداز میں واپس لوٹ گیا' شنکر کے علاوہ جاوید اور فیصل بھی اسے دیکھتے رہے پھر جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو شنکر نے منڈل سے باہر نکل کر ایک زور دار پھونک مارتے ہوئے کہا۔

"تو ..... تو کہاں گم ہے روپا رانی ..... "

"مم ..... میں" روپا اس طرح چونکی جیسے کوئی خواب دیکھتے دیکھتے اچانک بیدار ہو گئی ہو۔ "میں شاید کچھ دیر کیلئے سو گئی تھی ..... لیکن اگر میں سو گئی تھی تو پھر میں کھڑی کس طرح ہوں ....."

"جوانی کی نیند ایسی ہی ہوتی ہے روپا رانی ....." شنکر معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "اپنے ذہن پر بوجھ نہ ڈال ..... میں جو تیرے پاس ہوں۔"

"کیا ..... کیا تم اپنا جاپ پورا کر چکے۔" روپا نے حیرت سے دریافت کیا پھر بولی۔ "اتنا گھور اندھیرا چھا گیا اور میں ......"

"تو سپنوں کی سیر کر رہی تھی اس لئے ہم نے تجھے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا ...... کیوں پرنس فیصل۔"

"ہاں آں ..... ہاں ہاں۔" فیصل نے گڑبڑاتے ہوئے شنکر کی تائید کر دی۔ "تم سو گئی تھیں۔"

پھر وہ گفتگو کرتے ہوئے غار کی جانب روانہ ہو گئے' راستے میں فیصل نے شنکر سے سرگوشی کی۔

"تم ..... تم حقیقت میں کیا ہو ..... میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا۔"

"میں ..... میں کیول تمہارا خادم ہوں پرنس ..... تمہارا سیوک' اس سے زیادہ سمجھنے کی کوشش ہی کیوں کرتے ہو.....؟" شنکر نے بڑے معنی خیز لہجے میں جواب دیا پھر روپا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگا۔

جاوید اور فیصل ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگا ......!!

○

وہ کسی قسم کے ہنگامے کی آواز ہی تھی جسے سن کر شنکر بیدار ہوا تھا' پھر آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے سب ہی بیدار ہونے لگے' ان کی نگاہیں اس برطانوی باشندے پر مرکوز تھیں جو بدستور ادھیڑ عمر کی امریکن خاتون سے الجھ رہا تھا' وہ خاصی بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

"تم میری بات کو دیوانے کی بڑ سمجھ رہی ہو لیکن جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ حقیقت ہے' دو روز تک میں خاموش رہا لیکن اب میں چپ نہیں رہ سکتا اگر اسی طرح ہمارے ساتھی ایک ایک کر کے پراسرار طور پر غائب ہوتے رہے تو ایک دن تمہاری باری بھی آ سکتی ہے' سنجیدگی سے غور کرو ..... وہ ہمارے دوستوں کو خیر سگالی کے جذبوں کے تحت اغواء نہیں کر رہے ..... تم میری بات کا اعتبار کرو' وہ یقیناً آدم خور درندے ہیں جو ہمارے بچے کھچے ساتھیوں کو اپنے پیٹ کا ایندھن بنا رہے ہیں۔"

"ممکن ہے وہ تینوں کسی ضرورت کے پیش نظر ساحل کی سمت گئے ہوں۔" امریکی عورت نے سہمے ہوئے لہجے میں برطانوی باشندے کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "تمہیں اتنی جلدی پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

"تم پریشانی کی بات کر رہی ہو اور میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ اس وقت وہ تینوں بدنصیب دشمنوں کی قید میں پڑے موت اور زندگی کے درمیان سسک رہے ہوں گے۔"

"تمہیں مقدس مریم کا واسطہ ..... ایسی ہولناک باتیں مت کرو۔"

پھر شنکر کے علاوہ فیصل' تیمور اور ڈاکٹر کو بھی صورت حال میں دلچسپی لینی پڑی' جاوید بدستور خواب خرگوش میں ڈوبا لمبے لمبے خراٹے لینے میں مصروف تھا۔ شنکر نے برطانوی باشندے سے پوچھا۔

"کیا تم سکون سے بات نہیں کر سکتے مجھے بتاؤ' تمہارے تین دوستوں کے ساتھ کیا حادثہ پیش آ گیا۔"

"تم سکون سے بات کرنے کی تلقین کر رہے ہو اور ہمارے ساتھی یکے بعد دیگرے غائب ہو رہے ہیں۔" برطانوی باشندے نے شنکر کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں کئی دنوں سے غور کر رہا ہوں کہ ہمارے ساتھیوں کی تعداد ایک ایک دو دو کر کے گھٹتی جا رہی ہے لیکن اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے' وہ سیاہ فام درندے میرے تین دوستوں کو اٹھا لے گئے ..... تم میری بات کا یقین کرو' ہم چاروں غار کے دہانے پر رات ایک ساتھ لیٹے تھے لیکن صبح میں بیدار ہوا تو وہ تینوں غائب تھے ..... ہم نے حالات کے پیش نظر آپس میں طے کیا تھا کہ کسی قیمت پر تنہا ادھر ادھر نہیں جائیں گے ..... میں اپنے ساتھیوں کی گمشدگی کو محض اتفاق نہیں سمجھ سکتا۔"

"ہو سکتا ہے تمہارے ساتھیوں نے فرار کا کوئی خفیہ منصوبہ بنایا ہو اور تمہیں بتائے بغیر ....."

"نہیں ..... یہ ناممکن ہے۔" اس نے امریکن' عورت کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا پھر شنکر سے بولا۔ "میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا ..... تم حیرت انگیز قوتوں کا کھوج نہیں لگا سکتے۔"

"میرا خیال ہے تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔" ایک ادھیڑ عمر مسافر نے کہا۔ "میں نے باقاعدہ اپنے ساتھیوں کی گنتی تو نہیں کی لیکن مجھے بھی شبہ ہے کہ دو ایک چہرے جو کل تک ہمارے درمیان موجود تھے اب نظر نہیں آ رہے' میں نے اس خیال سے اپنی زبان نہیں کھولی تھی کہ بلاوجہ خوف اور دہشت پیدا ہو گی لیکن اب ..... ہمیں خاموش نہیں رہنا چاہئے ورنہ دشمنوں کے حوصلے اور بڑھ جائیں گے۔"

"میرا مشورہ ہے کہ ہمیں سردار سے باقاعدہ باز پرس کرنی چاہئے۔" ڈاکٹر نے تجویز پیش کی۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تاریک براعظم میں کچھ قبیلے آج بھی ایسے آباد ہیں جو وحشیوں اور درندوں سے بھی بدتر ہیں' انسانی گوشت ان کی سب سے مرغوب غذا ہے ....." برطانوی باشندے نے دوسروں پر اپنی معلومات کا رعب جمانے کی خاطر سنجیدگی سے کہا۔ "یہ سیاہ فام آدم خور درندے ایک طرف بدنصیب مسافروں کو مزے لے لے کر اپنے دسترخوانوں کی زینت بناتے ہیں اور دوسری طرف ان کی ہڈیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔"

"اب تم حماقت کا ثبوت پیش کر رہے ہو ....." فیصل نے کہا۔ "کیا وہ افراد جو ہڈیوں کی تجارت کی غرض سے آدم خور قبیلے کے درمیان آتے ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا خطرہ لاحق نہیں ہوتا ....."

"کچھ بھی ہو ..... لیکن اب' ہمیں سردار سے احتجاج کرنا ہو گا۔" برطانوی شخص نے شنکر سے کہا۔

"میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کروں گا۔" شنکر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "لیکن ہمیں کوئی آخری قدم اٹھانے سے پیشتر بہت کچھ سوچنا ہو گا۔"

"کیا ہمارے کسی آخری قدم اٹھانے تک وہ خاموش رہیں گے۔"

"پھر..... تم کیا چاہتے ہو؟" شنکر نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"ہمیں فوری طور پر ایک لمحہ ضائع کئے بغیر سردار کے روبرو پیش ہو کر اپنے ساتھیوں کی واپسی کا مطالبہ کرنا چاہئے ....."

"ٹھیک ہے ..... لیکن اگر اس نے تمہارے مطالبے کو رد کر دیا تو ..... تو تم کیا کر

سکو گے؟"

"میرا خیال ہے کہ ہماری اجتماعی موت انفرادی موت کے مقابلے میں زیادہ سہل اور آسان ہو گی۔"

"کیا تم صرف ایک رات اور صبر نہیں کر سکتے۔" شنکر نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "صرف آج کی رات اور گزر جانے دو' کل کا سورج طلوع ہونے کے بعد تمہیں مکمل آزادی ہو گی ....."

"لیکن' میرے تینوں ساتھی' کیا وہ درندے ......"

"صرف چوبیں گھنٹے کی بات ہے" ایک مسافر نے تیزی سے کہا۔ "ہمیں مسٹر شنکر کی بات مان لینی چاہئے۔"

"ہاں .... میں بھی تمہیں یہی مشورہ دوں گی۔" امریکی خاتون نے دبی زبان میں کہا۔ "ہمیں جلدبازی میں کوئی قدم اٹھانے سے گریز کرنا چاہئے۔"

برطانوی باشندے نے گھور کر امریکی خاتون کو دیکھا پھر خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو گیا' کچھ دیر بعد ہی شنکر نے تنہائی میں فیصل کو بلا کر اپنے فیصلے سے آگاہ کیا ...... "ہم آج رات کسی وقت اپنی نئی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

"اور کون کون ہو گا ہمارے ساتھ۔" فیصل نے انتہائی سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میں' تم اور روپا ......"

"کیا مطلب' کیا تمہارا خیال ہے کہ میں جاوید اور تیمور کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں گا؟" فیصل نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

"تم اور بھی جسے چاہو بڑے شوق سے ساتھ لے کر چل سکتے ہو لیکن ....." شنکر کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"لیکن کیا ......"

"میں تمہارے علاوہ کسی اور کی زندگی کی ضمانت نہیں دے سکتا۔" شنکر سپاٹ آواز میں بولا "اس بات کا خیال رکھنا کہ جو لوگ ہمارے ساتھ چلیں گے ان کے علاوہ کسی اور کو ہماری روانگی کی اطلاع نہیں ہونی چاہئے۔"

"روپا کے بارے میں تمہارا کیا جواب ہے ..... کیا تم اس کی زندگی کی ضمانت بھی نہیں لے سکتے۔"

"میں پورے وثواس کے ساتھ نہیں کہہ سکتا ....." شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔

"سب کچھ سے کی بات ہو گی ...... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں روپا رانی کو خود اپنے ہاتھوں موت کی گہری نیند سلا دوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ میرا کریا کرم ہونے کے بعد بھی زندہ رہے ....."

"یہ تمہارا ذاتی فیصلہ ہو گا لیکن جاوید اور تیمور میرے ساتھ چلیں گے' یہ میرا فیصلہ ہے۔"

"مجھے تمہارے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔

"ہمارے باقی ساتھیوں کا کیا بنے گا؟ ...... میرا اشارہ بحری عقاب کے دوسرے مسافروں کی طرف ہے۔"

"میں آج سورج ڈھلنے کے بعد گابا سے ضرور ملوں گا ...... ہو سکتا ہے یہ ہماری اور اس کی آخری ملاقات ہو۔" شنکر نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا پھر تیزی سے پلٹ کر غار کی سمت چلا گیا۔

فیصل بڑی سنجیدگی سے شنکر کی باتوں پر غور کرتا رہا......!!

○

گابا کسی زخمی آدم خور درندے ہی جیسے انداز میں ٹہل رہا تھا۔ زاریا ایک طرف خاموش بیٹھی اسے سہمی سہمی نظروں سے دیکھ رہی تھی' دروازے کے قریب ایک چبوترے نما اونچے پتھر پر لوبیتا گم صم بیٹھا گابا کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا بغور جائزہ لے رہا تھا' اس کے قریب ہی وہ پنجرا موجود تھا جس میں آدم خور پرندہ موگرا بند تھا' حسب دستور اس وقت بھی اس کے سر اور آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی لیکن وہ بار بار اس طرح دائیں' بائیں اچھل رہا تھا جیسے پنجرے کی تیلیاں توڑ کر نکل جانے کا خواہشمند ہو۔

"لوبیتا ....." گابا نے ٹہلتے ٹہلتے اچانک رک کر لوبیتا کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا تجھے علم ہے کہ میں نے کیوں تجھے بلایا ہے؟"

"میرا علم کہتا ہے کہ مقدس گابا کے ذہن میں کوئی گرہ الجھ کر رہ گئی ہے ...... کوئی ایسی گتھی جو کوششوں کے باوجود نہیں سلجھ رہی۔"

"پھر...... تو کس مرض کی دوا ہے۔" اس نے تیوری پر بل ڈال کر پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ گزشتہ رات میں بھی بے ہوش ہو گیا تھا ورنہ ......"

"ورنہ کیا......" گابا نے حیرت سے دریافت کیا "کیا ہوا تھا گزشتہ رات ....."

لوبیتا نے جواب میں گابا کو سنجیدگی سے دیکھا پھر تھوڑے توقف کے بعد اس نے گزشتہ رات عبادت گاہ میں اپنے اور گابا کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو دہرا دی' اس آواز کے بارے میں بھی دبی زبان میں بتایا جو عبادت گاہ میں بلند ہوئی تھی' اسی آواز نے گابا کو شنکر کا پیغام دیا تھا' لوبیتا نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس پیغام پر عمل نہ کرے' اس نے آواز کو فریب کا ایک سنہری جال قرار دیا تھا لیکن قبل اس کے کہ وہ اس سحر کا کوئی توڑ کرتا روشنی کا ایک گولا اچانک نمودار ہو کر اس سے ٹکرایا اور پھر اس کا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوب کر رہ گیا تھا۔

گابا حیرت اور الجھن کی تصویر بنا کھڑا لوبیتا کی باتیں سنتا رہا پھر جب لوبیتا خاموش ہوا تو اس کی پیشانی پر غوروفکر کی آڑی ترچھی لاتعداد سلوٹیں ابھر آئیں۔ اس نے ایک بار پھر اپنے ذہن پر زور ڈال کر گزشتہ رات کی باتیں یاد کرنے کی کوشش کی' اس کے ذہن نے مقدس لوبیتا کی عبادت گاہ تک اس کی رہنمائی کر دی' لوبیتا سے ہونے والی گفتگو بھی اس کے ذہن میں آہستہ آہستہ تازہ ہونے لگی لیکن اس کے بعد کب وہ عبادت گاہ سے رخصت ہوا اور کس وقت اپنی قیام گاہ میں آ کر محو خواب ہوا' یہ اسے یاد نہیں آ رہا تھا' اس کے ذہن میں روشنی کے بعد یکلخت اندھیرا کوندنے لگا' وہ اس درمیانی وقفے کی باتیں یاد کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہا تھا لیکن کوئی ماورائی قوت ایسی تھی جو اسے تاریکی سے روشنی میں آنے سے روک دیتی تھی' خاصی دیر تک وہ اس درمیانی وقفے کے بارے میں ذہنی جمناسٹک کرتا رہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا تو لوبیتا پر جھلا گیا۔

"لوبیتا ...... کیا میں یہ سمجھوں کہ تیری وفاداریاں میرے ساتھ وہ نہیں جو سردار بوما کے ساتھ تھیں۔"

"مقدس گابا کے ذہن میں یہ خیال کیوں کر ابھرا؟ ..... کیا میں اس کا سبب دریافت کر سکتا ہوں؟" لوبیتا نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"سبب؟ ..... کیا تجھے علم نہیں کہ میں عبادت گاہ سے نکل کر کہاں گیا تھا؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا خیال ہے کہ سردار نے شنکر سے ملاقات کی ہو گی۔"

"اور ملاقات کے دوران ہمارے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی.....؟"

"یہ بات خود مقدس گابا کا ذہن بھی یاد کرنے سے قاصر ہے۔" لوبیتا نے دبی زبان میں کہا۔ "شنکر نے یقیناً مجھے بے ہوشی سے ہمکنار کرنے کے بعد سردار کے ذہنی راستوں پر بھی

کالے علم کے پہرے بٹھا دیئے ہوں گے۔"

"تیرا کیا قیاس ہے ...... اس مردود نے میرے ساتھ کیا بات کی ہو گی؟" گابا نے بل کھاتے ہوئے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے قوی ہیکل دیوتا کے قدموں کے نیچے دبا ہوا ......"

"زبان بند رکھ ....." گابا نے گرج کر کہا "دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"کیا مقدس گابا کو کوئی بات یاد نہیں ......"

"نہیں ...... ہو سکتا ہے شنکر نے تیرے کہنے کے بموجب مجھ پر کالے جادو کا پہرہ بٹھا دیا ہو لیکن تو گابا کو نہیں جانتا۔" گابا نے سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔ "اب شنکر کے فرشتے بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"میں سمجھا نہیں ......"

"میری بات غور سے سن ......" گابا نے سرسراتی آواز میں کہا "میں نے شنکر کو بلوایا ہے' اب اس کا بندوبست تجھے کرنا ہو گا' یوہیما رقص کے دوران قرقوش کا متبرک محلول اس کی آنکھوں پر لگائے گی اور تو موگرا کی آنکھوں کی پٹی کھول دے گا۔"

"میں ......میں سمجھ رہا ہوں سردار لیکن ......"

"لیکن کیا ....."

"میرا علم کہتا ہے کہ شنکر ہر قیمت پر وہاں تک پہنچ جائے گا' یہ اور بات ہے کہ وہ چیز اسے براہ راست حاصل نہیں ہو گی لیکن کوئی طاقت اس کا راستہ کھوٹا نہیں کر سکتی۔"

"تو ..... تو شاید اب بوڑھا ہو گیا ہے۔" گابا نے اسے قہر آلود نگاہوں سے گھورا پھر سفاک لہجے میں بولا۔ "تیرا مقام دیوتاؤں کی نظروں میں بہت بلند ہے اس لئے تجھے لکڑی دیوتا کے سیدھے ہاتھ پر جگہ ملے گی ..... تو شاید دنگولیوں کو بھول رہا ہے' میں بتاتا ہوں تجھے دنگولی کسے کہتے ہیں' ..... آدم خور سرخ چیونٹیاں جو عبادت گاہوں کے زیر زمین تہہ خانوں یا پھر اندھے کنوؤں میں خاص مقصد کیلئے پالی جاتی ہیں ..... بہت عرصہ بیت گیا لوبیتا' دنگولیوں کو بھی شاید انسانی گوشت کا مزہ یاد نہ رہا ہو ..... اب تو انہیں ان کی مرغوب غذا ....."

"رحم مقدس گابا ...... رحم۔" لوبیتا سرتاپا لرز اٹھا۔

"اب تیرا علم کیا کہتا ہے ......" گابا نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔ "کیا شنکر کی منحوس آنکھیں موگرا کے نشانے سے محفوظ رہ سکیں گی۔"

"م ...... میں ..... میں پوری کوشش کروں گا' سردار کو میری وفاداری پر شبہ نہیں

ہونا چاہئے۔"

"یوہیما کہاں ہے ......"

"وہ باہر موجود ہے .....میں اسے سمجھا کر واپس آتا ہوں۔" لوبیتا نے آہستہ سے کہا پھر چبوترے سے اتر کر باہر چلا گیا۔

"تم اس قدر اداس اور خاموش کیوں ہو جان گابا۔" لوبیتا کے جانے کے بعد اس نے زاریا سے کہا۔ "آج خوشیاں منانے کا دن ہے اس لئے کہ آج میں شنکر کو اس کی ان آنکھوں سے محروم کر دوں گا جو گھپ اندھیروں میں بھی بہت دور تک دیکھنے کی طاقت رکھتی ہیں۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے؟"

"کیوں ..... تجھے شبہ کس لئے ہے؟" گابا کے لہجے میں درندگی آ گئی۔

"تم بھول رہے ہو کہ ماکلا کے سحر کو توڑنے میں تم بھی مایوسی کا شکار ہو گئے تھے لیکن نتکا ....."

"شنکر ..... شنکر ..... بند کر لے اپنی زبان۔" گابا حلق کے بل چیخا لیکن دوسرے ہی لمحے چونک اٹھا پشت سے شنکر کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔ "شنکر حاضر ہے مقدس سردار ....."

"تم ....." گابا اتنی تیزی سے اچھل کر پلٹا جیسے اس کا جسم بجلی کے ننگے تاروں سے مس ہو گیا ہو' اس کی نگاہوں سے نفرت کے شعلے ابلنے لگے۔

"مقدس گابا نے مجھے یاد کیا تھا....؟" شنکر سپاٹ آواز میں بولا۔ "سیوک نے آنے میں دیر تو نہیں لگائی؟"

"کل رات تم نے میرے ساتھ دھوکے سے کام لیا ہے۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"جانتے ہو ہمارے قبیلے میں سردار کے ساتھ مکرو فریب کرنے کی کیا سزا ہے؟"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ میرا تعلق تمہارے قبیلے سے نہیں ہے۔" شنکر کے تیور بدل گئے۔

"اس کے باوجود گابا تمہارے ساتھ کسی نرمی کا برتاؤ نہیں کرے گا۔"

"مجھے تمہاری حماقت پر ہنسی آ رہی ہے۔" شنکر نے سرد آواز میں کہا۔ "ابھی کچھ دیر پہلے تم نے مقدس لوبیتا کو کچھ اور ہدایت دی تھی ..... کیا سزا دینے سے پیشتر تم نے یوہیما کے رقص کا اہتمام کرنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے؟"

"تم ...... گابا اب تجھے زندہ نہیں چھوڑے گا....."

گابا نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا پھر اس نے جست لگا کر شنکر پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن ننکا بے خبر نہیں تھا' جھکائی دے کر بڑی پھرتی سے اس نے گابا کے وار کو خالی جانے دیا پھر اس سے پہلے کہ گابا سنبھل کر دوسرے حملے کی تیاری کرتا شنکر نے دونوں ہاتھ زمین پر جما کر فضا میں بلند ہو کر لات چلائی تو گابا چکرا کر رہ گیا' بھرپور لات اس کے چہرے پر اتنی شدت سے پڑی کہ آنکھوں کے نیچے ہزاروں سورج طلوع ہو کر اچانک غروب ہو گئے' اس کے ہونٹ کے گوشے سے خون کی ایک لکیر بہہ کر کشادہ سینے پر گرنے لگی۔ زخمی ہونے کے بعد اس کا غصہ اور شدت اختیار کر گیا' اس نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر دوبارہ کسی چیتے کی مانند چھلانگ لگائی لیکن اس بار بھی اس کے ستارے گردش میں ہی رہے' شنکر نے زمین پر پھرتی سے چت لیٹ کر اسے ٹانگوں اور ہاتھوں پر روک کر اچھالا تو وہ اڑتا ہوا جا کر پشت کی دیوار سے ٹکرایا پھر شنکر نے جست لگا کر اٹھنے میں حیرت انگیز سرعت کا مظاہرہ کیا' گابا کراہتا ہوا کمر تھام کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ شنکر کی بھرپور ٹھوکر اس کی ٹھوڑی پر پڑی' گابا کے حلق سے بلند ہونے والی چیخ بڑی دردناک تھی لیکن وہ آسانی سے ہار تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا' اس نے گرتے گرتے سنبھل کر جوابی حملہ کیا مگر اس بار بھی شنکر نے جھک کر اسے کمر کے ذریعے ضرب لگائی تو وہ اڑتا ہوا منہ کے بل فرش پر گرا' شنکر نے تیزی سے لپک کر چبوترے پر رکھا ہوا محلول اٹھا لیا۔

"نہیں ..... نہیں ....." گابا اس کے ارادے کو بھانپ کر پوری شدت سے چلایا۔ "تجھے لکڑی دیوتا کا واسطہ ..... متبرک قرتوش کو واپس رکھ دے ..... میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا تجھ سے دھوکا نہیں کروں گا۔

"میرے پاس سے کم ہے گابا ...... مجھے یہاں سے جانے سے پہلے قرتوش اور موگرا کا تماشا دیکھ لینے دے ......" شنکر کے لہجے میں بلا کی سفاکی تھی' گابا نے اٹھ کر فرار ہونے کی کوشش کی لیکن ننکا نے لیٹ کر ٹانگ ماری تو وہ ایک بار پھر منہ کے بل سنگلاخ فرش پر اوندھ گیا پھر شنکر قلابازی کھا کر پلٹا تو گابا کی پشت پر سوار ہو گیا' قرتوش کی شیشی کھول کر اس نے سارے کا سارا محلول بڑی مہارت سے گابا کی دونوں آنکھوں پر مل دیا پھر وہ تیزی سے اچھل کر پنجرے کے قریب آ گیا۔

"رحم ..... رحم گابا تجھ سے رحم کی بھیک مانگتا ہے۔" گابا نے اٹھ کر بلبلاتے ہوئے کہا پھر زور سے چلایا ..... "لوبیتا ..... بدبخت تو کہاں مر گیا ......"

"لوبیتا اور بوہیما تک تیری آواز صبح تک نہیں پہنچے گی۔" شنکر نے کہا "اندر آنے سے پیشتر میں ان دونوں کو آرام کی نیند سلا آیا ہوں' اب تیرا مقدر میری مٹھی میں ہے ....."

"نہیں ...... نہیں ...... تو مجھ سے انتقام نہیں لے سکتا ....." گابا ہذیانی انداز میں بولا آیا۔ "یاد رکھ' اگر تو نے موگرا کو آزاد کر دیا تو گابا کی بینائی جاتی رہے گی اور جب میری آنکھیں سلامت نہ رہیں گی تو تجھے طاقت کے خزانے تک جانے کا راستہ کون بتائے گا ....."

"مرد بن ...... تو جزیرے کا مقدس سردار ہو کر ایک اجنبی سے رحم کی بھیک مانگ رہا ہے۔"

"شنکر ....." زاریا نے پہلی بار سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "اس کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہ کرنا ..... یہ غدار ہے' اس نے سردار پوما کے ساتھ غداری کی ہے' پوما نے اسے لوگوں کی مخالفت کے باوجود اپنا نائب منتخب کیا تھا لیکن اس مار آستین نے اس کو ڈس لیا جس نے دودھ پلا کر اس کمینے کو پروان چڑھایا تھا ..... موگرا کو آزاد کر دے شنکر' زاریا تجھ سے درخواست کرتی ہے ..... گابا کو ایسی موت سے ہمکنار کر دے کہ اس کی روح بھی قیامت تک اس پر لعنت ملامت کرتی رہے ..... موت کے دیوتا کا راستہ مت روک شنکر ..... موگرا کو آزاد کر دے' میری بات غور سے سن' اگر متبرک قرتوش خشک ہو گیا تو موگرا کا نشانہ خطا بھی ہو سکتا ہے۔"

"زاریا ...... تو بھی گابا کیلئے موت طلب کر رہی ہے' میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" گابا نے چیخ کر کہا پھر جنونی انداز میں اچھل کر زاریا کا گلا دبوچ لیا لیکن اس سے پیشتر کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا شنکر نے پنجرے میں ہاتھ ڈال کر پہلے آدم خور پرندے کی آنکھوں سے پٹی کھولی پھر اسے دبوچ کر باہر نکالا اور ہاتھ لہرا کر گابا کی سمت اچھال دیا۔

موگرا گابا سے اڑتا ہوا ٹکرایا تو گابا کی گرفت زاریا کی گردن پر ڈھیلی ہو گئی' اس نے پلٹ کر خوفزدہ نظروں سے موگرا کو دیکھا جو غار کے چکر کاٹ کر برق رفتاری سے اس کی سمت جھپٹ رہا تھا' گابا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں پھر اس سے پہلے کہ اسے موقع کی سنگینی کا پوری طرح احساس ہوتا اور وہ اپنے اعصاب پر قابو پاتے ہوئے اپنا ہاتھ چہرے پر رکھتا موگرا کسی شکرے کی طرح جھپٹ کر اس کی بائیں آنکھ سے ٹکرایا پھر جو منظر شنکر نے دیکھا وہ انتہائی کربناک تھا' موگرا گابا کے چہرے سے ٹکرا کر پلٹا' تو گابا اپنی بائیں آنکھ سے محروم ہو چکا تھا' گوشت کا لوتھڑا اور خون کے قطرے اس کے رخسار پر ڈھلک رہے

تھے وہ پوری شدت سے دھاڑیں مار مار کر دردناک انداز میں چیخ رہا تھا اور جنونی انداز میں دونوں ہاتھ فضا میں لہرا لہرا کر موگرا کو پکڑنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ شنکر کی نگاہیں موگرا پر جمی ہوئی تھیں' اس نے فضا میں اڑتے ہوئے پنجوں میں دبی ہوئی آنکھ کو حلق کے نیچے اتارا پھر وہ دوسری بار برق رفتاری سے حملہ آور ہوا تو گایا اپنی دوسری آنکھ سے محروم ہو گیا۔ اب اس کی آنکھوں کی جگہ دو خون آلود اور ہیبت ناک گڑھے نظر آ رہے تھے اس کا چہرہ لہولہان ہو رہا تھا' شاید درد کی شدت نے حد سے تجاوز کر کے دیوانگی کی سرحدوں کو چھو لیا تھا یا پھر وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔

زاریا کسی خوفزدہ بچے کی مانند دیوار سے چپکی کھڑی سہمی سہمی نظروں سے کبھی موگرے کو اور کبھی گایا کو دیکھ رہی تھی' کچھ دیر پیشتر جو شخص سینہ ٹھونک کر خود کو مقدس گایا اور جزیرے کا بے تاج بادشاہ سمجھ رہا تھا اس وقت خود اپنے لہو سے ہولی کھیل رہا تھا۔ بہت دیر تک اس کی کربناک چیخ کی آوازیں حلق سے نکل نکل کر سنگلاخ دیواروں کے نشیب و فراز سے ٹکراتی رہیں پر وہ تیورا کر فرش پر گرا اور تڑپ تڑپ کر بے حال ہو گیا' اس کی چیخ و پکار بتدریج کم ہونے لگی تھی۔

"شنکر ......" زاریا نے خوفزدہ آواز میں پوچھا "کیا یہ مر رہا ہے۔"

"نہیں ...... درد کی شدت بڑھ کر اس کے لئے دوا بن رہی ہے' یہ ابھی بے ہوش ہو جائے گا پھر جب ہوش آئے گا تو اسے اپنی حماقت کا احساس ہو گا لیکن سمے اس کے ہاتھ سے نکل چکا ہو گا ...... تو بھی یہی چاہتی تھی ......"

"ہاں ...... لیکن ...... مجھے محسوس ہو رہا ہے' میرا دل سینے کی گہرائیوں میں کہیں ڈوب رہا ہے۔"

"تو کوئی چنتا نہ کر ...... یہی ...... تیرا شنکر تیرے پاس ہے ......" شنکر نے اسے مدہوش لہجے میں مخاطب کیا ...... "آ ...... میرے سینے کی کشادہ گہرائیوں میں چھپ جا ...... شنکر کے ہوتے موت بھی تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

پھر شنکر کی آواز کا سحر زاریا کو کسی معمول کی طرح کھینچ کر اس کے نزدیک لے آیا۔

دوسری جانب موگرا پنجرے کے قریب بیٹھا بڑی رغبت سے گایا کی داہنی آنکھ کو اپنی تیز اور خم دار چونچ کے ذریعے ٹکڑے ٹکڑے کر کے حلق کے نیچے اتارنے میں مصروف تھا ......!

○

عظیم شاکا اپنے تخت پر بیٹھا دور خلاؤں میں جھانک رہا تھا' جزیرے کا بوڑھا مگر تجربہ کار کاہن اعظم انگروما اس کے دائیں جانب موجود تھا' دونوں ہی کے چہرے اس بات کی ترجمانی کر رہے تھے کہ وہ کسی اہم گتھی کو سلجھانے میں محو ہیں' لکڑیوں سے تعمیر کیا ہوا وہ کمرہ سردار اور اس کے خاص مصاحبین کیلئے وقف تھا جہاں عام لوگوں کو بلا اجازت داخلے کی اجازت نہیں تھی چنانچہ اس وقت بھی کمرے کے باہر دو پہرے دار ہاتھ میں بھالا لئے پوری طرح مستعد نظر آ رہے تھے۔

شوالا اور ترشولی کے معاملے نے جو صورت اختیار کر رکھی تھی اس کے پیش نظر شاکا کا دستور بن گیا تھا کہ وہ جب بھی جزیرے کے کاہن اعظم یا اپنے کسی دوسرے اعتماد کے آدمی کے ساتھ ہوتا کمرے کو اندر سے سحر پھونک کر باہر کے لوگوں کی پہنچ سے محفوظ کر لیا کرتا تھا تاکہ اندر جو گفتگو ہو وہ باہر کسی کے علم میں نہ آ سکے اور اگر مقدس شوالا یا کوئی دوسرا مصاحب خاص پراسرار ماورائی قوتوں کے زور پر وہاں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو اس کا علم شاکا کو ہو جایا کرتا تھا' اس وقت بھی انگروما کے آنے کے بعد شاکا نے کمرے کو اپنے مخصوص سحر سے محفوظ کر رکھا تھا۔

"انگروما ...... تیرا کیا خیال ہے' کیا شوالا' ترشولی کی ضد کو اسی طرح صبر و سکون سے برداشت کرتا رہے گا۔" شاکا نے تھوڑے توقف کے بعد جزیرے کے بوڑھے اور جہاں دیدہ کاہن اعظم سے سوال کیا۔

"مقدس شوالا کو عقرب دیوتا کی خوشنودی حاصل ہے' وہ بلاشبہ عظیم قوتوں کا مالک ہے۔" انگروما نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "جزیرے پر مروجہ قانون کی رو سے وہ اگر چاہے تو ترشولی کو زبردستی بزور قوت بازو بھی اپنی شریک حیات بنا سکتا ہے۔"

"یہ ناممکن ہے انگروما ...... عظیم شاکا کی زندگی میں شوالا اس کی بیٹی کو زبردستی اپنانے کا خیال دل میں نہیں لا سکتا ورنہ اس کا انجام پورے جزیرے کی تباہی کا سبب بھی بن سکتا ہے ...... شاکا سن رسیدہ ضرور ہو گیا ہے لیکن اس کی رگوں میں دوڑنے والے خون میں ابھی بے غیرتی کا رنگ شامل نہیں ہوا۔"

"میں نے تیرے ساتھ کم و بیش ساٹھ بہاریں دیکھی ہیں' انگروما نے پہلو بدل کر کہا "میں تیرے دل کی کیفیت سمجھ رہا ہوں لیکن کیا تو ترشولی کو مقدس شوالا کے بجائے ......"

"نہیں ......" شاکا تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا' اس کی آنکھوں سے سفاکی اور

درندگی جھلک رہی تھی' وہ ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں اب تک پرنس فیصل کو کب کا موت کے گھاٹ اتار چکا ہوتا لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ کچھ نادیدہ قوتیں اس کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔"

"کیا وہ قوتیں عظیم شاکا کی کالی طاقتوں سے بھی زیادہ ہیں ......" انگروما کی نظروں میں حیرت تھی۔

"شاید ایسا ہی ہے ورنہ ...." شاکا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا پھر مدھم آواز میں بولا۔ "انگروما' کیا تجھے علم ہے کہ پرنس فیصل تاریک براعظم کے ایک جزیرے تک پہنچ چکا ہے۔"

"نہیں ......" انگروما حیرت سے اچھل پڑا۔

"اس بات کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا" شاکا نے سرگوشی کی۔ "میں صرف تجھے بتا رہا ہوں کہ وہ آج کل پوما کے جزیرے پر قیام پذیر ہے۔ تیرے لئے یہ اطلاع بھی شاید حیرت کا باعث ہو کہ سردار پوما اب اس دنیا میں نہیں ہے' اس کی جگہ مقدس گابا نے حاصل کر لی ہے ...... پوما کی موت میں پرنس فیصل کے ایک ساتھی شنکر کی طاغوتی قوتوں کا دخل ہے ..... وہ سیاہ رنگت کا دراز قد ہندو سفلی کے گندے علم میں بھی مہارت رکھتا ہے ..... ہو سکتا ہے وہی در پردہ پرنس کی مدد کر رہا ہو ..... میرا خیال ہے کہ پہلے مجھے شنکر کو عبرتناک سزا دینی ہو گی ...... پرنس کی موت کا مسئلہ بعد میں طے کر لیا جائے گا ....."

"شاکا ......" انگرومہ نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔ "کیا تجھے یقین ہے کہ شوالا کو اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ پرنس ترشولی سے محض دو کوس کے فاصلے پر ......"

"لیکن انگروما اپنی بات مکمل نہ کر سکا' شاکا نے کمرے کے گرد اپنے سحر کا جو جادو بچھا رکھا تھا اس سے کوئی بیرونی ماورائی طاقت ٹکرائی تو کمرے میں آگ کے شعلے سے لپکنے لگے۔ شاکا نے جلدی سے انگرومہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر وہ قہر آلود نظروں سے دروازے کی سمت دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں فوری طور پر ایک ہی نام ابھرا تھا...... "شوالا......"

شاکا کا قیاس درست ثابت ہوا' آنے والا شوالا کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔

حسب دستور شوالا نے اس وقت بھی اپنے کندھے پر کبونا کو بٹھا رکھا تھا' وہ ایک جنگلی بندر تھا لیکن شوالا کی سخت گیر طبیعت نے اسے بھی جلد رام کر لیا تھا اور اب وہ اس کے اشاروں پر ناچتا تھا' ڈیل ڈول کے معاملے میں بھی وہ شوالا سے کچھ کم نہیں تھا' عام طور پر وہ اس کے ساتھ اپنے ہاتھ پیروں پر اچھلتا پھرتا تھا لیکن شاکا کے سامنے شوالا اسے ہمیشہ کندھوں پر ہی چڑھائے رکھتا تھا شاید اس لئے کہ شاکا کبونا سے شدید نفرت کرتا تھا۔ شوالا کی جگہ اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو وہ اس بندر کو پہلی نظر پڑتے ہی بھالا مار کر چھلنی کر ڈالتا لیکن شوالا کا معاملہ دوسروں سے مختلف تھا اس لئے کہ وہ جزیرے کا نائب سردار تھا اور اس لئے بھی کہ ترشولی کے معاملے نے شاکا کی پوزیشن جزیرے پر بسنے والوں کی نظروں میں زیادہ مستحکم نہیں رہنے دی تھی ......!

عقرب دیوتا کی نوازشوں نے شوالا کو یوں بھی بہت نڈر اور بے خوف بنا دیا تھا' سفاک اور درندہ صفت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ خوبصورت لڑکیوں اور کچی شراب کا دھنی تھا' دو تین پیگ حلق کے نیچے اتارنے کے بعد وہ کسی آدم خور چیتے سے بھی زیادہ خوفناک بن جاتا تھا' کمزوروں کے خون سے ہولی کھیلنا اور نیزا مار کر ان کے جسموں کو چھیدنا اس کا محبوب مشغلہ تھا' نائب سردار ہونے کی حیثیت سے اسے ایک وقت میں دو عورتیں رکھنے کا حق بھی حاصل تھا' اس نے جزیرے کی دو خوبصورت لڑکیوں کو اپنا رکھا تھا لیکن ترشولی کو اپنانے کا خیال آتے ہی اس نے ایک عورت کی جگہ خالی کرنے کی خاطر اپنی ایک بیوی کو ایک اونچی چٹان کی چوٹی سے اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے سر کے بل نشیب میں اچھال دیا تھا۔ اس روز سے جزیرے پر بسنے والی خوبصورت لڑکیاں شوالا کے ایک اشارے پر اس کے قدموں پر سر رکھنے کو مجبور ہو گئی تھیں' وہ درندہ صفت ہی نہیں خود بھی تن و توش کے اعتبار سے کسی ارنے بھینسے سے کم نہیں تھا' درمیانہ قد ہونے کے باوجود نہایت مضبوط اور ٹھوس قویٰ کا مالک تھا' دوسرے صاحب حیثیت لوگوں کی طرح وہ بھی اپنے جسم پر آرائش اور زیبائش کے

تمام سامان سجائے رکھتا تھا لیکن اس کیلئے سب سے مقدم وہ زنجیر تھی جس کے اندر عقرب دیوتا کی مورتی جھولتی رہتی تھی۔

شاکا نہ صرف جزیرے کا سردار ہونے کی حیثیت سے سب پر افضل اور قابل احترام تھا بلکہ منفی قوتوں کا مالک بھی تھا لیکن ترشولی نے شوالا کے حق میں اپنی نفرت کا اظہار کر کے اس کی حیثیت کو مخدوش اور کمزور بنا دیا تھا شاکا جانتا تھا کہ اگر ترشولی نے کھل کر شوالا سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو اس کا انجام کیا ہو گا۔

ترشولی کی نافرمانی کے سبب جزیرے پر مروجہ قانون کے مطابق اسے سردار کے منصب سے سبکدوش بھی کیا جا سکتا تھا' وہ عظیم قوتوں کا خزانہ جو اس نے برسوں کی کٹھن ریاضتوں کے بعد حاصل کیا تھا دیوتاؤں کی ناراضگی کے باعث اس سے چھین لیا جاتا اور پھر سردار کی گدی پر براجمان ہونے کے بعد یہ بات شوالا کے اختیار میں ہوتی کہ وہ شاکا کو سزا دیتا یا دریا دلی کا ثبوت دے کر معاف کر دیتا' سزا کے طور پر شاکا کو سنگسار بھی کیا جاسکتا تھا یا پھر اسے جزیرے کے سب سے قدیم درخت کی سب سے بلند شاخ پر اس وقت تک الٹا لٹکایا جا سکتا تھا جب تک اس کا گوشت سڑ گل کر اس کی ہڈیوں کا ساتھ نہ چھوڑ دیتا' اسکے علاوہ شوالا کے ایک اشارے پر شاکا کو ان سرخ اور آدم خور چیونٹیوں کے حوالے بھی کیا جا سکتا تھا جو انسانی گوشت نہایت رغبت اور برق رفتاری سے کھانے کی عادی ہوتی تھیں' سب کچھ نئے سردار کی مرضی پر منحصر ہوتا۔

شوالا سفاک اور درندہ صفت ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت عیار اور مکار طبیعت کا مالک بھی تھا' اسے علم تھا کہ ترشولی نے شاکا کے سامنے کھل کر اس بات کا اظہار کر دیا تھا کہ وہ مر جائے گی لیکن اس سے شادی نہیں کرے گی' ترشولی کے انکار کے بعد یہ بات شوالا کے اختیار میں تھی کہ وہ جب بھی چاہتا جزیرے کے مروجہ قوانین اور رسم و رواج کے مطابق کاہن اعظم انگروما کی موجودگی میں ترشولی کے حصول کا مطالبہ کر سکتا تھا اور ترشولی کے انکار کی صورت میں وہ سردار کا تاج اپنے سر پر سجا سکتا تھا' شاکا کے معزول ہو جانے کے بعد ترشولی کے علاوہ جزیرے کے تمام سیاہ و سپید کا بلا شرکت غیرے مالک بھی بن سکتا تھا لیکن اس نے جان بوجھ کر ابھی تک ایسا نہیں کیا تھا' شاید اس لئے کہ وہ شاکا کو بے بس اور مجبور دیکھ کر خوشی محسوس کرتا تھا یا پھر اس لئے کہ وہ شاکا کو اس حد تک لوگوں کی نظروں میں ذلیل و رسوا کر دینے کا متمنی تھا کہ شاکا خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو جاتا۔

حسب معمول شوالا اس وقت بھی ہلکے نشے کے سرور میں مدہوش تھا' کمرے میں

داخل ہو کر اس نے انگروما کو دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر حقارت اور طنز میں ڈوبی مسکراہٹ پھیل گئی لیکن اس نے تعظیماً جھک کر کاہن اعظم کو سلام کرنے میں کسی کوتاہی کا مظاہرہ نہیں کیا پھر شاکا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کہیں میں اس وقت سردار اور کاہن اعظم کے درمیان مخل تو نہیں ہوا؟"

"نہیں ......" شاکا نے مختصراً کہا پھر وہ شوالا کے کندھے پر بیٹھے ہوئے بندر کو حقارت سے گھورنے لگا۔

"کبونا میری تنہائیوں کا بہترین ساتھی ہے۔" شوالا نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا۔ "میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ترشولی کو اپنی دوسری بیوی بنانے تک اسے قریب رکھوں گا۔"

"اور اس کے بعد ......"

"اس کے بعد اگر سردار نے حکم دیا تو میں کبونا کو چیر پھاڑ کر آبی جانوروں کے حوالے بھی کر سکتا ہوں۔"

"میں اس وقت انگروما سے ترشولی کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔" شاکا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "اس کی سالگرہ کے جشن میں صرف دو مہینے باقی رہ گئے ہیں' میں چاہتا ہوں کہ اس بار یہ جشن بڑے دھوم دھام سے منایا جائے۔"

"کیا جشن کا پروگرام مرتب کرنے میں اتنی ہی رازداری ضروری تھی جو سردار نے چاروں طرف اپنی ساحرانہ قوتوں کا جال بچھا رکھا تھا۔" شوالا نے طنزیہ لہجے میں کہا پھر کن انکھیوں سے انگروما کو دیکھنے لگا جو ابھی تک نہایت صبر و تحمل سے خاموش کھڑا تھا۔

"مجھے کاہن اعظم سے کچھ اور ضروری مشورے بھی کرنے تھے۔"

"میں بھی اس وقت سردار سے ایک ضروری بات کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔"

"کہو ......"

"میری خواہش ہے کہ اس بار ترشولی کی سالگرہ کے جشن میں چار چاند لگا دیئے جائیں۔"

"مطلب ......"

"سردار کو شاید یاد نہیں کہ میں ایک عرصے سے دوسری بیوی تلاش کر رہا ہوں۔"

"یہ تمہارا قطعی ذاتی اور نجی معاملہ ہے۔" شاکا نے ہاتھ ملتے ہوئے خشک آواز میں جواب دیا۔

"ترشولی کو زبردستی حاصل کرنا بھی میرا ذاتی اور نجی معاملہ ہو سکتا ہے۔" شوالا نے الفاظ چباتے ہوئے کہا۔

"شوالا ......" شاکا یکلخت تیز ہو گیا۔ "تم سردار کی غیرت کو للکار رہے ہو۔"

"سوال اگر غیرت کا ہے تو پھر مجھے بھی اپنے حقوق پر نظرثانی کرنی ہو گی۔" شوالا نے مکاری کا مظاہرہ کیا پھر انگروما سے مخاطب ہوا "مقدس کاہن اعظم' کیا میں ترشولی کو حاصل کرنے کی خاطر جزیرے کے لوگوں سے مقابلے کی دعوت کا اعلان کر سکتا ہوں؟"

"ہاں ......" انگروما ٹھوس مگر نرم لہجے میں بولا۔ "تمہیں اس کا مکمل اختیار ہے ......"

"کیا سردار اس اعلان کو پسندیدہ نظروں سے دیکھے گا۔" اس بار اس نے شاکا کو مخاطب کیا۔

"نہیں ......" شاکا نے شوالا کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "تم ایسا نہیں کرو گے۔"

"یہ سردار کا حکم ہے یا ......" شوالا نے جان بوجھ کر اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا' اس کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔

"میں ...... ترشولی کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔" شاکا بے بسی سے بولا۔

"اور اگر ترشولی نے پھر بھی انکار کر دیا تو ......"

"میں اسے جان سے مار دوں گا۔" شاکا گرج اٹھا۔

"نہیں ......!" شوالا مسکرا دیا۔ "ترشولی تمہارے پاس میری امانت ہے' میں اسے مردہ نہیں' زندہ حالت میں حاصل کرنا پسند کروں گا۔"

"شوالا ...... تو اگر کہے تو میں تیری خاطر سردار کی گدی خالی کر سکتا ہوں۔" شاکا نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے سردار کی حیثیت کے مقابلے میں ترشولی زیادہ عزیز ہے۔" شوالا نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے جواب دیا پھر اس لکڑی کے مگ میں سے بچی کچھی شراب حلق میں انڈیلنے لگا جو ایک رسی سے بندھا اس کے شانوں سے جھول رہا تھا' مگ خالی کرنے کے بعد اس نے شاکا اور انگروما کے چہروں کے تاثرات کو جائزہ لیا پھر کبوتا کی طرف نظر اٹھا کر بولا۔

"کبوتا ...... تجھے سرداری پسند ہے؟ ......"

"خوں ...... خوں ...... خوں ......" بندر نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے خونخوار

انداز اختیار کیا تھا۔

"اور میری ترشولی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے ......"

"خیں ...... خیں ...... خررر ...... رر ...... خیں ...... خیں ......" کبوتا نے اثبات میں سر کو جنبش دے کر خوشی کا اظہار کیا۔

"شوالا ......" اچانک شاکا کی تیوری پر بل آ گئے۔ "میں تجھے زبان دیتا ہوں کہ ترشولی کے جشن سے پہلے اس کی قسمت کا فیصلہ ضرور ہو جائے گا۔"

"فیصلہ میرے حق میں ہو گا ...... اس کا خیال رہے۔" شوالا نے بھی ترش انداز اختیار کیا۔

"تو مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے ...... یہ مت بھول کہ ابھی میں جزیرے کا سردار ہوں۔"

"تم بھی شوالا کی طاقت کا غلط اندازہ لگا رہے ہو شاکا۔" شوالا نے حقارت سے کہا۔ "انگروما کی موجودگی میں تم نے اس وقت جو زبان دی ہے اس پر قائم رہنا ورنہ تمہارا انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

"شوالا ——" اس بار انگروما نے پہلی بار دخل اندازی کی۔ "جب تک شاکا کی سردار کی حیثیت برقرار ہے تجھے اس کا احترام کرنا چاہئے۔"

"کاہن اعظم' —— تم —— مجھے نصیحت کرنے کی کوشش کر رہے ہو یا شاکا سے اپنی دیرینہ وفاداریاں اور دوستی نبھا رہے ہو؟"

"میں ایک اصولی بات کر رہا ہوں۔"

"اصولی بات ——" شوالا ایک دم ہی آپے سے باہر ہو گیا۔ "کیا تم بھول رہے ہو کہ عقرب دیوتا کی مہربانیاں میرے شامل حال ہیں —— کیا تمہارا خیال ہے کہ شوالا نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں —— کیا اسے علم نہیں ہو سکتا کہ تم اور سردار میرے آنے سے پیشتر کس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے —— نہیں' یہ خیال ذہن سے نکال دو کاہن اعظم —— شوالا کے سارے جسم پر ہزاروں آنکھیں اور لاکھوں کان موجود ہیں —— تم دونوں کی ساحرانہ قوتیں مل کر بھی شوالا کی عظیم طاقتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں —— میں سب سمجھ رہا ہوں —— سب دیکھ رہا ہوں اور سب سن سکتا ہوں —— مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ سردار نے کچھ دیر پہلے میری شان میں کیا نازیبا جملے بولے تھے اور شوالا کو اس بات کا علم بھی ہے کہ پرنس فیصل اور وہ بد ذات ہندو شنکر اس وقت کہاں ہے —— تمہاری

اطلاعات میرے مقابلے میں زیادہ نہیں ہیں۔۔۔۔مجھ سے سنو' سردار پوبا کے بعد اس کی جگہ گابا نے لی تھی لیکن اب شنکر نے موگرا کے ذریعے اسے اس کی بینائی سے محروم کر دیا ہے۔۔۔"

"شوالا ۔۔۔۔۔" شاکا نے اسے حیرت سے دیکھا "تجھے اور کیا معلوم ہے؟ ۔۔۔۔۔ کیا تو پرنس فیصل کو اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکتا؟"

"پرنس ۔۔۔۔فیصل اور۔۔۔۔شن۔۔۔ کر۔۔۔۔" شوالا نے پرزور قہقہہ لگایا پھر اس نے شاکا کی بات کا جواب دینا پسند نہیں کیا' حقارت بھرے انداز میں قہقہے بلند کرتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔۔!!

وہ تعداد میں کل چھ تھے' شنکر نے مخالفت کی تھی لیکن تیمور اور جاوید کے بے حد اصرار پر ڈاکٹر کو بھی ساتھ لے لیا گیا تھا' ان کا خیال تھا کہ ڈاکٹر کی موجودگی ان کے لئے کسی آڑے وقت میں بطور مشورہ کام آ سکتی ہے' ان کی منزل کہاں تھی؟ اس کے بارے میں صرف شنکر' فیصل اور جاوید کو علم تھا' تیمور اور ڈاکٹر کو محض اتنا بتایا گیا تھا کہ وہ فرار کی خاطر ایک خطرہ مول لے رہے ہیں۔ ڈاکٹر نے دبے لفظوں میں مشورہ دیا تھا کہ انہیں ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا چاہئے تاکہ دور سے اگر کوئی جہاز وغیرہ نظر آ جائے تو اسے مدد کے لئے آمادہ کیا جا سکے لیکن ننکا کے اشارے پر فیصل نے خشکی کا کوئی راستہ دریافت کرنے پر زور دیا تھا چنانچہ تیمور اور ڈاکٹر بھی خاموش ہو گئے۔ روپا کو ساتھ لینے کے سلسلے میں تیمور نے اعتراض کیا تھا' اس کا خیال تھا کہ ایسی مہم میں کسی عورت کا ساتھ دشواریاں ہی لاتا ہے لیکن فیصل نے شنکر کی پسند کا ذکر کیا تو تیمور صرف سرہلا کر رہ گیا' وہ بھی شنکر کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔!

شنکر سب سے آگے آگے روپا کے ساتھ چل رہا تھا اور اس کے مشورے کے عین مطابق فیصل اپنے باقی ساتھیوں کے ہمراہ دس پندرہ قدم پیچھے پیچھے تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ باقی لوگوں کو اس راز کا علم ہو سکے کہ وہ کس منزل کی طرف گامزن تھے روپا لاشعوری طور پر اس

سے واقف تھی اور شنکر اپنی طاغوتی صلاحیتوں کے ذریعے اس کے لاشعور کو بار بار کرید کر صحیح سمت میں قدم بڑھا رہا تھا۔ ڈاکٹر نے رات کے وقت فرار ہونے کے منصوبے کی بھی مخالفت کی تھی' اس نے مشورہ دیا تھا کہ فرار کیلئے صبح صادق کا وقت زیادہ مناسب رہے گا' اپنے مشورے کی دلیل پیش کرتے ہوئے اس نے دو خطروں کا اظہار کیا تھا۔۔۔۔ اول یہ کہ کسی دشمن سے ٹکراؤ کی صورت میں وہ اجنبی ہونے کی وجہ سے اپنا دفاع نہیں کر سکتے تھے اور آسانی سے مارے جا سکتے تھے اور دوسری دلیل راستہ بھٹک جانے کی تھی لیکن شنکر نے ان دونوں باتوں کی نفی بڑے خوبصورت اور معقول انداز میں کر دی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ رات کے اندھیرے میں وہ دشمنوں کی نگاہوں سے روپوش ہونے میں زیادہ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں' رہا بھٹک جانے کا معاملہ تو وہ یوں بھی جانے پہچانے راستے سے واقف نہیں تھے' فرار کے منصوبے پر عمل کرنے کی خاطر انہیں بہرحال خطرے تو مول لینے ہی تھے اور پھر چاندنی رات ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر کی پہلی رائے یوں بھی زیادہ ٹھوس نہیں تھی۔

بہرحال وہ نصف رات کے وقت روانہ ہو گئے تھے' شنکر' روپا کے ساتھ آگے آگے تھا' گابا کے ساتھ جو برتاؤ شنکر نے کیا تھا اس کا علم صرف فیصل اور جاوید کو تھا اس لئے ان کا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے وہ جزیرے کی حدود سے جتنی دور نکل جائیں اتنا ہی بہتر ہے ورنہ ممکن تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ خود نہ سہی لیکن لوبیتا اور دوسرے ساتھیوں کے ذریعہ ان کی تلاش میں اپنے آدمی ضرور روانہ کر دیتا' پکڑے جانے کی صورت میں گابا بینائی سے محروم ہونے کے باوجود سردار کی حیثیت سے ان کے حق میں جو فیصلہ بھی کرتا وہ خطرناک ہی ہوتا۔

تقریباً" ایک گھنٹے تک وہ انتہائی خاموشی سے پھونک پھونک کر آگے قدم بڑھاتے رہے' میدانی راستہ ہونے کی وجہ سے انہیں کچھ زیادہ دشواری پیش نہیں آئی تھی لیکن جب تقریباً ایک میل دور نکل آنے کے بعد شنکر نے روپا کے ہاتھ تھام کر چٹانی سلسلوں کا رخ اختیار کیا تو تیمور خاموش نہ رہ سکا۔ اس نے فیصل سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم چٹانی سلسلوں کی سمت جا کر اپنا وقت ضائع کریں گے۔"

"میرے پاس کوئی قطب نما نہ سہی لیکن بحری سفر کرتے کرتے ہمیں سمتوں کا اندازہ بہرحال ہو جاتا ہے۔" تیمور نے دلیل پیش کی۔ "ہم تقریباً ایک گھنٹے سے شمال کی سمت آگے بڑھنے کے بعد پلٹ کر مغرب کی سمت لوٹ رہے ہیں اور اس طرح اس مقام سے دوبارہ قریب ہوتے جائیں گے جہاں سے روانہ ہوئے تھے' اگر پہلے ہی ہم نے مغرب کی سمت سفر

اختیار کیا ہوتا تو۔۔۔۔۔"

"ہمیں شنکر کی صلاحیتوں اور اس کی پراسرار قوتوں کے پیش نظر اس کی قائدانہ صلاحیتوں پر بھی آنکھ بند کر کے اعتماد کرنا ہو گا۔" فیصل نے محض تیمور کو ٹالنے کی خاطر کہا۔

"ممکن ہے رات گزارنے کی خاطر کسی مناسب پناہ گاہ کی تلاش میں اس نے چٹانوں کا رخ اختیار کیا ہو میدانی علاقے میں سفر کرتے رہنے کی صورت میں ہم دشمنوں کی نگاہوں میں با آسانی آ سکتے ہیں۔۔۔ عین ممکن ہے چٹانوں کے قریب پہنچ کر شنکر اپنا رخ واپس شمال ہی کی طرف موڑ دے ۔۔۔ راستہ طویل ضرور ہو گا لیکن ہم محفوظ تو رہیں گے۔"

"ہاں' آں ۔۔۔ تم شاید ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ڈاکٹر کسی مصیبت کے وقت میں ہمارا ساتھ دے گا؟"

"میں سمجھا نہیں۔۔۔۔"

"فرض کر لو کہ ہم دشمنوں کے درمیان گھر جاتے ہیں یا گابا کے آدمی ہمیں دوبارہ پکڑنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں' ایسی صورت میں یہ سوال بھی ضرور ہو گا کہ فرار کا منصوبہ کس نے مرتب کیا تھا؟ اگر ڈاکٹر نے اپنے آپ کو بچانے کی خاطر شنکر کا یا میرا نام لے دیا تو؟ ۔۔۔۔ میرا خیال ہے تم میرا مقصد سمجھ رہے ہو؟"

"میں نے ڈاکٹر کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔" تیمور نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ "مشکل وقت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ساری ذمہ داری اپنے سر قبول کر لے' پیشے کی نوعیت نے اس کے اندر ایثار اور قربانی کا جذبہ بھی بڑی شدت سے پیدا کر دیا ہے لیکن ایک بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔۔۔۔ شنکر نے اتنے مختصر افراد کے ساتھ اتنا خطرناک منصوبہ کیوں بنایا؟ زیادہ افراد ہونے کی صورت میں ہم اجتماعی حیثیت میں نہ صرف پریشانیوں کا مقابلہ بہتر طور پر کر سکتے تھے بلکہ دشمنوں کو بھی زیادہ آسانی سے زیر کر سکتے تھے۔"

"ہو سکتا ہے شنکر نے تمہارے برعکس اس خیال پر اپنا منصوبہ مرتب کیا ہو کہ افراد جتنے زیادہ ہوتے ہیں رسک بھی اتنا زیادہ ہوتا ہے۔" فیصل نے تیمور کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "ہم چھ آدمی تو ہم خیال ہو سکتے ہیں لیکن زیادہ افراد ہونے کی صورت میں ہمارا ہم خیال ہونا بہت دشوار ہوتا اور وہ صورت ہمارے لئے نہ صرف یہ کہ پریشان کن ہوتی بلکہ ہمارے درمیان پھوٹ پیدا کرنے کا سبب بھی بن سکتی تھی۔"

"تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔۔۔ ہمیں خود کو شنکر کے اشاروں پر چلنے پر مجبور ہونا

پڑے گا۔" تیمور نے کہا۔ "تاریک براعظم کے پر پیچ' مخدوش اور پراسرار ماحول میں شنکر کی طاغوتی قوتیں ہی ہمارے کسی کام آ سکتی ہیں ورنہ پھر موت تو برحق ہے۔"

"مجھے خوشی ہے اب تم بھی جاوید کی طرح خاصے بالغ ہوتے جا رہے ہو۔"

چاند جیسے جیسے ڈوبتا جا رہا تھا اندھیرا بھی پھیلتا جا رہا تھا' شنکر نے اپنی رفتار بتدریج تیز کر دی تھی چنانچہ دوسری دونوں ٹیموں کو بھی جو فیصل' تیمور' ڈاکٹر اور جاوید پر مشتمل تھیں اپنی رفتار بڑھانی پڑی' ڈاکٹر جاوید سے کہہ رہا تھا۔

"شنکر کی حد تک خیر ٹھیک ہے لیکن یہ روپا کو ہماری قیادت کا فرض کس سلسلے میں سونپا گیا ہے؟"

"شنکر کے سلسلے میں۔۔۔"

"میں نہیں سمجھا۔۔۔۔"

"تم نے شاید تاریخ کے گمشدہ اوراق کا مطالعہ نہیں کیا ڈاکٹر۔" جاوید نے اس وقت بھی بذلہ سنجی کا نہایت سنجیدگی سے مظاہرہ کیا۔ "افلاطون یونان کا سب سے بڑا حکیم تھا جو بقراط کا شاگرد اور ارسطو کا استاد تھا لیکن اپنی محبوبہ کو خود گھوڑا بن کر ڈرائنگ روم میں سواری کراتا تھا' خوبصورت لڑکیاں شاید اس کی کمزوری رہی ہوں گی۔"

"یہ واقعہ میں نے بھی کہیں پڑھا تھا لیکن اس کتاب میں افلاطون کے بجائے ارسطو کا نام درج تھا۔"

"ایک ہی بات ہے۔۔۔۔۔ ارسطو کا تعلق بھی یونان ہی سے تھا اور فلسفی ہونے کے ناتے وہ بھی زن مریدی کا پیرو کار تھا۔"

"فلسفہ کا عورت اور خوبصورت لڑکیوں سے بھلا کیا تعلق؟" ڈاکٹر نے حیرت سے دریافت کیا۔

"بہت گہرا تعلق ہے ڈاکٹر ۔۔۔۔" جاوید نے بے تکلفی سے کہا۔ "عورت ہی تو وہ سب سے بڑا فلسفہ ہے جو آج تک حل نہیں ہو سکی۔ مجھے تو یہ شنکر بھی کوئی سرپھرا فلسفی ہی دکھائی دیتا ہے۔۔۔۔ تم نے غور نہیں کیا' بحری عقاب پر وہ اپنے سیاہ رنگ کو واضح کرنے کی خاطر گہرے سیاہ رنگ ہی کا سوٹ پہننے کا عادی تھا' اب تم ہی بتاؤ۔۔۔۔۔ سیاہ رنگ پر سیاہ سوٹ کوئی بات بنی۔"

"نہیں ۔۔۔۔" ڈاکٹر روانی میں کہہ گیا۔

"نہیں بنی نا۔۔۔۔" جاوید مسکرایا۔ "اسی طرح شنکر کے ساتھ روپا کو بھی چلنے دو'

ہماری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔"

ڈاکٹر کو جاوید کی شرارت کا احساس ہوا تو وہ برا سا منہ بنا کر رہ گیا' دوسری جانب شنکر بڑے ٹھوس اور سنجیدہ لہجے میں روپا سے دریافت کر رہا تھا۔

"روپا رانی ـــــ کیا تجھے وشواس ہے کہ ہم ٹھیک راستے پر قدم بڑھا رہے ہیں؟"

"ہاں ـــــ میری آنکھیں پوری طرح روشن ہیں ـــــ میں ان راستوں کو گھپ اندھیروں میں بھی تلاش کر سکتی ہوں۔" روپا نے بدستور قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا' وہ شنکر کے بجائے خلاء میں یوں گھور رہی تھی جیسے آسمان پر دور کہیں ان راستوں کا نقشہ درج تھا۔

چٹانی سلسلے سے ان کا فاصلہ بڑی تیزی سے گھٹ رہا تھا۔ "کیا ہمیں اپنی منزل تک پہنچنے کیلئے ان چٹانوں کے درمیان سے گزرنا ہو گا۔" شنکر نے بدستور ٹھوس آواز میں سوال کیا۔

"ہاں ـــــ چٹانوں کے اندر وہ غار بھی موجود ہے جس کا سرنگی راستہ ہمیں دوسری طرف نکال دے گا۔"

"روپا کیا تجھے یاد ہے کہ ان راستوں کے بارے میں تیری معلومات کا ذریعہ کون بنا تھا؟"

"ہاں ـــــ وہ گلپا تھا ـــــ"

"کیا تجھے معلوم ہے کہ اس وقت کون تجھ سے باتیں کر رہا ہے؟"

"شنکر کے سوا کوئی دوسرا مجھ سے اس طرح مخاطب نہیں ہو سکتا۔"

"شنکر سے تیرا کیا سمبندھ ہے ـــــ"

"وہ میرا پریمی ہے ـــــ میرا سب کچھ ہے ـــــ اس کی کارن میں نے دنیا کی ساری خوشیاں تیاگ دی ہیں۔"

"کیا ہوش میں آنے کے بعد بھی تجھے گلپا کے بتائے ہوئے راستوں کا دھیان رہے گا۔" شنکر نے گفتگو کا رخ بدلا۔

"نہیں ـــــ ہوش آنے پر میں سب کچھ بھول جاؤں گی ـــــ شنکر کی آگیا کا پالن کرنا میرا دھرم ہے۔" روپا نے خوابیدہ لہجے میں کہا پھر چٹانوں کے قریب پہنچ کر وہ یکلخت ٹھٹک کر رک گئی۔

"کیوں ـــــ" شنکر چونکا۔ "تو رک کیوں گئی ـــــ"

"آگے خطرہ ہے ـــــ میں سامنے غار کے اندر ایک اور سندری کو دیکھ رہی ہوں جو ہمیں دیکھ کر اندر دبک گئی ہے ـــــ"

"اور کون ہے اس کے ساتھ ـــــ" شنکر نے سرگوشی کی۔

"وہ ـــــ وہ بالکل اکیلی ہے ـــــ"

"روپا ـــــ تو ہوش میں آجا لیکن میری بات یاد رکھنا' ہوش میں آنے کے بعد تجھے کچھ یاد نہیں رہے گا۔"

"ہاں ـــــ مجھے کچھ یاد نہیں رہے گا۔" روپا نے کہا پھر یوں چونک کر اس نے شنکر کی سمت دیکھا جیسے اچانک نیند سے بیدار ہوئی ہو' اس نے شنکر کو مخاطب کرنے کی خاطر ہونٹ ہلایا تھا لیکن ننکا نے انگلی کے اشارے سے خاموش رہنے کی تاکید کی پھر تیزی سے جھک کر زمین پر کسی مگرمچھ کی طرح لیٹ گیا اور آہستہ آہستہ چٹان کی جانب سرکنے لگا۔

روپا کے علاوہ پیچھے آنے والوں نے بھی شنکر کی تقلید میں بڑی پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا ـــــ!!

○

یوگا کی ورزش سے فارغ ہونے کے بعد اس نے غسل کیا پھر ایک رسالہ اٹھا کر اس کی ورق گردانی شروع کر دی لیکن اس کا ذہن ایک بار پھر اسی سوال میں الجھ کر رہ گیا کہ ـــــ وہ جزیرے میں واپس کس طرح آ گئی تھی۔"

رسالہ ایک جانب اچھال کر وہ اٹھی اور خواب گاہ میں ٹہلنے لگی' موم شمع کی کپکپاتی روشنی میں اس کا حسن بڑا دلکش اور سحر انگیز نظر آ رہا تھا' وہ اپنے ذہن کی گتھی سلجھانے میں الجھتی گئی' ہرچند کہ اسے یقین کامل تھا کہ جزیرے پر اس کی واپسی میں شوالا کی کالی طاقتوں کو دخل ہے لیکن وہ اس کے سانحے اور اس لمحے کو یاد کرنے کی کوشش کرتی تھی جب شوالا کے سحر نے اس کی اسے ذہنی صلاحیتوں کو زنگ آلود کیا تھا' اس کی باغی سوچوں پر اپنی مرضی کے پہرے بٹھائے تھے اور پھر ماورائی قوتوں کے ذریعے اسے جزیرے پر واپس آنے کو مجبور کر دیا تھا۔

پہلے بھی متعدد بار یہی سوالات اس کو پریشان کر چکے تھے لیکن اس کی یادداشت نے ہر بار اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا' اسے صرف اتنا یاد تھا کہ وہ بلیومون میں اپنے

کمرے میں تھی جب گدھ نما پرندے کی سیٹی جیسی تیز آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی' وہ عجیب الخلقت پرندہ اسے کہیں نظر نہیں آیا تھا لیکن اس کی سیٹی جیسی تیز آواز اس کے ذہن کو شل کر رہی تھی' اس نے اس آواز سے اپنی توجہ ہٹانی چاہی لیکن کامیاب نہیں ہوئی پھر وہ طویل فاصلہ ہونے کے باوجود شوالا کی طاغوتی قوتوں کے جال میں پھنس کر بے بس ہو گئی تھی۔

اپنے تنویمی عمل کے زیر اثر لانے کے بعد شوالا نے اسے یقیناً جزیرے کی واپسی کا حکم دیا ہو گا جس کے بعد وہ لاشعوری طور پر اس کے حکم پر عمل کرنے پر مجبور ہو گئی ہو گی' دوسری بار وہ اس وقت شعوری طور پر بیدار ہوئی تھی جب شاکا نے اسے جزیرے پر موجود دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا تھا' یادوں کے ان دریچوں سے اس نے بارہا پرنس فیصل کو بھی جھانک جھانک کر دیکھا اور ہر بار اسے اپنے دل کی دھڑکنوں میں ایک عجیب کیف آگیں لذت کا احساس ہوا تھا۔ فیصل کو شوالا کے عتاب سے بچانے کی خاطر ہی اس نے کئی بار اس کی یادوں کو کھرچ کر دل کی گہرائیوں سے نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن فیصل جیسے خواب بن کر اس کے دل و دماغ پر چھا گیا تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اسے ایک نہ ایک دن شوالا کی آغوش میں ہی پناہ ملے گی' بغاوت کی صورت میں عظیم شاکا دیوتاؤں کے عتاب کا شکار ہو سکتا تھا اور یہ بات ترشولی کو پسند نہیں تھی کہ وہ اپنے پیار کی خاطر اپنے بوڑھے باپ کو تباہی اور بربادی کے اندھے کنوئیں میں دھکیل دیتی' عظیم شاکا نے بھی اسے پرنس فیصل کو یکسر فراموش کرنے کا مشورہ دیا تھا' اس نے ترشولی کو باور کرانے کی کوشش کی تھی اگر وہ اپنی ضد سے باز نہ آئی تو شوالا کا عتاب فیصل اور اس کے خاندان کو تباہ و برباد کر دے گا اور انجام کار اسے اتنی قربانیوں کے باوجود بھی ترشولی کا دامن کبھی میسر نہ آ سکے گا۔

ترشولی نے فیصل کو بھلانے کی بہت کوشش کی لیکن بھلا نہ سکی' اس وقت بھی وہ ماضی کے گھپ اندھیروں سے اٹھنے والے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں فیصل کی دھندلی دھندلی تصویر دیکھ رہی تھی۔ جب شاکا نے کمرے میں قدم رکھا' اس کے تیور خطرناک تھے' چہرے پر الجھن اور غصے کی ملی جلی کیفیتیں طاری تھیں اور پیشانی پر نظر آنے والی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی اہم فیصلے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ترشولی نے باپ کو دیکھا تو ایک لمحے کو اپنا درد بھول گئی۔

"ڈیڈ ——— تم مجھے کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہو؟"

"نہیں ——— میں بہت خوش ہوں۔" شاکا کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

"کیا شوالا نے تمہیں پھر پریشان کیا ہے۔"

"نہیں ——— اس نے میرے ساتھ بڑی محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا ہے۔"

"ڈیڈ ———" ترشولی کے تیور میں تلخی آگئی۔ "مجھے بتاؤ ڈیڈ ——— شوالا نے کیا کہا ہے۔"

"وہ تیری سالگرہ کے جشن سے پہلے تجھے اپنانا چاہتا ہے۔"

"میرے انکار کی صورت میں وہ کیا کرے گا؟"

"تو ——— اب انکار نہیں کرے گی۔" شاکا نے کرخت آواز میں کہا۔ "میں نے شوالا کو زبان دی ہے کہ جشن سے پہلے تیری قسمت کا فیصلہ کر دوں گا۔"

"تیرا فیصلہ کیا ہو گا ———؟" ترشوالی نے اسے گھورتے ہوئے تیز اور تیکھے انداز میں دریافت کیا۔

"شوالا سے تیرا بندھن یا ———؟"

"یا ———؟"

"عظیم شاکا کی عبرتناک موت' یہی میرا آخری فیصلہ ہے۔"

"کیا تو شوالا سے اتنا ہی خوف زدہ ہے۔"

"نہیں ——— شاکا دیوتاؤں کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتا لیکن جزیرے کا سردار ہونے کی وجہ سے میری مجبوریاں بڑھ گئی ہیں۔" شاکا ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "وہ رسمیں جو صدیوں سے چلی آ رہی ہیں' میں صرف تیری خاطر انہیں نہیں توڑ سکتا۔"

"تم کیا کہنا چاہ رہے ہو؟"

"شوالا نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے اپنی مرضی سے تیرا فیصلہ نہ کیا تو وہ صدیوں پرانی رسم کے مطابق تیرے حصول کیلئے باقاعدہ جزیرے کے تمام مردوں کو جنگ کی دعوت دے گا اور شاکا جانتا ہے کہ شوالا عظیم قوتوں کا مالک ہے' اسے عقرب دیوتا کی خوشنودی حاصل ہے اس لئے کوئی اس کا چیلنج قبول کر کے اپنی موت کو دعوت نہیں دے گا۔"

"ڈیڈ ——— تم بھی پراسرار اور لازوال طاغوتی قوتوں کے مالک ہو ——— کیا تم مجھے ایک بات بتا سکو گے؟"

"پوچھ ——— کیا معلوم کرنا چاہتی ہے ———"

"اگر پرنس اور شوالا کا مقابلہ ہو تو ———"

"پرنس اور شوالا سے مقابلہ کرے گا۔" شاکا نے دیوانہ وار قہقہہ لگانا شروع کر دیا پھر یکلخت سنجیدگی سے بولا "کیا تو یہ پسند کرے گی کہ شوالا تیرے نامراد عاشق کو اپنے قدموں تلے حقیر چیونٹیوں کی طرح مسل کر رکھ دے۔"

"ہاں ------" ترشولی فیصلہ کن لہجے میں بولی۔ "اگر پرنس شوالا سے مقابلے کرنے کے بعد شکست کھا جائے یا مقابلہ کرنے سے انکار کر دے تو میں خوشی خوشی شوالا سے شادی کرنے کیلئے تیار ہوں۔"

"کیا یہ تیرا آخری فیصلہ ہے؟"

"ڈیڈ ------ تم اسے اپنی بیٹی کی آخری خواہش بھی سمجھ سکتے ہو لیکن ------ پرنس کو یہاں تک لانے کا اہتمام تمہیں کرنا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے ------ میں تیرے عاشق کو یہاں تک آنے سے منع نہیں کروں گا' اگر اس کے مقدر میں کربناک موت ہی درج ہے تو پھر میں اس کا راستہ کاٹنے والا کون ہوتا ہوں ------" شاکا نے حقارت سے کہا "تو فکر مت کر ------ پرنس بہت جلد یہاں پہنچ جائے گا لیکن یاد رکھ' اگر اس کے بعد بھی تو نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو پھر شاکا کی عظیم قوتیں بھی تیری دشمن بن جائیں گی ------"

"مجھے منظور ہے ------" ترشولی نے تیزی سے کہا پھر آنکھ بند کر کے فیصل کے بارے میں سوچنے لگی' شاکا دانت پیستا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا ------!!

○

وہ درمیانہ قد سڈول جسم اور سانولی رنگت کی لڑکی جس نے بنجارنوں جیسا لباس زیب تن کر رکھا تھا ناگری کے سوا اور کوئی نہیں تھی۔ اس وقت وہ سہمی سہمی خاموش کھڑی لکڑی کے مگ میں شوالا کو نشہ آور سیال پلا رہی تھی اور شوالا اپنے کسی خیال میں حد درجہ محو تھا۔

اس کا کمرہ بھی خود اس کی مانند عجیب و غرب اور خوفناک چیزوں سے بھرا پڑا تھا' دروازے پر ان گیارہ انسانی کھوپڑیوں کو محراب کی شکل میں ٹانگا گیا تھا جو جزیرے میں کبھی

سینہ تان کر اور گردن اکڑا کر چلنے کے عادی تھے' ان کی طاقت کا چرچہ دور دراز کے جزیروں تک مشہور تھا لیکن پھر یکے بعد دیگرے ان سب سے ایک ہی حماقت سرزد ہوئی تھی۔ انہوں نے شوالا کو نیچا دکھانے اور اس کے عروج کا سورج غروب کرنے کی خاطر اسے طاقت کے بل بوتے پر للکارا تھا اور بلاخر موت سے ہمکنار ہو کر نیست و نابود ہو گئے تھے' شوالا نے ان کے سرتن سے جدا کر کے اپنے مکان کے باہر اس خاطر لٹکوا دیئے تھے کہ آئندہ اسے للکارنے والا اس کی طاقت کا اندازہ کھوپڑیوں سے لگا سکے۔ دروازے کے علاوہ اس کے کمرے کے اندر بھی بے شمار انسانی اور جانوروں کی کھوپڑیاں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں' اسے خبط تھا کہ وہ جب بھی کسی درندے کو شکار کرتا تو اس کی کھوپڑی کو سب سے پہلے کمرے کی زینت بناتا پھر یہ زینت بڑھتے بڑھتے کباڑ خانے کا روپ اختیار کر گئی تھی لیکن شوالا انہیں دیکھ کر فخر سے سینہ تان لیا کرتا تھا۔

مگر اس وقت وہ بڑی سنجیدگی سے شراب نوشی میں محو تھا عام حالت میں وہ نشہ آور اشیاء استعمال کرتے وقت صرف اور صرف اس لڑکی کی طرف متوجہ ہوتا تھا جو اس کی "زبردستی کا انتخاب" ہوتی تھی لیکن اس وقت وہ ناگری کی سمت بھی کوئی توجہ نہیں دے رہا تھا جس کی گردن پر بائیں جانب بچھو کی شکل کا نشان داغ کر شوالا نے اسے باقاعدہ اپنی ملکیت بنا رکھا تھا' ناگری کے علاوہ اور بھی متعدد لڑکیاں جزیرے پر ایسی موجود تھیں جن کی گردن یا چہروں پر عقرب دیوتا کا نشان اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ انہیں شوالا نے اپنے لئے وقف کر رکھا ہے' جزیرے کے نوجوان ایسی لڑکیوں کی جانب ایک نگاہ غلط انداز ڈالنا بھی موت کے مترادف سمجھتے تھے۔

"ناگری ------" شوالا نے اچانک لکڑی کا مگ ایک طرف اچھالتے ہوئے ناگری کو گھورا۔ "تو نے کہا تھا کہ جزیرے میں تو واحد لڑکی ہے جسے ترشولی سے سب سے قریب ہونے کا شرف حاصل ہے۔"

"ہاں مقدس شوالا ------ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔" ناگری کانپ کر بولی' شوالا کے تیکھے تیور نے اسے حد درجہ خوفزدہ کر رکھا تھا۔

"کیا تو نے ترشولی سے میرے سلسلے میں بات کی تھی۔"

"ہاں ------" ناگری نے تھوک نگل کر جلدی سے کہا۔ "میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن ------"

"اس مغرور لڑکی کے دماغ میں پرنس فیصل گھس بیٹھا ہے۔" شوالا بل کھا کر بولا۔

"وہ حقیر اور بد نصیب کیڑا جسے میں جب چاہوں اپنے پیروں تلے روند کر مٹی میں ملا سکتا ہوں------"

"میں مقدس شوالا کو یہی مشورہ دوں گی۔" ناگری نے ڈرتے ڈرتے کہا------

"جب تک وہ زندہ ہے ترشولی ------"

"نہیں ------" شوالا گرج اٹھا۔ "اگر میں نے پرنس فیصل کو قبل ازوقت مار دیا تو یہ میری توہین ہو گی------ ترشولی کو اس منحوس کی زندگی میں ہی میری بننا پڑے گا------ سمجھا دے اسے' اگر اس نے اب بھی میری بات نہ مانی تو اس کا انجام خطرناک ہو گا------ شاکا اس کی سالگرہ کا جشن منانے کی تیاری کر رہا ہے اور میں اس جشن میں چار چاند لگانے پر غور کر رہا ہوں۔" وہ ایک لمحے کو خاموش ہوا پھر سینہ ٹھونک کر بولا۔ "ہاں ------ اگر شاکا نے اپنی زبان کے مطابق جشن سے پہلے اس کا فیصلہ میرے حق میں نہ کیا تو جانتی ہے کیا ہو گا------ میں عین جشن کے شباب کے وقت زبردستی سب کی موجودگی میں ترشولی کا حسن اور اس کا غرور دونوں خاک میں ملا دوں گا------ بتا دینا اسے' شوالا اس طوفان کا نام ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی' اگر مجھے ضد سوار ہو گئی تو میں ترشولی کو------"

پھر اچانک کمرے میں ایک نووارد داخل ہوا تو شوالا نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا' اس نے آنے والے کو جو اس کا مخصوص آدمی تھا وضاحت طلب نظروں سے گھورا تو وہ تیزی سے بولا۔

"مقدس شوالا------ میں نے لڑکی دریافت کر لی ہے جسے سردار پوما نے اپنے لئے منتخب کیا تھا۔"

"مو------نی------کا" شوالا نے خوشی کا اظہار کیا------ "کہاں ہے وہ خوبصورت اور حسین لڑکی۔"

"پوما کو شاید گابا کے ہاتھوں اپنی موت کا علم ہو گیا تھا اس لئے اس نے مرنے سے دو روز پہلے لڑکی کو ایک غار میں چھپا دیا تھا' وہ اب بھی وہیں موجود ہے۔" آنے والے نے کہا۔ "تو اگر کہے تو کندھے پر ڈال کر اٹھا لاؤں------ لیکن وہ ابھی تک پوما کے جزیرے کی حدود ------ میں ہے اس لئے ------"

"کیسی حدود ------ پوما کی موت کے بعد سرحدوں کا بٹوارہ بھی ختم ہو گیا------ تو جا کر اسے اٹھا لا------ لیکن نہیں' میں یہ کام کبا سے لوں گا' وہ بہت دنوں سے پڑا

پڑا حرام کی کھا رہا ہے۔" پھر شوالا نے بلند آواز میں تین بار ایک ہی نام پکارا------ "کبا ------کبا------کبا"

دوسرے ہی لمحے کمرے میں ایک عجیب الخلقت جانور نما انسان اچھلتا ہوا داخل ہوا' اس کی شکل بندر اور انسان سے ملتی جلتی تھی' اس کے جسم کے بیشتر حصوں پر بڑے بڑے بال تھے' نہ اسے مکمل طور پر گوریلا کہا جا سکتا تھا نہ ہی انسان کے زمرے میں شامل کیا جا سکتا تھا' اس کے ہاتھ پیر کے ناخن بے تحاشہ لمبے خم دار اور نوکیلے تھے' پیشانی آگے کو نکلی ہوئی اور آنکھ اندر کو دھنسی نظر آ رہی تھی' وہ بندروں جیسے انداز میں اچھلتا ہوا آیا پھر انسانوں کی طرح اٹھ کر دونوں پیروں پر سیدھا کھڑا ہو گیا------ اس کا اوپری جبڑا نچلے جبڑے کے مقابلے میں زیادہ بڑا تھا اور یہی صورت دانتوں کی تھی------!

"کبا ------" شوالا نے اسے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا" میں تجھے ایک اہم کام سونپ رہا ہوں------ لیکن یاد رکھ' ناکامی کی صورت میں ہنٹر مار مار کر تیری چمڑی ادھیڑ دوں گا------"

"کبا------کبا------ راہو گورا (کبا ناکام نہیں ہو گا)۔" بن مانس نما انسان نے اپنی زبان میں کہا۔

"تجھے ایک خوبصورت لڑکی کو اٹھا کر لانا ہے------ لیکن تو اسے زخمی نہیں کرے گا۔" شوالا نے گرج کر کہا۔ "اگر اس کے جسم پر ایک معمولی سی خراش بھی آئی تو میں تیری بوٹیاں کر ڈالوں گا------ سمجھ رہا ہے میراں بات------"

"شواں ------شواں (ہاں' ہاں)" اس نے اپنے پنجے کشادہ سینے پر رکھتے ہوئے جواب دیا پھر اثبات میں سر بھی ہلانے لگا۔

"ایک بات اور گرہ میں باندھ لے------ لڑکی کے معاملے میں شوالا دنیا کے کسی قانون کو نہیں مانتا------ اگر کوئی تیرے راستے میں حائل ہونے کی کوشش کرے تو میری طرف سے تجھے اجازت ہے' اسے موت کے گھاٹ اتار دینا لیکن لڑکی کو کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہئے۔"

جواب میں وہ اس طرح اچھل اچھل کر دانت نکالنے لگا جیسے شوالا نے اس کے مطلب کی کوئی بات کہہ دی ہو۔

"اب دفع ہو جا------" شوالا نے اسے دھتکارتے ہوئے دوسرے فرد کی طرف اشارہ کیا۔ "لڑکی کا پتہ تجھے یہ بتائے گا۔"

بن مانس نما انسان نے دوسرے شخص کی طرف دیکھا' پھر تیزی سے زمین پر جھکا اور بندر کی طرح ہاتھوں پر اچھلتا باہر نکل گیا' ناگری کی آنکھوں سے خوف اور دہشت کے ملے جلے اثرات نمایاں تھے لیکن شوالا------

وہ آنکھ بند کئے ہونٹوں پر اس طرح آہستہ آہستہ زبان پھیر رہا تھا جیسے کوئی سہانا خواب دیکھ رہا ہو------!!



وہ کسی مگرمچھ کی طرح آہستہ آہستہ رینگتا ہوا چٹان کی جانب بڑھ رہا تھا۔ پھر چٹان کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور زمین سے کان لگا کر اندر کی سن گن لینے لگا' اتنی دیر میں فیصل اور تیمور بھی اس کے قریب پہنچ گئے تھے البتہ جاوید اور ڈاکٹر کو مجبوراً ان سے قدرے فاصلے پر رکنا پڑا' وہ جگہ اتنی ہی تنگ تھی کہ بمشکل چار آدمی ایک ساتھ سما سکتے تھے۔

"خیریت......" فیصل نے قریب پہنچ کر سرگوشی کی۔

"میرا خیال ہے کہ اندر کوئی پہلے سے موجود ہے۔" شنکر نے مدھم آواز میں کہا۔

"ہمیں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"

"تمہیں کیوں کر شبہ ہوا کہ اندر کوئی موجود ہے۔" تیمور نے سوال کیا۔

"میں نے ایک سائے کو تیزی سے اندر کی سمت جاتے دیکھا تھا۔" شنکر نے بڑی خوبصورتی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "ممکن ہے وہ محض میرا شبہ ہو لیکن......"

ٹھیک اسی وقت اندر سے کسی پتھر کے گرنے کی آواز سنائی دی ' اندر جو بھی موجود تھا شاید اس نے ان کی سرگوشیاں سن لی تھیں' خطرہ قریب محسوس کر کے اس نے غالباً تاریکی میں اپنی پوزیشن تبدیل کرنے کی کوشش کی اور کسی پتھر سے ٹکرا گیا پھر ایک ہلکی سی کراہ بھی سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی شنکر نے تیز اور قدرے بلند آواز میں کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو سامنے آ جاؤ ...... ہم تمہیں دیکھ چکے ہیں۔" اپنا جملہ مکمل کرتے ہی وہ اچھل کر ایک چٹان کی آڑ میں ہو گیا۔

اندر دوبارہ سناٹا طاری ہو گیا' شنکر چند ثانئے تک انتظار کرتا رہا پھر اس نے کچھ سوچ کر انگریزی زبان میں کہا۔

"اگر تم مقامی نہیں ہو تو ہمیں اپنا دوست ہی سمجھو......"

"تمہارا نام کیا ہے......" اندر سے ایک سہمی ہوئی زنانہ آواز سنائی دی تو شنکر کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' وہ مونیکا کی آواز پہچان چکا تھا۔

"میں شنکر ہوں ...... باہر آ جاؤ......"

دوسرے ہی لمحے مونیکا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر آئی تو فیصل اور تیمور اٹھ کھڑے ہوئے' جاوید اور ڈاکٹر بھی اٹھ کر قریب آ گئے۔

"تم .... یہاں کیسے۔" سب سے پہلے روپا نے اسے مخاطب کیا۔

"کیا تم تنہا ہو یا تمہارے ساتھ اندر کوئی اور بھی ہے......" شنکر نے تیزی سے سوال کیا۔

"میں تنہا ہوں......" مونیکا نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے جواب دیا پھر بولی۔ "پہلے میں سمجھتی تھی کہ شاید سردار پوبا ہوگا لیکن تمہاری تعداد زیادہ تھی اس لئے میں نے سامنے آنے میں دانشمندی نہیں سمجھی......"

"سردار پوبا......" شنکر نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا پوبا نے تمہیں یہاں چھپا رکھا تھا۔"

"ہاں .... اس کا خیال تھا کہ ممکن ہے گابا مقدس زاریا کے سلسلے میں اسے چیلنج کر دے گا۔"

"لیکن تم......"

"مجھے خود حیرت ہے کہ وہ اچانک مجھ پر اس قدر مہربان کس طرح ہو گیا۔" مونیکا بولی۔ "دو روز پہلے کی بات ہے' اس روز شاید تم زاریا کے سحر کا توڑ کرنے آنے والے تھے .... پوبا اسی روز مجھے پہلی بار اپنے ساتھ یہاں لایا تھا .... اس روز وہ مجھے یہ جگہ دکھا کر .... واپس لے گیا تھا پھر وہ تین روز بعد دوبارہ یہاں لا کر چھوڑ گیا' وہ ہر رات مجھ سے ملاقات کرنے آتا تھا' آج بھی قدموں کی آہٹ سن کر پہلے میں یہی سمجھی تھی کہ شاید وہی ہو لیکن........"

"کیا اس نے تمہیں بتایا تھا کہ اگر وہ اچانک تمہارے پاس آنا جانا بند کر دے تو تمہیں کیا کرنا ہوگا۔" شنکر نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے دریافت کیا۔

"ہاں .... پوبا نے کہا تھا کہ اگر کبھی اسے آنے میں دو تین روز سے زیادہ کی تاخیر ہو جائے تو پھر میں اس کا خیال دل سے نکال دوں اور .... لیکن ایک منٹ۔" وہ یکلخت چونک کر بولی۔ "کیا پوبا زندہ ہے یا گابا......" پھر وہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑ کر شنکر کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگی۔

"پوبا کا شبہ غلط نہیں ثابت ہوا .... وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"اوہ .... تو کیا گابا نے اسے مار ڈالا ......"

"پوبا نے اپنے مرجانے کی صورت میں تمہیں کیا وصیت کی تھی۔" شنکر نے پوچھا۔

"کیا تم جزیرے کی سمت واپس جاؤ گی؟"

"اب جو تمہاری مرضی ہو .... ویسے پوبا نے کہا تھا کہ اس کی موت کے بعد میں اس غار کے ایک راستے سے دوسری طرف نکل جاؤں۔" مونیکا نے کہا۔ "وہ علاقہ بھی سیاہ فام وحشیوں کا ہے لیکن سردار پوبا کا نام لینے کے بعد مجھے شوالا نامی ایک شخص سے پناہ مل سکتی تھی۔"

"شوالا......" شنکر اور فیصل کی زبان سے ایک ساتھ نکلا۔

"کیا تم نے یہ نام پہلے سن رکھا ہے......" مونیکا نے تعجب کا اظہار کیا۔

"نہیں......" فیصل نے جلد بازی سے جواب دیا پھر شنکر کی سمت دیکھنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ رات ہم اسی غار میں گزار دیں۔" شنکر نے اپنی ریڈیم ڈائل کی دستی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "آئندہ اقدام کے لئے ہم صبح ہونے کے بعد ہی کوئی آخری اور حتمی فیصلہ کریں گے۔"

پھر وہ مونیکا کے ساتھ غار کے اس حصے میں آ گئے جو بہت زیادہ کشادہ تو نہیں تھا لیکن وہ سب باآسانی وہاں سما سکتے تھے' مونیکا اور روپا ایکطرف چٹان سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں' تیمور' جاوید اور ڈاکٹر' شنکر اور فیصل کے ساتھ بیٹھ گئے' تھوڑی دیر تک ان کے درمیان ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر شنکر نے تجویز پیش کی کہ باقی رات وہ اس طرح گزاریں گے کہ دو آدمی غار کے باہر پہرہ دیں اور باقی لوگ آرام کریں' جاوید نے پہرہ دینے پر آمادگی کا اظہار کیا لیکن نکا نے اس کی پیشکش بڑی خوبصورتی سے رد کر دی پھر وہ اور فیصل پہرہ دینے کے بہانے غار سے باہر آ گئے۔ فیصل بھی یہی چاہ رہا تھا کہ شنکر کے ساتھ تنہائی میں گفتگو کر سکے' شوالا کا نام سننے کے بعد اس کی رگوں میں دوڑنے والے خون کی حدت اور رفتار تیز ہو رہی تھی چنانچہ باہر آتے ہی اس نے شنکر سے کہا۔

"مونیکا کا بیان اگر درست ہے تو پھر ہم شوالا کے جزیرے سے زیادہ دور نہیں ہیں۔"

"ہاں ' میرا خیال ہے کہ شوالا اور شاکا کی بستی یہاں سے تین میل سے زیادہ نہیں ہوگی۔"

"تم نے کیا سوچا ہے......"

"ہم چارے کے طور پر مونیکا ہی کو استعمال کریں گے۔" شنکر بولا۔ "پوبا نے بھی اسے یہی ہدایت دی تھی۔"

"کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم اپنی کامیابی کی خاطر ایک کمزور عورت کو استعمال کریں۔"

"محبت اور جنگ میں سب جائز ہے میرے دوست' ویسے کیا تم یقین کرو گے کہ بحری عقاب پر جو حادثے ہوئے ہیں اس کی ذمہ دار مونیکا اور را۔سن ہی تھے۔"

"نہیں........"

"مجھے آج بھی لوکارنا جیسے عظیم مجرم کی دیوانگی کا افسوس ہے۔"

"لیکن مونیکا نے ایسا کیوں کیا .... کیا محض مسافروں کے درمیان دہشت پھیلانے کی خاطر"

"نہیں........ مونیکا اور را۔سن دونوں کا مقصد جہاز کے دو مسافروں کو ان کے سفر سے باز رکھنا تھا۔" شنکر معنی خیز لہجے میں بولا۔ "اب کیا یہ بتانے کی ضرورت بھی باقی رہ جاتی ہے کہ وہ دونوں مسافر تم اور جاوید تھے۔"

"تمہاری باتیں مجھے الجھن میں مبتلا کر رہی ہی۔" فیصل نے حیرت سے کہا۔

"بھگوان کی کرپا ہی سمجھو جو میں تمہارے ساتھ تھا ورنہ صورتحال کچھ اور ہی ہوتی۔"

"ایک بات اب بھی میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔" فیصل نے کہا۔ "کیا شوالا کو اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ ہم اس کے اس قدر قریب پہنچ چکے ہیں' جب وہ سمندر پار رہ کر بھی مجھے موت سے ہمکنار کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس کی قوتوں نے تمہارے کہنے کی بموجب میرا سارا کاروبار تباہ کر دیا تو اب وہ اس قدر خاموش کیوں ہے .... کیا تمہارا خیال ہے کہ اس کی پراسرار نظریں ہماری نقل و حرکت سے باخبر نہیں ہوں گی۔"

"ممکن ہے شوالا کو اپنی شکتی پر ضرورت سے زیادہ ہی ناز ہو اس لئے اس نے خاموشی اختیار کر لی ہو۔" شنکر بولا۔ "ممکن ہے اس کی نظریں ہمیں دیکھ بھی رہی ہوں اور اسے ہماری آمد کا شدت سے انتظار بھی ہو .... شاکا اور ترشولی کے کارن تمہارا شبھ نام بھی اس کی بستی کے لوگوں کو معلوم ہوچکا ہو گا' شاید وہ تمام لوگوں کے سامنے تمہیں اپنے چرنوں تلے روند ڈالنے کے سپنے دیکھ رہا ہو"۔

"لیکن تم نے تو کچھ اور کہا تھا........"

"ہاں .... میں نے جو کہا تھا وہ اوش پورا ہو گا' میری ودیا اپرم پار ہے۔" شنکر نے پورے اعتماد سے کہا۔ "اور پھر تم یہ کیوں بھول رہے کہ یہ سیوک تمہارے ساتھ ہے .... تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا شوالا مجھے ترنوالے کی طرح ہڑپ کر جائے گا اور میں ہاتھ پیر باندھے خاموش رہوں گا؟"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ شوالا کی زندگی کا چراغ میرے یا تمہارے ہاتھوں گل ہوگا۔"

" کل کیا ہو گا یہ کیول بھگوان کے کوئی نہیں جانتا پرنتو میں اتنا پورے وشواس سے کہہ سکتا ہوں کہ تم مہان شکتی پراپت کرنے میں اوش سپھل ہو گے اور اس کے بعد........"

"اس کے بعد کیا ہوگا۔" فیصل نے اسے کریدنے کی خاطر تیزی سے دریافت کیا۔

"ابھی صرف کل پر دھیان رکھو میرے متر........ پرسوں کیا ہوگا یہ پرسوں پر چھوڑ دو۔"

"ترشولی کی قسمت کا فیصلہ ہوگا........"

"سب کچھ سیوک ہی سے پوچھ لو گے .... خود کچھ نہیں اگلو گے۔" شنکر کے لہجے میں کاٹ تھی۔

"میں سمجھا نہیں........"

"ابھی تک شنکر بھی نہیں سمجھ سکا' پرنتو میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ کوئی پوتر شکتی' تمہارے کوئی نیک منش یا مہاپرش ضرور ایسے ہیں جو درپردہ تمہاری سہائتا کر رہے ہیں۔" شنکر نے فیصل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "سچ بتاؤ پرنس' کیا تم کو نہیں معلوم کہ وہ دیوانہ کون تھا جس نے تمہیں سڑک کے بھیانک حادثے سے بچا لیا تھا؟ .... وہ کون سی شکتی تھی جس نے تمہیں اس سے آگے بڑھنے سے روک دیا جب تم شاکا کی آگیا کے انوسار اگر دس قدم اور آگے بڑھ گئے ہوتے تو شاید اس وقت اس دھرتی کے بجائے سورگ کی سیر کر رہے ہوتے۔"

"مجھے نہیں معلوم .... لیکن میں نے محسوس ضرور کیا ہے کہ کوئی غیبی قوت میری مدد کر رہی ہے۔"

"میں نے سفلی کے کارن اگر گند نہ کھائی ہوتی تو تمہاری غیبی طاقت کا کھوج بھی لگا لیتا۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں کہا پھر یکلخت کچھ سوچ کر بولا۔ "کیا وہ مالا اب بھی تمہارے پاس ہے جو دیوانے نے تمہاری گاڑی کی پچھلی سیٹ پر پھینک دی تھی۔"

"ہاں................" فیصل نے کچھ سوچ کر اقرار کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تم اسے دیکھنا پسند کرو گے"۔

"نہیں .... میں پوتر چیزوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتا' مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ اس مالا کا راز کیا ہے لیکن میری ودیا کہتی ہے کہ اس مالا کا ایک ایک دانہ تمہاری سہایتا کرے گا

...... اسے اپنے جیون سے بھی زیادہ سنبھال کر' رکھنا میرے متر' دیوی دیوتا ایسے ہی بلامقصد کسی کو کچھ دان نہیں کرتے ...... اس کے اندر بھی کوئی نہ کوئی راز ضرور ہوتا ہے جسے منش کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں ...... تم بہت بھاگوان ہو پرنس جو ابھی تک چھکے کے تمام نمبر تمہارے حق میں الٹ پلٹ رہے ہیں ...... تم کیا ہو...... یہ تم بھی نہیں جانتے۔"

"شنکر......" فیصل نے تھوڑے توقف کے بعد پوچھا۔

"کیا تم مجھے اس طاقت کے بارے میں کچھ بتاؤ گے جو مجھے ملنے والی ہے؟ ...... وہ کیا چیز ہوگی؟ ...... کہاں ہوگی؟ اور میں اسے کس طرح حاصل کر سکوں گا؟"

"دھیرج سے کام لو میرے دوست' اتنی جلدی بھی کیا ہے......"

"کیا تم مجھے قبل از وقت اس طاقت کے راز سے آگاہ نہیں کرنا چاہتے؟"

"مجھے پہلے وہاں تک پہنچ لینے دو' پھر تمہیں سب کچھ بتا دوں گا؟"

"آئی سی......" فیصل نے شنکر کو گھورتے ہوئے پرخیال انداز میں کہا۔ "کہیں وہ طاقت بھی تم میرے ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش تو نہیں کر رہے ...... میرا مطلب ہے کہ ممکن ہے وہ بھی کوئی پوتر چیز ہو جسے تم براہ راست ہاتھ لگانے سے ڈرتے ہو......"

"دوستوں کا حساب دل میں ہوتا ہے۔" شنکر نے جلدی سے گول مول لہجے میں جواب دیا۔ "اگر ایسی بھی کوئی بات ہوئی تو مل جل کر بٹوارہ کر لیں گے۔"

"گابا کے بارے میں تم نے کسی خیال کا اظہار نہیں کیا۔" فیصل نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ "کیا ہوش میں آنے کے بعد وہ ہماری تلاش میں اپنے آدمی نہیں روانہ کرے گا......"

"ضرور کرے گا لیکن اس کے آدمی ہمیں نہیں پا سکیں گے۔"

"روپا سے تمہارا اصل تعلق کیا ہے۔" فیصل نے دبی زبان میں دریافت کیا۔

"بالکل ویسا ہی سمجھ لو جیسا تمہارا اور ترشولی کا ہے۔" شنکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "روپا بھی میرے جیون میں بس ہوا کے ایک نرم جھونکے کی طرح داخل ہوئی تھی' مجھے وہ اچھی لگی میں نے اپنے من مندر کے کواڑ بند کر لئے تب سے وہ میرے دل میں بس کر رہ گئی ہے۔"

"کیا روپا کو اندازہ ہے کہ تم اس سے کسی قسم کا کام لیتے رہتے ہو۔"

"نہیں ...... بہت ساری باتیں ایسی ہیں جو اس کے فرشتوں کو بھی نہیں معلوم' میں نے اپنی کالی شکتیوں سے اس کے سوچنے سمجھنے کی قوت اپنے قبضے میں کر رکھی ہے

...... وہ کیول اتنا جانتی ہے کہ میں اس کا پریمی ہوں' میری آگیا کے انوسار وہ اپنا جیون بھی بلیدان کر سکتی ہے۔"

"اور اگر میں تمہارا بھانڈا پھوڑ دوں تو......"

"وہ وشواس نہیں کرے گی اور اگر تم نے کبھی ایسا کرنا چاہا تو پھر ہماری دوستی دشمنی میں بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔"

فیصل نے چونک کر شنکر کی جانب دیکھا' شنکر کے ہونٹوں پر بڑی شیطانی مسکراہٹ کھیل رہی تھی پھر اس سے پیشتر کہ فیصل اسے کریدنے کی کوشش کرتا غار کے اندر سے ابھرنے والی مونیکا کی چیخ نے دونوں ہی کو اپنی طرف متوجہ کر لیا' مونیکا کی کربناک چیخ کی آواز کے ساتھ ہی دوسرے لوگوں کی ملی جلی چیخ کی آوازیں بھی سناٹے کے دوش پر دور تک تیرتی چلی گئی تھیں ...... شنکر اور فیصل تیزی سے اندر کی جانب لپکے تھے ......!!

○

آہستہ آہستہ صبح صادق کے آثار نمودار ہونے لگے تھے' کمبا کو گئے دو گھنٹے سے زیادہ ہو گئے تھے' شوالا کا غصہ بتدریج بڑھ رہا تھا' وہ تین چار گھنٹوں سے متواتر نشے کی حالت میں تھا لیکن ابھی تک ذہنی طور پر پوری طرح حاضر تھا' ناگری بدستور اس کے سامنے سہمی سہمی کھڑی تھی' تھوڑے تھوڑے وقفے سے شوالا اس کی طرف دیکھ کر لکڑی کا مگ بھرنے کو کہتا اور وہ مشینی انداز میں لپک کر جلدی سے اس کے حکم کی تعمیل کر کے دوبارہ اپنی جگہ جا کھڑی ہوتی' شوالا کی نظریں بار بار اپنی دستی گھڑی کی جانب اٹھ رہی تھیں۔

"کہاں مر گیا کمبا......" اچانک اس نے ناگری کو گھورتے ہوئے سخت آواز میں دریافت کیا۔

"وہ راگھو کے ساتھ گیا ہے۔" ناگری جلدی سے بولی۔ "ہو سکتا ہے لڑکی نے اپنی جگہ تبدیل کر دی ہو اور وہ اسے تلاش کر رہے ہوں۔"

"نہیں......؟" شوالا گرج کر بولا۔ "راگھو میرا دست راست ہے' وہ کچی گولیاں کھیلنے کا عادی نہیں اور کمبا ...... وہ درندوں کا درندہ ہے آج تک وہ کسی مہم سے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹا۔"

"ممکن ہے وہ واپسی کے راستے پر ہوں۔"

"ہاں .... ہوسکتا ہے۔" شوالا نے ایک گھونٹ حلق کے نیچے اتارتے ہوئے کہا۔
"ناگری .... تو جانتی ہے مونیکا کون ہے؟؟"
"نہیں......."
"وہ بھی میری زر خرید غلام ہے لیکن مجھے نہیں جانتی .... ہا ہا....... ہا ہا ہا....... نہیں جانتی' شوالا کو نہیں جانتی لیکن اب....... اب وہ جان لے گی کہ شوالا کسی انسان کا نہیں ایک زلزلے اور ایک طوفان کانام ہے جو جوش میں آتا ہے تو......."شوالا ایک ہچکی لے کر خاموش ہو گیا' ناگری کو شدید غصے سے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔ "تو .... تو مجھ سے دور دور کیوں کھڑی ہے .... کیا شوالا سے تیرا دل بھر گیا یا......."
"نہیں شوالا نہیں......." ناگری نے سہم کر جواب دیا پھرزبردستی ہونٹوں پر ایک تبسم جگاتی اس کے قریب آگئی۔
"جنگلی بلی......."شوالا نے جھپٹ کر ناگری کی دراز زلفوں کو پوری شدت اور قوت سے اپنے الٹے ہاتھ میں دبوچا تو وہ کراہ کر دوہری ہو گئی' اس کے چہرے پرپل بھر میں موت کی سیاہی طاری ہو گئی' شوالا نے اسے خونخوار مگر نشیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "کبھی تو جنگلی بلی سے بھی زیادہ تیز طرار اورشوخ و چنچل تھی لیکن اب .... اب تجھے دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ چڑھ جانا چاہئے' شوالا کا یہی دستور ہے' جب اس کا دل کسی جنگلی بلی سے بھر جاتا ہے تو وہ اسے دیوتا کے قدموں میں قربان کردیتا ہے .... جانتی ہے تو .... جس دن ترشولی نے میرے سلسلے میں ہاں کر دی میں اسی رات تجھے عظیم دیوتا کے مقدس قدموں میں اپنے ہاتھ سے قربان کردوں گا......."
"تم .... تم مونیکا کے بارے میں بتا رہے تھے۔" ناگری نے اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی خاطر کربناک انداز میں کہا "کون ہے......."
"وہ .... وہ جنگلی بلی کا خونخوار بچہ ہے .... ہیروں کے تاجر راڈرک نے مجھ سے یہی کہا تھا۔" شوالا نے اس کی کربناک آواز سے محظوظ ہونے کی خاطر اپنی گرفت اور تنگ کرتے ہوئے ایک لمبا گھونٹ معدے میں منتقل کیا پھر ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔
"ترشولی کی پسند کا منحوس نام معلوم ہے تجھے .... کون ہے وہ؟؟"
"پرنس فیصل......."
"پرنس نہیں .... گدھے کا بچہ کہو۔" شوالا یکلخت آپے سے باہر ہو گیا' اس نے بال چھوڑ کر الٹا ہاتھ لہرایا تو ناگری تیورا کر زمین پر ڈھیر ہو گئی' ضرب ہلکی ہونے کے باوجود

اتنی شدید تھی کہ اس کے ہونٹ پھٹ گئے تھے .... شوالا تیزی سے لہراتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے تیور اچانک ہی خطرناک ہو گئے تھے' وہ چند ثانئے تک کسی آدم خور درندے کی مانند ناگری کو پھاڑ کھانے والی نظروں سے گھورتا رہا پھر حقارت سے بولا۔ "میں نے تجھے دیوتا کی قربانی کے لئے مخصوص کر دیا ہے اس لئے چھوڑ رہا ہوں لیکن یاد رکھ .... پھر میرے سامنے کبھی میرے رقیب کو پرنس کے نام سے یاد نہ کرنا .... کیا سمجھی۔"
"سمجھ گئی......."ناگری نے خوفزدہ لہجے میں کہا پھر تیزی سے اٹھ کر لکڑی کا مگ بھرنے لگی۔
"میں نہیں چاہتا تھا کہ فیصل اوراس کے ساتھیوں کے خون سے میرا ہاتھ سرخ ہو چنانچہ میں نے راڈرک کے ایما پر کچھ لوگوں کو بحری عقاب پران کے پیچھے لگا دیا تھا لیکن......."شوالا نے ہاتھ ملتے ہوئے کرخت آواز میں کہا۔ "ترشولی کو چاہنے والے بدنصیب کی موت میرے ہاتھوں لکھی تھی اس لئے وہ بچتا رہا پھر طوفان نے ان کا جہاز غرق کر دیا اور دیوتاؤں کی مرضی انہیں گھسیٹ کر میرے قریب لے آئی .... مونیکا ان آدمیوں کی سربراہ تھی جنہیں فیصل اور اس کے ساتھیوں کو ختم کرنے کے لئے مامور کیا گیا تھا۔"
"کیا .... فیصل اور اس کے ساتھی بھی اس جزیرے پر موجود ہیں۔"
"ہاں .... مونیکا ان کے ساتھ تھی لیکن وہ اسے اپنے دشمن کی حیثیت سے نہیں جانتے۔"
"اب فیصل کی موت مقدس شوالاکے ہاتھوں یقینی ہے۔" ناگری بولی۔ "اس کے بعد ترشولی تیرے قدموں میں ہوگی۔"
"اور تو دیوتا کے قدموں میں......."شوالا زہر خند سے بولا ....
"ناگری تیری خوشی کی خاطر موت کو بھی ہنستے کھیلتے گلے لگا لے گی لیکن......."
"جب تو فیصل کو ختم کر سکتا تھا تو پھر اسے جزیرے تک آنے کا موقع کیوں دیا۔" ناگری نے کہا۔ "دشمن کو حقیر سمجھنا میرے نزدیک حماقت ہی ہے۔"
"تو ٹھیک کہتی ہے .... اس کے بچنے میں ایک بدذات ہندو شنکر کا ہاتھ شامل ہے' وہ بھی جزیرے پرموجود ہے اور اب .... اب عظیم شاکا اور ترشولی کے علاوہ پورے جزیرے کے لوگ میرے ہاتھوں ان کی عبرتناک موت کا تماشہ دیکھیں گے .... شوالا ان پر بجلی بن کر ٹوٹے گا اور ان کے وجود کوجلا کر راکھ کردے گا .... فیصل کی کھوپڑی کو میرے دروازے پر سب سے اونچا مقام دیا جائے گا تاکہ آئندہ کوئی شوالا سے ٹکرانے کی جرات نہ

کر سکے۔"

ٹھیک اسی وقت کمبا ہانپتا ہوا کمرے میں داخل ہوا' اس نے مونیکا کو بے ہوشی کی حالت میں اپنے کاندھوں پر لاد رکھا تھا' راگھو اس کے پیچھے پیچھے تھا' شوالا نے مونیکا کو اپنے رحم و کرم پر دیکھا تو ایک ہی گھونٹ میں مگ حلق میں انڈیل لیا پھر کمبا سے بولا۔

"اسے زمین پر آرام سے لٹا دو ...... خبردار' اسے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔"

کمبا نے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر بے ہوش مونیکا کو کاندھوں سے اتار کر زمین پر لٹا دیا پھر قدموں پر کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

"کمبا ...... غوبالی گورا ...... (کمبا' غار کی طرف واپس جا رہا ہے)۔"

"کیوں......"شوالا نے اسے غور سے گھورا۔

"مقدس شوالا......"راگھو نے آگے بڑھ کر کہا۔ "کمبا نے مونیکا کے ایک ساتھی کا پیٹ پھاڑ دیا ہے اور اب یہ اس کی آنتیں کھانے کی خاطر دیوانہ ہو رہا ہے......"

"کون تھا وہ......"شوالا نے چونک کر سوال کیا پھر آنکھیں بند کر لیں' کچھ دیر تک وہ آنکھیں بند کئے کھڑا رہا پھر آنکھیں کھول کر بولا "ٹھیک ہے' وہ میرا شکار نہیں تھا......"

"کمبا کے لئے کیا حکم ہے......؟" کمبا نے اپنی زبان میں دریافت کیا۔

"نہیں ...... تو وہاں واپس نہیں جائے گا ...... وہاں تیری موت تیری منتظر ہے۔"

"کمبا موت سے نہیں ڈرتا ...... مجھے وہاں جانے سے مت روکو۔" کمبا نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ کوٹتے ہوئے احتجاج کیا۔

"نہیں ...... تو نہیں جائے گا۔" شوالا زور سے چلایا۔ "دفع ہو جا ...... جا ...... دور ہو جا میری نظروں کے سامنے سے۔"

کمبا نے ایک نظر شوالا کو دیکھا پھر حقارت بھری نظروں سے مونیکا کو دیکھتا ہوا باہر نکل گیا۔

"راگھو کے لئے کیا حکم ہے۔" کمبا کے جانے کے بعد راگھو نے پوچھا۔ "کیا میں ان لوگوں کو ٹھکانے لگا دوں۔"

"نہیں ...... انہیں آنے دے راگھو ...... اور سن' جال تیار کر لے۔" شوالا نے ہاتھ سینے پر مارتے ہوئے کہا۔ "وہ میرا شکار ہیں ...... انہیں پرندوں کی طرح جال میں پھانس کر شاکا کے حوالے کر دے ...... میں دیکھتا ہوں کہ شاکا ان کے لئے کیا حکم دیتا ہے۔"

"ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی اور بھی ہے......"راگھو کا لہجہ معنی خیز تھا "کیا

اسے بھی عظیم شاکا کی خدمت میں......"

"نہیں......"شوالا گرج کر بولا۔ "عظیم شاکا عمر کے معاملے میں بھی عظیم ہو چکا ہے' اسے خوبصورت لڑکیوں کے معاملے میں نہ الجھانا ...... خوبصورت لڑکیاں صرف شوالا کی امانت ہوتی ہیں ...... لڑکی کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہئے ...... کیا سمجھا۔"

"سمجھ گیا......"راگھو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر رخصت ہو گیا۔

شوالا آگے بڑھ کر زمین پر گھٹنے ٹیک کر بے ہوش مونیکا کے قریب بیٹھ گیا اور اسے یوں گھورنے لگا جیسے کوئی پجاری پوجا سے پہلے دیوی کا درشن کرتے وقت اسے عقیدت مند نظروں سے دیکھتا ہے ......

ناگری قریب کھڑی ہاتھ مل رہی تھی ......!!

○

غار میں گھپ اندھیرا تھا پھر وہ باہر سے آئے تھے اس لئے انہیں کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا لیکن ساتھیوں کی چیخ و پکار بہرحال ان کی قوت سماعت سے ٹکرا رہی تھی پھر سب سے پہلے روپا دوڑ کر شنکر سے لپٹ گئی اور خوف سے ہانپتے ہوئے بولی۔

"وہ ...... وہ درندہ مونیکا کو اٹھا لے گیا اور ڈاکٹر......"

"کیا ہوا ڈاکٹر کو......"فیصل نے اندھیرے میں گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے......"روپا کی آواز کپکپا رہی تھی۔

"درندہ کون تھا......"شنکر نے تیزی سے دریافت کیا۔

"ہم اسے ٹھیک سے نہیں دیکھ سکے لیکن......"روپا خوف سے لرزتے ہوئے بولی "بھگوان کے لئے مجھے چھپا لو' اگر وہ پھر آ گیا تو......"

"ہوش میں آؤ روپا" شنکر نے اسے تسلی دی "وہ فوری طور پر واپس نہیں آئے گا۔"

پھر تھوڑی دیر بعد وہ تاریکی میں دیکھنے کے قابل ہو گئے ڈاکٹر کی حالت دیکھنے کے بعد ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے' وہ ابھی تک اکھڑی اکھڑی سانسیں لے رہا تھا لیکن بظاہر اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی' اس کا پیٹ اس طرح چاک تھا جیسے کسی سفاک قاتل نے نہایت اطمینان اور سکون سے اسے کاٹا ہو' اس کی آنتیں پیٹ سے باہر نکلی ہوئی تھیں' وہ موت اور زیست کی کشمکش کے دوران اپنے ساتھیوں کو بڑی حسرت بھری

نگاہوں سے دیکھ رہا تھا' ڈاکٹر تھا اس لئے اس نے کمزوری کے باوجود اپنی آنتوں کو کمزور ہاتھوں کی گرفت میں سمیٹ رکھا تھا۔

"تم ...... مایوس نہ ہو ڈاکٹر' خدا بہتر کرے گا۔" فیصل نے اسے جھوٹی تسلی دینے کی کوشش کی۔

"میں نے ...... مونیکا کو ...... بچانے کی کک ...... کوشش کی تھی لل لیکن......"

"تم بولنے کی کوشش مت کرو۔" شنکر بولا۔

"نن نہیں ...... اب تم لوگ ...... مجھے بچا نہیں ...... سکو گے۔"

"مایوسی گناہ ہے ڈاکٹر...... ہمت سے کام لو۔" تیمور بولا۔

"میرا ایک کام ......کک ...... کرو ...... او گے۔" ڈاکٹر نے نہایت کمزور آواز میں تیمور سے ہی کہا ......

"تم حکم دو ڈاکٹر......"

"میری لاش کو اٹھا کر ...... روغ ...... غغ ...... او ......"خون کی الٹی اتنی شدت سے آئی کہ ڈاکٹر اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا' اس نے آخری بار پتھرائی ہوئی نظروں سے شنکر کو دیکھا پھر اس کی گردن ایک سمت ڈھلک گئی' آنتوں پر اس کی گرفت بھی ڈھیلی پڑ چکی تھی' تیمور نے ہمت سے کام لیا اور ڈاکٹر ہی کے قمیص کا دامن کھینچ کر اس کا چہرہ ڈھانک دیا۔" اس کا کھلا ہوا پیٹ اور زمین پر بکھی ہوئی آنتیں نہایت کریہہ اور عبرتناک منظر پیش کر رہی تھیں تھوڑی دیر تک وہ گم صم بیٹھے اپنے ساتھی کی افسوسناک موت پر دل ہی دل میں ماتم کرتے رہے پھر شنکر نے کہا ......

"میرا مشورہ ہے کہ ڈاکٹر کو یہیں چھوڑ دیا جائے۔"

"کیا مطلب......"جاوید نے جذباتی لہجہ اختیار کیا۔" کیا ایک مسلمان کی لاش کو اس طرح بے گورو کفن لاوارث پھینک دیا جائے۔"

"عقل سے کام لو میرے دوست!" شنکر نے مدھم آواز میں سمجھایا۔ "یہاں تمہیں کوئی ایسی چیز نہیں ملے گی جس سے تم مرنے والے کی قبر تیار کر سکو نہ اتنا کپڑا میسر آئے گا جو کفن کے کام آ سکے............"

"میرا مشورہ ہے کہ لاش کو سمندر میں بہادیا جائے۔" تیمور نے کہا۔ "بحری سفر میں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں لاش کو پتھروں کے انبار کے نیچے دفن کر دینا چاہئے۔" فیصل نے مشورہ دیا تو جاوید نے اثبات میں سر کو جنبش دے کر اس کے فیصلے کی تائید کر دی' اس کے بعد وہ ڈاکٹر کی لاش کو اٹھا کر باہر لے آئے جہاں صبح صادق کے آثار رات کی تاریکی پر آہستہ آہستہ غالب ہو رہے تھے' ڈیڑھ گھنٹے کی کوششوں کے بعد وہ ڈاکٹر کو ایک پتھریلی قبر کے نیچے چھپانے میں کامیاب ہو گئے تھے' شنکر نے اس کام میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا روپا نے بھی سب کا ہاتھ بٹانے کی حتی الامکان کوشش کی۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ ایک بار پھر سرجوڑے بیٹھے تھے غار اب پوری طرح روشن ہو چکا تھا' شنکر نے ان پیروں کے ایک دونشانات کو بہت غور سے دیکھا جو کسی انسان اور بن مانس سے ملتے جلتے تھے۔ روپا بدستور سہمی ہوئی تھی اور سب کی موجودگی کے باوجود شنکر سے لگی بیٹھی تھی' اس کی نظریں خوف زدہ انداز میں بار بار اسی جانب اٹھ رہی تھیں جدھر سے اس نے تاریکی میں اس عفریت کو آتے اور مونیکا کو اٹھا کر فرار ہوتے دیکھا تھا' وہ بظاہر اتنی ہی چوڑی خلاء تھی جس میں سے دو تین آدمی بیک وقت گزر سکتے تھے۔

"مجھے اب تک اپنی قوت بصارت پر یقین نہیں آ رہا۔" جاوید نے گفتگو کی ابتداء کی "ہم آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے' مونیکا اور روپا ہم سے بمشکل چارپانچ قدم کے فاصلے پر تھیں جب اچانک وہ انسان نما درندہ نمودار ہوا لیکن اتنی خاموشی اور عیاری کے ساتھ کہ اگر مونیکا کی چیخ نہ سنائی دیتی تو شاید ہمیں اس کی آمد کا علم بھی نہ ہوتا۔"

"کیا مطلب ...... کیا وہ زمین پر رینگتا ہوا داخل ہوا تھا۔" شنکر نے سوال کیا۔

"میرا یہی خیال ہے۔" جاوید نے کہا۔ "مونیکا کے ساتھ ہی روپا کی کربناک چیخ کی آواز ابھری تھی پھر ہم نے پہلی بار اس درندے کو دیکھا جو مونیکا کو کندھے پر ڈالے واپس جا رہا تھا ...... سب سے پہلے ڈاکٹر نے اس پر جست لگائی تھی لیکن اس نے ڈاکٹر کو اتنی آسانی سے ہاتھ مار کر اچھال دیا جیسے وہ ربڑ کی گیند سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا پھر اس سے پہلے کہ ہم مزید کوئی مزاحمت کرتے وہ بندروں کی طرح جست لگاتا اس خلاء کی دوسری طرف نکل گیا ...... ڈاکٹر کی کیفیت کا اندازہ ہمیں اس کے نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد ہی ہو سکا تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ اس بن مانس نے ایک ہاتھ میں چاقو تھام رکھا تھا تاکہ خطرے کی صورت میں اپنا دفاع کر سکے۔" تیمور نے اظہار خیال کیا

"اگر وہ بن مانس ہی تھا تو چاقو کے بجائے وہ پیٹ چاک کرنے کا کام اپنے نوکیلے پنجوں

سے بھی کر سکتا تھا۔" شنکر بولا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا بہرحال اس کے جسم پر بڑے بڑے بال تھے اور وہ حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔"

"ڈاکٹر کو مارنے کے بعد اس نے اپنے حلق سے خرخراہٹ کی بڑی بھیانک آواز نکالی تھی۔" روپا نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ "انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ دوسروں کو اپنی دہشت سے خوفزدہ کرنا چاہتا ہو۔"

"لیکن مونیکا ہی کیوں......" شنکر نے سوال کیا۔

"کیا مطلب......" فیصل نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"اگر وہ کوئی آدم خور بن مانس یا اس سے ملتا جلتا کوئی درندہ تھا تو مردوں پر بھی حملہ کر سکتا تھا...... میرا مطلب ہے غار کے جس دہانے سے وہ اندر داخل ہوا اس کے نزدیک ڈاکٹر جاوید اور تیمور تھے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا...... وہ رینگتا ہوا عورتوں کی جانب گیا پھر ان دونوں میں سے ایک کو کندھے پر لادنے کے بعد وہ اٹھ کر بھاگا تھا۔"

"یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔" تیمور نے کہا۔ "ہم پوری طرح بیدار تھے لیکن ہماری نظریں اس وقت اس پر پڑی تھیں جب مونیکا کی چیخ بلند ہوئی اور وہ اٹھ کر واپسی کے لئے لپکا تھا۔"

"اگر ڈاکٹر نے مزاحمت نہ کی ہوتی تو شاید وہ ہماری طرف توجہ بھی نہ دیتا۔" جاوید نے تیمور کی رائے سے اتفاق کیا۔

"لیکن عورت ہی کیوں اس کا نشانہ بنی۔" فیصل نے شنکر سے پوچھا۔

"میں بھی اسی نکتے پر غور کر رہا ہوں۔" شنکر نے جواب دیا پھر چونک کر بولا۔ "ہو سکتا ہے وہ کوئی پالتو درندہ رہا ہو جس کو صرف عورتوں کو شکار کرنے کی خاطر ٹرینڈ کیا گیا ہو......"

"میں سمجھا نہیں......" تیمور نے حیرت کا اظہار کیا۔

"ایک بار گابا نے دبی زبان میں مجھ سے ذکر کیا تھا کہ پڑوسی قبیلے کا نائب سردار حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے اور کچی شراب اور خوبصورت عورتیں اس کی سب سے بڑی کمزوری ہیں۔"

"کیا ہم صرف باتیں کرتے رہیں گے" اس بار روپا نے سنجیدگی سے کہا "ہمیں مونیکا کے لئے کچھ کرنا چاہئے...... ہمارا کوئی ترنت قدم (فوری اقدام) اسے موت کے منہ سے بچا سکتا ہے لیکن دیر ہو جانے کی صورت میں......"

"دھیرج سے کام لو روپا رانی...... میں ابھی معلوم کئے لیتا ہوں کہ مونیکا پر کیا بپتا ٹوٹی ہے۔" شنکر نے معنی خیز انداز میں کہا پھر آلتی پالتی مار کر بیٹھا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں......!!

○

ترشولی نے ناگری کو سامنے دیکھا تو اس کی پیشانی پر بل آ گئے، کبھی وہ ناگری کو بہت پسند کرتی تھی، دونوں میں بہت گاڑھی چھنتی تھی لیکن جب سے شوالا نے اسے اپنے لئے پسند کیا تھا اور اس کی گردن کے اوپر عقرب دیوتا کا نشان داغا تھا ناگری صرف اس کے گن گانے لگی تھی، ترشولی اسے برداشت کرتی رہی لیکن جب ناگری نے بھی شوالا کی طرف داری میں اسے فیصل کا خیال دل سے نکالنے کی نصیحت کی تو اسے اس سے بھی نفرت ہو گئی اس نے ناگری سے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ اگر وہ فیصل کے خلاف ہے تو اس سے ملنا بند کر دے، تب سے دونوں کا میل جول تقریباً ختم ہو گیا تھا چنانچہ اس وقت ناگری کو اپنے مقابل دیکھ کر اس کی پیشانی کا شکن آلود ہو جانا کوئی تعجب خیز بات نہیں تھی۔

"تم......" ترشولی نے تیکھے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"ہاں...... میں تمہارے لئے ایک خوشخبری لائی ہوں۔"

"کیا شوالا نے میرا خیال دل سے نکال دیا۔" ترشولی نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"نہیں......" ناگری سپاٹ آواز میں بولی "شوالا بدستور اپنی ضد پر قائم ہے۔"

"کیا تو یہی خوشخبری سنانے آئی ہے۔"

"میں تمہیں فیصل کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں۔" ناگری نے سنجیدگی سے کہا۔ "کیا تم یقین کرو گی کہ وہ اسی جزیرے پر ہے اس کے ساتھ اس کے کچھ ساتھی بھی ہیں۔"

"شوالا کی کوئی نئی چال......؟" ترشولی نے اسے مشکوک نظروں سے گھورا۔

"تم چاہو تو اپنے ذرائع سے تصدیق کر سکتی ہو...... ابھی کچھ دیر پیشتر شوالا نے کمبا اور راگھو کے ذریعے ان کی ایک ساتھی مونیکا کو اٹھوا لیا ہے راگھو بتا رہا تھا کہ کمبا نے ان کے کسی ساتھی کا پیٹ بھی چاک کر دیا ہے لیکن وہ فیصل نہیں تھا۔"

ناگری نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "شوالا کا کہنا ہے کہ شنکر نامی کوئی ہندو فیصل کی مدد کر رہا ہے۔"

"ناگری .... تو شاید بھول رہی ہے کہ تیرے چہرے پر عقرب دیوتا کانشان موجود ہے' تو شوالا کی منظور نظر ہے جبکہ میں اس سے شدید نفرت کرتی ہوں اور شوالا اس بات کو پسند نہیں کرے گا کہ تو اس کی راز کی باتیں اس کے دشمن کو بتائے۔"

"شوالا........" ناگری نے نفرت سے کہا پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ "اب اس کا دل ناگری سے بھر چکا ہے' ابھی اس نے مجھے بھی خوشخبری سنائی تھی .... جس روز تو شوالا کے سلسلے میں ہاں کر دے گی' اس رات وہ اپنی کامیابی کی خوشی میں مجھے بڑے دیوتا کے قدموں میں اپنے ہاتھوں سے قربان کر دے گا .... مجھے اپنی زندگی سے اب کوئی پیار نہیں رہا لیکن میں چاہتی ہوں کہ تو اپنے فیصل کو بچا لے........"

"کیا وہ خطرے میں ہے................"

"ہاں .... شوالا نے ایک شاطرانہ چال چلی ہے' اس نے راگھو کو حکم دیا ہے کہ وہ فیصل اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ کر عظیم شاکا کے روبرو پیش کر دے' شوالا دیکھنا چاہتا ہے کہ ایک سردار کی حیثیت سے شاکا پرنس فیصل کے حق میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔"

"اوہ .... یہ تو بہت بری خبر سنائی ہے تو نے........"

"شوالا صرف عیاش اور شرابی ہی نہیں .... اپنی ذات میں نہایت مکار اور عیار بھی ہے۔" ناگری نے حقارت سے کہا۔

"ناگری........" ترشولی نے اسے ٹوکا "آہستہ بول' اگر شوالا کو تیری باتوں کا پتہ چل گیا تو وہ تجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"اس وقت وہ مونیکا کی دھن میں مست ہے۔" ناگری زہرخند سے بولی۔ "کسی خوبصورت عورت کا قرب اسے اپنی موت سے بھی بے نیاز کر دیتا ہے' صبح تک وہ مدہوش ہی رہے گا................"

"کیا تجھے معلوم ہے کہ پرنس فیصل جزیرے کے کس حصے میں ہے؟"

"راگھو جانتا ہے .... تو کہے تو میں تیری خاطر راگھو کو شیشے میں اتار سکتی ہوں۔"

"ناگری .... میں تیرا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔" ترشولی نے کہا "تو صرف راگھو سے مجھے پرنس کا پتہ ٹھکانا لا دے۔ باقی کام میں کر لوں گی۔"

"میں تیرا یہ کام ضرور کروں گی لیکن ایک شرط پر۔" ناگری نے کہا "تو شوالا کے سلسلے میں کبھی ہاں نہ کرنا .... وہ انسان نہیں' درندے سے بھی زیادہ بدتر ہے .... ہاں' میں نے اسے بہت نزدیک سے دیکھا ہے' وہ اس قابل بھی نہیں کہ اس سے نفرت کی

جائے۔"

"تو مجھے پرنس کا کھوج لادے ناگری' پھر تو جو کہے گی میں وہی کروں گی۔"

"ٹھیک ہے .... میں ابھی راگھو سے سب کچھ معلوم کر کے آتی ہوں۔" ناگری نے فیصلہ کن لہجے میں کہا پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتی باہر نکلی لیکن دروازے سے پہلا قدم باہر نکالتے ہی یوں ٹھٹھک کر رک گئی جیسے کسی طاغوتی طاقت نے اس کے قدم جکڑ لئے ہوں' اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے شوالا کو دیکھا جو پوری طرح ہوش و حواس میں تیز' ہاتھ میں لئے سینہ تانے کھڑا اسے انتہائی سفاک اور خواخوار نظروں سے گھور رہا تھا........!!



شوالا کو خلاف توقع اپنے سامنے دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' شوالا کے تیور خطرناک تھے' اس کی آنکھوں میں شیطانی رقص ہو رہا تھا' ایک لمحے کو ناگری کو اپنی بصارت پر یقین نہیں آیا' وہ شوالا کو شدید مدہوشی کے عالم میں مونیکا کے قریب چھوڑ کر آئی تھی۔ اسے یقین نہیں تھا کہ شوالا مدہوشی کے عالم میں بھی اس قدر محتاط رہنے کا عادی ہو سکتا ہے لیکن اب پانی سر سے گزر چکا تھا' شوالا کے تیور اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ اسے ناگری اور ترشولی کے درمیان ہونے والی گفتگو کا علم ہو چکا ہے' وہ لازوال اور پراسرار قوتوں کا مالک تھا ممکن ہے طاغوتی قوتوں نے شوالا کواس سازش سے باخبر کر دیا ہو جو ناگری کے ذریعے ہونے والی تھی......

موت کو سر پر منڈلاتا دیکھ کر وہ سر تا پا لرز اٹھی' اسے معلوم تھا کہ شوالا خون سے ہولی کھیلنے کا عادی ہے' اس کی لغت میں رحم یا معاف کر دینے والے الفاظ نہیں تھے' اس کی آنکھوں میں رقص کرنے والی سفاکی اور درندگی بتا رہی تھی کہ وہ ناگری کے سلسلے میں کسی آخری اور خطرناک فیصلے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے...... وہ سہمی ہوئی خاموش کھڑی اپنے دل کی ڈوبتی دھڑکنوں کا شمار کرتی رہی اسے شوالا سے رحم کی توقع نہیں تھی البتہ ایک موہوم سی امید باقی تھی وہ بھی اس لئے کہ شوالا نے ترشولی کو حاصل کر لینے کے بعد اسے دیوتاؤں کے قدموں پر قربان کرنے کا فیصلہ کیا تھا......

کچھ دیر تک شوالا اسے سفاک اورخونخوار نظروں سے دیکھتا رہا پھراس کے تیور کا کھنچاؤ کم ہونے لگا۔

"ناگری......" اس نے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ "کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تو اس وقت ترشولی سے ملنے کیوں آئی تھی؟"

"مم ...... میں' اسے تیرے حق میں ہموار کرنا چاہتی تھی۔"

"پھر...... ترشولی نے کیا جواب دیا کیا وہ ہموار ہو گئی؟"

"ابھی اس نے کوئی آخری فیصلہ نہیں کیا۔" ناگری نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔

"تیرا کیا خیال ہے ...... وہ مجھے قبول کر لے گی؟"

"مم ...... میں کوشش کروں گی؟"

"کوشش سے کام نہیں چلے گا۔" شوالا نے الفاظ چباتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے گفتگو کی طرف اشارے کئے جو ناگری نے ترشولی سے کی تھی۔

"شوالا......" ناگری سہم کر بولی۔ "میں...... تجھ سے رحم کی درخواست کرتی ہوں۔"

"عیاش اور شرابی سے رحم کی درخواست کر رہی ہے...... تعجب ہے۔" شوالا نے طنزاً کہا۔

"میں ابھی مرنا نہیں چاہتی شوالا اس لئے......"

"اس لئے تو نے شوالا سے غداری کی جسارت کی۔" شوالا نے سرد آواز میں کہا۔ "کیا تو بھول گئی تھی کہ تیرے۔ پہرے پر عقرب دیوتا کا نشان موجود ہے؟"

"مجھے صرف ایک بار معاف کر دے شوالا......" ناگری نے گڑ گڑا کر کہا۔ "دوبارہ میں کبھی کوئی غلطی نہیں کروں گی۔"

"راگھو بھی تجھے فقیروں کی طرح للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے ...... تو نے یہ بات شوالا کو کبھی نہیں بتائی۔" شوالا نے اس کی بات نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ پھر سفاک لہجے میں بولا "تو نے ترشولی کے دل میں میرے خلاف زہربھر کر اپنی موت کو دعوت دی ہے ...... یاد کر تو نے کہا تھا کہ میں انسان نہیں درندہ ہوں ...... درندہ جس سے نفرت بھی نہیں کی جاتی ...... یاد کر۔"

"رحم شوالا ...... رحم"۔

"کمبا ...... کمبا ......" شوالا زور سے گرجا تو انسان نما بن مانس جو کہیں قریب ہی چھپا تھا اچھلتا ہوا سامنے آ گیا' ناگری پوری جان سے لرز رہی تھی' شوالا نے کمبا کو گھورتے ہوئے پوچھا ...... "کمبا' کیا تو انسان کی آنت کھانا پسند کرے گا۔"

جواب میں کمبا نے شوالا کو غور سے دیکھا پھر خوشی سے ناچنے لگا' اس کی للچائی ہوئی نظریں ناچتے ہوئے بار بار ناگری کی جانب اٹھ رہی تھیں' اب وہ شوالا کااشارہ سمجھ چکا تھا۔

"شوالا......" ناگری نے کپکپاتی آواز میں ایک آخری کوشش کی۔ "میں تجھے عقرب دیوتا کا واسطہ دیتی ہوں مجھے......"

"نہیں ......" شوالا خوفناک آواز میں بولا۔ "عقرب دیوتا کا مقدس نام اپنی گندی

زبان پر مت لا .... شوالا تیری موت کا فیصلہ کر چکا ہے۔"

پھر شوالا نے اشارہ کیا تو کمبا نے ایک ہی جست میں جھپٹ کر ناگری کو دبوچ لیا' وہ ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی' اس نے خود کو کمبا سے بچانے کی کوشش کی لیکن پھر جو کچھ ہوا وہ بڑا عبرتناک تھا' کمبا نے کسی کھلونے کی طرح ناگری کو ہاتھوں پر گھما کر زمین پر چاروں شانہ چت گرایا اور پل بھر میں اپنے تیز ناخنوں سے اس کا پیٹ چاک کر دیا .... ناگری کے حلق سے نکلنے والی آخری چیخ انتہائی کربناک تھی لیکن کمبا پر جنون سوار تھا۔

شوالا دور کھڑا حقارت بھری نظروں سے ناگری کی ادھڑی ہوئی لاش کو دیکھ رہا تھا

....

سب ہی کی نگاہیں شنکر پر مرکوز تھیں جو آلتی پالتی مارے آنکھ بند کئے بیٹھا تھا۔ بڑی دیر تک وہ اسی کیفیت سے دوچار رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں' اس کے چہرے پر بڑی طاغوتی مسکراہٹ ابھر رہی تھی۔

"کیا معلوم کیا تم نے ...." سب سے پہلے روپا ہی نے سوال کیا۔

"کوئی چنتا مت کرو' مونیکا خیریت سے ہے۔"

"تم شاید ہمیں جھوٹی تسلی دے رہے ہو۔" روپا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "اس درندے نے کتنی آسانی سے ڈاکٹر کا پیٹ چاک کر دیا تھا' مجھے شبہ ہے کہ اب تک اس نے مونیکا کو بھی ٹھکانے لگا دیا ہوگا۔"

"نہیں .... مونیکا پوری طرح محفوظ ہے۔" شنکر بولا۔ "وہ انسان نما بن مانس درندہ ضرور ہے لیکن میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔"

"کیا مطلب ...." تیمور نے سوال کیا۔

"پڑوسی قبیلے کے نائب سردار شوالا نے اس درندے کو پال رکھا ہے۔" شنکر نے فیصل کی سمت دیکھتے ہوئے جواب دیا "مونیکا اب شوالا کی تحویل میں ہے اور وہ درندہ ......"

"کیوں؟" جاوید نے شنکر کو کریدا۔ "تم درندہ کہہ کر خاموش کیوں ہو گئے؟"

"وہ درندہ شوالا کے اشاروں پر ناچتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ آدم خور بھی ہے۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "انسانی جسم کی آنتیں کھانا اس کی سب سے بڑی

کمزوری ہے .... اس نے ڈاکٹر کا پیٹ بھی غالباً" اسی مقصد کے لئے چاک کیا تھا لیکن مونیکا کو اٹھا لینے کی جلدی تھی۔"

"کیا .... کیا وہ واپس بھی آ سکتا ہے۔" روپا نے سہمے ہوئے انداز میں دریافت کیا اس کے ساتھ ہی وہ شنکر سے اور قریب ہو گئی۔

"نہیں .... شوالا نے روک دیا اسے' وہ اب ادھر آنے کی حماقت نہیں کرے گا۔"

"گویا شوالا کو یہاں ہماری موجودگی کی خبر ہو چکی ہے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں........" شنکر کا جواب مختصر تھا۔

"لیکن مونیکا ہی کیوں۔" جاوید نے کہا۔ "یہاں ہم لوگ بھی موجود تھے اور پھر بات اگر خوبصورت عورت کی تھی تو میرے خیال میں روپا' مونیکا سے زیادہ خوبصورت ہے۔"

"کیا اب تم مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" روپا نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ شوالا کو ہماری موجودگی کا علم بعد میں ہوا ہے۔" شنکر بولا۔ "جس وقت اس نے کمبا کو روانہ کیا تھا اس وقت اسے غار میں صرف مونیکا کی موجودگی کی اطلاع ملی ہو گی۔"

"کمبا کس کا نام ہے۔" روپا نے پوچھا۔

"شوالا نے اس درندے کا نام کمبا ہی رکھا ہے .... ممکن ہے وہ اسی نام سے جانا جاتا ہو۔"

"اب ہمارا آئندہ اقدام کیا ہوگا۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا پھر فیصل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم یہیں سے واپس لوٹ چلیں' مونیکا اور ڈاکٹر کا انجام ہمارے سامنے ہے' ہمارے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں ہے کہ ہم آدمخور درندوں کا شکار کر سکیں' خالی ہاتھوں موت کے منہ میں جانا کیا دانش مندی کے منافی نہ ہوگا۔"

"واپسی کے راستے بھی ہمارے اوپر گابا کی وجہ سے مسدود ہو چکے ہیں۔" فیصل نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "اس جزیرے تک طوفان کی بے رحم موجوں نے ہماری رہنمائی کی تھی' یہاں سے واپسی کے لئے بھی ہمیں کسی طوفان ہی کا مرہون منت ہونا پڑے گا۔"

"تمہارا کیا مشورہ ہے........" جاوید نے شنکر کی سمت سپاٹ نظروں سے دیکھا۔

"ہمیں نراش نہیں ہونا چاہئے۔" شنکر نے کہا۔ "میں نے آنے والے خطروں کو محسوس کر لیا ہے' واپسی کے راستے پر گابا اور اس کے ساتھی ہماری تلاش میں ہوں گے اور

آگے شوالا اور عظیم شاکا ہمارا منتظر ہے .... ہمیں سوچ بچار کے بعد ہی کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔

"تمہارے خیال میں کون سا راستہ زیادہ محفوظ ہوگا۔" تیمور نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم چونکہ اندھیروں میں دور تک دیکھنے کی طاقت رکھتے ہو اس لئے بہتر طور پر ہماری رہنمائی بھی کرسکتے ہو........"

"میری بات مانو گے تم......" شنکر نے تیمور کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کہو......"

"تم اور جاوید گابا کے جزیرے کی سمت واپس لوٹ جاؤ' وہاں ہمارے دوسرے ساتھی بھی ہیں' میں وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن ہو سکتا ہے کہ بھلائی کی صورت نکل ہی آئے......" شنکر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"کیا مطلب......" جاوید نے تیزی سے کہا۔ "کیا تمہارے خیال میں میرا اور تیمور کا آگے جانا مناسب نہیں ہوگا۔"

"روپا کی موجودگی میں کیا تمہیں کمبا نامی درندے سے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔" تیمور نے جرح کی۔

"میں روپا کی زندگی کی بھی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔" شنکر نے نہایت صاف گوئی سے جواب دیا۔ "روپا واپس جانا چاہے تو میں اسے بھی نہیں روکوں گا۔"

"کیا صرف تم اور فیصل محفوظ رہو گے؟" جاوید نے خشک لہجے میں دریافت کیا۔

"تمہاری ودیا ہمارے بارے میں کیا کہتی ہے۔" تیمور بولا "کیا ہمارے لئے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے"۔

"میں .... میں کسی قیمت پر تم سے علیحدہ نہیں ہوں گی۔" روپا نے جذباتی انداز میں کہا پھر پوری شدت سے شنکر کا بازو تھام لیا۔

"موت اور زندگی خدا کے اختیار میں ہے۔" فیصل نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا' "میرا خیال ہے کہ اب ہمیں ساتھ ساتھ ہی رہنا چاہئے۔"

"تمہاری جوتش ودیا کیا کہتی ہے۔" تیمور نے براہ راست شنکر سے سوال کیا۔ "ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"تم جو مرضی آئے کرو پر تو میرا فیصلہ اٹل ہے .... میں ہر قیمت پر روپا کے ساتھ آگے جاؤں گا۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔

"اس پراسرار طاقت کی تلاش میں جو تم فیصل کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہو؟" .... جاوید نے تیکھے انداز میں کہا۔ "کیا تمہیں امید ہے کہ تم اسے ہمارے بغیر حاصل کر لو گے؟"

"تم کس پراسرار طاقت کی بات کر رہے ہو۔" تیمور نے جاوید سے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم وقت برباد کر رہے ہیں۔" فیصل نے کہا۔

"اس ویران اور سنسان جزیرے میں ہمارے پاس ایک وقت ہی تو ہے جسے ہم بغیر کسی خطرے کے برباد کرسکتے ہیں۔" جاوید نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا پھر شنکر کو گھورنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ تم لوگ مجھ سے کوئی بات پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہو۔" تیمور نے فیصل کو مخاطب کیا۔ "کیا تم لوگ کسی پراسرار طاقت کی تلاش میں ہو؟"

"میں کسی پراسرار طاقت کی تلاش میں نہیں ہوں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے صرف شوالا کی تلاش ہے جس نے اپنی طاغوتی قوتوں کے ذریعے میری بے قصور ماں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا' جس نے شنکر کے کہنے کے مطابق میری تمام جائیداد اور سرمایہ کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کردیا ہے' میں شوالا سے ہر قیمت پر اپنا انتقام لینا چاہتا ہوں' خواہ اس کے لئے مجھے اپنی زندگی ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑے .... مجھے شاکا کی بھی تلاش ہے جس نے مجھے موت سے ہمکنار کرنے کی خاطر فریب کے خوبصورت جال بنے تھے .... اور اب .... جبکہ قسمت ہمیں شوالا کی بستی کے قریب لے آئی ہے میں کسی قیمت پر بھی واپسی کا تصور نہیں کرسکتا........"

"میں ایک دوست کی حیثیت سے آخری سانس تک تمہارے ساتھ رہوں گا۔" جاوید نے کہا پھر دوبارہ شنکر کو گھورتے ہوئے بولا۔ "تمہاری ودیا اگر میرے حق میں موت کی پیش گوئی کرتی ہے تو مجھے اس کی بھی کوئی پروا نہیں ہے۔"

"تم جذباتی ہو رہے ہو میرے متر......" شنکر نے کہا۔ "کیا کیا ہونے والا ہے یہ کیول بھگوان کے اور کوئی نہیں جانتا لیکن جوتش ودیا کا حساب کتاب بھی غلط نہیں ہوتا۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ حالات خواہ کچھ ہوں ہم ایک ساتھ ہی رہیں گے۔" تیمور نے مشورہ دیا۔

"تمہارا کیا فیصلہ ہے۔" جاوید نے فیصل سے دریافت کیا "کیا ہمیں آگے چلنا چاہئے؟"

"ہاں......" فیصل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو ہم بہت جلد شوالا کی بستی تک پہنچ جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے ...... میں تمہارے ساتھ ہوں۔" جاوید بھی کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

تیمور اور شنکر کے علاوہ روپا بھی اٹھ کھڑی ہوئی پھر فیصل کے اشارے پر شنکر نے اس راستے کی سمت قدم بڑھانا شروع کیا جس سے کمبا مونیکا کو لے گیا تھا ...... روپا نے بدستور شنکر کا بازو تھام رکھا تھا ......!!!

○

شاکا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا' ترشولی اسے ناگری کی زبانی معلوم ہونے والی تفصیل بتا رہی تھی پھر جب ناگری کی عبرتناک موت کا ذکر ختم ہوا تو شاکا اٹھ کر ٹہلنے لگا' اس کے تیور خطرناک ہو رہے تھے' ٹہلتے ٹہلتے وہ رکتا اور ہاتھ ملنے لگتا تھا' بوڑھا کاہن اعظم انگروما بدستور اپنی جگہ بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ کچھ دیر تک ماحول پر پراسرار خاموشی طاری رہی پھر شاکا نے پلٹ کر انگروما کی طرف دیکھا۔

"سن رہا ہے تو ...... شوالا میرا امتحان لینا چاہتا ہے ...... وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ عظیم شاکا فیصل اور اس کے ساتھیوں کے حق میں کیا فیصلہ کرتا ہے؟"۔

"شوالا صرف عظیم قوتوں کا مالک ہی نہیں بلکہ دوراندیش بھی ہے۔" انگروما نے کہا۔

"ایک سردار کی حیثیت سے تیرا فرض ہے کہ اجنبیوں کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جائے جو اب تک ہوتا چلا آیا ہے ...... فیصل کا معاملہ تیرے لئے سب سے زیادہ اہم ہے"۔

"میں ...... میں اسے کسی قیمت پر معاف نہیں کر سکتا۔" شاکا جھنجلا گیا۔ "پانی اب سر سے اونچا ہو گیا ہے لیکن شوالا ...... وہ میرا نائب ہونے کے باوجود میرے لئے مشکلات پیدا کر رہا ہے۔"

"کیا کاہن اعظم کو خصوصی اختیارات حاصل نہیں ہیں۔" ترشولی نے کہا۔ "شوالا کو اس کی حرکتوں کی سزا کے طور پر اس کے موجودہ عہدے سے سبکدوش بھی کیا جا سکتا ہے......"

"نہیں......" انگروما نے ترشولی کو تیز نظروں سے گھورا۔ "تیرے دل میں ابھی تک

فیصل کا خیال ہے اس لئے تیری کوئی بات قبول نہیں کی جا سکتی۔"

"شوالا نے ایک اجنبی لڑکی مونیکا کو اٹھوا کر اپنے پاس رکھا ہے ...... کیا کسی پردیسی لڑکی کو اس طرح پناہ دینا جزیرے کے مروجہ اصول کی خلاف ورزی نہیں ہے......"

"لڑکیوں اور عورتوں کا معاملہ کچھ اور ہے ...... تو نہیں سمجھ سکے گی۔"

"پھر میرا معاملہ بھی کچھ اور ہے......" ترشولی نے نفرت کا اظہار کیا۔ "میں نے بھی کوئی سنگین جرم نہیں کیا۔"

"لڑکی......" انگروما کا لہجہ سرد ہو گیا "کیا تو اپنی زبان بند نہیں رکھے گی؟"

"ڈیڈ......" ترشولی نے شاکا کو مخاطب کیا۔ "کیا جزیرے کا یہ دستور نہیں کہ شوالا سے مقابلہ کر کے جیتنے کی صورت میں کوئی دوسرا بھی میرا حقدار ثابت ہو سکتا ہے......"

"یہی دستور ہے......" کاہن اعظم نے کہا۔ "لیکن مقدس شوالا کے مقابلے میں کون اپنی موت کو دعوت دے گا؟"

"پرنس فیصل......" ترشولی نے تیزی سے جواب دیا۔ "جب موت ہی اس کا مقدر ہے تو پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مرنے سے فائدہ......؟ میں اسے شوالا سے مقابلے پر آمادہ کروں گی ...... میں دیوتاؤں کے حضور گڑگڑا کر اس کی فتح کی بھیک مانگوں گی۔"

"ترشولی......" شاکا حلق کے بل چلایا' اس کی نگاہوں سے نفرت کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔"

"ڈیڈ......" ترشولی نے تڑپ کر کہا۔ "اگر شوالا ہی میرا مقدر تھا تو پھر تم نے مجھے اس تہذیب میں سانس لینے کا موقع کیوں فراہم کیا جو آج میرے اور تمہارے لئے پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے ...... مجھے اس جزیرے میں پڑے رہنے دیا ہوتا جہاں تہذیب ہی تہذیب کے نام پر ایک بدنما داغ ہے ...... دوسری لڑکیوں کی طرح میں بھی سہمی ہوئی اور لرزتی کانپتی شوالا کی ہو جاتی' وہ مجھے درندوں کی طرح روندتا اور میں تمہاری تہذیب کے نام پر گھٹ گھٹ کر اندر ہی اندر مرتی رہتی......"

"ترشولی......" کاہن اعظم غصے سے لرزتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ "گستاخ ہو رہی ہے ...... اپنی زبان کو لگام دے۔"

"تو ...... تو میری مجبوری نہیں سمجھ سکے گی ترشولی۔" شاکا نے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا "میں بتاتا ہوں تجھے ...... دراصل تیری ماں کا تعلق بھی اس جزیرے سے نہیں تھا' وہ بھی اجنبی مسافروں کے ساتھ کسی طرح یہاں تک آ

گئی تھی' ہم نے مروجہ قانون کے تحت مردوں کو ٹھکانے لگا دیا تھا' تیری ماں مجھے اچھی لگی تھی اس لئے میں نے اسے اپنا لیا' وہ مجھے اپنا محسن سمجھ کر میری پوجا کرنے لگی' ہاں ترشولی .... وہ بہت اچھی تھی' میری کسی بات سے اس نے کبھی انکار نہیں کیا تھا .... اسی لئے میں بھی اس کی آخری خواہش پوری کرنے پر مجبور ہوگیا .... تیری پیدائش کے بعد وہ بہت بیمار رہنے لگی تھی' کوئی موذی مرض اس کی ہنستی کھیلتی زندگی کا روگ بن گیا تھا پھر جب اس کا آخری وقت قریب آیا تو اس نے مجھ سے ایک التجا کی تھی' اس نے کہا تھا کہ میں تجھے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک بار مہذب دنیا کی طرف ضرور بھیجوں .... مجھے تیری ماں سے بہت پیار تھا اسی لئے میں نے تجھے تعلیم کی خاطر مہذب دنیا میں بھیج دیا' میں نے تیری ماں کے مرنے کے بعد دوسری شادی بھی نہیں کی لیکن .... میں صرف تیرا باپ ہی نہیں جزیرے کا سردار بھی ہوں اور ایک سردار کی حیثیت سے میں شوالا کے مقابلے میں تیری پسند کو ترجیح نہیں دے سکتا .... پرنس فیصل کو ہر قیمت پر دیوتاؤں کے حضور بھینٹ چڑھنا ہوگا۔"

"ڈیڈ .... میں تمہاری مجبوریوں کی قدر کرتی ہوں لیکن کیا ایک سردار کی حیثیت سے تم فیصل کو شوالا سے ایک بار مقابلہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔"

"دے سکتا ہوں لیکن سوچ لے .... جو موت فیصل کو شوالا کے ہاتھوں نصیب ہو گی وہ اس موت سے بہت زیادہ اذیتناک ہوگی جو دیوتاؤں کے قدموں میں قربان ہونے سے ہوتی ہے .... تو فیصل کا عبرتناک انجام نہیں دیکھ سکے گی۔"

"تم اسے مقابلے کی اجازت دے دو ڈیڈ .... میں بعد میں تم سے کوئی شکوہ نہیں کروں گی۔"

"کیا تجھے یقین ہے کہ فیصل' شوالا کے مقابلے میں ایک منٹ بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔" انگروما نے دریافت کیا۔

"جنگ کا انجام ہمیشہ ایک فریق کی فتح اور دوسرے کی موت ہوتا ہے' مقدس کاہن اعظم۔" ترشولی نے خشک آواز میں کہا۔ "میں بھی قسمت کے فیصلے کو گلے لگا لوں گی۔"

"ایک بار پھر غور کر لے......." انگروما نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "فیصل سے مقابلے کے بعد شوالا تیری زندگی موت سے بھی زیادہ تلخ کر دے گا۔"

"مجھے منظور ہے کاہن اعظم"۔ ترشولی نے زہر خند سے جواب دیا۔ "میں تمہاری مجبوریوں سے بھی واقف ہوں۔"

"کیا یہ تیرا آخری فیصلہ ہے......." انگروما کے تیور بدلنے لگے۔

"ہاں .... میں اپنا فیصلہ تبدیل کرکے بزدلی کا ثبوت نہیں دوں گی۔"

"تو پھر ایک بات اور کان کھول کر سن لے۔" انگروما چڑ کر بولا۔ "اگر تیرے خیال کے مطابق فیصل جیت گیا تو تجھے اپنے چاہنے والے کے ساتھ اس جزیرے کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنا ہوگا۔"

"کیا یہ بھی یہاں کی پرانی ریت ہے......." ترشولی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں .... یہ انگروما کا فیصلہ ہوگا جس پر تم کو عمل کرنا ہوگا۔"

"انگروما......." شاکا نے احتجاج کیا۔ "کیا تو بھی میرے لئے مشکلات پیدا کرنا چاہتا ہے؟"

"مجھے افسوس ہے مقدس شاکا لیکن میں مجبور ہوں .... قبیلے کا کاہن اعظم ہونے کی حیثیت سے میرے اوپر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' ہم بیرونی تہذیب کو یہاں پھیلنے پھولنے کی اجازت نہیں دے سکتے' تم نے جو کہانی شروع کی تھی آج اس کا انجام بھی ہمارے سامنے ہے' اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ہماری تہذیب آہستہ آہستہ فنا ہو جائے گی .... نہیں شاکا' نہیں .... میں اپنی دیرینہ تہذیب کو اتنی آسانی سے قربان نہیں ہونے دوں گا' اگر یہ مٹ گئی تو ہماری شناخت بھی مٹ جائے گی پھر ہمارے اور دوسرے افراد کے اندر کوئی فرق نہیں رہ جائے گا' ہو سکتا ہے ایک نئی تہذیب ایسی جنم لے جو ہمارے اندر بزدلی پیدا کر دے اور اگر ایسا ہوا تو قبیلے کے لوگ اپنے کاہن اعظم کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔"

"تم پریشان مت ہو ڈیڈ .... اگر قسمت نے یاوری کی اور پرنس نے شوالا کو پچھاڑ دیا تو میں خود تمہاری دنیا کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر اسی دنیا میں واپس لوٹ جاؤں گی جو ماں کی طرف سے میرے خون میں رچی بسی ہے۔"

"تو باپ سے بغاوت کرے گی......." شاکا نے اسے سپاٹ نظروں سے گھورا۔

"تم سے نہیں ڈیڈ .... تمہاری تہذیب سے۔"

"کس تہذیب کو برا سمجھ رہی ہے تو .... جس نے تیری ماں کو موت کے پنجے سے نجات دلائی تھی یا جس نے ایک سردار قبیلے کی ریت توڑ کر تجھے مہذب دنیا کے سفر کی اجازت دے دی تھی"۔ شاکا جذباتی ہو گیا۔ "تو باپ کو کس بات کی سزا دے گی' اس پیار کی جس کی خاطر تو عالم وجود میں آئی یا اس محبت کی جس نے تیرے باپ کو تیری ماں کی مجبوریوں پر ترس کھانے پر مجبور کردیا تھا' کیا پرنس تجھے اتنا ہی عزیز ہے کہ تو اس کی خاطر

اپنے باپ سے منہ موڑ لے گی؟"

"ڈیڈ ....ایک بار تم نے میری ماں پر احسان کیا تھا' اس کی خاطر اپنی ریت اور اپنا رسم و رواج توڑا تھا' ایک بار اپنی بیٹی پر بھی احسان کر دینا' اگر میرے خواب پورے ہو جائیں تو میری خاطر اس قبیلے کو چھوڑ دینا اور ....اور اگر تم نے ایسا نہ کیا ڈیڈ تو ترشولی بیچ منجدھار میں تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر دم توڑ دے گی۔"

"تو شاید اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے........" انگروما نے قدرے درشت لہجے میں کہا۔

"ہاں مقدس کاہن اعظم .... تم چاہو تو مجھے سنگسار کرنے کا حکم سنا دو لیکن یہ حقیقت ہے کہ تمہاری تہذیب کی گھٹن نے مجھے باغی بنا دیا ہے۔" ترشولی نے سنجیدگی سے کہا " تم مجھے موت کی سزا سناؤ .... میں ہنسے ہنستے تمہارا حکم تسلیم کر لوں گی لیکن شوالا مجھے منظور نہیں ہے........" پھر اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد وہ تیزی سے پلٹی اور دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

انگروما اور شاکا ایک دوسرے کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے ان نظروں میں برسوں کی رفاقت کا احساس بھی شامل تھا اور فرائض منصبی کی گھٹن آمیز تلخیاں اور مجبوریاں بھی شامل تھیں .... !!

○

شوالا کی شعلہ بار نگاہیں اس سفید گلوب پر مرکوز تھیں جو اس کے سامنے رکھا ہوا تھا' وہ کمرے میں تنہا نہیں تھا' اس کے علاوہ اس کا دست راست راگھو بھی تھا اور مونیکا بھی تھی جو ایک طرف سہمی سمٹی بیٹھی شوالا کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی' گلوب کے ساتھ ہی بچھو والی وہ مالا بھی رکھی تھی جو کچھ دیر پیشتر شوالا کے گلے میں موجود تھی۔

بڑی دیر تک وہ ٹکٹکی باندھے سفید گلوب کو گھورتا رہا' اس کے کان پوری توجہ سے اس گفتگو کو سن رہے تھے جو عظیم شاکا' ترشولی اور قبیلے کے کاہن اعظم انگروما کے درمیان ہو رہی تھی "کالے جادو کا وہ عمل شوالا نے ہڈیوں کے تاجر راؤرک سے سیکھا تھا اور اسی کے ذریعے اس کی آنکھیں اور کان اس وقت پوری طرح بیدار تھے' گلوب میں اڑتے ہوئے دھندلے بادل' بادلوں کے درمیانی انسانی شکلیں اور ان کے درمیان ہونے والی باتیں جادو کے

زور سے شوالا تک پہنچ رہی تھیں پھر جب ترشولی اسے رد کرنے کے بعد کمرے سے نکل گئی تو شوالا کسی چوٹ کھائے ہوئے زخمی آدخور درندے کی مانند اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا ' اس کی آنکھوں میں ایسی ہی وحشت اور درندگی تھی کہ راگھو اس کا دیرینہ ساتھی ہونے کے باوجود سرتاپا لرز اٹھا' مونیکا سمٹ کر بیٹھ گی۔

"راگھو........" شوالا نے خلاء میں گھورتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔ "ترشولی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کیا وہ شوالا کو قبول کر لے گی؟"

"تو قبیلے کا مرد آہن ہے شوالا .... ترشولی خوش قسمت ترین لڑکی ہے جسے تو چاہتا ہے ' وہ بھی تیرے قرب کو اپنے لئے ایک اعزاز سمجھے گی۔"

"تو شاید ایک بات بھول رہا ہے .... اسے مہذب دنیا کی ہوا لگ گئی ہے اور وہ .... وہ فیصل سے پیار کرنے لگی ہے........"

"فیصل کی موت اب تیرے ہاتھوں یقینی ہے۔" راگھو نے کہا۔ "اس کی موت کے بعد ترشولی........"

"نہیں........" شوالا نے گرج کر کہا۔ "وہ مجھے ہرقیمت پر ٹھکرانے کا فیصلہ کر چکی ہے' اسے شوالا کے بجائے موت گوارا ہو گی۔"

"یہ تیرا وہم ہے شوالا........" راگھو نے بوکھلا کر کہا۔ "ترشولی ایسا نہیں کرسکتی۔"

"کرسکتی ہے .... اس لئے کہ وہ عظیم شاکا کی بیٹی ہے اور شاکا ہمارا سردار ہے' اسے ہمارے مقابلے میں زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔"

"اس کے باوجود تو ترشولی کو طاقت کے زور پر حاصل کر سکتا ہے .... یہ ہمارے قبیلے کی پرانی ریت ہے۔" راگھو نے کہا۔ "کون ہے جو تیرے مقابلے میں آ کر اپنی موت کو گلے لگائے گا........"

"ترشولی کا عاشق .... فیصل۔" شوالا نے حقا [illegible] میرے
مقابلے پر کھڑا کرنے کا خواب دیکھ رہی ہے' شاکا اور کا [illegible] ششں
کی تھی لیکن اس نے ان دونوں کی بات ماننے سے انکا [illegible]
"فیصل اور تیرا مقابلہ کرے گا........" [illegible]
"ہاں .... ترشولی نے یہی فیصلہ کیا ہے اور [illegible] شاکا سے کہا ہے
کہ فیصل کی فتح کے بعد وہ اس کے ساتھ اس جزیر [illegible] ے خیرباد کہہ جانے
.... سنا تو نے راگھو .... وہ شوالا کے آہنی بازوؤں [illegible] آنے یہ بھی محسوس

.... فرار کا راستہ تلاش کر رہی ہے۔"

"کاہن اعظم اور مقدس شاکا نے کیا فیصلہ کیا ہے۔" راگھو نے پوچھا۔ کیا وہ ترشولی کے ہم خیال بن گئے ہیں؟

"نہیں .... ترشولی کی ضد کے آگے وہ دونوں بھی بغلیں جھانک رہے ہیں .... اب شوالا اور فیصل کا مقابلہ ناگزیر ہے۔" شوالا نے کہا پھر دیوانہ وار قہقہہ لگاتے ہوئے بولا ....۔ "وہ مہذب دنیا کا چھوکرا پہاڑ سے ٹکر لے گا .... ہاہا .... ہاہا .... ذرا غور کر راگھو .... سوچ .... وہ منظر کیا ہوگا جب وہ میرے قدموں میں پڑا ہاتھ جوڑے مجھ سے زندگی کی بھیک مانگ رہا ہوگا۔ .... رحم کی درخواست کر رہا ہوگا اور قبیلے کے تمام لوگ شوالا .... شوالا .... شوالا کی تان لگا رہے ہوں گے .... ہو سکتا ہے عظیم شاکا کی سرپھری بیٹی بھی اپنے چاہنے والے کی زندگی بچانے کی خاطر میرے سامنے سرنگوں ہوجائے لیکن میں .... قسم ہے مجھے عقرب دیوتا کی کہ میں فیصل کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کروں گا .... میں اس کے سر کو قلم کرنے کے بعد قبیلے کے ایک ایک فرد کو دکھاؤں گا .... اس کی لاش خشک ہونے تک قبیلے کے سب سے بلند درخت پر الٹی لٹکی رہے گی اور ترشولی .... میں اسے طاقت کے بل پر حاصل کرنے کے بعد .... تو بتا راگھو' میرے انتقام کی انتہا کیا ہو سکتی ہے۔" شوالا نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑ کر راگھو کو گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"تو ترشولی کے خوبصورت جسم کو دیوتاؤں کے سامنے مقدس آگ کے شعلوں کی نذر کر دے گا۔"

"نہیں .... شوالا' ترشولی کے کندن جیسے جسم کو آگ کے حوالے نہیں کرے گا .... اگر میں نے ایسا کیا تو یہ کمبا کے ساتھ حق تلفی ہو گی......."

"کمبا......." راگھو کانپ کر رہ گیا۔

"ہاں .... اب شوالا ترشولی کی تقدیر رقم کرے گا۔ یہ شوالا کا فیصلہ ہے راگھو .... اٹل فیصلہ' جسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بدل سکتی۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے......." راگھو نے کہا "تو اشارہ کرے تو میں فیصل کو چٹانوں کے اندر ہی دفن کر دوں۔"

"نہیں......" شوالا چیخ کر بولا۔ "وہ ترشولی کا پیارا ہے .... تو اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرے گا .... یہ شوالا اور ترشولی کا ذاتی معاملہ ہے جسے شوالا ہی انجام تک پہنچائے گا....... تو فیصل اور اس کے ساتھیوں کو میرے حکم کے مطابق جال میں پھانس کر

شاکا کے حوالے کر دے لیکن اب بات غور سے سن .... ان کے ساتھ جو لڑکی ہے وہ صرف شوالا کی امانت ہے .... مقدس عقرب کے جلال کی قسم اب اس قبیلے میں وہی ہوگا جو شوالا چاہے گا .... میں عظیم شاکا اور کاہن اعظم کو بھی دیکھ لوں گا اور ترشولی کی نفرت کا انتقام بھی ضرور پورا کروں گا .... تجھے نہیں معلوم راگھو .... اس نے عظیم شاکا سے کہا ہے کہ جب اس کے خواب پورے ہو جائیں تو وہ بھی ترشولی اور فیصل کے ساتھ اس جزیرے کو خیرباد کہہ دے .... ہاہا .... ہاہا....... ہاہا وہ خوبصورت ناگن شوالا کی ناکامی کا خواب دیکھ رہی ہے .... مم میں....... میں اس کے غرور کو خاک میں ملا دوں گا .... اس کے حسن اور اس کی خوبصورتی کو غارت کر دوں گا' اس کے چہرے کو اس طرح مسخ کر دوں گا کہ مقدس شاکا بھی اسے شناخت کرنے سے انکار کر دے گا .... اسے اپنی خوبصورتی پر ناز ہے راگھو .... شوالا اس کی خوبصورتی کو مٹا کر کھنڈرات میں تبدیل کر دے گا۔" شوالا نے جنونی انداز میں کہا۔ وہ دیوانگی کی کیفیت سے دوچار تھا پھر اس کی نظر اچانک مونیکا پر پڑی تو اس کی آنکھوں میں رقص کرتے شعلوں کی لپک اور تیز ہو گئی .... وہ سفاک لہجے میں بولا' "میں ترشولی کے ساتھ ساتھ ہر اس خوبصورتی کو مٹا کر برباد کر دوں گا جو شوالا سے نفرت کا تصور بھی کر سکے۔" شوالا نے خونخوار آواز میں کہا پھر کسی درندے ہی کی مانند مونیکا پر ٹوٹ پڑا اور اس کے چہرے کو نوچنے کھسوٹنے لگا' مونیکا ہذیانی انداز میں چلاتی رہی اور اس کی چیخ کی آوازوں کے ساتھ شوالا کے قہقہے بھی بلند ہوتے رہے .... شاید وہ وقتی طور پر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا....... !!

راگھو نے وہاں سے خاموشی کے ساتھ نکل جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی .... !!

○

تیمور کے ذہن میں پراسرار طاقت والی بات رہ رہ کر کھٹک رہی تھی' اسے یقین تھا کہ کوئی بات ایسی ہے جو اس سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے' گابا اور پوما کے جزیرے کو دیکھ لینے کے بعد اسے امید ہو چلی تھی کہ کچھ روز زندگی باقی رہے گی لیکن مونیکا اور ڈاکٹر کا انجام دیکھ لینے کے بعد اسے زندگی کی امید نہیں رہی تھی اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو واپس پوما کے قبیلے کے سمت لوٹ جاتا لیکن نکا اور فیصل نے ہر قیمت پر آگے جانے کی ٹھان لی تھی' چار و ناچار اسے بھی اپنی آمادگی کا اظہار کرنا پڑا ویسے اس نے یہ بھی محسوس

کیا تھا کہ جاوید بھی حالات کے تانے بانے میں الجھ کر رہ گیا تھا۔

غار کا وہ اندرونی راستہ صرف اتنا ہی کشادہ تھا کہ دو آدمی بمشکل ایک ساتھ آگے بڑھ سکتے تھے' روشنی بھی اتنی مدھم تھی کہ رات کا گمان ہو رہا تھا البتہ ہوا خاصی خوشگوار تھی' شنکر اور روپا آگے آگے تھے' روپا نے خوف کے زیراثر شنکر کے بازو کو پوری شدت سے تھام رکھا تھا شاید وہ شنکر کے وجود سے اپنی زندگی کی بقاء کو وابستہ کر چکی تھی' شنکر کے بعد دو تین قدم پیچھے فیصل تھا اور اس کے پیچھے جاوید اور تیمور تھا۔ ان کے درمیان کسی قسم کی کوئی گفتگو نہیں ہو رہی تھی' سب ہی غالباً" آئندہ پیش آنے والے حالات کے بارے میں غور کر رہے تھے یا پھران کے ذہن میں ابھی تک اس انسان نما بن مانس کا خوف باقی تھا جس نے پلک جھپکتے میں نہ صرف یہ کہ ڈاکٹر کا پیٹ چاک کر دیا تھا بلکہ نہایت آسانی سے مونیکا کو بھی اٹھا لے گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ اسی طرح خاموشی کے ساتھ غار کے تنگ راستے سے گزرتے رہے پھر تیمور نے جاوید سے قریب ہوتے ہوئے آہستہ سے دریافت کیا ....

"کیا تم اپنی مرضی سے آگے قدم بڑھا رہے ہو؟"

"میں اور تم کیا .... تاریک براعظم میں ایک بار پھنس جانے کے بعد بڑے بڑے سیاح اور مہم جو بھی خود کو اس وقت تک مجبور اور بے بس ہی سمجھتے ہیں جب تک کوئی معجزہ انہیں مہذب دنیا تک واپس نہ پہنچا دے۔"

"کیا سردار پوما کا قبیلہ ہمارے لئے زیادہ بہتر نہیں تھا۔"

"موت برحق ہے میرے دوست"۔ جاوید بولا "کیا تم موت سے خوفزدہ ہو۔"

"نہیں......." تیمور نے تیزی سے کہا۔ "میں موت سے نہیں ڈرتا' سمندری سفر کے دوران شدید طوفانوں میں گھر کر میں نے بارہا موت کو بہت قریب سے دیکھا ہے لیکن ایک بات میرے ذہن کو بری طرح الجھا رہی ہے۔"

"وہ کیا......."

"ہم سب ایک ہی حالات کا شکار ہیں' کچھ دیر پیشتر ڈاکٹر ہمارے درمیان موجود تھا لیکن پل بھر میں ایک درندے نے اس کو ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا کردیا' کون جانے اگلے لمحے کس کی باری آ جائے .... ایسے حالات میں کیا ہمیں ایک دوسرے سے رازداری برتنی مناسب ہے۔"

"سمجھ گیا .... تمہارا ذہن شاید ابھی تک اس پراسرار طاقت والی بات میں الجھا ہے

جو میں نے کہی تھی"۔

"ہاں .... کیا تم مجھے اس کے بارے میں بتانا پسند کرو گے۔"

"وہ بات بھی شنکر نے کہی تھی۔" جاوید نے مدھم لہجے میں کہا۔ "اس کا خیال ہے کہ آگے چل کر فیصل کو کوئی ایسی پراسرار طاقت ملنے والی ہے جسے حاصل کرنے کے بعد وہ لازوال قوتوں کا مالک بن جائے گا۔"

"تمہارا دل کیا گواہی دیتا ہے .... کیا شنکر نے وہ بات محض فیصل کو خوش کرنے کی خاطر کہی ہوگی۔"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن ایک بات طے ہے .... شنکر کے اندر یقیناً کوئی بدروح موجود ہے' ہو سکتا ہے اس نے محض اسی طاقت کے حصول کی خاطر ہم سے رشتہ قائم کر رکھا ہو۔"

"فیصل کا کیا خیال ہے......؟"

"میں اپنا خیال تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔" جاوید کے بجائے فیصل نے قریب آتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "میں صرف شوالا اور شاکا سے اپنا انتقام لینا چاہتا ہوں خواہ اس کا انجام کچھ ہی ہو .... شنکر سے ہماری ملاقات بحری عقاب پر ہوئی تھی اس لئے تم میری بات پر اعتماد کرو........ ہم نے یہ سفر کسی پراسرار طاقت یاخزانے کے حصول کے لالچ میں اختیار نہیں کیا......"

"لیکن کیا تم نے غور کیا ہے میرے دوست کہ ہم نہتے ہیں۔ اور ہمارا مقابلہ وحشی درندوں سے ہو گا۔" تیمور نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

سردار پوما کے قبیلے میں بھی ہم وحشیوں کے رحم و کرم پر تھے فیصل نے کہا۔ "موت تو بہرحال ایک نہ ایک دن آنی ہے پھراس سے ڈرنے سے کیا حاصل۔"

"کیا ہمارا شنکر پر اندھا اعتماد مناسب ہے۔" تیمور ہی نے دریافت کیا۔

"تمہاری مرضی پر ہے .... مت کرو اعتماد' لیکن ایک بات ہم سب کو معلوم ہے کہ شنکر مقامی زبان بھی جانتا ہے .... کیا اس کے بغیر ہم یہاں کے سیاہ فام اور وحشی لوگوں کو اپنی بات سمجھا سکیں گے......."

"تم شاید ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔" جاوید نے ایک طویل سرد سانس لے کہا۔ "وقت اور حالات نے شنکر کو ہماری ضرورت بنا دیا ہے .... ہم اس کے بغیر شاید ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ .... اس کی پراسرار طاغوتی قوتیں بھی ہمارے کام آتی رہیں گی

...... میرا خیال ہے کہ وہ گھپ اندھیروں کے باوجود آنے والے لمحات کو محسوس کر سکتا ہے اور ان کے خطروں سے آگاہ ہوجاتا ہے"۔

اور ٹھیک اسی وقت شنکر روپا سے سرگوشی کر رہا تھا۔

"جیون کا انت ہمیشہ منش کی مرضی کے انوسار (مرضی کے مطابق) نہیں ہوتا' قدم قدم پر کٹھنائیاں اسے گھیرتی ہیں لیکن جیت ہمیشہ اس کی ہوتی ہے جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے کا عادی ہو......"

"شنکر ...... کیا ہم وحشیوں کی دنیا سے کبھی زندہ واپس لوٹ سکیں گے۔" روپا نے سہمی ہوئی آواز میں دریافت کیا۔

"تجھے شاید ابھی پراسرار شکتیوں کا اندازہ نہیں ہے روپا رانی۔" شنکر نے سرگوشی کی۔ "میری ایک بات دھیان سے سن' تیری آنکھوں میں' میں نے ایسی شکتی پیدا کر دی ہے کہ اگر تو کسی کو غور اور نفرت سے گھورے گی تو وہ شیش ناگ کے زہر کا شکار ہوجائے گا ...... تو اگر چاہے تو اپنا شریر چھوڑ کر کسی اور مردے کا شریر بھی اپنا سکتی ہے لیکن آدھے گھنٹے سے زیادہ اپنا شریر خالی کبھی نہ چھوڑنا ورنہ سارا کھیل خراب ہو جائے گا۔"

"تم ...... تم شاید روپا کو بہلانے کی کوشش کررہے ہو۔" وہ بڑی معصومیت سے بولی۔

"ایک بات اور گرہ میں باندھ لے ...... جب تک کوئی اہم ضرورت نہ ہو تو اپنی شکتیوں کو بلاوجہ تماشائی بنانے کی حماقت نہیں کرے گی۔" شنکر نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔

"تم ...."روپا نے اسے تاریکی میں گھورتے ہوئے کہا۔ "تم یہ سب باتیں اب کیوں بتا رہو ہو اس سے پیشتر تو تم نے مجھے کبھی ایسی کوئی بات نہیں بتائی۔"

"اب تجھے ان باتوں کو جاننے کی ضرورت ہے۔" شنکر نے سرگوشی کی۔ "میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ آگے خطرات ہماری راہ میں گھات لگائے بیٹھے ہیں' ہم کو اب ایک ایک قدم پھونک پھونک کر اٹھانا ہوگا........."

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم واپس لوٹ چلیں۔" روپا نے شنکر کے بازو پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں .... شنکر قدم آگے بڑھانے کے بعد پیچھے ہٹانے کا عادی نہیں ہے......" شنکر نے سنجیدگی سے کہا پھر اپنی رفتار تیز کر دی' پندرہ منٹ بعد وہ غار کے دہانے کی دوسری جانب سنگلاخ چٹان کے دامن میں موجود تھے۔

"کیا یہی شوالا کا قبیلہ ہے......" جاوید نے کہا پھر اس کی نظریں اطراف کا جائزہ لینے لگیں جہاں دور دور تک آدم زاد یا بستی کا کوئی نشان موجود نہیں تھا البتہ کچھ فاصلے پر گھنے درختوں کا جنگل سا نظر آ رہا تھا۔

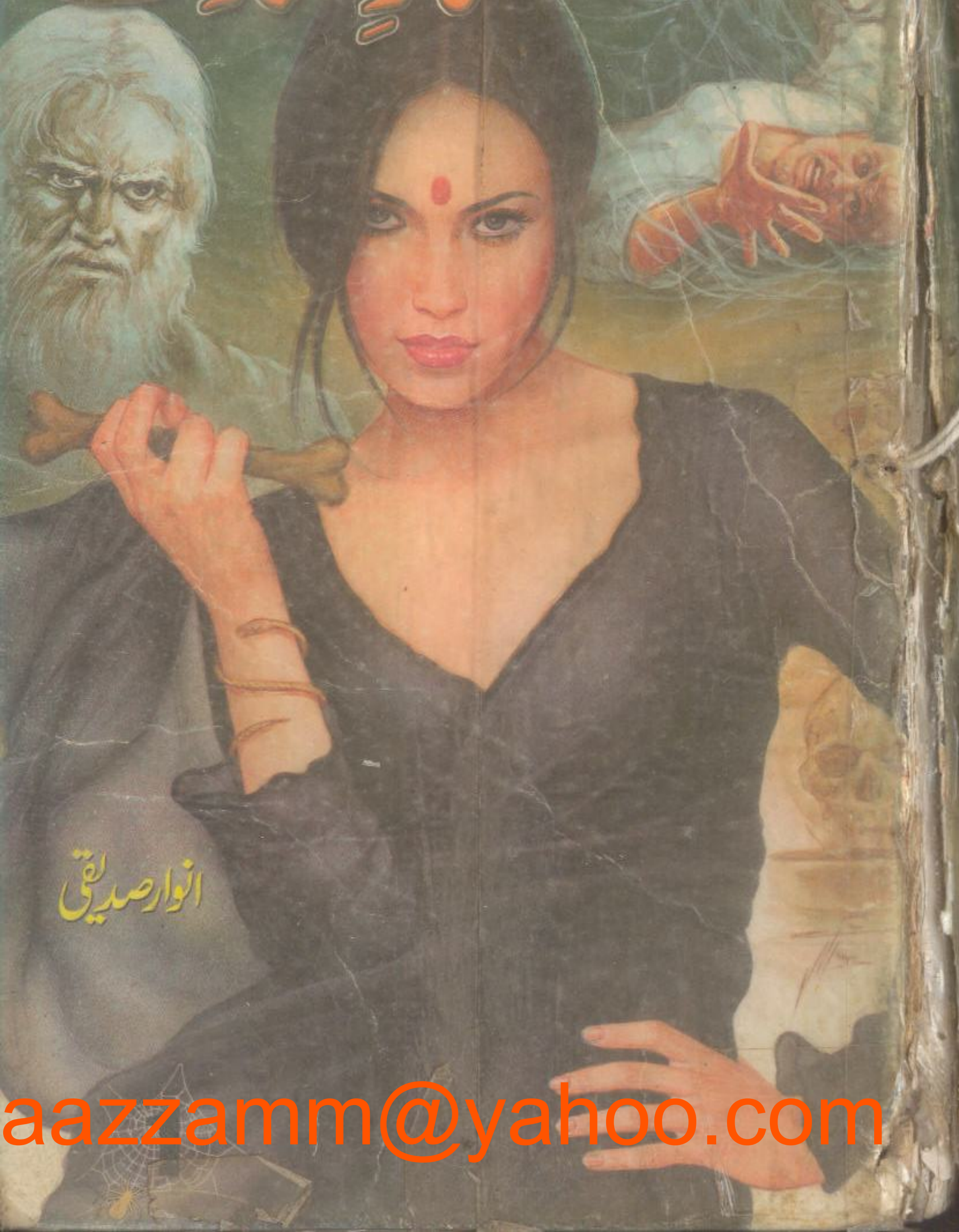
"حیرت ہے......" فیصل نے شنکر سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اگر شوالا کو غار میں ہماری موجودگی کا علم ہو گیا تھا تو اس کے آدمیوں کو یہاں ہمارے استقبال کو موجود ہونا چاہئے تھا۔"

شنکر نے کوئی جواب دینا چاہا تھا لیکن ٹھیک اسی وقت اوپر سے ایک وزنی جال پھینکا گیا اور وہ سب اس کے اندر پھنس کر ہاتھ پیر مارنے لگے' چٹان کے اوپر راگھو اور اس کے ساتھی کھڑے ہوئے ان کی بے بسی پر زور دار قہقہے لگا رہے تھے ......!!



خیر و شر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی ایک اثر انگیز داستان

تارِ عنکبوت



خیروشر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی ایک اثرانگیز داستان

خیر و شر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی
ایک اثر انگیز داستان

(دوئم)

تارِ عنکبوت

انوارِ صدیقی

اسٹاکسٹ :-
مکتبہ القریش سرکلر روڈ
اُردو بازار، لاہور۔ ۲

اس کا ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہو رہا تھا' اسے یاد آ رہا تھا کہ وہ سب ایک ساتھ تھے' کے سفر کے دوران انہیں کسی قسم کی مزاحمت یا دشواری پیش نہیں آئی تھی لیکن غار کے دوسرے سرے پر پہنچنے کے بعد ہی انہیں جانوروں کی طرح پکڑ لیا گیا تھا' وہ جال اتنا وزنی تھا کہ وہ اس سے نجات حاصل کرنے میں دشواری محسوس کر رہے تھے' چٹان کے اوپر کچھ سیاہ مقامی باشندے موجود تھے جو ان کی بے بسی پر قہقہہ لگا رہے تھے پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کچھ کہا تھا اس کے بعد ان پر کسی قسم کا اسپرے کیا گیا شنکر اپنی میں اسے دم سادھنے کا مشورہ دیا تھا' شاید وہ بے ہوشی کی کوئی دوا تھی جو انہیں بے دست و پا کرنے کی خاطر ان پر چھڑکی گئی تھی' اس نے شنکر کی ہدایت کے مطابق اپنا سانس لیا لیکن زیادہ دیر تک وہ خود پر قابو نہ پا سکی۔ دوبارہ سانس لیتے ہی اسے محسوس ہوا جیسے کوئی سریع الاثر نشہ آور خوشبو تیزی سے اس کے وجود کی گہرائیوں میں سرایت کرتی چلی گئی ہو' اس نے پلٹ کر شنکر کی جانب دیکھا وہ جال میں پھنسا ہونے کے باوجود بڑا مطمئن نظر آ رہا تھا لیکن فیصل اور تیمور لڑکھڑا رہے تھے پھر اس نے سب سے پہلے جاوید کو کسی کٹے ہوئے شہتیر کی مانند جال میں الجھ کر گرتے دیکھا اس کے بعد اس کا اپنا ذہن بھی تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اس نے سنبھلنے کی خاطر موٹی رسیوں کو پوری شدت سے تھامنے کی کوشش کی تھی لیکن جال کے ساتھ خود بھی زمین بوس ہو گئی تھی۔

ذہن سے غنودگی کے بادل چھٹنے میں کتنی دیر لگی اس کا مطلق اندازہ نہیں تھا لیکن وہ محسوس کر رہی تھی کہ اس کا جسم کچی زمین پر پڑا ہے وہ جال کی قید سے آزاد ہو چکی تھی لیکن قرب و جوار میں ہونے والی آہٹ اس بات کی ترجمانی کر رہی تھی کہ وہ جہاں بھی تھی تنہا نہیں تھی شاید وہ اس کے دوسرے ساتھی تھے جو سرگوشی میں گفتگو کر رہے تھے اس نے آنکھ کھول کر ماحول کا جائزہ لینے کی کوشش کی لیکن پھر ایک نووارد کی تیز آواز سن کر اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا' وہ ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان میں کسی لڑکی سے مخاطب تھا۔

"لڑکی .... اگر تو نے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی تو تیرا انجام ہولناک

باراوّل	: 2002ء
ناشر	: محمد علی قریشی
مطبع	: نیر اسد پریس لاہور
سرورق	: ذاکر
کمپوزنگ	: وسیم احمد قریشی
قیمت	: -/200 روپے

ہو گا۔"

"تت .... تم لوگ کون ہو؟ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

روپا نے لڑکی کی آواز پہچان لی' اسے یہ جان کر مسرت ہوئی کہ مونیکا ابھی زندہ ہے لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہے' روپا بدستور آنکھیں بند کئے بے سدھ پڑی رہی۔

"حکم کی تعمیل........" بولنے والے نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔ تم کمبا کو دیکھ چکی ہو .... وہ مقدس شوالا کے اشاروں پر چلتا ہے' شکر کرو کہ شوالا نے تمہیں پسند کر لیا ہے ورنہ ...."

"ورنہ کیا........" مونیکا کی سہمی ہوئی آواز ابھری۔

"تمہیں مقدس شوالا کے ساتھیوں کے حوالے کر دیا جاتا پھر یا تو تمہیں دیوتاؤں کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیا جاتا یا کمبا کو بطور انعام بخش دیا جاتا .... کیا تم یہ جان کر خوشی محسوس کروگی کہ کمبا درندوں سے بھی زیادہ وحشی اور خونخوار واقع ہوا ہے" انسانی جسم کو پھاڑ کر آنتیں کھانا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔"

"نہیں........" مونیکا نے سسکتے ہوئے کہا۔ "اس سے تو بہتر ہے کہ تم مجھے ایک ہی مرتبہ جان سے مار دو .... میں گھٹ گھٹ کر نہیں مرنا چاہتی۔"

"یہاں موت اور زندگی دونوں شوالا کے ہاتھ میں ہیں .... وہی تمہاری قسمت کا فیصلہ کرے گا"۔

"تم .... تت .... تم نے ابھی کہا تھا کہ شوالا نے مجھے پسند کر لیا ہے۔"

"ہاں .... میں نے ٹھیک ہی کہا تھا۔"

"پھر .... اس نے جنون کی حالت میں مجھے زخمی کیوں کیا........"

"ایک مقامی لڑکی نے اس کے ساتھ دغا کی تھی شوالا نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا' ایک اور لڑکی نے مقدس شوالا کے پیار کو ٹھکرانے کی کوشش کی ہے' شوالا نے اپنا غصہ تم پر اتار دیا .... وہ عظیم قوتوں کا مالک ہے اسے عقرب دیوتا کی حمایت حاصل ہے قبیلے کا کوئی شخص شوالا سے آنکھیں ملانے کی جرات نہیں کر سکتا........"

"پھر .... وہ لڑکی........"

"وہ قبیلے کے سردار عظیم شاکا کی بیٹی ترشولی ہے۔ شوالا اسے پسند کرتا ہے .... وہ اسے ہر قیمت پر حاصل کرے گا۔"

"اور .... یہ لڑکی .... یہ کون ہے۔" اس بار مونیکا نے غالباً" روپا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔

"تم ہماری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوششیں کر رہی ہو۔" بولنے والے کی آواز میں سفاکی تھی" "کیا تم اس سے واقف نہیں ہو؟"

"صرف اس حد تک کہ ہم بحری عقاب میں ہم سفر تھے۔" مونیکا نے جلدی سے کہا۔

"میں اس کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی۔"

"تمہیں کیا معلوم ہے اور کیا نہیں اس کا علم ہمیں بہت جلد ہوجائے گا' شوالا کی پراسرار قوتیں اسے آنے والے کل کا احوال بھی بتا دیتی ہیں۔"

"ہم تمہارے جزیرے پر اپنی مرضی سے نہیں آئے تھے۔"

"مجھے معلوم ہے........" بولنے والے نے حقارت سے کہا۔ "تم شاید اسے طوفان کی زیادتی قرار دو گی لیکن ہم جانتے ہیں کہ جب دیوتاؤں کو بھینٹ کی ضرورت ہوتی ہے تو اجنبی لوگ راستہ بھٹک کر مقدس دیوتاؤں کے اشارے پر کھینچے چلے آتے ہیں۔"

"کیا تم نے اس لڑکی کے باقی ساتھیوں کو پکڑ لیا ہے؟" مونیکا نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا "میرا خیال ہے کہ ان کی تعداد کل چھ افراد پر مشتمل تھی کمبا نے ان کے ایک ساتھی کو ہلاک کر دیا تھا۔"

"لڑکی .... تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو۔" اس بار بولنے والے کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"کیا .... کیا مقدس شوالا مجھے معاف کردے گا۔"

"یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا .... شوالا کی دشمنی تمہیں سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں بھی اس کے عتاب سے محفوظ نہیں رکھ سکے گی۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ تم اس کے ساتھ کبھی فریب کرنے کی کوشش نہ کرنا۔"

"کیا میں تمہارا نام دریافت کر سکتی ہوں؟"

"میں مقدس شوالا کا ایک ادنیٰ ملازم ہوں .... تمہیں اس سے زیادہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔"

پھر قدموں کی آواز ابھر کر دور ہوتی چلی گئی روپا خاصی دیر تک آنکھ بند کئے پڑی رہی پھر اس نے پلکوں کے درمیان ہلکی سی جھری کر کے دیکھا۔ وہ ایک مختصر سی جھونپڑی تھی' مونیکا ایک کونے میں سمٹ سمٹا کر بیٹھی تھی کمرے میں صرف ایک ہی دروازہ تھا جسے لکڑی

اور سرکنڈوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا جانے والا غالباً" اسے باہر سے بند کر گیا تھا۔ اس بات کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ جھونپڑی نما کمرے میں اس کے اور مونیکا کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے وہ آہستہ سے اٹھی۔ مونیکا نے اسے اٹھتا دیکھا تو لپک کر تیزی سے اس کے قریب آ گئی۔

"تم ...... خدا کا شکر ہے کہ تم زندہ ہو ورنہ میں یہی سمجھ رہی تھی کہ شاید ...."

"مجھے یہاں آئے کتنا عرصہ ہوا؟" روپا نے مدھم آواز میں پوچھا۔

"کیا تمہیں کچھ یاد نہیں......"

"نہیں ...... میرا خیال ہے کہ جن لوگوں نے ہمیں پکڑا تھا انہوں نے کوئی بے ہوشی کی دوا سپرے کر دی تھی۔" روپا نے کہا پھر مونیکا کے چہرے پر خراشیں دیکھ کر چونکتے ہوئے بولی۔ "یہ تمہارے چہرے پر نشانات کیسے ہیں؟"

"یہ مقدس شوالا کی پسند کا پہلا ثبوت ہے۔" مونیکا سرد آہ بھر کر کہا۔ "اتفاق ہی سمجھو جو اسے مجھ پر رحم آگیا ورنہ اسے جنون کی حالت میں دیکھ کر مجھے اپنے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔"

"پریشان مت ہو"۔ روپا نے اسے تسلی دی ...... "ہمیں ہمت سے کام لینا ہو گا۔"

"تمہارے باقی ساتھیوں کا کیا بنا ...... کیا شنکر اور پرنس فیصل بھی......"

"ہاں......" روپا بولی۔ "ہمیں ایک ساتھ ہی جانوروں کی طرح جال میں ڈال کر پکڑا گیا تھا اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"کیا شنکر کی پراسرار قوتیں اور اس کی جیوتش ودیا بھی تمہارے کسی کام نہیں آتی؟"

"اس نے ہمیں خطرے سے آگاہ کیا تھا لیکن ہمارے لئے آگے بڑھنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔"

"کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ تمہیں اپنے ساتھیوں سے الگ کیوں رکھا گیا ہے؟" مونیکا نے ہاتھ ملتے ہوئے پوچھا۔

"میں ابھی تمہارے اور کسی اجنبی کے درمیان ہونے والی باتیں سن رہی تھی۔" روپا نے سنجیدگی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ مقدس شوالا نے مجھے بھی اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمارے پاس اپنے بچاؤ کا ایک ہی ذریعہ ہے......"

"خودکشی ...... دوسری صورت میں ہمیں جو زندگی نصیب ہوگی وہ موت سے بھی زیادہ بدتر اور اذیت ناک ہوگی......" مونیکا کے لہجے سے مایوسی ٹپک رہی تھی۔ روپا اسے تسلی دینے کی خاطر کچھ کہنا چاہتی تھی کہ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور کپونا اچھلتا ہوا اندر آیا' دروازے کے قریب رک کر اس نے مونیکا کو غصیلی نظروں سے دیکھا اور دانت کھول کر غرانے لگا' انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اس پر اچانک حملہ کر دینے کے بارے میں غور کر رہا ہو ....

روپا حیرت بھری نظروں سے بندر کی حرکتوں کا جائزہ لے رہی تھی ...... !!

○

شاکا کی قہرآلود نظریں ان کے چہروں پر منڈلا رہی تھیں' انگروا اس کے ساتھ کھڑا کسی گہری سوچ میں غرق تھا لیکن اس کی نگاہیں بھی بار بار فیصل کی جانب اٹھ رہی تھیں۔

قبیلے کے آٹھ تنومند افراد ان کے پیچھے نیزہ تانے کھڑے شاکا کے ایک اشارے کے منتظر تھے' حالات نے اچانک جو رخ اختیار کیا تھا اس نے فیصل' جاوید اور تیمور کو بھی بوکھلا دیا تھا لیکن ننکا اس وقت بھی پرسکون نظر آرہا تھا' ابھی تک اس نے مقامی لوگوں پر اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا کہ وہ ان کی زبان سے واقف ہے چنانچہ ان کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی وہ سب سمجھ رہا تھا لیکن بظاہر انجان بنا ہوا تھا۔ راگھو نے انہیں شاکا کے روبرو پیش کرتے وقت کہا تھا۔

"مقدس شاکا کا اقبال بلند ہو ...... یہ اجنبی لوگ ہیں جو غار کے خفیہ راستے سے ہمارے قبیلے میں داخل ہوئے ہیں لیکن عظیم شوالا اپنا ذہن اور آنکھیں کھلی رکھنے کا عادی ہے' اس نے بروقت مجھے ان کی آمد کی اطلاع دے دی تھی اور حکم دیا تھا کہ انہیں جال میں پھانس کر سردار کے روبرو پیش کر دیا جائے......"

"میں جانتا ہوں کہ شوالا اپنے فرائض سے کبھی غافل نہیں ہوتا ...... وہ صحیح معنوں میں میرا نائب ہونے کا مستحق ہے۔" شاکا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا سردار واقف ہے کہ یہ لوگ کون ہیں؟"

"تم مجھے کیا بتانا چاہتے ہو۔" شاکا نے راگھو کو وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"یہ شخص جو دوسرے نمبر پر کھڑا ہے یہ فیصل ہے۔"

راگھو نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "سردار کو شاید علم ہوگا کہ ترشولی نے اسی نوجوان کے چکر میں آکر عظیم شوالا کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے"۔

"تمہیں یہ بات کس نے بتائی تھی؟" شاکا نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا۔

"عظیم شوالا نے۔" راگھو تیزی سے بولا۔ "وہ لازوال اور پراسرار قوتوں کا مالک ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ سردار اس نوجوان کے حق میں کوئی ایسا فیصلہ صادر کرے جو عظیم شوالا کے وقار کو اور بلند کر دے۔"

شاکا نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کے تیور بدلتے جا رہے تھے۔

"فیصل کے سیدھے ہاتھ پر جو شخص کھڑا ہے یہ شنکر ہے۔" راگھو نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "عظیم شوالا کا خیال ہے کہ یہ شخص دوچار منتر جانتا ہے اور اب تک یہی فیصل کی پشت پناہی کرتا رہا ہے .... اس شخص نے چونکہ عظیم شوالا کے دشمن کی مدد کی ہے اس لئے یہ بھی سردار کے شدید عتاب کا مستحق ہے۔

"کیا شوالا کو شبہ ہے کہ میں اپنے قبیلے کے رسم و رواج کو توڑنے کی کوشش کروں گا؟" شاکا نے سرد آواز میں پوچھا۔

"اس کا جواب عظیم شوالا ہی بہتر طور پر دے سکتا ہے۔" راگھو نے لاپرائی کا مظاہرہ کیا۔ "مجھے جو حکم دیا گیا تھا میں نے پورا کر دیا۔"

"ٹھیک ہے .... تم اب جا سکتے ہو۔" شاکا کی تیوری پر بل آ گئے۔ "شوالا سے کہنا کہ شاکا نے انصاف کے معاملے میں اپنے اندر کبھی لچک نہیں پیدا ہونے دی' آئندہ بھی وہی ہوگا جو اب تک ہوتا چلا آ رہا ہے۔"

راگھو کے جانے کے بعد شاکا قہر آلود نظروں سے شنکر' فیصل' جاوید اور تیمور کو گھورنے لگا پھر اس نے انگروما سے کہا "تو نے دیکھا .... شوالا نے مجھے راگھو کے ذریعے کیا پیغام بھیجا ہے۔"

"میں مقدس شاکا کو صبر اور سکون کا مظاہرہ کرنے کا مشورہ دوں گا۔" انگروما نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں تجھے ان چاروں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔" شاکا بولا۔ "بول .... تو ان کے لئے کیا سزا تجویز کرتا ہے؟"

"دستور کے مطابق ان میں سے ایک بڑے دیوتا کے قدموں میں بھینٹ کیا جائے گا .... وہ خوش نصیب کون ہوگا اس کا فیصلہ ابھی ہو جاتا ہے۔"

انگروما نے کہا پھر اس نے اپنے گلے سے ہڈیوں کی ایک مالا اتار کر زمین پر رکھ دی۔ "مقدس شاکا کا جانتا ہے کہ یہ مالا قبیلے کے کاہن اعظم کی حیثیت سے میرے گلے میں ڈالی گئی تھی .... میں ان چاروں کو اس مالا کو اٹھانے کی دعوت دوں گا' جس نے سب سے پہلے مالا کو ہاتھ لگایا وہی بڑے دیوتا کے قدموں میں قربانی کا حقدار ہوگا۔"

"تو واقعی دوراندیش اور انصاف پسند ہے انگروما .... مجھے تیرا فیصلہ پسند آیا لیکن تو نے ایک بات کو نظرانداز کر دیا"۔

"وہ کیا......."

"اگر مالا کو ترشولی کے محبوب نے اٹھا لیا تو کیا ہوگا......."

"میں سردار کا مقصد نہیں سمجھا۔"

"ترشولی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اس نوجوان کو شوالا سے مقابلے کا ایک موقع فراہم کروں اور میں نے ...."

"نہیں......." انگروما تیزی سے بولا۔ "ترشولی کی درخواست دیوتاؤں کی مقدس بھینٹ سے زیادہ اہم نہیں ہو سکتی .... ہاں' اگر یہ نوجوان بچ گیا تو پھر تجھے اختیار ہے......."

"اگر تیرا یہی فیصلہ ہے تو پھر جو دیوتاؤں کو منظور ہے وہی ہوگا۔" شاکا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

انگروما نے اپنی توجہ فیصل اور اس کے ساتھیوں کی طرف مبذول کر لی' چند لمحے وہ انہیں سپاٹ نظروں سے گھورتا رہا پھر اس نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان میں کہا۔

یہ مالا تمہارے سامنے پڑی ہے .... اس کے کچھ دانوں پر زندگی اور کچھ پر موت کے نشانات درج ہیں' میں تمہیں قسمت آزمانے کا موقع فراہم کرتا ہوں .... تم میں سے جو چاہے وہ پہلے اپنی قسمت آزما سکتا ہے' انکار کی صورت میں تمہارا انجام موت سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے......."

"انگروما......." شاکا نے کاہن اعظم کو ٹوکا۔ "کیا تو انہیں زندگی کا فریب دے کر موت کے قریب لانا چاہتا ہے ...."

"یہ مقدر کا کھیل ہے شاکا"۔ انگروما زہرخند سے بولا۔ "وہ جو زندگی کی لالچ میں موت کو فراموش کر دیتے ہیں ان کا انجام ہمیشہ عبرتناک ہوتا ہے' میں نے اسی لئے انہیں زندگی کا فریب دینے کی چال چلی ہے .... ہوگا وہی جو دیوتا چاہے گا......."

"شنکر......." جاوید نے سرگوشی کی۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ ان کے درمیان کیا گفتگو ہورہی ہے؟"

"نہیں .... اس وقت میرا کچھ بتانا مناسب نہیں ہوگا۔" شنکر نے اپنی زبان میں جواب دیا۔

"کیا کوئی ایسی ہی بات ہے جو تم ہم سے چھپانا چاہتے ہو۔" تیمور نے سوال کیا۔

"ہاں .... مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی زبان نہیں کھول سکتا۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے......." جاوید نے کہا۔ "پھر سب سے پہلے تم آگے بڑھ کر اپنی قسمت آزماؤ۔"

شنکر نے مسکرا کر جاوید کو دیکھا پھر اس نے ایک قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ فیصل نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

"نہیں .... یہ سفر میری مرضی پر اختیار کیا گیا تھا اس لئے سب سے پہلے میں اپنی تقدیر آزماتا ہوں۔"

"لیکن میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم نے اگر موت کے دانے کو چھو لیا تو پھر شوالا سے تمہارا انتقام ادھورا رہ جائے گا۔"

"اگر میری قسمت میں یہی رقم ہے' تو تم تقدیر کے فیصلے کو کس طرح تبدیل کر سکتے ہو۔"

"کچھ بھی ہو .... تم اس مالا کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔"

پھر پہل میں کرتا ہوں' تیمور نے کہا اور قدم اٹھاتا ہوا مالا کے قریب چلا گیا اس نے جھک کر اس کے دانوں کو غور سے دیکھا جس پر مختلف نشانات اور عجیب و غریب نقش و نگار بنے تھے چند ثانئے تک وہ دانوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے دھڑکتے ہوئے دل سے ایک دانے پر انگلی رکھ کر انگروما کی جانب دیکھا۔

"تم نے موت کے دانے کو ہاتھ لگایا ہے اس لئے سب سے پہلے ہم تمہیں اپنے مقدس دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھائیں گے۔" انگروما نے فیصلہ کن لہجہ اختیار کیا تو تیمور کے چہرے پر موت کی پرچھائیں لرزنے لگیں' اس نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن انگروما کے اشارے پر دو نیزہ برداروں نے برق رفتاری سے لپک کر اسے اپنے آہنی شکنجوں میں جکڑ لیا۔ جاوید نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو باقی نیزہ برداروں نے ان تینوں کو

اپنے گھیرے میں لے لیا' ان کے تیور خطرناک نظر آرہے تھے۔

"تمہاری قسمتوں کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔" شاکا نے فیصل اور اس کے ساتھیوں سے کہا پھر اس نے اشارہ کیا تو تیمور کو زبردستی گھسیٹ کر باہر لے جایا گیا' وہ موت سے چھٹکارا پانے کی خاطر بری طرح تڑپ تڑپ کر انگروما اور شاکا سے زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا اور جاوید .... وہ کینہ توز نظروں سے شنکر کو یوں گھور رہا تھا جیسے تیمور کو موت کے منہ میں دھکیلنے کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوتی تھی۔

○

اس کا خیال تھا کہ بندر کے پیچھے یقیناً' کوئی اور بھی ہوگا جو روپا کا حال معلوم کرنے کی غرض سے آیا ہوگا لیکن باہر سے کوئی دوسری آہٹ نہیں آ رہی تھی' اسے تعجب تھا کہ شوالا نے اب تک روپا کو نظر انداز کیوں کر رکھا ہے جبکہ یہ بات اس کے تجربے میں آ چکی تھی کہ وہ خوبصورت لڑکیوں کے معاملے میں کسی بھوکے بچے سے بھی زیادہ ندیدہ اور جلد باز واقع ہوا تھا' پھر اسکے ذہن میں ایک نیا خیال ابھرا' ممکن ہے پرنس فیصل کے آجانے کے بعد شوالا زیادہ مصروف ہوگیا ہو ترشولی کے معاملہ میں وہ بہت زیادہ جذباتی تھا اور ایسی صورت میں اس کا پرنس فیصل کو پہلی فرصت میں اپنے راستے سے ہٹانے کے بارے میں کوئی فوری منصوبہ بنانا اور اس پر عمل کر گزرنا ایک قدرتی عمل تھا۔

مونیکا کا ذہن کام کر رہا تھا لیکن اس کی نظریں بدستور کبوتا پر جمی ہوئی تھیں جو شوالا کا چہیتا تھا اور اس وقت نہ جانے کیوں اسے گھور گھور کر بار بار دانت نکال کر یوں خرخراہٹ کی آوازیں حلق سے بلند کر رہا تھا جیسے اسے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ ممکن ہے شوالا کو انسان کے مقابلے میں اپنے پالتو بندر پر زیادہ اعتماد ہو اور اس نے کبوتا کو ان دونوں کی چوکیداری پر مامور کیا ہو' مونیکا کے ذہن میں یہ خیال بھی بڑی سرعت سے ابھرا لیکن پھر دوبارہ وہ پرنس فیصل کے بارے میں سوچنے لگی' بحری عقاب پر یہ بات اس کے مشن میں شامل تھی کہ کسی بھی طرح فیصل اور جاوید کو سفر جاری رکھنے سے روک دیا جائے اس کے عوض اسے ایک معقول رقم دی گئی تھی' ہڈیوں کے ایک تاجر راڈرک نے اسے اس کام پر آمادہ کیا تھا۔ لیکن پھر جہاز پر رونما ہونے والے پے درپے واقعات نے اسے اپنے مشن میں کامیابی کا موقع نہیں دیا تھا اس کے بعد اچانک طوفان کی لہروں نے انہیں شوالا کے جزیرے

تک پہنچا دیا' اب وہ ایک ہی کشتی کے سوار تھے اور جزیرے سے واپسی کے خواہاں تھے' فیصل کے علاوہ مونیکا' شنکر کے بارے میں بھی غور کر رہی تھی وہ پراسرار شخصیت کا مالک تھا اور مستقبل کے اندر جھانکنے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا لیکن حالات نے اتنی تیزی سے اپنا رخ تبدیل کیا کہ اس کا پراسرار علم بھی دھرا کا دھرا رہ گیا شاید اسے آنے والے کل کے بارے میں غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا یا پھر اس نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کر لی تھی بہرحال اب اس کی خواہش تھی کہ بحری عقاب کے بچے کھچے مسافر زندہ رہیں' اجتماعی صورت میں وہ فرار ہونے کا موقع تلاش کر سکتے تھے لیکن انفرادی حیثیت میں صرف اذیت ناک موت ہی انہیں نصیب ہو سکتی تھی۔

مونیکا کے علاوہ روپا بھی اس بندر کو بغور دیکھ رہی تھی اس کا ذاتی خیال تھا کہ بندر کے پیچھے کوئی مقامی باشندہ بھی ضرور ہوگا لیکن جب اسے اطمینان ہو گیا کہ باہر قرب و جوار میں کوئی اور نہیں ہے تو اس نے مدھم لہجے میں مونیکا سے دریافت کیا۔

"یہ بندر کون ہے؟"

"یہ شوالا کا پالتو بندر ہے جسے کبونا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔"

اپنا نام مونیکا کی زبان سے سن کر کبونا نے غصے میں اچھل کر قلابازی کھائی پھر وہ پلٹ کر روپا کو حیرت اور غصے بھری نظروں سے دیکھنے لگا' انداز ایسا ہی تھا جیسے اسے پہلے سے وہاں اس کی موجودگی کا مطلق کوئی علم نہیں تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ اپنے نام سے واقف ہے اس لئے ہمیں اس کے بارے میں گفتگو کرتے وقت صرف بندر کہنا مناسب ہوگا۔" روپا نے سنجیدگی سے کہا پھر بولی۔ "کیا یہ ہماری چوکیداری پر مامور کیا گیا ہے۔"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن اتنا ضرور سنا ہے کہ شوالا اسے بہت زیادہ عزیز رکھتا ہے اس کے علاوہ ایک بن مانس نما درندہ اور بھی ہے جو شوالا کے اشاروں پر پالتو کتوں کی طرح عمل کرنے کا عادی ہے۔"

"وہی جس نے تمہیں غار سے اٹھایا تھا۔"

"ہاں"۔

کبونا نے اپنی اچھل کود میں شدت اختیار کر لی' اس کے غرانے کا انداز بھی پہلے کے مقابلے میں زیادہ تلخ ہو گیا تھا شاید وہ روپا اور مونیکا کے درمیان گفتگو کو ناپسندیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا' روپا اس کی ایک ایک حرکت کو بغور دیکھ رہی تھی پھر اچانک اس کے ذہن میں

ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ شنکر نے پہلی بار اسے ان پراسرار قوتوں کے بارے میں آگاہ کیا تھا جو اس کے اندر موجود تھیں وہ ان قوتوں کو کبونا پر آزمانے کے بارے میں غور کررہی تھی۔ کچھ دیر تک وہ اپنے ذہن میں ایک منصوبے کو ترتیب دیتی رہی پھر وہ چوپایوں کی طرح ہاتھ اور گھٹنوں کے بل فرش پر کھڑی ہو کر آہستہ آہستہ کبونا کی جانب بڑھنے لگی۔

"تم .... یہ کیا کررہی ہو۔" مونیکا نے تیزی سے کہا۔ "اس سے دور ہی رہو ورنہ یہ خونخوار انداز میں تم پر حملہ بھی کر سکتا ہے۔"

"تم فکر نہ کرو .... مجھے بندروں کو سدھارنے کا طریقہ آتا ہے۔"

"سوچ لو' اگر اسے کچھ ہو گیا تو شوالا تمہیں کسی قیمت پر معاف نہیں کرے گا۔"

روپا نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ آہستہ آہستہ آگے سرک رہی تھی' کبونا اسے حیرت بھی نظروں سے دیکھ رہا تھا' روپا بھی یہی چاہتی تھی کہ وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہے اس کے اور کبونا کے درمیان فاصلہ بتدریج گھٹتا رہا روپا کی نظروں میں کبونا کے لئے شدید حقارت اور نفرت کی ملی جلی کیفیت ابھر رہی تھی' وہ پلکیں جھپکائے بغیر کبونا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے گھور رہی تھی' کبونا نے اس کی آنکھوں کے سحر سے بچنا چاہا لیکن شاید اسے نادیدہ خطرے کا احساس دیر سے ہوا وہ جست لگا کر روپا کی نگاہوں کی زد سے آزاد ہونا چاہتا تھا لیکن اس کی قوت مدافعت ختم ہو چکی تھی' کوئی طاغوتی قوت پوری طرح اسے اپنی گرفت میں لے چکی تھی۔ پھر اس کی آنکھیں یوں جھپکنے لگیں جیسے وہ شدید غنودگی کی کیفیتوں سے دوچار ہو روپا اب کبونا سے صرف چار فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر رک گئی تھی اس کی نگاہوں سے نفرت کی چنگاریاں ابل رہی تھیں' کبونا نے اب ڈگمگانا شروع کر دیا تھا پھر وہ ایک طرف لڑھکتا چلا گیا' اس کی آنکھیں حلقوں کے اندر پتھرا کر رہ گئی تھیں۔

"مم .... میں تمہیں محتاط رہنے کا مشورہ دیتی ہوں۔" مونیکا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "اگر شوالا کو علم ہو گیا کہ تم نے اس کے بندر کو سدھارنے کی کوشش کی ہے تو تمہارے ساتھ ساتھ وہ مجھے بھی اپنے عتاب کا نشانہ بنا ڈالے گا۔"

روپا نے مونیکا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' وہ پوری توجہ اور انہماک سے کبونا کو دیکھ رہی تھی جس کا جسم اس کی نگاہوں کے سامنے بے حس و حرکت پڑا تھا۔ شنکر کی ایک بات درست ثابت ہو چکی تھی کبونا اس کی نفرت کا شکار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا اور اب روپا اپنی دوسری قوت کو آزمانا چاہتی تھی اس نے کچھ سوچ کر خود کو کبونا کے قریب ننگے فرش پر چت لٹا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اب اس کے ذہن میں بس ایک ہی خیال

صدائے باز گشت بن کر گونج رہا تھا .... اس کی روح آہستہ آہستہ اس کے جسم سے نکل کر کبونا کے مردہ جسم میں داخل ہوجائے گی پھر وہ کبونا کے انداز میں اچھل کود سکے گی۔ وہ اسی ایک نکتے پر پورے دھیان سے غور کرتی رہی پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا وجود برف کی مانند شل ہو رہا ہو' وہ نیند کی شدید کیفیتوں سے دوچار تھی ' اس کا ذہن کچھ دیر کے لئے معطل ہوکر رہ گیا' وہ گھپ اندھیروں میں ڈوبتی چلی گئی پھر دوبارہ بیدار ہوئی تھی تو اس کی روح بندر کے جسم میں منتقل ہوچکی تھی وہ تیزی سے پنجوں پر اچھل کر کھڑی ہو گئی' اس نے کبونا کی نظروں سے اپنے جسم کو دیکھا جو مردہ حالت میں پڑا تھا' شنکر کی دوسری بات بھی ٹھیک ثابت ہوئی 'روپا کو اپنے اندر ایک نئی اور اجنبی طاقت کا احساس ہوا' اب وہ شوالا کے علاوہ ان تمام لوگوں سے مقابلہ کر سکتی تھی جو اس کو نقصان پہچانے کی کوشش کریں گے۔

"روپا .... کیا تم ہوش میں ہو"۔

مونیکا کی آواز سن کر وہ چونکی پھر اس نے پلٹ کر حلق سے خرخراہٹ کی آواز بلند کی تو مونیکا سہم کر خاموش ہو گئی ' اس کے پاس وقت کم تھا' شنکر نے کہا تھا اگر اس نے آدھے گھنٹے سے زیادہ اپنے جسم کو روح سے الگ رکھا تو پھر سارا کھیل خراب ہو جائے گا' اس نے ایک بار پھر خونخوار نظروں سے مونیکا کودیکھا پھر اچھلتی ہوئی باہر نکل گئی' کچھ فاصلے پر ایک گھنے درخت کے نیچے دس بارہ نیزہ بردار موجود تھے غالباً" وہ جھونپڑی کی چوکیداری پر تعینات تھے' وہ ایک لمحے کو رکی پھر تیزی سے اچھل کر بائیں جانب پلٹی تو اس کا دل دھک سے رہ گیا' جھونپڑی سے تقریبا پچاس گز کے فاصلے پر جانورں کو قید کرنے والے لکڑی کے ایک بڑے پنجرے میں اسے اپنے ساتھی نظر آ رہے تھے' تیمور ان کے ساتھ موجود نہیں تھا' روپا نے شنکر کی طرف دیکھ کر اس سے تیمور کے بارے میں دریافت کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے حلق سے بندروں جیسی آواز ہی نکل سکی شاید اس لئے کہ اس کی روح ایک بندر کے جسم میں موجود تھی۔ وہ ایک جانور کے جسم پر قابض ہونے میں کامیاب ہوگئی تھی لیکن انسانی آواز میں اپنے ساتھیوں سے ہم کلام نہیں ہو پا رہی تھی' بے چینی کے عالم میں وہ بار بار شنکر کو دیکھ کر اچھلتی کودتی رہی' قلابازیاں کھاتی رہی لیکن ننکا نے اسے سرسری نظر سے دیکھ کر نظرانداز کر دیا۔

"کبونا .... کبونا......." اچانک کسی نے ٹھوس آواز میں اسے پکارا تو اس نے اچھل کود بند کر دی ' پلٹ کر دیکھا تو ایک مقامی باشندہ پورے جاہ و جلال کے ساتھ راگھو کے

ہمراہ کھڑا اسے آوازیں دے رہا تھا۔

"شوالا......." روپا کے ذہن میں شوالا کانام ابھرا تو اس نے جلدی سے اپنی توجہ دوبارہ پنجرے کی سمت کرلی پھر پنجرے کا ایک چکر کاٹ کر تیزی سے جھونپڑی کی سمت دوڑنا شروع کر دیا' شوالا کی آواز بدستور اس کا تعاقب کر رہی تھی لیکن اس نے رکنے یا پلٹ کر دیکھنے کی حماقت نہیں کی برق رفتاری سے اچھلتی ہوئی جھونپڑی میں داخل ہوئی۔

مونیکا روپا کے بے جان جسم کے قریب بیٹھی اسے آوازیں دے رہی تھی لیکن کبونا کو دیکھ کر سہم گئی پھر جب اس نے کبونا کے تیور خطرناک دیکھے تو جلدی سے اٹھی اور دوسرے کونے میں جاکر سمٹ سمٹا کر بیٹھ گئی' روپا نے وقت ضائع کئے بغیر کبونا کے جسم کو اپنے جسم کے قریب فرش پر لٹا دیا پھر آنکھیں بند کر کے دوبارہ اپنی روح کی منتقلی کے بارے میں پورے انہماک سے سوچنے لگی۔

○

"میرا خیال ہے کہ درمیانہ قد اور مضبوط تن و توش کا وہ شخص جس نے اپنے جسم پر آرائش و زیبائش کے تمام سامان سجا رکھے ہیں اور راگھو کے ساتھ کھڑا کبونا کو آواز دے رہا ہے یہی قبیلے کا نائب سردار شوالا ہے۔" شنکر نے نہایت مدھم آواز میں فیصل سے کہا۔

"اور اب وہ ہم تینوں میں سے کسی کا انتخاب کرنے آیا ہے تاکہ قربانی کا ایک بکرا اس کی جانب سے بھی کسی دیوتا کے قدموں میں بھینٹ کیا جا سکے۔" جاوید نے تلخ لہجے میں کہا۔ "کیا تم یہی باور کرانا چاہتے ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس وقت ہوشمندی سے کام لینا ہوگا۔" فیصل نے جاوید سے کہا۔ "شنکر کے سلسلہ میں تم اپنے دل کی بھڑاس پھر کسی وقت نکال سکتے ہو۔"

"میں موت سے نہیں ڈرتا لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ طے ہے کہ شنکر نے ہمیں اصل بات بتانے سے گریز کیا تھا۔"

جاوید نے ہونٹ چباتے ہوئے سرگوشی کی۔ "اسے معلوم تھا کہ انگروما نے اپنے گلے سے وہ مالا اتار کر زمین پر کس مقصد سے ڈالی تھی۔"

"ہاں .... میں اس حقیقت سے انکار نہیں کروں گا۔" شنکر نے تیزی سے جواب دیا۔ "اس مالا کے ہر دانے پر صرف ایک ہی پیغام درج تھا .... موت اور قبیلے کا کاہن

اعظم ہر قیمت پر ہم میں سے کسی کو دیوتا کی بھینٹ کے لئے منتخب کرنا چاہتا تھا اسی لئے اس نے مالا کے دانوں کے ذریعہ موت اور زندگی کے ڈھونگ کی بات کی تھی' میں نے جان بوجھ کر اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا"۔

"اب تمہاری ودیا کیا کہتی ہے" جاوید نے بدستور خشک اور تلخ لہجے میں پوچھا۔ "شوالا ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔"

"تم......" شنکر نے پہلی بار جاوید کو تیکھی نظروں سے گھورا۔ "تم شاید میری ودیا کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"میں کہتا ہوں خاموش رہو۔" فیصل نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "ہمیں اس وقت ذاتی رنجشیں بھول کر حالات کا سامنا کرنا ہوگا ورنہ ہم بھی باری باری تیمور کی طرح مارے جاسکتے ہیں۔"

"یہ بات میں نے تمہیں سفر شروع کرنے سے پہلے بھی اور سفر کے دوران بھی بتائی تھی لیکن......" جاوید نے جان بوجھ کر اپنا جملہ مکمل نہیں کیا شنکر کی نگاہیں اب شوالا پر جمی ہوئی تھیں جو بڑے فاخرانہ انداز میں قدم بڑھتا ان کے قریب آ رہا تھا' اس کی آنکھوں میں نفرت اور حقارت کے ملے جلے تاثرات موجود تھے' اس کی شعلہ بار نظریں کبھی شنکر اور کبھی فیصل کو گھور رہی تھی' پنجرے کے قریب پہنچ کر وہ سینہ تان کر رک گیا۔

"مقدس شوالا کا اقبال بلند ہو۔" راگھو نے تینوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ وہ بدنصیب مسافر ہیں جو بھٹک کر ہمارے قبیلے تک آ گئے ہیں ان میں سے ایک کو بڑے دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ چڑھانے کی خاطر کاہن اعظم انگرومانے منتخب کرلیا ہے' ان کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔"

"تم"۔ شوالا نے راگھو کی بات نظرانداز کرتے ہوئے جاوید سے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟" "خاکسار کو جاوید کہتے ہیں۔" جاوید نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"اور تم......" شوالا نے حقارت سے شنکر کی طرف دیکھتے ہوئے انگریزی میں سوال کیا۔

"میرا نام شنکر ہے۔" شنکر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"شن...... کر......" شوالا زہرخند سے بولا "تو تم ہو شنکر ...... تم دوسروں کو میرے عتاب سے بچانے کی کوشش کر رہے ہو ...... لیکن کیا خود اپنے آپ کو میرے ہاتھ سے محفوظ کرسکو گے؟"

"کسی نے میرے خلاف مقدس شوالا کے کان بھر دیئے ہیں ورنہ میں......"

"تم ...... تم بھی مجھے مقدس شوالا کے نام سے یاد کررہے ہو ...... گڈ ...... ویری گڈ" شوالا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے تضحیک آمیز لہجے میں کہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا۔ "میں سمجھ رہا ہوں ...... تم عیار اورمکار بھی ہو ...... گڈ' حالات کے پیش نظر تم نے نہایت مناسب حکمت عملی اختیار کرنے کی کوشش کی ہے لیکن سنو ...... شوالا تمہارے فریب میں نہیں آئے گا...... تمہاری حیثیت میرے لئے اس حقیر چیونٹے سے زیادہ نہیں جسے جب چاہے پیروں تلے اس طرح کچلا جا سکتا ہے' کہ اس کے وجود کا نشان بھی باقی نہ رہے ...... کیوں؟ کیا میں غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں۔

"میں تمہاری بات کی تردید نہیں کروں گا۔" شنکر نے محتاط انداز میں جواب دیا۔

"میں تمہارے بارے میں بہت کچھ معلومات کر چکا ہوں۔" شوالا سرد لہجے میں بولا۔

"تمہاری قسمت کا فیصلہ اس قبیلے کے دستور کے مطابق عظیم شاکا اورجزیرے کا کاہن اعظم مقدس انگروما کرے گا لیکن اگر وہ فیصلہ میری مرضی کے مطابق نہ ہوا تو پھر شوالا اس میں ترمیم و اضافے کا اختیار رکھتا ہے۔ عقرب دیوتا نے میرے ہاتھ اتنے مضبوط کر دیئے ہیں کہ میں سردار کو بھی اس کے فیصلے بدلنے پر مجبور کر سکتا ہوں۔"

"مقدس شوالا نے میرے لئے کیا فیصلہ کیا ہے۔" شنکر نے اطمینان سے پوچھا کسی فوری حملے کے پیش نظر وہ پہلے ہی ایک آزمودہ منتر پڑھ کر اس طول و عریض پنجرے کے گرد حصار باندھ چکا تھا' جس میں انہیں قید کیا گیا تھا۔

"تم دشمن ہونے کے باوجود شوالا کے قدموں میں جگہ حاصل کرسکتے ہو لیکن ایک شرط پر۔"

"وہ کیا؟"

"تم ان لوگوں کی پشت پناہی سے منہ موڑ لو جو عنقریب شوالا کے بدترین اور عبرتناک عتاب کا شکار ہونے والے ہیں۔" شوالا نے کن انکھیوں سے فیصل کی طرف دیکھتے ہوئے شنکر سے کہا۔ "بولو...... کیا تم ان کی پشت پناہی سے باز آنے کا عہد کرسکتے ہو۔"

"کیا مقدس شوالا مجھے سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں دے گا۔"

"مجھے معلوم تھا۔" شوالا کا لہجہ سفاک ہو گیا۔ "تم اتنی شرافت سے راہ راست پر نہیں آؤ گے۔"

شنکر نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا' شوالا کی نظریں شنکر کے چہرے سے ہٹ

کر فیصل کے چہرے پر مرکوز ہو گئیں' ایک لمحہ تک وہ کھا جانے والی نظروں سے گھورتا رہا پھر نہایت حقارت سے بولا۔

"تم ...... تم کون ہو"۔

"میرا نام پرنس فیصل ہے۔"

"پرنس فے.............صل" اس نے حقارت سے فیصل کے نام کو چباتے ہوئے کہا۔ تو تم ہو جو ترشولی کو شوالا سے چھینا چاہتے ہو۔"

"میں تم سے اپنی ماں کی موت کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔" فیصل نے نفرت سے جواب دیا۔ "مجھے ترشولی سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"تو ...... اور شوالا سے انتقام لے گا۔" شوالا نے حیرت کا اظہار کیا پھر قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ "ہاہا ......ہاہا ...... راگھو کچھ سنا تو نے ...... اندھا بہرے کو گولی مارنے کی دھمکی دے رہا ہے ...... ہاہا ...... ہاہا ...... ہاہا' انتقام لے گا۔ یہ موت جس کے سر پر منڈلا رہی ہے ...... یہ ...... شوالا سے انتقام لے گا ...... ہوہو ......ہاہا ...... میں تو اسے صرف ترشولی کا چاہنے والا سمجھ رہا تھا۔"

"شوالا!" فیصل نے جذباتی انداز اختیار کیا۔ "اگر تجھے اپنی طاقت پر اتنا ہی ناز ہے تو پھر تو نے ہمیں جانوروں کے پنجرے میں بند کیوں کر رکھا ہے' ہمیں کھول دے پھر وقت تجھے بتائے گا کہ کون کتنے پانی میں ہے۔"

"تیری باتیں مجھے اچھی لگ رہی ہیں ...... تو شوالا سے انتقام لے گا ...... گڈ ...... ویری گڈ شوالا نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا' عظیم شاکا کو اپنا فیصلہ سنالینے دے پھر شوالا تیری آزادی کی حسرت بھی ضرور پوری کردے گا لیکن سچ بتا ...... کیا تو ترشولی سے پیار نہیں کرتا؟ میں تو تجھے اپنا رقیب سمجھ رہا تھا لیکن تو ...... تو میدان چھوڑ کر بھاگ رہا ہے۔"

"میرا نام پرنس فیصل ہے شوالا ...... میں مرجاؤں گا لیکن تیرے سامنے سر نہیں جھکاؤں گا اور یاد رکھ ' تجھے میری ماں کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا ہوگا ...... میں تجھے خارش زدہ کتوں سے بدتر موت سے ہمکنار کروں گا۔"

"زبان کو لگام دو۔" اچانک ہی شوالا کے تیور خطرناک ہو گئے اس نے جھپٹ کر راگھو کے ہاتھ میں دبا ہوا نیزہ چھین لیا' فیصل کو گھورتے ہوئے سفاک لہجے میں بولا۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری آزادی کی حسرت دل کی دل میں رہ جائے اور شوالا کا عتاب تیرے جسم کو چھید کر رکھ دے۔"

"اگر تو قید میں بند ایک بے بس انسان کو نیزے سے چھیدنا مردانگی سمجھتا ہے تو میں تیری مردانگی پر تھوکنا بھی گوارہ نہیں کروں گا۔" فیصل نے کرخت آواز میں جواب دیا۔

فیصل کا جواب سن کر شوالا آپے سے باہر ہو گیا' اس نے نیزہ بلند کر کے فیصل کا نشانہ لیا لیکن پھر ترشولی کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"رک جا شوالا......" ترشولی نے جو شاکا کے ہمراہ اچانک نمودار ہوئی تھی شوالا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "قبیلے کے دستور کے مطابق تو مجھے اس وقت حاصل کر سکتا ہے جب کوئی دوسرا شخص تجھے مقابلے کی دعوت نہ دے ...... لیکن میری خاطر پرنس فیصل تجھ سے مقابلے کو تیار ہے اس لئے تو اسے قبیلے کے لوگوں کے سامنے ہی مقابلے کے دوران مار سکتا ہے۔ اس سے پہلے تو اس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔"

"کیوں۔" شوالا نے ترشولی کو گھورنے کے بعد فیصل سے پوچھا۔ "کیا تو ترشولی کی خاطر مجھ سے مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔"

"ہاں۔" فیصل نے سینہ تان کر بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"میں تجھ سے زندگی اور موت کی جنگ لڑنے کو تیار ہوں۔"

شوالا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا' اس نے اچانک پلٹ کر ہاتھ میں دبا ہوا نیزہ پھینک کر مارا تو ایک مقامی باشندہ کراہتا ہوا زمین پر ڈھیر ہو گیا' یہ گویا شوالا نے اپنی طرف سے فیصل کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان کیا تھا پھر اس نے ترشولی اور شاکا کو گھورا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا واپس پلٹ گیا' راگھو اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

ترشولی کی نظریں پرنس فیصل کو بڑی اپنائیت سے دیکھ رہی تھیں لیکن شاکا کی کشادہ پیشانی پر غور و فکر کی علامت کے طور پر ان گنت سلوٹیں ابھر کر آپس میں گڈ مڈ ہو رہی تھیں۔"

فرزانہ لائبریری، ویڈیو اینڈ ریکارڈنگ سنٹر

گول چکر۔ شاہینوال

روح کی منتقلی کا عمل مکمل ہونے کے بعد وہ ایک بار پھر روپا کی شکل میں آ گئی' اس نے اٹھ کر کبونا کو دیکھا جو اس کے قریب ہی بے حس و حرکت پڑا تھا' اس کے ذہن میں وہ بھاری بھرکم تن و توش کا سیاہ فام مقامی باشندہ ابھرا جس نے اسے کبونا کے نام سے آوازیں دی تھیں' فوری طور پر اس کے ذہن میں شوالا کا نام ابھر تھا اور پھر اس نے جھونپڑی کی سمت واپسی میں ہی عافیت سمجھی تھی۔

کبونا کی موت شوالا کے لئے یقیناً صدمہ کا باعث ہوگی' اس نے سوچا یہ بھی ممکن تھا اپنے چہیتے بندر کو مردہ دیکھ کر وہ آپے سے باہر ہو جائے گا اور اپنا غصہ مونیکا اور اس پر اتار دے' وہ تیزی سے اٹھ کر جھونپڑی کے دوسرے کونے میں دبک گئی اور آنے والے لمحوں کا انتظار کرنے لگی۔

اسے خوشی تھی کہ شنکر نے اسے اس کی مخفی قوتوں سے آگاہ کر دیا تھا' کبونا کے روپ میں وہ اپنے ساتھیوں کا انجام بھی دیکھ چکی تھی اور اب وہ بڑی سنجیدگی سے اپنے ساتھیوں کے بچاؤ کے طریقوں پر غور کر رہی تھی' اس کی نگاہوں میں شیش ناگ کا قاتل زہر موجود تھا جس کے ذریعے وہ کسی بھی دشمن کو اپنی نفرت کا نشانہ بنا سکتی تھی' شنکر نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ شوالا بھی پراسرار اور لازوال قوتوں کا مالک ہے پے درپے ساتھیوں کی موت شوالا کو اس کی طرف سے مشکوک بھی کر سکتی تھی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا وہ اپنے آئندہ اقدام کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس کی نگاہیں بدستور کبونا کے مردہ جسم پر مرکوز تھیں جو کچھ دیر پہلے اس کی ملکیت تھا' کبونا کے روپ میں اس نے شنکر پر اپنی اصلیت کا اظہار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی تھی' اگر کبونا کی جگہ اس نے کسی انسان کے جسم کو اپنایا ہوتا تو شاید وہ شنکر کے کسی کام آ سکتی تھی۔ ابھی وہ اپنے خیالات میں مستغرق تھی کہ مونیکا کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"تم .... کیا تم زندہ ہو ...."

"کیوں؟" .... تمہیں میرے زندہ ہونے پر شبہ کیوں ہو رہا ہے۔" اس نے مونیکا

سے دریافت کیا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے تم شاید کبونا کو سدھارنے کی کوشش کر رہی تھیں۔"

"ہاں........" اس نے جلدی سے ایک خوبصورت بہانہ بناتے ہوئے کہا۔ "کبونا کے آنکھوں میں نہ جانے وہ کیا سحر تھا کہ میں اس کے قریب جا کر ڈگمگا گئی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے ذہن پر گہری نیند کے بوجھل اثرات طاری ہو رہے ہیں .... پھر........ شاید میں زمین پر لیٹ گئی تھی اور اس کے بعد .... اس کے بعد غالباً" میری آنکھ لگ گئی تھی .... کیا تم بتا سکتی ہو کہ اس کے بعد کیا ہوا تھا؟"

"میں نے جو کچھ دیکھا وہ حیرت انگیز ہی ہے۔" مونیکا بولی۔ "پہلے کبونا زمین پر دراز ہوا تھا اس کے بعد تم نے بھی خود کو چت لٹا دیا تھا پھر کبونا کچھ لمحوں بعد اٹھ کر جھونپڑی سے بھاگ گیا تھا۔"

"لیکن یہ تو ابھی تک ...."

"میں بتاتی ہوں تمہیں۔" مونیکا نے کہا "کبونا کے جانے کے بعد میں نے تمہیں متعدد آوازیں دی تھیں پھر اٹھ کر تمہارے قریب گئی۔ تمہارے جسم کو چھو کر دیکھا جو برف کی مانند سرد ہو رہا تھا' میں یہی سمجھ رہی تھی کہ کبونا نے شاید تمہیں موت سے ہمکنار کر دیا ہے' میں تمہیں جگانے کی خاطر آوازیں دے رہی تھی کہ کبونا اچھلتا ہوا جھونپڑی میں داخل ہوا' اسے دیکھ کر میں دوبارہ اپنی جگہ آ گئی اور اس کے بعد ...."

"اس کے بعد کیا ہوا........" روپا نے تیزی سے سوال کیا۔

"کبونا زمین پر لیٹ گیا اور تم .... تم اب مجھ سے ہمکلام ہو اور کبونا۔" مونیکا کے لہجے سے خوف مترشح تھا۔ "کیا یہ سب کچھ حیرت انگیز اور پراسرار نہیں ہے۔"

"تم کہیں میرے ساتھ مذاق تو نہیں کر رہیں۔"

"نہیں .... لیکن میری آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہے میں اس پر یقین بھی نہیں کر سکتی۔"

"ہو سکتا ہے اس میں بھی شوالا کی کوئی خطرناک سازش ہو۔" روپا نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے"۔

"تم .... تم اب کیا محسوس کر رہی ہو۔"

"میرے ذہن پر ابھی دھند کے اثرات باقی ہیں لیکن کیا تم میرے ایک مشورے پر عمل کرو گی۔"

"کیا ......"

"تم نے جو کچھ دیکھا ہے اس کا تذکرہ کسی قیمت پر شوالا یا اس کے کسی ساتھی کے سامنے نہ کرنا۔" روپا نے اپنے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ مجھے ان تمام معاملات میں کسی جادوگر کا ہاتھ نظر آرہا ہے۔ ممکن ہے اس طرح وہ ہمارے جسم کو ہمارے ہی ساتھیوں کو دھوکہ دینے کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہوں لیکن اگر انہیں علم ہو گیا کہ ہم ان کی چال سے واقف ہو گئے ہیں تو شاید وہ اپنا طریقہ کار بدل دیں۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں......" مونیکا نے دبی زبان میں کہا۔ "بھلا وہ جسموں کو ہماری مرضی کے بغیر کس طرح استعمال کر سکتے ہیں؟"

"کیوں ...... کیا تم نے کبھی ایسی کہانی نہیں سنی جب کسی ایک شخص نے اپنی روح کو کسی اور جسم میں منتقل کر کے کوئی سنگین واردات کی ہو اور پھر اس جسم کو موقع واردات پر چھوڑ کر اپنے جسم میں واپس آ گیا ہو ......"

"میرا خیال تھا کہ ایسی کہانیاں صرف پراسرار فلموں تک محدود ہوں گی ...... عام زندگی میں ایسا ہونا ناممکن ہے البتہ میں نے یہ ضرور سنا ہے کہ سانپ کی ایک قسم اپنی زندگی کے سو سال مکمل کر لینے کے بعد جو روپ بھی چاہے اختیار کر سکتی ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ کبونا بھی اسی حیرت انگیز سانپ کی کوئی بگڑی ہوئی شکل ہو اور اسے ہمارے خلاف استعمال کیا جا رہا ہو۔"

"ممکن ہے تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔" مونیکا نے الجھتے ہوئے کہا۔ "جب ہم پوری طرح ان کی قید میں ان کے رحم و کرم پر ہیں تو پھر انہیں کوئی پیچیدہ راستہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"اس کا جواب تو وہی لوگ دے سکتے ہیں لیکن ہمیں بہرحال اپنی زبان بند رکھنی ہوگی ......"

"کبونا ......" مونیکا نے اثبات میں سر کو جنبش دیتے ہوئے پوچھا۔ "تمہارا کیا خیال ہے کہ، کیا کبونا زندہ ہے؟"

"میں کیا بتا سکتی ہوں۔" روپا سپاٹ لہجے میں بولی پھر کبونا کو دیکھنے لگی۔

"روپا ......" مونیکا نے تھوڑے توقف کے بعد مردہ آواز میں کہا۔ "کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اپنی مرضی سے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیں۔"

"کیا مطلب ......"

"تم نے ابھی شوالا کو قریب سے نہیں دیکھا ...... وہ انسان کی شکل میں بھی کسی خونخوار درندے سے زیادہ خطرناک ہے۔"

"اتنی جلدی مایوس نہ ہو ...... ہو سکتا ہے کوئی صورت ہمارے بچاؤ کی پیدا ہو جائے۔"

"کیا تمہیں اب بھی اپنے بچاؤ کی امید ہے؟" مونیکا کی آواز سے بے بسی ٹپک رہی تھی۔

"تم شنکر کو کیوں فراموش کر رہی ہو؟ کیا تم نے بحری عقاب پر اس کی پراسرار قوتوں کا اندازہ نہیں لگایا تھا۔ ممکن ہے شنکر اپنے ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی فرار کی کوئی راہ ڈھونڈ نکالے۔"

"خدا کرے تمہارا خیال درست ہو لیکن اگر حالات نے کوئی سنگین صورت اختیار کی تو میں ......"

پھر باہر سے قدموں کی آہٹ ابھری تو مونیکا نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے، روپا کی نظریں بھی دروازے کی سمت اٹھ گئیں، قدموں کی آہٹ بتدریج قریب آ رہی تھی پھر جو شخص اندر داخل ہوا وہ شوالا کے سوا کوئی اور نہیں تھا، راگھو اس کے پیچھے پیچھے تھا، شوالا کے تیور خطرناک نظر آ رہے تھے لیکن روپا کو ہوش میں دیکھنے کے بعد اس کے چہرے کا کھنچاؤ کم ہونے لگا، اس کی نظر ابھی تک کبونا پر نہیں پڑی تھی، وہ روپا کو پسندیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے ......" اس نے ہونٹ پر زبان پھیرتے ہوئے نشیلی آواز میں دریافت کیا۔

"روپا ......"

"شوالا تجھے اپنے لئے پسند کرتا ہے، کیا تو میرے حکم سے انکار کرنے کی جرات کر سکتی ہے۔" شوالا نے برجستہ کہا۔

"مقدس شوالا کا ساتھ میرے لئے بڑا پرسکون ہوگا لیکن ......" روپا نے دور اندیشی سے کام لینے کی کوشش کی۔

"لیکن کیا ......"

"کیا میرے ساتھیوں پر مقدس شوالا مہربانی نہیں کرے گا۔"

"شوالا تیری خاطر اپنی موت کو بھی گلے لگا سکتا ہے لیکن فیصل کو معاف نہیں کر

سکتا" اس کا لہجہ سفاک ہو گیا۔"

کیا تجھے معلوم ہے کہ اس نے شوالا کو مقابلے کی دعوت دی ہے اس کے غیظ و غضب کو للکارنے کی جسارت کی ہے۔"

"اگر فیصل نے یہ حماقت کی ہے تو میں اس کی سفارش نہیں کروں گی۔"

"گڈ...... تو سمجھدار ہے۔" شوالا نے اس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا پھر اچانک اس کی نظر کبوتا پر پڑی تو اس کی پیشانی پر آڑی ترچھی سلوٹیں ابھر آئیں' اس نے راگھو کو گھورتے ہوئے کہا "دیکھ اسے ...... کیا یہ مرگیا......۔"

راگھو نے نیچے جھک کر کبوتا کے اکڑے ہوئے جسم کو دیکھا پھر اس کی موت کی تصدیق کر دی۔

"حیرت انگیز ......" شوالا نے کبوتا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "اتنی جلدی یہ مر کیسے گیا ...... راگھو' کیا تو نے محسوس کیا تھا کہ آج کبوتا نے میری آواز پر توجہ نہیں دی تھی ...... پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا ...... آج ایسا کیوں ہوا؟؟"

"شنکر ......" راگھو نے دبی زبان میں اپنے شبے کا اظہار کیا۔ "کہیں اس نے مقدس شوالا کو مرعوب کرنے کی خاطر کبوتا کو اپنی کالی طاقتوں کا نشانہ تو نہیں بنا دیا ......"

شوالا نے جواب دینے کے بجائے جھک کر کبوتا کو اٹھا لیا' اس کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے کو قریب لا کر کچھ سونگھنے کی کوشش کرتا رہا' اس کے چہرے کے تاثرات بدل رہے تھے' وہ کسی گہری سوچ میں غرق نظر آ رہا تھا پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں' شاید وہ اپنی طاغوتی قوتوں کو آزمانے کی ضرورت محسوس کر رہا تھا۔

روپا اور مونیکا دونوں سہمی سہمی نظروں سے اسے گھور رہی تھیں' شوالا کچھ دیر تک آنکھیں موندے کھڑا رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات ابھر رہے تھے' کچھ دیر وہ خلاؤں میں گھورتا رہا پھر بولا۔

"تعجب ہے ...... کبوتا سے دیوتاؤں کی شان میں کیا گستاخی ہو سکتی ہے؟؟"

"میں سمجھا نہیں ......" راگھو نے کہا۔

"شوالا بھی نہیں سمجھ سکا لیکن کبوتا کی موت شیش ناگ کے زہر کا نتیجہ ہے اور شوالا جانتا ہے کہ پورے قبیلے کی حدود میں صرف ایک شیش ناگ ہے جسے بڑے دیوتا نے اپنے قدموں میں پناہ دے رکھی ہے۔"

"مقدس شوالا کا اقبال بلند ہو لیکن عظیم دیوتا نے کہیں کبوتا کی موت کے ذریعے اپنی

ناراضگی کا اظہار تو نہیں کیا۔"

"مجھے دیکھنا پڑے گا ......" شوالا نے گہری سنجیدگی سے کہا پھر ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "تیس سال میں پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا ...... دیوتا کا عتاب بلا مقصد نہیں ہو سکتا ......"

"کہیں اس میں کاہن اعظم کی شرارت کا کوئی دخل نہ ہو۔"

"کیا مطلب ......۔"

"ممکن ہے اس نے دیوتا سے مقدس شوالا کے کسی دشمن کی زندگی کی بھیک مانگی ہو۔ راگھو نے معنی خیز انداز میں کہا۔

"نہیں ...... دیوتا عظیم تر ہے' وہ سازشوں میں شریک نہیں ہو سکتا۔" شوالا نے تیزی سے جواب دیا پھر کبوتا کو اٹھا کر ایک طرف پھینکتے ہوئے بولا۔ "اسے لے جا راگھو' جلا کر راکھ کردے' جسے دیوتا اپنے عتاب کا نشانہ بنا دے شوالا اسے پسند نہیں کر سکتا لیکن یہ شگون اچھا نہیں ہوا ...... مجھے سوچنا پڑے گا۔ دیوتا کو راضی کرنے کی خاطر اس کے قدموں میں قربانی پیش کرنی ہوگی۔ پھر اس نے جملہ مکمل کر کے ایک سرسری نظر مونیکا اور روپا پر ڈالی اور تیزی سے پلٹ کر جھونپڑی سے باہر نکل گیا ...... روپا نے اس کے جانے کے بعد اطمینان کا ایک طویل سانس لیا' اسے خوشی تھی کہ ایک خطرہ آتے آتے ٹل گیا تھا ......!!

○

رات کے وقت انہیں لکڑی کے پنجرے سے نکال کر ایک جھونپڑی میں منتقل کر دیا گیا' شاکا نے اپنی نگرانی میں انہیں اپنے مخصوص آدمیوں کے ذریعے اس جھونپڑی تک پہنچایا تھا جو غالباً قیدیوں ہی کے لئے مخصوص تھی پھر اس نے اپنے آدمیوں کو محتاط انداز میں کڑی نگرانی کے احکامات دے کر رخصت کر دیا اس کے بعد وہ پرنس فیصل کی طرف پلٹا' اس کی قہرآلود نگاہیں کچھ دیر تک اسے گھورتی رہیں پھر وہ سرد آواز میں بولا۔ "اگر تم نے صرف ترشولی کے اکسانے پر شوالا کو مقابلے کی دعوت دی ہے تو اپنا فیصلہ واپس لے لو ...... تم اس کی قوتوں سے ناواقف ہو' تمہارا انجام تمہارے تصور سے بھی زیادہ خطرناک اور بھیانک ہوگا۔"

"سردار تمہارا کیا خیال ہے ...." فیصل کے بجائے شنکر نے کہا۔ "کیا

مقابلے کی دعوت واپس لینے کے بعد شوالا ہمیں یہاں سے زندہ سلامت واپس لوٹ جانے کی اجازت دے دے گا ...."

"تم ...." شاکا نے تیز نظروں سے شنکر کو گھورا۔ "تم شاکا کو فریب نہیں دے سکتے' میں جانتا ہوں کہ اصل فساد کی جڑ تم ہی ہو لیکن تم نے اتنا لمبا چکر کیوں چلایا ہے .... یہ بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آ سکی۔"

"اگر سردار ہماری صحیح و سلامت واپسی کی ضمانت دے تو میں اپنے دوست کو مقابلے کا چیلنج واپس لینے پر رضا مند کر سکتا ہوں" جاوید نے شاکا کو مخاطب کیا لیکن قبل اس کے کہ شاکا کوئی جواب دیتا فیصل نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"کیا شاکا کو اس بات کا علم نہیں ہے' کہ شوالا نے میری بے قصور ماں کو کس اذیتناک موت سے دوچار کیا تھا۔"

"ہاں .... میں جانتا ہوں۔" شاکا نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "ترشولی کو حاصل کرنے کی خواہش نے اسے جنون کی حد تک پہنچا دیا ہے اور محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز ہوتا ہے۔"

"پھر میرا فیصلہ بھی اٹل ہے۔" فیصل ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "میں شوالا سے اپنی ماں کی موت کا انتقام ضرور لوں گا۔"

"تمہاری موت عبرتناک ہو گی۔" شاکا کا لہجہ درشت ہو گیا۔

"میں سردار سے کسی رحم کی درخواست نہیں کروں گا۔" فیصل نے نفرت کا اظہار کیا۔ "موت برحق ہے اور اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹال سکتی۔"

"تمہاری حماقت ترشولی کا مستقبل بھی تاریک کر دے گی۔"

"مجھے علم تھا .... مقدس شاکا کو اپنی بیٹی کا مستقبل زیادہ عزیز ہے۔"

"میں تمہیں تین دن کا موقع دے سکتا ہوں .... پھر غور کر لو۔" شاکا کا لہجہ سفاک ہو گیا۔ "ایک بار مقابلے کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا تو اسے میں بھی واپس نہیں لے سکوں گا۔" پھر اس نے اپنی بات مکمل کر کے کسی جواب کا انتظار نہیں کیا' انہیں حقارت سے گھورتا ہوا واپس چلا گیا۔

"کیا آپ میرے ایک مشورے پر عمل کریں گے۔" شاکا کے جانے کے بعد جاوید نے خشک لہجے میں فیصل کو مخاطب کیا۔

"میں واپسی کی کوئی بات قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں واپسی کا خیال بھی ذہن سے نکال دینا چاہئے۔"

"پھر تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

"ممکن ہے میری بات تلخ ثابت ہو لیکن خودکشی ہماری پریشانیوں کا بہترین علاج ثابت ہو سکتی ہے۔"

"کیا تمہیں اب میرے ساتھ اس سفر کرنے پر افسوس ہو رہا ہے۔"

"نہیں .... دوستوں کا حساب دل میں ہوتا ہے لیکن میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو بہت دیر بعد بے نقاب ہوئے ہیں۔" جاوید نے شنکر کو گھورتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ "مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ ہمیں کھلونے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے؟"

"میں کسی کو مورد الزام نہیں ٹھہرا سکتا۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ سفر میں نے اپنی مرضی سے اختیار کیا تھا۔"

"پراسرار اور گندی قوتیں انسان کی مرضی کو بھی اپنی گرفت میں لے سکتی ہیں۔"

"تم میری ماں کی موت کو کیوں فراموش کر رہے ہو۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ حادثہ بھی کسی دشمن کے اشارے پر ہوا ہو ...." جاوید نے کہا۔

"شاکا کے الفاظ ابھی تک میرے کانوں میں صدائے بازگشت بن کر گونج رہے ہیں .... اس نے کھلے الفاظ میں بتایا تھا کہ اصل فساد کی جڑ کون ہے۔"

"میں تمہارا اشارہ سمجھ رہا ہوں میرے متر۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم جو سمجھ رہے ہو وہ بھی ٹھیک ہے اور شاکا نے جو کہا تھا وہ بھی غلط نہیں ہے۔ پرنتو تم یہ بھول رہے ہو کہ شاکا نے ایک بات اور بھی کہی تھی .... میں نے جو چکر چلایا ہے اس کا کارن ابھی تک وہ بھی نہیں جان سکا۔"

"اب تم شاید ہمیں شاکا پر اپنی برتری کا احساس دلانے کی کوشش کر رہے ہو۔" جاوید نے تلخ آواز میں کہا۔

"نہیں ...." شنکر نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا "میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے جو سوچا ہے وہ اوش پورا ہو گا۔ شاکا یا شوالا کی کالی شکتیاں بھی میرا راستہ نہیں کاٹ سکیں گی۔"

"ڈاکٹر اور تیمور کی موت کو تم کس خانے میں شمار کرو گے۔"

"میں نے ان کی زندگی کی ضمانت نہیں دی تھی۔" شنکر بدستور سنجیدگی سے بولا۔

"میں نے کہا تھا کہ روپا بھی حالات کا شکار ہو سکتی ہے۔"

"میرے بارے میں تمہاری ودیا کیا کہتی ہے۔"

"اس کا جواب آنے والا سمے دے گا پرنتو ایک بات میں اب بھی پورے وشواس سے کہہ سکتا ہوں، میں نے پرنس فیصل کے بھوش کے بارے میں جو کہا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت میرے کہے کو مٹا نہیں سکے گی۔ میں نے جو پانسہ پھینکا ہے وہ الٹا نہیں ہو سکتا۔"

"کیا تم ہمیں اس طاقت کے بارے میں بتاؤ گے جو ہمیں تمہارے کہنے کے بموجب ملنے والی ہے۔" فیصل نے دریافت کیا۔

"کچھ دن اور انتظار کر لو اس کے بعد سب کچھ تمہارے سامنے ہوگا۔"

فیصل اور شوالا کے مقابلے میں جیت کس کی ہوگی .... کیا تم قبل از وقت اس کی پیشگوئی کر سکتے ہو" جاوید نے سپاٹ انداز میں سوال کیا۔

"دھیرج سے کام لو میرے دوست .... اپنے من کو میری طرف سے کھوٹا نہ کرو۔"

"اگر تم دوستی کا دعویٰ کر رہے ہو تو ہمیں اس طاقت کے بارے میں بتاؤ جو فیصل کو ملنے والی ہے۔" جاوید نے کہا "تم نے کہا تھا کہ اس طاقت کو حاصل کرنے کے بعد ہم بے مثال قوتوں کے مالک ہوں گے .... ہماری زبان سے جو نکلے گا وہ پورا ہوگا۔"

"ہاں .... میں نے یہی کہا تھا، تم اس شکتی کو پراپت کر لینے کے بعد اگر مٹی کو ہاتھ لگاؤ گے تو وہ بھی سونا بن جائے گی۔"

"لیکن تم ہمیں اس کے بارے میں بتانے سے ہچکچا رہے ہو۔"

شنکر نے جاوید کو تیز نظروں سے دیکھا، کوئی جواب دینے کے بجائے ہونٹ چبانے لگا تو جاوید نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا تم اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہو کہ تم براہ راست اس قوت کو حاصل نہیں کر سکتے۔"

"تم .... تم صحیح کہہ رہے ہو۔" شنکر نے سرد آواز میں جواب دیا۔ "میں تمہاری بات سے انکار نہیں کروں گا۔"

"وہ قوت صرف فیصل کے ذریعے حاصل کی جا سکتی ہے۔"

"ہاں ......۔"

"اور اس کے بعد .... کیا تم اسے ہم سے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرو

گے؟"

"تمہارا کیا خیال ہے، میں نے اتنے سارے پاپڑ یونہی بیلے ہیں۔" شنکر نے صاف گوئی سے کہا۔ "اس شکتی پر ہم دونوں کا برابر کا ادھیکار ہوگا اور ...."

"اور کیا ......؟" جاوید نے پوچھا۔ "تم خاموش کیوں ہو گئے ......؟"

"اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس شکتی کے کارن ہم ایک دوسرے کے بد ترین دشمن بھی بن جائیں۔" شنکر نے اپنا جملہ مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"کیا شوالا یا شاکا کو اس قوت کے بارے میں کوئی علم نہیں۔" فیصل نے پوچھا۔

"نہیں .... وہ ابھی تک اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے؟"

"تم شوالا کے مقابلے میں میری مدد کا وعدہ کرو .... میں وہ قوت حاصل کرنے کے بعد تمہارے حوالے کر دوں گا۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں تمہاری بات پر وشواس نہیں کر سکتا۔" شنکر نے تھوڑے توقف سے جواب دیا۔ "کل کیا ہونے والا ہے یہ آنے والا سمے بتائے گا پرنتو ایک بات میں جانتا ہوں، تم اس شکتی کو حاصل کرنے کے بعد آسانی سے گنوانے کی بھول نہیں کرو گے ...."

"اگر شوالا کو اس قوت کے بارے میں علم ہو گیا تو" فیصل نے پوچھا۔ "کیا وہ اس طاقت کو حاصل کر لینے کے بعد بھی مجھے زیر نہیں کر سکے گا۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں میرے متر کہ تم اس شکتی کے بارے میں جاننے کے لئے بہت بے چین ہو۔" شنکر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "کیا تم میری اس بات کا وشواس کرو گے کہ وہ مہان شکتی ایک ایسے بالک کی آتما سے تعلق رکھتی ہے جو اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"اور اس طاقت کا تعلق اسی دنیا سے ہے جو ہمیں ملنے والی ہے۔" جاوید نے دلچسپی لیتے ہوئے دریافت کیا۔

"ہاں .... وہ طاقت ایک ایسی روئی میں بند ہے جسے بچے کے دل کے خون سے رنگا گیا ہے۔" شنکر نے پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "میں تمہیں اس روئی کی تفصیل بتا سکتا ہوں .... اسے حاصل کرنے کی خاطر ایک دشٹ (بے رحم اور ظالم) نے ایک معصوم بچے کو اس کے ماں باپ سے جدا کیا تھا پھر اس بچے کو ایک ایسی کال کوٹھری میں رکھا گیا جہاں سورج کی ایک کرن بھی داخل نہیں ہو سکتی تھی، کال کوٹھری میں ہلکے لال رنگ کا ایک بلب ٹمٹماتا رہتا تھا....... اس پلید عمل کو پورا کرنے کی خاطر اس بچے کو نمک اور

پانی کی ایک بوند سے بھی محروم رکھنا ضروری تھا .... جس نے معصوم بچے کو اغواء کیا تھا وہ اسے پیٹ بھر بھر کر زبردستی مٹھائی کھلاتا رہا' اگرچہ بچہ مٹھائی کھانے سے انکار کرتا تو وہ اس پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا' بچہ جب پانی کے لئے بلک بلک کر فریاد کرتا تو وہ اسے پانی دکھا کر زمین پر پھینک دیا کرتا تھا اور اسے زمین چاٹنے کی اجازت بھی نہیں دیتا تھا .... بچے کی آتما اس طرح پانی کے ایک ایک قطرے کو ترستی رہی' وہ جس قدر میٹھا کھاتا اس کی پیاس اتنی ہی بھڑک اٹھتی .... گیارہ دن اسی طرح بیت گئے' ویران کال کوٹھری میں اندھیرے اور تنہائی کے کارن اس معصوم کا دم آہستہ آہستہ گھٹتا رہا .... جب بھی وہ ظالم شخص بچے کے پاس جاتا بچہ اس سے رو رو کر پانی کے لئے فریاد کرتا رہا .... بارھویں دن جب وہ کال کوٹھری میں داخل ہوا تو بچہ غم سے نڈھال آخری سانسیں لے رہا تھا اور بے ہوشی کی حالت میں بھی پانی .... پانی .... کی رٹ لگا رہا تھا' بچے کو اس حالت میں دیکھ کر اس دشٹ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی' اس نے بڑی بے دردی سے بچے کو قتل کیا پھر اس کا دل سینے سے باہر نکال کر اسے چھری سے چیرا اور روئی کی اچھی خاصی مقدار کو اس معصوم کے دل کے خون سے رنگ لیا' وہ اس خون آلود روئی کی شکتی کے ذریعے تاریک براعظم کے پوشیدہ خزانوں کو حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی۔....... موت کے سرد ہاتھوں نے اسے دبوچا تو اس کے سپنے بھی اس کے ساتھ ہی نرک(دوزخ) کو سدھار گئے اور اب وہ خون میں ڈوبی ہوئی روئی اس قبیلے میں موجود ہے جسے تم حاصل کرو گے۔" شنکر نے اپنا آخری جملہ ادا کرتے وقت فیصل کو دیکھا۔

"وہ روئی ہمارے کس کام آئے گی؟" فیصل نے حیرت سے دریافت کیا۔

"تم جب بھی اس روئی سے اندھیرے میں کوئی دیا روشن کرو گے تو اس معصوم بچے کی آتما پرچھائیں کے روپ میں روشنی کے ہالے پر چکراتی نظر آئے گی وہ تم سے بھی پانی کی فریاد کرے گی اور تم۔ .... اسے پانی پلانے کا وعدہ کر کے جو بھی معلوم کرو گے وہ تمہیں پل بھر میں بتا دے گی۔"

"اور کیا مٹی کو سونا بھی وہی پرچھائیں بنائے گی۔" جاوید نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

"تم میری بات کو شاید مذاق سمجھ رہے ہو لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے اس کا ایک ایک شبد (لفظ) سچ ہے۔"

"ہم کیا پرچھائیں کی فراہم کردہ معلومات سے ذاتی حیثیت میں فائدہ اٹھائیں گے۔" فیصل نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"تم اگر چاہو تو اس بچے کی آتما کو دوبارہ شریر کا روپ دے سکتے ہو۔"

"کیا مطلب ...." فیصل نے چونکتے ہوئے دریافت کیا۔ "اگر تم اس روئی کے دیئے کو گیارہ روز تک تاریکی میں جلائے رکھو تو بچے کی آتما چھلاوے کے روپ میں تمہاری نگاہوں کے سامنے آ جائے گی پرنتو تمہارے علاوہ اسے کوئی اور نہیں دیکھ سکے گا۔" شنکر نے پوری سنجیدگی سے کہا۔ "پھر تم جو چاہو گے وہ پورا ہوگا .... تم اس کی شکتی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"کیا تم اس روئی کو براہ راست حاصل نہیں کر سکتے۔"

"نہیں ...." شنکر نے جواب دیا۔ "جس شخص نے بچے پر اپنا گندہ عمل کیا تھا اس کا تعلق کسی اور دھرم سے ہے۔"

"میں سمجھا نہیں .... یہ دھرم کا مسئلہ گندے علم کے درمیان کہاں سے آگیا۔"

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے میرے دوست۔" شنکر بولا۔ "وہ جو گندے اور کالے علم کے گھاگ ہوتے ہیں ان کے بھی اپنے اپنے کچھ اصول ہوتے ہیں' تم خود ہی سوچو اگر میں اس روئی کو حاصل کر سکتا ہوں تو اتنا کھٹ راگ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"تمہیں اس روئی کے بارے میں اتنی ساری معلومات کیسے ہو گئیں۔"

"میں نے دیوی دیوتاؤں کے لئے بڑے جاپ کئے ہیں' بڑی بیٹھکیں لگائی ہیں' ہزاروں جنتر منتر کئے ہیں تب جا کر کہیں کچھ حاصل کیا ہے۔"

"کیا تمہارے علاوہ کسی اور کو اس روئی کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکتا۔" فیصل نے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے ساتھ کھودا پہاڑ نکلا چوہا والی کہانی پیش آئے' ہم جب اس مقام تک پہنچیں تو معلوم ہو کہ اس پراسرار خزانے کو کوئی دوسرا گروہ اڑا لے گیا۔"

"شنکر اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کا عادی ہے میرے متر .... میں پورے وشواس سے کہہ سکتا ہوں کہ شکتی کا وہ خزانہ ابھی تک اپنی جگہ محفوظ ہے۔"

"کیا وہ طاقتور کا خزانہ ہمیں شوالا سے مقابلے سے پہلے مل جائے گا۔" جاوید نے پوچھا۔

"نہیں .... ہمیں وہاں تک پہنچنے میں ابھی کچھ سمے لگے گا۔"

"تم نے روپا کے بارے میں اتنی خاموشی کیوں اختیار کر رکھی ہے۔" جاوید نے اچانک گفتگو کا رخ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔ "کیا اب تمہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں رہی؟"

"روپا ......" شنکر نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "تم اسے کیول ایک سندر نار نہ سمجھو میرے عزیز ...... وہ بھی اپنے روپ کے اندر کسی لکشمی سے کم نہیں، میں نے اس کے بہت سارے روپ دیکھے ہیں ...... وہ بھی جو خود اسے بھی نہیں معلوم۔"

"اوراب شوالا اس کے روپ سے اپنا من بہلا رہا ہوگا۔" جاوید زہرخند سے بولا تو شنکر کی تیوری پر بل آ گئے۔

"میں مانتا ہوں کہ وہ بلوان ہے اور اس کے شریر میں شکتی کے خزانے موجود ہیں پرنتو اب ایسا بھی نہیں کہ وہ روپا کے کومل جسم کو میلا کر سکے۔" اس نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "میں اس کی زندگی اور موت کے بارے میں پورے وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ روپا کوئی ایسی کچی پکائی کھیر یا تر نوالہ بھی نہیں جسے شوالا آسانی سے ہڑپ کر جائے ...... وہ اپنی سہائتا آپ کرنے کا گر جانتی ہے۔"

"ترشولی کے بارے میں تمہارا علم کیا کہتا ہے ......" فیصل نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"میں منش ہوں، بھگوان نہیں کہ آنے والے کل کے تمام حالات جان سکوں پرنتو میرا حساب یہی بتاتا ہے کہ اس کا انت اچھا نہیں ہوگا" شنکر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر اچانک وہ یوں چونکا جیسے طاغوتی قوتوں نے اسے کسی آنے والے خطرے سے آگاہ کردیا ہو، اس نے اشارے سے فیصل اور جاوید کو خاموش رہنے کی تاکید کی پھر ناک سے شوں، شوں کی آواز نکال کر فضا میں کچھ سونگھنے لگا، اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ کسی نادیدہ خطرے کو دیکھ کر پریشان ہو رہا ہے، جاوید اور فیصل دونوں ہی اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے لیکن پھر وہ دونوں بھی کھڑے کھڑے یوں جھولے کھانے لگے جیسے یکلخت کسی طوفان کی زد میں آ گئے ہوں ...... !

○

ان کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانا دشوار تھا، بس وہ اچانک ہی دندناتے ہوئے اندر گھس آئے تھے، ان کے تیور خطرناک تھے انہوں نے اپنے نیزے تان رکھے تھے پھر ان میں سے ایک نے فیصل کی جانب اشارہ کیا، اس کے اشارے پر چار تنومند سیاہ فام حبشی لپکے اور انہوں نے فیصل کو اٹھا لیا، جاوید اور شنکر کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن انہوں نے اپنی جگہ سے

کوئی حرکت نہیں کی، یوں خالی خالی نظروں سے خلاء میں گھورتے رہے جیسے کوئی خواب دیکھ رہے ہوں۔ خود فیصل کی کیفیت بھی ان سے مختلف نہیں تھی، اس نے دشمنوں سے مقابلے کی ٹھانی تھی لیکن اس کے اندر مزاحمت کرنے کی قوت جیسے مفقود ہو کر رہ گئی تھی، اس کا جسم مفلوج تھا بس وہ کھلی ہوئی آنکھوں سے انہیں من مانی کرتے دیکھ رہا تھا، چار ہٹے کٹے آدمیوں نے اسے گھسیٹ کر اٹھایا، پھر ایک نے بے جان لاش کی طرح اسے اپنے کاندھے پر ڈال لیا، باقی افراد نے نیزے تان کر اسے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا پھر وہ واپسی کے لئے چل پڑے، دروازے کے قریب پہنچ کر وہ آدمی رک گیا جس نے اپنے ساتھیوں کو فیصل کی طرف اشارہ کیا تھا، اس کی خونخوار نظریں شنکر کو حقارت سے دیکھ رہی تھیں۔

"تم......" اس نے نفرت سے کہا۔ "مقدس شوالا کے سامنے تمہاری حیثیت اس کتے سے زیادہ نہیں جو مسافروں اور راہ گیروں پر حلق پھاڑ کر بھونکتا بھی ہے اور خوفزدہ انداز میں پیچھے بھی ہٹتا رہتا ہے ......"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا، بس خالی خالی نظروں سے مخاطب کرنے والے کو تکتا رہا۔

"تم کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا لیکن اس وقت تم اپنی زبان ہلانے سے بھی قاصر ہو ...... تم صرف اپنی بربادی اور بے بسی کا تماشہ دیکھ سکتے ہو کوئی جوابی کارروائی کرنا تمہارے اختیار سے باہر ہے، اسے بھی مقدس شوالا کی مہربانی سمجھو جو تمہاری آنکھیں کھلی ہیں ورنہ وہ چاہتا تو تمہارے جسم اور ذہنوں کے ساتھ ساتھ تمہاری قوت بصیرت کو بھی معطل کر سکتا تھا۔"

شنکر اور جاوید بدستور تصویر حیرت بنے بیٹھے رہے۔

"کچھ دیر تک تمہاری یہی کیفیت رہے گی پھر تم گہری نیند سو جاؤ گے اور جب تمہاری آنکھ کھلے گی تو تم سب کچھ بھول چکے ہو گے۔" سیاہ فام نے تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔

"شاکا بہت زیادہ انصاف پسند واقع ہوا ہے اس لئے مقدس شوالا نہیں چاہتا کہ تم اس کے سامنے فریاد کر سکو۔"

"اس کے بعد وہ دوبارہ چل پڑے، فیصل کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن ذہن کچھ سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا، اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے اعصاب بالکل ہی معطل ہو گئے ہوں، اس کے ہاتھ پاؤں میں اتنی جان بھی نہیں تھی کہ وہ اپنے جسم کو حرکت دے سکتا۔

"ان کا سفر تقریباً آدھے گھنٹے تک جاری رہا پھر وہ ایک ایسے کمرے میں داخل ہوئے

جہاں تیز روشنی ہو رہی تھی' شوالا کے علاوہ وہاں ایک درمیانہ قد امریکی نژاد باشندہ بھی موجود تھا' شوالا کے اشارے پر فیصل کو کھردری زمین پر لٹا دیا گیا' اس کی نظریں شوالا کو دیکھ رہی تھیں لیکن اس وقت بھی وہ اپنے چہرے سے کسی نفرت یا غصے کے اظہار سے قاصر تھا۔

"تم نے دیکھا میرے دوست۔" امریکی باشندے نے شوالا سے کہا۔ "اس کی کیفیت اس وقت اس چوہے سے مختلف نہیں ہے جس نے کثیر مقدار میں پارہ پی لیا ہو' تم اگر چاہو تو میں تمہارے دشمن کو اسی حالت میں آخرت کے سفر پر بھی روانہ کر سکتا ہوں اور اس دعویٰ کے ساتھ کہ بڑے سے بڑا ڈاکٹر بھی اس کی موت کی وجہ غیر طبعی ثابت نہیں کر سکتا۔"

"راڈرک ......" شوالا کی پیشانی شکن آلود ہو گئی "تم نے ابھی تک شاید میری طاقت کا اندازہ نہیں لگایا ...... شوالا اپنے حریف کو تڑپا تڑپا کر مارنے کا عادی ہے اور یہ......" اس نے فیصل کو گھورتے ہوئے سفاک آواز میں کہا۔ "یہ تو میرا رقیب ہے' اس نے ترشولی کی جانب نظر اٹھا کر میری غیرت کو للکارا ہے ...... شوالا اسے پورے قبیلے کے سامنے عبرتناک موت سے ہمکنار کرے گا۔"

"دشمن کو حقیر سمجھنا میرے خیال میں دانشمندی کے منافی ہے۔" امریکی باشندے نے جسے راڈرک کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا سنجیدگی سے کہا "جنگ اور سیاست کے میدان میں کامیابی ہمیشہ اس کی ہوتی ہے جو طاقت کے ساتھ ساتھ ایسے ہتھکنڈوں کا استعمال بھی کر سکے جو دشمن کو غلط فہمی اور فریب میں مبتلا کر سکے۔"

"تم مہذب دنیا کی باتیں کر رہے ہو جہاں عیاری اور مکاری کو بھی طاقت کا نام دیا جاتا ہے لیکن ہمارے قبیلے کی رسم مختلف ہے' یہاں کسی لڑکی کے جبری حصول کی خاطر جسے مقابلے کی دعوت دی جاتی ہے اسے پورے قبیلے کی موجودگی میں شکست سے دوچار کرنا پڑتا ہے۔"

"پھر...... تم نے اسے یہاں کس مقصد کے لئے بلایا ہے ......"

"میں تمہاری ایجاد کا تجربہ کرنا چاہتا تھا' شوالا نے مسکراتے ہوئے کہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا کیا تم اسے کچھ دیر کے لئے اس کی اصلی حالت میں واپس لا سکتے ہو؟

"کیوں نہیں ......" راڈرک نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا پھر قریب رکھے ہوئے ی تھیلے سے ایک سرنج نکال کر کوئی محلول اس میں بھرتے ہوئے بولا "یہ دوا اس کو بیس کے لئے کھوئی ہوئی توانائی واپس کر دے گی لیکن اس کے بعد یہ پھر مفلوج ہو جائے گا

اور صبح ہونے تک اسی کیفیت سے دوچار رہے گا۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد یہ تمام باتیں بھول چکا ہوگا۔"

"تم کس بات سے خائف ہو ......"

"راڈرک ......" شوالا نے گرج کر کہا۔ "شوالا سے گفتگو کرتے وقت تمہیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری دوستی تمہاری کسی حماقت کی وجہ سے دشمنی میں تبدیل ہو جائے اور تم ......"

"آئی ایم سوری مائی ڈیئر......" راڈرک نے جلدی سے معذرت کر لی۔ پھر فیصل کو انجکشن لگاتے ہوئے بولا "تم راڈرک کی بات پر یقین رکھو' ہوش میں آنے کے بعد یہ اوراس کے ساتھی سب کچھ بھول چکے ہوں گے بالکل اسی طرح جس طرح عمل تنویم کے درمیان عامل جومشورہ دیتا ہے معمول ہوش میں آنے کے بعد بھی اسی پر عمل کرتا ہے ......"

شوالا نے کوئی جواب نہیں دیا' اس کی نظریں فیصل پر جمی ہوئی تھیں جس نے اب آہستہ آہستہ پلکیں جھپکانی شروع کر دی تھیں پھر تھوڑی دیر بعد وہ حیرت انگیز پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس طرح سب کو گھور گھور کر دیکھنے لگا جیسے اسے بات پر تعجب ہو رہا ہو کہ وہ اچانک دشمنوں کے درمیان کس طرح آ گیا۔

"گھبراؤ نہیں پرنس۔" شوالا حقارت سے بولا۔ "میں چاہتا تو تمہیں اس وقت ہی موت کے گھاٹ اتار دیتا جب تم اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھے لیکن مطمئن رہو...... میں تمہیں اتنی آسان موت نہیں ماروں گا۔"

"کسی کو بے ہوش کر کے اغواء کرا لینے کو تم کیا کہو گے؟ ...... کیا یہ بھی تمہاری بہادری ہے؟"

"میں تمہیں دکھانا چاہتا تھا کہ تم شوالا کے مقابلے میں کس قدر بے بس حقیر اور لاچار ہو۔"

"تم بزدل ہو شوالا ......" فیصل نے بھڑکتے ہوئے کہا۔ "اگر بہادر ہوتے تو ناپاک اور گندی قوتوں کاسہارا لے کر میری بے قصور ماں کو اپنے انتقام کا نشانہ کبھی نہ بناتے۔"

کمرے میں موجود شوالا کے نیزہ بردار خطرناک ارادے سے لپکے تھے لیکن شوالا نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے روک دیا' اس کی شعلہ بار نگاہیں فیصل کو گھور رہی تھیں' غصے کی حالت میں وہ اپنی مٹھیوں کو پوری شدت سے بار بار بھینچ رہا تھا اس کے چہرے سے

درندگی جھانک رہی تھی۔

"اتنے سارے حما-لیوں کی موجودگی میں آنکھیں لال پیلی کرنا مردوں کا شیوہ نہیں ہوتا" .... فیصل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اگر مرد ہو تو اپنے ساتھیوں کو درمیان سے ہٹا دو پھر فیصلہ ہو جائے گا کہ کون بہادر ہے اور کون بزدل .... میں موت سے نہیں ڈرتا .... لیکن......."

"بس ...." شوالا پوری شدت سے حلق پھاڑ کر چلایا۔ "خاموش ہوجا' کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے جاں نثار ساتھی غصے سے بے قابو ہوکر تیرا جسم چھلنی کر دیں۔"

"مجھے یہاں لانے کا مقصد کیا تھا۔" فیصل نے بمشکل اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"تو شوالا کا شکار ہے اس لئے میں تیری پیٹھ پر عقرب دیوتا کانشان داغنا چاہتا ہوں .... کسی کی پشت پر عقرب کا نشان اس کی بدبختی کی علامت سمجھا جاتا ہے' میں چاہتا ہوں کہ جب مقابلے کے دوران ترشولی اور شاکا کی نظریں اس نشان پر پڑیں تو وہ تجھ سے نفرت کرنے لگیں' میری خواہش ہے کہ مقابلے کے دوران ترشولی کی نگاہوں میں تیرے لئے نفرت اور حقارت کا احساس پوری شدت سے جھلک رہا ہو۔"

"کیا تو اس فریب کو بھی بہادری کا نام دے گا ...." فیصل نے سرد آواز میں سوال کیا۔

شوالا نے جواب دینے کے بجائے اپنا نچلا ہونٹ پوری سختی سے دانتوں تلے بھینچ لیا' انداز بتا رہا تھا کہ وہ اپنے غصے کو بڑی مشکل سے دبانے کی کوشش کر رہا ہے پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ آندھی اور طوفان کی طرح فیصل پر ٹوٹ پڑے' اسے زمین پر اوندھا لٹا دیا گیا' دو آدمیوں نے اس کی قمیض اونچی کی اور تیسرے نے عقرب کا وہ دہکتا ہوا نشان اس کی پیٹھ پر جما دیا جو دوسرے کمرے سے لایا گیا تھا .... باقی لوگوں نے اس کے ہاتھ پیر کو پوری قوت سے جکڑ رکھا تھا۔

کمرے میں گوشت کے جلنے کی چراند کے ساتھ ہی فیصل کی کربناک چیخ بھی بلند ہوکر بتدریج حلق میں گھٹتی چلی گئی' اس کا ذہن پھر ایک بار گھپ اندھیروں میں ڈوب کر مفلوج ہو گیا تھا۔

"کیا مقدس شاکا کو اس بات کا شبہ نہیں ہوگا کہ یہ تمہاری حرکت ہے۔" راڈرک نے سنجیدگی سے دریافت کیا' اس کے لہجے سے خوف جھلک رہا تھا۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ مقدس شاکا نے اپنے مخصوص آدمیوں کو ان کی نگرانی پر مامور کیا ہے' صبح ان کا بیان یہی ہوگا کہ وہ رات بھر چوکس رہے ہیں' یہ بات کسے یاد آئے گی کہ وہ کتنی دیر تک بے ہوشی سے دوچار رہا ہے "شوالا نے زہرخند سے کہا پھر راڈرک کو گھورتے ہوئے بولا۔ "تم نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ہوش آنے پر ان میں سے کسی کو کوئی بات یاد نہیں رہے گی .... تمہیں یاد ہے مائی ڈیئر راڈرک۔"

آخری جملہ ادا کرتے ہوئے شوالا کے تیور اس قدر خطرناک اور سفاک ہو گئے تھے کہ راڈرک بھی ساری جان سے لرز کر رہ گیا.......!!



غار کے دہانے کے قریب پہنچ کر انگروما نے اپنی رفتار مدھم کر دی' اس نے پلٹ کر عظیم شاکا کی جانب دیکھا جو کسی گہری سوچ میں مستغرق نظر آرہا تھا ترشولی اس کے ساتھ ہی موجود تھی لیکن اس کے چہرے سے الجھن یا پریشانی کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہو رہی تھی' شاکا کے مقابلے میں اس کے اندر زیادہ اعتماد کی کیفیت نظر آ رہی تھی ....

"عظیم شاکا......." انگروما نے سنجیدگی سے کہا۔ "اب بھی وقت ہے' ایک بار پھر غور کر لے' مقدس دیوتا سے آنے والے کل کے بارے میں دریافت کرنا ہنسی کھیل کی بات نہیں' دیوتاؤں کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔"

"ترشولی ...." شاکا نے ترشولی کو ناراض نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "تیرا کیا فیصلہ ہے' کیا تو اپنی ضد سے باز نہیں آئے گی .... ایک بات یاد رکھ' تیرا پرنس' شوالا کے مقابلے میں ریت کے اس ٹیلے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا جسے طوفانی ہوائیں پل بھر میں اکھاڑ پھینکتی ہیں' تیری ضد شوالا کو تیرے حق میں اور زیادہ خطرناک کر دے گی' لیکن مقابلے سے قبل اگر تو شوالا کے حق میں فیصلہ کرے دے تو ممکن ہے اس کا غصہ پیار میں بدل جائے۔

"تمہارا کیا خیال ہے ڈیڈ .... کیا شوالا میرے اقرار کے بعد پرنس کو معاف کر دے گا؟"

"تو .... تو شاید اس کے عشق میں دیوانی ہوگئی ہے۔" انگروما ہاتھ ملتے ہوئے درشت لہجے میں بولا! "اپنی زبان کو لگام دے' دیوتاؤں سے انصاف طلب کرنے والے اکثر بڑے عتاب کا شکار ہوتے ہیں۔"

"پھر سوچ لے ترشولی ...." شاکا نے اسے سمجھایا۔

"ایک بار دیوتا کے روبرو پیش ہونے کے بعد ہم اس سے رحم کی بھیک بھی نہیں مانگ سکتے۔"

"میں .... پرنس کا خیال دل سے نکال کر شوالا کو قبول کر سکتی ہوں لیکن ایک شرط

پر ...."

"وہ کیا ...." شاکا نے پرامید انداز میں پوچھا۔

"شوالا مقابلے کے درمیان پرنس کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور مقدس شاکا کو یہ عہد کرنا ہو گا کہ وہ پرنس اور اس کے ساتھیوں کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ مہذب دنیا کی جانب واپس روانہ کر دے گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔" انگروما کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔ "قبیلے کے دستور کے مطابق مقابلے کا فیصلہ کسی ایک فریق کی موت کے بعد ہی ہو سکتا ہے' اس سے قبل کوئی ردو بدل کی صورت نہیں ہو سکتی۔"

"پھر جو دیوتا کو منظور ہو ...." ترشولی نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"شاکا ...." انگروما نے سردار کو گھورتے ہوئے کہا۔ "تو نے اپنی ضد کا انجام دیکھ لیا' میں نے تجھ سے اسی وقت محتاط رہنے کی تلقین کی تھی جب تو نے مہذب دنیا کی ایک لڑکی پر ترس کھا کر اسے اپنانا چاہا تھا .... مجھے تیرے عروج کا سورج غروب ہوتا نظر آ رہا ہے۔"

شاکا اپنے ہونٹ چبانے لگا' اس کی پیشانی شکن آلود ہو رہی تھی' اس نے پلٹ کر تیز نظروں سے ترشولی کو گھورا پھر قدم بڑھاتا ہوا انگروما کے ساتھ غار میں داخل ہو گیا' پندرہ منٹ تک وہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے رہے' راستے میں عمر رسیدہ بوڑھے موجود تھے جو اپنے عقیدے کے مطابق عبادت میں مشغول تھے۔ ایک دو جگہ نیزہ بردار محافظ بھی موجود تھے جنہوں نے انگروما اور شاکا کو دیکھ کر احتراماً سر جھکا لئے تھے لیکن وہ بھی کن انکھیوں سے ترشولی کو دیکھ رہے تھے جو سر اٹھائے بڑے پر وقار انداز میں قبیلے کی دو انتہائی اہم شخصیتوں کے درمیان چل رہی تھی۔

پندرہ منٹ بعد وہ ایک کشادہ حصے میں پہنچ کر رک گئے جہاں پیش منظر میں ایک قوی ہیکل دیوتا کا بے ہنگم مجسمہ موجود تھا' غار کے اس حصے میں روشنی کا خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ یہاں بھی عمر رسیدہ بوڑھے سر جھکائے بیٹھے عبادت میں اس قدر مشغول تھے کہ انہیں اپنے آپ کا بھی کوئی ہوش نہیں تھا مجسمے کے سامنے نیم دائرے کی صورت میں انسان اور جانوروں کی کھوپڑیوں کو نہایت سلیقے اور ترتیب سے سجایا گیا تھا' مجسمے کے پس منظر میں غار کی ناہموار دیوار نظر آ رہی تھی جو قدرے تاریک تھی اور اس حصے میں کوئی فرد موجود نہیں تھا۔

قبیلے کا کاہن اعظم انگروما مجسمے کے سامنے پہنچ کر ایک لمحے کو دوزانو بیٹھ گیا۔ اس کے

ہونٹ متحرک ہو گئے' شاید وہ دیوتا کی شان میں کوئی مخصوص دعا پڑھ رہا تھا' شاکا اس کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا تھا' ترشولی اس کے دائیں جانب کھڑی دیوتا کے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی' کاہن اعظم اپنی دعا مکمل کرنے کے بعد ادب سے اٹھا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے اونچی آواز میں کہا۔

"اے عظیم المرتبت' قوی' جری اور مقدس دیوتا' آج تیرا ایک حقیر پجاری تیرے سامنے ہاتھ پھیلا کر اپنے قبیلے کی ایک ایسی لڑکی کے حق میں تیرے اشارے کی درخواست پیش کر رہا ہے جس نے ایک نووارد کے عشق میں مبتلا ہو کر اپنے باپ سے بغاوت کر دی ہے اور قبیلے کے پرانے دستور اور رسم و رواج کو بھی اپنی ضد کی بھینٹ چڑھانے کی حماقت کی ہے .... قبیلے کا کاہن اعظم تیرے انصاف کا طلبگار ہے اور تیری مرضی جاننے کا خواستگار ہے .... ہم تیرے پجاری ہیں اور تیرے اشارے پر اپنی زندگیاں بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے .... ہمیں بتا اے مقدس دیوتا کہ ترشولی کی ضد کا انجام کیا ہوگا.......؟"

انگروما اپنے دعائیہ کلمات ادا کرنے کے بعد جیسے ہی خاموش ہوا مجسّمے کی پشت سے ایک کربناک چیخ کی آواز بلند ہو کر غار میں گونجنے لگی' عمر رسیدہ بوڑھوں کے ہونٹوں کی حرکت بتدریج تیز ہو گئی' موی شمعوں کی روشنی اس طرح رہ رہ کر مدھم اور پھر تیز ہونے لگی جیسے طاغوتی قوتیں ہر طرف اپنا تسلط جما چکی ہوں انگروما اور شاکا کی آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا لیکن ترشولی کا چہرہ اس وقت بھی اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا' وہ پلکیں جھپکائے بغیر دیوتا کے چہرے کو دیکھ رہی تھی' جس پر روشنیوں کی تیز کپکپاہٹ کا خوف ناک عکس لرز رہا تھا۔

چیخ کی آوازیں کچھ دیر تک غار کے در و دیوار میں صدائے بازگشت بن کر گونجتی رہیں پھر یکلخت خاموشی طاری ہو گئی روشنیوں کی کپکپاہٹ بھی ختم ہو گئی پھر ایک تیز پھنکار کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی ایک شیش ناگ پھن پھیلائے فضا میں لہراتا مجسّمے کے عقب سے نکل کر سامنے آ گیا۔ انگروما شیش ناگ کو دیکھ کر ایک بار پھر دو زانو بیٹھ گیا' شاکا نے بھی اس کی تقلید کی تھی لیکن ترشولی بدستور کسی تراشیدہ مجسّمے کی مانند اپنی جگہ جمی کھڑی تھی ....

شیش ناگ قوی ہیکل دیوتا کے قدموں کے قریب فضا میں بل کھا رہا تھا' اس کی خوفناک نگاہیں بار بار شاکا' انگروما اور ترشولی کے چہرے پر پڑ رہی تھیں پھر اس نے اچانک لہرانا بند کر دیا اور فضا میں سیدھا بلند ہونے لگا۔

"مقدس دیوتا .... تیرا یہ حقیر پجاری تجھ سے رحم کی درخواست کرتا ہے۔" انگروما نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ شیش ناگ بدستور فضا میں بلند ہو رہا تھا' اس کی نگاہیں شیشے کی طرح چمک رہی تھیں اور ترشولی پر مرکوز تھیں پھر اس نے اچانک لہرا کر اپنا پھن زمین پر مارا اور پلک جھپکتے میں نظروں سے اوجھل ہو گیا' شاکا اور انگروما کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' شیش ناگ نے سنگلاخ زمین کے جس حصے پر پھن مارا تھا وہاں ہلکی سی ایک دراڑ پیدا ہو گئی تھی اور اس دراڑ سے گاڑھے خون کے قطرے ابل رہے تھے۔

"شاکا .... تو نے دیکھا .... دیکھا تو نے' مقدس دیوتا نے تیری بیٹی کے حق میں کیا انصاف کیا ہے۔" کاہن اعظم نے لرزتی آواز میں کہا پھر قوی ہیکل دیوتا کے مجسّمے کے سامنے سر بسجود ہو گیا وہ بلند آواز میں دیوتا کو راضی کرنے کی خاطر دعا مانگ رہا تھا' شاکا کے چہرے کی رنگت زرد ہو گئی تھی اور ترشولی .... اس نے گھبرا کر اپنی آنکھیں بڑی سختی سے بند کر لی تھیں .... !!

○

شنکر کا ذہن بری طرح الجھ رہا تھا' اسے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ فیصل کو طاقت کے بارے میں تفصیل بتا رہا تھا پھر اسے اچانک ایسا محسوس ہوا جیسے زہریلی گیس کی تیز خوشبو فضا میں پھیل رہی ہو' اس نے جاوید اور فیصل کو خاموش رہنے کا اشارہ کرنے کے بعد اس خوشبو کو سونگھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے بعد اس کا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوب کر رہ گیا تھا پھر دوسری صبح ہی وہ بیدار ہوئے تھے۔ درمیانی وقفے میں کیا ہوا تھا یہ بات ان تینوں میں کسی کو یاد نہیں تھی اور شنکر اسی درمیانی وقت کے بارے میں بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا تھا۔ طاقت کے خزانے کی تفصیل بیان کرنے سے پیشتر اس نے اپنے اطراف ایسا مضبوط دائرہ کھینچ لیا تھا جسے کوئی دوسری قوت نہیں توڑ سکتی تھی' اسے علم تھا کہ شوالا اور شاکا کی پراسرار قوتیں انہیں تنہائی میں باتیں کرنے کا موقع نہیں دیں گی اس لئے اس نے اپنے گرد حصار قائم کرتے وقت اپنی آزمودہ قوتوں کا استعمال کیا تھا' اسے توقع تھی کہ شوالا کی کالی طاقتیں اس سے ٹکرانے کی کوشش ضرور کریں گی لہٰذا وہ پوری طرح محتاط تھا مگر بے ہوش کر دینے والی گیس کی وہ تیز خوشبو اس قدر اچانک ان کے اعصاب پر طاری ہوئی تھی کہ کوئی بھی اپنا ذہنی توازن برقرار نہیں رکھ سکا تھا۔

شنکر اس درمیانی وقفے کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے حد درجہ بے چین تھا' اس نے اپنی قوتوں کو بھی آزمانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ بھی اس کی رہنمائی کرنے سے قاصر تھیں' اس کے ذہن میں سینکڑوں وسوسے سر ابھار رہے تھے ان کے پاس کوئی ایسی قیمتی شے بھی موجود نہیں تھی جس کی چوری کی خاطر شوالا یا کسی اور کو انہیں بے ہوش کرنے کی ضرورت درپیش ہوتی' یوں بھی وہ ان کے رحم و کرم پر تھے وہ ان کے خلاف جو چاہتے نہایت آزادی اور دیدہ دلیری سے کرسکتے تھے لیکن ایسا نہیں کیا گیا تھا۔ "پھر کسی نے انہیں کس مقصد کے لئے بے ہوشی کی کیفیت سے دوچار کیا تھا اور اس درمیانی وقفے میں ان کے خلاف سازش کے کون سے جال بنے گئے تھے؟ یہی ایک سوال شنکر کے ذہن میں گونج رہا تھا' اس کی طاغوتی قوتوں نے اسے کامیابی کا یقین دلایا تھا اس لئے وہ محتاط رہ کر قدم اٹھانا چاہتا تھا لیکن حالات کے پیش نظر اب اس کی خاموشی اس کے حق میں نقصان دہ بھی ہو سکتی تھی' وہ اس حادثے کو محض اتفاقیہ سمجھ کر نظرانداز نہیں کر سکتا تھا' جو کچھ بھی کیا گیا تھا اس قدر مہارت اور چابک دستی سے کیاگیا تھاکہ شنکر اسے سمجھنے سے قاصر تھا۔

"تم اس قدر سنجیدگی سے کس سوچ میں غرق ہو۔" فیصل نے دریافت کیا۔

شنکر نے جواب دینے سے پیشتر ایک بار پھر کوٹھری نما جھونپڑی کے گرد مضبوط حصار قائم کیا پھر بولا۔

"کیا تمہیں یاد ہے کہ کل رات ہمارے درمیان کیا باتیں ہو رہی تھیں؟"

"ہاں .... تم ہمیں اس طاقت کے پراسرار خزانے کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کر رہے تھے۔"

"اور اس کے بعد ...."

"اس کے بعد شاید میں سو گیا تھا ...."

"نہیں ......" شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں اس بات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ ہم تینوں کی آنکھیں ایک ساتھ نیند کے خمار میں ڈوب گئی ہوں۔"

"پھر......" جاوید نے سوال کیا۔ "تم کیا نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"میں اس میں کسی گہری سازش کا ہاتھ محسوس کر رہا ہوں۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم پہلے ہی ان کی قید میں ہیں۔" جاوید نے برا سا منہ بنا کر کہا "انہیں ہمارے خلاف سازش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ "شاکا کا ایک اشارہ ہی ہماری موت کے لئے بہت کافی ہو سکتا ہے۔"

"یہاں صرف شاکا نہیں' شوالا بھی رہتا ہے۔" شنکر نے جواب دیا۔ "کیا تم اس بات کو تسلیم نہیں کرو گے کہ شاکا حالات کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا ہے' ورنہ وہ شوالا کو پسند نہیں کرتا۔"

"یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے ...." جاوید نے روکھے لہجے میں کہا۔

"اسی اندرونی معاملے نے ان دونوں کے درمیان ایک خلیج حائل کر دی ہے' اگر صورت حال اس سے مختلف ہوتی اور شاکا اور شوالا کے درمیان اختلافات کی فضا قائم نہ ہوتی تو فیصل اور شوالا کے مقابلے کی ضرورت کیا تھی؟" شنکر نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "وہ باہمی فیصلہ کرنے کے بعد ہی ہم سب کا صفایا کر سکتے تھے۔"

"تمہارا کیا مطلب ہے۔" فیصل نے دلچسپی لیتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا شاکا کو ہماری موت منظور نہیں ہے۔"

"تم خود ہی غور کرو .... اگر شاکا کو بھی ہماری موت منظور ہوتی تو پھر مقابلے کی کیا ضرورت تھی۔"

"مقابلے کی بات ترشولی نے کی تھی .... اس نے شوالا سے یہی کہا تھا کہ دستور کے مطابق اسے پورے قبیلے کے سامنے مجھے زیر کرنا پڑے گا' اس سے پیشتر وہ مجھے نہیں مار سکتا......."

"اور شاکا نے تمہیں سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ اگر تم نے محض ترشولی کے اکسانے پر شوالا سے مقابلے کا اعلان کیا ہے تو اس مقابلے سے دست بردار ہو جاؤ۔" شنکر نے کہا۔ "اگر تم حالات اور واقعات پر سنجیدگی سے غور کرو تو یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ شاکا کو اپنی بیٹی کا مستقبل بھی عزیز ہے اور وہ سرداری کے بھرم کو بھی برقرار رکھنا چاہتا ہے۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ شاکا سردار ہونے کے باوجود شوالا سے خائف ہے۔"

"ہاں .... سو فیصد یہی بات ہے' وہ شوالا سے ٹکراؤ پسند نہیں کرتا لیکن ترشولی نے اس کی پوزیشن خراب کر دی ہے۔" شنکر نے کہا۔

"ان باتوں کا گزشتہ رات سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" جاوید نے پوچھا۔

"یقیناً" کوئی ایسا تعلق ضرور ہے جس نے کسی شخص کو ہم تینوں کو ایک ساتھ گہری نیند یا غفلت سے ہمکنار کردینے پر مجبور کر دیا تھا۔" شنکر نے پر خیال لہجے میں کہا۔ "میرے ذہن میں شوالا کا نام ابھر رہا ہے۔"

"ممکن ہے تمہارا قیاس درست ہو .... لیکن ہم تین آدمی ان کے پور۔ نیلے

کے خلاف بھلا کیا کرسکتے ہیں۔" جاوید نے نفرت کا اظہار کیا۔

"شنکر نے زندگی میں اتنی آسانی سے شکست تسلیم کرنی نہیں سیکھی۔" "شنکر نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ شوالا کالے علم میں مجھ سے زیادہ سدھ بدھ رکھتا ہو لیکن وہ سفلی کے معاملے میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

"مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں .... میں شوالا سے ہر قیمت پر اپنی ماں کی موت کاانتقام لوں گا۔" فیصل نے ٹھوس آواز میں کہا۔

"تم اپنے ارادے پر ڈٹے رہو پرنس اور میں .... میں کچھ دیر کے لئے تم دونوں سے رخصت ہو رہا ہوں' میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ شوالا ہمارے خلاف سازش کے کیا جال بن رہا ہے ...." شنکر نے جاوید کو سرسری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر آنکھیں بند کر کے کسی منتر کا جاپ کرنے لگا اس کے ہونٹ جنتر منتر کا ورد کررہے تھے اور اس کا شیطانی ذہن پوری طرح شوالا کے تصور کو اپنے حصار میں لینے کی کوشش کر رہا تھا' اس کی نگاہوں کے سامنے دھند قائم تھی لیکن وہ اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ اس دھند کا سینہ چاک کرنے میں منہمک تھا پھر اسے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں ہوئی اس کی نظروں نے شوالا کو تلاش کرلیا تھا جو اس وقت اپنی خواب گاہ میں روپا سے ہمکلام تھا۔

"تو سمجھدار ہے جو تو نے شوالا کو اپنانے سے گریز نہ کیا ورنہ ...."

"ورنہ کیا ہوتا ...." روپا نے بڑی معصومیت سے دریافت کیا۔

"شوالا خوبصورت چہروں کا دیوانہ ہے لیکن یہی دیوانگی جب حد سے تجاوز کر جائے تو پھر شوالا قہر بھی بن جاتا ہے .... اور قہر جب عتاب بن کر ٹوٹتا ہے تو خوبصورت چہروں کو بھی جلا کر راکھ کردیتا ہے۔"

"کون ہے وہ بدنصیب جو تجھ سے دور رہنا چاہتی ہے۔"

"ایک بدنصیب ...." شوالا نے ہاتھ میں دبے ہوئے مگ سے ایک گھونٹ حلق کے نیچے اتارتے ہوئے کہا۔ "قبیلے کے سردار کی بیٹی ترشولی جسے اپنے حسن پر بڑا گھمنڈ ہے ...."

"کیا وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے؟"

"ہاں .... وہ تیرے ساتھی فیصل سے پیار کرتی ہے' وہ شوالا کر ٹھکرانے کا خواب دیکھ رہی ہے لیکن میں اس کے غرور کو خاک میں ملا دوں گا' اس نے شوالا کے پیار کی توہین کر کے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔"

"کیا سردار اسے برداشت کر لے گا کہ تو اس کی بیٹی کو ...."

"تو شوالا کو نہیں جانتی......." وہ غراتے ہوئے کرخت لہجے میں بولا۔ "مقدس عقرب کا قرب جسے حاصل ہو وہ سردار سے نہیں ڈرتا اوریوں بھی شاکا کے دن اب پورے ہو چکے ہیں .... اب بہت جلد شوالا یہاں کا سردار ہوگا۔"

"اور سردار ہونے کے بعد تو روپا کو فراموش کر دے گا .... کیوں۔" روپا نے اٹھلاتے ہوئے پوچھا۔

"تو بھولنے کی چیز نہیں ہے روپا لیکن ...." شوالا کچھ کہتے کہتے رک گیا پھر اسے تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "تو نے پہلی ملاقات میں شوالا سے اپنے ساتھیوں کے لئے رحم کی درخواست کی تھی ...."

"ہاں مجھے یاد ہے ...."

"کون ہے تیرا ساتھی ...." شوالا نے اسے ٹٹولتی نظروں سے دیکھا۔ "فیصل' جاوید یا وہ درازقد دبلا پتلا .... جو اپنے پراسرار علم سے فیصل کو میرے عتاب سے بچانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔"

"اس کا نام شنکر ہے۔" روپا نے کہا پھر شوالا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولی۔ "تیرا خیال غلط نہیں ہے' شنکر بہت سارے گندے علم جانتا ہے لیکن وہ فیصل کی مدد نہیں کر رہا ...."

"روپا .... تو شوالا کو جھٹلانے کی کوشش کر رہی ہے"

"نہیں .... میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔" روپا بولی۔ "شنکر دراصل فیصل کو اپنے کسی خاص مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے' وہ مقصد کیا ہے؟ یہ میں نہیں جانتی لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ شنکر جتنا زمین کے اوپر نظر آتا ہے اتنا ہی زمین کے نیچے بھی ہے۔"

"تو .... شوالا کو مرعوب کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"ان باتوں کوچھوڑ شوالا .... کوئی پیار و محبت کی باتیں کر ...." روپا نے ایک ادائے دلربانہ سے کہا پھر دوبارہ شوالا کو دیکھنے لگی وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے بھی کبوتا کی طرح شیش ناگ کے قاتل زہر کا نشانہ بنانا چاہتی تھی۔ شوالا نے حسن کو بے حجاب محسوس کیا تو اس کا نشہ دوچند ہو گیا' ایک ہی گھونٹ میں اس نے مگ خالی کرکے فضا میں اچھال دیا پھر نشیلی نظروں سے روپا کی نگاہوں میں دیکھنے لگا' روپا کو اسی لمحے کی آرزو تھی وہ پوری شدت سے شوالا کو اپنے سحر کے فریب میں پھانس کر شکار کرنا چاہتی تھی' اس کی

نگاہوں کے زاویئے اور تیور بتدریج تبدیل ہو رہے تھے' شوالا اس کی آنکھوں کے قاتل زہر میں رفتہ رفتہ ڈوب رہا تھا کہ اچانک راگھو کی تیز آواز نے دونوں کو چونکا دیا' روپا نے پلٹ کر راگھو کو دیکھا تو شوالا اس کے سحر سے آزاد ہو گیا۔

"مقدس شوالا ......" راگھو نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں تیرے لئے ایک ضروری خبر لایا ہوں۔"

"کیا مقابلے سے پہلے ہی شوالا کی دہشت سے فیصل کا ہارٹ فیل ہو گیا۔"

"نہیں ......" راگھو نے تیزی سے کہا۔ "مقدس انگروما نے شاکا کے اصرار پر بڑے دیوتا سے ترشولی کے مستقبل کے بارے میں جاننے کی کوشش کی تھی۔"

"پھر ...... کیا ہوا۔" شوالا نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "شیش ناگ نے سنگلاخ زمین کو ڈس لیا اور اب وہاں سے خون کے قطرے ابل رہے ہیں۔"

"میں تیرا مطلب نہیں سمجھا ...... زمین سے خون کے قطرے ابلنا کس بات کی جانب اشارہ کرتا ہے؟"

"یہ تو کاہن اعظم ہی بہتر بتا سکتا ہے۔"

"انگروما ......" شوالا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا پھر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"نکل گیا ...... ہاتھ سے بچ کر نکل گیا۔" شنکر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا پھر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں جو دہکتے انگاروں کی مانند لال ہو رہی تھیں۔

"کون نکل گیا ......" فیصل نے پوچھا۔

"شوالا ...... وہ روپا کے سحر میں پھنستے پھنستے بچ گیا۔" شنکر نے تھکے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"کیا......" فیصل نے حیرت سے دریافت کیا۔ "کیا تم خیال خوانی کا عمل بھی کر سکتے ہو؟"

"شنکر نے کوئی جواب دینے کے بجائے دوبارہ اپنی آنکھیں بند کر لیں ...... !!

○

انگروما اپنی عبادت گاہ میں آنکھیں بند کئے بیٹھا دیوتاؤں کو راضی کرنے کے لئے کوئی عمل پڑھ رہا تھا' ترشولی اس کے سامنے خاموش بیٹھی کسی گہری سوچ میں غرق تھی' اس کی

نگاہیں کاہن اعظم کے چہرے پر مرکوز تھیں' چہرے پر الجھن اور پریشانی کے ملے جلے تاثر اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ اپنے مستقبل کے سلسلے میں فکر مند ہے۔ شیش ناگ کا غضب ناک انداز میں سنگلاخ فرش کو ڈسنا اور پتھر کے سینے سے خون کے قطروں کا ابلنا کس بات کی نشاندہی کرتا تھا؟ یہ اس کی سمجھ سے باہر تھا لیکن انگروما اور مقدس شاکا کو پریشان دیکھ کر وہ اتنا ضرور بھانپ گئی تھی کہ قوی ہیکل دیوتا نے جن علامتوں کا اظہار کیا تھا وہ اس کے حق میں نہیں تھیں' شاکا غار سے نکلنے کے بعد پریشانی کے عالم میں واپس پلٹ گیا تھا اور وہ کاہن اعظم کے ساتھ ساتھ اس کی عبادت گاہ تک آ گئی تھی' وہ جاننا چاہتی تھی کہ دیوتا نے اس کے مستقبل کی خوشیوں کے بارے میں کیا فیصلہ کیا تھا' وہ خون جو سنگلاخ زمین سے قطروں کی شکل میں نکل رہا تھا کس کا تھا؟ ...... کیا بڑے دیوتا نے ان خون کے قطروں کے ذریعے فیصل کی عبرتناک موت کا اظہار کیا تھا یا وہ قطرے اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ مقدس شاکا کے زوال کا وقت قریب آ رہا ہے ...... شاکا کی پریشانی سے اس نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ سردار کی حیثیت سے اب قبیلے پر اس کی حکومت کا دور ختم ہونے والا ہے ...... یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ خود اس کا اپنا مستقبل طوفانوں کی زد میں آنے والا تھا جس نے شاکا کی پیشانی کو شکن آلود کر دیا تھا ...... وہ کاہن اعظم سے آنے والے کل کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھی ...... خیالات کا ہجوم اس کے معصوم ذہن میں گڈ مڈ ہو رہا تھا' وہ ٹکٹکی باندھے انگروما کو دیکھ رہی تھی' اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ پھر جب بڑی دیر بعد انگروما نے آنکھیں کھولیں تو وہ ان آنکھوں میں خون کی سرخی اور آنسوؤں کی نمی دیکھ کر سہم گئی۔ قبیلے کے بوڑھے کاہن اعظم نے ترشولی کو سراپا انتظار دیکھا تو اس کے کپکپاتے ہونٹوں پر ایک بے جان تبسم نے مچل کر دم توڑ دیا پھر اس کی آواز عبادت گاہ کے سناٹے میں آہستہ سے ابھری۔"

"اب کچھ نہیں ہو سکتا' مقدس دیوتا کے فیصلے کے بعد اب ہم صبر کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے۔"

"میں جاننا چاہتی ہوں اے مقدس کاہن اعظم کہ دیوتا نے میرے حق میں کیا انصاف کیا ہے؟" ترشولی نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"تقدیر کے لکھے کو کوئی نہیں مٹا سکتا ...... جو رقم کر دیا جاتا ہے وہ اٹل ہوتا ہے لیکن ایک موہوم سی امید انسان کو سنبھالے رکھتی ہے' میں نے اسی لئے شاکا کو سمجھایا تھا کہ وہ قبل از وقت دیوتا سے کچھ دریافت کرنے کا خیال دل سے نکال دے۔"

"شیش ناگ کے غضب ناک ہونے کا کیا مطلب تھا؟" ترشولی نے دریافت کیا۔

"مقدس دیوتا نے اپنی خفگی کا ظہار کیا ہے .... اسے بھی ہماری جلد بازی پسند نہیں آئی۔"

"شیش ناگ نے کس کی خوشیوں کو ڈسا ہے......؟"

"تو غلط سمجھ رہی ہے۔" انگروما نے وضاحت کی۔ "وہ دیوتا کا عتاب تھا جو عنقریب ہمارے اوپر نازل ہونے والا ہے۔"

"اور خون کے وہ قطرے کس بات کی علامت تھے......؟"

"دو فریق جب میدان میں اترتے ہیں تو ان میں سے ایک کی شکست لازمی ہوتی ہے .... قبیلے کا دستور بھی یہی ہے کہ مقابلہ اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک دو میں سے ایک موت سے ہمکنار نہ ہوجائے لیکن اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ تیز ہوا کے جھکڑ جب چلتے ہیں تو معصوم اور کمزور پودوں کو بھی جڑوں سے اکھاڑ دیتے ہیں۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔" ترشولی نے بے چینی کا اظہار کیا۔ "میں مقدس شاکا کی پریشانی کا سبب جاننا چاہتی ہوں ......"

"وقت کا انتظار کر ترشولی ...." انگروما نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "جو ہونا ہے اب وہ ہو کر رہے گا۔"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ مقابلے کا انجام کیا ہوگا......؟"

"ہاں .... فیصل' اور شوالا میں سے کسی ایک کی موت ......۔"

"میں جاننا چاہتی ہوں کہ کون زندہ رہے گا اور کون موت سے ہمکنار ہوگا۔"

"نہیں ...." انگروما نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"میں قبل از وقت اپنی زبان کھولنے سے قاصر ہوں' وہ جو فیصلے رقم کرتا ہے وہ ان میں ردو بدل بھی کر سکتا ہے ......"

"کیا انگروما کا علم اور برسوں کی ریاضت بھی اس کے کسی کام نہیں آ سکتی؟

"چپ ہو جا ترشولی .... تو انگروما کی پراسرار قوتوں کو آزمانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن میں اپنی زبان نہیں کھول سکتا۔"

"مقدس کاہن اعظم .... کیا تم ترشولی کے دل کا بھید بھی نہیں بتا سکتے .... کیا تم جانتے ہو کہ میرا دل آنے والے کل کے بارے میں کیا سوچ رہا ہے؟"

"میں کہتا ہوں خاموش ہو جا .... دیوتاؤں کے مقابلے میں بڑا بول منہ سے نکالنا

گناہ عظیم ہے .... میں تجھے محتاط رہنے کا مشورہ دیتا ہوں۔"

"مقدس شاکا کی قسمت میں کیا لکھا ہے میں نہیں جانتی' شوالا کے ناپاک ہاتھوں سے میرا کیا انجام ہوگا یہ تم بتا سکتے ہو یا تمہارے دیوتاؤں کو علم ہوگا لیکن میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ فیصل کے ساتھ قسمت نے جو مذاق کیا ہے وقت اس کا انصاف ضرور کرے گا۔" ترشولی ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔ "میرا دل گواہی دیتا ہے کہ شوالا کا سورج گھپ اندھیروں میں غروب ہونے والا ہے۔"

"تو نہیں جانتی ترشولی .... تو کچھ نہیں جانتی اور میں قبل از وقت اپنی زبان کھولنے سے قاصر ہوں۔

"تم اندیشوں سے خوفزدہ ہو لیکن تعلیم کی روشنی نے مجھے طوفانوں میں بھی سربلند رکھنے کا حوصلہ دیا ہے اس لئے میں بڑے وثوق کے ساتھ ...."

لیکن ترشولی اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی' شوالا اچانک سینہ تانے دندناتا ہوا عبادت گاہ میں داخل ہوا تو انگروما بھی اپنی جگہ سنبھل کر بیٹھ گیا' شوالا نے ترشولی کو خونخوار نظروں سے دیکھا پھر انگروما کو گھورتے ہوئے تیز آواز میں بولا۔

"کیا درست ہے کہ مقدس شاکا نے عظیم دیوتا سے اپنی بیٹی کے مستقبل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی؟"

"ہاں ...."

"اور مقدس کاہن اعظم نے سردار سے اپنی دوستی کا ثبوت پیش کرنے کی خاطر اسے عظیم دیوتا سے رجوع کرنے کا موقع عطا کر دیا۔"

"شاکا اس قبیلے کا سردار ہے' وہ دیوتا سے مستقبل کے بارے میں مشورہ حاصل کر سکتا ہے۔"

"نہیں ...." شوالا نے بگڑے ہوئے تیور سے جواب دیا۔ "موجودہ معاملے میں اس کی حیثیت ایک فریق کی سی ہے اور کسی ایک فریق کے ساتھ جانبداری کا برتاؤ کرنا قبیلے کے کاہن اعظم کو زیب نہیں دیتا۔"

"شوالا .... تو کیا کہنا چاہتا ہے۔" انگروما نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا تو میری شخصیت پر الزام لگا رہا ہے؟"

"میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ عظیم دیوتا نے ترشولی کے مستقبل کے بارے میں کیا اشارہ کیا ہے۔"

"تجھے میرے بارے میں پریشان ہونے کا کیا حق ہے؟" انگروما کے بجائے ترشولی نے براہ راست شوالا سے کہا' اس کے لہجے میں نفرت کی کاٹ موجود تھی۔

"تو شاید بھول رہی ہے کہ میں نے تیرے حصول کے خاطر فیصل کے مقابلے کی دعوت قبول کی ہے۔"

"لیکن ابھی مقابلے کا فیصلہ نہیں ہوا ......"

"مقابلے کا فیصلہ ......" شوالا نے الفاظ چباتے ہوئے کہا پھر حقارت سے ہنستا ہوا بولا۔ "تو جاننا چاہتی ہے کہ فیصلہ کیا ہوگا ...... کیا تجھے شوالا کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے؟ میں بتاتا ہوں تجھے کہ فیصلہ کیا ہوگا ...... تیرا چاہنے والا قبیلے کے لوگوں کے سامنے شوالا کے قدموں میں سر رکھ کر رحم کی بھیک مانگے گا لیکن میں اسے ٹھوکر مار کر باور کرانے کی کوشش کروں گا کہ اس نے شوالا کو للکار کر اپنی المناک موت کی خواہش کا اظہار کیا تھا ...... ذرا سوچ ترشولی ...... اس منظر کے بارے میں غور کر جب فیصل کا کٹا ہوا سر میرے نیزے پر بلند ہوگا اور قبیلے کے چھوٹے بڑے عظیم شوالا کے حق میں نعرے بلند کر رہے ہوں گے اور اس کے بعد ...... اس کے بعد میں طاقت کے زور پر تجھے اپنا لوں گا ...... تو میری ہوگی' صرف شوالا کی ملکیت اور شوالا کو مکمل اختیار حاصل ہوگا کہ وہ تیرے مستقبل کا فیصلہ کر سکے ...... تو نے شاید کمبا کو قریب سے نہیں دیکھا' بن مانس نما وہ درندہ اپنی آغوش میں آہنی طاقت رکھتا ہے ...... تو نے شوالا کے مقابلے میں ایک اجنبی کو ترجیح دی تھی ...... تو نے اپنے مستقبل کو فراموش کر دیا تھا لیکن کمبا ...... انسان نما وہ درندہ تجھے بتائے گا کہ غرور کا سر کس طرح نیچا کیا جاتا ہے ......"

"شوالا ......" انگروما نے اسے سرزنش کی۔ "میں قبیلے کا کاہن اعظم ہونے کی حیثیت سے تجھے زبان بند رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں تو مقابلے سے قبل ترشولی یا شاکا کے بارے میں کچھ کہنے کا حق نہیں رکھتا۔"

"اور شاکا دیوتاؤں سے مستقبل کا احوال جاننے کا حق رکھتا ہے ......" شوالا نے انگروما کو حقارت سے گھورا۔

"وہ قبیلے کا سردار ہے ......"

"اور شوالا کو عقرب دیوتا کا قرب حاصل ہے ...... تو یہ کیوں بھول رہا ہے۔" شوالا نے گلے میں پڑی ہوئی عقرب کی مورتی کو فخر سے چومتے ہوئے کہا۔ "کیا تو عقرب کی لازوال قوتوں سے ناواقف ہے ......"

"انگروما سب کچھ جانتا ہے لیکن تجھے مقابلے سے پہلے زبان بند رکھنی ہوگی۔" انگروما نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "صرف ایک دن کی بات باقی ہے اس کے بعد فیصلہ ہو جائے گا ......"

"تو شوالا کو بہلانے کی کوشش کر رہا ہے۔" شوالا نے گرج کر جواب دیا۔ "میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا جھکاؤ شاکا کی طرف ہے ...... تو نے اسے عظیم دیوتا کے سامنے پیش ہونے کا مشورہ دیا ہوگا اور کیا عجب ہے کہ تیرے ہی اشارے پر مقدس شیش ناگ نے میرے عزیز کبونا کو ڈسا ہو ......"

"تو .... تو یہ کیا کہہ رہا ہے شوالا۔" انگروما نے چونکتے ہوئے کہا۔ "دیوتا کے قدموں میں پرورش پانے والا شیش ناگ بھلا تیرے بندر کو کیوں ڈسے گا ...."

"اس کا جواب بھی تم ہی دے سکتے ہو لیکن اتنا یاد رکھو کاہن اعظم کہ کل جب قبیلے پر شوالا کا سورج چمک رہا ہوگا اس وقت تمہاری حیثیت کیا ہوگی ...... تم شوالا کے رحم و کرم پر ہو گے اور تب عظیم دیوتا بھی تمہاری فریاد نہیں سنے گا۔"

"ہوش میں آ شوالا ...... تو دیوتا کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے۔" انگروما نے تنبیہہ کی۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری شیخیاں دیوتاؤں کو تیرے حق میں اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیں ......"

"تو اپنی نصیحت صرف شاکا اور ترشولی کی حد تک محدود رکھ ...... شوالا اپنی قسمت کا فیصلہ خود رقم کرنے کی طاقت رکھتا ہے' تو شوالا کو اپنے دیوتا سے نہیں ڈرا سکتا ...... میں' میں تجھے بتاؤں گا کہ شوالا کس طاقت کا نام ہے۔" شوالا نے غضب ناک انداز میں چیختے ہوئے کہا پھر ترشولی کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتا ہوا غصے سے عبادت گاہ سے باہر چلا گیا۔

انگروما کے چہرے سے خوف جھلک رہا تھا' شوالا کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہ سہمے ہوئے انداز میں زمین پر سر رکھ کر گڑگڑانے لگا ......!!



قبیلے کے افراد کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر مقابلہ شروع ہونے کا منتظر تھا' ان کا جوش و خروش قابل دید تھا' وہ فیصل اور شوالا کے مقابلے کو تہوار کی حیثیت سے منانے کو جمع ہوئے

تھے' قبیلے کی تاریخ میں ایک طویل مدت کے بعد کسی عورت کے حصول کی خاطر دو مرد ایک دوسرے سے ٹکرانے کو تیار تھے عام طور پر ایسے موقعوں پر ایک فریق دوسرے کی طاقت کا اندازہ لگانے کے بعد دستور کے مطابق مقابلے کی تاریخ سے دو روز قبل ہی اپنے حق سے دست بردار ہو جاتا تھا' لیکن آج دونوں فریق میدان میں ایک دوسرے کے سامنے سینہ تانے کھڑے قبیلے کے کاہن اعظم انگروما کی طرف سے مقابلہ شروع ہونے کے اعلان کے منتظر تھے اور ترشولی جس کے حصول کی خاطر موت اور زندگی کی خطرناک جنگ لڑی جانے والی تھی ان کے درمیان ایک بلند مقام پر اپنی تمام تر جلوہ آرائیوں کے ساتھ موجود تھی۔ ہجوم کی نظریں بار بار اس کی جانب اٹھ رہی تھیں' قبیلے کے رسم و رواج کے مطابق آج اسے حسن کو آراستہ کرنے والے تمام جملہ سازوسامان سے سجا بنا کر لایا گیا تھا' وہ پورے طمطراق سے کسی تراشیدہ بت کی مانند اپنے مقام پر ایستادہ تھی' اس کی نظریں فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں لیکن قبیلے کا جم غفیر شوالا کے حق میں نعرے بلند کر رہا تھا وہ شوالا اوراس کی طاقت سے واقف تھے' ان میں سے بیشتر افراد کی یہی رائے تھی کہ مقابلہ قطعی طور پر یک طرفہ ثابت ہوگا' شوالا اور فیصل کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں تھا۔ شوالا کو عقرب دیوتا اور مقامی لوگوں کی حمایت اور ہمدردی حاصل تھی جبکہ فیصل کے حق میں صرف شنکر اوراس کے گنے چنے ساتھیوں کی دعائیں شامل تھیں۔

شاکا دستور کے مطابق سب سے بلند مقام پر بیٹھا ہجوم کے نعروں کو سن رہا تھا اور ان کے جوش اور ولولوں کو محسوس کر رہا تھا۔ خود اس کا دل بھی یہی گواہی دے رہا تھا کہ شوالا جو فیصل کے مقابلے میں زیادہ قوی اور مضبوط جسمانی ساخت کا حامل تھا با آسانی مقابلہ جیت جائے گا۔ اس کی کوشش تھی کہ کسی طرح فیصل اس مقابلے سے دست بردار ہو جائے لیکن اس نے شاکا کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

اگر بات صرف دو فریق کے درمیان زندگی اور موت کے مقابلے اور جنگ کی ہوتی تو شاکا سردار کی حیثیت سے اس مقابلے میں سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر دلچسپی لیتا لیکن ترشولی کے مستقبل کی فکر نے اس کو پریشان کر رکھا تھا' اسے علم تھا کہ شوالا مقابلہ جیتنے کے بعد بھرے ہجوم میں ترشولی کے نازک جسم کو گھسیٹ کر اپنے کاندھوں پر اٹھا لے گا پھر وہ اس کی ملکیت ہوگی اور اسے ترشولی کے ساتھ ہر قسم کا سلوک روا رکھنے کا مکمل اختیار ہوگا' شاکا نے ترشولی کو حالات کے نشیب و فراز سمجھا کر اسے شوالا کے حق میں ہموار کرنے کی حتی الامکان کوشش کی تھی لیکن ترشولی نے اپنا فیصلہ بدلنے سے انکار کر دیا تھا۔

اس وقت بھی شاکا کے ہونٹوں پر محض رسمی اورمصنوعی مسکراہٹ کھیل رہی تھی' اندرونی طور پر وہ مقابلے کے بعد رونما ہونے والی صورت حال کے بارے میں فکر مند تھا اس کی نظریں شوالا کو بھی دیکھ رہی تھیں جو مقابلے سے قبل ہی فاتحانہ انداز میں اچھل اچھل کر اپنے مضبوط اور خوبصورت جسم کے جوڑ پٹھوں کی نمائش کر رہا تھا' اس کی نظر ہجوم میں جس طرف اٹھتی لوگ حلق پھاڑ پھاڑ کر اس کے حق میں نعرے بلند کرنے شروع کر دیتے' اس کے برعکس فیصل اپنی جگہ خاموش کھڑا تھا۔

لوگوں کا اشتیاق اورشوالا اوراس کے مخصوص ساتھیوں کا جوش و خروش وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا جا رہا تھا پھرانگروما اپنی نشست سے اٹھا تو ہجوم نے خاموشی اختیار کر لی' ان کی نگاہیں اب انگروما پر مرکوز تھیں جو لوگوں کے ہجوم کو ہاتھ بلند کرکے پرسکون اور خاموش رہنے کی تلقین کر رہا تھا جب مکمل خاموشی طاری ہو گئی تو اس کی آواز آہستہ آہستہ بلند ہونی شروع ہوئی۔

"تاریک براعظم کے نڈر اور بے خوف بہادرو' تم خوش نصیب ہو جو آج ایک طویل مدت کے بعد ایک خوبصورت لڑکی کے حصول کی خاطر دو جواں مردوں کا مقابلہ دیکھنے کو جمع ہوئے ہو' یہ مقابلہ ہمارے دستور کے مطابق اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ایک فریق موت سے ہمکنار نہ ہو جائے یا اپنی شکست تسلیم کر کے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی دونوں آنکھیں نہ پھوڑ لے' بینائی سے محروم ہو جانے کی یہ شرط اس لئے ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے اس لڑکی کو نہ دیکھ سکے جس کی خاطر اس نے دوسرے نوجوان کو للکارا تھا موجودہ مقابلے کی ابتدا نہتے ہاتھوں ہو گی لیکن اس کے بعد دونوں فریقوں کو اس بات کی مکمل اجازت ہوگی کہ وہ اپنے بچاؤ کی خاطر وہ تمام حربے استعمال کرسکتے ہیں جو ان کے اختیار میں ہوں مقابلہ شروع کرنے کا اعلان کرنے سے پیشتر میں تمام لوگوں کو تاکید کرتا ہوں کہ مقابلے کے دوران وہ خود کو قابو میں رکھیں اور جب تک مقابلے کا فیصلہ نہ ہوجائے وہ کسی قسم کے ہنگامے یا جشن سے پرہیز کریں۔

شوالا' انگروما کی تقریر کے دوران بھی اچھل کود رہا تھا اور باربار عقرب دیوتا کی اس مورت کو چوم رہا تھا جو مالا کے اندر پروئی ہوئی اس کے گلے میں جھول رہی تھی' دوسری جانب جاوید شنکر سے کہہ رہا تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے' کیا فیصل نے شوالا سے مقابلے کا اعلان کرکے دانشمندی کا ثبوت دیا تھا؟"

"دھیرج سے کام لو میرے متر......." شنکر نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں نراش نہیں ہونا چاہئے۔"

"ایک بات غور سے سن لو میرے دوست۔" جاوید کا لہجہ تلخ ہوگیا۔ "میں نے اس سفر کا آغاز محض اپنے جگری یار کی خاطر کیا تھا' میں مصیبت اور پریشانی کی حالت میں پرنس کی زندگی بچانے کی خاطر اپنی جان کی بازی لگا سکتا ہوں۔ لیکن اگر پرنس کو کچھ ہو گیا تو شاید میں تمہیں کسی قیمت پر معاف نہ کرسکوں گا۔"

شنکر نے پلٹ کر جاوید کو تیکھی نظروں سے دیکھا لیکن حالات کے پیش نظر خون کا گھونٹ پی کر چپ رہا پھر اس نے انگروما پر نظر ڈالی جو اپنے سیدھے ہاتھ میں سرخ رنگ کا ایک کپڑا پکڑے اسے ہوا میں لہرا رہا تھا' لوگوں کا اشتیاق بڑھتا جا رہا تھا پھر اچانک انگروما نے کپڑے کو فضا میں اوپر اٹھا کر یکلخت نیچے گرا دیا یہ مقابلہ شروع ہونے کا اعلان تھا جس کے ساتھ ہی شوالا نے فیصل کو مرعوب کرنے کی خاطر فضا میں قلابازیاں کھانی شروع کر دی تھیں' ہجوم نے بیک آواز شوالا .... شوالا .... شوالا کا شور بلند کرنا شروع کر دیا تھا' شاکا کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی' ترشولی کی بے چین نظریں بدستور فیصل پر جمی ہوئی تھیں جو ابھی تک اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا شوالا کو کرتب کرتے دیکھ رہا تھا۔ جاوید کے دل کی دھڑکنیں بتدریج تیز ہو رہی تھیں اور شنکر.......

اس کے ہونٹ بڑی تیزی سے حرکت کر رہے تھے' شاید وہ اپنی طاغوتی طاقتوں کو فیصل کی مدد کی خاطر آمادہ کر رہا تھا۔



شوالا بھاری بھر کم اور تنو مند ہونے کے باوجود ربر کی ہلکی پھلکی گیند کی مانند فضا میں قلابازی کھاتا رہا' فیصل پوری طرح محتاط تھا اور اپنے حریف کی ایک ایک حرکت کا بغور جائزہ لے رہا تھا' وہ محسوس کر رہا تھا کہ شوالا اپنے جسمانی کرتب دکھا کر اور ہجوم کے شور و غوغا کے ذریعے اسے نفسیاتی طور پر مرعوب کرنا چاہتا ہے لیکن اسے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ جسمانی اعتبار سے برتر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ پراسرار قوتوں کا مالک بھی تھا' اس نے ہزاروں میل کے فاصلے کے باوجود اس کی بے قصور ماں کو اپنی گندی قوتوں کا نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

ماں کا خیال ذہن میں ابھرتے ہی فیصل کی رگوں میں گردش کرتے خون کی حدت تیز ہو گئی' اس نے محتاط انداز میں اپنے قدموں کو حرکت دینا شروع کیا' اپنی جوابی کارروائی سے وہ شوالا کو باور کرانا چاہتا تھا کہ وہ اس کی بے سروپا اچھل کود سے مرعوب نہیں ہوا' آہستہ آہستہ وہ ایک مخصوص زاویئے سے خود کو شوالا کے قریب کر رہا تھا' اسے زندگی میں دو بدو کسی کے ساتھ ہاتھا پائی کرنے کا کوئی عملی تجربہ نہیں تھا لیکن انتقامی جذبوں کے تحت وہ پوری طرح شوالا سے ٹکرانے کو تیار تھا۔

"ہا....... ہو ہو.......ہا ہا.......ہو.......او......" شوالا نے اپنی اچھل کود کے ساتھ ساتھ منہ سے آوازیں نکالنی بھی شروع کر دی تھیں پھر اچانک اس نے قلابازی کھاتے کھاتے زمین پر دونوں پیر ٹکا کر جست لگائی اور اڑتا ہوا فیصل پر چھا گیا' فیصل نے خود کو بچانے کی خاطر اسے جھکائی دینے کی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی' شوالا کا سیدھا پاؤں پوری شدت سے اس کی گردن کی پشت پر پڑا تو وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑا کر زمین پر گرا' اس نے زمین سے اٹھنے میں جلدبازی کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس بار بھی شوالا اس کے مقابلے میں زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا' زمین پر قدم پڑتے ہی اس نے حیرت انگیز چابک دستی سے دوسری جست لگائی اور پلک جھپکتے میں اس کی دوسری ٹھوکر فیصل کے چہرے پر پڑی تو اس کے ہونٹ سے خون کی ایک لکیر ابھر کر گردن تک لہراتی چلی گئی' دوسری بار وہ

چکرا کر زمین پر گرا تو شوالا اس کے قریب پہنچ گیا' اس نے ایک ٹانگ فیصل کی چھاتی پر جمادی پھر حقارت سے بولا۔

"کیوں پرنس........کیا تم اب بھی مقابلہ جاری رکھو گے؟"

"میں مرد ہوں شوالا........اور مرد موت سے نہیں ڈرتا۔"

"پاگلوں جیسی باتیں مت کرو......" شوالا نے اس کا مضحکہ اڑانے کی خاطر بلند آواز میں کہا۔ "آنکھیں بڑی نعمت ہیں لیکن زندگی بچانے کی خاطر تم اگر چاہو تو اس نعمت سے دست بردار ہونے کا اعلان کر سکتے ہو ...... بینائی سے محروم ہو جانے کے بعد تم مقدس شاکا کی خوبصورت اور حسین بیٹی ترشولی کو نہ دیکھ سکو گے لیکن اس کی آواز شاید تمہارے کانوں میں رس گھولتی رہے ...... بولو پرنس' کیا تم شاکا کے سامنے ہاتھ باندھ کر رحم کی درخواست کرنے کو تیار ہو......"

"نہیں......" فیصل نے تلملاتے ہوئے جواب دیا۔ "تم رحم کی درخواست کی بات کر رہے ہو اور میں تمہارے منہ پر تھوکنا بھی گوارا نہیں کروں گا۔"

فیصل نے پوری قوت لگا کر جھٹکا دیا تو شوالا اس کی چھاتی پر اپنا تسلط برقرار نہ رکھ سکا' فیصل نے اٹھتے اٹھتے پینترا بدل کر پوری شدت سے شوالا کی ٹانگوں پر بھرپور ضرب لگائی تو وہ چکرا کر منہ کے بل زمین پر گرا' لیکن گرتے ہیں قلابازی کھا کر دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا اور جوابی کارروائی کے طور پر اس نے اپنی جگہ پھرکی کی طرح چکرا کر فلائنگ کک ماری تو فیصل لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ہو گیا' اس نے سنبھلنے کی کوشش کی تھی لیکن شوالا نے ایک بار پھر جست لگائی' اس بار اس نے فضا میں بلند ہوتے وقت اپنی ٹانگوں کو قینچی بنا کر اس طرح فیصل کی گردن میں ڈالا تھا کہ جب وہ زمین پر گرا تو فیصل کی گردن اس کی ٹانگوں کے درمیان پھنسی ہوئی تھی اور وہ خود کو شوالا کی آہنی گرفت سے آزاد کرانے کی خاطر ہاتھ پیر مار رہا تھا۔

معاً شوالا کو عقرب کے اس نشان کا خیال آیا جو اس نے فیصل کی پیٹھ پر داغا تھا' اس نشان کی نمائش ترشولی کے دل میں بھی فیصل کے لئے نفرت پیدا کر سکتی تھی' کسی کی پشت پر عقرب کا نشان اس کی نحوست کی علامت سمجھا جاتا تھا' شوالا کو اپنی فتح کا یقین تھا وہ اگر چاہتا تو اپنے جسم کو پے در پے دائیں بائیں جھٹکے دے کر فیصل کی گردن کا منکا توڑ سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا' وہ فیصل کو تڑپا تڑپا کر اذیت ناک موت مارنے کے خواب دیکھ رہا تھا' اس نے ہاتھ بڑھا کر فیصل کی قمیص کو ایک جھٹکے سے تار تار کر دیا' اب فیصل کی پیٹھ ننگی تھی

لیکن اس پر عقرب کا داغا ہوا نشان موجود نہیں تھا ..... شوالا کے ذہن کو جھٹکا لگا' ایک لمحے کو اس کی ٹانگوں کی گرفت کمزور پڑی تو فیصل بل کھا کر اس کے شکنجے سے آزاد ہو گیا۔

شوالا عقرب کے نشان کو غائب دیکھ کر غضب ناک ہو گیا' اس نے نظریں گھما کر شنکر کی طرف دیکھا' اس کا خیال تھا کہ عقرب کے نشان کو غائب کرنے میں شنکر کی شرارت کو دخل ہے پھر وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا' اس نے ہجوم میں کھڑے ہوئے راگھو کی طرف ہاتھ پھیلایا تو راگھو نے اپنا نیزہ اس کی جانب اچھال دیا' شوالا کے ہونٹوں پر اب شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی' نیزے پر اپنی گرفت مضبوط کئے وہ فیصل کی جانب آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا' اس نے طے کر لیا تھا کہ اب وہ وقت ضائع کئے بغیر اپنے حریف کے جسم کو چھلنی کر دے گا لیکن اسی لمحے ترشولی کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی' ترشولی نے بلند آواز میں فیصل کو پکارا تھا۔ پھر شوالا نے دیکھا کہ ترشولی نے اپنے قریب کھڑے ہوئے ایک شخص کا نیزہ چھین کر اسے فیصل کی طرف اچھال دیا۔ ترشولی کو اپنے دشمن کی مدد کرتا دیکھ کر شوالا کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

"تو نے شوالا کے مقابلے میں اپنے چاہنے والے کی مدد کر کے میرے قہر کو للکارا ہے۔" وہ غصے میں چیخا۔ "عقرب دیوتا کے جلال کی قسم' شوالا تجھے ایسے کربناک حالات سے دوچار کرے گا کہ تیری روح بھی لرزا اٹھے گی۔"

"شوالا........سنبھل۔" راگھو کی آواز اس کے کانوں نے سنی تو شوالا یکلخت سنبھل گیا' فیصل اس پر حملہ کر چکا تھا اگر شوالا کو صرف ایک پل کی دیر ہو جاتی تو فیصل کا نیزہ اس کی پسلیوں کو پھاڑتا ہوا دوسری جانب نکل گیا ہوتا' اس نے خود کو بچانے کی کوشش کی لیکن نیزے کی انی اس کے جسم سے ٹکرا کر گزر چکی تھی' شوالا نے اپنے پیٹ پر خون کے قطرات ابھرتے دیکھے تو اس کا غصہ دو چند ہو گیا' اس کے ہونٹ تیزی سے حرکت کرنے لگے پھر اس نے ہاتھوں کو جھٹکا تو فیصل کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی' کسی نادیدہ شیطانی قوت نے اتنی شدت سے اس کے شکم پر ضرب رسید کی تھی کہ وہ درد سے تڑپ اٹھا' نیزہ اس کی گرفت سے نکل کر دور جا گرا۔

شوالا نے فیصل کو بے بس دیکھا تو دیوانہ وار قہقہے بلند کرنے لگا لیکن اس کے قہقہے زیادہ دیر جاری نہ رہ سکے' فضا میں آگ کے شعلے لپکتے دیکھ کر وہ تیزی سے قلابازی کھا کر ان کی زد سے دور نکل گیا' اس نے شنکر کی طرف دوبارہ حقارت بھری اور قہر آلود نظروں سے گھورا .....

"تو......" وہ گرج کر بولا۔ "کیا تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے گا' جانتا ہے تو کس سے پنجے لڑانے کی حماقت کر رہا ہے؟"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' اس کے ہونٹ بدستور کسی منتر کا جاپ کر رہے تھے لیکن پھر شوالا نے غضب ناک انداز میں اچھل کر زور سے پیر زمین پر مارا تو شنکر کے ہونٹ پتھر بن کر ساکت ہو گئے' اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' اس کا سارا جسم یوں کپکپانے لگا جیسے اسے بجلی کے ننگے تاروں سے باندھ کر ان میں کرنٹ چھوڑ دیا گیا ہو' اس کے جسم کی رنگت بڑی تیزی سے زرد پڑنے لگی' شوالا کے ایک ہی وار نے اسے بے بس کر دیا تھا......

فیصل اپنی جگہ کھڑا درد کی شدت سے تڑپ رہا تھا' اس کی نگاہوں کے نیچے اندھیرے لپک رہے تھے' اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ زیادہ دیر نہیں کھڑا رہ سکے گا لیکن اسی لمحے ایک نرم اور ٹھوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"فیصل میاں ...... تم مجذوب کی اس تسبیح کو کیوں فراموش کر رہے ہو جو تمہاری جیب میں موجود ہے۔"

"کیا...... کیا وہ میرے کسی کام آ سکے گی؟" فیصل نے سوچا تو وہی آواز پھر اس کے کانوں میں گونجی۔

"کفر کی باتوں کو ذہن میں جگہ مت دو ...... ایمان کی طاقت کے آگے باطل کی قوتیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں' لیکن ایک بات کا خیال رہے' تم ایک حد سے تجاوز کرنے کی کوشش نہیں کرو گے......"

فیصل کو اندھیرے میں امید کی ایک کرن نظر آئی تو اس نے جلدی سے سیدھا ہاتھ جیب میں ڈال کر تسبیح کو پوری قوت سے جکڑ لیا۔ پھر اسے شنکر کی بات یاد آئی' شنکر نے بھی یہی کہا تھا کہ "اس مالا کا ایک ایک دانہ تمہاری سہائتا کرے گا" ....وہ تسبیح کے دانوں پر گرفت مضبوط کئے شوالا کو گھورنے لگا جو شنکر کو بے بس کرنے کے بعد اب اس کی سمت خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ایک بار پھر سوچ لو پرنس کو" اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا "اگر تم شوالا کے قدموں پہ سر رکھ کر زندگی کی بھیک مانگو تو میں تمہاری درخواست پر غور کر سکتا ہوں لیکن ایک شرط پر ...... تمہیں قبیلے کے تمام لوگوں کے سامنے ترشولی کو اس ہاتھ سے محروم کرنا پڑے گا جس نے شوالا سے مقابلے کی خاطر تمہیں نیزہ فراہم کرنے کی جسارت کی تھی۔"

"کسی نہتے آدمی پر ہاتھ اٹھانا میرے نزدیک بزدلی ہے۔ ترشولی نے کوئی گناہ نہیں کیا' اس نے مجھے نیزہ فراہم کر کے میری مدد کی ہے' میں ترشولی کو اس کی بھلائی کا بدلہ برائی سے دوں یہ ناممکن ہے۔"

"تیری حیثیت میرے نزدیک کسی حقیر کیڑے سے زیادہ نہیں ہے۔" شوالا نے دبنگ لہجے میں کہا۔ "اپنے دوست شنکر کی جانب دیکھ' میں نے ایک ہی وار میں اس کی زبان پر تالے ڈال دیئے ہیں' تیرا انجام بھی میرے ایک اشارے کا مرہون منت ہے' شوالا کا کہا مان لے' ترشولی کا ایک ہاتھ تیری زندگی سے زیادہ قیمتی نہیں ہے ....میں تیرے ساتھ رعایت کر سکتا ہوں لیکن تجھے میری خواہش کا احترام کرنا ہو گا۔"

"تم اگر بضد ہو تو میں تمہاری خواہش پوری کر سکتا ہوں لیکن میری بھی ایک شرط ہے......" فیصل نے سپاٹ لہجہ اختیار کیا۔

"بول ....تو شوالا سے کیا چاہتا ہے؟"

"تو اپنی آنکھوں کو اپنے ہاتھوں سے پھوڑ لے ....میں نہیں چاہتا کہ تیری میلی نگاہیں ترشولی کی خوبصورتی اور اس کے تقدس کو پامال کریں۔"

"پھر غور کر لے بدبخت' شوالا تجھے زندگی جیسی عظیم شے واپس دینے کو تیار ہے۔"

"تو نے کبھی ترشولی کو شاید غور سے نہیں دیکھا' اسے میری نظروں سے دیکھ شوالا' وہ تجھے زندگی سے زیادہ حسین اور قیمتی نظر آئے گی۔"

"تو....... تو شوالا کے غضب کو للکار رہا ہے ....میں تجھے ایک آخری موقع اور دیتا ہوں۔" شوالا ترشولی کو حقارت سے گھورتے ہوئے تلملا کر بولا۔ "عقرب دیوتا کے جلال کی قسم ..... میں تجھے اور ترشولی دونوں کو عبرت ناک موت ماروں گا۔"

"تو وقت ضائع کر رہا ہے شوالا ..... فیصل نے تسبیح کے دانوں کو اور مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا "آج تک تیرا مقابلہ کفر کی طاقتوں سے ہوا ہے لیکن میرا خدا شاہد ہے کہ میں تجھ سے صرف اپنی ماں کا انتقام لینے کی خاطر یہاں تک پہنچا ہوں۔"

"انتقام ..... اور وہ بھی شوالا سے ..... کیا تو مجھے ہنسانے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"ہاں شوالا ..... ایک بار دل کھول کر آخری بار قہقہے بلند کر لے' ہو سکتا ہے کہ تیری یہ حسرت دوبارہ پوری نہ ہو سکے۔"

جواب میں شوالا نے جھلا کر اپنی انگلیوں کو فیصل کے سامنے کر دیا' اس کے ہاتھوں سے خطرناک شعلے پیدا ہو کر فیصل کی جانب لپکے تھے' موت کا ہولناک تصور اور کربناک

احساس فیصل کی نظروں میں گھوم گیا لیکن پھر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے آگ کے دہکتے شعلوں کو پانی کے قطرے بن کر زمین میں جذب ہوتے دیکھا' اس نے دل ہی دل میں خدائے بزرگ و برتر کا شکر ادا کیا جس نے اس کی حفاظت کی تھی۔

شوالا اپنا حملہ ناکام دیکھ کر اور غضب ناک ہو گیا' اس نے پینترا بدل کر دوسرا وار کیا' اس بار فیصل کے سر پر گہرے سیاہ بادل نمودار ہوئے پھر ان بادلوں میں سے بجلیاں کڑکنے لگیں' ہجوم کے چہرے خوف سے تاریک ہو گئے' انگروما اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا' اسے یقین تھا کہ اب فیصل کی موت یقینی ہے لیکن فیصل نے چہرہ بلند کیا اور دل میں خدا کا نام لے کر ایک پھونک ماری تو سیاہ بادل سرخ ذرات میں تبدیل ہو کر تیزی سے آسمان کی جانب بلند ہوئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

لوگوں کے ہجوم میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں' انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا' راگھو اور اس کے ساتھی پھٹی پھٹی نظروں سے فیصل کو دیکھ رہے تھے' انگروما کی آنکھوں میں گہرے تفکرات نظر آ رہے تھے' شاکا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کھلی نگاہوں سے کوئی ناقابل یقین خواب دیکھ رہا ہو ..... جاوید تذبذب کی کیفیتوں سے دوچار تھا اور شنکر کی نگاہوں میں امید کی کرن چمکتی نظر آ رہی تھی' ترشولی کی حیرت قابل دید تھی' وہ یوں اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑی فیصل کو گھور رہی تھی جیسے اس کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش اور سانس کی رفتار تھم کر رہ گئی ہو۔

شوالا کے تیور بھی بدل رہے تھے' یکے بعد دیگرے اپنے دو حملوں کی ناکامی نے اسے بھی بوکھلا دیا تھا' اس کی خونخوار نظریں فیصل پر جمی ہوئی تھیں اور وہ دل ہی دل میں اپنی شیطانی قوتوں کی ناکامی کی وجہ پر غور کر رہا تھا' فیصل کی گرفت تسبیح پر تھی اور اس کے جسم کا رواں رواں خدا کے اس جلال و جمال کی مدح سرائی کرنے میں مصروف تھا جس نے اسے شوالا جیسے عیار' مکار' قوی اور پراسرار گندی طاقت رکھنے والے وحشی اور درندہ صفت انسان کے ہاتھوں سے بچا رکھا تھا' اس کے تصور میں اس مجذوب کا خیالی پیکر بھی ابھر رہا تھا جس نے ایک بار اسے خوفناک حادثے سے بچایا تھا اور آج اس کی بخشی ہوئی تسبیح فیصل کے کام آ رہی تھی۔

ہجوم پر سکتے کی کیفیت طاری تھی' انہوں نے فیصل کی طاقت کا جو اندازہ لگایا تھا وہ غلط ثابت ہو رہا تھا' کچھ دیر پہلے وہ شوالا کے حق میں گلا پھاڑ پھاڑ کر نعرے بلند کر رہے تھے لیکن اب وہ حیرت بھری نظروں سے شوالا کو دیکھ رہے تھے جو کسی گہری سوچ میں غرق تھا'

پہلے وہ مداریوں جیسے انداز میں اچھل کود کر کے قبیلے کے عوام کو اپنی بے پناہ قوت سے محظوظ کر رہا تھا لیکن اب اس کی ساری اکڑفوں نکل چکی تھی' وہ فیصل کو نگاہوں ہی نگاہوں میں تولنے کی کوشش کر رہا تھا' اس کے اندازے غلط ثابت ہو چکے تھے اس لئے وہ جلد بازی میں کوئی قدم اٹھانے سے پیشتر اپنی اور اپنے حریف کی طاقت کا ازسرنو جائزہ لے رہا تھا' کچھ دیر تک میدان میں ایک گہرا سکوت طاری رہا پھر انگروما کی ٹھوس آواز خاموشی کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری۔

" شوالا ..... تو رک کیوں گیا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ تو مقابلے سے دست بردار ہونے کے بارے میں غور کر رہا ہے؟"

" نہیں....." شوالا کسی زخمی درندے کی مانند تڑپ کر چیخا۔ " تو غلط سوچ رہا ہے کاہن اعظم' شوالا اپنے ہاتھوں سے اپنے وجود کو سینکڑوں ٹکڑوں میں منقسم کر سکتا ہے لیکن شکست قبول نہیں کر سکتا۔"

" یہ سوچنا تیرا کام ہے۔" انگروما نے سپاٹ آواز میں کہا۔ " میں تجھے گزرتے وقت کا احساس دلانا چاہتا ہوں' تو جانتا ہے کہ عظیم دیوتا سورج غروب ہونے کے بعد اپنے آرام میں کوئی خلل پسند نہیں کرتا اس لئے تجھے یہ مقابلہ ہر قیمت پر سورج غروب ہونے سے پہلے ختم کرنا ہو گا۔"

" تو فکر نہ کر ..... شوالا وقت سے پہلے ہی اپنے دشمن کی زندگی کا سورج غروب کرے گا۔" شوالا نے غضب ناک لہجے میں کہا' اس کی نظریں بدستور فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں' وہ اپنے اگلے اقدام کے بارے میں غور کر رہا تھا۔

" شوالا....." راگھو نے بلند آواز میں کہا۔ " اب اس کھیل کو ختم کر دے ....ہم تیری جیت کا جشن منانے کے لئے بے چین ہیں۔"

" تو قبیلے کا نائب سردار اور ہماری عزت ہے شوالا۔" ایک بوڑھے نے آواز لگائی " ایک نووارد تیرے مقابلے میں سینہ تانے کھڑا ہے یہ ہمیں منظور نہیں ....اسے اپنے قدموں تلے روند ڈال تاکہ پھر کوئی اجنبی ہماری غیرت کو للکارنے کی جسارت نہ کرے۔"

" پرنس......" ترشولی نے بوڑھے کے خاموش ہونے کے بعد چیخ کر کہا۔ " تم نے جس ہمت اور بہادری سے شوالا کا مقابلہ کیا ہے وہ قابل تحسین ہے' مجھے یاد ہے' تم نے ایک بار مقدس اور عظیم شاکا کی بیٹی کو تاش کے پتوں میں شکست دی تھی' آج تم زندگی اور موت کی بازی کھیل رہے ہو ....ترشولی کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں .... تمہیں آج

شوالا کے خون سے ہاتھ رنگ کر اپنی ماں کی بے چین روح کو سکون پہنچانا ہے .... تم ن پر ہو اور ترشولی کا دل گواہی دے رہا ہے کہ عظیم دیوتا تمہارے ساتھ انصاف کرے گا۔"

" تو......" شوالا نے ترشولی کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ " توشوالا کے مقابلے میں اس کے دشمن کے لئے دیوتا کا انصاف طلب کر رہی ہے .... اپنے انجام پر نظر کر .... شوالا تجھے بڑی اذیت ناک موت مارے گا۔"

" ترشولی کو اپنی عبرتناک موت منظور ہے لیکن وہ تیرے حق میں اپنا فیصلہ نہیں بدلے گی۔" ترشولی نے حقارت سے جواب دیا۔

" اپنے جملوں کو یاد رکھنا......" شوالا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ " میں تجھے بتاؤں گا کہ شوالا کا انتقام دیوتاؤں کے قہر سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔"

شوالا کے تیور خطرناک ہو رہے تھے' اس نے پلٹ کر فیصل کی جانب دیکھا پھر اس کے ہونٹ متحرک ہو گئے' اس نے کالے جادو کا ایک آزمودہ منتر پڑھ کر زور سے پھونکا تو فیصل ایک لمحے کو گھبرا گیا' اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں' وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ان بچھوؤں کو دیکھ رہا تھا جو اچانک اس کے چاروں طرف سے نمودار ہو کر دائرے کی صورت میں اس کی جانب بڑھ رہے تھے جوں جوں ان کا گھیرا تنگ ہو رہا تھا ان کا جسم اور ان کی تعداد حیرت انگیز طور پر بڑھتی جا رہی تھی' شوالا کی نظروں میں شیطانی رقص جاری تھا' اس کے ہونٹوں پر ایک بار پھر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل رہی تھی' اس نے غالباً عقرب دیوتا کے نام پر وہ گندہ عمل کیا تھا' فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں' اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے' بچھوؤں کی کثیر تعداد دیوتاؤں کے روپ میں اسے موت سے ہمکنار کرنے کی خاطر اس کے اطراف میں منڈلا رہی تھی' ان کا جسم قد آدم ہو رہا تھا' وہ خطرناک انداز میں اپنی دم اٹھائے اور ڈنگ پھیلائے اس کے چاروں طرف لپلپا رہے تھے۔

فیصل کے لئے فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا' موت کا بھیانک تصور اس کی نظروں میں گھومنے لگا' اس نے خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور خدائے بزرگ و برتر کو یاد کرنے لگا' تب اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے سفید ریش بزرگ اس کے پاس موجود ہیں' اس نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں لیکن اس کی نگاہوں کے سامنے موت کا رقص جاری تھا' اسے سینے میں اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا' شاید طاغوتی قوتیں اسے اپنے چنگل میں جکڑ رہی تھیں۔

" تم ہراساں مت ہو فیصل میاں' میں تمہارے قریب ہی موجود ہوں۔" سفید ریش بزرگ کی مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی " جو کچھ تم دیکھ رہے ہو وہ محض نظروں کا فریب نہیں ہے .... تمہارے حریف نے تمہاری موت کی خاطر نابکار دیوتاؤں کی فوج کو اکٹھا کر لیا ہے لیکن تم پریشان نہ ہو' جب تک مجذوب کی تسبیح تمہارے قبضے میں ہے گندی اور کالی طاقتیں تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گی۔"

" مجھے اب کیا کرنا چاہئے......" فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے سوچا۔

" اب بھی وقت ہے میرے عزیز .... تم اگر کہو تو میں پل بھر میں تمہیں اور تمہارے ساتھی کو اس جزیرے سے واپس تمہارے شہر پہنچا سکتا ہوں۔" بزرگ کی آواز نے کہا۔ "تم غالباً" اب سمجھ گئے ہو گے کہ میرا تعلق کس قبیل سے ہے .... میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ جس راستے پر تم نے قدم اٹھائے ہیں وہ انتہائی مخدوش اور پر خطر ہیں لیکن تم نے میری بات نہیں مانی۔"

" مجھے افسوس ہے میرے محترم لیکن میں ہر قیمت پر اپنی ماں کی موت کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔"

" پھر سوچ لو .... اگر یہ ساعتیں بھی گزر گئیں تو پھر تمہاری واپسی بہت مشکل ہو جائے گی۔"

" میں حالات کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں .... تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔"

" میں نے بڑے میاں صاحب سے تمہاری مدد کا وعدہ کیا تھا اس لئے مجبور ہوں .... کاش میں تمہیں بتا سکتا کہ کل کیا ہونے والا ہے اور حالات کی گردش تمہیں کہاں سے کہاں لے جائے گی۔"

" میری رہنمائی کیجئے میرے محترم۔" فیصل نے خوفزدہ نظروں سے بچھوؤں کو گھورتے ہوئے کہا " شوالا کی موت میری زندگی کا مقصد ہے۔"

" تسبیح کو جیب سے باہر نکال لو......" بزرگ نے کہا۔ " اس کا ایک ایک دانہ کالی قوتوں کے مقابلے میں تمہاری حفاظت کرے گا' تم خوش نصیب ہو جو مجذوب نے تمہیں ایک گرانقدر تحفے سے نواز دیا لیکن میری بات کا خیال رکھنا' تم تسبیح کے مقدس اور متبرک دانوں کو کبھی کسی ناجائز مقصد کے حصول کی خاطر استعمال نہیں کرو گے' ان کو خرچ کرنے میں احتیاط شرط ہے۔"

شوالا کے ہونٹ تیزی سے ہل رہے تھے' وہ پوری شدومد سے اپنے گندے عمل کا ورد کر رہا تھا' اس کی آنکھوں میں شعلے لپک رہے تھے' وہ فیصل کو حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن جب فیصل نے بزرگ کے مشورے پر تسبیح جیب سے نکالی تو شوالا کے ذہن کو شدید جھٹکا سا لگا' وہ اپنا عمل بھول کر تسبیح کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھنے لگا۔

" شوالا......" فیصل نے اسے للکارا۔ " اپنے ان متحرک کھلونوں کو واپس بلا لو ورنہ ان کا انجام بھی تمہاری توقع کے خلاف ہو گا۔"

" نہیں ......یہ ناممکن ہے۔" شوالا پر اعتماد لہجے میں بولا۔ " تو عقرب دیوتا کی لازوال قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا' تیری موت یقینی ہے' تجھے دنیا کی کوئی قوت عقرب کے عتاب سے نہیں بچا سکے گی۔"

ہجوم کی نگاہیں موت اور زندگی کے بھیانک کھیل کو دیکھ رہی تھیں لیکن پھر جو کچھ ہوا وہ ہجوم کے علاوہ شوالا کی توقع کے بھی خلاف تھا' فیصل نے تسبیح کو ہاتھ میں بلند کر کے عقرب کی شکل کے ان گنت بچھوؤں کی سمت لہرایا تو ان کے جسم درمیان سے چرتے چلے گئے پھر ایک شعلہ لپکا اور ان کو جلا کر خاک کر گیا' فضا میں ان کے جلنے کی بو پھیلی تو شوالا کے چہرے پر پہلی بار مایوسی کے تاریک سائے منڈلانے لگے' وہ فیصل کو قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا پھر یکلخت اس نے جنونی انداز میں چیخ کر "کمبا" کو آواز دی تو بن مانس نما درندہ ہجوم کو چیرتا ہوا سامنے آ گیا۔

" شوالا......" انگروما چلایا " تو مقابلے کی خلاف ورزی کر رہا ہے' کمبا کو درمیان سے ہٹا لے۔"

" تو بھول رہا ہے انگروما کہ تو نے کیا کہا تھا ......تو نے کہا تھا کہ اپنے بچاؤ کے لئے ہم وہ تمام حربے استعمال کر سکتے ہیں جو ہمارے اختیار میں ہوں۔" شوالا نے خباثت سے جواب دیا۔ "کیا تو نہیں جانتا کہ کمبا میرا وفادار ہے اور میرے اختیار میں ہے۔"

" باز آ جا شوالا ورنہ پچھتائے گا ......دیوتا بدعہدی کو پسند نہیں کرتا' تو مقدس عقرب کا انجام دیکھ چکا ہے۔"

" نہیں ......شوالا اپنی شکست تسلیم نہیں کر سکتا۔"

انگروما چلاتا رہا مگر شوالا نے اپنے کان بند کر لئے تھے' وہ کمبا کو فیصل پر حملہ کرنے کو اکسا رہا تھا' فیصل اپنی جگہ پوری طرح محتاط تھا' اس کے ذہن میں بزرگ کے کہے ہوئے الفاظ گونجے تو اس نے تسبیح کو جیب میں ڈال کر اس کا دھاگہ توڑ دیا اور ایک دانہ باہر نکال

لیا' کمبا موت کے دیو قامت فرشتے کی مانند اپنی چھاتی پیٹتا ہوا خطرناک انداز میں فیصل کی جانب بڑھ رہا تھا' فیصل نے خدا کا نام لے کر تسبیح کے مقدس دانے کو نشانہ لے کر کمبا کے سینے پر مارا تو اس کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ کی دہشت ناک آواز سن کر ہجوم کے دل دہل گئے' کمبا لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔

" پرنس......" ترشولی کی آواز فضا میں گونجی۔ " میں نے کہا تھا ......عظیم دیوتا تمہارے حق میں انصاف کرے گا۔"

"شوالا......" راگھو وحشت ناک لہجے میں چیخا۔ "تو عقرب کی اس مالا کو بھول رہا ہے جو تیرے گلے میں موجود ہے۔"

کمبا کی موت نے شوالا پر جنونی کیفیت طاری کر دی تھی' وہ پاگلوں کی طرح دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے بار بار دیوانوں کی طرح جھٹک رہا تھا' ترشولی کے چہرے پر خوشی دمک رہی تھی' انگروما جھلاہٹ کی کیفیت سے دوچار اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبائے کھڑا تھا' شاکا امید و بیم کی حالت سے دو چار بار بار پہلو بدل رہا تھا' ہجوم پر سکتے کی کیفیت طاری تھی۔

شوالا کی وحشت قابل دید تھی لیکن راگھو کی آواز اس کی قوت سماعت سے ٹکرائی تو وہ اس طرح چونکا جیسے گھپ اندھیرے میں روشنی کی کوئی کرن اچانک پھوٹی ہو' شاکا نے اسے عقرب والی مالا گلے سے اتارتے دیکھا تو لرز اٹھا' اسے علم تھا کہ عقرب کی مالا کا وار خالی نہیں جائے گا' قبیلے کے تمام افراد کی نظریں شوالا پر جم گئیں جو اپنے ترکش کا آخری تیر استعمال کرنے جا رہا تھا۔

فیصل نے برق رفتاری سے تسبیح کا ایک اور دانہ جیب سے نکال لیا' شوالا عقرب والی مالا ہاتھ میں لئے اسے خوفناک نظروں سے گھور رہا تھا' اس کی خونخوار نظروں میں خون اتر آیا تھا' چند لمحوں تک وہ فیصل کو دیوانوں کی طرح گھورتا رہا پھر اچانک اس کی نگاہوں کا زاویہ بدل گیا' اس نے حقارت سے ترشولی کی سمت دیکھا جو فیصل کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر اس سے پیشتر کہ شاکا کی چیخ کی آواز ترشولی کو باخبر کرتی شوالا کا ہاتھ فضا میں گھوم گیا' عقرب کی مالا لہراتی ہوئی ترشولی کے خوبصورت جسم سے ٹکرائی تو وہ پل بھر میں دھواں بن کر لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہو گئی' عقرب کے عتاب نے پلک جھپکتے میں اسے جلا کر خاک کر دیا تھا۔

شوالا ترشولی کا انجام دیکھ کر پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے لگا' شاید وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا' فیصل نے اسے نفرت سے گھورا پھر تسبیح کا دانہ اس کی سمت اچھال دیا' شوالا کی آواز

یکلخت اس کے حلق میں گھٹ کر رہ گئی' دانہ جسم سے ٹکراتے ہی وہ کسی کٹے ہوئے تہدر
شہتیر کی مانند زمین پر گرا اور ماہی بے آب کی مانند ہاتھ پاؤں مارنے لگا' اسکے منہ سے گاڑھا
گاڑھا خون فوارے کی طرح ابل رہا تھا' کچھ دیر تک وہ موت اور زندگی کی کشمکش سے دوچار
رہا پھر ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا۔

○

شاکا کی نگاہوں میں خوشی کی ملی جلی کیفیت رقص کر رہی تھی' شوالا کی موت نے اس
کی سب سے بڑی دشواری دور کر دی تھی۔ اب وہ قبیلے کے عوام پر بے خوف و خطر سردار
کی حیثیت سے اپنا حکم صادر کر سکتا تھا' اس کا مستقبل محفوظ ہو گیا تھا' اب اسے اس بات کا
ڈر نہیں تھا کہ شوالا کی طرح کوئی اور اس کے سامنے کھڑا ہو کر اس کی قوت کو للکار سکے گا'
عقرب دیوتا کی نوازشوں نے شوالا کو ضرورت سے زیادہ خود سر اور گھمنڈی بنا دیا تھا' وہ
صرف ترشولی کے حصول کا متمنی نہیں تھا' ترشولی کو حاصل کر لینے کے بعد وہ سردار کی گدی
حاصل کرنے کا خواب بھی دیکھ رہا تھا' اس کی موت نے شاکا کی حیثیت مستحکم کر دی تھی'
اب کوئی آسانی سے اس کے راستے کی دیوار نہیں بن سکتا تھا لیکن جہاں اسے شوالا کی موت
کی خوشی تھی وہیں ترشولی کے عبرتناک انجام کا غم بھی لاحق تھا' اس نے فیصل کی جیت کی
خاطر دل ہی دل میں دعائیں مانگی تھیں لیکن ذہن میں برابر کوئی ایسی مناسب ترکیب بھی سوچتا
رہا تھا جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے' ایک بار وہ اجنبی لوگوں سے
رشتہ جوڑ کر جن دشوار گزار حالات سے دوچار ہو چکا تھا ان ہی حالات کو دوبارہ سر اٹھاتے
نہیں دیکھنا چاہتا تھا مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا' ترشولی کی موت نے اس کی کمر توڑ دی
تھی۔ اب اس کو صرف فیصل اور اس کے ساتھیوں کی فکر دامن گیر تھی' اگر فیصل کا تعلق
اس کے اپنے قبیلے سے ہوتا تو شاید اسے فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچا دیتا لیکن اس کا
تعلق مہذب دنیا سے تھا۔ ایسی دنیا سے جہاں کی ایک خوبصورت دوشیزہ نے اس کے دل میں
گھر بنا کر اس کے لئے دشواریاں پیدا کر دی تھیں' ترشولی نے اس کہانی کا اختتام کر دیا تھا
لیکن فیصل نے شوالا کو شکست دے کر ایک نئی کہانی کا آغاز کیا تھا' اس نے اپنی قوتوں کے
ذریعے عقرب دیوتا کی لازوال طاقت کو زیر کیا تھا' شوالا کی شکست میں مقدس دیوتاؤں کی
شکست کا اذیت ناک پہلو بھی شامل تھا اور شاکا اسے اپنے قبیلے کے عوام کے لئے اچھا شگون

نہیں سمجھ رہا تھا' اس نے وقتی طور پر حالات سے سمجھوتا کر لیا تھا لیکن اندرونی طور پر اس
نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ فیصل اور اس کے ساتھیوں کو ہر قیمت پر قبیلے سے نکال کر ہی
سکون کا سانس لے گا۔

اس وقت وہ اپنی خواب گاہ میں بیٹھا ان باتوں پر غور کر رہا تھا کہ انگروما اندر داخل
ہوا' اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی جو اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ بھی
ذہنی گتھیوں کا شکار ہے' کچھ دیر تک ان کے درمیان قبیلے سے متعلق رسمی گفتگو ہوتی رہی
پھر شاکا نے اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"فیصل اور اس کے ساتھی کس حال میں ہیں؟"

"قبیلے کے قانون کی رو سے میں نے اس کے رہنے سہنے اور تحفظ کا بندوبست کر دیا
ہے لیکن فیصل نے شوالا کو شکست سے ہمکنار کر کے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے'
وہ اس قدر لازوال قوت کا مالک ثابت ہو گا یہ بات میرے علم میں بھی نہیں تھی۔"

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔" شاکا نے سنجیدگی سے کہا۔ "شوالا نے جب مقدس
عقرب کی مالا کو گلے سے آتارا تھا تو میں سمجھ گیا تھا کہ وہ اپنی طاقت کا آخری حربہ استعمال کر
رہا [illegible]ے یقین تھا' اسے اپنی جیت کا یقین نہیں رہا تھا اس لئے اس بدبخت نے مرتے
مرتے ترشولی کو بھی ٹھکانے لگا دیا۔"

"مجھے شبہ تھا کہ شوالا کی حماقت اسے کسی لمحے بھی لے ڈوبے گی' اس مردود نے
دیوتاؤں کی شان میں نازیبا زبان استعمال کر کے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی تھی ورنہ عظیم
دیوتا نے جو اشارہ کیا تھا وہ کچھ اور ہی تھا۔"

"کیا مطلب......" شاکا چونک اٹھا

"کیوں؟......کیا تم نے خود اپنی نظروں سے شیش ناگ کو پختہ زمین کو ڈستے نہیں
دیکھا تھا' خون کے ان قطروں کو یاد کرو جو سنگلاخ فرش کا سینہ چیر کر ابل پڑے تھے۔"

"کیا وہ شوالا کی موت کا اشارہ نہیں تھا؟" شاکا نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں......" انگروما نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "شیش ناگ نے خود
اپنی زمین کو ڈسا تھا جس کا مطلب یہی تھا کہ شوالا مقابلے کے دوران کسی موڑ پر دل برداشتہ
ہو کر ترشولی کو راستے سے ہٹا دے گا' وہ خون کے قطرے ترشولی کی موت کا اشارہ تھے اور
شیش ناگ کا نظروں سے اوجھل ہو جانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ شوالا اپنے رقیب
کے مقابلے میں شکست تسلیم نہیں کرے گا اور فرار کی راہ اختیار کرے گا لیکن وہ سب کچھ

اس طرح نہیں ہوا جس طرح دیوتا کو پہلے منظور تھا' شوالا کی حماقت نے عظیم دیوتا کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیا تھا ......شوالا نے مقابلے کے دوران کمبا کو درمیان میں لا کر بدعہدی کا ارتکاب کیا تھا اور دیوتا بدعہدی کو پسند نہیں کرتا۔"

"گویا تم نے جان بوجھ کر مجھے حالات سے بے خبر رکھا۔" شاکا ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"اگر مجھے حالات کا علم ہوتا تو میں ترشولی کو محتاط رہنے کی تاکید کر سکتا تھا' مجھے اس کی جدائی کے غم سے دوچار نہ ہونا پڑتا' انگروما تم نے......"

"صبر سے کام لو شاکا۔" انگروما نے اسے سمجھانے کی کوشش کی "قبیلے کا کاہن اعظم ہونے کی حیثیت سے میرے اوپر بھی کچھ مقدس ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' میں دیوتاؤں کا بھید قبل از وقت ظاہر کرنے سے قاصر تھا۔"

"اب کیا ہو گا......" شاکا تلملا کر بولا۔ "کیا شوالا کے بعد اب فیصل میرے راستے کی دیوار ثابت ہو گا؟"

"ہمت سے کام لو ......جلد بازی میں کئے جانے والے فیصلے دیرپا ثابت نہیں ہوتے۔"

"قبیلے کے لوگ فیصل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟" شاکا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"قبیلے کے معصوم لوگ عظیم دیوتا اور طاقت کے پجاری ہیں ......انہوں نے شوالا کی موت کو دیوتاؤں کا مقدس فیصلہ سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔"

"انگروما' میرے عزیز' کیا فیصل کی جیت قبیلے کے عوام اور ہمارے مستقبل کے لئے نیک شگون ثابت ہو گی؟"

"تم ......تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" انگروما نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"قبیلے کا کاہن اعظم میرے مقابلے میں زیادہ دوراندیش اور معاملہ فہم واقع ہوا ہے۔" شاکا نے پہلو بدل کر دبی زبان میں کہا۔ "کیا اجنبی لوگوں کو اپنے سر پر مسلط کرنے کا انجام ہماری توقعات سے مختلف نہیں ہو گا ......سانپ کو دودھ پلا کر اس کی پرورش کرنا کیا عقلمندی کے منافی نہیں ہے ......"

"یہی خیالات میرے ذہن میں بھی ابھرے تھے لیکن......؟"

"لیکن کیا......؟"

"ہم عظیم اور مقدس دیوتا کے فیصلوں کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔"

"تم نے کہا تھا کہ دیوتاؤں نے شوالا کی بدعہدی سے ناراض ہو کر اپنا فیصلہ تبدیل کیا تھا۔" شاکا نے معنی خیز انداز میں سرگوشی کی "کیا فیصل اور اس کے ساتھی کسی غلطی کا ارتکاب نہیں کر سکتے......؟ تجھے دیوتاؤں کا قرب حاصل ہے اور تو بہتر جانتا ہے کہ دیوتا کن باتوں سے ناراض ہوتے ہیں۔"

"میں تمہارا مقصد سمجھ رہا ہوں لیکن ہمیں اس کے لئے مناسب وقت اور موقع کا انتظار کرنا ہو گا۔" انگروما نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ شوالا سے صرف اپنی ماں کا انتقام' لینے آیا ہے' تم اسے سمجھا بجھا کر واپس کر سکتے ہو۔"

"مجھے فیصل سے زیادہ اس کے ساتھی شنکر کی فکر لاحق ہے۔" انگروما نے کہا۔ "مقابلے کے دوران بھی وہ فیصل کی مدد کی خاطر اپنی پراسرار قوتوں کو بروئے کار لا رہا تھا' اگر شوالا نے بروقت اس کی زبان پر تالے نہ ڈال دیئے ہوئے تو وہ بھی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔"

"فیصل کی فتح دیوتاؤں کے حکم کا نتیجہ تھی ......ہم دیوتاؤں کی خوشنودی کی خاطر شنکر کی قربانی پیش کر سکتے ہیں' اس طرح فیصل کی طاقت بھی کم ہو جائے گی اور شنکر کا کانٹا بھی درمیان سے نکل جائے گا۔"

"نہیں ......فی الحال ہمیں صبر اور سکون سے کام لینا ہو گا۔ "انگروما نے کہا پھر سوچتے ہوئے بولا۔ "ایک طریقہ ممکن ہو سکتا ہے۔"

"وہ کیا......؟"

"میں فیصل کو دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کی دعوت دوں گا' تم دعا کرو کہ وہ میری بات ماننے سے انکار دے یا اگر عظیم دیوتا کے روبرو پیش ہو تو کسی ایسی غلطی کا ارتکاب کر بیٹھے جو دیوتاؤں کو اس سے خفا کر دے' اس طرح ہم بڑی آسانی سے قبیلے کے لوگوں کے دلوں میں فیصل کے خلاف نفرت کا بیج بو سکتے ہیں۔"

"کیا فیصل اور اس کے ساتھیوں کا بڑے دیوتا کے سامنے پیش ہونا مناسب ہو گا؟" شاکا نے پوچھا۔ "تمہارا علم کیا کہتا ہے۔"

"آنے والے کل کی بابت دیوتاؤں کے سوا اور کوئی نہیں جانتا لیکن میں اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ فیصل کا قیام ہمارے جزیرے میں زیادہ دنوں نہیں رہے گا البتہ وہ یہاں سے جانے سے پہلے ہماری کوئی بہت ہی قیمتی چیز اپنے ساتھ لے جائے گا۔"

"کیا مطلب......" شاکا چونکا۔ "تمہارا اشارہ کس شے کی طرف ہے؟"
"میں نے یہی معلوم کرنے کی خاطر کئی بار اندھیروں میں جھانکنے کی کوشش کی تھی مگر
دھند کی چادر ہٹنے کے بجائے اور دبیز ہو جاتی ہے۔"
"کیا شنکر کو اس کے بارے میں معلوم ہے؟"
"ہو سکتا ہے......" انگروما نے پرخیال انداز میں کہا۔ "فیصل کے بارے میں دیوتاؤں
نے بھی یہی گواہی دی تھی کہ وہ انتقام کے جذبوں کے تحت یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوا
لیکن نتکا......؟ ہمیں اس کے بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا ہو گا۔"
"راگھو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے......" شاکا کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔
"میں سمجھا نہیں......" انگروما نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔
"وہ شوالا کا دست راست ہے' شوالا کی موت نے اس کے اندر ایک آتش فشاں پیدا
کر دیا ہو گا......اگر اسے یہ یقین دلا دیا جائے کہ شوالا کی موت میں فیصل کی سفید مالا کے
بجائے شنکر کی کالی قوتوں کا دخل تھا تو وہ مسئلہ حل کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔"
"راگھو کو ہم بعد میں بھی استعمال کر سکتے ہیں......پہلے مجھے فیصل اور اس کے
ساتھیوں کو عظیم دیوتا کے روبرو پیش کر لینے دو۔" انگروما نے کہا "نہ جانے کیوں میرا دل بار
بار یہی گواہی دے رہا ہے کہ ہم ان اجنبی لوگوں سے بہت جلد نجات پالیں گے۔"
"کیا تم طاقت کے زور پر شنکر سے اس شے کے بارے میں دریافت نہیں کر سکتے جو
ہمارے درمیان موجود ہے لیکن ہمارے علم میں نہیں ہے۔"
"صبر سے کام لو شاکا......میں تمہاری الجھن اور پریشانی کا سبب سمجھ رہا ہوں لیکن
اگر ہم نے جلد بازی میں کوئی قدم اٹھایا تو حالات ہمارے قابو سے باہر بھی ہو سکتے ہیں......"
"شاکا اس قبیلے کا سردار ہے انگروما......" شاکا نے اس بار بگڑے ہوئے تیور سے کہا
"اس نے زمانے کے ہزاروں نشیب و فراز دیکھے ہیں' ترشولی نے درمیان میں آکر گھٹن کا جو
احساس پیدا کر دیا تھا وہ اب ختم ہو چکا ہے......شاکا چاہے تو اس کی پراسرار طاقتیں پل بھر
میں دشمنوں کا خاتمہ کر سکتی ہیں......شوالا کی بات اور تھی' اسے عقرب کی نوازشوں نے
گردن اکڑا کر چلنے کا موقع فراہم کر دیا تھا۔"
"میں ایک بار پھر تمہیں صبر اور سکون کی تلقین کروں گا۔" انگروما نے ٹھوس آواز
میں کہا۔ "اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو شنکر کچھ ایسے پراسرار علوم سے بھی واقف ہے جسے ہم
نہیں جانتے۔" اس کی خاموشی میں بھی مجھے کوئی گہری مصلحت دکھائی دے رہی ہے

......ٹکراؤ کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ تمہیں اپنی جلد بازی پر پچھتانا پڑے۔"
"انگروما......" شاکا کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ "کہیں ایسا تو نہیں کہ تم شاکا کو شنکر
سے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟"
"شوالا نے بھی فیصل کے بارے میں یہی کچھ سوچا ہو گا لیکن انجام کیا ہوا......تم
اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔"
"میں تمہارے مشورے کا خیال رکھوں گا لیکن......"
"مجھے ایک بار فیصل اور شنکر کو بڑے دیوتا کے سامنے پیش کر لینے دو۔" انگروما نے
تیزی سے کہا۔ "اس کے بعد تمہیں اختیار ہو گا۔"
"اور اگر دیوتاؤں نے بھی فیصل اور ساتھیوں کو قبول کر لیا تو......؟"
"اگر ایسا ہوا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"
"یہ تم کہہ رہے ہو......" شاکا نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے سفاک لہجے
میں کہا۔ "تم جو ساٹھ سال سے شاکا کی دور اندیشی اور اس کی قوتوں کے ہزاروں تماشے دیکھ
چکے ہو......"

انگروما نے حیرت سے چونک کر شاکا کی طرف دیکھا' اسے شاکا سے ایسی حماقت انگیز
گفتگو کی توقع نہیں تھی' نہ جانے کیوں اس کی دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں' وہ شاکا کو
اس کی غلطی کا احساس دلانا چاہتا تھا لیکن اپنی پشت پر قدموں کی آہٹ سن کر اس نے جلد
بازی کا مظاہرہ نہیں کیا' شاکا کی نگاہوں میں اچانک ابھرنے والی نفرت اور حقارت کی خوفناک
لہر دیکھ کر اس کے ذہن میں شنکر کا نام ابھرا تھا' اس نے تصدیق کی خاطر گردن گھما کر دیکھا'
اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔

شنکر دروازے کے درمیان کھڑا شاکا کو گھور رہا تھا......!!



شنکر کو دیکھ کر شاکا کی پیشانی شکن آلود ہوگئی' ترشولی کی موت کا غم ایک بار پھر تازہ ہو گیا' اس کے تیور خطرناک ہو رہے تھے' اگر انگروما موجود نہ ہوتا تو شاید وہ ایک سردار کی حیثیت سے انتہائی قدم اٹھانے سے مطلق گریز نہ کرتا لیکن قبیلے کے کاہن اعظم کی موجودگی میں اسے مجبوراً خون کا گھونٹ حلق کے نیچے اتارنا پڑ رہا تھا۔

"تم......." شاکا نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان میں کہا۔ "اس وقت یہاں کس مقصد سے آئے ہو؟"

"میں پرنس فیصل کی جانب سے سردار شاکا اور کاہن اعظم انگروما کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں"۔

"شکریہ .... کس بات کا" شاکا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"مقابلے کے دوران مقدس شاکا نے جس غیر جانبداری کا ثبوت دیا تھا وہ قابل تحسین ہے۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں اس بات کی توقع نہیں تھی کہ ہمارے ساتھ اس قدر انصاف سے کام لیا جائے گا۔"

"اوراس کے جواب میں تم نے جو حرکت کی تھی اسے تم کیا کہو گے۔" شاکا نے تیکھے انداز میں کہا۔ "میں سردار کامطلب نہیں سمجھا۔

"کیا یہ غلط ہے کہ مقابلے کے دوران تم فیصل کی مدد کی خاطر اپنی سیاہ قوتوں کو بروئے کار لانے کی کوشش کررہے تھے۔" شاکا نے برہمی سے کہا۔ "اگر شوالا نے بروقت تمہارے ہونٹ منجمد نہ کردیئے ہوتے تو شاید اسے ایک وقت میں دو محاذوں پر جنگ لڑنی پڑتی۔"

"محبت اور جنگ میں تمام حربے جائز ہوتے ہیں۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔" میری نظریں دیکھ رہی تھیں کہ قبیلے کے سینکڑوں افراد شوالا کی جیت کے لئے دیوتاؤں سے پرارتھنا کر رہے تھے' میرے کان ان فلک شگاف نعروں کی آواز سن رہے تھے جو شوالا کے حق میں بلند ہو رہے تھے اور کیا خود مقدس شاکا کو اپنے نائب کی موت.کا غم نہیں ہے؟"

"شوالا نے دیوتاؤں کو ناراض کیا تھا اس لئے موت اس کا مقدر بن گئی۔" شاکا اسے

گھورتے ہوئے بولا۔ "کمبا کو درمیان میں لا کر اس نے عظیم دیوتا کے انصاف کو للکارا تھا' مقابلے کے دوران تم نے بھی جانبداری کا کھیل کھیلنے کی کوشش کی تھی .... ہمیں مقدس دیوتاؤں کے اشارے کا انتظار ہے' ہو سکتا ہے کہ شوالا کی طرح تمہیں بھی عتاب سے دوچار ہونا پڑے۔"

"اگر دیوتاؤں کا اشارہ میرے خلاف ہوا تو میں اسے بخوشی قبول کرنے کو تیار ہوں۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرنا میرا دھرم ہے اوردھرم کے کارن میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں۔"

"تم تنہا کیوں آئے ہو؟" انگروما نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "کیا فیصل کو مقدس شاکا کے سامنے پیش ہونے میں کوئی پس و پیش تھا"۔

"ترشولی کی موت نے اس کے دل و دماغ پر گہرا اثر کیا ہے۔" شنکر نے وضاحت کی۔ "اسے مقدس شاکا کے غم کا احساس بھی لاحق ہے۔"

"عظیم دیوتا اگر تمہارے پرنس پر مہربان نہ ہوتا تو مقابلے کا انجام کچھ اور ہی ہوتا۔" انگروما نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں .... مہان دیوتا نے اگر پرنس کی سہائتا نہ کی ہوتی تو شوالا نے مقابلہ جیت لیا ہوتا۔"

"اور شوالا کی جیت کی صورت میں تمہارا انجام کیا ہوتا؟" شاکا نے تیزی سے سوال کیا۔

"ہمیں مقدس دیوتاؤں کے چرنوں میں بھینٹ کر دیا جاتا۔" شنکر نے سرد آہ بھر کر جواب دیا۔

"کیا تمہارے پرنس کو دیوتاؤں کی مہربانی کا احساس نہیں ہے۔" انگروما نے اپنے مقصد کی طرف آتے ہوئے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "کیا شوالا کو شکست ہونے کے بعد فیصل کے لئے دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنا ضروری نہیں ہے......."

"میں مقدس انگروما کے جذبات کو سمجھ رہا ہوں پرنتو فیصل کا دھرم اسے دیوتاؤں کے سامنے سر جھکانے کی اجازت نہیں دیتا لیکن اگر کاہن اعظم اس سیوک کو موقع دے تو میں دیوتا کے چرنوں میں سر رکھ کر اس کا شکریہ ادا کرنے کوتیار ہوں۔"

"تمہیں یہ موقع دیا جا سکتا ہے......." لیکن ایک شرط پر۔" انگروما ٹھوس اور فیصلہ کن آواز میں بولا۔ "فیصل اور تمہارے دوسرے ساتھیوں کو بھی ہمارے عظیم دیوتا کے

روبرو پیش ہونا ہوگا۔"

"مجھے وشواس ہے کہ فیصل اور اس کے ساتھیوں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

"یاد رکھو ...... دیوتاؤں کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔" شاکا نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ "اگر اس نے تمہارے ساتھیوں میں سے کسی کی بھینٹ کا اشارہ دیا تو ہم اسے پورا کرنے پر مجبور ہوں گے۔"

"اگر مقدس شاکا چاہے تو یہ سیوک دیوتاؤں کے اشارے کے بغیر بھی اپنے شریر کے ٹکڑے کر کے دیوتاؤں کے چرنوں میں بلیدان کرنے کو تیار ہے۔"

"نہیں......" انگروما نے سیاست سے کام لیتے ہوئے کہا۔ "ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں لیکن عظیم دیوتا کو کیا منظور ہے یہ وہی بہتر جانتا ہے۔"

"فیصل نے کہا تھا کہ وہ شوالا سے اپنی ماں کا انتقام لینے کی خاطر یہاں تک آیا تھا۔" شاکا نے پہلو بدل کر پوچھا۔ "اب اس کا کیا ارادہ ہے؟"

"کیا مقدس شاکا ہماری واپسی کا بندوبست کر سکتا ہے۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"تمہاری واپسی کا فیصلہ بھی دیوتاؤں کی مرضی پر ہے"۔ انگروما نے تیزی سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلی فرصت میں انہیں راڈرک کے ذریعے اپنے جزیرے سے واپس بھیج دینا چاہئے۔" شاکا نے مقامی زبان میں انگروما کو مخاطب کیا۔ "ترشولی کا غم ابھی میرے سینے میں تازہ ہے، ایک سردار کی حیثیت سے میں کوئی خطرناک فیصلہ بھی صادر کر سکتا ہوں۔"

"میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔" انگروما نے اسے اپنی ہی زبان میں سمجھایا۔ "شوالا کی موت نے قبیلے کے لوگوں کو فیصل کے حق میں ہموار کر دیا ہے۔ تمہارا کوئی سخت اقدام عوام کو تمہارے خلاف بھی کر سکتا ہے۔"

"دوسری صورت میں ہمیں دیوتاؤں کی بھینٹ کی خاطر اس شخص کا انتخاب کرنا پڑے گا جو اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے۔" شاکا نے حقارت سے شنکر کی سمت دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں مقدس شاکا کو دوراندیشی سے کام لینے کی تلقین کروں گا۔" انگروما نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا پھر شنکر کی طرف دیکھ کر انگریزی میں بولا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ فیصل اور اس کے ساتھی ہمارے عظیم دیوتا کے سامنے پیش ہونے پر آمادہ ہو جائیں گے؟"

"ہاں ...... میرا خیال ہے کہ انہیں انکار نہیں کرنا چاہئے۔"

"انکار کی صورت میں شاکا کا فیصلہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے حق میں خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔" شاکا نے یکلخت تمام مصلحتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے کرخت آواز میں کہا۔ "تم شوالا کا انجام دیکھ چکے ہو......" اس نے بھی دیوتاؤں کی شان میں اپنی طاقت کے گھمنڈ کا اظہار کیا تھا۔"

"میں جانتا ہوں کہ اس قبیلے پر دیوتاؤں کے بعد عظیم شاکا کا حکم چلتا ہے۔" شنکر نے شاکا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں کوشش کروں گا کہ فیصل اور اس کے ساتھی دیوتا کے روبرو پیش ہونے کو آمادہ ہو جائیں......"

"تم اب جا سکتے ہو ...." شاکا نے بدستور حقارت سے کہا۔

"شنکر نے جواب میں شاکا کی آنکھوں میں تیز نظروں سے جھانکا' ایک لمحے کو اس کے تیور بدلے تھے لیکن پھر فوراً" وہ پرسکون انداز میں ایڑیوں کے بل گھوما اور واپس لوٹ گیا۔

"کیا تم اپنے آپ پر قابو نہیں پا سکتے؟" شنکر کے جانے کے بعد انگروما نے شاکا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "تمہاری جلد بازی بنے بنائے کھیل کو بگاڑ سکتی ہے"۔

"ترشولی کی موت شاکا کے لئے اس کی زندگی کا عظیم ترین اور ناقابل برداشت حادثہ ہے' زخم بھرنے میں کچھ وقت درکار ہوگا۔" شاکا نے غصے میں مٹھیاں بھینچتے ہوئے درد بھرے لہجے میں کہا۔ "فیصل نے میری خوشیوں کو اپنے قدموں تلے روندا ہے اور تم مجھے اس کے حق میں نرم رویہ اختیار کرنے کی نصیحت کر رہے ہو......"

"انگروما تمہارے غم میں برابر کا شریک ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں مصلحت سے کام لینا ہوگا......" جواب میں شاکا نے گھور کر انگروما کو دیکھا پھر اپنے ہونٹ چبانے لگا' تیور بتا رہے تھے کہ وہ اپنے غصے کو برداشت کرنے کی خاطر اپنی فطرت کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا......!!" ۔

○

راگھو اور راڈرک ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تو مونیکا کے چہرے کا رنگ فق ہوگیا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ دونوں اس وقت کسی اچھے ارادے سے نہیں آئے ہیں۔" اس نے روپا کے قریب کھسکتے ہوئے سرگوشی کی۔ "راگھو' شوالا کا دست راست تھا' اس نے شوالا

کی موت کا گہرا اثر لیا ہوگا......"

"خود کو سنبھالو مونیکا۔" روپا نے نرم لہجے میں کہا۔ "ہماری گھبراہٹ ان کو اور دلیر بنا دے گی۔"

"ہم ان کے رحم و کرم پر ہیں ......مقدس مریم علیہ السلام ہی ہماری مدد کرسکتی ہے۔"

"ہمت سے کام لو ...... میں جو تمہارے ساتھ ہوں۔"

راگھو کی عقابی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں' راڈرک اس کے برابر کھڑا مونیکا کو للچائی ہوئی نظروں سے گھور رہا تھا اس کے قدموں کی لڑکھڑاہٹ بتا رہی تھی کہ وہ نشے کی حالت میں ہے' راگھو کا چہرہ غصے سے تمتما رہا تھا' شوالا کی موت نے اس کے راستے کی دیوار ڈھا دی تھی شوالا کی طرح وہ بھی خوبصورت لڑکیوں کو پوجنے کا شوقین تھا' لیکن شوالا کی موجودگی میں اسے کھل کھیلنے کی اجازت نہیں تھی' اب وہ آزاد تھا لیکن شوالا کی موت نے اس کی آدھی قوت ختم کر دی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ شوالا کی موت کے بعد شاکا اس سے گن گن کر بدلے لے گا چنانچہ جب دوسرے روز نصف رات گئے شاکا کے روبرو اس کی طلبی ہوئی تو اسے اپنی زندگی کی زیادہ امید نہیں تھی' شوالا کی زندگی میں راگھو نے اکثر موقعوں پر سردار کے حکم پر شوالا کی خوشنودی کو ترجیح دی تھی' اسے امید نہیں تھی کہ فیصل زیادہ دیر تک شوالا کے سامنے تک سکے گا لیکن فیصلہ اس کی امید کے برعکس ہوا پھر شاکا کے بلاوے پر اسے اپنی زندگی کی بھی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی' ایک لمحے کو اس کے دل میں زندہ رہنے کی آرزو پوری شدت سے ابھری' راڈرک سے اس کی گہری شناسائی تھی' وہ راڈرک کے ساتھ راتوں رات جزیرے سے فرار ہوسکتا تھا لیکن پھر اس نے سوچا کہ مہذب دنیا میں جا کر بھی وہ کب تک زندہ رہ سکے گا' اسے وقتی طور پر راڈرک کے وجود سے بھی خوف محسوس ہوا تھا راڈرک انسانی لاشوں اور مردہ انسانوں کی ہڈیوں کا تاجر تھا' راگھو کی شناسائی سے زیادہ اس کا مردہ جسم راڈرک کے لئے زیادہ منافع بخش ثابت ہو سکتا تھا' کیا عجب تھا کہ وہ راگھو کو راستے میں موت کی نیند سلا دیتا اور اس کے استخوانی ڈھانچے کو منہ مانگے داموں پر ٹھکانے لگا دیتا۔ بڑی دیر تک وہ ذہنی جمناسٹک کرتا رہا پھر اس نے شاکا سے ملنے کا فیصلہ کر لیا' اسے علم تھا کہ شاکا اسے جلد بازی میں موت سے ہمکنار کرنے کی حماقت نہیں کرے گا' اس کے تیور بھانپ لینے کے بعد بھی وہ جزیرے سے فرار کے منصوبے پر عمل کرسکتا تھا اور فرار حاصل کرنے کے لئے اسے راڈرک پر اعتماد کرنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں تھی'

اسے ساحلی علاقوں کے ان خفیہ مقامات کا بخوبی علم تھا جہاں راڈرک کی تیزرفتار موٹر بوٹ ہر وقت روانگی کے لئے تیار رہتی تھی' وہ راڈرک کو ٹھکانے لگانے کے بعد اس کی موٹر بوٹ پر قبضہ کرکے جزیرے کو خیرباد کہہ سکتا تھا' کھلے سمندر میں آزادی کی موت اس کے لئے شاکا کے عتاب سے کہیں زیادہ بہتر ثابت ہوتی۔ اپنے ذہن میں ایک منصوبے کو مرتب کرنے کے بعد وہ نہایت پرسکون انداز میں شاکا کے روبرو پیش ہوا' شاکا نے خلاف توقع بڑھتے ہوئے پرتپاک انداز سے اس کا خیرمقدم کیا لیکن راگھو اپنی جگہ پوری طرح محتاط تھا' اسے علم تھا کہ شاکا سیاسی اعتبار سے کسی آکٹوپس سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوا ہے' راگھو کو ٹھکانے لگانے کی خاطر بھی ممکن ہے اس نے کوئی ایسا ہی خوبصورت جال بنا ہوا ہو جو بظاہر بڑا خوشنما نظر آسکے لیکن اس کا انجام بھیانک ہو۔

"کیا تمہیں اس بات پر تعجب نہیں ہوا کہ میں نے تمہیں اتنی رات گئے کیوں طلب کیا ہے۔" شاکا نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔

"راگھو جانتا ہے کہ مقدس شاکا اس سے خوش نہیں ہے ...... ممکن ہے مجھے اس لئے طلب کیا گیا ہو۔"

"تمہارا اندازہ غلط نہیں......" شاکا نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔ "شوالا کی طاقت کی آڑ لے کر تم نے اکثر میری نافرمانی کا ثبوت دیا ہے' کیا تمہیں کبھی اپنے انجام پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا؟؟"

"شوالا کی رفاقت نے مجھے ہمیشہ سینہ تان کر اور سر اونچا رکھ کر زندہ رہنے کی ترغیب دی ہے' موت کے بارے میں مرنے والے نے بھی کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا تھا۔" راگھو نے سردار کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "ویسے میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ شوالا نے مجھے ضرورت سے زیادہ سرچڑھا رکھا تھا' ہو سکتا ہے مقدس شاکا کو میری وجہ سے دکھ پہنچا ہو۔"

"کیا تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہے؟"

"ہاں ...... لیکن میں اس کے لئے معذرت نہیں کروں گا۔" راگھو نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "اس لئے کہ اگر میں نے ایسا کیا تو ممکن ہے مقدس سردار یہ سمجھے کہ راگھو زندگی بچانے کی خاطر مصلحتوں کی آڑ لے رہا ہے۔"

"تمہارا جواب تمہیں شاکا کے غضب کا نشانہ بھی بنا سکتا ہے ...... لیکن نہیں' میں ایسا نہیں کروں گا اس لئے کہ مجھے بہادر لوگ پسند ہیں۔" راگھو نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا لیکن میں آج بھی اس کی قدر کرتا ہوں۔"

"مجھے تمہاری دلیری بھی پسند ہے لیکن سردار ہر حال میں سردار ہوتا ہے۔" شاکا نے اسے وضاحتی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم میری بات کی تائید نہیں کرو گے۔"

"سردار کی عزت کرنا قبیلے کے تمام لوگوں پر فرض' ہے لیکن انا کا مسئلہ کبھی کبھی انسان کو بغاوت پر بھی آمادہ کر دیتا ہے۔"

"تم اپنا شمار کن لوگوں میں کرو گے؟" شاکا کا لہجہ معنی خیز تھا۔ "وہ جو سردار کی عزت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں یا وہ جو باغی ہو جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔"

"فی الحال مقدس شاکا میرا شمار ان لوگوں میں کر سکتا ہے جو سردار کے حکم پر لبیک کہنے کو تیار رہتے ہیں لیکن کل کیا ہو گا .... یہ حالات پر منحصر ہے۔" راگھو نے سنجیدگی سے کہا۔ "وقت ہمیشہ یکساں نہیں رہتا اور وقت کے ساتھ ساتھ حالات بھی اپنا رخ بدلتے رہتے ہیں۔"

"شاکا کو تمہارا جواب اچھا لگا۔"

"شوالا کی صحبت نے مجھے پھانسی کے پھندے پر بھی بہادروں کی طرح موت کا استقبال کرنے کا سبق دیا ہے وہ جو رو رو کر رحم اور زندگی کی بھیک مانگتے ہیں ان کے لئے موت کا پھندا زیادہ اذیت ناک ثابت ہوتا ہے۔"

"شوالا کی محبت نے تمہیں کندن بنا دیا ہے' تمہاری گفتگو کا انداز اور لہجے کا تیکھا پن بھی شوالا سے بہت زیادہ ملتا جلتا ہے۔" شاکا نے پہلو بدل کر سنجیدگی سے کہا۔ "کیا تم خود کو شوالا کا جانشین نہیں سمجھتے۔"

"میں مقدس سردار کا مطلب نہیں سمجھا۔" راگھو نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"قبیلے کی ریت کے مطابق مجھے یہ اختیار حاصل ہے کہ میں اپنے نائب کا انتخاب کر سکوں۔"

"لیکن ابھی شوالا کی روح کو قفس عنصری سے پرواز کئے صرف ایک دن گزرا ہے۔" راگھو سپاٹ آواز میں بولا۔ "قبیلے کے دستور کے مطابق کسی عہدے دار کی موت کا سوگ کم از کم اکیس دن تک منانا ضرور ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" شاکا نے اس بار بڑی خوبصورتی سے اپنے تیور بدلتے ہوئے قدرے خشک لہجے میں کہا۔ "کیا تمہیں شوالا کی موت کا غم نہیں ہے......" ترشولی اور شوالا دونوں مجھے بہت عزیز تھے' قبیلے کے تمام لوگ جانتے ہیں کہ اگر فیصل درمیان میں نہ آ جاتا

تو ترشولی کا حق دار کون ہوتا لیکن دیوتاؤں کی مرضی کچھ اور ہی تھی ...... جو کچھ ہوا پورا قبیلہ اس کا گواہ ہے ...... تم شوالا کے دست راست تھے اس لئے تمہیں صرف اس کی موت کا غم ہے ...... کیا تم شاکا کے سینے میں جھانک کر ترشولی کی جوان موت کے غم کا اندازہ لگا سکتے ہو؟"

راگھو نے کوئی جواب نہیں دیا وہ شاکا کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مقدس انگروما گواہ ہے کہ شنکر نے مقابلے کے دوران اپنے کالے علم کو شوالا کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن شوالا نے بروقت اس کا توڑ کر دیا......"

"سردار اگر چاہے تو کاہن اعظم کی گواہی پر شنکر کو دیوتا کی بھینٹ چڑھا سکتا ہے"۔

"شاکا نے یہی چاہا تھا لیکن ...." شاکا نے جان بوجھ کر جملہ مکمل نہیں کیا اور جھلاہٹ میں ہونٹ چبانے لگا۔

"لیکن کیا......" راگھو نے وضاحت چاہی۔

"انگروما کا خیال ہے کہ قبیلے کے عوام نے فیصل کی جیت کو دیوتاؤں کا فیصلہ سمجھ کر قبول کر لیا ہے اس لئے فوری طور پر فیصل یا اس کے ساتھیوں کے خلاف سردار کی حیثیت سے میرا کوئی فیصلہ لوگوں کو شکوک اور شبہات میں مبتلا کر دے گا۔"

"شاکا کیا چاہتا ہے......" راگھو نے ہاتھ ملتے ہوئے پوچھا۔

"شنکر کی موت......" شاکا کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"کیا راگھو کو اس مقصد کے لئے طلب کیا گیا تھا؟"

"ہاں......" شاکا نے تیزی سے کہا۔ "اکیس روز بعد تم باقاعدہ میرے نائب ہو گے اس لئے میں نے فوری طور پر مشورے کے لئے تمہارا ہی انتخاب کیا تھا۔"

"اور اگر میں مقدس شاکا کی بات ماننے سے انکار کردوں تو......؟"

"مجھے یقیناً افسوس ہو گا لیکن اس کے باوجود نائب کی حیثیت سے تم ہی میرا پہلا اور آخری انتخاب ہو گے۔"

راگھو نے فوراً" کوئی جواب نہیں دیا' شوالا کی موت نے اسے بھی فیصل اور اس کے ساتھیوں کا دشمن بنا دیا تھا' اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ مقابلے کے دوران ہی اپنے ساتھیوں کی مدد سے فیصل اور اس کے ساتھیوں کی تکا بوٹی کر ڈالتا لیکن اول تو اسے شوالا کی شکست کا شبہ تک نہیں تھا دوسرے یہ کہ وہ کاہن اعظم کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا' شاکا کی پیشکش نے اس کے اندر سلگنے والی انتقام کی آگ کو شعلہ بنا دیا تھا لیکن

اس نے جلد بازی سے کام نہیں لیا' شوالا کے ساتھ رہ کر اس نے حالات کے نشیب و فراز کو پرکھنا سیکھ لیا تھا اسے علم تھا کہ لوہے کو اپنے مقصد کے تحت کوئی شکل دینے کی خاطر ہمیشہ اسی وقت چوٹ لگانی چاہئے جب وہ تپ کر سرخ ہو گیا ہو' جلد بازی میں چوٹ لگانے والے کی قوت رنگ لانے کے بجائے اس کی پشیمانی کا سبب بھی بن جاتی ہے چنانچہ اس نے شاکا کی بات پر فوری طور پر ہامی بھرنے کے بجائے کچھ توقف سے کہا۔

"فیصل اور شنکر کی ساتھی ان دو خوبصورت لڑکیوں کے بارے میں سردار کا کیا فیصلہ ہے جو شوالا کے اختیار میں تھیں؟"

"میں ان دونوں کے حق میں کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار بھی تمہیں سونپتا ہوں۔"

"راگھو سردار کے اشارے پر عمل کرنے کو تیار ہے لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ کل........"

"تم جو چاہتے ہو شاکا اس کی ضمانت آج اور اسی وقت دینے کو تیار ہے۔" شاکا نے اپنے گلے سے مردہ جانوروں کی کھوپڑیوں کی ایک مالا اتار کر راگھو کی جانب اچھالتے ہوئے کہا۔ "یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ شاکا نے تمہیں مصلحت کے پیش نظر فیصلوں کا اختیار دیا ہے لیکن تم اس مالا کو اس وقت تک محفوظ رکھو گے جب تک اس کو سامنے لانے کی اہم ضرورت نہ ہو۔"

"راگھو مقدس شاکا کی مجبوری سمجھ رہا ہے" راگھو نے مالا کو اپنی مٹھی میں بند کرتے ہوئے کہا۔ سردار راگھو پر اعتماد کرتا ہے۔"

"مجھے یقین تھا کہ تم میرے لئے شوالا کے بعد سب سے زیادہ کارآمد ثابت ہو گے لیکن ایک بات کا خیال رہے۔" شاکا نے سازشی انداز میں سرگوشی کی۔ "کوئی ایسا قدم اٹھاؤ کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے........"

" راگھو وہی کرے گا جو سردار کے حق میں بہتر ہو........"

مردہ جانوروں کی کھوپڑیوں کی مالا کی شکل میں اپنی زندگی کی ضمانت حاصل کرنے کے بعد راگھو کو یقین ہو گیا تھا کہ اب شاکا اس کے حق میں کوئی خطرناک فیصلہ نہیں کر سکے گا چنانچہ اس نے بہت غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ مونیکا یا روپا میں سے کسی ایک کو اپنی سازش میں شریک کر لے اور ان کے ذریعے شنکر کو ٹھکانے لگائے۔ اس طرح قبیلے کے عوام کو سردار سے کسی شکایت کا موقع نہیں مل سکتا تھا' لوگ اسے ان کی باہمی دشمنی سمجھ کر شنکر کی موت کو کوئی اہمیت نہ دیتے اور راگھو کے انتقام کے ساتھ ساتھ شاکا کی مرضی بھی

پوری ہو جاتی' اپنے منصوبے پر عمل کرنے کی خاطر اس نے راڈرک کو بھی چارے کے طور پر استعمال کرنے کی ٹھان لی تھی' اس طرح حالات اگر راگھو اور شاکا کی مرضی کے مطابق اپنا رخ اختیار نہ کرتے تو راگھو راڈرک کو ٹھکانے لگا کر واقعات کی تمام تر ذمہ داری اس کے سر تھوپ سکتا تھا' اسے شوالا کی زبانی اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ راڈرک ہی کے ذریعے مونیکا کو اس کام کے لئے چنا گیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر فیصل اور اس کے ساتھیوں کو سفر سے باز رکھے یا پھر ٹھکانے لگا دے لیکن طوفان کی شدت اور حالات نے مونیکا کے پلان کو ناکام بنا دیا تھا اور وقت نے اسے بھی فیصل اور شنکر کے رحم و کرم پر ڈال دیا تھا' راگھو نے راڈرک کو مونیکا کی لالچ دی تھی اور راڈرک فوری طور پر اس کے جال میں پھنس گیا تھا' مونیکا کو حاصل کرنے کی خوشی میں اس نے کئی جام ایک ایک گھونٹ میں حلق کے نیچے اتار لئے تھے اور اب وہ نشے کی حالت میں راگھو کے ساتھ کھڑا مونیکا کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور راگھو کی نظریں دونوں لڑکیوں پر پھسل رہی تھی' وہ نگاہوں نگاہوں میں ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا چاہتا تھا جو اس کی سازش کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر اس کے ایک اشارے پر بلا کسی چوں و چرا کے عمل کر سکے۔

تھوڑی دیر تک وہ مونیکا اور روپا کو دیکھتا رہا پھر اس نے راڈرک کو مخاطب کر کے کہا۔

"تم کچھ دیر کے لئے روپا کو دوسرے حصے میں لے جاؤ۔"

"کیا........" راڈرک نے خوشی کا اظہار کیا۔ "مجھے مونیکا سے تنہائی میں کچھ ضروری بات کرنی ہے' تم اتنی دیر صرف روپا پر نظر رکھو گے۔"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم مجھے بے وقوف بنا کر ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے ہو۔"

"راڈرک" راگھو نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔ "کیا تمہیں میری زبان پر اعتبار نہیں ہے؟"

"تم کہتے ہو تو مجبوراً اعتبار کئے لیتا ہوں ورنہ خوبصورت لڑکیوں کے معاملے میں نیت کا خراب ہو جانا اور معاہدے کی خلاف ورزی کرنا عام بات ہے........" راڈرک نے معنی خیز انداز میں جواب دیا پھر وہ روپا کو لے کر جھونپڑی کے دوسرے حصے میں چلا گیا' روپا نے اس کی بات ماننے میں کسی حیل و حجت کا مظاہرہ نہیں کیا تھا لیکن جاتے جاتے اس نے راگھو کو جن قاتل نگاہوں سے دیکھا تھا اس نے ایک لمحے کو راگھو کو سرتاپا جھرجھری لینے پر مجبور کر دیا تھا۔

روپا کے جانے کے بعد اس نے مونیکا کو بغور دیکھا جو سہمی سہمی نظر آ رہی تھی۔

"کیا یہ درست ہے کہ تم میرے ساتھی کو جو ابھی میرے ساتھ کھڑا تھا' پہلے سے جانتی ہو؟" راگھو نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"نہیں......" مونیکا نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"راڈرک کا نام کبھی پہلے سنا ہے تم نے۔"

"راڈرک......" مونیکا نے اس نام کو دہرایا پھر اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' وہ راگھو کو حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ شوالا میرا عزیز دوست فیصل کے ساتھ مقابلے میں کام آ چکا ہے۔" راگھو کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"ہاں......"

"تم ہو شوالا کی موت کی ذمہ دار۔" یکلخت راگھو سفاک آواز میں بولا۔ "تم اور تمہارے ساتھی اگر اپنے مشن میں ناکام نہ ہوتے تو فیصل ہمارے جزیرے تک کبھی نہ پہنچ سکتا اور ......"

"ہمارا کھیل لوکارٹا کی حماقت سے خراب ہوا تھا۔" مونیکا نے جلدی سے صفائی پیش کی۔ "راڈرک نے اس کا انتخاب کرنے میں غلطی کی تھی اور پھر باقی کسر اچانک آنے والے طوفان نے پوری کر دی۔"

"کیا تم جانتی ہو کہ وہ شوالا ہی تھا جس نے راڈرک کے ذریعے تمہیں ایک اہم کام پر مامور کیا تھا۔" راگھو نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں ...." مونیکا کی خوفزدہ نظروں میں موت کے سائے لہرانے لگے' اس کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی۔

"شنکر کے بارے میں تم کیا جانتی ہو؟" راگھو نے بدستور سفاک انداز میں پوچھا۔

"وہ .... وہ میری لسٹ پر نہیں تھا۔" مونیکا نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔

"ہماری ملاقات بحری عقاب پر پہلی بار ہوئی تھی اور میں پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ ہماری ناکامی میں اس کی پراسرار قوتوں کو بھی بڑا دخل ہے۔"

"کیا شنکر اور فیصل سفر سے پہلے بھی ایک دوسرے سے واقف تھے؟"

"میں وثوق سے نہیں کہہ سکتی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ دونوں بحری عقاب پر ہی ایک دوسرے سے متعارف ہوئے تھے۔"

"روپا کون ہے .... کیا اس کا تعلق بھی فیصل یا شنکر سے ہے؟" راگھو نے اسے

گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"وہ تنہا سفر کر رہی تھی۔" مونیکا نے کہا۔ "شنکر کی پراسرار قوت کے مظاہروں نے ان دونوں کو ایک ساتھ ملا دیا تھا۔"

"کیا تم اپنے انجام سے واقف ہو۔" اچانک راگھو نے تیور بدل کر خونخوار آواز میں کہا۔ "کیا تم میرے عزیز دوست کی موت کی تلافی کر سکتی ہو۔"

مونیکا نے کوئی جواب نہیں دیا' اپنی جگہ لرز کر رہ گئی۔

"کیا تمہیں اپنی زندگی عزیز نہیں۔" راگھو گرج کر بولا۔ "تمہاری حماقت نے تمہیں عبرتناک سزاؤں کا مستحق بنا دیا ہے' ہو سکتا ہے کہ تمہیں آدم خور چیونٹیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔"

"نہیں .... نہیں........" مونیکا کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں تم سے رحم کی درخواست کرتی ہوں' بے شک تم مجھے گولی مار دو' میں موت سے نہیں ڈرتی لیکن سسک سسک کر اذیت ناک موت مرنا مجھے منظور نہیں۔"

"راگھو چاہے تو تجھے زندگی کی نعمت سے مالا مال بھی کر سکتا ہے۔" راگھو نے اسے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "لیکن ایک شرط پر۔"

"میں .... میں تمہاری ہر شرط ماننے کو تیار ہوں۔" مونیکا نے جلدی سے کہا' وہ امید و بیم کی کیفیتوں سے دوچار تھی۔

"تجھے شنکر کو موت کے گھاٹ اتارنا ہوگا۔"

"مم .... میں تیار ہوں لیکن وہ .... وہ پراسرار قوتوں کا ...."

"تو فکر نہ کر۔" راگھو کسی آدم خور درندے جیسے انداز میں بولا' یہ سوچنا ہمارا کام ہے .... تجھے صرف راگھو کے اشارے پر عمل کرنا ہوگا' کامیابی کی صورت میں تجھے مہذب دنیا میں واپس بھی بھیجا جا سکتا ہے لیکن واپسی سے قبل تجھے ایک رات راگھو کے ساتھ مل کر شنکر کی موت کا جشن منانا ہوگا۔"

"مجھے منظور ہے........"

"یاد رکھ .... اگر تو نے راگھو کو دھوکا دینے کی کوشش کی یا ان باتوں کا ذکر کسی اور سے کیا تو تیرا انجام بھیانک ہوگا۔" راگھو کا لہجہ اس قدر کرخت اور سفاک تھا کہ مونیکا ساری جان سے لرز کر رہ گئی .... اور ٹھیک اسی وقت راڈرک جو نشے کی حالت سے دوچار تھا دوسرے حصے میں روپا سے سرگوشی کر رہا تھا۔

اس غیر مہذب دنیا کے اجڈ اور گنوار لوگ تمہاری قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے' انہیں صرف طاقت کے زور پر حکمرانی کرنے کا فن آتا ہے۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن حالات نے ہمیں ان کے رحم و کرم پر لا ڈالا ہے۔" روپا نے اس کی آنکھوں میں دور تک جھانکتے ہوئے مایوسی کا اظہار کیا۔

"ڈونٹ بی نروس' تمہارے خوبصورت ہونٹوں سے مایوسی کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔"

"تم اس ماحول کی گھٹن میں بھی آزادی کی بات کر سکتے ہو مگر......." روپا نے بدستور راڈرک کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "شوالا کی موت نے اس کے ساتھیوں کو انتقام پر آمادہ کر دیا ہے .... میرا خیال ہے کہ راگھو بھی اس وقت ہمارے پاس کسی نیک ارادے سے نہیں آیا۔"

"میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کروں گا لیکن اگر تم چاہو تو راڈرک تمہارے کام آ سکتا ہے۔" اس نے مدھم آواز میں کہا۔ "راگھو بھی شوالا کی طرح درندوں کی وحشی نسل سے تعلق رکھتا ہے مگر راڈرک تمہیں اس کے چنگل سے نکال کر دوبارہ مہذب دنیا تک لے جا سکتا ہے۔"

"اور اس کے عوض غالباً مجھے تمہارے ساتھ دوستی کا رشتہ استوار کرنا پڑے گا۔"

"تم .... خاصی سمجھدار واقع ہوئی ہو.........۔" راڈرک معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"کیا تم میرے ساتھیوں کی مدد بھی کر سکتے ہو۔"

"نہیں......." راڈرک نے صاف گوئی سے کہا۔ "میں ایک تجارت پیشہ انسان ہوں' تمہاری بات اور ہے لیکن تمہارے ساتھیوں کی مدد کر کے میں شاکا اور اس کے ساتھیوں کو اپنا دشمن نہیں بنا سکتا۔"

"فرار کا طریقہ کیا ہو گا؟"

"تمہیں صرف راڈرک کو اپنی محبت اور وفاداری کا یقین دلانا ہو گا اس کے بعد دنیا کی کوئی طاقت تمہیں قید نہیں کر سکتی' میرے پاس نہایت جدید اور ایسی تیز ترین موٹربوٹ اور کشتیاں موجود ہیں جو تمہیں پل بھر میں ان درندوں سے بہت دور لے جائیں گے۔"

"راڈرک .... تم واقعی چاہے جانے کے قابل ہو۔ روپا تمہیں اپنی محبت کا یقین دلاتی ہے۔" روپا نے نہایت بے باکی سے کہا لیکن اس کی آنکھوں کا سحر بدستور راڈرک پر عمل تنویم کا اثر کر رہا تھا' اسے اپنے ارادے میں مایوسی نہیں ہوئی' راڈرک جو عام حالات

میں بہت زیادہ محتاط رہنے کا عادی تھا روپا کی نیلگوں آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب کر اسے اپنے ان تمام رازوں سے آگاہ کر رہا تھا جو روپا اور اس کے ساتھیوں کو جزیرے سے فرار ہونے میں مدد کر سکتے تھے......"

○

آٹھ آدمیوں کا مختصر قافلہ ڈھلتے سورج کی روشنی میں اس غار کے دہانے کی جانب بڑھ رہا تھا جہاں عظیم دیوتا کا مجسمہ تھا' شاکا اور انگروما آگے آگے تھے' ان کے پیچھے فیصل اور شنکر آپس میں سرگوشی کرتے قدم بڑھا رہے تھے' شنکر کی عین پشت پر مونیکا تھی جس کے ہمراہ جاوید تھا اور سب سے پیچھے راگھو اور روپا کسی گہری سوچ میں ڈوبے دکھائی دے رہے تھے' انگروما دیوتاؤں کے سامنے کسی مقدس اشلوک کا ورد کر رہا تھا' شاکا کے چہرے پر پائے جانے والے تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ راگھو کے ساتھ اپنی سازشی کارروائی کی تکمیل کے سلسلے میں فکرمند ہے' وہ بار بار پلٹ کر پیچھے آنے والوں کو سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم مجھے فکرمند دکھائی دے رہے ہو۔" انگروما نے اس کی بے چینی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں......." شاکا نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "میں سوچ رہا ہوں کہ اگر دیوتاؤں نے بھی ہماری امیدوں پر پانی پھیر دیا تو کیا ہو گا؟"

"شاکا......." انگروما نے اسے تنبیہہ کی۔ "خود کو سنبھالنے کی کوشش کرو' عظیم دیوتا دلوں کے بھید بھی جانتا ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل کی بدگمانی ہمیں کسی عتاب سے دوچار کر دے۔"

"ترشولی کی جوان موت نے میرا سکون برباد کر دیا ہے پھر بھی میں تمہاری نصیحت پر خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"ہمت سے کام لو میرے عزیز۔" انگروما نے کہا۔ "میں ڈھلتے سورج کی کرنوں کو آسمان پر کپکپاتے دیکھ رہا ہوں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب دیوتا کی پیشانی شکن آلود ہوتی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" شاکا نے چونک کر پوچھا۔

"میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔" انگروما نے سنجیدگی سے کہا۔ "دیوتاؤں کو کیا منظور ہے یہ کوئی نہیں جانتا لیکن انگروما اپنے تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں انسانی خون کے چھینٹے دیکھ رہا ہے۔"

"شاکا نے کوئی جواب نہیں دیا' آہستہ سے گردن گھما کر اس نے کن انکھیوں سے شنکر کو دیکھا جو اس سے پانچ قدم کے فاصلے پر تھا' پھر دل ہی دل میں اپنے منصوبے کی کامیابی کی دعائیں مانگنے لگا انگروما کی نظر غار کے دہانے پر تھی جہاں نیزہ بردار سیاہ فام غار کی حفاظت پر پوری طرح مستعد نظر آ رہے تھے۔"

"میری بات دھیان سے سنو میرے عزیز۔" شنکر نے فیصل سے سرگوشی کی۔ "اگر یہ شبھ گھڑی بیت گئی تو پھر ایسا سمے دوبارہ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا۔ میری نظریں دیوتا کے قوی ہیکل مجسمے کے چرنوں کے نیچے دبے طاقت کے انمول خزانے کو دیکھ رہی ہیں۔ شنکر نے اس مقام تک پہنچنے میں کتنے پاپڑ بیلے ہیں اور کتنی کٹھن تپسیا کی ہے تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"لیکن میں اتنے لوگوں کی موجودگی میں وہاں تک رسائی کس طرح حاصل کروں گا؟" فیصل نے دبی زبان میں کہا۔ "کیا طاقت کے پجاری مجھے آسانی سے کامیاب ہونے کا موقع فراہم کر دیں گے؟"

"یہ سوچنا میرا کام ہے' تمہیں کیول دیوتا کے چرنوں کے نیچے سے اس پیکٹ کو اٹھا کر جیب میں رکھنا ہے جس کے اندر خون آلود روئی موجود ہے۔" شنکر نے مدھم لہجے میں کہا۔ "میرے جنتر کے بیر (موکل) تمہارے لئے وہ راستہ کھول دیں گے جہاں ہمارے سپنوں کا تاج محل دفن ہے' ہمت اور مردانگی سے کام لینا ہوگا' کالی طاقتیں ہمیں ڈرانے کی کوشش کریں گی پرنتو وہ ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گی۔ سفید مالا کے دانوں کی شکتی اپرم پار ہے شوالا کی موت بھی اس کے کارن ہوئی تھی' اسی پوتر مالا کے دانے پگ پگ تمہاری سہائتا کریں گے۔ طاقت کے پجاری ہمارے راستے کو نہیں کاٹ سکیں گے۔ میں اپنی کالی شکتی کے زور سے کچھ دیر کے لئے گھپ اندھیرا کر دوں گا تم دیوتا کے الٹے چرن پر نظر رکھنا' طاقت کا خزانہ اسی کے نیچے دفن ہے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ہم اسے اتنی آسانی سے حاصل کر سکیں گے۔"

"میری ودیا نے آج تک کبھی مجھے دھوکا نہیں دیا۔" شنکر نے کہا کہ پھر کسی زہریلے ناگ کی مانند پھنکارتے ہوئے سرگوشی کی۔ "میں نے کالی کو خوش کرنے کی خاطر جیون کے

دس قیمتی سال تیاگ دیئے ہیں۔ میری نظریں اس سے بھی وہ سب کچھ دیکھ رہی ہیں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔"

"میں تمہاری ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا لیکن کسی دیوتا یا بت کے سامنے سرنگوں ہونا میرے مسلک کے خلاف ہے۔" فیصل نے ٹھوس آواز میں کہا۔

شنکر نے جواب میں سر کو خفیف سی جنبش دی پھر اس کے ہونٹ کسی منتر کا جاپ کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ آگے پیچھے قدم اٹھاتے ہوئے غار میں داخل ہو گئے جہاں عمر رسیدہ بوڑھے گردن جھکائے عظیم دیوتا کی پرستش میں اس قدر منہمک تھے کہ انہیں اپنے تن بدن کا ہوش بھی نہیں تھا۔ وہ ان کے درمیان سے گزر کر اس حصے میں پہنچ گئے جہاں قوی ہیکل دیوتا کا مجسمہ موجود تھا۔ مشعلوں کی روشنی میں سنگلاخ دیواروں کے نشیب و فراز پر کپکپا رہی تھی۔ فیصل اور اس کے ساتھی وہاں کے پراسرار ماحول کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ انگروما نے دیوتا کے مجسمے کے قریب جا کر اس کے قدموں پر ڈنڈوت کیا۔ پھر بلند آواز میں اشلوک پڑھنے لگا۔ شنکر نے اشاروں اشاروں میں فیصل کو دیوتا کے الٹے قدم کی طرف متوجہ رہنے کی تاکید کی پھر خود بھی انگروما کی آواز میں آواز ملا کر اشلوک کے بول الاپنے لگا۔

"جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر عمل کرنے کو تیار رہنا"۔ راگھو نے مونیکا کے قریب پہنچ کر سرگوشی کی۔ "میرا اشارہ ملتے ہی تمہیں زہریلا خنجر نہایت ہوشیاری سے نکال کر شنکر کی پشت پر بھرپور وار کرنا ہے۔ راگھو تمہیں زندگی کی ضمانت دیتا ہے۔ اگر تم نے حماقت کا ثبوت دیا تو تمہارا انجام بھی بھیانک ہوگا۔"

جواب میں مونیکا کے جسم میں خوف کی ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ روپا نے راگھو کو معنی خیز نظروں سے گھورا تھا۔

"انگروما کی آواز بتدریج بلند ہو رہی تھی پھر شیش ناگ لہراتا ہوا مجسمے کی پشت سے نکل کر سامنے آیا تو جاوید اور فیصل کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں روپا اور مونیکا کی نظریں بھی شیش ناگ پر مرکوز تھیں۔ شنکر کے چہرے پر گھمبیر سنجیدگی تھی۔ شاکا پر امید نگاہوں سے شیش ناگ کو فضا میں آہستہ آہستہ بلند ہو کر مجسمے کے سامنے لہراتا دیکھ رہا تھا لیکن راگھو کی نظریں مونیکا پر جمی ہوئی تھیں جو شنکر کی پشت پر محض ایک قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی۔

شیش ناگ دیوتا کے مجسمے کے آگے پھن پھیلائے مستی کے عالم میں جھوم رہا تھا۔

بوڑھے پجاریوں کی آواز پورے غار میں گونج رہی تھی۔ شنکر کے ہونٹ متحرک تھے۔ پھر اچانک آگ کا ایک بھیانک شعلہ دیوتا کے چہرے کے سامنے نمودار ہوکر غائب ہوا تو انگروما کے علاوہ بوڑھے پجاریوں کی آواز بھی یکلخت تھم گئی۔ شیش ناگ بھی ایک جگہ ساکت ہوکر رہ گیا تھا البتہ اس کی مکروہ زبان ہولناک انداز میں فضا میں لپلپا رہی تھی۔ شاکا اور انگروما کے علاوہ کن رسیدہ پجاریوں کی آنکھوں سے بھی خوف جھانک رہا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے عظیم دیوتا کو دیکھ رہے تھے۔ شنکر کا چہرہ اس وقت بھی کسی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا۔ اس کے ہونٹوں کی جنبش تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی پھر اچانک مشعلیں بھڑک کر بجھیں تو پورا غار گھپ اندھیروں میں ڈوب گیا۔

فیصل کے ذہن میں شنکر کی آواز گونجی تو وہ اس کی ہدایت کے مطابق اندازے سے آگے بڑھا اس نے اندھیرے میں ٹٹول کر دیکھا تو مجسّمے کا الٹا پیر زمین سے اٹھا ہوا تھا۔ فیصل نے جلدی سے ہاتھ خلاء کے درمیان نیچے کی جانب بڑھایا تو ایک نرم سا پیکٹ اس کے ہاتھ سے ٹکرا گیا۔ کس ملائم سی شے کو پلاسٹک کی نرم تھیلی میں پیکٹ کی شکل دی گئی تھی۔ فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے پیکٹ کو اٹھا کر جیب میں رکھا پھر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ طاقت کے انمول خزانے کو پالینے کے بعد اس کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی شنکر نے جو کہا تھا وہ اسی انداز میں حرف بحرف پورا ہوا تھا۔ فیصل ابھی آنے والے لمحوں کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ سفید ریش بزرگ کی مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"فیصل میاں' اگر زندگی عزیز ہے تو تسبیح کا ایک دانہ جیب سے نکال کر منہ میں ڈال لو اور اس وقت تک اپنی زبان کو بند رکھنا جب تک میں تمہیں کوئی دوسری ہدایت نہ دوں۔ میرا انتظار کرنا' میری واپسی میں کچھ وقت لگ سکتا ہے۔"

فیصل نے بزرگ کی ہدایت پر عمل کرنے میں حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا پھر وہ واپسی کے ارادے سے صرف ایک قدم ہی پیچھے ہٹ پایا تھا کہ شنکر کی چیخ کی آواز فضا میں بلند ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی کوئی کربناک آواز حلق سے نکالتا ہوا گھپ اندھیرے میں لڑکھڑا کر زمین پر گرا تھا......!!



گھپ اندھیرے میں ابھرنے والی کربناک چیخ نے ماحول کو اور ہولناک بنا دیا تھا۔ بوڑھے پجاریوں کی آوازیں تھوڑے تھوڑے وقفے سے ابھر رہی تھیں' وہ مقامی زبان میں نما ہونے والے حادثے کے بارے میں ایک دوسرے سے دریافت کر رہے تھے پھر شاکا کی گھبرائی ہوئی آواز ابھری۔

"انگروما...... یہ اندھیرا کیسے ہو گیا؟"

"شاید ہم سے عظیم دیوتا کی شان میں کوئی گستاخی سرزد ہو گئی ہے۔" انگروما کے لہجے میں پریشانی کا اظہار ہو رہا تھا۔

"اور یہ چیخ کی آواز......"

"ہو سکتا ہے ہم میں سے کسی پر دیوتا کا عتاب عذاب نازل ہوا ہو......"

"راگھو......" شاکا نے راگھو کو مخاطب کیا۔" یہ سب کیا ہو رہا ہے......؟"

"کاہن اعظم کا خیال درست ہے۔" راگھو بولا۔ "مقدس دیوتا ہماری کسی غلطی پر برہم ہو گیا ہے۔"

"شنکر......" اس بار روپا کی آواز اندھیرے میں سنائی دی "تم کہاں ہو......؟"

"فیصل' میرے دوست' تم تو خیریت سے ہو؟" جاوید نے بوکھلائے ہوئے انداز میں معلوم کیا لیکن ننکا یا فیصل کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا' پھر انگروما نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو ...... صرف عظیم دیوتا کو یاد کرو ...... وہی ہمیں پریشانیوں سے نجات دلا سکتا ہے۔"

انگروما کے لہجے کی تلخی نے انہیں خاموش کر دیا۔ گھپ اندھیرے میں ان کی سانسوں کی آواز بھی بڑی پراسرار لگ رہی تھی' انگروما نے ایک بار پھر بلند آواز میں کوئی اشلوک پڑھنا شروع کر دیا تھا۔

کچھ دیر تک کاہن اعظم کی آواز اندھیرے میں گونجتی رہی پھر بجھی ہوئی مشعلیں دوبارہ

حیرت انگیز طور پر خود بخود روشن ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی لوگوں میں افراتفری پھیل گئی' انگروما پھٹی پھٹی نظروں سے شیش ناگ کو دیکھ رہا تھا جو دیوتا کے مجسمے کے آگے خاک کے ڈھیر کی صورت میں پڑا تھا' یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے مرے ہوئے ایک مدت بیت گئی ہو' شاکا کی نظریں مونیکا کی لاش پر جمی ہوئی تھیں جس کے سینے سے گاڑھا گاڑھا خون بہہ رہا تھا' روپا اور راگھو کی نگاہیں شنکر پر مرکوز تھیں جو اپنی جگہ خاموش کھڑا قوی ہیکل دیوتا کے مجسمے کو عقیدت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن جاوید کی کیفیت سب سے زیادہ پریشان کن تھی' وہ دیوانوں کی طرح چاروں طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس کی کوئی بہت ہی قیمتی اور انمول شے گم ہو گئی ہو' پھر وہ بلند آواز میں چلایا۔

"فیصل' میرے عزیز دوست .... تم کہاں ہو؟"

جاوید کی آواز نے شنکر اور شاکا کے علاوہ دوسروں کو بھی اس کی طرف متوجہ کر دیا' فیصل کی گمشدگی نے ان سب کو پریشان کر دیا تھا' شاکا' انگروما' راگھو اور شنکر ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے اور فیصل کو اس بات پر حیرت تھی کہ وہ ان کے سامنے موجود ہونے کے باوجود انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا' شاید یہ مجذوب کی تسبیح کے دانے کا کمال تھا جس نے اسے دوسروں کی نظروں سے اوجھل کر دیا تھا' سفید ریش بزرگ نے یقیناً کسی مصلحت کے پیش نظر اسے تسبیح کے دانے کو منہ میں رکھنے کی ہدایت کی تھی اور یہ تاکید بھی کی تھی کہ جب تک وہ دوبارہ رابطہ قائم نہ کرے وہ اپنی زبان بند ہی رکھے۔

"انگروما ......" شاکا نے کاہن اعظم کو مخاطب کیا۔ "یہ سب کیسے ممکن ہو گیا......؟"

"شیش ناگ کی پراسرار موت نے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔" انگروما نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "ہو سکتا ہے اس کی روح عظیم دیوتا کے اشارے پر فیصل کے جسم میں حلول کر گئی ہو اور وہ ہماری قوت بصیرت کی حدود سے دور نکل گیا ہو۔"

"نہیں ہہ...... ایسا نہیں ہو سکتا۔" شنکر نے پہلی بار مقامی زبان میں جواب دیا تو وہ سب حیرت سے اسے گھورنے لگے۔

"پھر وہ کہاں ہے......؟" انگروما نے سپاٹ آواز میں دریافت کیا۔

"وہ جہاں بھی ہے شنکر کی نظروں سے زیادہ دیر اوجھل نہیں رہ سکتا لیکن کیا تمہیں اس سندری کا کوئی دھیان نہیں جو گھپ اندھیرے میں موت کا شکار ہو گئی .... کیا کاہن اعظم اس کی موت کو بھی دیوتا کی مرضی قرار دے گا؟"

انگروما نے جواب میں اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے' اس نے کن انکھیوں سے شاکا

کو دیکھا جو جواب طلب نظروں سے راگھو کو گھور رہا تھا روپا کی نظریں بھی راگھو کو دیکھ رہی تھیں' جاوید کو مونیکا کی موت سے زیادہ فیصل کی فکر تھی' وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے چاروں طرف دیکھ رہا تھا پھر اس نے پلٹ کر شنکر کو دیکھا اور اپنی زبان میں بولا۔

"شنکر' کیا تم بھی نہیں بتا سکتے کہ میرا عزیز دوست کہاں ہے؟"

"دھیرج سے کام لو میرے متر۔" شنکر نے کہا۔ "تم سے زیادہ میں اس کے لئے پریشان ہوں۔"

"ایک بات یاد رکھنا۔" جاوید کا لہجہ کرخت ہو گیا۔ "اگر میرے دوست کو کچھ ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری تمہارے سر ہو گی' تم نے ہی اسے پراسرار قوتوں کے چکر میں ڈالنے کی کوشش کی تھی ورنہ......"

"نہیں ......" یکلخت شاکا گرج اٹھا۔ "تم کسی ایسی زبان میں گفتگو نہیں کرو گے جو ہم نہ سمجھ سکیں۔"

"راگھو ......" انگروما نے راگھو کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تجھے بھی نہیں معلوم کہ مونیکا کس طرح موت کا شکار ہو گئی؟"

"نہیں......" راگھو نے تیزی سے جواب دیا۔ "میں نے شنکر کی چیخ کی آواز سنی تھی اور میرا خیال تھا کہ......"

"شنکر موت کے گھاٹ اتر گیا۔" شنکر نے اس کا جملہ مکمل کرتے ہوئے کہا پھر اس نے انگروما کو مخاطب کیا۔ "کاہن اعظم کا علم کیا کہتا ہے' کیا یہ سب کچھ مقدس دیوتا کے اشارے پر ہوا ہے؟"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" انگروما نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"شیش ناگ......" شنکر نے پراسرار لہجے میں جواب دیا "سندری کی موت میں شیش ناگ کی موت کو بہت زیادہ دخل ہے .... فیصل کا چکر کچھ اور دکھائی پڑتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں......" انگروما نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ "کہیں تم ہمارا مذاق اڑانے کی کوشش تو نہیں کر رہے ہو۔"

"تم نے شاید اندھیرا ہونے سے پہلے شیش ناگ مہاراج کی آنکھوں میں نہیں جھانکا تھا۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کی نظریں روپا رانی کو گھور رہی تھیں' میں نے دیوتاؤں کو راضی کرنے کے کارن برسوں گیان دھیان کیا ہے' میرا علم یہی کہتا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ شیش ناگ کے کارن ہوا ہے ......"

جواب میں انگروما کے چہرے پر کرختگی کے آثار پھیل کر اور گہرے ہو گئے' شاکا کی خوان خوار نظریں بھی شنکر پر مرکوز تھیں اور جاوید اپنی جگہ کھڑا پیچ و تاب کھا رہا تھا' اسے مونیکا کی موت سے زیادہ فیصل کا خیال پریشان کر رہا تھا لیکن حالات کے پیش نظر وہ مجبوراً خون کا گھونٹ پی کر خاموشی اختیار کئے ہوتے تھا۔ فیصل ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے ان کی باتیں دلچسپی سے سن رہا تھا۔

"تمہارے چیخنے کی کیا وجہ تھی؟" اس بار راگھو نے سوال کیا تو شنکر کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے راگھو کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم وشواس کرو گے کہ میں نے مونیکا کو شیش ناگ اور روپا رانی کے درمیان آتے دیکھ لیا تھا' میرا ماتھا اسی سے ٹھنکا تھا کہ شیش ناگ مہاراج کا عتاب اس سندری پر اوش نازل ہو گا اور وہی ہوا .... ناگ دیوتا نے اپنا شریر چھوڑ کر اسے ڈس لیا اور ......"

"اور کیا......؟" انگروما نے شنکر کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"میری ودیا یہی بتاتی ہے کہ ناگ مہاراج نے روپا رانی کی سندر آنکھوں میں بسیرا کر لیا ہے۔"

"تمہیں اپنی بات ثابت کرنی ہو گی۔" شاکا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "اگر تمہاری بات غلط ثابت ہوئی تو تمہیں قبیلے کے قانون کی رو سے دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیا جائے گا......"

"روپا رانی......" شنکر نے شاکا کے سوال کے جواب میں روپا سے کہا۔ "کیا تو جانتی ہے کہ شیش ناگ مہاراج کی مہان شکتی تیری سندر آنکھوں میں سما گئی ہے؟"

"مم .... میں' وشواس سے نہیں کہہ سکتی۔" روپا نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا' وہ شنکر کو وضاحت طلب نظروں سے گھور رہی تھی۔

"قبیلے کا سردار' عظیم شاکا میری ودیا کا امتحان لینا چاہتا ہے۔" شنکر نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "تجھے راگھو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر میری بات کا ثبوت دینا ہو گا...... اگر میرا کہا ٹھیک ہوا تو راگھو ناگ دیوتا کے قاتل زہر کا شکار ہو کر لوٹ پوٹ جائے گا ورنہ مجھے دیوتا کے چرنوں میں اپنا جیون بھینٹ دینا ہو گا۔"

روپا اب شنکر کا مقصد سمجھ چکی تھی۔ اس نے راگھو اور مونیکا کے درمیان ہونے والی سرگوشی میں کسی گہری سازش کو محسوس کیا تھا' مونیکا کی موت میں یقیناً راگھو کا ہاتھ شامل تھا' چیخ کی آواز سن کر شاید راگھو نے یہی سوچا ہو گا کہ شنکر موت کا شکار ہو گیا۔ پھر اس نے

ثبوت ضائع کرنے کی خاطر مونیکا کو ٹھکانے لگا دیا اور اب شنکر بڑی خوبصورتی سے راگھو کے کانٹے کو درمیان سے نکالنا چاہتا تھا .... پھر وہی ہوا جو شنکر نے سوچا تھا' روپا نے راگھو کے قریب جا کر اس کی آنکھوں میں نفرت اور حقارت سے جھانکا' راگھو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی' اسے شاید اپنی موت کا یقین نہیں تھا لیکن کچھ دیر بعد وہ اچانک تیورا کر سنگلاخ فرش پر گرا اور لوٹ پوٹ کر ٹھنڈا ہو گیا' اس کا پورا جسم نیلا ہو رہا تھا' شاکا اپنی جگہ تصویرِ حیرت بنا کھڑا تھا۔

"کیا تم فیصل کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتے؟" انگروما نے تھوڑے توقف کے بعد شنکر سے کہا۔

"اس کے لئے تمہیں سمے کا انتظار کرنا ہو گا۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر قوی ہیکل مجسمہ کو بڑی عقیدت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "مجھے مہان دیوتا کو راضی کرنے کی خاطر کٹھن تپسیا کرنی ہو گی' جب تک میرا جاپ پورا نہیں ہوتا میں وشواس سے اپنے منتر کے بارے میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

"لیکن تم نے کہا تھا کہ وہ تمہاری نظروں سے زیادہ دیر اوجھل نہیں رہ سکتا۔" شاکا نے کہا۔

"میں اب بھی یہی کہتا ہوں ......" شنکر نے خلاؤں میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ میری نظروں سے دور نہیں جا سکتا' اگر وہ نکل گیا تو شنکر کی برسوں کی محنت اکارت ہو جائے گی......"

"شنکر کے لہجے میں یقین جھلک رہا تھا اور جاوید اسے حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا......!!

○

شاکا کسی زخمی درندے کی مانند اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا' ترشولی کی موت نے اسے جو زخم دیا تھا وہ راگھو کی موت سے دوبارہ تازہ ہو گیا تھا۔ اس نے شنکر کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کی تھی' انگروما نے بھی یہی کہا تھا کہ شنکر پراسرار علوم سے واقفیت رکھتا ہے اور اس کا وجود قبیلے کے لوگوں کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے' خود شاکا نے مقابلے کے دوران شنکر کو شوالا کے خلاف برسرپیکار آنے کی کوشش کرتے دیکھا تھا لیکن شوالا نے بروقت عقرب دیوتا

کی بخشی ہوئی قوت سے اس کی زبان بند کر دی تھی' اگر شوالا زندہ ہوتا تو وہ شنکر کو راستے سے ہٹا سکتا تھا لیکن فیصل نے حیرت انگیز طور پر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور اب شنکر کو ٹھکانے لگانے کی کوشش میں راگھو بھی اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

شاکا کے ذہن میں آندھی چل رہی تھی' مشعلوں کا اچانک بجھ جانا' شیش ناگ کی پراسرار موت اور پھر فیصل کا نگاہوں سے غائب ہو جانا' ان تمام باتوں کے پیچھے اسے شنکر کی پراسرار قوت کا ہاتھ محسوس ہو رہا تھا' اسے اس بات کا یقین نہیں تھا کہ شیش ناگ کی روح نے روپا کی نگاہوں میں بسیرا کیا ہو گا چنانچہ اس نے شنکر کو ثبوت پیش کرنے کو کہا تھا اور عدم ثبوت کی صورت میں اسے دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھانے کی شرط رکھی تھی' اسے یقین تھا کہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو کر شنکر کے وجود سے چھٹکارا حاصل کر لے گا لیکن روپا کی نظروں کے قاتل زہر نے راگھو کو حیرت انگیز طور پر موت سے ہمکنار کر دیا تھا۔

فیصل کا غائب ہو جانا بھی اس کی سمجھ سے باہر تھا' وہ بذات خود بھی پراسرار قوتوں کا مالک تھا لیکن ابھی تک اس کے علم میں کوئی ایسا جادو یا جنتر منتر نہیں آیا تھا جو کسی انسان کو دوسروں کی نظروں سے غائب کر دے' اپنے خیال کی تصدیق کی خاطر شاکا نے اپنے خاص آدمیوں کے ذریعے فیصل کو تلاش کرایا تھا' اس کا خیال تھا کہ ممکن ہے گھپ اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ غار سے باہر نکل کر پہاڑی سلسلوں کے درمیان کہیں روپوش ہو گیا ہو لیکن تلاش بسیار کے باوجود اس کے کھوجیوں کو بھی فیصل کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔

شاکا کا ذہن بری طرح الجھ رہا تھا پھر اچانک اس کے ذہن میں اس سفید مالا (تسبیح) کا خیال ابھرا جس کے دانوں نے کمبا جیسے درندے اور شوالا جیسے طاقت ور کو پچھاڑا تھا' اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ سفید مالا کی قوت ہی اب تک اس کی امیدوں پر پانی پھیرتی رہی ہے' اس نے اپنے علم کے زور سے بھی مالا کے متعلق جاننے کی کوشش کی تھی لیکن ابھی تک اسے اپنے ارادوں میں کامیابی نہیں ہوئی تھی' وہ بڑی سنجیدگی سے کسی ایسے راستے کی تلاش میں تھا جس پر قدم اٹھانے کے بعد وہ شنکر کو موت کے گھاٹ اتار سکتا' پے در پے ناکامیوں نے اور اپنے ہی آدمیوں کی موت نے اس کے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا' وہ دل ہی دل میں اس گھڑی کو بھی کوس رہا تھا جب اس نے ترشولی کی ماں کو اپنی آغوش میں پناہ دی تھی اور اس کی آرزو کو پورا کرنے کی خاطر ترشولی کو مہذب دنیا میں جا کر تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی اجازت دی تھی۔ ابھی وہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا کہ انگروما کی آواز نے اس کے خیالات کا شیرازہ منتشر کر دیا' اس نے پلٹ کر انگروما کی طرف دیکھا' انگروما کی نظروں میں

الجھن اور جھلاہٹ کے ملے جلے تاثرات موجود تھے۔

"فیصل کے بارے میں کچھ معلوم ہوا۔" شاکا نے تیزی سے پوچھا۔

"نہیں ......" انگروما کا جواب بڑا مختصر تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے اس سلسلے میں۔"

"میرا خیال ہے کہ تم نے جلد بازی کا ثبوت دے کر اچھا نہیں کیا۔" انگروما نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ "میں نے تم کو منع بھی کیا تھا کہ ابھی راگھو کو استعمال کرنے کا وقت نہیں ہے لیکن تم نے میری بات پر عمل نہیں کیا۔"

"ہو سکتا ہے یہ سب کچھ محض ایک اتفاق ہو۔"

"نہیں ......" انگروما کی تیوری پر بل آگئے۔ "تم انگروما کی نظروں میں دھول نہیں جھونک سکتے' گھپ اندھیرے میں شنکر کی ابھرنے والی چیخ اور پھر مونیکا کی دردناک موت ...... یہ اتفاق نہیں ہو سکتا' میں نے خود اپنی نظروں سے راگھو کو مستقل مونیکا کے ساتھ ساتھ دیکھا تھا اور کیا یہ غلط ہے کہ تم نے راگھو کو اپنا نائب مقرر کرنے کی پیشکش بھی کی تھی؟"

"سردار کی حیثیت سے کسی کو نائب مقرر کرنا کوئی غیر قانونی بات نہیں ہے۔" شاکا نے جھلا کر جواب دیا۔

"سیاہ اور سفید کا فرق اور جھوٹ اور سچ کا فیصلہ عظیم اور مقدس دیوتا ہی کر سکتا تھا۔" انگروما نے تیزی سے کہا۔ "میں نے تمہیں قبل از وقت اس بات سے آگاہ بھی کیا تھا کہ شنکر کچھ ایسے پراسرار علوم سے بھی واقف ہے جسے ہم نہیں جانتے اور جلد بازی میں ٹکراؤ کی صورت میں ہمیں ہاتھ ملنے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔"

"ترشولی کی موت کے غم نے مجھے دیوانہ کر رکھا ہے۔" شاکا نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ "میں ہر قیمت پر اپنے دشمنوں کی موت چاہتا ہوں۔"

"میں ایک بار پھر تمہیں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے کا مشورہ دوں گا۔" انگروما نے سنجیدگی سے کہا۔ "شنکر صرف پراسرار قوتوں ہی کا مالک نہیں ہے' وہ ذہنی طور پر بھی بہت زیادہ شاطر اور چالاک واقع ہوا ہے۔"

"کیا مطلب ......؟"

"مجھے یقین ہے کہ اسے اپنی موت کی سازش کا علم ہو چکا تھا' اندھیرا ہوتے ہی اس نے چیخ مار کر جو چال چلی تھی وہ بھی کامیاب رہی۔" انگروما نے وضاحت کرتے ہوئے جواب

دیا۔ "چیخ کی آواز سن کر راگھو دھوکہ کھا گیا اور اس نے جلدبازی میں مونیکا کو اس لئے ٹھکانے لگا دیا کہ کوئی آخری ثبوت بھی باقی نہ رہے لیکن آخر کو جیت شنکر کی ہوئی ...... کیا تم میرے خیال کی تردید کر سکو گے؟"

"راگھو کی موت کے بعد ہمیں اس کا خیال ترک کر دینا چاہئے۔" شاکا نے بیزاری کا اظہار کیا۔ "اس بات کا ثبوت کون دے سکتا ہے کہ میں نے راگھو کے ساتھ مل کر شنکر کی موت کی سازش کی تھی۔"

"ایک ثبوت تم بھول رہے ہو۔" انگروما نے جھلا کر جواب دیا پھر مردہ جانوروں کی کھوپڑیوں کی مالا جیب سے نکال کر شاکا کی طرف اچھالتے ہوئے بولا۔ "اسے سنبھال کر رکھو' یہ وہ اہم ثبوت ہے جو اگر قبیلے کے لوگوں کے علم میں آ جاتا تو وہ تم سے بدظن بھی ہو سکتے تھے۔"

شاکا نے مالا کو لے کر گلے میں ڈال لیا' اس کے چہرے سے الجھن ظاہر ہو رہی تھی' شاید اسے اس وقت انگروما کا طرز عمل پسند نہیں آ رہا تھا یا وہ ابھی تک شنکر اور فیصل کے بارے میں اپنے ذہن میں کسی نئی سازش کو مرتب کر رہا تھا۔

"کیا تم نے شیش ناگ کی پر اسرار موت کے بارے میں غور کیا؟" انگروما نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "جانتے ہو اس کی موت کس بات کی نشاندہی کر رہی ہے۔"

"نہیں ......" شاکا نے چونک کر انگروما کو دیکھا۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ فیصل اور اس کے ساتھیوں کا قیام ہمارے جزیرے پر زیادہ دنوں نہیں رہے گا لیکن وہ یہاں سے جاتے وقت ہماری کوئی بہت ہی قیمتی شے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

"تم ...... تم مجھے کیا بتانا چاہتے ہو۔" شاکا دوبارہ چونکا۔

"میں نے دیوتاؤں کے حضور میں سجدہ ریز ہو کر ان کی برہمی اور اپنی ناکامیوں کا سبب جاننے کی کوشش کی تھی ...... جانتے ہو مجھے کیا جواب ملا؟ ...... وہ قیمتی چیز ہمارے ہاتھوں سے نکل چکی ہے' شیش ناگ کی موت بھی دیوتاؤں کے عتاب کے نتیجہ میں تھی اس لئے کہ وہ بھی اس شے کی حفاظت کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔"

"کیا مطلب ......" شاکا نے حیرت سے کہا۔ "کیا وہ قیمتی شے اسی غار میں موجود تھی؟"

"ہاں ...... دیوتا کی ناراضگی یہی ظاہر کرتی ہے۔"

"انگروما ......" شاکا نے تلملا کر دریافت کیا۔ "کہیں ایسا تو نہیں کہ فیصل اس انمول خزانے کو لے کر غائب ہو گیا ہو۔"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ سب کچھ اسی سفید مالا کا چمتکار ہے جس نے شوالا سے مقابلے کے وقت اس کی مدد کی تھی۔"

"میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا تھا۔" شاکا ہاتھ ملتے ہوئے بولا پھر یکلخت اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ "انگروما ...... کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم حالات کے پیش نظر شنکر کی پراسرار قوتوں سے فائدہ اٹھا سکیں ......"

"میں سمجھا نہیں ......"

"اگر شنکر پراسرار علوم کا ماہر ہے تو یقیناً" وہ اس قیمتی شے کے بارے میں بھی ضرور جانتا ہو گا۔" شاکا نے جذباتی انداز میں کہا "راگھو نے مجھے مونیکا کے حوالے سے بتایا تھا کہ شنکر اور فیصل کی ملاقات جہاز پر ہوئی تھی ...... ذرا سوچ انگروما' کیا شنکر نے محض رسمی تعلقات کی بناء پر فیصل کی مدد کر کے شوالا کی دشمنی مول لینے کی حماقت کی ہو گی؟ ...... نہیں' ایسا نہیں ہو سکتا' اسے بھی اس بات کا شبہ ہو گا کہ فیصل کی سفید مالا اس کا راستہ کاٹ سکتی ہے ...... کیا تجھے یاد نہیں' شنکر نے بڑے یقین سے کہا تھا کہ فیصل کہیں بھی ہو زیادہ دیر تک اس کی نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکتا' اس کا مطلب یہی ہے کہ شنکر کو بھی فیصل کی تلاش ہے اور ...... اس نے بھی یہی کہا تھا کہ فیصل کی گمشدگی میں شیش ناگ کی موت کا دخل بھی شامل ہے۔

"لیکن ہم شنکر سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟"

"ہم اسے اس بات کا یقین دلا سکتے ہیں کہ فیصل وہ قیمتی چیز لے کر فرار ہو گیا ہے اور اگر وہ ہماری مدد کرے تو ......"

"نہیں ......" انگروما نے تیزی سے کہا۔ "ہمیں کوئی اور راستہ اختیار کرنا ہو گا' شنکر اتنی آسانی سے ہمارے چکر میں نہیں آئے گا۔"

"پھر تو ہی کچھ سوچ انگروما ورنہ شاکا غصے سے پاگل بھی ہو سکتا ہے۔" شاکا نے جنونی انداز میں دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے بالوں کو نوچتے ہوئے کہا۔ "اگر ہمارے دشمن ہمارے ہاتھ سے نکل گئے تو ہم مرتے دم تک اس شکست کو نہیں بھلا سکیں گے اور ...... کہیں ایسا نہ ہو کہ شکست کا احساس قبل از وقت مجھے کسی خطرناک فیصلے پر آمادہ کر دے۔"

"مجھے تیری ذہنی کیفیت کا اندازہ ہے لیکن پہلے ہمیں عظیم دیوتا کو راضی کرنا ہو گا۔"

"انگروما ......" شاکا ہذیانی انداز میں پوری شدت سے چلایا۔ "تو اگر چاہے تو شاکا خود اپنے ہاتھوں سے اپنا سر قلم کر کے دیوتا کے قدموں میں پیش کرنے کو تیار ہے لیکن شنکر اور فیصل کو ہر قیمت پر مرنا چاہئے۔"

انگروما نے کوئی جواب نہیں دیا' اس کی پیشانی پر ابھرنے والی ان گنت آڑی ترچھی سلوٹیں اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ سنجیدگی سے کسی آخری نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا' شاکا بدستور دیوانوں کی طرح اپنے بال نوچ کھسوٹ رہا تھا......!!



وہ تجربہ فیصل کی زندگی کا سب سے دلچسپ اور عجیب تجربہ تھا' وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان ہونے کے باوجود ان کی نگاہوں سے اوجھل تھا' شنکر پراسرار قوتوں کا مالک تھا لیکن ابھی تک وہ بھی اپنے علم کے زور پر اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کر سکا تھا' غار میں شاکا اور انگروما کی موجودگی میں وہ خود کو بہت مطمئن ظاہر کر رہا تھا لیکن اپنی قیام گاہ پر آنے کے بعد اس کی الجھن قابل دید تھی ...... فیصل کو احساس تھا کہ شنکر کے دل و دماغ پر اس وقت کیا گزر رہی ہو گی' طاقت کے انمول خزانے کے ساتھ ساتھ وہ بھی اس کی دسترس سے دور ہو گیا تھا اور شنکر کی کالی قوتیں اس کی رہنمائی کرنے سے قاصر تھیں۔ اس وقت بھی وہ کمرے کے درمیان آلتی پالتی مارے بیٹھا کسی منتر کا جاپ کر رہا تھا۔

جاوید کی پریشانی بھی قابل دید تھی' وہ سیمابی کیفیت سے دوچار تھا' فیصل کی گمشدگی نے اسے شنکر کی طرف سے بہت زیادہ بدگمان کر دیا تھا' شاید وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ شنکر محض اپنی الجھن اور پریشانی کا ڈھونگ رچا رہا ہے ورنہ اسے فیصل کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے لیکن ابھی تک جاوید نے خود پر کنٹرول کیا ہوا تھا' بات اگر مہذب دنیا کی ہوتی تو شاید وہ اب تک اپنی اور شنکر کی جان ایک کر چکا ہوتا لیکن ایک غیر مہذب جزیرے پر وحشی انسانوں کے درمیان وہ شنکر کا سہارا لینے پر مجبور تھا اس لئے کہ وہ وہاں کی زبان سے ناواقف تھا اور شنکر سے بگاڑ کر لینے کی صورت میں وہ تنہا کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

فیصل نے متعدد بار سوچا کہ جاوید کے کانوں میں سرگوشی کر کے اسے اپنی موجودگی سے باخبر کر دے لیکن سفید ریش بزرگ نے اسے خاموشی کی تاکید کی تھی' وہ جاوید سے

بھی اپنی موجودگی کا احساس دلا سکتا تھا لیکن پھر اس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ بزرگ کی ہدایت پر عمل کرنا اس کے لئے ناگزیر تھا' یقیناً جنوں کے قبیلے سے تعلق رکھنے والے اس سن رسیدہ بزرگ نے کسی خاص مصلحت کی بناء پر اسے زبان بند رکھنے کی تاکید کی ہو گی' شوالا سے مقابلے کے دوران بھی اگر عین موقع پر اس نے سفید تسبیح کی طرف فیصل کی توجہ مبذول نہ کرائی ہوتی تو شاید اب تک کھیل ختم ہو چکا ہوتا' وہ اب تک نجات دہندہ بن کر فیصل کی مدد کر رہا تھا' قوت کے انمول خزانے کے حصول کے بعد بھی اس نے کوئی مصلحت محسوس کی ہو گی جو اسے تسبیح کا دانہ منہ میں رکھ کر خاموش رہنے کی تاکید کی تھی۔

فیصل کی نظریں شنکر پر مرکوز تھیں' اس کے ذہن میں قسم قسم کے وسوسے سر ابھار رہے تھے' وہ شنکر کی بے چینی کو محسوس کر رہا تھا' شنکر نے اسے بتایا تھا کہ بچے کی اس خون آلود روئی کو حاصل کرنے کی خاطر اس نے اپنی زندگی کا ایک طویل حصہ دیوی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ میں گزار دیا تھا' وہ روئی اس کی زندگی کا ایک اہم مقصد بن کر رہ گئی تھی لیکن وہ بذات خود اسے دیوتا کے قدموں سے نکال کر لے جانے سے قاصر تھا' اسی لئے اس نے فیصل کا انتخاب کیا تھا لیکن جب کامیابی اور اس کے درمیان کا فاصلہ ختم ہوا تو بزرگ نے عین وقت پر اسے شنکر کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا۔

اچانک فیصل کے ذہن میں جاوید کے کہے ہوئے جملے گونج اٹھے' جاوید نے کہا تھا کہ شنکر صرف قوت کے خزانے کے حصول کے وقت تک اس کی مدد کرے گا پھر کسی گرگٹ کی طرح آنکھیں پھیر لے گا' جس قوت کی خاطر اس نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی تھی وہ اسے اتنی آسانی سے کسی اور کے حوالے کر کے خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' اس نے سوچا' اگر سفید ریش بزرگ نے بروقت اس کی مدد نہ کی ہوتی تو کیا ہوتا؟ ...... کیا شنکر روئی حاصل کرنے کے بعد فیصل کو بھی اتنی ہی خوبصورتی سے ٹھکانے لگا دیتا جس طرح اس نے راگھو سے نجات حاصل کی تھی؟ اس خیال کے ساتھ ہی فیصل نے روپا کی سمت دیکھا جو شنکر کی پشت پر کھڑی تھی' بظاہر وہ کس قدر معصوم نظر آ رہی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں قاتل زہر کی آمیزش موجود تھی جس نے لمحوں میں راگھو کو ڈس کر موت سے ہمکنار کر دیا تھا' وہ قدم بڑھاتا ہوا روپا کے قریب چلا گیا' اس نے بہت قریب سے روپا کی آنکھوں کا جائزہ لیا' اس کی آنکھوں کے پپوٹے کسی میک اپ کے بغیر ہی نیلے دکھائی دے رہے تھے' یقیناً وہ شیش ناگ کا قاتل زہر ہی تھا جو اس کی آنکھوں میں سما گیا

خوبصورتی سے شاکا اور انگروبا کی نگاہوں کے سامنے نہایت دیدہ دلیری سے ختم کرا دیا تھا اور خود کو شاکا کے عتاب سے بچا لیا تھا' وہ اگر چاہتا تو جاوید اور فیصل کو بھی اتنی ہی آسانی سے موت کی نیند سلا سکتا تھا اور پھر خون آلود روئی پر بلا شرکت غیرے قبضہ کر سکتا تھا...... یقیناً شنکر کے شاطر ذہن نے فیصل اور جاوید کے لئے کوئی ایسا ہی خوبصورت مگر تباہ کن جال بنا ہو گا لیکن اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی' سفید ریش بزرگ نے اس کی سازش کو محسوس کرنے کے بعد تسبیح کے مقدس اور بابرکت دانے کے ذریعے فیصل کو اس کی نظروں سے اوجھل کر دیا۔

"لیکن آخر کب تک؟" فیصل کے ذہن میں یہ سوال تیزی سے ابھرا۔ "آخر وہ کب تک اس طرح خود کو شنکر کی کالی طاقتوں کے مکروہ جال سے دور رکھ سکے گا؟ جب وہ ظاہر ہو گا اس وقت شنکر کا برتاؤ اس کے ساتھ کیسا ہو گا؟ کیا وہ آسانی اور شرافت سے قوت کے اس انمول خزانے سے خود کو دست بردار کر لے گا......؟ نہیں ...... ایسا نہیں ہو سکتا' شنکر اس خون آلود روئی کے حصول کی خاطر اپنی زندگی بھی قربان کر دے گا لیکن اسے کسی اور کے پاس نہیں رہنے دے گا" ...... پھر شنکر کی بات فیصل کے ذہن میں ابھری' اس نے کہا تھا کہ اگر اس خون آلود روئی کو گیارہ روز تک مسلسل تاریکی میں جلائے رکھا جائے تو بچے کی روح چھلاوے کی شکل میں سامنے آ جائے گی جسے اس کے سوا کوئی اور نہیں دیکھ سکے گا اور پھر اس چھلاوے کی طاقت سے زندگی کا ہر مقصد پورا کیا جا سکتا ہے۔

فیصل نے سوچا اگر کسی طرح وہ اس روئی کو شنکر کی نظروں سے اوجھل رہ کر گیارہ روز تک کسی غار کے گھپ اندھیرے میں جلائے رکھنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر شنکر کی گندی طاقتیں بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی ...... ہو سکتا ہے بزرگ نے بھی اسی خیال کے تحت اس کی مدد کی ہو اور دیدہ و دانستہ واپسی میں دیر لگا دی ہو......!

"نہیں ...... نہیں ...... میرے بھتیجے جی ایسا نہیں ہو سکتا۔" اچانک شنکر نے آنکھیں کھول کر خلاء میں گھورتے ہوئے کہا' اس کی آنکھوں کے ڈھیلے سرخ ہو رہے تھے اور چہرے پر شدید جھلاہٹ طاری تھی' شاید وہ غصے کی شدت ہی تھی جس نے اسے ساری جان سے لرزنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"کیا ہوا ......" جاوید نے شنکر کے قریب جا کر تیزی سے دریافت کیا۔ "کچھ پتہ چلا......؟"

"نہیں ......" شنکر نے حقارت بھری نظروں سے جاوید کو دیکھا۔ "میری شکتی اور

میرے جنتر منتر کے بیر اسے گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ ابھی تک گھپ اندھیروں میں کہیں گم ہے۔"

"تم ...... تم مجھے ایسی نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہو؟" جاوید نے ہاتھ ملتے ہوئے قدرے سخت لہجہ اختیار کیا تو شنکر نرم پڑ گیا۔

"تمہاری دویا اب کیا کہتی ہے ......" جاوید نے تلملا کر پوچھا۔

"دھیرج سے کام لو ...... میں ابھی نراش نہیں ہوا۔" شنکر خود کو سنبھالتے ہوئے بولا' اس کی نظریں ایک بار پھر خلاء میں گھورنے لگیں۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔" جاوید نے کہا۔ "کیا فیصل کی گمشدگی میں حقیقتاً شیش ناگ کا ہاتھ شامل ہے؟"

"شیش ناگ کے ہاتھ نہیں ہوتے ......"

"مگر تم نے یہی کہا تھا ......"

"وہ میں نے شاکا اور انگروبا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے کارن کہا تھا۔"

"لیکن یہ تو سچ ہے کہ شیش ناگ کا قاتل زہر اب روپا کی آنکھوں میں سما گیا ہے۔" جاوید نے جرح کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے شاکا سے اسی بات کا دعویٰ کیا تھا اور میں نے راگھو کی موت کا تماشہ بھی اپنی نظروں سے دیکھا ہے۔"

"تم ابھی بالک ہو ...... ان کھیل تماشوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔"

"مجھے ان فضول باتوں سے کوئی سروکار بھی نہیں ہے۔" جاوید نے جھلا کر کہا۔ "میں تم سے صرف فیصل کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"فیصل ......" شنکر نے فیصل کے نام کو اپنے دانتوں کے درمیان چباتے ہوئے سرد انداز میں کہا۔ "مجھے بھی کیول اسی کی تلاش ہے' اگر وہ نہ ملا تو میرے سارے جیون کی تپسیا برباد ہو جائے گی۔"

"کیا مطلب ......" جاوید نے چونک کر پوچھا۔ "تم کس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہو ......"

"میری نظریں ابھی تک اس کا کھوج نہیں لگا سکیں پرنتو میں نے اپنی شکتی کے زور سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ طاقت کا وہ انمول خزانہ اب اس جگہ موجود نہیں ہے جہاں غار میں گھپ اندھیرا ہونے سے پہلے موجود تھا اور اس کا کیول ایک ہی مطلب ہے۔" شنکر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "فیصل نے اسے میرے کہے کے انوسار پالیا ہے لیکن ......" شنکر

اپنا جملہ پورا کرتے کرتے رک گیا' یوں لگ رہا تھا جیسے اسے اچانک کوئی بات یاد آ گئی ہو' اس کی آنکھوں میں مایوسی اور غصے کے ملے جلے تاثرات پھیل کر گہرے ہو رہے تھے۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے......؟" جاوید نے اسے کریدنے کی کوشش کی "لیکن کیا ...... کیا طاقت کا وہ انمول خزانہ ہی فیصل کی گمشدگی کا سبب بنا ہے......؟"

"نہیں ......" شنکر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "ایسا نہیں ہے۔"

"پھر حقیقت کیا ہے ......" جاوید نے تلملا کر پوچھا۔

"سفید مالا کے پوتر دانے۔" شنکر نے پورے یقین سے کہا۔ "پہلے مجھے اس کا دھیان نہیں آیا تھا۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا...... تسبیح کے دانوں سے فیصل کے غائب ہونے کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔"

"میں بھی ابھی پوری طرح نہیں سمجھ سکا' پرنتو اب مجھے وشواس ہو چلا ہے کہ جو بھی ہوا ہے اسی سفید مالا کا چمتکار ہے۔"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم مجھے اندھیرے میں رکھ کر کوئی نیا کھیل کھیلنے کی کوشش کر رہے ہو ......"

"زیادہ اونچے سروں میں نہ بولو میرے متر۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا "اگر مجھے کوئی کھیل تماشہ کرنا ہوتا تو میں بحری عقاب پر ہی دھوم دھڑکا کر چکا ہوتا۔"

"ایک بات یاد رکھنا شنکر۔" جاوید کے تیور تیکھے ہو گئے۔ "میں موت سے نہیں ڈرتا لیکن اگر تم نے ہمارے ساتھ دھوکا کرنے کی کوشش کی تو تمہیں یہ سودا بہت مہنگا پڑے گا۔"

"پہلے فیصل کو سامنے آ جانے دو بالک' سستے مہنگے کا حساب بھی ہو جائے گا۔" شنکر معنی خیز انداز میں بولا پھر دوبارہ آنکھیں بند کر کے کسی جنتر منتر کے ورد میں مشغول ہو گیا' جاوید کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا' ایک لمحے کو وہ بھڑکنے کو آمادہ ہوا تھا لیکن پھر خون کے گھونٹ پی کر خاموش ہو گیا۔

فیصل خاموش تماشائی کی حیثیت سے ان کی باتیں سن رہا تھا' اسے اس بات پر حیرت ہوئی تھی کہ شنکر نے اس کی گمشدگی کا راز کس طرح پالیا' مگر وہ ابھی پوری طرح مطمئن نہیں تھا' اسی لئے ایک بار پھر پورے گیان دھیان سے اپنی کالی طاقتوں کا سہارا تلاش کر رہا تھا۔

فیصل کو بزرگ کا خیال بڑی شدت سے ستا رہا تھا' جاتے وقت انہوں نے کہا تھا کہ واپسی میں کچھ دیر بھی لگ سکتی ہے لیکن اب خاصا وقت گزر چکا تھا' اسے جاوید کی بے چینی کا احساس بھی ستا رہے تھا' وہ شنکر سے برسرپیکار ہوتے ہوتے رہ گیا تھا' فیصل نے ایک بار اس کے قریب جاکر سرگوشی میں کہنا چاہا تھا کہ اسے محتاط رہنا چاہئے' شنکر جیسے شاطر اور طاغوتی قوتوں کے مالک سے ٹکر لینا اس کے بس کی بات نہیں تھی لیکن بزرگ کی ہدایت نے اسے عمل کرنے سے روک دیا' فیصل کو اس وقت تک زبان بند رکھنے کی سختی سے تاکید کی گئی تھی جب تک اسے بزرگ کی طرف سے کوئی دوسرا اشارہ نہ موصول ہوتا۔ تسبیح کا دانہ منہ میں رکھے رکھے اسے اکتاہٹ سی ہونے لگی تھی پھر خود کو مصروف رکھنے کی خاطر اس کے ذہن میں ایک خیال سرعت سے ابھرا' بزرگ نے اسے صرف زبان بند رکھنے کی تاکید کی تھی' ہاتھ پیر ہلانے سے نہیں روکا تھا' اس طرح وہ نہ صرف خود کو مصروف رکھ سکتا تھا بلکہ شنکر کے گندے عمل میں رخنہ اندازی بھی کر سکتا تھا' روپا کے اس سکون کو بھی برباد کر سکتا تھا جو اس کے خوبصورت اور حسین چہرے پر دکھائی دے رہا تھا۔

اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر فیصل نے حرکت کی' روپا کے عقب میں پہنچ کر اس نے کمرے کی دیوار کے قریب پڑی ہوئی اس گرد آلود بید نما لکڑی کو اٹھا لیا جو نہ جانے وہاں کب سے پڑی تھی پھر وہ روپا کے عین پشت پر پہنچ کر رک گیا ایک لمحے کو اس نے حالات کا جائزہ لیا پھر پوری شدت سے لکڑی گھما کر روپا کے کمر پر ماری تو وہ یکلخت خوفزدہ ہو کر چیخ اٹھی' شنکر نے آنکھیں کھول دیں لیکن فیصل اس سے پہلے ہی لکڑی کو اپنے پیچھے چھپا چکا تھا۔ روپا سہمے ہوئے انداز میں گھوم گھوم کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی' جاوید بھی اس کی چیخ کا سبب معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن پہل شنکر نے کی۔

"کیا بات ہے......؟" اس نے روپا کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ "تو نے چیخ کیوں ماری تھی؟"

"شنکر ......" وہ تیزی سے لپک کر شنکر کے قریب جاکر خوفزدہ آواز میں بولی۔ "یہاں ...... اس کمرے میں ہمارے سوا کوئی اور بھی موجود ہے۔"

"کیا ......" شنکر چونکا" کیا کہہ رہی ہے تو......؟

"میں سچ بول رہی ہوں۔" روپا نے سہمے ہوئے انداز میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا "کسی نے میری کمر پر بید ماری تھی۔"

"کہیں تو نے جاگتے میں کھلی آنکھوں سے سپنے دیکھنے تو نہیں شروع کر دیئے۔"

"میرا وشواس کر .... میں اس سے تجھ سے مذاق نہیں کر رہی۔" اس نے اپنی پشت سہلاتے ہوئے شنکر کو یقین دلانے کی کوشش کی۔

"اگر تو سچ کہہ رہی ہے تو پھر وہ کون ہو سکتا ہے۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہو سکتا ہے شیش ناگ کی آتما تمہاری روپا رانی سے کھیل رہی ہو۔" جاوید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اب بڑھ بڑھ کر بولنے لگے ہو میرے متر ......" شنکر نے جاوید کو گھورتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ "میری مانو تو اپنی زبان کو قابو میں رکھو، شنکر کی شکتی کو للکارنے کی کوشش کی تو گھاٹے میں رہو گے۔"

"کس شکتی کی بات کر رہے ہو مائی ڈیئر......" جاوید زہر خند سے بولا۔ "وہی تو نہیں جو ابھی تک فیصل کا کھوج بھی نہیں لگا سکی۔"

"تو نے ٹھیک کہا تھا روپا رانی .... یہاں ہمارے سوا کوئی اور بھی ہے۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تمہاری ودیا کیا کہتی ہے؟ .... کون ہو سکتا ہے ہمارے سوا۔" جاوید نے تلخ انداز اختیار کیا۔

"سمجھ گیا ......" شنکر کا لہجہ بڑا پراسرار تھا۔ "تم شنکر کے جاپ میں گڑ بڑ گھوٹالا کر کے اس کا دھیان بٹانا چاہتے ہو۔"

فیصل کو امید نہیں تھی کہ حالات اس قدر تیزی سے اپنا رخ بدل دیں گے، شنکر کی نظروں میں اس نے جاوید کے لئے جو پیغام پڑھا تھا وہ بہت ہولناک تھا۔ پھر اس سے پیشتر کہ جاوید کوئی جواب دیتا فیصل نے ہاتھ میں دبی ہوئی لکڑی شنکر کی جانب اچھال دی، وہ شنکر کی توجہ اپنی سمت مبذول کرنا چاہتا تھا، اسے اپنے ارادے میں مایوسی نہیں ہوئی، جاوید شنکر کے سامنے تھا جب کہ فیصل نے لکڑی شنکر کی پشت سے پھینکی تھی، لکڑی گرنے کی آواز کے ساتھ ہی شنکر اور روپا نے بیک وقت پلٹ کر پیچھے کی جانب دیکھا لیکن وہاں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔

شنکر ایک ثانئے تک خلا میں گھورتا رہا۔ پھر اس نے اچانک کسی منتر کا جاپ پڑھ کر تیزی سے اپنی انگلی کو فضا میں بلند کیا اور دائرے کی شکل میں گردش دینا شروع کر دیا۔ فیصل نے چونک کر دیکھا، اس کے اطراف میں خوفناک بلائیں جمع ہو رہی تھیں، ان بلاؤں کے چہرے مردہ انسانوں کی کھوپڑیوں سے ملتے جلتے تھے، آنکھ کے حلقوں سے خوفناک شعلے لپک

رہے تھے، دیکھتے ہی دیکھتے ان کی تعداد بڑھ کر فیصل کے چاروں طرف اس طرح اکٹھا ہو گئی کہ اس کے پاس واپسی کا کوئی راستہ نہیں تھا، پھر شنکر کی گرجدار آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "اگر تم وہی ہو جو میں سمجھ رہا ہوں تو کھل کر سامنے آ جاؤ ورنہ تمہارا انجام خطرناک ہو گا۔" وہ خونخوار نظروں سے خلاء میں دیکھ رہا تھا۔

جاوید کو چونکہ خوفناک اور بھیانک چہرے نظر نہیں آ رہے تھے اس لئے وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ شاید شنکر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے لیکن فیصل کی کیفیت اس سے مختلف تھی، وہ ان خوفناک بلاؤں کو آہستہ آہستہ گھیرا تنگ کرتے دیکھ رہا تھا، فیصل کے لئے فرار کے راستے مسدود ہوتے جا رہے تھے۔



موت کا بھیانک اور ہولناک تصور اس کے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر رہا تھا' شاید اس نے شنکر کو چھیڑ کر کسی عقلمندی کا ثبوت نہیں دیا تھا لیکن تیر اب کمان سے نکل چکا تھا' فیصل نے جاوید کو بچانے کی خاطر شنکر کی توجہ منتشر کرنی چاہی تھی لیکن خود اس کے جال میں پھنس کر رہ گیا تھا۔ کالی قوتوں سے جنم لینے والے خوفناک مردہ انسان' ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر رہے تھے' شنکر نے شاید اسی لئے جاوید کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا تھا کہ وہ کمرے میں فیصل کی موجودگی کی تصدیق کرنا چاہتا تھا' روپا کی شکایت پر اس کا ماتھا ضرور ٹھنکا ہو گا پھر فیصل نے لکڑی اس کی سمت پھینک کر اس کے شبے کی تصدیق کر دی اور انجام کار اب وہ عفریتوں کے درمیان گھر گیا تھا۔

شنکر کی نظریں فیصل کو نہیں دیکھ سکتی تھیں لیکن اس کے جنتر منتر سے جنم لینے والے انسانی مجسمے اپنی آنکھوں کے حلقوں سے شعلے اگلتے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ شنکر بدستور اپنی انگلی کو فضا میں بلند کئے دائرے کی صورت میں گردش کر رہا تھا۔ روپا اور جاوید اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے' پھر جاوید نے ایک بھرپورہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"شنکر' کیا میں یہ سمجھوں کہ تم خود کو پاگل ظاہر کر کے سیاہ فام حبشیوں کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتے ہو؟"

جواب میں شنکر نے گھور کر جاوید کو دیکھا لیکن اس کا عمل بدستور جاری تھا۔

"سمجھ گیا.........." جاوید نے اس کا بار بار مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "تم شاید اپنے مفلوج ذہن کو اسٹارٹ کرنے کی خاطر ہینڈل لگانے کوشش کر رہے ہو.......... مجھے یقین تھا فیصل کے بغیر تم کامیابی کی منزلیں سر نہیں کر سکتے' تمہاری جگہ میں ہوتا تو ممکن ہے میری ذہنی حالت تمہارے مقابلے میں زیادہ اثر انداز ہو گئی ہوتی.........."

"تم......." روپا نے پہلی بار براہ راست جاوید کو مخاطب کیا۔ "کیا تم کچھ دیر کے لئے اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتے؟"

"میں تمہاری ہدایت پر عمل کر سکتا ہوں' لیکن ایک شرط پر....... کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ اس سے مسٹر شنکر کی ذہنی کیفیت سطح سمندر سے کتنی بلندی پر پرواز کر رہی ہے اور اسے اپنی حالت میں واپسی کے لئے کتنا وقت درکار ہو گا؟"

"اپنی زبان پر قابو رکھو.........." روپا نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے وشواس ہے کہ اس سے شنکر تمہارے متر کو تلاش کرنے کے کارن پورے گیان دھیان سے اپنی طاغوتی قوتوں کو استعمال کر رہا ہے' ایسے میں تمہاری اوٹ پٹانگ باتیں اسے بھٹکا دیں گی۔"

"تم اپنی نصیحت اپنے پاس رکھو۔" جاوید نے جھلا کر کہا۔ "مجھے تم سے یا تمہارے مسٹر شنکر سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"کیا تم کو اپنے دوست کی تلاش نہیں ہے.........."

"اس غیر مہذب دنیا میں میری برداشت کو تم میری بزدلی سے تعبیر دینے کی کوشش نہ کرنا۔" جاوید نے روپا کو نفرت سے گھورتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ "تم لوگ کتنے پانی میں ہو مجھے اس کا اندازہ ہو چکا ہے۔ ایک بات اور ذہن نشین کر لو' ایک مسلمان کی حیثیت سے میرا ایمان ہے کہ موت اسی وقت آتی ہے جب قدرت کو منظور ہو' تمہارے جنتر منتر اور چھو چھا میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔"

"کیا تم کچھ دیر کے لئے خاموش نہیں ہو سکتے؟" روپا نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو مس روپا؟" جاوید کے تیور بدل گئے۔ "میں بلاوجہ لڑکیوں کو منہ لگانے کا عادی نہیں ہوں۔"

"تم.......... تم شاید راگھو کا انجام بھول رہے ہو۔" روپا کا لہجہ سفاک ہو گیا لیکن شنکر نے اسی وقت دوسرا ہاتھ اٹھا کر روپا کو چپ رہنے کا اشارہ کیا' شاید وہ اس وقت کوئی اور ہنگامہ نہیں چاہتا تھا' روپا نے شنکر کے اشارے پر جاوید کی سمت سے اپنا منہ پھیر لیا لیکن جاوید بدستور اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز تر ہوتی جا رہی تھیں' شنکر کی آسیبی قوتیں اب اس سے بہت قریب آ چکی تھیں۔ اچانک فیصل کے ذہن میں تسبیح کے دانوں کا خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ اس نے تیزی سے ایک دانہ جیب سے نکال لیا لیکن قبل اس کے کہ وہ اسے خوفناک بلاؤں کے خلاف استعمال کرتا' سفید ریش بزرگ اس کی نظروں کے سامنے نمودار ہو گئے' بزرگ کے چہرے پر وہ پہلی جیسی شفقت اور مہربانی نہیں تھی' ان کی نگاہوں میں الجھن اور بیزاری کے ملے جلے تاثرات گڈمڈ ہو رہے تھے۔

میرے عزیز! آپ نے واپسی میں بہت دیر لگا دی۔" فیصل نے انسانی مجسموں کی جانب

اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "شنکر مجھے ہر قیمت پر بے نقاب کرنا چاہتا ہے۔ میری گمشدگی نے اسے دیوانہ کر دیا ہے۔"

"فیصل میاں ...." بزرگ نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "میں نے تم کو متعدد موقعوں پر سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ جس راستے پر تم آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہو وہ خطرناک ہے........ میں جانتا ہوں کہ گندی اور پلید قوتیں تمہارے اوپر عرصہ حیات تنگ کر دینے کے لئے کوشاں ہیں .... آگے کیا ہونے والا ہے مجھے علم ہے لیکن میں اپنی زبان کھولنے سے قاصر ہوں' ہمارے اوپر بھی کچھ بندشیں ہوتی ہیں جو ہمیں ایک حد سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں دیتیں .... میں ایک بار پھر تمہیں واپسی کا مشورہ دوں گا۔"

"بات بڑھ چکی ہے محترم ...." فیصل نے جواب دیا۔ "مجھے ابھی اپنے دشمنوں کا حساب برابر کرنا ہے' میرے ساتھ جو کچھ ہوا ہے آپ اس سے بے خبر تو نہیں ہیں.........."

"میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن تم .... تم کچھ نہیں جانتے۔" بزرگ نے فیصل کو گھورتے ہوئے مشورہ دیا۔ "طاقت' ہوس اور دولت کا نشہ انسان کو گمراہ کر دیتا ہے' ایک بار قدم ڈگمگائیں تو سنبھلنا دشوار ہو جاتا ہے' یہ ساعتیں بھی گزر گئیں تو پھر بات اختیار سے باہر ہو جائے گی' وقت کی قدر کرو .... سراب کے تعاقب میں بھاگنے والے اپنی منزل کا نشان بھی بھول جاتے ہیں۔"

"یہ .... یہ .... مکروہ بلائیں مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کی خواہاں ہیں اور آپ مجھے صبر اور قناعت کی تلقین کر رہے ہیں۔" فیصل نے الجھتے ہوئے کہا۔ پھر تسبیح کا دانہ استعمال کرنے کی کوشش کی تو بزرگ کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔

"نہیں ...." ان کی آواز میں حکم تھا۔ "تم ان مقدس دانوں کو گند میں نہیں اچھالو گے۔"

فیصل نے احتجاج کرنا چاہا لیکن بزرگ نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھام لیا' فیصل کو وہ ہاتھ روئی کے نرم گالوں سے زیادہ ملائم اور برف سے زیادہ سرد محسوس ہوا لیکن اس کی گرفت آہنی شکنجوں سے زیادہ مضبوط اور ٹھوس تھی' پھر بزرگ فیصل کا ہاتھ تھامے اسے بلاؤں کے حلقے سے نکال کر دور لے گئے' شنکر کا عمل بدستور جاری تھا۔

"فیصل میاں .... اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم سے کھل کر دو ٹوک گفتگو کر لوں۔"

"آپ ...." فیصل نے حیرت کا اظہار کیا۔ "آپ مجھ سے کچھ خفا نظر آ رہے ہیں۔"

"میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کروں گا.......... حالات نے مجھے تم سے کنارہ کشی پر مجبور کر دیا ہے.............."

"میرے محترم..........!" فیصل نے چونک کر کہا۔ "یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ .... اگر مجھ سے کوئی غلطی کوئی گستاخی سرزد ہوئی ہے تو میں اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔"

"بات غلطی یا گستاخی کی نہیں ہے فیصل میاں! لیکن تم جس راستے پر آگے بڑھنا چاہتے ہو وہ گمراہی اور فریب کا راستہ ہے اور میں ان راستوں پر تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔"

"لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ آپ کو میری نگرانی اور میری حفاظت کا فرض سونپا گیا تھا؟"

"مجھے اسی لئے واپسی میں دیر ہو گئی۔" بزرگ نے سنجیدگی سے کہا۔ "کاش تم جان سکتے کہ میں کون ہوں اور میرا اور تمہارے بزرگوں کا تعلق کب سے ہے.........."

"آپ.........." فیصل نے بزرگ کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کا تعلق یقیناً جنات کے قبیلے سے ہے۔"

"تم ٹھیک سمجھے ...." بزرگ نے کہنا شروع کیا۔ "میرا تعلق جنات کے اس قبیلے سے ہے جو نیکی کے راستوں کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ میرے تعلقات تمہارے بزرگوں سے سو سال سے بھی زیادہ پرانے ہیں' تمہیں شاید یاد بھی نہ ہو کہ تمہارے دادا حضور تقسیم سے قبل ایک شاندار حویلی میں رہا کرتے تھے' میں بھی اسی حویلی کے ایک پرسکون گوشے میں واقع کتب خانے میں اپنے مختصر خاندان کے ساتھ رہائش پذیر تھا پھر آہستہ آہستہ میں تمہارے دادا حضور کا معتقد ہو گیا' وہ بہت نیک اور عبادت گزار بزرگ تھے' خاص طور پر وہ قرآن حکیم کی تلاوت جس خوش الحانی سے کیا کرتے تھے اس نے انسان تو کیا پرندوں کو بھی ان کا گرویدہ بنا دیا تھا' اسی بات نے ہمارے درمیان دوستی کی داغ بیل ڈالی تھی ایک دن جب وہ تلاوت سے فارغ ہوئے تو میں انسانی صورت میں ان کے سامنے آ گیا' میرا خیال تھا کہ میرے اچانک نمودار ہونے پر وہ خوفزدہ ہو جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا' میرے استفسار پر انہوں نے مسکراتے ہوئے بتایا کہ وہ کتب خانے میں میری رہائش سے واقف تھے' پھر ہماری

لیا' مجھے اس حقیقت کا علم بعد میں ہوا کہ تمہارے دادا حضور بہت
پہنچے ہوئے' ایک روز میری بیٹی کی طبیعت بہت ناساز تھی' میں بہت افسردہ تھا
جب انہوں نے ازخود مجھے حکم دیا کہ میں اپنی بیٹی کو ان کے سامنے ظاہر ہونے کا حکم دوں'
میرے اشارے کی دیر تھی کہ میری معصوم بچی انسانی روپ میں ظاہر ہو گئی' مجھے اس کی
زندگی کی امید نہیں تھی' وہ ایک ایسے موذی اور جان لیوا مرض میں مبتلا تھی جس کا کوئی
علاج نہیں تھا' میں متعدد حکیموں کو دکھا چکا تھا لیکن سب ہی نے عاشی کے بارے میں ایک
ہی رائے قائم کی تھی کہ اس کا مرض لا علاج ہے۔ لیکن کیا تم یقین کرو گے کہ تمہارے دادا
حضور نے میری عاشی پر صرف ایک بار کچھ پڑھ کر پھونکا تھا اور وہ حیرت انگیز طور پر
رو بصحت ہوگئی......." بزرگ نے ایک ثانئے کو رک کر سانس لیا' پھر بولے۔ "اس واقعے
نے مجھے اور میرے خاندان کو تمہارے دادا حضور کا جو بعد میں بڑے میاں صاحب کے نام
سے مشہور ہوئے بے دام غلام بنا دیا' وہ عاشی کو بہت پیار کرتے تھے' اکثر تنہائی میں اس سے
مذہبی امور پر بہت دلچسپ اور بصیرت افروز گفتگو کیا کرتے' تقسیم کے بعد جب انہوں نے
ہجرت کی تو میں بھی ان کے ساتھ تھا اور....... میں اس وقت بھی ان کے سرہانے کھڑا
آنسو بہا رہا تھا جب انہوں نے دنیا سے پردہ کیا تھا۔ دنیا سے منہ موڑنے سے قبل میاں
صاحب نے مجھے تاکید کی تھی کہ میں بطور خاص تمہارا خیال رکھوں' وہ تمہیں بہت زیادہ
چاہتے تھے۔"

"اور آپ ان تمام باتوں کے باوجود کنارہ کش ہونا چاہتے ہیں؟"

"مجھے اسی وجہ سے واپسی میں دیر ہوگئی۔" بزرگ نے کہا۔ "میں نے تمہاری پوری
روداد میاں صاحب کے گوش گزار کر دی ہے' ان کا بھی یہی خیال ہے کہ تم اگر واپس نہیں
لوٹ سکتے تو تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا جائے۔"

"کیا آپ میری بربادی کا تماشا دیکھ سکیں گے؟"

"اسی غرض سے میں نے تمہیں واپسی کا مشورہ دیا تھا.........."

"آپ کا کیا مشورہ ہے۔" فیصل نے الجھتے ہوئے کہا۔ "کیا میں طاقت کے اس انمول
خزانے کو شنکر کے حوالے کر دوں تاکہ اس کے ہاتھ اور زیادہ مضبوط ہو جائیں اور وہ مجھے
موت کے گھاٹ اتار کر بالکل آزاد ہو جائے؟"

"موت اور زندگی خدا کے اختیار کی بات ہے فیصل میاں' وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا
"

"میں آپ کا مشورہ قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن ایک شرط پر۔" فیصل نے سنجیدگی
سے کہا۔ "شنکر کے وجود کا خاتمہ کر دیجئے اور.........."

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری شرط قبول نہیں کروں گا۔" بزرگ نے برہمی کا
اظہار کیا۔ "میں نے تم سے کہا تھا کہ میرا تعلق جنات کے اس قبیلے سے ہے جو شرافت کے
راستے پر گامزن ہیں۔"

"شنکر میرا اور میرے عزیز دوست کا دشمن ہے' خون آلود روئی کے حصول کے بعد وہ
سب سے پہلے ہم دونوں کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے گا۔"

"اس کی جگہ تم ہوتے تو شاید تم بھی یہی کرتے۔" بزرگ نے خشک لہجے میں جواب
دیا۔

"جان بوجھ کر موت کے اندھے کنویں میں چھلانگ لگانا کیا آپ کے نزدیک عقلمندی
کی علامت ہے؟"

"مجھے افسوس ہے......... میں تمہارے ساتھ بحث نہیں کر سکتا......... میں بڑے
میاں صاحب کو بھی اپنے فیصلے سے آگاہ کر چکا ہوں۔"

"تو پھر میرا فیصلہ بھی سن لیجئے۔" فیصل نے جذبات کی رو میں بہک کر جواب دیا۔
"جب تک میں شنکر اور اپنے تمام دشمنوں کو زیر نہیں کر لوں گا واپسی کا راستہ نہیں اختیار
کروں گا۔"

"تم تسبیح کے دانے کو کب تک منہ میں دبا سکو گے؟" بزرگ نے سوال کیا۔ "گندی
اور سیاہ قوتیں ہر ہر قدم گھات لگائے بیٹھی ہوں گی۔"

"اسی لئے تو میں خون آلود روئی کی طاقت کو اپنے لئے بطور ڈھال استعمال کرنا چاہتا
ہوں۔"

"مجھے معلوم تھا کہ تمہارا جواب یہی ہوگا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایمان کی قوت دنیا
کی تمام طاغوتی قوتوں پر بھی حاوی ہے.......... اعتقاد شرط ہے۔"

"وہ.........." فیصل نے شنکر کی سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ بدبخت میرے
عزیز دوست کو جان سے مار دے گا۔"

بزرگ نے کوئی جواب نہیں دیا' ایک نظر جاوید اور شنکر پر ڈالی پھر آہستہ سے اٹھا کر
کچھ اشارہ کیا تو شنکر کی خوفناک [illegible]

جسم بجلی کے ننگے تاروں سے ٹکرا گیا ہو' اس کے چہرے پر وحشت کے اثرات پھیل کر گہرے ہونے لگے' وہ پھٹی پھٹی نظروں سے جھونپڑی میں چاروں طرف نظریں دوڑا رہا تھا۔

"آپ ایک اشارہ اور کر دیں میرے محترم!" فیصل نے کہا۔ "شنکر کی موت ممکن ہے میری واپسی کے تاریک راستوں کو روشن کردے۔"

"تقدیر کا لکھا اٹل ہوتا ہے فیصل میاں' اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔"

"میری قسمت میں کیا رقم ہے؟ کیا آپ میری رہنمائی نہیں کریں گے؟"

"مجھے مجبور مت کرو میرے عزیز .... وقت کا انتظار کرو' شاید وہی تمہاری رہنمائی کر سکے۔"

"میں ایک آخری درخواست کرنا چاہتا ہوں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

"کہو ...."

"کیا آپ میرے اور شنکر کے درمیان کوئی ایسی دیوار نہیں حائل کر سکتے کہ اس کی مکروہ نظریں میرے وجود کا سراغ نہ پا سکیں' کم از کم اس وقت تک جب تک میں طاقت کے انمول خزانے کو پوری طرح استعمال کے قابل نہ بنا لوں۔"

بزرگ نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا' ان کی تیز نظریں فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں پھر وہ تھوڑے توقف سے بولے۔ "خون آلود روئی کا پیکٹ میرے حوالے کر دو۔"

"آپ........... آپ اس کا کیا کریں گے؟"

"بحث مت کرو فیصل میاں' میرے پاس وقت بہت کم ہے۔"

"نہیں.......... میں آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کر سکتا۔"

"تم.......... میرے حکم سے انکار کر سکو گے؟" بزرگ کا لہجہ خشک اور سرد تھا' ان کی آنکھوں میں جلال کی کیفیت موجزن تھی۔

"آپ اس روئی کا کیا کریں گے؟"

"یہ سوچنا میرا کام ہے ...." سفید ریش بزرگ نے جھلا کر جواب دیا۔ پھر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر فیصل کا ہاتھ تھاما تو فیصل کے اوپر غنودگی کی کیفیت طاری ہونے لگی اس نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی بھرپور کوشش کی لیکن اس کی قوت مدافعت بتدریج کمزور پڑتی جا رہی تھی پھر نیند کا غلبہ اتنی تیزی سے طاری ہوا کہ وہ دنیا و مافیا سے بے خبر ہوتا چلا گیا.......... !!

شنکر پر جنونی کیفیت طاری تھی' وہ وحشت بھری نظروں سے جھونپڑی کے چاروں طرف نظر دوڑا رہا تھا' اسے یقین تھا کہ وہاں ان کے سوا کوئی اور بھی تھا' اسی شبے کے پیش نظر اس نے ایک آزمودہ منتر پڑھ کر اپنے طاغوتی جال کو اس طرح پھیلا دیا تھا کہ کوئی نادیدہ شے بھی اس حصار سے باہر نہیں جا سکتی تھی' اسے قوی امید تھی کہ وہاں جو کوئی بھی تھا یا تو خود کو ظاہر کرنے پر مجبور ہو جائے گا یا پھر خوفناک بلاؤں سے ٹکرا کر ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا تھا' اس بار بھی اس کا عمل خالی گیا تھا' وہاں جو قوت بھی تھی وہ شنکر کی قوت سے زیادہ طاقت ور تھی جس نے اس کے بیروں کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔

"سفید مالا کے پوتر دانے ...." شنکر کے ذہن میں ایک ہی خیال گونج رہا تھا اور یہی خیال اسے یقین دلا رہا کہ فیصل اس کے آس پاس ہی کہیں موجود ہے جو خون آلود روئی حاصل کرنے کے بعد اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا لیکن اگر وہ فیصل ہی تھا تو پھر شوالا سے مقابلے کے وقت اس نے نظروں سے اوجھل ہو جانے والے طریقہ کار کو اپنانے سے گریز کیوں کیا تھا؟ قبیلے کے لوگوں کی موجودگی میں اس کرشمے کے مظاہرے کے بعد وہ ان کے اوپر زیادہ بہتر طور پر اپنا سکہ جما سکتا تھا اور شوالا کو زیادہ آسانی سے موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا؟

مختلف خیالات اس کے ذہن میں گڈ مڈ ہو رہے تھے' یہ بھی ممکن تھا کہ فیصل کو تسبیح کے دانوں کا مختلف استعمال پہلے سے نہ معلوم رہا ہو اور اسی دیوانے نے جس نے فیصل کو ایک بار ٹرک کے خوفناک حادثے سے بروقت بچا لیا تھا خون آلود روئی کے حصول کے بعد اسے ایک بار پھر اپنی لازوال قوتوں سے نواز دیا ہو۔ "یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا۔" شنکر نے سوچا' سیاہ قوتوں کا توڑ کرنے کی خاطر رحمانی طاقتوں کا جوابی حملہ اس کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی' دوسرے کئی معاملات میں بھی وہ ایسے ہی واقعات سے دوچار ہو چکا تھا لیکن موجودہ صورت حال اس کے لئے سب سے زیادہ پریشان کن تھی' وہ طاقت کے اس انمول خزانے کو جو اس وقت فیصل کی تحویل میں تھا ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا تھا' بڑی دیر تک وہ ذہنی جمناسٹک کرتا رہا پھر اس نے ایک آخری فیصلہ کر لیا جو کام وہ سختی سے نہیں نکال سکا تھا وہ نرمی سے بھی نکالا جا سکتا تھا' وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی راستہ اختیار کر سکتا تھا' اسے آم کھانے سے غرض تھی پیڑ گننے سے کوئی سروکار نہیں تھا' یوں بھی اسے علم تھا کہ اگر رحمانی قوتیں فیصل کی پشت پناہی کر رہی ہیں تو کالی قوتیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی'

اپنے ذہن میں ایک نیا منصوبہ مرتب کرنے کے بعد اس نے جاوید کو دیکھا جو ابھی تک روپا کو حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔

"میرے متر..............." شنکر کے ہونٹوں پر بڑی مکارانہ مسکراہٹ ابھری' اس نے بڑی نرمی سے جاوید کو مخاطب کیا۔ "اتنی کڑی نظروں سے تم روپا رانی کو کیوں دیکھ رہے ہو............... کیا بہت زیادہ ناراض ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اپنے راستے الگ الگ کر لینے چاہئیں۔" جاوید نے روکھے لہجے میں کہا۔ "یوں بھی میرے اور تمہارے درمیان کوئی گہرا تعلق نہیں ہے۔"

"ایسی بھی کیا بے رخی۔" شنکر نے دوستانہ انداز اختیار کیا۔ "اگر تمہیں روپا رانی کی کوئی بات بری لگی ہے تو وہ ہاتھ باندھ کر تم سے شما مانگ لے گی۔"

"تم نے شاید ابھی تک میرے بارے میں غلط رائے قائم کر رکھی ہے۔" جاوید نے بدستور خشک انداز میں جواب دیا۔ "میں بلاوجہ لوگوں سے بے تکلف ہونے کا عادی نہیں ہوں۔"

"اگر یہ بات ہے تو کوئی وجہ تلاش کر لو۔" شنکر نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "روپ کی پوجا کرنے کے تو سو بہانے ہوتے ہیں' ایک بار غور سے تم روپا رانی کو دیکھو توسہی' تمہیں اس میں پریم کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے نظر آئیں گے۔"

"میں ایک سمندر میں غوطے لگانے کے بجائے تپتے ریگستان کی گرم ریت پھانکنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔" جاوید حقارت سے بولا۔

"غصہ تھوک دو میرے متر ...." شنکر سنجیدگی سے بولا۔ "ہمیں پردیس میں کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ جانے کے بجائے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلنے کی ضرورت ہے .... دوسری صورت میں شاکا اور انگروما ہمیں کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کر کے دیوتاؤں کے چرنوں میں بھینٹ چڑھانے سے دریغ نہیں کریں گے' ہمیں ابھی فیصل کے بارے میں بہت کچھ سوچنا ہے۔"

"کیا تمہیں ابھی تک اس سلسلے میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی؟"

"مجھے پورا وشواس ہے کہ وہ اسی جزیرے پر ہمارے آس پاس موجود ہے۔"

"کیا تمہاری کالی قوتوں نے اس کا سراغ پالیا ہے۔"

"ہاں ...." شنکر نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بڑے ٹھوس لہجے میں کہا "میں نے اسے تلاش کر لیا ہے لیکن ابھی وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہی ہے

گا۔"

"کیا مطلب ...."۔

"انگروما ...." شنکر نے سرسراتے انداز میں جواب دیا۔ "وہ جتنا دھرتی کے اوپر ہے اتنا ہی اندر بھی ہے' شاکا کی نظریں بھی ابھی تک اس کا بھید نہیں پاسکیں' وہ بہت جلد شاکا کو بھی اپنے راستے سے دور کر دے گا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" جاوید نے وضاحت چاہی۔ "شاکا اور انگروما کی اندرونی کشمکش کا فیصل کی گمشدگی سے کیا تعلق ہے؟"

"بہت گہرا تعلق ہے میرے متر..............." شنکر نے جاوید کو شیشے میں اتارنے کی خاطر نہایت سنجیدگی سے کہا۔ "میں نے طاقت کے جس انمول خزانے کو حاصل کرنے کی خاطر اپنا جیون داؤ پر لگا دیا ہے اس کا تھوڑا بہت علم شاکا کو بھی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ خزانہ کہاں ہے' اس کے برعکس انگروما کو بہت کچھ معلوم ہے' شاید وہ یہ بھی جانتا ہے کہ میں بھی اس کی تلاش میں بھٹکتا یہاں تک پہنچا ہوں' انگروما بڑے عرصے سے اس طاقت کے خزانے کو اس کی اصلی جگہ سے ہٹا کر کسی اور جگہ منتقل کرنا چاہتا تھا اور یہ سنہری موقع اس روز انگروما کے ہاتھ آگیا جس روز ہم دیوتا کے سامنے غار میں جمع ہوئے تھے۔"

"کیا ...." جاوید نے چونک کر پوچھا۔ "کیا فیصل کی گمشدگی میں انگروما کا ناپاک ہاتھ شامل ہے؟"

"دھیرج سے کام لے میرے متر! شنکر نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلیں' میں بہت جلد انگروما کو ٹھکانے لگا دوں گا لیکن اس کے لئے ہمیں سے درکار ہوگا۔" شنکر نے کہا۔ انگروما نے بڑی دوراندیشی اور چالاکی سے کام کیا ہے' اس نے ایک تیر سے کئی شکار کئے ہیں' مونیکا کو موت کے گھاٹ اتار کر اس نے شاکا کی توجہ ادھر بٹا دی اور بڑی خوبصورتی سے طاقت کے انمول خزانے کو فیصل سمیت غائب کر دیا .... شیش ناگ اس خزانے کا رکھوالا تھا' انگروما نے اپنی کالی شکتی کے زور سے اسے بھی ٹھکانے لگا دیا۔"

"کیا یہ درست ہے کہ شیش ناگ کا قاتل زہر..............." جاوید نے ایک جملہ ادھورا چھوڑ کر روپا کی سمت دیکھا۔

"اب غصہ تھوک دو میرے دوست۔ شنکر نے کہا پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "ہاں' یہ ٹھیک ہے کہ شیش ناگ کا قاتل زہر روپا رانی کی آنکھوں میں موجود ہے' تم راگھو کی موت کا تماشا اپنی نظروں سے دیکھ چکے ہیں۔"

اگر تمہیں علم ہے کہ انگروما نے فیصل کو قید کر رکھا ہے تو تم اسے اپنی قوتوں کے زور سے............"

"یہ اتنا آسان نہیں جتنا تم سوچ رہے ہو۔" شنکر نے تیزی سے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "انگروما بھی مہان شکتی کا مالک ہے' ہمیں اس کی شکتی کا توڑ کرنے کی خاطر بڑی ہوشیاری سے کام لینا ہو گا............ اس طرح کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم انگروما کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے"۔

"میں نے ہارنا نہیں سیکھا میرے متر............ یہ اور بات ہے کہ قسمت ابھی میرا ساتھ نہیں دے رہی۔"

"اگر شاکا کو اس بات کا علم ہو جائے کہ انگروما اس کے ساتھ غداری کر رہا ہے تو اس کا ردعمل کیا ہوگا؟"

"میں نے بھی یہی سوچا تھا لیکن پھر اپنا خیال ترک کردیا۔

"کیوں............؟"

" ابھی تک انگروما کو علم نہیں کہ ہم بھی اس کا راز جان چکے ہیں۔" شنکر نے کہا۔ " حالات کا انکشاف ہو جانے کے بعد وہ ہمارا دشمن ہوجائے گا رہا شاکا تو انگروما قبیلے کے عوام سے ڈرتا ہے ورنہ اب تک وہ شاکا کو بھی ٹھکانے لگا چکا ہوتا۔"

"روپا ابھی تک خاموش تھی وہ حیرت سے شنکر کو دیکھ رہی تھی' اس کی سمجھ میں شنکر کی بات نہیں آ رہی تھی لیکن وہ اتنا ضرور محسوس کر رہی تھی کہ شنکر کسی خاص مصلحت کی بناء پر جاوید کو خود سے راضی کرنا چاہتا ہے۔"

"اور اگر ہم شاکا کو ٹھکانے لگا دیں تو............"

"انگروما کی مشکل اور آسان ہو جائے گی۔" شاکا کی موت کے سلسلے میں وہ ہمیں بھی اذیت ناک موت سے دوچار کردے گا اور قبیلے کے لوگوں کو اس بات کا شبہ بھی نہیں ہو سکے گا اصل مجرم کون ہے .... نہیں میرے دوست' یہ کام اتنا آسان نہیں جتنا تم محسوس کررہے ہو ' ہمیں بہت سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھانا ہوگا .... ایک معمولی سے غلطی بھی سارا بنا بنایا کھیل بگاڑ سکتی ہے۔"

"پھر تمہارے ذہن میں کیا ہے............؟" جاوید نے الجھتے ہوئے کہا۔ "ہم انگروما سے کس طرح چھٹکارا حاصل کر سکیں گے؟"

"ایک طریقہ ممکن ہے۔" شنکر نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "اگر فیصل کسی طرح تم سے رابطہ قائم کرلے تو ہماری مشکل آسان ہو سکتی ہے۔"

"کیا مطلب ...." جاوید نے حیرت کا اظہار کیا۔ "جب وہ قید میں ہے تو بھلا مجھ سے کس طرح رابطہ قائم کر سکتاہے؟"

"تم سفید مالا کو بھول رہے ہو .... اس کے پوتر دانوں کی شکتی اپرم پار ہے' انگروما کی کالی اور پراسرارطاقتیں بھی سفید مالا کا توڑ نہیں کر سکتیں' مجھے حیرت ہے کہ تمہارے دوست نے ابھی تک مالا کے دانوں کا استعمال کیوں نہیں کیا؟"

"ہو سکتا ہے کہ انگروما نے اسے اپنی گندی قوتوں کے ذریعے مفلوج کر دیا ہو اور اسے تسبیح کے دانوں کا خیال نہ آیا ہو۔"

"تم پریشان مت ہو کچھ سمے ضرور لگے گا لیکن مجھے وشواس ہے کہ انگروما کا انت بھی میرے ہی ہاتھوں ہوگا۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا پھر روپا کی طرف دیکھ کر بولا۔ "تم نے میرے دوست کے ساتھ جس انداز میں گفتگو کی تھی وہ تمہیں شوبھا نہیں دیتی۔"

"کیا تم مجھے شما نہیں کرو گے۔" روپا نے شنکر کا اشارہ سمجھتے ہوئے جاوید سے کہا۔

"فیصل کی گمشدگی نے مجھے بھی تمہاری ہی طرح الجھا دیا ہے۔"

"مجھے تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے لیکن تمہارا تحکمانہ لب و لہجہ مجھے پسند نہیں آیا تھا۔"

"ایک بار شما کر دو .... دوبارہ میں تم سے بہت پریم سے بات کروں گی۔" روپا نے اتنے پیار سے کہا کہ جاوید ایک لمحے کو گڑبڑا گیا بہت دیر تک ان کے درمیان فیصل کی بازیابی کی گفتگو ہوتی رہی پھر روپا نے کہا۔

"فیصل کے ملتے ہی ہم اس منحوس جزیرے کو ہمیشہ کے لئے پرنام کر کے واپس لوٹ چلیں گے۔"

"ہماری واپسی اتنی آسان نہیں ہوگی جتنا تم سمجھ رہی ہو۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ کام تم روپا پر چھوڑو ...." روپا کے لہجے میں اعتماد جھلک رہا تھا۔ "واپسی کا بندوبست میں کر دوں گی۔"

"بات کیا ہے روپا رانی ...." شنکر نے اسے غور سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اس سے تو تم بھی بہت اونچے سروں میں بول رہی ہو' کیا شوالا نے تمہیں واپسی کے راستے

سے آگاہ کر دیا تھا؟"

"نہیں ...." روپا نے مسکرا کر کہا۔ "ہماری یہ مشکل راڈرک نے آسان کر دی ہے"۔

"کیا مطلب" جاوید نے دلچسپی لیتے ہوئے دریافت کیا۔

"وہ تمہاری طرح کٹھور دل کا مالک نہیں ہے، میری ایک ہی مسکان نے اسے میرا دیوانہ بنا دیا تھا۔" روپا نے ایک خاص ادا سے جاوید کو دیکھتے ہوئے کہا پھر اپنی اور راڈرک کی گفتگو کی تفصیل بیان کرنے لگی، جاوید نے اور شنکر دونوں ہی پوری طرح ہمہ تن گوش تھے۔

○

فیصل کتنی دیر تک غنودگی یا بے ہوشی کی کیفیتوں سے دوچار رہا۔ اسے اس کا مطلق کوئی علم نہیں تھا لیکن دوبارہ ہوش آنے پر اس نے خود کو ایک کھلے میدان میں پایا جو سیاہ فام حبشیوں کی آبادی سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اسے اپنا ذہن بوجھل محسوس ہو رہا تھا ایک لمحے تک وہ چت پڑا یوں آسمان کو تکتا رہا جیسے خواب کی کیفیت سے دوچار ہو لیکن پھر ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا، اس کے ذہن میں گزری ہوئی باتیں تازہ ہو رہی تھیں ....، سفید ریش بزرگ نے اس سے کنارہ کشی کا فیصلہ کر لیا تھا، فیصل نے درخواست کی تھی کہ وہ اس کے اور شنکر کے درمیان ایک ناقابل عبور دیوار حائل کر دیں تاکہ وہ طاقت کے انمول خزانے سے پوری طرح فائدہ حاصل کر سکے مگر جواب میں بزرگ نے اس سے روئی کے پیکٹ کا مطالبہ کر دیا، اس کے انکار نے بزرگ کے چہرے پر جلال پیدا کر دیا تھا پھر بزرگ نے اس کا ہاتھ تھاما تو اس کا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا اور اب وہ ایک کھلے میدان میں موجود تھا، فوری طور پر فیصل نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اس کا دل دھک سے رہ گیا، خون آلود روئی کا پیکٹ اس کی جیب میں نہیں تھا، شاید بزرگ نے بے ہوشی سے دوچار کرنے کے بعد طاقت کے اس انمول خزانے کو اس سے چھین لیا تھا۔

فیصل کے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں، اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا اگلا قدم کیا ہونا چاہئے، جس طاقت کے بل بوتے پر اس نے مستقبل میں شنکر کو زیر کرنے اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کے خواب دیکھے تھے وہ اس سے چھن چکی تھی پھر اسے جاوید کا خیال آیا جو اس کی خاطر شنکر جیسے شاطر مکار اور پراسرار قوتوں کے مالک سے بھی ٹکرانے

کو تیار تھا۔ اس نے شنکر کی نگاہ ہی میں جاوید کے لئے موت کا بھیانک پیغام پڑھا تھا لیکن حالات نے اسے ایک بار پھر بے بس کر دیا تھا، وہ اپنے دوست کی کوئی مدد کرنے سے قاصر تھا اسے یہ بھی علم نہیں تھا کہ وہ اس جھونپڑی سے کتنی دور ہے جہاں شنکر اپنی کالی قوتوں کے ذریعے اسے گھیر کر بے نقاب کرنے کی کوششوں میں مصروف تھا، خون آلود روئی کے حصول کی خاطر وہ بھی دیوانہ ہو رہا تھا، اگر بزرگ نے اسے تسبیح کے دانوں کے استعمال کا وہ طریقہ نہ بتایا ہوتا تو شاید اب تک شنکر اسے اپنے راستے سے ہٹا کر اپنا مدعا حاصل کر چکا ہوتا۔

"تسبیح کے دانوں کا خیال آتے ہی فیصل کو اپنے خون کی گردش دوبارہ بحال ہوتی محسوس ہوئی۔ وہ ان دانوں کا کرشمہ دیکھ چکا تھا۔ شنکر ابھی تک ان متبرک دانوں کا راز نہیں پا سکا تھا۔ ان ہی دانوں کے ذریعے اس نے شوالا جیسے طاقت ور شخص کا سرنیچا کیا تھا اور عقرب دیوتا کی عظیم قوتوں کو نیست ونابود کیا تھا، مجذوب کا وہ تحفہ لازوال کرشموں کا حامل تھا، وہ ان دانوں کے ذریعے شنکر کا قلع قمع بھی کر سکتا تھا اور اپنے ان دشمنوں سے بھی ٹکرا سکتا تھا جو اسے موت کے گھاٹ اتارنے کے منصوبے بنا رہے تھے، فیصل کو اپنی حماقت کا احساس بڑی شدت سے ہو رہا تھا، شاید اس نے ابھی تک شنکر کے سلسلے میں نرم رویہ اختیار کر کے عقلمندی کا ثبوت نہیں دیا تھا، سانپ کو آستین میں پالنا اور دودھ پلا کر اسکی پرورش کرنا، دانشمندی کے منافی تھا، شاکا اور انگروا، شنکر کے مقابلے میں ثانوی حیثیت کے مالک تھے لیکن سفید ریش بزرگ کی نصیحت پر عمل کرتے وقت وہ شنکر جیسے دشمن کو بھی فراموش کر بیٹھا تھا اور اب وہی بزرگ اس سے کنارہ کش ہو کر اسے بے یارومددگار چھوڑ گئے تھے۔

"فیصل نے نظریں گھما کر حبشیوں کی اس آبادی کی سمت دیکھا جہاں شاکا اور انگروا جیسے دشمن ابھی تک موجود تھے اس نے طے کر لیا تھا کہ اب وہ اپنے حریفوں کے ساتھ کسی نرم دلی کا مظاہرہ نہیں کرے گا، راستے کی ہر اس دیوار کو ٹھوکر مار کر گرا دے گا جو اسے آگے بڑھنے سے روکنے کی کوشش کرے گی۔

"شنکر..........." فیصل نے خلا میں گھورتے ہوئے حقارت سے شنکر کے تصور کو مخاطب کیا۔ "تیری زندگی کے لمحات اب گنے چنے رہ گئے ہیں، تو نے دوستوں کے ساتھ دغا کی تھی، تو فریب کا سہارا لے کر ہمیں موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا تھا لیکن تیری گندی اور ناپاک قوتیں تیرے کسی کام نہ آ سکیں، اب میری باری ہے، میں تجھے بتا دوں گا کہ موت کا تصور کس قدر بھیانک اور ہولناک ہوتا ہے، تیری موت عبرتناک ہو گی، تو نے دوستی کے نام پر خود غرضی کا جو ناٹک رچایا تھا اب اس کے ختم ہونے کا وقت قریب آ رہا ہے، میں تجھے

دھوکے سے نہیں للکار کر موت سے ہمکنار کروں گا' میں دیکھوں گا کہ تیری ناپاک ہستی اب اس دھرتی پر کتنی دیر تک اپنا توازن برقرار رکھ سکتی ہے .... تو اپنے جنتر منتر کے تمام بیروں کو اکٹھا کر لے لیکن مجذوب کی بابرکت تسبیح کا محض ایک دانہ تیرے وجود اور تیری جادوگری پر حاوی ہوگا۔"

فیصل کی نگاہوں میں انتقام کے شعلے بھڑک رہے تھے اس کے تصور میں شنکر' شاکا اور انگردما کے منحوس چہرے ابھر رہے تھے وہ ان چہروں کو خون میں لتھڑا دیکھنے کا متمنی تھا اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اب وہ طوفانی انداز میں قہربن کر اپنے حریفوں پر ٹوٹے گا اور ان کے وجود کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دے گا' پھر ایک نئے عزم اور حوصلے کے ساتھ اس نے وحشیوں کے قبیلے کی سمت قدم بڑھانے کی کوشش کی لیکن کسی کے قہقہوں کی آواز نے اسے اپنی سمت متوجہ کر لیا' فیصل نے پلٹ کر تیزی سے دیکھا پھر دیکھتا ہی رہ گیا' اسے اپنی قوت بصارت پر شبہ ہو رہا تھا' وہ پھٹی پھٹی حیرت بھری نظروں سے مجذوب کو دیکھ رہا تھا جو اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا دیوانہ وار قہقہے لگا رہا تھا' اس کی حالت آج بھی ویسی ہی تھی جیسی روز اول تھی وہ نگاہوں کا فریب نہیں تھا' حقیقت تھا' آج بھی اس کے جسم پر نظر آنے والا لباس چیتھڑوں کی صورت میں جھول رہا تھا' اس کی داڑھی اور سر کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے تھے وہ سر سے پاؤں تک غلاظتوں میں لتھڑا دکھائی دے رہا تھا' اس کے گال پر آج بھی گہرے زخم کا نشان موجود تھا جس سے پیپ بہہ رہی تھی لیکن وہ پھر بھی اپنے وجود میں مست دکھائی دے رہا تھا' اس کے گلے میں رنگ برنگی تسبیحیں لٹک رہی تھیں' اس کی آنکھوں میں خون کی گہری سرخی تیر رہی تھی' وہ مستانوں کی طرح حلق پھاڑ کر قہقہے بلند کر رہا تھا' بار بار فیصل کی جانب انگلی اٹھا کر جھٹک رہا تھا' انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ فیصل کا مذاق اڑا رہا ہو' بظاہر وہ دیوانہ ہی نظر آتا تھا لیکن اس کے چہرے پر جلال کی تمام علامتیں موجود تھیں۔ فیصل اسے حیرت سے دیکھتا رہا' اس نے ایک بار اسے ٹرک کے ہولناک حادثے سے نجات دلائی تھی۔ پھر وہ اپنی سفید تسبیح چھوڑ گیا تھا جس کے دانوں نے فیصل کو موت کے سرد ہاتھوں سے نجات دلائی تھی۔ آج ایک بار پھر وہ اس کی نگاہوں کے سامنے موجود تھا۔ فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' وہ عقیدت مندی سے مجذوب کو دیکھتا رہا پھر اس کے قریب جا کر بڑی عاجزی سے بولا۔

"بابا .... تم ٹھیک وقت پر پہنچے ہو' میرے دشمنوں نے مجھ پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے' وہ میری موت کے درپے ہیں۔"

مجذوب کے قہقہے یکدم تھم گئے۔ وہ عجیب انداز میں دیدے نچا نچا کر فیصل کو یوں گھورنے لگا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو پھر وہ پاگلوں کی طرح اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور تیز تیز پلکیں جھپکانے لگا' اس کے ہاتھ چہرے کے زخم کو کھرچنے میں مصروف تھے جن سے اب پیپ کے ساتھ خون بھی رس رہا تھا لیکن شاید وہ ان زخموں سے بے نیاز تھا۔

"مجھے غور سے دیکھو بابا .... میں وہی بدنصیب ہوں جسے تم نے ایک بار پہلے بھی اپنی نظر کرم سے نوازا تھا۔"فیصل نے مجذوب کو گھورتے ہوئے کہا۔ "آج پھر مجھے تمہاری رہنمائی کی ضرورت ہے۔"

"وہ مارا ...."مجذوب نے اسے گھورتے گھورتے یکلخت اچھل کر کہا۔

"سب چھو منتر ہو گیا .... ٹائیں ٹائیں فش ...."

"تم میری کیفیت سے واقف ہو' میرے دل پر جو بیت رہی ہے وہ آنکھوں سے عیاں ہے' مجھے مایوس نہ کرنا میرے محترم ورنہ میں بھٹک جاؤں گا۔"

"لوٹن کبوتر کی طرح قلابازی لگانی شروع کر دے..............."

مجذوب نے آنکھ مار کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "چھم....... چھما چھم...... پاؤں میں گھنگھرو باندھ کر ٹھمکے لگا۔ کھایا پیا سب ہضم ہو جائے گا۔"

"تم کیا ہو' میں جانتا ہوں۔" فیصل نے بڑی عقیدت سے کہا۔ "بس ایک نظر کرم کر دو بابا کشتی پار لگا دو۔"

"لپک کر بازار سے کنجے خرید لا ...."مجذوب نے آسمان کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔ "بادل چھٹ گئے تو پھر ہاتھ ملتا رہے گا۔"

"تمہارے اشارے میری سمجھ سے باہر ہیں۔"فیصل نے ہاتھ باندھ کر کہا۔ "اپنے گلے سے ایک اور تسبیح اتار کر میرے گلے میں ڈال دو .... تمہارے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

"بغلیں بجانی شروع کر دے ...." مجذوب نے معنی خیز لہجے میں سرگوشی کی۔" میری بات گرہ سے باندھ لے' جو کچھ پلے ہے سب داؤ پر لگا دے' سیاہ رنگ کا گھوڑا ہٹ جائے گا' لیکن خبردار .... کسی اور کو خبر نہ ہو ورنہ ریس چوپٹ ہو جائے گی .... کیا سمجھا؟"

"میں .... میں کچھ نہیں سمجھا بابا .... تم میرے حق میں دعا کرو۔"

"سنبھل .... سنبھل۔" اچانک مجذوب نے وحشت ناک انداز میں دونوں ہاتھ سرپر رکھ کر کہا۔ "آسمان گرا تو چٹنی بھی کھانی نصیب نہیں ہوگی .... آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہا ہے .... کپڑے اتار کر گلے سے لپیٹ اور سرپٹ دوڑ لگا دے۔"

"تم .... تم مجھے ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو لیکن میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

"بکواس کرتا ہے .... آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔" مجذوب کے تیور خطرناک ہوگئے۔

"خبردار .... ہوشیار .... کمینے کو کندھے سے اتار کر پھینک دے ورنہ بینڈ بج جائے گا .... کنچے بکھر گئے تو فاختہ کی دم سے لٹکا پھرے گا .... دم لگایا کر .... دم .... سب غم چھو منتر ہو جائے گا ...."

"شنکر کو میرے راستے سے ہٹا دو بابا ...." فیصل نے گڑگڑا کر کہا۔ "وہی میرے راستے کا سب سے خطرناک کانٹا ہے' تم چاہو تو ایک اشارے سے بساط کا رخ پلٹ سکتے ہو۔"

"پیچھا کر .... دیکھ جانے نہ پائے" مجذوب نے ہانک لگائی۔ "جیب کٹ گئی تو کنکوے کیسے اڑائے گا .... ڈھیل سے پیچ لڑانے کی عادت ڈال لے نہیں تو کٹنے سے جائے گا .... اور سن .... میرا ایک کلم کرے گا۔" مجذوب نے آخری جملہ بڑی رازداری سے کہا۔

"تم حکم دو بابا .... میں تمہارے اشارے پر زندگی بھی قربان کر سکتا ہوں۔"

"چہرے پر بھبوت مل کر الٹا کھڑا ہو جا .... چلم بھر کر پینی شروع کر دے .... کپڑے پھاڑ کر دیوانگی اختیار کر لے .... کنچوں سے کھیلنا چھوڑ دے ورنہ ہاتھ ملتا رہ جائے گا ...." مجذوب راز و نیاز کے انداز میں باتیں کر رہا تھا پھر اچانک وہ اچھل کر پلٹا اور پلک جھپکتے میں نظروں سے اوجھل ہوگیا ....

"بابا .... واپس لوٹ آؤ۔" فیصل نے تڑپ کر کہا۔ "تم نے مجھے مایوس کر دیا تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔"

"کس سے باتیں کر رہے ہو میرے متر ...."

"پشت سے شنکر کی مانوس آواز سنائی دی تو فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' اس نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا' شنکر اس کے قریب کھڑا اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا' اس کی مسکراہٹ میں زہر کی آمیزش اور کامیابی کی خوشی بھی شامل تھی' فیصل کو پہلی بار احساس ہوا کہ تسبیح کا دانہ اس کے منہ میں نہیں ہے' اس نے کچھ سوچ کر جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن ایک بار پھر اسے مایوسی کا شکار ہونا پڑا۔

"مجذوب کی تسبیح کے متبرک دانے بھی اس کی جیب میں نہیں تھے.....!!"



شنکر کے چہرے پر نظر آنے والی غلیظ مسکراہٹ فیصل کے خون کی گردش کو تیز کر رہی تھی لیکن جیب میں ہاتھ ڈالتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے عرش سے اٹھا کر فرش پر پھینک دیا ہو' سفید تسبیح کے متبرک دانے اس کی جیب سے غائب تھے......!

صرف چند لمحے پیشتر اس نے عالم تصور میں شنکر کو للکار کر اس کو موت کا پیغام دیا تھا اس نے طے کیا تھا کہ اب وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرے گا۔ ایسی تمام رکاوٹوں کو پیر کی ٹھوکر مار کر اپنے راستے سے ہمیشہ کے لئے دور کر دے گا جو اسے منزل تک پہنچنے سے روکتی رہی ہیں' شوالا کو زندگی کی قید سے آزاد کر کے اس نے اپنی ماں کی اذیت ناک موت کا انتقام پورا کیا تھا لیکن خلش ابھی باقی تھی' ابھی شاکا کا منحوس وجود باقی تھا جس نے اسے دیوتاؤں کے عتاب کا نشانہ بنانے کی سازش کی تھی۔ ابھی شنکر باقی تھا جس نے طاقت کے انمول خزانے کی خاطر اسے اپنے خوبصورت جال میں پھانس کر شکار کرنے کی کوشش کی تھی' ابھی اسے اپنی کھوئی ہوئی ساکھ اور عزت کو بحال کرنے کی خاطر بہت کچھ کرنا تھا وہ نقصان پورے کرنے تھے جو شوالا کی گندی اور ناپاک قوتوں نے اسے پہنچائے تھے۔

فیصل کو یقین تھا کہ خون آلود روئی کے ذریعے وہ لازوال طاقت کا مالک بن جائے گا لیکن سفید ریش بزرگ نے اس سے قطع تعلق کرنے کے ساتھ ساتھ وہ پیکٹ بھی چھین لیا تھا' بزرگ نے کہا تھا کہ وہ بدی کے راستوں پر اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا' طاقت کا انمول خزانہ ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اس کی وحشتوں میں اور اضافہ ہو گیا' اب اس کے پاس صرف مقدس تسبیح کے دانے رہ گئے تھے' وہ ان کے استعمال میں کوئی تاخیر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مجذوب کی آمد نے اس کی رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھیر دیا' اس کا خیال تھا کہ مجذوب کا ظہور اس کے لئے نیک ثابت ہو گا مگر ایسا نہیں ہوا' شاید خدا کے اس نیک بندے نے بھی بزرگ کی طرح اسے حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینے کی ٹھان لی تھی' وہ اشاروں کنایوں میں فیصل کو وقت کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتا رہا۔ پھر تسبیح کے دانے

غائب کر کے خود بھی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور قسمت نے ایک بار پھر اسے شنکر کے رحم و کرم پر بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا تھا میرے دوست!" شنکر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "ابھی تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟"

"اسی مستانے سے جس نے ایک بار مجھے ٹرک کے حادثے میں بچایا تھا۔" فیصل نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"وہی جس نے تمہیں سفید مالا دان کی تھی؟" شنکر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں......"

"اب وہ کس کارن آیا تھا؟" شنکر نے تیزی سے دریافت کیا۔

"وہ .... وہ اپنی تسبیح کے دانے واپس لے گیا۔" فیصل کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"سمجھا......" شنکر کے تیور تیکھے ہو گئے۔ "یہی کارن ہے جو تم اندھیرے سے اجالے میں آ گئے' پرنتو ایک بات سمجھ میں نہیں آئی' اس دیوانے نے تم سے مالا کے پوتر دانے واپس کیوں لے لئے؟"

"وہ حق اور سچائی کا علم بردار ہے .... برائی کے غلط راستوں پر میری راہنمائی اسے منظور نہیں تھی۔"

"چنتا کس بات کی ہے؟" شنکر کے ہونٹوں پر طنز بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔ "میں جو تمہارے ساتھ ہوں"

"تم نے طاقت کے انمول خزانے کے بارے میں کچھ دریافت نہیں کیا۔"

"اتنی جلدی بھی کیا ہے .... سکون کے دو چار سانس لے لو پھر آرام سے بات ہو گی۔" شنکر زہرخند سے بولا اس کی تیز نظریں بدستور فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"شنکر......" فیصل نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا تم میرا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"مذاق تو تم نے کیا ہے میرے متر۔" شنکر سنجیدہ ہو گیا۔ "کیا تم کو اندازہ ہے کہ تم نے شنکر کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر اسے کتنی تکلیف پہنچائی ہے۔"

"حالات میرے اختیار سے باہر تھے۔" فیصل نے سنبھل کر جواب دیا۔ "جو کچھ ہوا اس میں میری مرضی یا ارادے کو کوئی دخل نہیں تھا۔"

"سوچ سمجھ کر بات کرنا پرنس........" شنکر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے

کہا۔ "تم اس سے شنکر سے بات کر رہے ہو' میری آنکھیں تمہارے من کے اندر جھانکنے کی شکتی بھی رکھتی ہیں۔"

"کیا اب تک تم نے میرے بارے میں کچھ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی؟"

"کی تھی لیکن ان گھپ اندھیروں کو دور نہیں کر سکا جو دیوانے نے تمہارے چاروں اور پیدا کر دیئے تھے' مگر اب اور بات ہے' اب مالا کے پوتر دانے تمہارے پاس نہیں ہیں۔"

"تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو......" فیصل نے محتاط انداز میں پوچھا' اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ اب شنکر کو اصلیت سے آگاہ نہیں کرے گا' اسے یقین تھا شنکر ان باتوں کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے گا جن کا تعلق بزرگ یا مجذوب کی ذات سے تھا' وہ شنکر کی نظروں سے اوجھل رہنے کے دوران بھی اس کی بے بسی اور جھنجلاہٹ کا تماشا دیکھ چکا تھا۔

"میری ودیا کہتی ہے کہ تم نے دیوتا کے چرنوں سے شکتی کا وہ انمول خزانہ حاصل کر لیا تھا جس کو پانے کے لئے میں نے اپنا جیون داؤ پر لگا رکھا ہے۔" شنکر نے ٹھوس لب و لہجہ اختیار کیا۔ "کیا تم میری بات کو جھٹلا سکو گے......"

"نہیں......" فیصل نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں تمہاری بات کی تردید نہیں کروں گا لیکن جو کچھ میں نے کہا ہے وہ بھی غلط نہیں ہے۔"

"کیا مطلب......"

"تمہارے سمجھانے کے عین مطابق غار میں اندھیرا ہوتے ہی تیزی سے دیوتا کے الٹے پیر کی طرف لپکا تھا۔" فیصل نے کہنا شروع کیا۔ "شاید تمہاری پراسرار قوت نے مجسمے کا وہ پیر زمین سے بلند کر دیا تھا' میں نے اندھیرے میں ٹٹول کر زمین میں پیدا ہونے والے خلاء سے ایک نرم پیکٹ حاصل کر لیا تھا' میرا خیال ہے کہ اس کے اندر ہماری مطلوبہ خون آلود روئی ہی موجود تھی' میں اس پیکٹ کو جیب میں چھپا کر واپس اپنی جگہ کی طرف لوٹ رہا تھا کہ تاریکی میں کسی نے میرا ہاتھ تھام لیا ...... وہ ہاتھ برف کی مانند سرد تھا' میرے جسم میں سردی کی لہر دوڑ گئی' میں نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن خود کو سنبھال نہ سکا' میرے ذہن پر غنودگی کی شدید کیفیت طاری ہو رہی تھی' میرا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوبنے لگا' مجھے اتنا یاد ہے کہ میں لڑکھڑا کر گرنے والا تھا کہ ان ہی سرد ہاتھوں نے مجھے سنبھال لیا ...... اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ یاد نہیں' ابھی کچھ دیر پہلے میں ہوش میں آیا تو سب سے پہلے میں نے وہی پیکٹ تلاش کیا لیکن وہ میری جیب میں نہیں تھا......"

"اور مالا کے دانے......؟" شنکر نے تیزی سے سوال کیا۔

"وہ بدستور موجود تھے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے خوشی تھی کہ جس قوت نے روئی کا پیکٹ حاصل کیا تھا۔ وہ تسبیح کے دانوں کو فراموش کر گئی تھی لیکن یہ خوشی بھی زیادہ دیر برقرار نہیں رہ سکی' دیوانے کی اچانک آمد نے میرے اندر خوشی کی ایک لہر پھونک دی تھی' میرا خیال تھا کہ وہ میری مدد کو آیا ہے ...... کچھ دیر تک وہ اپنی زبان میں باتیں کرتا رہا پھر شاید اس نے تمہیں دیکھ لیا تھا جو پلک جھپکتے میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور اب ...... وہ تسبیح کے دانے بھی حیرت انگیز طور پر غائب ہو گئے ہیں ...... تم چاہو تو میری تلاشی لے کر میرے بیان کی تصدیق کر سکتے ہو۔"

"دیوانے نے تم سے کیا باتیں کی تھیں......؟" شنکر نے فیصل کے آخری جملے کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"اس کی باتیں میری سمجھ سے بالاتر تھیں۔" فیصل نے کہا پھر مجذوب کی باتوں کو دہرانے لگا۔

شنکر پوری توجہ سے فیصل کی باتوں کو سن رہا تھا' اس کی آنکھیں بدستور فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں پھر جب فیصل نے اپنی بات مکمل کر لی تو شنکر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پورے دھیان سے سوچ لو میرے متر...... کہیں ایسا تو نہیں کہ تم کوئی بات بھول رہے ہو' کوئی ایسی بات جو تمہارے خیال سے کام کی نہ ہو لیکن وہی ایک بات ہمارے لئے سب سے زیادہ کارآمد ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ میں نے تم سے کوئی بات پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کی۔" فیصل نے اطمینان سے جواب دیا پھر شنکر کے چہرے پر طاری تاثرات کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے بولا۔ "کیا یہ حقیقت ہے کہ تمہیں بھی خون آلود روئی کے پیکٹ کا کوئی علم نہیں؟"

"تم ...... کیا کہنا چاہتے ہو......"

"ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن میرا خیال ہے کہ وہ سرد ہاتھ جو غار کے گھپ اندھیرے میں میرے جسم سے ٹکرایا تھا کسی ماورائی قوت کا پراسرار ہاتھ تھا جس نے محض اس پیکٹ کو حاصل کرنے کی خاطر مجھے ذہنی طور پر بالکل مفلوج اور معطل کر دیا تھا اور وہ ہاتھ......"

"میرا بھی ہو سکتا ہے......" شنکر نے جھلا کر جملہ مکمل کیا۔

"تم میری جگہ ہوتے تو شاید تمہارا بھی یہی خیال ہوتا۔" فیصل نے جان بوجھ کر شنکر کو ٹٹولتی نظروں سے دیکھا۔ "کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"تم......" شنکر کے تیور بدل گئے۔ "تم میری آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔"

"کیا مطلب......" فیصل نے بھی قدرے تلخ لہجہ اختیار کیا۔ "کیا تم مجھے یہ باور کرانا چاہتے ہو کہ تمہیں اس پیکٹ کے بارے میں سرے سے کوئی علم نہیں ہے' تم نے ابھی اقرار کیا ہے کہ اس پیکٹ کا حصول تمہاری زندگی کا مقصد تھا' بحری عقاب سے لے کر یہاں تک میں تمہاری پراسرار قوت کے متعدد کرشمے دیکھ چکا ہوں پھر بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ تم نے اس کی طرف سے آنکھیں بند کر رکھی ہوں ...... مجھے بتاؤ' کیا غار میں وہ گھپ اندھیرا تمہاری کالی طاقت کا نتیجہ نہیں تھا......؟"

"تھا......"

"تمہاری پراسرار اور مہان شکتی ہی نے مجسمے کے الٹے پیر کو زمین سے بلند کیا تھا۔" فیصل نے تیزی سے کہا۔ "تمہارے ہی اشارے پر میں نے وہ پیکٹ زمین میں پیدا ہونے والی خلاء سے حاصل کیا تھا اور اس کے بعد ...... وہ سرد ہاتھ بھی کسی عام انسان کا نہیں تھا۔"

"تم ...... شنکر پر شبہ کر رہے ہو؟" شنکر نے اسے سپاٹ نظروں سے گھورا۔

"کیا یہ غلط ہے کہ تم براہ راست اس پیکٹ کو حاصل نہیں کر سکتے تھے اور تم نے محض اس طاقت کے حصول کی خاطر مجھ سے دوستی کی تھی؟"

"میں نے یہ سب کچھ تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا۔"

"شاید اس لئے کہ تم میرا بھرپور اعتماد حاصل کرنا چاہتے تھے۔" فیصل نے بدستور رکھائی سے کہا۔ "تم نے مجھے برابر کا حصہ دار بھی بنایا تھا لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ بعد میں تمہاری نیت بدل گئی ہو اور تم نے مجھے ایسے ناقابل یقین حالات سے دوچار کر دیا ہو جو خود میری پوزیشن کو مشکوک بنا دے۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ فیصل کو بڑی گہری اور معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا' انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اس کی باتوں کی صداقت کو اپنی پراسرار قوتوں کے ترازو میں تول رہا ہو۔

"میں اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں۔" فیصل نے تلملا کر کہا۔ "تمہارے مقابلے میں میری طاقت صفر سے زیادہ نہیں تھی' ایسی صورت میں مجھے تمہارے ساتھ کوئی سمجھوتا نہیں کرنا چاہئے تھا لیکن ...... مجھے امید نہیں تھی کہ تمہاری نظریں گرگٹ کے انداز میں اس قدر اچانک اپنا رنگ تبدیل کر لیں گی۔"

"تم ایک بات بھول رہے ہو۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "اگر وہ سرد ہاتھ میری شکتی کا چمتکار تھا تو اس ہاتھ کے ذریعے میں تمہارا انت بھی کر سکتا تھا۔"

"لیکن تم نے اس حماقت کا ثبوت نہیں دیا ...... اس لئے کہ میری موت کے بعد تم دوسرے ساتھیوں کو اپنی بے گناہی کا ثبوت نہیں پیش کر سکتے تھے۔" فیصل نے اپنی خوبصورت اداکارانہ صلاحیتوں کو بدستور جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "تم اگر شاکا اور انگروما کی نگاہوں میں دھول جھونک کر ان کے مقدس دیوتا کے قدموں کے نیچے سے وہ پیکٹ حاصل کر سکتے ہو تو مجھے جب چاہے ٹھکانے لگا سکتے ہو ...... میں اب بھی تمہارے رحم و کرم پر ہوں مگر ایک بات کا خیال رکھنا' میرا شمار ان لوگوں میں کبھی نہ کرنا جو شعبدہ بازی سے مرعوب ہو کر مداری کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں' میرا تعلق مسلمان گھرانے سے ہے اور مسلمان مر تو سکتا ہے لیکن باطل قوتوں کے سامنے سرنگوں نہیں ہو سکتا۔"

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ تم کتنی دیر ہماری نظروں سے اوجھل رہے ہو......؟" شنکر نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"کیوں ...... کیا تم نے ان ساعتوں کا شمار نہیں کیا؟" فیصل زہرخند سے بولا پھر اس نے چونکنے کی لاجواب اداکاری کرتے ہوئے پوچھا۔ "جاوید اور ہمارے دوسرے ساتھی کہاں ہیں؟"

"شنکر کی نگاہیں پاتال کا کھوج بھی لگا سکتی ہیں میرے متر" اس نے فیصل کو ایک بار پھر مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "اگر تم نے شنکر کو کوئی من گھڑت کہانی سنانے کی کوشش کی ہے تو تمہیں اس کہانی کا انجام بہت مہنگا پڑے گا۔"

"تم اپنی کالی قوتوں کے ذریعے میرے دل کی گہرائیوں میں جھانک سکتے ہو لیکن میں تمہارے جھوٹ اور سچ کا کھوج کس طرح لگاؤں گا؟"

"میں کالی کا پجاری ہوں' وشنو کا سیوک ہوں اور کالی کی مہان شکتی اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ کوئی پجاری اس کی جھوٹی قسم کھائے۔" شنکر نے پوری سنجیدگی سے کہا۔ "میں تمہیں وشواس دلانے کی خاطر کالی کی سوگند کھا کر کہہ رہا ہوں کہ مجھے اس پیکٹ کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"پھر......" فیصل نے حیرت کا اظہار کیا "وہ سرد ہاتھ......"

"اب تمہاری باری ہے میرے دوست۔" شنکر نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "تم کیا مجھے اپنی کہانی کا یقین دلانے کی خاطر کوئی قسم نہیں اٹھاؤ گے؟"

"میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے اس بات کا کوئی علم نہیں ہے کہ وہ پیکٹ کہاں ہے۔" فیصل نے محتاط انداز میں قسم کھائی تو شنکر کے چہرے کا تناؤ بتدریج کم ہوتا چلا گیا' ایک لمحے تک وہ خاموش کھڑا خلاء میں گھورتا رہا۔ پھر ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"تم کوئی چنتا نہ کرو .... میں بہت جلد اس کا کھوج لگا لوں گا۔"

فیصل نے ایک بار پھر حیرت بھری نظروں سے شنکر کو دیکھا لیکن زبان سے کچھ نہیں کہا' اسے خوشی تھی کہ شنکر کو اس کی کہانی پر یقین آ گیا تھا' اس نے طے کر لیا تھا کہ آخری وقت تک اسی کہانی پر قائم رہے گا' شنکر بدستور کسی گہری سوچ میں غرق تھا' فیصل نے بھی بات کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی' واپسی کا راستہ اسی خاموشی سے گزر گیا' فیصل کا ذہن جاوید کے بارے میں سوچ رہا تھا' اسے اندیشہ تھا کہ کہیں شنکر نے ناکامی سے جھنجلا کر جاوید کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی ہو لیکن اس کا اندیشہ غلط ثابت ہوا' جاوید اس وقت بے چینی کے عالم میں جھونپڑی کے باہر ٹہل رہا تھا جب شنکر اور فیصل وہاں پہنچے۔ وہ تیزی سے لپک کر فیصل سے بغل گیر ہو گیا۔ پھر جاوید کے اصرار پر فیصل نے اسے بھی وہی سرد ہاتھ والی کہانی سنا دی جو شنکر کو سنا چکا تھا' روپا نے اس کہانی پر کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا' اپنی جگہ چپ چاپ بیٹھی فیصل کو ٹکٹکی باندھے گھورتی رہی۔

"اب ہمارا آئندہ پروگرام کیا ہو گا؟" جاوید نے کہا۔ "کیا اب بھی ہمارا یہاں مزید رکنا ضروری ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ ہم شاکا کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔" فیصل نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"پہلے میرا بھی یہی خیال تھا لیکن اب روپا نے ہمارے لیے یہ مرحلہ بہت آسان اور سہل کر دیا ہے۔" جاوید نے کہا پھر فیصل کو روپا اور راڈرک کے درمیان ہونے والی گفتگو کی تفصیل سنانے لگا۔

"اگر راڈرک اب بھی اپنی پیشکش پر آمادہ ہے تو ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔" فیصل نے کہا۔ "یہاں سے فرار ہونے کا یہ سنہری موقع شاید ہمیں دوبارہ میسر نہ آ سکے ______ لیکن کیا وہ روپا کے علاوہ ہمیں بھی اپنے ساتھ لے جانے کا رسک لے گا؟"

"تم اس کی فکر نہ کرو۔" روپا بولی۔ "میں نے اس کا طریقہ بھی سوچ رکھا ہے۔"

"وہ کیا ______"

"میں راڈرک کے ساتھ تنہا فرار ہونے کا منصوبہ بناؤں گی' تم لوگ میرے پیچھے ہو

گے' پھر عین وقت پر اسے قابو کر لینا ہمارے لیے زیادہ دشوار نہیں ہو گا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" فیصل نے شنکر سے دریافت کیا جو اس وقت بھی اپنے خیالوں میں مستغرق تھا۔

"نہیں ______" شنکر نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا۔ "میں یہاں سے خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا۔"

"کیا مطلب ______" جاوید نے پوچھا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اب بھی اس پیکٹ کو حاصل کر لو گے؟"

"ہاں' میں نے نراش ہونا نہیں سیکھا۔"

"تمہیں کس پر شبہ ہے؟" فیصل بولا۔ "وہ سرد ہاتھ کس کا ہو سکتا ہے؟"

"ابھی میں نے پورے گیان دھیان سے کام نہیں لیا لیکن میری جھولی میں ایسے کئی جنتر منتر موجود ہیں جو سرد ہاتھ کو میری نگاہوں کے سامنے بے نقاب کر دیں گے۔"

"یہ کام تم جزیرے سے دور رہ کر بھی کر سکتے ہو۔"

"نہیں ______" شنکر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "میں نے قدم آگے بڑھا کر پیچھے رکھنا نہیں سیکھا۔"

"اور اگر آگے کھائی ہو تو ____؟" جاوید نے جھلا کر کہا۔

"تو ہم سب ایک ساتھ ہی اس کھائی میں اوندھے منہ گریں گے۔" شنکر نے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "ہمارے درمیان یہی طے ہوا تھا۔"

"میں تمہاری رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔" فیصل نے مصلحتاً شنکر کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ "جب تک ہمیں اس پیکٹ کے بارے میں کوئی سراغ نہ مل جائے جزیرے سے واپسی کا فیصلہ دانشمندی کے منافی ہو گا ______"

"جان بوجھ کر موت کے اندھے کنویں میں چھلانگ لگانا بھی دانشمندی نہیں کہلاتا۔" جاوید نے کڑوا منہ بنایا۔ "وہ لوگ جو وقت اور موقع سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہمیشہ گھاٹے میں رہتے ہیں۔"

"تمہیں جیون بہت زیادہ عزیز ہے؟" شنکر نے کہا۔

"جو لوگ خودکشی کو بہادری کا نام دیتے ہیں میری لغت کے اعتبار سے دنیا کے احمق ترین لوگ ہوتے ہیں۔"

"تم چاہو تو روپا رانی کے ساتھ لوٹ جاؤ۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔"

میں نے ایک بار پہلے بھی یہی مشورہ دیا تھا' اب بھی میں تمہاری واپسی کا برا نہیں مناؤں گا۔"

"نہیں -------" روپا نے شنکر کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "میں تمہارے بغیر واپس نہیں جاؤں گی۔"

جاوید نے گھور کر روپا کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اسے کچا چبا ڈالنے کے امکانات پر غور کر رہا ہو پھر اس نے پلٹ کر فیصل سے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن اس کی حسرت دل کی دل ہی میں رہ گئی' جھونپڑی میں اچانک چار سیاہ فام حبشی نیزہ تانے داخل ہوئے تھے' شنکر نے گھور کر اس شخص کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا جس کے سینے پر دیوتاؤں کی شبیہہ مختلف رنگوں سے بنی ہوئی تھی' اس کا تعلق انگروما کے مذہبی گروہ سے تھا-----

" اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو تمہیں شاید کاہن اعظم انگروما نے ہمارے پاس بھیجا ہے۔"

"ہاں -------" سیاہ فام حبشی نے سرد آواز میں جواب دیا۔ "تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا' مقدس شاکا اور عظیم انگروما نے ہمیں اسی مقصد کے لئے تعینات کیا ہے۔"

شنکر جانے کے لئے کھڑا ہوا تو سیاہ فام حبشی کے بھدے ہونٹوں پر بڑی مکروہ مسکراہٹ ابھر آئی' اس نے حقارت سے کہا "ہم تمہارے پاس کوئی سفارتی دعوت نامہ لے کر نہیں آئے ہیں' مقدس شاکا نے تم چاروں کو طلب کیا ہے۔"

شنکر کے اشارے پر جاوید' فیصل اور روپا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ شنکر اور فیصل نگاہوں ہی نگاہوں میں اس نئی افتاد کے بارے میں تبادلہ خیالات کر رہے تھے اور جاوید زیر لب بڑبڑانے میں مصروف تھا-------!

شاکا کے تیور اچھے نہیں تھے' کچھ دیر تک وہ ان کے چہروں کو گھورتا رہا پھر اس کی نظر فیصل پر جم گئی۔

"تم ------" اس نے خشک لہجے میں کہا۔ "کیا تم ہمیں بتاؤ گے کہ مقدس دیوتا

کے سامنے سے تم اچانک کہاں غائب ہو گئے تھے؟"

"اگر مجھے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جانے کا عمل آتا تو تمہارے آدمی اس وقت بھی مجھے ساتھ نہیں لا سکتے تھے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب بہت صاف ہے۔" فیصل نے شاکا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "میں خود بھی مقدس شاکا سے یہی دریافت کرنے والا تھا کہ ہمارے ساتھ دوہری چال کیوں چلی جا رہی ہے' قبیلے کے چھوٹے بڑے تمام لوگ گواہ ہیں کہ میں نے شوالا کو مقابلے کے دوران للکار کر شکست فاش سے ہمکنار کیا تھا------ مجھے یقین ہے کہ سردار بھی یہی چاہتا تھا اس لئے کہ عقرب دیوتا کی قوتوں نے شوالا کو بہت سرکش اور گستاخ بنا دیا تھا----- ترشولی کی موت ایک اتفاقیہ امر تھا' جس کی ذمہ داری میرے اوپر عائد نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود شاید سردار کی پراسرار قوتیں مجھے قبیلے کے لوگوں کی نظروں میں مشکوک ثابت کر کے اپنے راستے سے ہٹانا چاہتی ہیں--------"

"تم کیا بکواس کر رہے ہو' میں نہیں سمجھا۔" شاکا نے جھلا کر کہا۔

"میں بھی ابھی تک نہیں سمجھ سکا کہ مقابلہ جیتنے کے بعد مجھے دیوتا کے سامنے کیوں پیش کیا گیا تھا اور وہ کون سی پراسرار طاقتیں تھیں جس کا سہارا لے کر مجھے بے ہوشی سے دو چار کیا گیا پھر لوگوں کی نگاہوں سے دور کر دیا گیا۔" فیصل نے بدستور سرد اور خشک لہجے میں کہا۔ "کیا میں حق بجانب نہیں ہوں کہ شاکا جو ہر اعتبار سے بہت زیرک اور تجربہ کار سردار ہے اپنا راستہ صاف ہو جانے کے بعد اب مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھی ناکردہ گناہوں کا مرتکب قرار دے کر موت کے گھاٹ اتارنے کے سنہرے خواب دیکھ رہا ہے؟"

"تم شاکا پر کیچڑ اچھال کر خود کو عظیم دیوتا کے عذاب سے محفوظ نہیں کر سکتے۔"

"اگر تمہیں اپنے دیوتا کے انصاف پر اتنا ہی اعتماد ہے تو پھر اپنے دیوتا سے دریافت کر کے مجھے بھی بتاؤ کہ وہ سرد اور آہنی ہاتھ کس کا تھا جس نے غار میں گھپ اندھیرا ہوتے ہی مجھے اپنی گرفت میں لے کر طویل بیہوشی سے دو چار کر دیا تھا؟" فیصل نے بلند آواز میں کہا۔

"نہیں شاکا نہیں ------ تم اتنی آسانی سے اپنے لوگوں کی نگاہوں میں دھول نہیں جھونک سکو گے' میں موت سے نہیں ڈرتا لیکن یاد رکھو میری موت کے بعد تمہیں بھی اپنے دیوتا اور قبیلے کے لوگوں کو حساب دینا ہو گا------ وہ تم سے ضرور پوچھیں گے کہ اگر میں لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جانے کے علم سے واقف تھا تو پھر تمہارے آدمیوں نے مجھے

گرفتار کس طرح کر لیا؟------ میں نے کھلے میدانوں میں شوالا جیسے جری اور قوی دشمن سے مقابلہ کرنے کی حماقت کیوں کی تھی' تاریکی میں رہ کر شوالا کو زیادہ آسانی سے شکار کیا جا سکتا تھا اور اس وقت مجھے تمہارے سامنے پیش ہو کر سوال جواب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں تمہاری نظروں سے اوجھل ہو کر ایک ایک کر کے تم سب کا صفایا بھی کر سکتا تھا؟ بولو شاکا' کیا تم لوگوں کے ان سوالات کا جواب دے سکو گے؟"

شاکا اپنی جگہ بیٹھا بری طرح تلملا رہا تھا' فیصل کی جرح نے اسے لاجواب کر دیا تھا انگروما کی نظریں کبھی فیصل کو دیکھ رہی تھیں اور کبھی وہ شاکا کو یوں گھورنے لگتیں جیسے اس کی اصلیت کا پردہ چاک کرنا چاہتی ہوں شنکر اپنی جگہ خاموش کھڑا فیصل کو تعریفی نظروں سے دیکھ رہا تھا جس نے شاکا اور انگروما کے روبرو بزدلی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے نہایت دانشمندی سے انہیں ایک نئے امتحان سے دو چار کر دیا تھا۔ وہ انگروما کی نگاہوں میں ابھرنے والے تجسس کو بھی معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کس غور و فکر میں گم ہو مقدس سردار ------" فیصل نے شاکا کی خاموشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اپنے زرخرید غلاموں کو حکم دو کہ وہ میرا جسم نیزوں سے چھلنی کر دیں تاکہ تم اس شخص سے گلو خلاصی کرنے میں کامیاب ہو جاؤ جسے تمہارے دیوتا کی خوشنودی بھی حاصل ہے------ شاکا کیا تم اس بات کا اقرار نہیں کرو گے کہ میرے اور شوالا کے درمیان ہونے والا فیصلہ تمہارے ہی عظیم دیوتاؤں نے رقم کیا تھا------؟ کیا تم اپنے اقتدار کی خاطر مقدس دیوتاؤں کی ناراضگی بھی مول لے سکو گے------؟"

"تم ------" شاکا کی نظروں میں خون اتر آیا۔ تم شاکا کو بے وقوف نہیں بنا سکتے میں جانتا ہوں کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے بہت دوراندیشی سے کام لیا ہے لیکن تم شاکا کے مقابلے میں ابھی طفل مکتب ہو------ شوالا سے مقابلے کے دوران بھی تم نے سفید مالا کے دانوں کا استعمال کیا اور ان ہی دانوں کے ذریعے تم نے اپنے مقصد میں کامیابی بھی حاصل کر لی ہے۔"

"کس مقصد کی بات کر رہے ہو شاکا------" فیصل نے کہا۔ "کیا تم کھل کر بات نہیں کر سکتے؟"

"پرنس ------" شاکا غصے سے لرز اٹھا۔" تم شاکا کے قہر کو آواز دے رہے ہو مت بھولو کہ میری پلکوں کی ایک جنبش تمہاری زبان کو ہمیشہ کیلئے خاموش بھی کر سکتی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ عظیم شاکا کو ہماری طرف سے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" شنکر نے

جلدی سے کہا۔ "کیا میں سردار کی ناراضگی کا سبب دریافت کر سکتا ہوں------"

"اصل فساد کی جڑ تم ہی ہو۔" شاکا نے شنکر کو حقارت سے گھورا۔ "ایک بار شوالا نے بھی مجھے یہی باور کرانے کی کوشش کی تھی لیکن اس وقت میں نے اس کی بات کو نظرانداز کر دیا تھا۔"

"میں مقدس شاکا کی برہمی کا سبب اب بھی نہیں سمجھ سکا۔" شنکر نے بدستور نرم لہجے میں کہا۔

"شنکر ------" انگروما نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "کیا تم ہمیں یہ نہیں بتاؤ گے کہ تمہارا ساتھی ہماری نظروں سے کس طرح اوجھل ہو گیا تھا۔"

"مجھے یاد ہے------" شنکر زہرخند سے بولا۔" مقدس انگروما نے خیال ظاہر کیا تھا کہ عظیم دیوتاؤں کے اشارے پر شیش ناگ مہاراج کی آتما میرے متر کے شریر میں حلول کر گئی تھی اور یوں پرنس ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔"

"وہ محض میرا خیال تھا۔" انگروما نے شنکر کو گھورتے ہوئے کہا۔ "حقیقت نہیں تھا"

"پھر ------ حقیقت کیا ہے؟" شنکر نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "کاہن اعظم کا علم اب کیا کہتا ہے؟"

"کیا تم میرا امتحان لینا چاہتے ہو۔" انگروما کی پیشانی شکن آلود ہو گئی پھر اس نے سرد لہجے میں کہا۔ "یہ محض اتفاق تھا کہ بحری عقاب کی تباہی نے قدرتی طور پر تمہاری مشکل آسان کر دی------ اگر وہ حادثہ رونما نہ ہوتا تو بھی تمہاری منزل یہی ہوتی------ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"میں انگروما کی بات کی تردید نہیں کروں گا۔" فیصل نے تیزی سے جواب دیا۔ "میں اپنی ماں کی موت کا انتقام لینے کی خاطر شوالا کو ہر قیمت پر قتل کر دینے کے ارادے سے نکلا تھا۔"

"شنکر کے بارے میں تم کیا جانتے ہو۔" انگروما نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا اس نے بلا مقصد تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا؟"

"نہیں------" شنکر نے کہا۔ "میں نے کچھ سوچ کر ہی پرنس سے ناتا جوڑا تھا۔"

"ہم جانتے ہیں تمہاری دوستی کا مقصد کیا تھا" شاکا نے شنکر کو مخاطب کیا "اور تمہارا مقصد اس روز پورا ہو گیا جس روز غار میں اچانک گھپ اندھیرا پھیل گیا تھا------"

"تم کیا جانتے ہو------" شنکر نے چونک کر شاکا کو دیکھا۔

"تمہارا مقصد اس غار سے وابستہ تھا——" شاکا نے سرسراتے لہجے میں کہا۔ "شاید اسی لئے تم نے فوراً ہی دیوتا کی خوشنودی حاصل کرنے والی بات مان لی تھی—— کیوں؟ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟" شاکا معنی خیز انداز میں بولا۔ "کہو تو یہ بھی بتادوں کہ شیش ناگ کے موت کی اصل وجہ کیا تھی۔"

"کیا وجہ تھی؟"

"شیش ناگ عظیم دیوتا کے عتاب کا شکار ہوا تھا—— اس لئے کہ وہ اس قیمتی چیز کی حفاظت نہیں کر سکا تھا جو گھپ اندھیرا ہونے سے پیشتر غار کے اندر موجود تھی——"

"اور وہ قیمتی چیز کیا تھی؟" شنکر پوری توجہ سے شاکا کے چہرے کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اس کے بارے میں اب تم مجھے بتاؤ گے؟"

"تمہیں اس کے بارے میں کس نے بتایا تھا" شنکر نے تیزی سے سوال کیا پھر یکلخت اس نے نظریں گھما کر انگروما کی سمت دیکھا۔ "کاہن اعظم —— کیا یہ درست ہے کہ تم نے مقدس شاکا کو اس قیمتی شے کے بارے میں بتایا تھا۔"

"ہاں ——" انگروما نے جواب دیا۔" مجھے اس کی گمشدگی کا علم بعد میں ہوا تھا۔"

"بہت خوب——" شنکر کے ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ بڑی تلخ اور سفاک تھی "گویا تم ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے ہو۔"

"کیا مطلب ——" شاکا نے وضاحت طلب کی۔

"تم بہت معصوم اور بھولے ہو شاکا۔" شنکر نے انگروما کو گھورتے ہوئے کہا۔ "کاہن اعظم نے تمہارا اعتماد حاصل کرنے کی خاطر تمہیں اس قیمتی شے کے بارے میں بتا رکھا تھا لیکن اس کی گمشدگی کا علم انگروما کو اس وقت ہوا جب ایک سرد ہاتھ میرے ساتھی کو غائب کرنے میں کامیاب ہو گیا اور میرے ساتھی کے ساتھ ساتھ وہ قیمتی شے بھی تمہاری نگاہوں سے دور ہو گئی—— کیا تمہیں یاد ہے؟ —— دیوتا کی خوشنودی حاصل کرنے کا مشورہ بھی تمہارے عظیم کاہن اعظم نے پیش کیا تھا—— کیا اب بھی تمہارا ذہن دو اور دو چار کرنے سے قاصر ہے؟"

"انگروما ——" شاکا نے کچھ سوچ کر انگروما کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"شاکا ——" انگروما کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ "کیا تم ایک اجنبی کے کہنے پر میری ذات پر شبہ کر رہے ہو۔"

"بات شبے کی نہیں دلائل کی ہے۔" شاکا کا لہجہ سپاٹ تھا۔" پہلے تم نے مجھے اس شے کے بارے میں تاریکی میں رکھا پھر اس کے غائب ہو جانے کی بعد یہ بتایا کہ وہ اسی غار میں تھی اور شیش ناگ کی موت کی بھی——"

"تم —— تم کاہن اعظم سے مخاطب ہو شاکا۔" انگروما ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "مجھ پر کوئی الزام عائد کرنے سے پہلے اچھی طرح غور کر لو ہو سکتا ہے تمہیں ایک بار پھر اپنی جلد بازی پر پچھتانا پڑے۔ راگھو کے سلسلے میں بھی تم نے——"

"زبان بند رکھ انگروما۔" شاکا گرج کر بولا۔ "تو شاکا کے عتاب سے اچھی طرح واقف ہے۔"

"تو ...... تو شاید اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہے۔" انگروما حلق کے بل چلایا۔ "کاہن اعظم پر شبہ کر کے تو دیوتاؤں کے عتاب کو آواز دے رہا ہے تیرا انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

جواب میں شاکا نے سیاہ فام حبشیوں کو اشارہ کیا تو انہوں نے نیزے اٹھا کر پل بھر میں انگروما کو گھیر لیا پھر وہ اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے' انگروما نے کوئی مزاحمت نہیں کی لیکن اس کی نگاہوں سے شاکا کیلئے نفرت اور حقارت کی چنگاریاں ابل رہی تھیں۔

"شنکر ......" انگروما کے جانے کے بعد شاکا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "اب تو مجھے اس قیمتی شے کے بارے میں بتائے گا ......"

"مجھے انگروما کی قوت کا توڑ کرنے میں کچھ وقت درکار ہو گا۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ دیوتا کو راضی کرنے کی خاطر مجھے کٹھن تپسیا کرنی پڑے گی جب تک میرا جاپ پورا نہیں ہو گا میں وشواس سے اس قیمتی شے کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"تجھے اپنا جاپ مکمل کرنے میں کتنا وقت درکار ہو گا ....." شاکا نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"دیوتاؤں کی مرضی پر منحصر ہے لیکن میرا خیال ہے میں سات روز کے اندر اندر کھوج لگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے ...... میں تجھے سات روز کا وقت دے سکتا ہوں لیکن یہ وقت تجھے شاکا کے مخصوص آدمیوں کی نگرانی میں گزارنا ہو گا۔" شاکا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا "تیرے

ساتھی آزاد ہوں گے مگر تو نے اگر شاکا کے ساتھ فریب کرنے کی کوشش کی تو تیرے ساتھ
ساتھ تیرے ساتھیوں کی موت بھی بہت اذیت ناک ہو گی ......"
شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک بڑی معنی خیز
تھی فیصل بہ ستور خاموش تھا اسے خوشی تھی کہ وہ اپنے منصوبے میں ناکام نہیں ہوا تھا سر
ہاتھ والی کہانی بڑی موثر ثابت ہو رہی تھی۔

○

رات کی تاریکی میں ابھرنے والی وہ سرگوشی بار بار اسکی قوت سماعت سے ٹکرا رہی
تھی' کوئی اس کا نام لیکر ہولے ہولے آواز دے رہا تھا' شاید وہ خواب کی کیفیتوں سے دوچار
تھا' فیصل نے سوچا لیکن پھر وہ یکلخت ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا' وہ خواب نہیں حقیقت تھی' جاوید اس
کے قریب بیٹھا اسے بیدار کرنے کی کوشش میں مصروف تھا۔
"خیریت ......" اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے جاوید کو دیکھا۔
"آہستہ بولو ......" جاوید نے سرگوشی کی' پھر دروازے کی سمت دیکھتے ہوئے بولا۔
"اگر انہیں ہمارے بیدار ہونے کی بھنک مل گئی تو کام خراب ہو جائے گا۔"
"کون لوگ ہیں؟" فیصل نے حیرت سے پوچھا۔
"راڈرک اور روپا" جاوید نے مدھم آواز میں کہا۔ "وہ فرار ہونے کا منصوبہ بنا رہے
ہیں۔"
"لیکن روپا نے تو شنکر کے بغیر واپسی کے ارادے سے انکار کر دیا تھا۔" فیصل نے
تعجب کا اظہار کیا۔
"ہاں ...... اب بھی وہ یہی کہہ رہی تھی لیکن راڈرک نے اسے جو خبر دی ہے اس
کو سننے کے بعد وہ فرار کے لئے تیار ہو گئی ہے۔" جاوید نے اٹھ کر دروازے کی جانب دبے
قدموں بڑھتے ہوئے کہا' فیصل اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ "راڈرک کو کاہن اعظم انگروما کے
عقیدت مندوں کے ذریعہ اطلاع ملی ہے کہ وہ بہت جلد شاکا کی حکومت کا تختہ الٹنے کی
سازش کو کامیابی سے ہمکنار کر دیں گے اور اس کے بعد ......"

"اس کے بعد کیا ہو گا۔" فیصل نے بے چینی سے دریافت کیا۔
"راڈرک نے روپا کو یہی بتایا ہے کہ شاکا کا تختہ الٹنے کے بعد انگروما سب سے پہلے
ہماری تمام نفری کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"
"ایسی صورت میں تو شنکر کی موت یقینی ہے۔"
"ہماری بلا سے ......" جاوید نے نفرت سے کہا۔ "شنکر کی موت ہمارے لئے یقیناً
فائدہ مند ثابت ہو گی۔"
فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا' جھونپڑی سے نکل کر وہ باہر آ گئے تھوڑے فاصلے پر
راڈرک اور روپا قدم بڑھاتے نظر آ رہے تھے وہ دبے قدموں ایک محدود فاصلے سے ان کا
تعاقب کرنے لگے تھوڑی دیر ان کے درمیان خاموشی رہی پھر فیصل نے کہا۔
"کہیں ایسا تو نہیں کہ شاکا راڈرک کے ذریعہ ہمیں بھی کسی سازش کا شکار کرنا چاہتا
ہو۔"
"اگر راڈرک نے ایسا کیا تو وہ اس کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔" جاوید نے اطراف کا
جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "آپ شاید راگھو کی موت کو فراموش کر رہے ہیں۔"
"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن روپا۔" فیصل نے سرگوشی کی" میرا دل گواہی نہیں دیتا
...... وہ شنکر کو موت کے حوالے کر کے زندگی کا سفر اختیار نہیں کر سکتی۔"
"راڈرک نے اسے یقین دلایا ہے کہ شنکر بھی بہت جلد جزیرے سے فرار کی راہ
اختیار کرے گا۔" جاوید نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "انگروما کے کچھ خاص لوگوں کو راڈرک
نے کچی شراب کے ذریعہ اپنا زر خرید غلام بنا رکھا ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ موقع
ملتے ہی شنکر کو دوسری موٹر بوٹ کے ذریعے روانہ کر دیں گے۔"
"کیا روپا نے راڈرک سے ہمارے بارے میں کچھ نہیں کہا تھا؟"
"کہا تھا لیکن راڈرک نے سختی سے انکار کر دیا۔" جاوید نے حقارت سے جواب دیا۔
"اس نے روپا کو باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ پکڑے جانے کی صورت میں ہماری
موجودگی اسے پھانسی کے پھندے تک پہنچا سکتی ہے دوسری صورت میں وہ تفریح کا بہانہ کر
کے اور اپنی سابقہ وفاداریوں کی آڑ لیکر شاکا کے عتاب سے بچ سکتا ہے۔"
تعاقب کا سلسلہ ایک ایسے گھاٹ پر جا کر ختم ہوا جو گھنی جھاڑیوں اور کٹاؤ دار چٹانی
سلسلے کے درمیان ایک ایسی جگہ واقع تھا جو روز روشن میں بھی نظر نہیں آ سکتا تھا' غالباً
اسے خاص طور پر ناجائز تجارت کی نقل و حرکت کے پیش نظر بنایا گیا تھا' راڈرک گھاٹ کے

قریب اس مقام پر پہنچ کر رک گیا جہاں ایک بڑی موٹر بوٹ پانی کی سطح پر کسی عفریت کی مانند ہچکولے کھاتی نظر آ رہی تھی جاوید اور فیصل ان سے بمشکل تیس فٹ کے فاصلے پر ایک جھاڑی کی آڑ میں دبکے بیٹھے تھے۔

"راڈرک .... کیا تمہیں یقین ہے کہ شنکر' شاکا اور انگروما کے جال سے بچ کر نکل آئے گا۔" روپا کی سرگوشی سنائی دی۔

"تم فکر مت کرو .... شنکر کو جزیرے سے بخیر و عافیت نکالنا میرا کام ہے۔" راڈرک نے بڑے وثوق سے کہا "میرے آدمی اسے ہر قیمت پر زندہ و سلامت واپسی کے سفر پر روانہ کر دیں گے .... کیا تم یقین کرو گی کہ شاکا نے جن آدمیوں کو شنکر کی نگرانی پر مامور کیا ہے ان میں دو آدمی میرے وفادار بھی ہیں۔"

"ایسی صورت میں تو ہم سب ایک ساتھ بھی فرار ہو سکتے تھے۔" روپا نے کہا

"نہیں ......" راڈرک تیزی سے بولا "ایک ساتھ فرار ہونے میں زیادہ رسک تھا۔"

"لیکن تم اگر چاہتے ہو تو میرے دونوں ساتھیوں کو ......"

"راڈرک تم سے نقدی کی صورت میں فرار کا کوئی معاوضہ نہیں وصول کر رہا' پھر تم کباب میں ہڈی والا محاورہ شامل کرنے پر کیوں بضد ہو۔" راڈرک نے موٹر بوٹ کا رسہ کھولتے ہوئے کہا "چلو' خاموشی سے اس منحوس جزیرے کو خیرباد کہہ کر بوٹ میں سوار ہو جاؤ' میں بہت جلد تمہیں موت کی گھٹن آمیز فضا سے نکال کر بہت دور لے جاؤں گا۔"

فیصل اور جاوید پنجوں کے بل تیزی سے آگے بڑھے' ان کے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا' روپا موٹر بوٹ پر بیٹھ چکی تھی' راڈرک رسے کو دائرے کی صورت میں لپیٹنے میں مصروف تھا جب جاوید نے جھاڑیوں کی آڑ لیتے ہوئے قریب پہنچ کر کسی آدم خور چیتے جیسے انداز میں جست لگائی اور اسے رگیدتا چلا گیا' راڈرک کے لئے وہ حملہ اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھا کہ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا پھر قبل اس کے وہ سنبھل کر جوابی کاروائی کرتا جاوید کا نپا تلا ہاتھ اس کی کنپٹی پر پڑا اور اس کا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ راڈرک کے بے ہوش جسم کو بوٹ میں ڈالنے کے بعد خود بھی اس میں سوار ہو چکے تھے' جاوید نے برق رفتاری سے بوٹ کے اندر رکھا ہوا بانس اٹھا لیا پھر اس نے بانس کا ایک سرا چٹان پر جما کر زور لگایا تو موٹر بوٹ ساحل سے دور ہونے لگی' فیصل نے انجن کی طرف قدم بڑھایا ہی تھا کہ روپا کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔

"نہیں .... انجن اسٹارٹ کرنے کی حماقت نہ کرنا ورنہ بے موت مارے جاؤ گے

.... اگر شاکا کے پالتو شکاری کتوں کو تمہارے فرار کی بھنک بھی مل گئی تو وہ آخری دم تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔"

فیصل اور جاوید نے ایک ساتھ پلٹ کر روپا کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا' وہ سو فیصد روپا ہی تھی مگر وہ آواز جو ان کے کانوں سے ٹکرائی تھی روپا کی ہرگز نہیں تھی۔



موٹر بوٹ آہستہ آہستہ ہچکولے کھاتی ساحل سے دور ہوتی جا رہی تھی فیصل نے انجن سٹارٹ کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا لیکن اس کی نظریں بدستور روپا کے سراپے کا جائزہ لے رہی تھیں جو بمشکل دس قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی' تاریکی کے باوجود اس کے چہرے کے نقوش صاف دکھائی دے رہے تھے اس کے جسم پر وہی پرانا لباس تھا جو موسم کے رد و بدل کے ساتھ ساتھ اپنا رنگ و روپ کھوتا جا رہا تھا وہ روپا کے سوا کوئی اور نہیں تھی' کچھ دیر پیشتر فیصل نے اسے راڈرک کے ساتھ گفتگو کرتے بھی سنا تھا لیکن وہ آواز جس نے اسے انجن اسٹارٹ نہ کرنے کی تاکید کی تھی روپا کی ہرگز نہیں تھی۔

"آپ کا کیا خیال ہے؟" جاوید نے تیزی سے اس کے قریب آتے ہوئے مدھم لہجے میں پوچھا۔ "کیا انجن اسٹارٹ کرنا مناسب ہوگا؟"

"نہیں ...." فیصل نے سرگوشی کی۔ "ہمیں جو مشورہ دیا گیا ہے وہ درست ہے لیکن .... کیا تم نے روپا کے لب و لہجے پر غور کیا تھا؟"

"اوہ ...." جاوید نے چونک کر کہا۔ "تو کیا آواز کی وہ تبدیلی تم نے بھی محسوس کی تھی؟"

"اگر ہم دونوں نے بیک وقت ایک ہی اندازہ قائم کیا ہے تو پھر ہمارا خیال غلط نہیں ہو سکتا۔" فیصل نے کہا۔ "ہمیں اس سے بہت زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔"

"آزادی کی راہ میں اکثر قربانیاں بھی ضروری ہوتی ہیں .... کیا مشورہ ہے تمہارا...... اسے بھی گلا دبا کر سمندر برد نہ کر دیا جائے؟ جاوید کے لہجے میں سفاکی تھی۔

"نہیں .... فی الحال بلاوجہ خون خرابے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہمیں ہر لمحہ اپنی آنکھیں کھلی رکھنی ہوں گی۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تم دونوں بھی میرے ساتھ ہو۔" روپا نے قریب آتے ہوئے کہا فیصل نے اسے غور سے دیکھا وہ سو فیصد روپا کی آواز تھی۔

"کہیں یہ خوشی فرضی تو نہیں۔" جاوید نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "اتفاق ہی تھا جو ہم

تمہارے تعاقب میں آگئے ورنہ ...."

"میری بات کا یقین کرو۔" اس نے جاوید کو مخاطب کیا۔ "میں نے راڈرک کو تم دونوں کے سلسلے میں رضامند کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"فرار کا منصوبہ کس نے مرتب کیا تھا؟"

"راڈرک نے ...." روپا نے تیزی سے کہا۔ "میں آمادہ نہ ہوتی تو بھی اس کی روانگی ضروری تھی۔"

"کیا اسے کوئی ایسا ہی اہم کام لاحق تھا؟"

"ہو سکتا ہے لیکن میں نے اس کے بارے میں بازپرس ضروری نہیں سمجھی تھی۔"

"تمہارا کیا خیال تھا۔" جاوید نے تلخی اختیار کی۔" کیا تمہارے فرار ہونے کی اطلاع ملنے کے بعد ہم سے بازپرس نہ کی جاتی؟"

"حالات کے پیش نظر شاکا سے کسی رحم کی توقع کرنی فضول ہے۔"

"اس کے باوجود تم نے ہمیں حالات کے رحم و کرم پر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا؟"

"ہاں ...." روپا نے سنجیدگی سے کہا۔" میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔"

"موت اور زندگی بندے کے نہیں' خدا کے اختیار میں ہے۔" جاوید نے درشت انداز میں کہا۔

"راڈرک نے ہمارے سلسلے میں نگاہیں پھیر لی تھیں لیکن اس وقت کھلے آسمان کے نیچے چاروں خانے چت پڑا ہے۔"

"میں تمہارا مطلب سمجھ رہی ہوں' تم چاہو تو مجھے بھی سمندر کی لہروں کے حوالے کر سکتے ہو' میں اسے اپنی بدقسمتی ہی کہوں گی۔"

"مجھے تعجب ہے کہ تم نے شنکر کو تنہا کیوں چھوڑ دیا۔" فیصل نے پوچھا۔ "ہمارے فرار ہونے کے بعد شاکا اس کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کرے گا۔"

"ہاں .... لیکن وہ اسے جان سے مارنے کی حماقت نہیں کرے گا۔" روپا نے پورے وثوق کے ساتھ کہا۔ "جب تک طاقت کا انمول خزانہ اس کے ہاتھ نہیں لگ جاتا وہ شنکر کو زندہ رکھنے پر مجبور ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" فیصل نے کہا۔ "طاقت کا خزانہ کہاں ہے؟"

"کیوں؟ ...." روپا نے معنی خیز انداز اختیار کیا۔ "کیا تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے؟"

"مجھے جو کچھ معلوم تھا وہ پہلے ہی بتا چکا ہوں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہو سکتا ہے وہ میرا وہم ہو لیکن میرا خیال ہے کہ شنکر اس کے بارے میں ضرور جانتا ہے۔"

"ایک بات کہوں........ برا تو نہیں مانوگے؟" روپا نے سپاٹ لہجے میں کہا اس کی نظریں فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"کہو........"

"سچ کیا ہے یہ مجھے نہیں معلوم لیکن اتنا ضرور کہہ سکتی ہوں کہ تمہاری سرد ہاتھ کی کہانی بھی سچ نہیں ہے۔"

"تمہارے پاس اس کہانی پر یقین نہ کرنے کا کوئی جواز بھی ضرور ہوگا۔" فیصل نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں........ میں کوئی وجہ نہیں بتا سکتی اتنا جانتی ہوں کہ جس بات کو میرا من نہ مانے وہ جھوٹ ہی ہوتی ہے۔"

"خود اپنے بارے میں تمہارا من کیا کہتا ہے؟" جاوید نے تیزی سے کہا۔ "کیا تم خیر و عافیت سے مہذب دنیا تک واپس پہنچ جاؤ گی۔"

"روپا نے جواب میں کچھ نہیں کہا' اس کی نگاہوں میں ایک لمحے کو نفرت کا احساس ابھرا تھا لیکن پھر فوراً" ہی اس نے اپنی توجہ راؤرک کی سمت کر لی جو بوٹ کے درمیانی تختوں پر بے سدھ پڑا تھا۔

"تمہارا کیا مشورہ ہے"۔ فیصل نے کچھ سوچتے ہوئے اسے دوبارہ مخاطب کیا۔"کیا اب ہمیں انجن اسٹارٹ کر لینا چاہئے؟"

"تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔" روپا نے روکھے انداز میں جواب دیا پھر وہ قدم بڑھاتی موٹر بوٹ کے اگلے حصے کی جانب چلی گئی۔

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم حفظ ماتقدم کے طور پر اس کے ہاتھ پیر باندھ کر بے بس کر دیں۔" جاوید نے کہا۔

"فائدہ........"

"آپ چاہے نہ مانیں لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ عورت صرف زہریلی ہی نہیں بلکہ پراسرار قوتوں کی مالک بھی ہے۔ راگھو کی موت کا تصور اب بھی میری نگاہوں کے سامنے گھوم رہا ہے۔"

"ایسی صورت میں ہمیں کسی ایسے اقدام سے گریز کرنا چاہئے جو اسے کسی جوابی

کارروائی پر مجبور کر دے۔"

"پھر........ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"سب سے پہلے ہمیں راؤرک کو بے دست و پا کرنا ہوگا' وہ ہمارے لئے نہ صرف یہ کہ خطرناک ہے بلکہ نہایت کارآمد بھی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں........"

"ہم ایک جزیرے سے جان بچا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نادانستگی میں کسی دوسرے میں جا کر پھنس جائیں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔" واپسی کے سفر کے لئے ہمیں بہرحال راؤرک کی خدمات کی ضرورت ہوگی اس کے بغیر ہم اپنی منزل کی تلاش میں بھٹکنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکیں گے؟"

"پھر انہوں نے راؤرک کو بے ہوشی ہی کی حالت میں اس طرح رسی سے جکڑ کر بے بس کر دیا کہ وہ ان کے لئے خطرناک نہیں ثابت ہو سکتا تھا۔ دونوں پیروں کے علاوہ اس کے ہاتھ بھی پشت کی جانب کر کے مضبوطی سے جکڑ دیئے گئے تھے روپا کسی خاموش تماشائی کی طرح دور بیٹھی ان کی حرکتوں کا جائزہ لیتی رہی۔ موٹر بوٹ بدستور لہروں پر آہستہ آہستہ ڈگمگا رہی تھی راؤرک کو پوری طرح قابو کر لینے کے بعد اسے ہوش میں لانے کی تدبیر اختیار کرنی ضروری تھی۔ جس میں انہیں زیادہ دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ سرد پانی کی پانچ سات چھینٹوں کے بعد ہی راؤرک نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں' چند ساعت تک وہ آنکھیں پھاڑے ماحول کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی تو کراہ کر رہ گیا' اس کی خونخوار نظریں اب فیصل اور جاوید کو باری باری گھور رہی تھیں رسی میں جکڑے ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر بے بسی کی کوئی علامت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کی نگاہوں میں ابھرنے والی چمک اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ اپنے غصے پر قابو پانے میں کوشاں تھا اور کسی آخری نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم........" کچھ دیر بعد اس نے فیصل کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں امید ہے کہ راؤرک کی مرضی کے بغیر تم اپنا آزادی کا سفر جاری رکھ سکو گے؟"

"میرا خیال ہے کہ ہمارے درمیان کوئی ایسی دشمنی بھی نہیں ہے جو ہمیں ایک دوسرے کے خلاف کسی انتقامی کارروائی پر مجبور کر دے۔" فیصل نے سلجھے ہوئے انداز میں کہا۔ "ہم نے جو کچھ کیا وہ حالات کا تقاضا تھا ہماری جگہ تم ہوتے تو شاید تم بھی وہی کرتے جو ہم نے کیا ہے۔"

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے ...." اس نے مغرور لہجے میں سوال کیا۔

"ہم تمہاری رفاقت میں اپنی منزل تک واپس پہنچنا چاہتے ہیں۔"

"اگر میں انکار کر دوں تو ...."

"ہمیں ہر قیمت پر تمہارا تعاون درکار ہوگا۔" فیصل نے بدستور نرم آواز میں جواب دیا۔

"تم نے چھپ کر چوروں کی طرح حملہ کیا تھا۔ مردوں کی طرح مقابلہ کرتے تو شاید صورتحال یہ نہ ہوتی جو اب ہے۔"

"تمہارا غصہ حق بجانب ہے لیکن ...."

"تم نے میرے ہاتھ پیر کیوں باندھے ہیں؟" راڈرک نے جملہ کاٹتے ہوئے سرد آواز میں دریافت کیا۔ "کیا تم سمجھتے ہو کہ اس طرح مجھے زبردستی اپنے مقصد کے لئے استعمال کرسکتے ہو۔"

"پھر تم ہی بتا دو کہ تمہیں استعمال کرنے کا اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟" جاوید نے پہلی بار راڈرک کو مخاطب کیا اس کا لہجہ تضحیک آمیز تھا۔

"تم ...." راڈرک نے جاوید کو نفرت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میرا مشورہ ہے کہ تم اپنی زبان بند ہی رکھو ورنہ اگر بات بڑھ گئی تو تمہیں پچھتانا پڑے گا۔"

جاوید کے تیور یکلخت خطرناک ہو گئے وہ کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا لیکن فیصل نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے. راڈرک سے کہا۔ "کیا ہم اچھے دوستوں کی طرح ایک دوسرے کے کام نہیں آ سکتے"۔

"نہیں ...." راڈرک نے سرد آواز میں جواب دیا۔ "تمہیں جزیرے پر واپس جانا ہوگا' میں تمہاری خاطر شاکا اور انگروما کی دشمنی مول نہیں لے سکتا۔"

"روپا میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں جو تم اس کی خاطر رسک لینے پر آمادہ ہو گئے تھے؟" جاوید نے تلملا کر کہا۔

"یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔"

"اگر تم اس ذاتی مسئلے کو برقرار رکھنا چاہتے ہو تو تمہیں ہر قیمت پر ہماری مدد کرنی ہو گی۔" جاوید کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔ "انکار کی صورت میں ممکن ہے کہ سمندری جانور تم دونوں کو اپنی بھوک کا مسئلہ بنا لیں۔

"تمہیں راڈرک کے ساتھ دشمنی بہت مہنگی پڑے گی۔" اس نے غراتے ہوئے

جواب دیا۔" تم نے ابھی تک بیچ سمندر میں بھوک اور پیاس سے مرتے ہوئے انسانوں کی تڑپ اور بے بسی کا تماشہ نہیں دیکھا .... کیا تم یقین کرو گے کہ جنون کی کیفیت جب ایک حد سے گزر جاتی ہے تو انسانیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہ جاتی۔ بھائی بھائی کے جسم کو کتوں کی طرح بھنبھوڑ کر کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے تمہیں زندگی اور موت کے اس بھیانک کھیل کا تجربہ نہیں ورنہ تم مجھ سے منہ ٹیڑھا کر کے بات کرنے کی جرات کبھی نہ کرتے۔"

"میں تمہارا مقصد سمجھ رہا ہوں۔" فیصل نے اس بار کرخت انداز میں کہا۔ "راہ بھٹک جانے کی صورت میں ہم کسی ساحل کے قریب نہیں پہنچ سکتے' لیکن تم بھی ہمارے ساتھ ہو گے اور اگر حالات نے ہمیں درندگی پر آمادہ کر دیا تو تم ہی ہمارا پہلا شکار ہو گے۔"

"تم اور راڈرک کو شکار کرو گے؟" اس نے فیصل کو ترچھی نظروں سے دیکھا۔ "شاید تمہیں ابھی میری طاقت کا اندازہ نہیں ہے"۔

"مشاہدہ تجربات کو جنم دیتا ہے .... تمہاری طاقت کا تماشہ بھی دیکھ لیں گے۔" فیصل نے لاپروائی سے جواب دیا پھر جاوید سے بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اب انجن اسٹارٹ کر لینا چاہئے"۔

"راڈرک نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں .... تم سر پٹخ کر مر جاؤ تب بھی انجن کو اسٹارٹ نہیں کر سکو گے۔"

"آئی ' سی۔" فیصل نے کہا۔ "تم نے غالبا کوئی ایسا تکنیکی نظام بنا رکھا ہے جس پر عمل کئے بغیر موٹربوٹ اسٹارٹ نہیں ہو سکتی۔"

"اتنی جلدی کسی آخری نتیجے پر چھلانگ لگانے کی کیا ضرورت ہے۔" راڈرک نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ راڈرک نے غلط نہیں کہا تھا' فیصل اور جاوید نے ہر ممکن کوشش کر کے دیکھ لیا لیکن وہ بوٹ کا انجن اسٹارٹ کرنے سے قاصر ہی رہے روپا نے بھی ان کا ہاتھ بٹانے کی کوشش کی تھی لیکن نتیجہ صفر ہی ثابت ہوا' موٹر بوٹ ابھی تک ساحل سے زیادہ دور نہیں گئی تھی' خشکی سے پھینکا ہوا کوئی نیزہ اب بھی ان کے لئے ہلاکت خیز ثابت ہو سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں راڈرک کی زبان کھلوانی پڑے گی۔" جاوید نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"وہ اتنی آسانی سے راہ راست پر نہیں آئے گا جتنا تم سمجھ رہے ہو۔" فیصل نے

سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا وہ ہماری مدد کرنے سے انکار کر چکا ہے؟" روپا نے دریافت کیا۔

"ہاں ...." فیصل نے کہا۔ وہ ہمیں ساتھ لے جانے کو تیار نہیں ہے۔"

"کیا میں اسے آمادہ کرنے کی کوشش کروں؟" روپا نے فیصل سے پوچھا پھر کسی جواب کا انتظار کئے بغیر راڈرک کے قریب چلی گئی جو بدستور نہایت اطمینان سے تختے پر بے بس پڑا تھا' چند لمحے تک وہ خاموشی سے اس کی نظروں میں جھانکتی رہی پھر سپاٹ لہجے میں بولی۔

"کیا تم میری درخواست بھی قبول نہیں کروگے؟"

"ایک شرط پر .... اس نے حقارت سے فیصل اور جاوید کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "ان دونوں کو جزیرے پر واپس جانا ہوگا۔"

"شٹ اپ ...." جاوید کا الٹا ہاتھ پوری شدت سے گھوم گیا ضرب اتنی شدید تھی کہ راڈرک کا ہونٹ پھٹ گیا اس نے جواب میں کچھ کہنا چاہا تھا لیکن جاوید کے ہاتھ کو دوبارہ جنبش ہوئی اس بار راڈرک کی پیشانی پر خون کی ایک باریک لکیر نمایاں ہوگئی مگر اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ بڑا حیرت انگیز تھا راڈرک نے چیخ کر اجنبی زبان میں کچھ کہا تھا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی کو اپنی مدد کے لئے آواز دے رہا ہو' جاوید نے پینترا بدل کر اس پر تیسری بار حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے پیشتر ہی راڈرک رسیوں کی قیدو بند سے آزاد ہو چکا تھا موٹی رسی کی بندشیں کچے دھاگے کے مانند ٹوٹ کر بکھر گئی تھیں اور اس کے ساتھ ہی راڈرک نے برق رفتاری سے پیروں کی قینچی بنا کر جاوید کو اس کے درمیان جکڑ لیا تھا' دوسرے ہی لمحے اس نے کروٹ بدلی تو جاوید کا جسم فضا میں لہراتا ہوا پوری شدت سے بوٹ کے تختے سے ٹکرا گیا' جاوید کے حلق سے خارج ہونے والی وہ چیخ بڑی کربناک تھی راڈرک نے اسی داؤ کو دوبارہ آزمانے کی خاطر اپنے جسم کو ایک خاص زاویئے سے سمیٹا تھا مگر قبل اس کے کہ وہ اپنی قوت استعمال کرتا فیصل کی بھرپور لات اس کی کنپٹی پر پڑی اور وہ کراہ کر رہ گیا پھر فیصل پر جیسے جنون طاری ہوگیا' اس نے قریب پڑا ہوا بانس اٹھایا اور راڈرک کو روئی کی طرح دھنکنا شروع کر دیا' جاوید اسی طرح بے ہوش پڑا تھا۔

"اچانک موٹر بوٹ کا انجن اسٹارٹ ہونے کی تیز آواز رات کے پرہول سناٹے کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری پھر موٹربوٹ نے اتنی برق رفتاری سے اپنے سفر کا آغاز کیا کہ فیصل بھی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا' گرتے ہوئے اس کا سر کسی ٹھوس شے سے ٹکرایا تو اس کی کھوپڑی میں کئی سورج ایک ساتھ طلوع ہو کر اسی تیزی سے غروب ہوتے چلے گئے .... !!

○

انگروما عبادت گاہ کے ایک گوشے میں کھڑا اپنا نچلا ہونٹ چبا رہا تھا' شاکا نے اس کی ذات پر شبہ کر کے اذیتناک احساسات سے دوچار کر دیا تھا' اس نے ساٹھ سال تک شاکا کے ساتھ وفاداری اور دیانتداری کا ثبوت دیا تھا' اپنے فرائض منصبی کو نہایت دیانتداری سے انجام دیتا رہا تھا' کبھی اس نے شاکا کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش نہیں کی تھی اس کے وقار کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا تھا' شاکا کے مفاد کی خاطر اس نے بارہا اپنے ذاتی فائدوں کو پس پشت ڈال دیا تھا' شوالا کی دشمنی مول لی تھی لیکن نکا کے ایک مفروضے پر یقین کر کے شاکا نے پل بھر میں اس کی تمام قربانیوں اور رفاقتوں کو یکسر نظرانداز کر دیا تھا۔

وہ شاکا کے مقابلے میں اتنا بے بس اور کمزور بھی نہیں تھا کہ مجبوراً اس کے آگے گھٹنے ٹیک دیتا' وہ اگر چاہتا تو اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے شاکا کا مقابلہ بھی کرسکتا تھا اپنی جوابی کارروائی سے اسے باور کرا سکتا تھا کہ اس نے جذبات میں آ کر ایک غلط فیصلہ کیا ہے لیکن اس نے صبر و تحمل سے کام لیا تھا' اپنی گرفتاری کا حکم سن کر کوئی مزاحمت کوئی احتجاج نہیں کیا تھا' وہ شاکا کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا لیکن شاکا کے فیصلے نے اس کے ذہن کو اذیت پہنچائی تھی وہ اسے یکسر نظرانداز کر دینے سے بھی قاصر تھا۔

وہ پورے جزیرے کا کاہن اعظم تھا' اس کی مذہبی حیثیت بہت ٹھوس اور مستحکم تھی' اس کا ایک اشارہ قبیلے کے عوام کو شاکا کے خلاف بغاوت پر اکسا سکتا تھا' شوالا کی موت کے بعد اگر وہ چاہتا تو صورت حال سے فائدہ اٹھا کر شاکا کی جگہ بھی لے سکتا تھا لیکن اسے اقتدار کی ہوس نہیں تھی' وہ جزیرے میں امن و امان کا خواہاں تھا مگر شاکا نے ننکر کے بہکائے میں آ کر اسے اپنے عتاب کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی ' انگروما کو اس کی عبادت گاہ تک محدود کر کے اس پر اپنے آدمیوں کے پہرے بٹھا دیئے تھے' وہ اگر چاہتا تو ایک اشارے سے ان ہاتھوں کو جسم سے علیحدہ کر سکتا تھا جنہوں نے اس پر نیزے اٹھانے کی جسارت کی تھی لیکن وہ اپنے ہی آدمیوں کو اپنے غیظ و غضب کا نشانہ نہیں بنانا چاہتا تھا' قصور ان کا نہیں شاکا کا تھا وفادار ماتحت ہونے کے ناتے اس کا حکم ماننے پر مجبور تھے۔

انگروما بڑی دیر تک اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا رہا وہ اس انمول شے کی اہمیت سے ناواقف تھا جو غار سے پراسرار طور پر غائب ہو چکی تھی' اس کی گمشدگی کا علم بھی اسے شیش

ناگ کی موت کے بعد ہوا تھا' اس نے شاکا کو حالات سے بے باخبر کرنا اپنا فرض سمجھا تھا لیکن ننکا نے جس خوبصورتی سے فیصل کی گمشدگی کو ایک نیا رنگ دیا تھا اس نے انگروما کی شخصیت کو مشکوک بنا دیا تھا شاکا کی جگہ اگر وہ ہوتا تو شاید فوری طور پر وہ بھی بدگمانی کا شکار ہو جاتا۔ انگروما اسی بدگمانی کو دور کرنے کا خواہش مند تھا' وہ سنجیدگی سے حالات کے تانے بانوں کو ملاتا رہا پھر اس نے دیوتاؤں کو رضامند کرنے کا ایک آزمودہ عمل پڑھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں' اس کی بند آنکھوں کے عقب میں گھپ اندھیروں کا راج تھا وہ پورے انہماک اور ارتکاز سے ان اندھیروں کا طلسم توڑنے کے لئے کوشاں تھا پھر اسے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں ہوئی' اندھیروں کے بادل آہستہ آہستہ چھٹتے گئے۔

انگروما کی نظریں اب غار کے اس حصے کو دیکھ رہی تھیں جہاں عظیم دیوتا کا قوی ہیکل مجسمہ موجود تھا' وہ پلکیں جھپکائے بغیر دیوتا کے مجسمے کو دیکھتا رہا۔ اس نے دیکھا کہ مجسمے کا الٹا پیر آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہو رہا ہے' زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر وہ پیر ساکت ہو گیا پھر ایک ہاتھ اس خلاء کی جانب بڑھا جو دیوتا کے قدم اٹھ جانے کے بعد زمین میں پیدا ہوا تھا' خلاء میں جانے کے بعد وہ ہاتھ باہر نکلا تو اس میں ایک سفید رنگ کا پیکٹ موجود تھا' اس پیکٹ کو دیکھ کر شیش ناگ تیزی سے سامنے آ گیا' شیش ناگ کے تیور خطرناک نظر آ رہے تھے' اس کی آنکھوں سے چنگاریاں ابل رہی تھیں' فضا میں غضبناک انداز میں لہراتا بل کھاتا وہ ہاتھ کے قریب پہنچ گیا پھر اس نے ہاتھ کو ڈسنے کی خاطر پھن مارا لیکن اس کا پھن ہاتھ تک نہیں پہنچ سکا' درمیان میں کوئی نادیدہ شے حائل تھی جس سے ٹکرا کر شیش ناگ زخمی ہو گیا تھا اس نے دوبارہ فضاء میں لہرانا شروع کر دیا' اس کی نگاہیں بدستور اسی ہاتھ پر مرکوز تھیں جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہا تھا' شیش ناگ کا جسم بھی ہاتھ کے ساتھ ساتھ فرش پر رینگتا رہا۔ پھر اس نے دوبارہ غضبناک انداز میں ہاتھ کو ڈسنے کی کوشش کی لیکن اس بار بھی وہ درمیان میں حائل کسی روکاوٹ سے ٹکرا گیا' اس کے سر سے خون کے قطرے گرنے شروع ہو گئے تھے' اس نے کسی نادیدہ شے سے خوفزدہ ہو کر فرار ہونے کی کوشش کی تھی لیکن اچانک ایک شعلہ سا لپکا اور شیش ناگ کا جسم جل کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔

"انگروما حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا' وہ پیکٹ یقیناً وہی قیمتی شے تھی جس کے بارے میں اس نے شاکا کو بتایا تھا لیکن وہ ہاتھ کس کا تھا اور وہ پراسرار طاقت کون تھی جس نے اس ہاتھ کو شیش ناگ کے عتاب سے محفوظ رکھا تھا اور پھر جلا کر راکھ کر دیا تھا' انگروما کی نظریں یہ دیکھنے سے قاصر تھیں پھر اچانک وہ منظر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا' گھپ

اندھیروں کی دبیز چادر اس کی قوت بصارت کے سامنے حائل ہو گئی' انگروما نے نگاہیں نہیں کھولیں' برابر اسی عمل کا ورد کرتا رہا' اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں' اس کا ذہن بڑی عقیدت سے دیوتاؤں کی پراسرار قوتوں کو آواز دے رہا تھا' وہ ہر قیمت پر اس قیمتی شے کی گمشدگی کے راز سے واقف ہونے کا خواہشمند تھا اس کے ہونٹ تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ آہستہ آہستہ تاریکی کے بادل دوبارہ چھٹنے شروع ہوئے۔ انگروما کی نظروں کے سامنے اس بار بیکراں سمندر کا منظر اجاگر ہو گیا' اس نے ایک موٹر بوٹ کو دیکھا جو طوفانی انداز میں اپنی منزل کی جانب اڑی چلی جا رہی تھی' وہ اس منظر کا مقصد نہیں سمجھ سکا تھا لیکن جب موٹر بوٹ کے اندر کا منظر اسے دکھائی دیا تو وہ چونک اٹھا' اس کی نظریں فیصل' جاوید اور راڈرک کے چہروں پر منڈلانے لگیں جو بے ہوشی کے عالم میں بوٹ کے اندر پڑے تھے۔ راڈرک زخمی حالت میں نظر آ رہا تھا۔

"انگروما کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا' فیصل اور جاوید کے فرار ہونے کا مقصد یہی ہو سکتا تھا کہ وہ اسی قیمتی شے کے راز سے بھی واقف تھے اور وہ ہاتھ جو پیکٹ کو لے اڑا تھا ان دونوں ہی سے کسی ایک کا ہو سکتا تھا۔ انگروما کے ذہن میں یہی ایک شبہ ابھرا تھا دیوتاؤں نے شاید مناظر کے ذریعے اس کی رہنمائی کرنے کی کوشش کی تھی' راڈرک کے زخمی ہونے کا بظاہر ایک ہی سبب ممکن تھا اسے موٹر بوٹ کے حصول کے تشدد سے دوچار کیا گیا ہو گا لیکن ننکا .... وہ کہاں تھا؟ کیا وہ ابھی تک جزیرے پر شاکا کے ساتھ تھا یا وہ کسی اور ذریعہ سے جزیرے سے نکل چکا تھا؟

"انگروما نے یکلخت آنکھیں کھول دیں' اس کا فوری طور پر شاکا سے ملنا ضروری تھا' اگر وہ حالات سے لاعلم تھا تو یہ لاعلمی اس کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی تھی' اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ فیصل کسی نہ کسی زاویئے سے اس قیمتی شے سے ضرور واقفیت رکھتا ہے جس کی گمشدگی ابھی تک ایک معمہ بنی ہوئی تھی۔ انگروما نے محافظ دستے کے ایک فرد سے شاکا کو فوری طور پر ملاقات کرنے کا پیغام بھیجا اور ان کڑیوں کو ملانے کی کوشش کرنے لگا جو اسے عمل کے ذریعے نظر آئی تھیں' اسے سب سے زیادہ فکر شنکر کی تھی جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہ پراسرار قوتوں کا مالک ہے اور ممکن تھا کہ شنکر کی پراسرار قوتوں کی وجہ سے وہ اس ہاتھ کے مالک کو نہ دیکھ سکا ہو جس نے دیوتا کے قدموں کے نیچے سے پیکٹ حاصل کیا تھا' وہ ان ہی خیالات میں محو تھا کہ شاکا کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"مجھے یقین تھا کہ تم بہت جلد مجھ سے رابطہ قائم کرو گے۔" شاکا نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "کیا تم زبان کھولنے پر آمادہ ہو گئے ہو؟"

"شنکر کہاں ہے ....؟" انگروما نے اس کی بات نظرانداز کرتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔

"اوہ ...." شاکا کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ "تم شاید اس عمل سے خوفزدہ ہو جو شنکر تمہاری اصلیت کو بے نقاب کرنے کے لئے پڑھ رہا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم کو ابھی حالات کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔" انگروما نے کہا۔ "کیا تمہیں فیصل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی خبر ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"میرا علم کہتا ہے کہ وہ جزیرے سے فرار ہو چکے ہیں۔"

"قیمتی اور انمول شے کے بارے میں تمہارا علم کیا کہتا ہے؟" شاکا نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا خیال ہے کہ شنکر اور فیصل میں سے کوئی ایک اس کے بارے میں ضرور جانتا ہے۔" انگروما نے سنجیدگی سے کہا پھر اس نے ایک بار پھر فیصل اور جاوید کے فرار کے بارے میں بتایا تو شاکا کے تیور خطرناک ہو گئے۔

"کیا تم میری توجہ اپنی جانب سے ہٹانا چاہتے ہو۔" وہ سرد لہجے میں غرایا۔ "فیصل اور اس کے ساتھی میری مرضی اور اجازت کے بغیر ...."

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے شاکا۔" میری بات کا یقین کرو' انہوں نے فرار کی خاطر راڈرک کو زخمی کر کے اس کی موٹر بوٹ حاصل کرلی ہے۔"

"نہیں ...." اس بار شاکا چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا"۔ شاکا نے کہا اور نیزہ برداروں کو اشارہ کرتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔ پھر وہ ایک ساتھ ہی غار تک پہنچے تھے جہاں شنکر قوی ہیکل دیوتا کے مجسمے کے سامنے کھڑا غصے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا' شاکا کو دیکھتے ہی اس کے تیور اور خراب ہوگئے۔

"تم ...." اس نے شاکا کو نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ فیصل اور جاوید اس لمحے کہاں ہیں؟"

"تم کیا کہنا چاہ رہے ہو ....؟" شاکا نے پوچھا۔

"شاکا .... تمہاری غفلت نے سارا کھیل چوپٹ کر دیا۔" شنکر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"وہ دونوں جزیرے سے بہت دور جا چکے ہیں۔"

"اور وہ قیمتی شے کہاں ہے ....؟" شاکا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں دریافت کیا۔

"وہ بھی شنکر کی نظروں سے زیادہ دنوں اوجھل نہیں رہ سکے گی لیکن پہلے مجھے فیصل کا کریا کرم کرنا پڑے گا۔" شنکر کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔

"تم .... تم ان کا کیا کرو گے؟" شاکا نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"میں اسے ایسا کشٹ دوں گا کہ وہ سارا جیون یاد رکھے گا' میرے لئے فاصلوں کی قید کوئی اہمیت نہیں رکھتی' میرے بیر پل بھر میں اسے دبوچ لیں گے .... اس نے شنکر سے فریب کر کے اچھا نہیں کیا۔" شنکر نے سرد لہجے میں کہا پھر آنکھیں موند کر دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر لئے اس کے ہونٹ تیزی سے کسی منتر کا جاپ کر رہے تھے' شاکا اور انگروما دونوں اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

شنکر کچھ دیر تک ہاتھ بلند کئے کھڑا رہا پھر یکلخت اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زور زور سے جھٹکنا شروع کر دیا' ہاتھ جھٹکنے کے عمل کو کچھ دیر تک جاری رکھنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور فاتحانہ انداز میں قہقہے بلند کرنے لگا اس کی سرخ آنکھوں میں طاغوتی قوتوں کا ساحرانہ رقص جاری تھا۔

"شنکر ...." شاکا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تیرے قہقہوں کا کیا مطلب سمجھوں؟"

"اب چنتا کرنے کی ضرورت نہیں ہے شاکا۔ "شنکر نے جواب دیا ۔ "میرے منتر کے بیروں نے اسے پا لیا ہے' میری آگیا کے انوسار وہ اسے اس قابل نہیں چھوڑیں گے کہ ہماری نظروں سے دور بھاگ سکے اب اسے شنکر کی شکتی کا اندازہ بہت جلد ہو جائے گا۔"

"ہمیں اب کیا کرنا ہوگا ...." شاکا نے بے تابی سے سوال کیا۔

"ہم اس کا پیچھا کریں گے .... اب میرا اور تیرا راستہ ایک ہے"۔

"جو کچھ کرنا ہے جلدی کر۔" شاکا نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "ساحل پر ابھی راڈرک کی دوسری موٹربوٹ بھی موجود ہوگی۔"

"کیا تم ...."

"ہاں .... شاکا تیرے ساتھ چلے گا۔" شاکا کا لہجہ فیصلہ کن تھا پھر اس نے انگروما کی طرف غور سے گھورا۔ "میرے جانے کے بعد تو کاہن اعظم کے رتبے کے ساتھ ساتھ

میرے نائب کے فرائض بھی انجام دے گا۔"

"تو شاید بھول رہا ہے شاکا۔" انگروما نے تلخی سے جواب دیا "میں اب کاہن اعظم نہیں ہوں، میں نے تیرے ساتھ دغا کیا ہے، میں تیرے منصب اور تیرے عتاب کو بھول گیا تھا میں نے تیرے ساتھ فریب کا ناٹک کھیلا تھا اور تو نے مجھے ...."۔

"یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے انگروما۔" شاکا نے بڑی اپنائیت سے تلملاتے ہوئے کہا۔ "اگر شاکا سے بھول ہو گئی ہے تو تو اسے معاف کردے"۔

"لمحہ بیتا جا رہا ہے شاکا۔" شنکر سنجیدگی سے بولا۔ "ہمیں جلدی کرنی ہوگی۔"

"اب میرے بارے میں تیرا کیا خیال ہے........؟" انگروما نے شنکر کو تیکھی نظروں سے گھورا۔ "تیری کالی طاقت اب کیا کہتی ہے؟"

"میں ابھی پورے وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔" شنکر نے رکھائی سے جواب دیا "ہمیں پہلے فیصل کو دیکھنا ہوگا۔"

"شاکا، میں ایک بار پھر تجھے سوچ بچار کرکے کوئی قدم اٹھانے کا مشورہ دوں گا۔" انگروما نے سپاٹ آواز میں شاکا کو مخاطب کیا پھر شنکر کو تیز نظروں سے گھورنے لگا۔ جواب میں شاکا نے انگروما کے چہرے کے تاثرات کو غور سے دیکھا پھر قدم بڑھاتا ہوا غار سے باہر آ گیا، شنکر نے اس کی پیروی میں بڑی عجلت کا مظاہرہ کیا تھا انگروما کی نظریں بدستور اس کا تعاقب کرتی رہیں۔"

○

اس کا ذہن گھپ اندھیروں اور غنودگی کے اتھاہ سمندر میں غوطے کھا رہا تھا........ اس کے خیال کے کینوس پر گزری ساعتوں کے سائے لرز رہے تھے........ وہ شاکا کے جزیرے سے جاوید اور روپا کے ساتھ فرار ہوا تھا راڈرک نے ان کے راستے کی دیوار بننے کی کوشش کی تھی، وہ جزیرے سے صرف روپا کو لے جانا چاہتا تھا اس نے جاوید کو چیلنج کیا تھا کہ جب تک وہ نہ چاہے گا موٹر بوٹ کا انجن سٹارٹ نہیں ہوگا، شاید اس نے مشینری کے کسی خفیہ حصے میں کوئی چور سوئچ لگا رکھا تھا یا کوئی ایسی تکنیکی خرابی پیدا کر دی تھی جسے دور کئے بغیر موٹر بوٹ کو استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا اس کی گفتگو کا انداز باغیانہ اور ہتک آمیز تھا جس نے جاوید کو جارحانہ کارروائی پر مجبور کر دیا لیکن شاید راڈرک بھی کچھ پر اسرار قوتوں کا

مالک تھا اس نے حیرت انگیز طور پر رسیوں کی مضبوط بندشوں سے نجات حاصل کر لی تھی پھر اس نے نہایت پھرتی اور مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے جاوید کو اپنی ٹانگوں کے درمیان جکڑ کر ربڑ کے کسی پتلے کی مانند فضا میں اچھالنا شروع کر دیا تھا۔ جاوید کی کربناک چیخ کی آواز نے اسے راڈرک کے خلاف جنونی عمل پر اکسایا تھا، اس نے چپو نما لکڑی اٹھائی اور پھر راڈرک پر قہر بن کر ٹوٹ پڑا اس نے جاوید کے دشمن کو موت کی آخری حدوں تک پہنچانے کی ٹھان لی تھی۔ اس کا ہاتھ مشینی انداز میں چل رہا تھا اور ہر ضرب کے ساتھ راڈرک کی اذیتناک چیخ بلند ہو رہی تھی لیکن اس کی حسرت پوری نہ ہو سکی، موٹر بوٹ کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز نے ایک لمحے کو اس کی توجہ منتشر کردی پھر جس طوفانی انداز میں موٹر بوٹ نے اچانک اپنے سفر کا آغاز کیا وہ حیرت انگیز تھا وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا چکرا کر گرتے ہوئے اس کا سر کسی ٹھوس شے سے ٹکرایا تھا پھر ہر احساس گھپ اندھیروں میں ڈوب گیا تھا اور اب دھندلی دھندلی یادوں کے لہریئے پھر حرکت کر رہے تھے۔

اس کا ذہن ابھی پوری طرح بیدار نہیں ہو پایا تھا کہ آسمان پر سرخ آندھی کے جھکڑ چلنے لگے، وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ان ذرات کو دیکھ رہا تھا جو دہکتی چنگاریوں کی مانند ہوا کے بھنور میں پھنسے تیزی سے گردش کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہے تھے، اس نے اٹھنے کی کوشش کی وہ اس ناگہانی آفت سے بچنے کی خاطر کوئی تدبیر اختیار کرنا چاہتا تھا لیکن جیسے کسی پراسرار قوت نے اس کے وجود کو جھلسا دیا، وہ اذیت نہایت کربناک تھی پھر اس نے ان ذرات کے درمیان عفریتوں کو نمودار ہو کر المناک انداز میں رقص کرتے دیکھا ان کے ہاتھوں میں خار دار گرز موجود تھے، ان کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے........ شاید وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا تھا، سرخ ذرات اس کے وجود میں نشتر بن کر چبھ رہے تھے پھر شنکر کی مانوس آواز بہت دور سے ابھرتی ہوئی اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"تم نے شنکر سے بھاگ کر اچھا نہیں کیا، اب دھرتی کی کوئی شکتی تمہیں میرے کشٹ سے مکتی نہیں دلا سکے گی، تم اب اپاہج بن کر میرے چرنوں کی دھول میں جیون بسر کرنے پر مجبور ہوگے۔" شنکر کے لہجے میں سفاکی اور درندگی تھی پھر عفریتوں نے گرز سنبھال کر اس پر حملہ کر دیا، وہ شدید کرب سے دوچار تھا اور اس کے ذہن میں دور کہیں شنکر کے مکروہ قہقہوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ وہ ماہی بے آب کی مانند تڑپ رہا تھا جب اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے سرد بادلوں کے لطیف تودوں نے اس کے وجود کو اپنے سائے میں سمیٹ لیا ہو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا کسی دوشیزہ کا خوبصورت اور حسین وجود دھوئیں کی شکل

میں اس کے اطراف منڈلا رہا تھا' اس کی زلفیں اس پر سایہ کئے ہوئے تھیں۔

"تم ...." فیصل نے خوابیدہ آواز میں اسے مخاطب کیا' کون ہو تم ....؟"

"مجھے افسوس ہے پرنس ...." دھویں کے لرزتے سائے سے ایک مترنم آواز ابھری۔ میں روپا کے وجود میں غرق اپنے کام میں اتنی منہمک تھی کہ فوری طور پر تمہاری طرف توجہ نہیں دے سکی' لیکن اب تم محفوظ ہو۔"

"شاید شنکر کی پراسرار قوتوں نے میری المناک کہانی کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"کہانیاں کبھی ختم نہیں ہوتیں .... یاد بن کر فضاؤں میں محفوظ ہو جاتی ہیں۔"

"تم نے ابھی روپا کا ذکر کیا تھا۔"

"ہاں .... وہ بڑی سادگی سے بولی" تمہارے فرار کے لئے موٹر بوٹ کا تیز ترین سفر ضروری تھا' راڈرک نے اس کے انجن میں خرابی پیدا کر دی تھی۔ جسے میں جانتی تھی چنانچہ مجھے وقتی طور پر روپا کے وجود کو اپنانا پڑا۔"

"کیا .... کیا تم موٹر بوٹ کو چلا رہی تھی؟" اس نے حیرت سے فضا میں لرزتے کپکپاتے سائے کو دیکھا۔

"تم نے طلسمی اور پر اسرار ماحول سے فرار اختیار کیا تھا اس لئے میں تمہاری مدد پر آمادہ ہو گئی۔"

"وہ آواز .... جس نے ہمیں موٹر بوٹ کا انجن نہ اسٹارٹ کرنے کی تاکید کی تھی۔"

"وہ میں ہی تھی .... اس وقت میں نے روپا کے جسم کو اپنا رکھا تھا۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ میری منزل کہاں ہے؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی۔" اس نے بدستور سادگی سے جواب دیا۔ "میں تمہیں واپس اسی مقام پر پہنچا دوں گی جہاں سے تم نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔"

"اس کے بعد تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔"

"تم نے بروقت میری مدد کر کے مجھ پر احسان کیا ہے کیا میں اپنی محسنہ کا نام دریافت کر سکتا ہوں؟"

"میں نے اپنے فرض کی ادائیگی کی ہے .... تم اسے احسان کا نام دے کر مجھ شرمندہ کر رہے ہو۔"

"میں تمہیں کیا سمجھوں؟"

"تمہیں آرام کی ضرورت ہے پرنس .... میں روپا کے جسم میں واپس جا رہی ہوں۔"

"ٹھہرو ...." فیصل نے بے تابی سے اسے آواز دی تو دھویں کے بکھرتے بادل تھم گئے فیصل نے مشکبار زلفوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم میرے بارے میں کیا جانتی ہو؟"

"تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو ....؟" اس کے لہجے میں معصومیت اور اپنائیت کا احساس جھلک رہا تھا۔

"میری کہانی کا انجام کیا ہو گا؟" فیصل نے تڑپ کر سوال کیا۔

"کہانی تم رقم کر رہے ہو اور انجام مجھ سے دریافت کر رہے ہو .... تعجب ہے؟"

"اگر میں نے اپنے شہر میں قدم واپس رکھا تو ماضی کے زخم دوبارہ ہرے ہو جائیں گے میں لوگوں کے سوالات کا کیا جواب دوں گا' قانون مجھ سے باز پرس کرے گا تو میں اسے کس طرح مطمئن کروں گا؟"

"تم پریشان مت ہو .... میں ایسے حالات پیدا کر دوں گی کہ تم سے کوئی باز پرس نہیں ہو گی۔"

"شنکر نے کہا تھا کہ اب مجھے اپاہجوں کی طرح اس کے رحم و کرم پر زندہ رہنا ہو گا۔"

"ہاں .... اس ملعون نے ٹھیک کہا ہے۔" اس کے جواب میں غم و غصے کی ملی جلی کیفیتیں تڑپ اٹھیں۔

"کیا تم اس کے خلاف میری مدد نہیں کر سکتیں"۔

"مجھے افسوس ہے پرنس۔" اس نے تاسف کا اظہار کیا۔

"پھر تم نے مجھے اس کے عتاب سے بچانے کی غلطی کیوں کی؟" فیصل کے لہجے میں شکوہ تھا۔ "مجھے حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہوتا۔"

"مایوسی گناہ ہے پرنس .... وقت اور حالات یکساں نہیں رہتے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہیں اپنی تقدیر خود رقم کرنی ہو گی۔"

"تم شاید کوئی بھٹکتی ہوئی روح ہو کسی اتفاقیہ مطابقت سے متاثر ہو کر وقتی طور پر میری مدد پر مجبور ہو گئی ہو۔" فیصل نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔ "کیا میری صورت و شکل تمہارے محبوب سے ملتی جلتی ہے؟"

"اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے رشتے ناتے ہوتے ہیں۔" اس نے سادگی سے

کہا۔

"تم کس رشتے کی بات کر رہی ہو؟"

"نہیں پرنس .... فی الحال میرے بارے میں کریدنے کی کوشش نہ کرو۔" اس نے سنجیدگی سے کہا پھر اس کی زلفوں کے سائے لہراتے ہوئے نگاہوں سے اوجھل ہو کر۔ اس کے وجود کا کانپتا ہوا عکس گھپ اندھیروں میں گم ہوگیا اس کے ساتھ ہی فیصل کے ذہن پر غنودگی کی چادر پھیل کر دبیز ہوتی گی۔

وہ کتنی دیر غنودگی اور بے ہوشی کی کیفیتوں سے دو چار رہا اسے مطلق کوئی علم نہیں تھا اس کا ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہو رہا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ لوگ اس کے ارد گرد منڈلا رہے ہوں' قدموں کی دبی دبی آہٹیں اور کھسرپھسر کی آوازیں اس کے وجود کو زندگی کا احساس دلا رہی تھیں۔ لیکن وہ لوگ کون تھے جو دبے دبے قدموں سے اسے گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے؟ دبی دبی آوازوں کے درمیان اس کے خلاف کیا سازشیں جنم لے رہی تھیں؟ کیا وہ زندہ تھا .... یا مرنے کے بعد کسی اور دنیا کی آہٹوں کو سن رہا تھا؟ وہ دم سادھے پڑا اپنے ہست و بود کے بارے میں غور کرتا رہا ان آوازوں کو سنتا رہا جو اسے کشمکش میں مبتلا کر رہی تھیں پھر اس نے واضح طور پر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی اس کے بعد قدموں کی ملی جلی آوازیں ابھر کر قریب آتی گئیں۔

"کیا انہیں ابھی تک ہوش نہیں آیا؟" کسی مرد کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"جی نہیں .... جواب میں ایک نسوانی آواز ابھری۔ میں نے چالیس منٹ پہلے انجکشن لگا دیا ہے۔"

"ڈاکٹر......... کیا طویل بے ہوشی کسی خطرے کی علامت تو نہیں؟" یہ آواز جاوید کی تھی۔

فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے آنکھیں کھول دیں وہ کھلے سمندر کے بجائے اس وقت کسی ہسپتال کے کمرے میں موجود تھا پھر اسپتال کا تصور ذہن میں جاگتے ہی شنکر کا جملہ اس کے دماغ میں گونج اٹھا جس نے اسے اپاہج بنا دینے کی دھمکی دی تھی ....؟؟؟



فیصل کے ذہن میں شنکر کا جملہ صدائے بازگشت بن کر گونج رہا تھا' اس نے ڈرتے ڈرتے اپنے پیروں کو جنبش دینے کی کوشش کی تو کراہ اٹھا' اس کے گھٹنوں نے اس کی قوت ارادی کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا' جاوید نے اسے ہوش میں دیکھا تو اس کے چہرے پر مسرت کی کرن پھوٹ پڑی۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم ہوش میں آ گئے۔" اس نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

فیصل نے جاوید کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' وہ ڈاکٹر کو گھورنے لگا اس کی نگاہوں میں مایوسی کے سائے لہرا رہے تھے ....

"ڈاکٹر کیا میں ....؟" وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا' احساس محرومی نے اس کی آنکھوں کے گوشے نمناک کر دیئے تھے۔

"ہمیں صرف آپ کی طویل بے ہوشی سے تشویش لاحق تھی۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "اب آپ خطرے سے باہر ہیں"۔

"تم کیا محسوس کر رہے ہو؟" جاوید نے بڑی اپنائیت سے پوچھا۔

"میں .... یہاں کس طرح پہنچا؟" اس نے جاوید سے پوچھا۔

"کیا مطلب ...." جاوید نے اس کے چہرے کے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "تم کیا جاننا چاہتے ہو؟"

"میرا مشورہ ہے کہ آپ فی الحال زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کریں۔" ڈاکٹر نے دخل اندازی کی۔ "آپ کو ابھی آرام کی ضرورت ہے۔"

"ڈاکٹر................." اس نے ڈاکٹر کو پرامید نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ میرا تفصیلی معائنہ کر چکے ہیں؟"

"جی ہاں .... لیکن آپ پریشان کیوں ہیں؟" ڈاکٹر نے تعجب سے دریافت کیا۔

"کیا .... کیا میں اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو سکتا ہوں؟" اس نے دھڑکتے ہوئے

دل سے سوال کیا۔

"کیوں نہیں .... مگر ابھی آپ کو................"

"نہیں ڈاکٹر ...." فیصل نے اس کی بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔

"میں اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر اپنی الجھن دور کرنی چاہتا ہوں .... ابھی ' اسی وقت ' پلیز ڈاکٹر................"

"تم کسی وہم میں مبتلا ہو ....؟" جاوید نے حیرت سے کہا۔ "تمہاری ٹانگوں کو کیا ہوا ....؟"

"مسٹر فیصل ' آپ مجھے بتائیں۔" ڈاکٹر نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟"

"میں .... میرا خیال ہے کہ شاید اب میں اپنی ٹانگوں پر کھڑا نہیں ہو سکوں گا۔" فیصل نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "میں نے اپنے پیروں کو جنبش دینے کی کوشش کی تھی لیکن ...."

"گھبرائیں نہیں ...." ڈاکٹر نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ ایک ہی زاویئے سے پڑے پڑے آپ کے جوڑ پٹھے وقتی طور پر اکڑ گئے ہوں اور حرکت کرنے سے قاصر ہوں' اکثر ایسا ہو جاتا ہے لیکن اس میں تشویش کی کوئی بات نہیں ہے' وقت کے ساتھ ساتھ دوران خون بحال ہوتے ہی آپ کی ٹانگیں دوبارہ حرکت کرنے لگیں گی۔"

فیصل نے ضد کی تو ڈاکٹر نے دو میل نرسوں کو بلا لیا' اسے احتیاط سے پکڑ کر بستر سے نیچے اتارا گیا' اس کے چہرے سے خوف مترشح تھا' اس نے ڈرتے ڈرتے پیر زمین پر رکھے' میل نرسوں نے اسے پوری قوت سے تھام رکھا تھا لیکن اس کے باوجود وہ چکرا گیا' اس کے گھٹنوں نے ایک بار پھر اس کا بوجھ سہارنے سے انکار کر دیا تھا' اگر اسے تھام نہ لیا گیا ہوتا تو تیورا کر فرش پر الٹ گیا ہوتا ' ڈاکٹر کے اشارے پر اسے دوبارہ بستر پر لٹا دیا گیا' فیصل اس وقت بری طرح ہانپ رہا تھا' اس کی آنکھیں چھت پر لگی تھیں لیکن اس کی سماعت میں شنکر کے فلک شگاف قہقہے گونج رہے تھے .... جاوید نے ڈاکٹر کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا پھر فیصل کے قریب جاتے ہوئے بولا۔

"تم .... تم کیا سوچ رہے ہو؟"

"کچھ نہیں ...." ڈاکٹر کی موجودگی میں اس نے اختصار سے کام لیا۔

"آپ میری بات کا یقین کریں۔" ڈاکٹر نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "آپ

فزیو تھراپی کے ذریعے بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے"۔

"شکریہ ڈاکٹر................" اس نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر اسکا معائنہ کرتا رہا' جاوید محسوس کر رہا تھا کہ فیصل کوئی بات چھپانے کی کوشش کر رہا ہے ڈاکٹر کی موجودگی میں اس نے فیصل کو کریدنے کی کوشش نہیں کی لیکن جب ڈاکٹر معائنے کے بعد ضروری ہدایات دے کر واپس چلا گیا اور جاوید کمرے میں تنہا رہ گیا تو اس نے فیصل سے پوچھا۔

"تمہیں اچانک اس بات کا وہم کس طرح لاحق ہو گیا کہ تم اپنے پیروں پر دوبارہ نہیں کھڑے ہو سکو گے۔؟"

"کیا یہ درست ہے کہ ہم اسی شہر میں واپس آ گئے ہیں جہاں سے ہم نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔" اس نے جاوید کی بات نظرانداز کرتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں .... لیکن تمہیں کس نے بتایا؟" جاوید نے تعجب سے کہا۔ "تم گزشتہ چار روز سے بے ہوشی کے عالم میں تھے۔"

"روپا اور راڈرک کہاں ہیں؟ فیصل نے دریافت کیا۔

"روپا اپنے گھر پر ہے اور راڈرک .... وہ کوسٹ گارڈ والوں کی تحویل میں ہے۔"

"کوسٹ گارڈ................؟"

"ہاں .... وہ پہلے ہی سے ان کی بلیک لسٹ پر تھا۔" جاوید نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ہم چار روز پیشتر یہاں پہنچے تھے' کس طرح؟ اس کا علم مجھے بھی بعد میں ہوا' ہوش میں آنے کے بعد میں اور روپا بھی تمہاری طرح اسی اسپتال میں رہے' مجھے بعد میں علم ہوا کہ کوسٹ گارڈ کے عملے نے راڈرک کی لانچ کو ساحل سے تقریباً دس بارہ میل دور پکڑا تھا' اس وقت ہم سب بے ہوش تھے' کوسٹ گارڈ کا ایک میجر اتفاق سے میرا پرانا واقف کار نکلا' اس نے مجھے تمام تفصیل سے آگاہ کیا تھا۔"

"راڈرک نے موٹر بوٹ پر ہماری موجودگی کے سلسلے میں کیا بیان دیا ہے؟"

"ابھی تک وہ اس قابل نہیں ہے کہ بیان دے سکے۔" جاوید نے کہا۔ "مجھے روپا نے بتایا ہے کہ تم نے میری خاطر جنونی انداز میں راڈرک کو شدید ضربیں لگائی تھیں' وہ ابھی تک زخمی حالت میں ہے لیکن فکر کی کوئی بات نہیں ہے' میجر نے کہا ہے کہ وہ سب کچھ سنبھال لے گا اور کوشش کرے گا کہ ہمارا نام درمیان میں نہ آنے پائے۔"

"کیا روپا کو علم ہے کہ ہم نے سمندری سفر کیوں کر طے کیا تھا؟"

"نہیں .... اس سلسلے میں وہ بھی پریشان ہے۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔ "اسے صرف اتنا یاد ہے کہ جس وقت تم راڈرک کی مرمت کر رہے تھے اس وقت وہ غیر ارادی طور پر انجن والے حصے کی سمت لپکی تھی لیکن اس کے بعد کیا ہوا .... اسے کچھ یاد نہیں؟"

"یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا ...." فیصل نے اس حسین وجود کو یاد کرتے ہوئے جواب دیا جو اس نے غنودگی کی حالت میں دھویں کی صورت میں اپنی نگاہوں کے سامنے منڈلاتے دیکھا تھا۔

"کیا مطلب ...." جاوید نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا تمہیں علم ہے کہ موٹربوٹ کا سفر کس طرح پورا ہوا ہے؟"

"ہاں ...." فیصل نے جواب دیا۔ "موٹر بوٹ کا انجن روپا ہی نے اسٹارٹ کیا تھا' وہی اسے تمام راستے کنٹرول کرتی رہی ہے اور پھر .... پھر شاید منزل کے قریب پہنچ کر وہ بھی بے ہوشی کی کیفیت سے دوچار ہو گئی ہو گی۔"

"ہو گئی ہوگی سے تمہاری کیا مراد ہے .... کیا تم کسی مفروضے کی بناء پر ایسا سوچ رہے ہو"۔

"تمہیں وہ آواز یاد ہے جس نے جزیرے سے فرار کے وقت ہمیں انجن اسٹارٹ کرنے سے منع کیا تھا ...."

"ہاں' لیکن ...."

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اس نے ہماری مدد کی تھی' روپا کے جسم کو اپنانے کے بعد اس نے ہمیں ہماری منزل تک پہنچا دیا ہے .... اس نے مجھ سے یہی کہا تھا۔"

"کیا تمہارے درمیان گفتگو بھی ہو چکی ہے؟" جاوید نے حیرت سے کہا۔ "کون ہے وہ؟ کیا تم نے اسے پہلے بھی کبھی دیکھا ہے۔"

"نہیں .... میں اس کی صورت و شکل نہیں دیکھ سکا تھا لیکن اس کی آواز اس وقت بھی میرے ذہن میں گونج رہی ہے۔"

"ون منٹ ...." جاوید نے تیزی سے پوچھا۔ "کیا اسی عورت نے تم سے کہا تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد تم اپنی ٹانگوں پر نہیں کھڑے ہو سکے گے۔"

"اس نے صرف تصدیق کی تھی۔" فیصل نے اپنی غنودگی کے عالم کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "اگر وہ بروقت میری مدد کو وہاں نہ آ جاتی تو شاید شنکر کی پراسرار قوتیں مجھے اس حالت میں بھی زندہ نہ رہنے دیتیں .... شنکر نے کہا تھا کہ میں نے اس سے دور بھاگ کر اچھا نہیں کیا اور اب وہ مجھے لپاہجوں کی طرح اپنے قدموں میں ایڑھیاں رگڑنے پر مجبور کر دے گا .... اسی بات کی تصدیق کی خاطر میں نے ڈاکٹر سے اپنی ٹانگوں پر کھڑے ہونے کی ضد کی تھی اور تم نے دیکھ لیا کہ شنکر نے جو کہا تھا' وہ........"

"وہ اگر تمہیں اپاہج کر سکتا ہے تو میں اس کے ناپاک وجود کو صفحہ ہستی سے بھی مٹا سکتا ہوں۔" جاوید نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "تم فکر مت کرو' شنکر کو ایک بار سامنے آ لینے دو .... میں اس کا قصہ ہی پاک کر دوں گا۔"

فیصل نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن نرس کے آجانے کی وجہ سے اپنا ارادہ ترک کر دیا' جاوید کے چہرے پر بدستور غصے کی علامتیں منڈلا رہی تھیں ....!"



موٹر بوٹ آندھی اور طوفان کی مانند سفر طے کر رہی تھی' شاکا بڑی چابک دستی اور مہارت کے ساتھ اسٹیئرنگ کنٹرول کر رہا تھا انہیں جزیرے سے روانہ ہوئے بہت دن گزر چکے تھے لیکن ان کے چہروں پر تھکن کا مطلق کوئی اثر نہیں تھا' خاص طور پر شنکر کے مقابلے میں شاکا زیادہ تروتازہ دکھائی دے رہا تھا' شنکر نے کئی بار اسے موٹر بوٹ کی رفتار کم کرنے کو کہا تھا۔ لیکن شاکا نے مسکرا کر اس کی بات ٹال دی تھی' بوٹ میں ان کے علاوہ ایک سیاہ فام حبشی اور بھی تھا جسے شاکا نے روانگی کے وقت اپنے ہمراہ لے لیا تھا' سفر کے دوران اس نے خود کو شنکر سے دور دور ہی رکھا تھا' وہ شاکا کا خاص آدمی تھا اور خاص طور پر اس وقت کسی آدمخور چیتے ہی کی مانند ہوشیار رہتا تھا جب شاکا کمر سیدھی کرنے کی غرض سے کچھ دیر کے لئے آنکھیں بند کر کے اپنے اعصاب کو سکون بخشنے کے لئے لیٹتا تھا' شاکا نے اسے اسی مقصد کے لئے ساتھ لیا تھا کہ وہ شنکر پر نظر رکھے' چنانچہ وہ اس وقت موٹر بوٹ کے پچھلے سرے پر بیٹھا بظاہر لاپروائی سے طلوع ہوتے ہوئے سورج کی شرمیلی کرنوں کو سمندر کی موجوں سے اٹکھیلیاں کرتے دیکھ رہا تھا لیکن اس وقت بھی وہ شنکر سے غافل نہیں تھا' نیزے پر اس کی گرفت پوری مضبوطی سے جمی ہوئی تھی۔ شاکا نے اسے ہر طرح کی مکمل

آزادی دے رکھی تھی' روانگی سے قبل اس نے کہا تھا کہ اگر اسے شنکر کی طرف سے کسی سازش کا شبہ بھی ہوتو بلا دریغ نیزے سے اس کے جسم کو چھلنی کر سکتا ہے۔

"شنکر' شاکا کے برعکس زیادہ لاپرواہ نظر آ رہا تھا' سفر کے دوران اس نے شاکا کے ساتھ خاصی بے تکلفی پیدا کرلی تھی' سیاہ فام حبشی کو ساتھ لینے کے سلسلے میں اس نے شاکا سے اعتراض کرنے کے بجائے اس کی دوراندیشی اور ذہانت کی تعریف کی تھی' اس نے کہا تھا کہ کارندے کا ضروری کاموں کی انجام دہی کے لئے طویل سفر پر ساتھ ہونا ضروری تھا' شنکر نے سفر کے آغاز ہی میں محسوس کر لیا تھا کہ وہ اس سے دور رہنے کی کوشش کر رہا ہے چنانچہ اس نے ازخود اس کے قریب جانے کی خواہش کو سینے کی گہرائیوں میں دبا رکھا تھا' وہ اپنا زیادہ تر وقت شاکا کے قریب گزارتا تھا اس وقت بھی وہ شاکا کے قریب بیٹھا سامنے کی جانب دیکھ رہا تھا جہاں زمین اور آسمان گلے مل رہے تھے۔

شاکا نے سفر کے دوران متعدد بار شنکر کو طاقت کے خزانے کے سلسلے میں ٹٹولنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ہر بار شاکا کی خواہش کو بڑی خوبصورتی سے باتوں میں ٹال گیا تھا' اس نے شاکا کو یقین دلایا تھا کہ طاقت کے اس انمول خزانے کے حصول کے بعد وہ دونوں اس کا برابر کا استفادہ کریں گے لیکن اندرونی طور پر اس نے طے کر رکھا تھا کہ وہ گمشدہ پیکٹ کے ملنے سے پیشتر ہی شاکا اور اس کے سیاہ فام ماتحت کو اپنے راستے سے دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکے گا..........

"میرا خیال ہے کہ تم ان بحری راستوں پر اکثر سفر کرتے رہے ہو۔" شنکر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس بات کا اندازہ کس طرح لگا لیا جبکہ میں پہلی بار تمہارے ساتھ سفر کر رہا ہوں۔" شاکا نے تعجب سے پوچھا۔

"موٹر بوٹ کی طوفانی رفتار سے۔" شنکر نے مسکرا کر جواب دیا۔ "اگر تم ان راستوں سے باخبر نہ ہوتے تو قدرتی طور پر قطب نما اور دیگر ضروری آلات کا بار بار استعمال تمہارے لئے ناگزیر ہوتا لیکن تم نے ابھی تک ایسی کسی چیز کا سہارا نہیں لیا۔"

"تم شاید یقین نہ کرو گے مگر یہ حقیقت ہے کہ سمندری سفر کرنا میرا سب سے پسندیدہ مشغلہ ہے' میں ہواؤں کے رخ اور سمندر کی موجوں سے بھی سمت کا پتہ چلا لیتا ہوں۔"

"اب ہم اپنی منزل سے کتنی دور ہیں ...."

"سیدھا راستہ اختیار کرنے کی صورت میں ہم سورج غروب ہونے سے قبل اپنی منزل پر پہنچ سکتے ہیں لیکن میں نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ اندھیرا پھیلنے کے بعد ہمیں ساحل سے قریب تر کردے گا۔"

"طویل راستہ اختیار کرنے کی کوئی خاص وجہ ...." شنکر نے حیرت کا اظہار کیا۔

"تم نے شاید زندگی میں پہلے کبھی غیر قانونی سفر نہیں کیا۔" شاکا نے بڑے فخر سے کہا۔ "میرے لئے قانون کی پیروی وقت کی بربادی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی مگر ہم اس وقت چونکہ راڈرک کی موٹربوٹ استعمال کر رہے ہیں اس لئے ہمارے لئے قانونی موشگافیوں سے بچنا بہر حال ضروری ہے' عام حالات میں خطروں سے کھیلنا مجھے زیادہ پسند آتا ہے۔"

"کیا تم پہلے بھی ان راستوں پر سفر کر چکے ہو؟"

"ضروری نہیں کہ میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں۔" شاکا نے درشت لہجہ اختیار کیا "ایک بات کا خیال رکھنا' کبھی یہ سوچنے کی حماقت نہ کرنا کہ میں تمہارے شہر میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں گا' شاکا دنیا کے چپے چپے سے واقف ہے اور جب جزیرے سے دور ہوتا ہے تو اس کے جسم کے ایک ایک حصے پر سینکڑوں آنکھیں موجود ہوتی ہیں۔"

"شاید تمہارا دل ابھی تک شنکر کی طرف سے صاف نہیں ہوا۔" شنکر نے کہا۔ حالانکہ اب ہماری منزل ایک ہے۔"

"اس کے باوجود تم نے ابھی تک شاکا کو اس قیمتی شے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" اس نے شکوہ کیا۔

"پریشان مت ہو میرے دوست' وہ چیز بہت جلد ہمارے قبضے میں ہوگی۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ شے فیصل کے پاس ہے؟"

"ممکن ہے وہ اس کے قبضے میں نہ ہو لیکن میری وديا کہتی ہے کہ وہ اس کے بارے میں ضرور جانتا ہے ...."

"اور انگروما..............." شاکا نے چبھتے ہوئے انداز میں کہا۔ "کیا تم نے ہمارے درمیان نفرت کا بیج بونے کی کوشش کی تھی؟"

"ہاں ...." شنکر نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیا۔ "لیکن اس وقت میری اور تمہاری منزل ایک نہیں تھی ...."

"تم نے اچھا نہیں کیا ...." شاکا نے کہا۔ "انگروما میرے عزیز ساتھیوں

میں سے ایک ہے' اس کی جگہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو اپنی مذہبی حیثیت سے فائدہ اٹھاکر قبیلے کے لوگوں کو میرے خلاف بغاوت پر بھی آمادہ کر سکتا تھا ...."

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' اس نے ایک اچٹتی ہوئی نگاہ سیاہ فام حبشی پر ڈالی پھر آسمان کی طرف دیکھنے لگا' شاکا نے اپنی نظریں دوبارہ سمندر کی موجوں پر جما دیں' شام تک وہ اسی رفتار سے سفر کرتے رہے پھر شاکا نے انجن بند کر دیا۔

"خیریت ...." شنکر نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"ہمیں اندھیرا پھیلنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔" شاکا نے ایک طویل انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔ "ہم جس گھاٹ کی سمت سفر کریں گے ادھر اجالے میں جانا ہمارے لئے مخدوش بھی ہو سکتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں ...."

"راڈرک کے بارے میں تم کچھ بھی نہیں جانتے۔" شاکا نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "دولت کے حصول کی خاطر وہ اپنے سگے باپ کی پیٹھ میں بھی خنجر گھونپ سکتا ہے' وہ دنیا کے تمام ساحلی علاقوں پر بسنے والوں سے واقفیت رکھتا ہے لیکن لین دین کے معاملے میں اس کی نیت چونکہ ہمیشہ سے خراب رہی ہے اس لئے دوستوں کے علاوہ اس کے دشمنوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے .... تم شاید میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے۔

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک سوچ رہے ہو لیکن راڈرک کے دشمن اگر گھاٹ پر موجود ہوئے تو وہ رات کی تاریکی میں بھی اس کی موٹر بوٹ کو پہچان لیں گے"۔

"تم اس کی فکر نہ کرو............ تمہیں شہر تک ساتھ خیریت کے پہنچانا میرا کام ہے لیکن میں نے تم سے جو کہا ہے اس کا خیال رکھنا۔" شاکا نے سرد لہجے میں کہا۔ "شاکا سے دشمنی تمہیں خاصی مہنگی پڑ سکتی ہے۔"

"دھیرج سے کام لو میرے متر............... کل کیا ہونے والا ہے یہ کیول بھگوان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔"

"فیصل کے بارے میں تم نے کیا معلوم کیا ہے۔" شاکا نے پوچھا۔ "کیا تمہاری کالی قوتوں نے اسے بے بس کر دیا ہے؟"

"شنکر کا وار کبھی خالی نہیں جاتا .... تم اپنی آنکھوں سے اس کا انجام دیکھ لینا۔"

"مجھے اس کے انجام سے زیادہ اس قیمتی شے کی فکر ہے جس کی خاطر ہم نے اتنا

طویل سفر کیا ہے۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' خاموشی سے اطراف کا جائزہ لینے لگا تقریباً ڈھائی گھنٹے تک موٹر بوٹ سمندر کی لہروں پر ہچکولے کھاتی رہی' جب گھپ اندھیرا پھیل گیا تو شاکا نے انجن دوبارہ اسٹارٹ کیا اور بوٹ کا رخ ایک مخصوص سمت کو موڑ دیا۔ پھر ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ساحل کی ٹمٹماتی روشنیاں نظر آنی شروع ہوئیں تو شنکر کی نگاہوں میں طاغوتی قوتیں مچلنے لگیں.........!!

وہ لوگوں کے شور و غل کی آواز ہی تھی جو اس کے کانوں میں گونج رہی تھی لیکن فیصل نے ان آوازوں پر کوئی توجہ نہیں دی' اس کے ذہن پر نیند کے گہرے خمار کا اثر باقی تھا' وہ ان آوازوں کو اپنا وہم سمجھ رہا تھا' شاید اس کے کان بج رہے تھے ورنہ اسپتال کے اس پرسکون گوشے میں جہاں اسے بغرض علاج رکھا گیا تھا شوروغل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا' یہ بھی ممکن تھا کہ وہ آوازیں اس کے ماضی سے کوئی تعلق رکھتی ہوں اور اس کے شعور میں صدائے باز گشت بن کر گونج رہی ہوں۔ وہ غنودگی کے عالم میں آنکھیں بند کئے ان آوازوں کو سنتا رہا پھر مہمل اور بے معنی جملے جو شوروغل کے ہجوم میں آپس میں خلط ملط ہو رہے تھے آہستہ آہستہ واضح ہونے لگے۔

"میرا خیال ہے کہ اس نے بہت زیادہ پی رکھی ہے' گھر جاتے جاتے راستے ہی میں ڈھیر ہو گیا۔"

"جگہ بھی اچھی چنی ہے .... قانون کی چھتری کے نیچے لمبی تانے سو رہا ہے۔"

"پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا .... مجھے تو .... شکل ہی سے کوئی قانون کا محافظ لگتا ہے' زیادہ چڑھ گئی ہوگی اس لئے بغیر وردی کے ڈیوٹی پر آ گیا ...."

"ذرا غور سے دیکھو' کہیں اللہ کو پیارا تو نہیں ہو گیا..............."

"مجھے تو کوئی چور اچکا لگتا ہے' بٹوارے پر جھگڑا ہوا ہو گا اور اس کے ساتھی یہیں مار کر ڈال گئے"۔

"میں نے صبح کے اخبار میں ایک جیولری کی دکان پر ڈاکے کی خبر پڑھی ہے' ہو سکتا ہے یہ ان ہی میں سے ....۔"

"حماقت کی بات کر رہے ہو چچا میاں' آج کل کے ڈاکو اس طرح پیدل نہیں پھرتے۔"

"پھر یہ کون ہو سکتا ہے۔"

"ممکن ہے کوئی مریض ہو جو بے ہوشی کی حالت میں مبتلا ہو۔"

"صورت و شکل سے کوئی شریف آدمی نظر آتا ہے۔"

"ذات شریف کہو برخوردار .... شریف لوگ اس طرح تماشہ بننے کے بجائے خاموشی سے موت کی نیند سو جاتے ہیں۔"

"پولیس کو فون کر دو .... وہ خود ہی آ کر تفتیش کر لے گی۔"

"ہلا جلا کر دیکھو تو سہی .... سانس بھی چل رہا ہے یا بیچارا اتنا غفیل ہو گیا۔"

وہ لوگوں کی مختلف آوازیں اور فضول جملے سنتا رہا۔ پھر ان آوازوں کے ساتھ ساتھ ٹریفک کا شور بھی شامل ہونا شروع ہوا تو اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں' اس کے اطراف بھانت بھانت کے لوگ جمع تھے' وہ انہیں پلکیں جھپکا کر حیرت سے دیکھتا رہا پھر اس نے ماحول کا جائزہ لیا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ جسے خواب سمجھ رہا تھا وہ ایک مضحکہ خیزحقیقت تھی' اس وقت وہ اسپتال کے بجائے شہر کے ایک مشہور اور پر رونق بازار کے مصروف چوراہے پر پڑا تھا اور لوگ اسے گھیرے کھڑے تھے۔

فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' بے بسی کے احساس سے اس کی آنکھوں کے گوشے نمناک ہو گئے' اگر وہ اپاہج نہ ہوتا تو اٹھ کر فرار ہونے کی کوشش کرتا یا کوئی معقول بہانہ تراش کر لوگوں کو مطمئن کرتا لیکن حالات کے پیش نظر وہ ان کے جملوں کے تیر و نشتر برداشت کرنے پر مجبور تھا' کبھی وہ ان ہی شاہراہوں سے اپنی جھلملاتی گاڑیوں پر بیٹھ کر گزرتا تھا تو مجمع کائی کی مانند پھٹ جاتا لیکن آج وہ لوگوں کے درمیان گھرا ہوا تھا اور اس کے پاس بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا .... اس کے ذہن میں صرف ایک ہی نام گونج رہا تھا۔

"شنکر.............. شنکر .... شنکر۔"

وہ شنکر کے سوا کسی اور کی حرکت نہیں ہو سکتی تھی' شاید اس نے فیصل کو اسی کے شہر میں ذلیل و رسوا کرنے کی ٹھان لی تھی' اس نے یہی کہا تھا کہ فیصل نے اس سے دور

بھاگ کر اچھا نہیں کیا' وہ اسے اپاہجوں کی طرح ایڑیاں رگڑنے پر مجبور کر دے گا۔ یقیناً شنکر یا اس کے آدمی ہی اسے اسپتال سے اٹھا کر رات کے کسی پرسکون حصے میں چوراہے پر پھینک گئے ہوں گے' ہو سکتا تھا کہ اس وقت بھی ہجوم میں موجود اس کی بے بسی اور بے کسی کا تماشہ دیکھ رہے ہوں۔

شنکر کے تصور کے ساتھ ہی فیصل کے ذہن میں مجذوب اور سفید ریش بزرگ کا خیال ابھر آیا' خدا کے ان نیک بندوں نے اسے گمراہی کے راستوں پر آگے بڑھنے سے منع کیا تھا' بارہا اسے باور کرانے کی سعی کی تھی کہ جن راستوں پر وہ قدم بڑھا رہا ہے وہاں ذلت اور رسوائی کے سوا اس کے حصے میں اور کچھ نہیں آئے گا لیکن فیصل نے ان کی نصیحتوں کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا' اس نے اپنا معاملہ خدا کے حوالے کرنے کے بجائے اپنے دشمنوں سے براہ راست انتقام لینے کی ٹھانی تھی' اس کی ضد نے خدا کے ان نیک بزرگوں کو ایک ایک کر کے اس سے جدا کر دیا تھا اور انجام کار وہ اپاہج بنا ایک چوراہے پر لوگوں کے ہجوم کے درمیان پڑا ان کے رکیک جملوں کا نشانہ بن رہا تھا' شنکر کی طاغوتی قوتیں اس کو ذلیل و رسوا کرنے کی خاطر برسرپیکار تھیں اور وہ کسی جوابی کارروائی سے یکسر معذور تھا۔

"کیوں مسٹراب کیا حال ہے؟" ایک اوباش شخص نے اس کے قریب آتے ہوئے دریافت کیا۔ "اپنے قدموں پر چلنے کے قابل ہو یا تمہاری ڈنڈا ڈولی کرنی ہوگی۔"

"فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا' سختی سے اپنے ہونٹ دانتوں تلے دبا لئے۔

"برخوردار' تمہارا نام کیا ہے؟" ایک بزرگ نے قدرے شفقت سے کہا۔ "کیا کام کرتے ہو' بود و باش کہاں ہے اور یہاں بیچ چوراہے پر کس خوشی میں ڈیرہ جما رکھا ہے؟"

"ابے کیا الیکشن میں کھڑے ہونے کا ارادہ ہے جو سستی شہرت حاصل کر رہا ہے۔" کسی من چلے نے بھیڑ سے آواز لگائی۔

"برادرم' کچھ منہ سے پھوٹیں گے یا چپ شاہ کا روزہ رکھا ہوا ہے"۔ ایک چھریرے بدن کے آدمی نے حقارت سے کہا۔

"مم.............. میں .... میں بیمار ہوں۔" فیصل نے بمشکل اٹک اٹک کر کہا۔

"ہیروئن کون ہے .... فلمی یا بنگلے کوٹھی والی۔" کسی نے ہانک لگائی تو لوگ بے اختیار ہنس دیئے۔

"مجھے تو یہ سو فیصد نشے کا عادی معلوم ہوتا ہے۔" ایک نوجوان نے اپنا حتمی فیصلہ

صادر کیا۔

"ایسے ہی لوگوں نے معاشرے اور ہماری تہذیب کو تباہ کر رکھا ہے۔" دوسرے نے گرہ لگائی۔ "یہی وہ مہلک جراثیم ہیں جو نوجوانوں کی نسل کو دیمک کی طرح اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہے ہیں۔"

"پولیس آ گئی استاد .... بھاگ لو شرافت سے۔" کسی نے آواز لگائی تو مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا۔

"فیصل نے نظر اٹھا کر دیکھا' دو پولیس والے اور ایک فوٹو گرافر تیزی سے اس کے قریب آ رہے تھے' اس کے دل کی دھڑکنیں اور تیز ہو گئیں' اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ لیتا' اس نے ایک لمحے کو سوچا کہ وہ پولیس والوں کو اپنے نام اورپتے سے آگاہ کر دے اور اپنی حیثیت سے باخبر کر دے لیکن اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا' وہ اپنا نام پتہ بتا کر اپنے باپ دادا کے نام اور ان کے مرتبے کو بدنام نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا چپ چاپ بیٹھا اپنی بربادی کا تماشہ دیکھتا رہا۔

"بڑے دنوں بعد ہتھے چڑھے ہو استاد"۔ ایک پولیس والے نے قریب آ کر مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے کہا۔ "ہمیں تو بڑے عرصے سے تمہاری تلاش تھی۔"

"فکر مت کرو بیٹا۔" دوسرا حقارت سے بولا۔ "اس بار اگلی پچھلی تمام کسر پوری کر دیں گے۔"

فوٹو گرافر نے پولیس والوں کے اشارے پر مختلف زاویوں سے اس کی تصویریں اتار لیں تو مونچھ والے کانسٹیبل نے کہا۔

"اب سیدھی طرح کھڑے ہو جاؤ' اگر ڈرامہ رچانے کی کوشش کی تو ہم سے برا کوئی نہ ہو گا"۔

"ابے گدھے کی اولاد' یہ ٹکر ٹکر دیدے پھاڑے کیا دیکھ رہا' چل اٹھ اور بیٹھ جا شاہی سواری میں ورنہ مار مار کر کچومر نکال دیں گے' دوسرے کانسٹیبل نے پاس ہی کھڑی پولیس وین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑی کرختگی سے کہا پھر ایک بھرپور ٹھوکر لگائی تو فیصل تڑپ کر رہ گیا۔

"تم .... تت .... تم غلط سمجھ رہے ہو۔" اس نے پولیس والوں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "مم .... میں ' مجرم نہیں ہوں' ایک معزز شہری ہوں"۔

"معزز شہری" مونچھ والے کانسٹیبل نے اسے قصائی کی نظروں سے گھورا۔ "تھانے پہنچ لو پھر ہم تمہاری شرافت اور تمہارے حسب ونسب کا پورا پوسٹ مارٹم خود ہی کر لیں گے"۔

"اب اٹھتا ہے یا بترکیب نمبر گیارہ استعمال کروں۔" دوسرے نے ہاتھ میں دبا ہوا ڈنڈا گھماتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"میری .... بب .... بات کا یقین کرو .... مم .... میں کھڑا ہونے سے معذور ہوں' تم چاہو تو ...."

لیکن وہ جملہ مکمل نہیں کر سکا' پولیس والوں نے اسے دونوں ہاتھ تھام کر بیدردی سے وین کی جانب گھسیٹنا شروع کر دیا اس کے ساتھ ہی وہ اسے مغلظات بھی سناتے جا رہے تھے' وین کے قریب پہنچ کر انہوں نے اس کے ہاتھ پیر پکڑے کر زمین سے بلند کیا اور "مولا مدد" کا نعرہ لگاتے ہوئے فضا میں جھلا کر اس طرح وین کے اندر اچھال دیا جیسے انسان نہیں بلکہ کوئی ایسی لاوارث لاش تھی جس کا کوئی پرسان حال نہیں تھا ....!

○

فون کی گھنٹی بار بار بج رہی تھی' جاوید نے ایک طویل انگڑائی لے کر دیوار گیر کلاک پر نظر ڈالی' اس وقت صبح کے دس کا عمل تھا' عام طور سے وہ دیر سے اٹھنے کا عادی تھا اور ان دنوں تو خاص طور پر افریقہ کے تکلیف دہ واقعات اور تھکن کو دور کرنے کی خاطر دیر تک آرام کرتا تھا' گزشتہ رات بھی وہ دیر گئے اسپتال سے لوٹا تھا' فیصل کی بیماری نے اس کے اعصاب پر گہرا اثر ڈالا تھا' اس کے علاوہ ابھی تک اس نے افریقہ سے اپنی واپسی کی اطلاع بھی اپنے حلقے میں نہیں کی تھی' سوائے عنبرین کے شہر میں اس کی موجودگی سے اور کوئی واقف نہیں تھا' کچھ دیر تک وہ یوں ہی غنودگی کے عالم میں فون کو گھورتا رہا پھر اس نے اس خیال سے ریسیور اٹھا لیا کہ ممکن ہے کہ عنبرین ہی نے اسے کال کیا ہو۔

"ہیلو ...." اس نے جمائی لیتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "جاوید اسپیکنگ۔"

"سوری مسٹر جاوید .... مجھے افسوس ہے کہ اتنی صبح تمہیں تکلیف دینی پڑی"۔ دوسری جانب سے کسی نے ٹھوس آواز میں کہا۔ " اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم

شاید کچی نیند سے بیدار ہوئے ہو"۔

"کون ہو تم..............." جاوید نے تیزی سے سوال کیا۔

"فرض کرلو کہ میں اپنا نام دلاور حسین بتاؤں تو کیا تم یقین کر لوگے؟"

"فون کرنے کا مقصد کیا ہے ...."

"گڈ .... اب تم نے کام کی بات کی ہے۔" دوسری جانب سے بدستور دبنگ آواز میں جواب ملا۔ "انسان کو غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے"۔

"اب شاید تم میرا وقت برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" جاوید نے قدرے درشت لہجے میں کہا۔

"دوستوں کی خاطر اگر انسان کو تھوڑا بہت پریشان ہونا پڑے تو اس کو وقت کی بربادی نہیں کہتے"۔

"کس دوست کی بات کر رہے ہو ...." جاوید نے تلملا کر دریافت کیا۔

"اسی اپاہج کی جسے تم رات گئے اسپتال میں تسلیاں دے کر واپس لوٹے تھے۔"

"کیا مطلب ...." جاوید چونک اٹھا۔ "کیا ہوا میرے دوست کو؟"

"ایک گھنٹے پہلے کی اطلاع ہے کہ وہ صدر کے بڑے چوراہے پر بے یارومددگار پڑا لوگوں کی گالیاں سن رہا تھا۔"

"نہیں ...." جاوید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "تم شاید مجھ سے ایک سنگین مذاق کی کوشش کر رہے ہو؟"

"تم اگر چاہو تو اس سنگین مذاق کی تصدیق کی خاطر سول لائنز کے پولیس اسٹیشن فون کر سکتے ہو۔"

"پولیس اسٹیشن۔" جاوید نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا بکواس کر رہے ہو تم۔"

"اتنی جلدی اوسان خطا ہوگئے تمہارے۔" دوسری جانب سے اطمینان سے کہا گیا "ابھی تو ابتدا ہے مائی ڈیئر"۔

"تم پولیس اسٹیشن کی بات کر رہے تھے۔" جاوید نے بستر سے نکلتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں' میں نے غلط نہیں کہا' پولیس کا خیال ہے کہ تمہارے پرنس ہیروئن اور کوکین وغیرہ کی ناجائز تجارت میں ملوث ہیں پولیس نے جس وقت اسے بے دردی سے گھسیٹ کر وین میں لادا تھا اس وقت بھی وہ نشے کی حالت سے دوچار تھا' آدھے گھنٹے پہلے کی اطلاع ہے کہ تمہارا عزیز دوست تھانہ انچارج کو فرش پر پڑا اپنی بے گناہی کا یقین دلانے کی کوشش کررہا

تھا لیکن پولیس کا خیال ہے کہ وہ قانون کے آہنی شکنجوں سے بچنے کی خاطر جان بوجھ کر خود کو اپاہج ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے .... ایسی صورت میں پولیس کے کارندوں نے تمہارے عزیز دوست کے ساتھ کیا سلوک کیا ہو گا اس کا اندازہ تمہیں ہوتا رہے گا۔"

"تم .... تم کون ہو اور تمہیں یہ باتیں ...."

"مجھے خوشی ہے کہ تم نیند کی کیفیت سے بیدار ہو چکے ہو"۔ دوسری جانب سے مضحکہ اڑاتے ہوئے جواب ملا۔ "اب وقت مت ضائع کرو' جتنی جلدی ممکن ہو تھانے پہنچنے کی کوشش کرو .... دیر ہو جانے کی صورت میں ممکن ہے کہ تمہیں مایوسی کا شکار ہونا پڑے۔"

"سنو .... کیا تم براہ راست مجھ سے ...."

"شٹ اپ ...." اس بار حقارت اور نفرت سے جواب ملا۔ "اپنے دوست کی زندگی چاہتے ہو تو روئی کے پیکٹ کو ہمارے حوالے کر دو' میں بہت جلد تمہیں دوبارہ فون کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی فون کا رابطہ منقطع کر دیا گیا' جاوید کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا' اس نے سب سے پہلے اسپتال فون کیا جہاں سے اسے بتایا گیا کہ گزشتہ رات کسی نامعلوم شخص نے فیصل کواغواء کر لیا تھا جس کی اطلاع اسپتال کے عملے کو صبح اس وقت ہوئی جب کمروں کی صفائی پر مامور شخص نے ڈیوٹی نرس کو مریض کے کمرے میں بندھا پایا اور مریض غائب تھا' ہوش آنے پر ڈیوٹی نرس نے بیان دیا تھا کہ وہ رات راؤنڈ پر تھی' فیصل کے کمرے میں داخل ہوتے ہی مجرم نے جو وہاں پہلے سے موجود تھا اس کی کنپٹی پر اس قدر اچانک اور بھرپور وار کیا کہ وہ اپنے ہوش و حواس برقرار نہ رکھ سکی' اس کے بعد کیا ہوا اسے اس کا کچھ علم نہیں ہو سکا' بہرحال اس حادثے کا علم ہوتے ہی اس کی باقاعدہ رپورٹ پولیس میں درج کرا دی گئی تھی۔

جاوید نے دانت پیستے ہوئے غصے سے ریسیور رکھا پھر اس نے لباس تبدیل کرنے اور سول لائنز تھانے تک پہنچنے میں حیرت انگیز پھرتی اور عجلت کا مظاہرہ کیا تھا' ڈیوٹی پر موجود سب انسپکٹر نے اسے جن نظروں سے دیکھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے جاوید کا اس طرح اس کے سامنے آنا اچھا نہیں لگا پھر اس سے پیشتر کہ جاوید اپنی آمد کا مقصد بیان کرتا سب انسپکٹر نے اسے ناگوار نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"فرمائیے .... اب کیسے زحمت فرمائی آپ نے؟"

جاوید سب انسپکٹر کے جملے پر چکرا گیا' اس نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا' اس کا خیال تھا کہ سب انسپکٹر نے وہ جملہ کسی اور شخص سے مخاطب ہو کر کہا ہو گا لیکن اس کے عقب میں کوئی نہیں تھا' کمرے میں اس کے اور سب انسپکٹر کے علاوہ کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا۔

"آفیسر ...." اس نے سب انسپکٹر کے جملے کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا "میں اس شخص کے سلسلے میں آپ سے ملنے کی غرض سے آیا ہوں جسے آپ کے عملے نے آج صبح اٹھایا ہے"۔

"آپ کا نام مسٹر جاوید ہے نا؟" سب انسپکٹر نے سرد لہجے میں اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"جی .... جی ہاں" جاوید نے حیرت سے جواب دیا۔

"اب کیا فرمانا چاہتے ہیں آپ ۔" سب انسپکٹر کی نگاہوں سے نفرت کا احساس جھلک رہا تھا۔

"مم .... میں اپنے دوست کی ضمانت ...."

"گیٹ آؤٹ فرام ہیئر۔" سب انسپکٹر غراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ "میرے کمرے سے باہر نکل جاؤ اور ایک بات کا خیال رکھنا' تم نے اوپر سے پریشر ڈال کر اپنے ساتھی کو وقتی طور پر قانون کے شکنجوں سے ضرور بچا لیا ہے لیکن اب تم میرا مذاق نہیں اڑا سکتے ...."

"کیا مطلب ...." جاوید نے تعجب کا اظہار کیا "میں سمجھا نہیں کہ آپ ...."

"مسٹر جاوید .... ہو سکتا ہے کہ تم بھیس بدلنے اور اداکاری کے معاملے میں بہت زیادہ مشاق ہو لیکن ایک بات یاد رکھو' پولیس کی دشمنی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی .... میں تم کو اور تمہارے اس دوست کو دیکھ لوں گا جسے تم نے ضمانت پر چھڑا لیا ہے۔"

سب انسپکٹر کا جواب سن کر جاوید ایک لمحے کو بوکھلا گیا' اسے اپنا دل سینے کی گہرائیوں میں ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا' سب انسپکٹر کی بات سے صاف ظاہر تھا کہ کوئی دوسرا شخص اس کا بھیس بدل کر فیصل کو پہلے ہی نہایت عیاری سے پولیس کی دسترس سے نکال چکا تھا .... لیکن' وہ کون تھا ....؟؟

○

"یہ میں ہوں پرنس .... تمہارا سیوک' پہچانا تم نے؟" شنکر زہر خند سے بولا۔

فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا' ننگے فرش پر پڑا وہ شنکر اور شاکا کو سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا' کمرے میں ان کے علاوہ سیاہ فام حبشی بھی تھا جو ایک کونے میں نیزہ تانے کھڑا تھا' حالات کے پیش نظر فیصل نے خاموشی ہی میں عافیت سمجھی تھی' جس انداز میں اسے اسپتال سے اغواء کر کے چوراہے پر پھینکا گیا تھا' پھر جس طرح اسے جاوید کا سوانگ بھر کر پولیس کی تحویل سے نکالا گیا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ شنکر اسے ذلیل و رسوا کر کے اس کی بے بسی کا مذاق اڑانا چاہتا تھا' اس کی نظروں کے سامنے فرش پر وہ اخبار بھی بکھرے پڑے تھے جس میں اسے چوراہے پر پڑے دکھایا گیا تھا' اس کے بارے میں بے بنیاد اور من گھڑت الزام تراشے گئے تھے' اگر فیصل کے اختیار میں ہوتا تو وہ اس ذلت اور رسوائی پر موت کو ترجیح دیتا لیکن نکا نے اسے جن حالات سے دوچار رکھا تھا اس میں وہ خودکشی کرنے سے بھی قاصر تھا۔

"کیا بات ہے مہاراج۔" شنکر نے اس کی بے بسی کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "تم ایسی نظروں سے مجھے کیوں دیکھ رہے ہو۔ کیا تم اپنے داس کو بالکل ہی بھول گئے' ایسی بھی کیا بے رخی .... اپنے سیوک کو کوئی آ گیا وہ مہاراج' تمہاری سیوا کرنا تو میرا دھرم ہے۔"

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" فیصل نے کانپتی آواز میں پوچھا۔

"ہمیں وہ قیمتی شے واپس چاہئے جو تم نے دیوتا کے چرنوں سے حاصل کی ہے۔" شاکا نے غراتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ انکار کی صورت میں ہم تمہارا جسم نیزوں سے چھلنی کر دیں گے۔"

"تم مجھے ایک بار موت کے گھاٹ اتار دو ۔" فیصل نے تڑپ کر کہا۔ "میں سسک سسک کر ذلت اور رسوائی کی موت نہیں مرنا چاہتا۔"

"اتنی جلد ناراض ہو گئے مہاراج .... ابھی تو تماشا شروع ہوا ہے' ابھی تو پبلک نے دل کھول کر تالیاں بھی نہیں بجائیں۔" شنکر نے فیصل کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ " اور ابھی تو تم نے میرے چرنوں پر اپنا سر بھی نہیں رکھا" ڈنڈوت نہیں کرو گے تو بھگتی کیسے پوری ہوگی۔ ذرا کھیل کا رنگ تو جمنے دو .... ابھی تو کیول تمہاری ٹانگیں بیکار ہوئی ہیں' ابھی تو تمہیں ٹنڈے کا پارٹ بھی پلے کرنا ہے ....

پرنتو اگر تم ٹنڈے ہوگئے تو پھر میرے آگے ہاتھ باندھ کرجیون کی .بھکشا کیسے مانگو گے .... کیوں؟ ہے نا وچار کرنے کی بات۔"

"شنکر۔" شاکا نے جھلا کر کہا "تم میرا وقت برباد کر رہے ہو' اس سے قیمتی شے کا معلوم کرو ورنہ..............."

"ورنہ تم کیا کرو گے ....؟" یکلخت شنکر کے تیور خطرناک ہو گئے' اس نے شاکا کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے جزیرے میں تم پر بہت بھاری تھا شاکا............... یہ تو میرا اپنا دیس ہے' یہاں تمہاری دال نہیں گلے گی"۔

جواب میں شاکا نے اشارہ کیا تو سیاہ فام حبشی نے خطرناک انداز میں اپنا نیزہ بلند کر لیا' اس کی آنکھوں میں یکلخت خون اتر آیا تھا' شاید وہ شنکر پر نیزہ پھینکنے کے لئے شاکا کے دوسرے اشارے کا منتظر تھا' اس کے ہاتھوں کی محض ایک جنبش شنکر کے جسم کو چھلنی کر سکتی تھی' فیصل' ان دونوں کے چہروں پر بھڑکتے شعلوں کی خطرناک لپٹ دیکھ رہا تھا پھر اچانک اس نے شنکر کے قریب دھویں کے بادل لہراتے دیکھے جو بڑی تیزی سے سمٹ سمٹا کر ایک خوبصورت دوشیزہ کی شکل اختیار کر رہے تھے۔

"فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں..........!!

وہ دونوں ایک دوسرے کو نگاہوں میں تول رہے تھے۔ سیاہ فام حبشی کی آنکھیں جھپکے بغیر شنکر کے چہرے پر مرکوز تھیں اس نے نیزے کو بدستور بلند کر رکھا تھا اسے شاکا کے دوسرے اشارے کا انتظار تھا۔

"تم نے شاکا کے بارے میں غلط رائے قائم کر رکھی ہے' اگر میں اتنا ہی بے خبر ہوتا تو ایک طویل عرصے سے قبیلے کے سردار کی حیثیت برقرار نہ رکھ سکتا' شوالا جیسے دشمن نہ جانے کب مجھے موت کے گھاٹ اتار چکے ہوتے۔"

"اس کے باوجود تم شوالا کی نافرمانی کے سامنے کوئی بند نہیں باندھ سکے تھے۔"

"تم جسے بزدلی سمجھ رہے ہو میں اسے دوراندیشی اور مصلحت کا نام دوں گا۔" شاکا نے سنجیدگی سے کہا۔ "نشہ خواہ کسی چیز کا ہو جب حد سے تجاوز کر جائے تو انسان کو اندر ہی اندر کھوکھلا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کے قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں پھر وہ ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی کا شکار ہو کر اپنی موت آپ مرجاتا ہے شوالا کی مثال تمہارے سامنے ہے۔ اسے اپنی قوت پر کچھ زیادہ ہی اعتماد تھا اسی لئے فیصل کے ساتھ مقابلے کی شروعات میں وہ چوہے اور بلی کا کھیل کھیل رہا تھا اگر اس نے پہلے ہی ہلے میں بھرپور وار کیا ہوتا تو فیصل کے فرشتے بھی اس کے سامنے قدم نہیں ٹکا سکتے تھے؟"۔

"چلو تمہاری بات مانے لیتا ہوں لیکن تم ترشولی کی موت کو کس خانے میں فٹ کرو گے" شنکر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جواب دیا۔ "تمہاری دوراندیشی اور مصلحت اسے شوالا کے بروقت انتقام سے نہیں بچا سکتی تھی۔"

"وہ شوالا کی بہادری نہیں تھی۔"

"بہرحال کامیابی کا سہرا اسی کے سر رہا تھا۔" شنکر نے کہا۔ "محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز ہوتا ہے۔"

"تم بات کو طول دینے کی کوشش کر رہے ہو۔" شاکا جھلا کر بولا۔" غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو۔ ہمیں صرف قیمتی شے سے سروکار رکھنا چاہئے۔"

فیصل خاموش تماشائی کی حیثیت سے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ دھوئیں کے بادلوں نے اب ایک خوبرو عورت کی شکل اختیار کر کے لہرانا شروع کر دیا تھا اس کے سنہری بال فضا میں اڑ رہے تھے اس کا وجود نگاہوں کے سامنے تھا لیکن شاید شنکر اور شاکا کو نظر نہیں آ رہا تھا سیاہ فام حبشی بھی اس کی موجودگی سے بے خبر اور لاتعلق دکھائی دے رہا تھا فیصل کو گھپ اندھیروں میں امید کی ایک کرن صاف نظر آ رہی تھی اس پر اسرار وجود نے روپا کے جسم میں حلول ہو کر جزیرے سے اس کی فرار میں مدد کی تھی۔ شاید اس وقت بھی وہ اس کی بے بسی کو سہارا دینے کی غرض سے نمودار ہوئی تھی۔

"شاکا" شنکر نے نہایت گمبھیر آواز میں کہا۔ "اپنے آدمی سے کہو کہ نیزہ نیچے کر لے ورنہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں اس کی پراسرار موت پر آنسو بہانے کا موقع بھی نہ مل سکے۔"

"جزیرے سے روانگی کے وقت تم نے کہا تھا کہ اب ہمارا مفاد مشترک ہے"۔

"ہاں مجھے یاد ہے لیکن پہل تمہاری جانب سے ہوئی ہے"۔ شنکر نے خشک آواز میں جواب دیا۔" تم نے ایک حقیر آدمی کو میرے مقابلے میں کھڑا کر کے میرا اپمان کیا ہے۔"

"تم فیصل کے ساتھ غیر ضروری باتوں میں وقت برباد کر رہے ہو۔ ہمیں صرف اپنی مطلوبہ شے سے سروکار ہونا چاہئے۔"

"شنکر نے تمہاری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا تمہیں اپنے سے بڑا تسلیم نہیں کیا تھا۔" شنکر کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔"

"کیا مطلب؟"

"مجھ سے گفتگو کرتے وقت تمہارے لئے احتیاط پہلی شرط ہے۔" شنکر نے کسی زہریلے ناگ کی طرح پھنکارتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں صرف ایک بار شما (معاف) کر سکتا ہوں لیکن ...."

"شنکر ...." شاکا کے تیور ایک بار پھر خطرناک ہو گئے۔" تو اس وقت فیصل سے نہیں عظیم شاکا سے مخاطب ہے۔ تجھے بھی میری حیثیت اور میرے مرتبے کا خیال رکھنا ہوگا۔"

فیصل کے دل کی دھڑکنیں ہر لمحہ تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔ فضا میں تیرنے والا ہیولا آہستہ آہستہ سیاہ فام حبشی کی جانب حرکت کر رہا تھا پھر وہ اس کے وجود میں گم ہو گیا صرف اس کے بال ابھی تک فضا میں لہرا رہے تھے۔

"تم اوقات سے بڑھ رہے ہو شاکا۔ میں تمہیں اپنی سطح پر واپسی کا مشورہ دوں گا۔"

جواب میں شاکا کے لاغر جسم میں تشنج کی کیفیت پیدا ہو گئی وہ کسی مرض کی علامت نہیں بلکہ غصے کی شدت کی انتہا تھی جس نے اسے آپے سے باہر کر دیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں لپک رہی تھیں اس نے یکلخت اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے وہ اپنی شیطانی قوتوں کو بروئے کار لانے کی ابتدا کر چکا تھا لیکن ٹھیک اسی وقت سیاہ فام حبشی کے ہاتھوں کو حرکت ہوئی اس کے ہاتھ میں دبا ہوا نیزہ برق رفتاری سے لپکا اور پلک جھپکتے میں شاکا کے سینے کے آرپار ہو گیا۔ اس کی نگاہوں سے اب غیظ و غضب کے شعلوں کے بجائے موت کا ہولناک احساس چھلک رہا تھا اس نے حیرت بھری نظروں سے سیاہ فام حبشی کی طرف دیکھا پھر کسی کٹے ہوئے تناور درخت کی مانند لڑکھڑاتا ہوا زمیں بوس ہو گیا۔

سیاہ فام حبشی ایک ثانئے تک بے حس و حرکت کھڑا خلا میں گھورتا رہا۔ پھر اس نے وحشت ناک انداز میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ فیصل کے علاوہ شنکر بھی اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ منظر بڑا کرب ناک تھا۔ سیاہ فام وحشی کی گرفت اپنی گردن پر سخت ہوتی جا رہی تھی' اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ اس کی آنکھیں بتدریج حلقوں سے ابل کر باہر آ رہی تھیں پھر اس کے منہ سے خون کا فوارہ پھوٹا اور اس کے ساتھ ہی وہ زمین پر گر کر ایک لمحے کو تڑپا اور تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا دھوئیں کی شبیہہ ایک بار پھر ہوا میں بل کھاتی نظر آ رہی تھی۔

"شنکر گم صم کھڑا حیرت سے شاکا اور سیاہ فام حبشی کی پراسرار موت کا معمہ حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"پرنس................" اچانک فیصل کے کانوں میں وہی مترنم آواز گونجی جسے وہ موٹر بوٹ پر ایک بار پہلے بھی سن چکا تھا۔ "میں نے تمہارے کٹھن راستے کی کچھ مشکل آسان کر دی ۔ نہیں تم زبان ہلانے کی غلطی نہ کرنا' میں تمہارے دل کی آواز بھی سن سکتی ہوں۔"

"تم میری ہمدرد ہو' غم گسار ہو' پہلے بھی تم نے میری مدد کی تھی۔" فیصل نے دل ہی دل میں اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کیا میں اپنی محسنہ کا نام دریافت کر سکتا ہوں۔"

"مجھے شرمندہ نہ کرو پرنس' میں نے صرف اپنا فرض پورا کیا ہے"۔

"لیکن تم نے کہا تھا کہ شنکر کے مقابلے پر میری مدد سے قاصر ہو۔"

"ہاں .... شاید اب بھی اس ملعون کے سلسلے میں تمہاری مدد نہ کر سکوں کچھ مجبوریاں درمیان میں لاحق ہیں میں انہیں پھلانگنے کی جسارت نہیں کر سکتی۔"

"شاکا اور سیاہ فام حبشی کی موت"۔

"ضروری تھی ...." اس نے تیزی سے کہا .... "اگر شاکا زندہ رہتا تو اس کا کالا علم تمہارے لئے زیادہ اذیتناک ثابت ہو سکتا تھا میں نے اس لئے اس کانٹے کو درمیان سے نکال دیا۔"

"شنکر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ فیصل نے درد بھرے انداز میں کہا۔ "کیا میں اس سے کسی نرم رویے کی توقع کر سکتا ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے میں اس سلسلے میں اپنی زبان کھولنے سے قاصر ہوں۔"

"شنکر نے کہا تھا کہ وہ مجھے ہاتھوں کی جنبش سے بھی محروم کر دے گا۔"

"وہ پراسرار گندی قوتوں کا مالک ہے خون آلود روئی کا حصول اس کی ناپاک زندگی کا مقصد ہے اس کی خاطر وہ کچھ بھی کر گزرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ قوت کا وہ انمول خزانہ کہاں ہے"۔ فیصل نے تیزی سے دریافت کیا۔ "ہاں لیکن میں تمہیں بتا نہیں سکتی۔"

"پھر میرا ایک کام کر دو"۔ فیصل نے تڑپ کر کہا۔ "مجھے بھی زندگی کی قید سے آزاد کر دو میں ذلت اور رسوائی کے ساتھ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جینے کی بجائے ایک بار سکون سے مرنا پسند کروں گا۔"

"موت اور زندگی خدا کے اختیار کی بات ہے۔"

"شاکا اور اس کے ساتھی کی موت کے بارے میں تم کیا جواز پیش کروگی"۔ فیصل نے چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے"۔

"پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔" فیصل نے تلملا کر جواب دیا۔

"مایوسی گناہ ہے پرنس .... تمہیں اپنی تقدیر خود رقم کرنی پڑے گی میں نے پہلے بھی یہی کہا تھا۔"

فیصل نے جواب میں کوئی تلخ بات کہنی چاہی تھی لیکن دھوئیں کے بادل تیزی سے سمٹ کر فضا میں تحلیل ہو گئے شنکر بدستور تیز نظروں سے اطراف کا جائزہ لے رہا تھا پھر وہ فیصل کو گھورتے ہوئے بولا۔

"کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ شاکا اور اس کے ساتھی کی موت میں کس کا ہاتھ ہے؟"

"میں تو خود تمہارے رحم و کرم پر ہوں؟" فیصل نے جھلا کر کہا۔ "دوسرے کی موت پر کیا کر سکتا ہوں؟"

"تم زبان نہ کھولو لیکن میری ودیا کہتی ہے کہ اب بھی کوئی شکتی تمہاری سہائتا کر رہی ہے پرنتو میرے بیروں نے بتایا ہے کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان آنے کی کوشش نہیں کرے گی .... کیوں؟ میں نے غلط تو نہیں کہا۔"

فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اسے حیرت تھی کہ شنکر کو اتنی جلدی حالات کا علم کس طرح ہو گیا شاید اس کی پراسرار قوتوں نے اس کی رہنمائی کی تھی اور اسی وجہ سے دھوئیں کی وہ شبیہ تیزی سے اپنا وجود سمیٹ کر وہاں سے رخصت ہو گئی تھی۔ کچھ دیر تک شنکر اسے تیز نظروں سے گھورتا رہا پھر سرد لہجے میں بولا۔ "کیا تم اب بھی روئی کے پیکٹ کے سلسلے میں اپنی زبان نہیں کھولو گے؟"

"مجھے جو کچھ معلوم تھا وہ تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔"

"تم نے جھوٹ کہا تھا اس نے گرج کر کہا سچ کیول اتنا ہے کہ تم یہ نہیں جانتے کہ اس سمے وہ پیکٹ کہاں ہے پرنتو ضرور جانتے ہو کہ اسے تم سے کس نے حاصل کیا تھا۔ مجھے اس کا نام بتا دو۔ اسی میں تمہاری مکتی ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا وہ منحوس پیکٹ کہاں گم ہو گیا؟"

"ایک بار پھر بدھی پر زور ڈال کر سوچو پرنس' میں اب بھی تمہارے ساتھ دوستی کا ناتا دوبارہ جوڑ سکتا ہوں۔ انکار کی صورت میں تمہارا انجام بڑا خطرناک ہوگا"۔ شنکر نے سفاک انداز میں کہا۔ "اب تک جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا ہے وہ بہت کم ہے۔ تم مجھ سے دور رہنے کے بعد بھی مجھ سے بہت قریب رہو گے۔ میری شکتی کے بیر تمہیں کسی کروٹ چین نہیں لینے دیں گے۔"

"تمہیں اختیار ہے جو جی چاہے کرو"۔ فیصل نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

شنکر کے ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ بڑی مکروہ اور خطرناک تھی اس نے زور سے تالی بجائی تو دو ہٹے کٹے نوجوان اس کے سامنے آ کر با ادب کھڑے ہو گئے شکل سے وہ دونوں ہی خطرناک دکھائی دے رہے تھے۔

"میرے متر کے آنکھوں کی نیند اڑ گئی ہے انہیں آرام کی ضرورت ہے۔" اس نے دونوں بدمعاشوں کو مخاطب کرتے ہوئے تحکمانہ انداز میں کہا۔ "تم دونوں ان مہاشے کے شریر کی ٹھیک ٹھیک مالش شروع کر دو۔ جب آنکھ لگ جائے تو اٹھا کر میونسپلٹی کے کسی

کچرے کے ڈرم میں آرام سے چھوڑ آتا۔ دونوں لاشوں کو بھی احتیاط سے ٹھکانے لگا دیتا۔"
شنکر نے اپنا جملہ مکمل کر کے حقارت سے فیصل کو دیکھا پھر کسی فاتح جنرل کی طرح ایڑیوں کے بل گھوما اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

○

جاوید نے شہر کا کونا کونا چھان مارا تھا لیکن اسے فیصل کا کوئی سراغ نہیں ملا شنکر کی رہائش گاہ پر بھی وہ دوبار چکر لگا چکا تھا لیکن ملازموں نے یہی بتایا تھا کہ وہ بیرون ملک گیا ہوا ہے۔ اس نے وقتی طور پر ملازموں کی بات کا یقین کر لیا تھا لیکن اسے اس بات پر بھی مطلق کوئی شبہ نہیں تھا کہ فیصل کے اوپر جو کچھ بیت رہی تھی اس میں شنکر کے سوا کسی اور کا ہاتھ نہیں تھا خون آلود روئی کا حوالہ اس بات کا ثبوت تھا کہ درپردہ شنکر کا شیطانی ذہن فیصل کے خلاف سازشوں کے جال بن رہا ہے' ایک بار اس نے سوچا تھا کہ شنکر کے خلاف بیان دے کر پولیس کے ذریعے اس کے مکان کی تلاشی کرا دے لیکن پھر اس نے مصلحتاً اس ارادے کو ترک کر دیا اسے امید نہیں تھی کہ شنکر جیسا زیرک اور عیار شخص فیصل کو اغواء کر کے اپنی ہی کوٹھی میں حبس بے جا میں رکھنے کی حماقت کرے گا' اسپتال سے فیصل کو اٹھانے پھر پولیس کی تحویل سے دھوکے سے نکال لے جانے کا منصوبہ یقیناً شنکر کے ذہن نے ترتیب دیا ہوگا لیکن وہ خود سامنے نہیں آیا تھا خون آلود روئی کی واپسی کا مطالبہ بھی اس نے اپنے کسی کارندے کے ذریعے کرایا تھا' وہ فیصل کو ایسے حالات سے دوچار کر دینا چاہتا تھا کہ وہ تنگ آ کر تمام اصلیت اگل دے شنکر کے تابڑ توڑ حملوں کے پیش نظر یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ فیصل روئی کے پیکٹ کے بارے میں کس نہ کسی اہم بات سے واقف تھا شنکر نے اپنی پراسرار گندی قوتوں کے ذریعے یقینی طور پر بہت کچھ معلوم کر لیا ہوگا مگر فیصل نے جاوید سے بھی یہی کہا تھا کہ وہ پیکٹ کی گمشدگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔
کیا فیصل نے مجھے بھی تاریکی میں رکھنے کی کوشش کی تھی؟ .... کیا سرد آہنی ہاتھ والی کہانی فرضی اور من گھڑت تھی؟ اگر فیصل کو خون آلود روئی کے بارے میں معلوم تھا تو اس نے جزیرے سے فرار کا راستہ کیوں اختیار کیا تھا؟ فرار کے وقت یقیناً طاقت کا وہ منحوس خزانہ اس کے پاس نہیں تھا جس کے حصول کی خاطر شنکر کی کالی اور پلید طاقتیں برسرپیکار تھیں۔ پھر وہ کہاں تھا اور شنکر کو اگر اس کے بارے میں علم ہو چکا تھا تو وہ اس کو

حاصل کرنے کی خاطر اپنے جنتر منتر کے بیروں سے بھی کام لے سکتا تھا' فیصل کو اذیتناک حالات سے دوچار کرنے سے اس کا کیا مقصد حل ہو سکتا تھا؟ وہ پراسرار قوتوں کا مالک ہونے کے باوجود فیصل کے ساتھ چوہے اور بلی کا کھیل کیوں کھیل رہا تھا ....؟
جاوید کا ذہن بری طرح الجھ رہا تھا اس کے ذہن میں ان گنت سوال ابھر کر آپس میں گڈ مڈ ہو رہے تھے وہ کسی ایسے سرے کی تلاش میں تھا جس کے ذریعے الجھی ہوئی ڈور کو سلجھا سکے لیکن ابھی تک اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی وہ براہ راست شنکر کو چھیڑ کر اسے اور زیادہ خطرناک بنانے سے بھی گریز کر رہا تھا' اس نے ہر ممکن ذریعے سے اس بات کی تصدیق کرنی چاہی تھی کہ شہر میں شنکر موجود ہے یا نہیں مگر ابھی تک اس کی کوئی کوشش بارآور ثابت نہیں ہوئی تھی وہ کوئی خطرناک قدم اٹھانے سے پیشتر ایک بار براہ راست شنکر سے ملنا چاہتا تھا اور اسی مقصد کی خاطر وہ شہر کی خاک چھانتا پھر رہا تھا لیکن اب تک نہ تو اسے شنکر کے بارے میں کوئی علم ہوا تھا نہ ہی فیصل کا پتہ نشان ملا تھا۔
اس وقت بھی وہ اپنے کمرے میں قد آدم شیشے کے سامنے ٹائی کی گرہ ٹھیک کرتے وقت یہی سوچ رہا تھا کہ فیصل کی فوری بازیابی کے سلسلے میں اس کا اگلا قدم کیا ہونا چاہئے دن بھر کی دوڑ بھاگ کے بعد وہ محض لنچ کرنے کے ارادے سے گھر واپس آیا تھا اور اب دوبارہ اپنے مشن پر نکلنے کی خاطر پرتول ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے اس طرح لپک کر ریسیور اٹھایا جیسے اسے فون پر کسی اہم اطلاع کی توقع تھی۔
"ہیلو ...."
"میں روپا بول رہی ہوں۔" دوسری جانب سے روپا کی آواز سنائی دی۔
"خیریت ...." جاوید نے روکھے لہجے میں پوچھا۔
"یہ اخبارات میں کیا شائع ہوا ہے' میں صبح سے کئی بار تمہیں فون کر چکی ہوں لیکن تم شاید گھر پر نہیں تھے۔"
"تمہارا کیا خیال ہے؟" جاوید نے بدستور خشک آواز میں کہا۔ "یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟"
"گمشدہ پیکٹ کی خاطر۔"
"شنکر کے بارے میں تمہاری کیا رپورٹ ہے' کیا وہ شہر میں موجود ہے؟"
"حالات کے پیش نظر یہی سوچا جا سکتا ہے لیکن ...." روپا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"کیوں؟ تم خاموش کیوں ہوگئیں؟ جاوید نے تیزی سے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے فون پر ہماری گفتگو مناسب نہیں ہوگی۔" روپا نے کہا۔ "کیا ہم کسی مناسب جگہ ملاقات نہیں کر سکتے۔"

"ملاقات سے کیا حاصل ہوگا؟"

"ہو سکتا ہے میں تمہارے کسی کام آ سکوں۔" روپانے جواب دیا۔ "شنکر کو مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔"

"مجھے علم ہے اسی لئے غور کر رہا ہوں کہ کیا تم اس کے مقابلے میں ہمارے کسی کام آ سکو گی۔" جاوید چبھتے ہوئے' لہجے میں بولا۔

"ایک احسان تم لوگوں نے بھی میرے ساتھ کیا ہے موٹربوٹ کے سفر کے دوران میں تم دونوں کے رحم و کرم پر تھی' تم چاہتے تو ...."

"اوہ ...." جاوید نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تم احسان کاحساب چکانا چاہتی ہو۔"

"یہی سمجھ لو ...." دوسری جانب سے کہا گیا۔ "میں پندرہ منٹ بعد تم سے بلیومون کے ڈائننگ ہال میں مل رہی ہوں۔"

"نہیں ...." جاوید نے تیزی سے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ فی الحال ہمارا کسی پبلک پیلس پر ملنا مخالف گروہ کے افراد کو چوکنا کر سکتا ہے' میں اس وقت گھر پر تنہا ہوں' تم ادھر ہی آ جاؤ۔"

"ٹھیک ہے' میں آ رہی ہوں۔"

دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا' جاوید کو زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا' بیس منٹ بعد ہی روپا ڈائننگ روم میں اس کے سامنے موجود تھی' گنگا جمنی جارجٹ کی ساڑھی میں اس وقت اس کا روپ قیامت ڈھا رہا تھا' کچھ دیر تک ان کے درمیان رسمی گفتگو ہوتی رہی پھر جاوید نے اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"پرنس کے ساتھ جو حادثات پیش آ رہے ہیں اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میں پورے وشواس سے کہہ سکتی ہوں کہ اس میں شنکر کے سوا کسی اور کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔"

"لیکن اس کے ملازموں کا بیان ہے کہ ...."

"وہ شنکر کے ملازم ہیں تمہارے نہیں ...." روپا نے تیزی سے کہا .... "مجھے یقین ہے کہ پرنس کو شنکر نے زمین دوز تہہ خانوں میں کہیں قید کر رکھا ہوگا' لیکن وہ اسے زیادہ دیر اپنی قید میں نہیں رکھے گا' ہو سکتا ہے کہ ایک بار پھر وہ اسے شہر کے کسی پر رونق علاقے میں لوگوں کے درمیان تماشہ بنانے کی خاطر چھوڑ دے وہ مہان شکتی کا مالک ہے' دشمنوں پر اپنی طاقت کا رعب جمانا اور ان کی بے بسی پر قہقہے لگانا اس کا محبوب مشغلہ ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک پرنس اپنی زبان نہیں کھول دیتا۔

"تمہارا کیا اندازہ ہے؟" جاوید نے روپا کو ٹٹولنے کی خاطر پوچھا۔ "کیا پیکٹ کے مل جانے کے بعد وہ فیصل کے ساتھ دوستی کا رشتہ ...."

"اس سپنے کواپنے من سے کھرچ کر نکال دو۔" روپا نے اپنی دستی گھڑی دیکھتے ہوئے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "اپنا مطلب نکل جانے کے بعد وہ اپنے سگے باپ کو بھی بڑی بے دردی سے قتل کر سکتا ہے' وہ بڑی سخت گیر اور گھناؤنی طبیعت کا مالک ہے۔"

"کیا تم یہ بات کسی ذاتی تجربے کی بنا پر کہہ رہی ہو۔" جاوید نے چبھتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"ہاں میں انکار نہیں کروں گی۔" روپا کے لب و لہجے سے حقارت اور انتقامی جذبے کا احساس جھلک رہا تھا۔" تم عورت کو نہیں سمجھ سکتے۔ عورت مہربان ہو تو مرد پر اپنا جیون بھی بلیدان کر دیتی ہے لیکن اگر ناگن کا روپ دھار لے تو پھر اس کا دشمن پاتال میں بھی پناہ حاصل نہیں کر سکتا۔"

"تم فیصل کی بازیابی کے سلسلے میں میری کیا مدد کر سکتی ہو؟"

"مجھے سوچنے دو ...." روپا نے اٹھ کر دبیز قالین پر ٹہلتے ہوئے پرخیال انداز میں کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ پرنس اس راکھشش کی قید میں ہوگا لیکن کہاں؟ .... اس کے بہت سارے ٹھکانے ہیں' ہمیں بہت سوچ بچار کے بعد ہی کوئی قدم اٹھانا ہوگا ورنہ ہماری ناکامی اس پاپی کو اور زیادہ خطرناک بنا دے گی۔"

جاوید نے کوئی جواب نہیں دیا اس کی نظریں بدستور روپا پر جمی ہوئی تھیں جو قالین پر ٹہل ٹہل کر کسی آخری نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کی نظریں باربار دستی گھڑی کی جانب اٹھ رہی تھیں پھر وہ ٹہلتے ٹہلتے جاوید کے بالکل قریب آ کر رک گئی' اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑے پیار سے بولی۔"

"میں تمہارے کارن نکا سے دشمنی لے سکتی ہوں لیکن ایک شرط پر۔"

"میں سمجھا نہیں ...." جاوید نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا' اس کی چھٹی حس کسی خطرے کا اعلان کر رہی تھی' روپا نے جس انداز میں کینچلی بدلی تھی وہ مہلک بھی ثابت ہو سکتی تھی' جاوید اس کے قرب سے بچنا چاہتا تھا لیکن پھر جو کچھ ہوا وہ اس قدر خلاف توقع اور اچانک تھا کہ اسے فرار کا موقع نہیں مل سکا' روپا نے پل بھر میں اپنے لباس کو نوچ کھسوٹ دیا تھا اوراب وہ جاوید کو پوری شدت سے پکڑے ہوئے "بچاؤ بچاؤ" کہہ کر ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔ بوکھلاہٹ اور دھینگا مشتی میں جاوید کا حلیہ بھی بگڑ چکا تھا روپا کسی جونک ہی کی طرح اس کے وجود سے چمٹ کر رہ گئی تھی پھر وہ ہوا جو اس نے سوچا نہیں تھا پہلے جاوید کے گھریلو ملازموں نے اس تماشے کو حیرت سے دیکھا پھر اچانک ایک پولیس آفیسر چار پولیس والوں کے ساتھ دندناتا ہوا ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

"پولیس کے آتے ہی روپا دیوانوں کی طرح چلاتی ہوئی اپنے بے ترتیب لباس کی پروا کئے بغیر دوڑ کر آفیسر سے لپٹ گئی اور فریاد کرتے ہوئے کہا۔ "بھگوان کے لئے مجھے اس پاپی کے گندے ہاتھوں سے بچا لو۔"

جاوید کواپنے وجود کے ساتھ ساتھ پورا ماحول چکراتا محسوس ہو رہا تھا' وہ وقتی طور پر پوری طرح حالات کی بھنور میں پھنس چکا تھا' اس کے پاس سوائے خاموشی کے اپنے بچاؤ کاکوئی دوسرا راستہ نہیں تھا ....!!

○

"کھٹ .... کھٹ .... کھٹ" کی آواز کہیں بہت دور سے آتی محسوس ہو رہی تھی' فیصل نے اس آواز کی جانب توجہ نہیں دی اس کا ذہن بدستور اس منظر کو دیکھ رہا تھا جو انتہائی ناقابل برداشت اور ہولناک تھا دہشت کے مارے بار بار اس کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔

شنکر کے جانے کے بعد دونوں ہٹے کٹے جوانوں نے اسے قہرآلود نظروں سے دیکھا تھا لیکن فوری طور پر وہ اس کی جانب متوجہ نہیں ہوئے تھے' سب سے پہلے وہ ایک بڑا ڈرم گھسیٹ کر کمرے میں لائے پھر انہوں نے شاکا اورسیاہ فام حبشی کو بڑی بے دردی سے مردہ جانوروں کی طرح پیر میں رسی ڈال کر ڈرم کے قریب کیا' فیصل پھٹی پھٹی نظروں سے ان کی

ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہا تھا' ان کے چہرے کسی قسم کے جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھے لیکن ان کی حرکات و سکنات قصائیوں سے بھی بدتر نظر آ رہی تھیں۔

"کیا خیال ہے۔" ایک نے دوسرے سے سوال کیا۔ "کیا ایک ہی وقت میں دونوں کو ٹھکانے لگایا جا سکتا ہے۔"

"نہیں ...." دوسرے نے لاشوں اور پھر ڈرم کی گنجائش کو باری باری نگاہوں میں تولتے ہوئے کہا' ہمیں زبردستی ٹھونسا ٹھونسی کرنی پڑے گی' ہو سکتا ہے ڈھکنا بند کرنے میں بھی دشواری کا سامنا کرنا پڑے۔"

"علیحدہ علیحدہ ان کے ٹکٹ کٹانے میں دیر ہوگی۔" پہلے نے کہا پھر فیصل کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔ "لاشوں سے فارغ ہو کر ہمیں ان مہاشے کی مالش کا نازک کام بھی سرانجام دینا ہے۔"

"ایک طریقہ ممکن ہے۔" دوسرے نے نہایت اطمینان سے کہا۔ "یا تو ہم ان کی لاشوں کے ٹکڑے کر کے کھپا دیں یاپھر ان کی ہڈیوں کوتوڑ مروڑ کر ایک جھٹکے میں نپٹا دیں۔"

پھر وہ ایک بڑا ہتھوڑا لے آئے اور نہایت بے دردی اور مشاقی کے ساتھ دونوں لاشوں کی ٹانگوں اور ہاتھوں کو اس طرح ضرب لگا کر توڑنے لگے جیسے سریا کوٹ رہے ہوں' فیصل کو شدید ابکائیاں آ رہی تھیں پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے شاکا اورسیاہ فام حبشی کے مردہ جسموں کو ڈرم کے اندر ڈال دیا گیا۔ جسم کا جو حصہ اوپر نظر آ رہا تھا اس کے ساتھ ہتھوڑے کے ذریعہ زیادہ جارحانہ سلوک کیا گیا۔ پھر انہوں نے ایک کنستر لا کر اس میں سے سفید رنگ کا چونے نما کوئی مادہ نکال کر لاشوں کے اوپر چھڑکنا شروع کیا' یقیناً وہ تیزابی خاصیت کی کوئی چیز تھی جسے نکالنے سے پہلے ربر کا لمبا دستانہ استعمال کیا گیا تھا۔ فیصل گنگ بیٹھا اس ناقابل یقین منظر کو حیرت سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا' سفید رنگ کی شے جب خاصی مقدار میں لاشوں پر چھڑک دی گئی تو ڈرم کے اندر سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھنا شروع ہو گیا اس کے ساتھ ہی گوشت جلنے کی چراند بھی کمرے میں پھیلنے لگی۔

"یہ بھی سائنس کی ترقی کا ایک کارنامہ ہے' ایک نے ڈرم کاڈھکنا بند کر کے اسے ایئرٹائٹ کرتے ہوئے کہا " ایک گھنٹے کے اندر اندر گوشت اور ہڈی دونوں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جاتے ہیں پھر دنیا کی کوئی طاقت اس جادوئی ڈرم کے اندر کا اصل بھید نہیں پا سکتی"۔

"صرف اپنے کام کی بات کرو ...." دوسرے نے محتاط انداز میں جواب دیا'

"باس زیادہ باتیں پسند کرنے کا عادی نہیں۔"

"کیوں؟" کیا باس کو سائنس اور اس کی ایجادات سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔" پہلے نے ازراہ تمسخر کہا تو دوسرے کی پیشانی شکن آلود ہو گئی' وہ کوئی جواب دیئے بغیر ڈرم اور کنستر کو کھینچتا ہوا کمرے سے باہر لے گیا' اس کی دوبارہ واپسی میں بمشکل دس منٹ لگے تھے پھر وہ دونوں فیصل کو گھورتے ہوئے اس کے قریب آگئے۔

"کیوں مہاشے' کیا اچھا (خواہش) ہے تمہاری ' مالش سر کی طرف شروع کی جائے یا ...."

"تو پیر سنبھال لے مہاراج کے میں سر کی خبر لیتا ہوں" دوسرے نے حقارت سے کہا پھر فیصل پر جیسے یکلخت قیامت ٹوٹ پڑی تھی' ان دونوں نے نہایت سفاکی اور بے دردی سے اس کے جوڑ پٹھوں پر آہنی ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں۔ وہ درد کی شدت سے چیختا چلاتا ' تڑپتا رہا فٹ بال کی مانند فرش پر لڑھکتا رہا لیکن وہ جیسے گونگے اور بہرے بن گئے تھے' ان کے ہاتھ اور پیر دونوں کسی خودکار مشین جیسے انداز میں تابڑ توڑ چل رہے تھے پھر جب تکلیف کی شدت ناقابل برداشت حد سے بھی تجاویز کر گئی تو وہ بے ہوش ہو گیا۔

اور اب "کھٹاکھٹ" کی آواز اس کے ذہن میں کہیں دور سے ابھر رہی تھی۔ شاید وہ اسے دوبارہ ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے' کچھ دیر تک وہ آنکھیں بند کئے خاموش پڑا رہا پھر پلکوں کے درمیان ہلکی سی جھری کر کے ماحول کا جائزہ لینے کی کوشش کی تو اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں ' اندھیرے میں روشنی کی ایک تیز کرن مجذوب کی شکل میں اس کے سامنے موجود تھی' وہ اپنے ہاتھ میں ایک آڑی ترچھی لکڑی لئے زمین پر آہستہ آہستہ مار رہا تھا' اس کی نظریں فیصل کے وجود پر مرکوز تھیں۔

"خارش زدہ مگرمچھ کی طرح کیوں پڑا ہے .... اٹھ کر کھڑا ہو جا۔" مجذوب نے دیدے نچاتے ہوئے رازداری سے کہا۔ "عشق میں سب چلتا ہے ' تو بھی چلنا شروع کر دے "۔

"بابا................"فیصل نے رقت آمیز لہجے میں کہا۔ "مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے' وہ مجھے جان سے مار ڈالیں گے"۔

"تو بھی بندر بن جا .... ڈال ڈال پات پات لمبی لمبی چھلانگیں لگانی شروع کر دے .... الکھ نرنجن کی تانیں لگانا سیکھ لے' رام بھلی کرے گا۔"

"یہ .... یہ لکڑی مجھے دیدو بابا۔" فیصل نے گڑگڑا کر منت کی۔" تم نے بھی آنکھیں پھیرلیں تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔"

"ہو گیا نا ٹائیں ٹائیں فش۔" مجذوب نے مضحکہ اڑاتے ہوئے جواب دیا پھر بائیں آنکھ جھپکا کر بولا۔ "سرزمین پر ٹیک کر الٹا کھڑا ہو جا۔ سب کھایا پیا نکل جائے گا .... کیا سمجھا"۔

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں .... تم .... تم مجھے تسبیح کے دانے لوٹا دو۔"

"دانا چگنا چھوڑ دے .... الٹے قدموں دوڑنا شروع کر دے ورنہ کنکوے کی طرح ہتھے سے جائے گا۔" مجذوب نے لکڑی گھماتے ہوئے کہا۔ "ناک بند کر کے لمبی ڈبکی لگانا سیکھ لے سورج کی دم پکڑ کر لٹک جا ورنہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرے گا۔"

"میری مدد کرو بابا .... میرا ہاتھ تھام لو' وہ مجھے ترسا ترسا کر مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"قلابازیاں کھا .... قلابازیاں ' اونٹ کے منہ سے زیرہ نکالنے کی خاطر اچھلنا شروع کر دے۔" مجذوب نے حقارت سے جواب دیا پھر اس نے جانے کا ارادہ کیا تو فیصل چیخ اٹھا۔

"مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ .... مجھے تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔"

"سنبھل .... سنبھل ' آسمان گر رہاہے .... اڑا .... اڑا .... دھم" مجذوب نے خوفزدہ لہجے میں کہا پھر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"فیصل نے ہڑ بڑا کر آنکھیں کھول دیں' وہ شاید خواب کی کیفیت سے دوچار تھا' حقیقت اس کے برعکس اور نہایت مضحکہ خیز تھی' وہ کچرے کے ڈرم میں غلاظتوں کے ڈھیر پر پڑا تھا اور چند افراد اس کے قریب کھڑے اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے' فیصل کو یاد آگیا' شنکر نے اپنے آدمیوں کو یہی حکم دیا تھا' اس احساس کے ساتھ ہی اس کے تن بدن میں اذیت ناک تکلیف کی سرد لہر دوڑ گئی۔ اس کا جوڑ جوڑ پھوڑے کی مانند درد کر رہا تھا۔ اس کا لباس جسم پر چیتھڑوں کی طرح جھول رہا تھا جس پر خون کے داغ اور دھبے نظر آ رہے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو حرکت دینے کی کوشش کی تو تڑپ کر رہ گیا' وہ اپنے جسم کو جنبش دینے سے بھی قاصر تھا' اس نے قریب کھڑے لوگوں کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا' وہ ان سے مدد کا طلب گار تھا لیکن وہ اسے ہوش میں آتا دیکھ کر قریب آنے کی بجائے اس سے اور دور ہوتے چلے گئے۔ پھر اچانک ایک گاڑی قریب آ کر رکی' اس میں سے ایک سوٹڈ بوٹڈ

شخص نکل کر تیزی سے کچرے کے ڈرم کے قریب آیا تو فیصل نے اپنا نچلا ہونٹ سختی سے دانتوں تلے دبا لیا' اس کا دل شدت جذبات سے بھر آیا تھا اس نے ہوٹل بلیو مون کے فلور انچارج خان شہباز کو پہچاننے میں غلطی نہیں کی تھی' کبھی وہ بلیو مون کے ڈانسنگ فلور پر جاتا تھا تو خان شہباز اور اس کے عملے کے افراد ہاتھ باندھ کر اس کی پذیرائی کرنا اپنی خوش قسمتی تصور کرتے تھے لیکن آج وہ کچرے کے ڈھیر پر پڑا حالات کی ستم ظریفی پر آنسو بہانے پر مجبور تھا۔

"پرنس ...." خان شہباز نے اس کے قریب آتے ہوئے تعجب سے کہا۔

"آپ .... اور اس حالت میں؟"

"نن .... نہیں" فیصل نے انکار کرنے کی کوشش کی۔ "تمہیں شاید غلط فہمی ہوئی ہے' میں کوئی پرنس نہیں۔"

"پلیز ...." خان شہباز نے تیزی سے کہا۔ "مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش مت کیجئے میری آنکھیں آپ کو شناخت کرنے میں دھوکا نہیں کھا سکتیں اور پھر فون کال .... میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھا لیکن اسی نے مجھے یہاں تک پہنچنے میں میری رہنمائی کی ہے۔"

"مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔" فیصل نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔" میں اپنی خاطر اپنے دوستوں کو کسی مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔"

"مصیبت میں ہمیشہ دوست ہی کام آتے ہیں پرنس اورپھر آپ تو میرے محسنوں میں سے ہیں"۔ خان شہباز نے بڑی اپنائیت سے کہا پھر اس نے ڈرائیور کواشارہ کیا اور فیصل کو کچرے کے ڈھیر سے اٹھا کر اپنی کار کی پچھلی نشست پر لٹا دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی گاڑی تیزی سے کھلی سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔



ایک طویل عرصے بعد اسے نرم اور آرام دہ بستر نصیب ہوا تھا۔ خان شہباز نے اس کی توقع سے بڑھ کر اس کی آؤ بھگت کی تھی' وہ اسے اسپتال میں داخل کرانے کا خواہشمند تھا لیکن فیصل نے سختی سے منع کر دیا۔ وہ ایک بار اسپتال میں داخل ہونے کا انجام دیکھ چکا تھا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ شنکر کی پراسرار قوتوں سے وہ دنیا کے کسی کونے میں بھی محفوظ نہیں رہ

سکتا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے خان شہباز کے گھر پر رہنا زیادہ مناسب خیال کیا تھا ڈاکٹر نے اس کے تفصیلی معائنے کے بعد ضروری ادویات کے ساتھ ساتھ مکمل آرام کا مشورہ دیا تھا' خان شہباز نے اسے اپنی خواب گاہ سے ملحق مہمان خانے میں جگہ دی تھی اور ایک ملازم اس کی خدمت پر مامور کر دیا تھا۔

بستر پر نیم دراز وہ اپنے روز و شب کا حساب لگا رہا تھا' شنکر کی باتوں کے سحر میں آ کر اس نے اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر لیا تھا۔ طاقت کے انمول خزانے کے حصول کے لالچ میں آ کر وہ سفید ریش بزرگ کی شفقت اور مجذوب کی نظر کرم سے بھی محروم ہو گیا تھا۔ خدا کے ان نیک بندوں نے اسے کفر کے راستے پر قدم بڑھانے سے منع کیا تھا' اسے واپسی کا مشورہ دیا تھا لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا رہا تھا' اس نے ان کی پندونصائح کو یکسر نظرانداز کردیا۔ پھرحالات کے دھاروں نے اسے اپنے نشیب و فراز میں جکڑ لیا۔ شنکر کے مظالم اسے کسی کروٹ چین نہیں لینے دے رہے تھے' وہ اسے ذلیل و رسوا کر رہا تھا' فرار کے تمام راستوں پر اس نے اپنے جنتر منتر کے بیروں کے پہرے بٹھا دیئے تھے' اس نے اپنی نگاہوں سے شاکا اور اس کے ساتھی کا جو ہولناک انجام دیکھا تھا اس کے تصور ہی سے جھرجھری آ جاتی تھی' اس کی عقل اس کی رہنمائی سے قاصر تھی مجذوب نے اسے ایک بار پھرخواب کی کیفیت میں اشارے کنایوں میں سیاہ و سفید کے بارے میں سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اشارے اس کی سمجھ میں نہیں آسکے تھے۔ وقت کی گردش نے اس سے سوچنے سمجھنے کی تمام تر صلاحیتیں بھی چھین لی تھیں' اس کی حالت قابل رحم تھی وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے سے قاصر تھا' اس کے ہاتھوں نے اس کی مرضی کے مطابق حرکت کرنی چھوڑ دی تھی' شنکر کی طاغوتی قوتیں اسے مجبور کر رہی تھیں کہ وہ خون آلود روئی کے سلسلے میں اپنی زبان کھول دے' وہ سفید ریش بزرگ کے بھید کو نہیں پا سکا تھا اسی لئے فیصل کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہا تھا۔

جاوید کی گرفتاری کی خبر نے فیصل کی کمر توڑ دی تھا' وہ اس کا دست راست تھا' صرف فیصل کی دوستی کی خاطر اس نے آڑے وقتوں میں اس کا ساتھ دیا تھا' کئی موقعوں پر مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنی جان کی بازی لگا دی تھی لیکن ننکا کی ایک معمولی سی چال نے اسے بھی آہنی سلاخوں کے پیچھے کف افسوس ملنے پر مجبور کر دیا تھا۔ روپا کے ذریعہ اس نے فیصل کے اس ہمدرد کو بھی اپنی طاقت کا احساس دلانے کی ایک چھوٹی سی مثال پیش کی تھی۔ جاوید پر روپا کو حبس بے جا میں رکھ کر دست درازی کرنے کا گھناؤنا الزام عائد کیا گیا

تھا' کسی اچھے وکیل کے ذریعہ وہ اپنا کیس لڑ سکتا تھا' ضمانت پر سلاخوں سے باہر آسکتا تھا لیکن نکا کی شیطانی قوتیں دوسری بار اسے اغواء اور بالجبر سے زیادہ سنگین اورخطرناک جرم میں ملوث کر سکتی تھیں۔ اس نے خان شہباز کے ذریعہ جاوید سے کہلوا دیا تھا کہ وہ دور دور رہ کرحالات کا جائزہ لے' براہ راست کوئی قدم اٹھا کر شنکر کے قہر کوآواز دینے کی حماقت نہ کرے۔ روئی کے پیکٹ کے سلسلے میں اس نے طے کر لیاتھا کہ "سرد آہنی ہاتھ" والی کہانی کو دہراتا رہے گا' اسے اندازہ تھا کہ طاقت کے اس انمول خزانے کے حصول کے بغیر وہ اسے موت سے ہمکنار کرنے کی حماقت نہیں کرے گا' صرف اذیت ناک حالات سے دوچار کرتا رہے گا۔

فیصل کو خان شہباز کے گھر آئے چار روز گزر چکے تھے' سکون کے ساتھ گزارے ہوئے دوچار دن اس کی زندگی کا قیمتی سرمایہ تھے لیکن اسے معلوم تھا کہ شنکر اس سے بے خبر نہیں ہوگا' اس کی پراسرار اورشیطانی قوتیں ہرلحہ اس کے اطراف پرتولے منڈلا رہی ہوں گی۔ اس وقت بھی وہ شام کے ناشتے سے فارغ ہو کر بستر پر نیم دراز آنے والے کل کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ دروازے پر آہٹ ہوئی' اس نے نظریں گھما کر دیکھا تو دنگ رہ گیا' شنکر سیاہ رنگ کے سوٹ میں ملبوس پروقار انداز میں اس کے سامنے کھڑا معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا' فیصل اسے پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھنے لگا' "اتنے اچنبھے سے کیا دیکھ رہے ہو .... میں تمہارا وہی پرانا سیوک ہوں .... شنکر" شنکر نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا "پیکٹ کے بارے میں کچھ یاد آیا تمہیں یا مجھے اپنے بیروں کے ذریعہ تمہاری بدھی کھنگالنی پڑے گی۔"

"مجھے جو کچھ معلوم تھا وہ ...."

"نہیں ...." شنکر نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ "تم نے ایک من گھڑت کہانی سنا کر میری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی تھی .... میری مانو اب کھل جاؤ نہیں تو تمہارا انت بڑا بھیانک ہوگا۔"

"کیا اب بھی کوئی کسرباقی رہ گئی ہے۔" فیصل نے تڑپ کر کہا۔ "تم مجھے ایک بار مار ہی کیوں نہیں ڈالتے"۔

"اتنی جلدی سے ناتا توڑنے کی کیسے ٹھان لی؟ مجھے یاد ہے ٹنڈے مہاراج ' تم نے کہا تھا کہ تمہارا سمبندھ اس دھرم سے ہے جس میں منش ٹوٹ تو جاتا ہے پرنتو جھک نہیں سکتا' اس سے تمہیں میری مہان شکتی کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔" شنکر سفاکی سے بولا۔ "ابھی تو تم

کیول بنتی کر رہے ہو................ جیون بچانے کے کارن تو منش اپنے بالک کا ماس (گوشت) بھی چٹ کر جاتا ہے۔ ابھی تو تمہیں میرے چرنوں کی دھول چاٹنی ہوگی۔"

"نہیں ...." فیصل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "اب میں تم سے زندگی کی بھیک نہیں مانگوں گا' تم چاہو تو میرے جسم کی بوٹیاں اڑا دو"۔

"کہنا آسان ہے .... بھگتنا بہت کٹھن ہے"۔ شنکر نے سرد آواز میں کہا۔ "سمے تمہارے اندر کے منش کو بہت جلد موت کی نیند سلا دے گا' تب تم صرف شنکر کے اشارے پر چلنا سیکھ جاؤ گے ایک پل کے لئے وچار کرو' اگر میں تمہیں ایک ہاتھ اورایک پیر سے محروم کر دوں تو ...."

"اس کے باوجود میں اپنے ایمان پر قائم رہوں گا"۔ فیصل نے دبنگ لہجے میں جواب دیا۔

"آج تمہیں دھرم بہت یاد آیا ہے .... کیا جیون جیوت سے بالکل ہی نراش ہوگئے۔" شنکر نے حقارت سے کہا پھر فیصلہ کن لہجے میں بولا۔ "میں تمہیں ایک آخری موقع اور دے رہا ہوں۔ سیدھی طرح سچ اگل دو ورنہ تم موت کی بھکشا مانگو گے اور موت بھی تمہیں شرن (پناہ) نہیں دے گی۔"

جواب میں فیصل نے تلخ کلامی کی تو شنکر کے تیور خطرناک ہو گئے اس کے ہونٹ تیزی سے ہلنے لگے اس کی خوفناک آنکھوں سے درندگی جھانک رہی تھی' فیصل کوحیرت تھی کہ ابھی تک خان شہباز یا دروازے پر تعینات ملازم نے اس کی خبرکیوں نہیں لی' اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں' وہ آنے والے لمحوں میں رونما ہونے والے سنگین نتائج پر غور کر رہا تھا کہ اچانک ایک معصوم آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"انکل .... کیا تم مجھے پانی پلاؤ گے؟"

"فیصل نے چونک کر آواز کی جانب دیکھا .... چھ سال کا ایک خوبصورت' بھولا بھالا اور معصوم سا بچہ اس کے بستر کے قریب کھڑا بڑی حسرت بھری نظروں سے اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا................ !!



شنکر کے تیور حد درجہ خطرناک تھے ایسے میں اس معصوم بچے کا درمیان میں آ جانا بالکل ایسا ہی تھا جیسے کوئی حقیر تنکا . بپھرے ہوئے طوفان کی زد میں آ گیا ہو' وہ حالات کی سنگین صورتحال سے بے خبر کھڑا تھا۔ فیصل کو بڑی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا' اس کے چہرے سے پیاس کی شدت کااندازہ ہو رہا تھا' شاید وہ خان شہباز یا اس کے عزیز کا بچہ تھا جو اس وقت پانی کی تلاش میں اس کمرے تک آ گیا تھا جہاں شنکر موت اور زندگی کا ناٹک رچانے پر تلا نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بدستور متحرک تھے' اس کی نگاہوں سے شعلے پھوٹ رہے تھے وہ اپنے گندے عمل میں اس قدر منہمک تھا کہ شاید اس معصوم کی دل شکستہ آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچی تھی۔

فیصل کو حیرت تھی کہ نہ تو خان شہباز نے شنکر کی آمد پر اس کی خبرلی تھی۔ نہ ہی وہ ملازم سامنے آیا تھا جسے خان شہباز نے اس کی دیکھ بھال اور نگہداشت پر مامور کیا تھا' ہرچند کہ فیصل نے شہباز کو اپنی روداد نہیں سنائی تھی لیکن اتنا ضرور کہہ دیا تھا کہ وہاں اس کی موجودگی کی خبر کسی کو نہیں ہونی چاہئے۔ ملازم کو بھی یہی تاکید کی گئی تھی کہ بلا اجازت کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے لیکن شنکا ان تمام پابندیوں کے باوجود موت بن کر اس کے سر پر مسلط تھا' دو ہی صورتیں ممکن تھیں یا تو شنکر کی طاغوتی قوتوں نے شہباز اور اس کے ملازم کو ٹھکانے لگا دیا تھا یاپھر شہباز نے شنکر کو اس کا دوست اور ہمدرد سمجھ کر اس کے کمرے تک آنے کی اجازت دے دی تھی لیکن اس وقت فیصل کو اپنی زندگی سے زیادہ اس معصوم بچے کا خیال پریشان کر رہا تھا جویقیناً بے دھیانی میں اس کمرے میں چلا آیا تھا' وہ اس معصوم کو ہر قیمت پر شنکر کے عتاب سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔

"انکل............ پانی....." بچے نے تھوڑے توقف کے بعد ایک بار پھر بڑی حسرت سے کہا۔ "پیاس کی شدت سے میرے حلق میں کانٹے پڑ رہے ہیں' کیا تم مجھے پانی پلاؤ گے........؟"

"بھاگ جاؤ یہاں سے۔" فیصل نے فوری طورپر ایک آخری نتیجے پر پہنچتے ہوئے

کھڑک کر کہا۔ "یہاں تمہاری دلچپسی کا کوئی سامان نہیں ہے۔"

وہ بچے کو خطرے کا احساس دلا کر وہاں سے چلے جانے پر مجبور کرنا چاہتا تھا' اس نے اپنی آواز میں نفرت اور بیزاری کا ملا جلا احساس پیدا کرنے کی کوشش کی تھی' اس کا خیال تھا کہ جھڑکی سننے کے بعد وہ معصوم وہاں رکنے کی کوشش نہیں کرے گا' اس کی حساس طبیعت اسے فیصل کی طرف سے متنفر کر دے گی اور وہ اسے حقارت سے گھورتا ہوا الٹے قدموں واپس چلا جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا' اس کی حسرت بھری نظریں بدستور فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں اور نظروں سے اس کی تشنگی کا تکلیف دہ احساس جھلک رہا تھا' اس نے اپنی جگہ سے بالکل جنبش نہیں کی تھی۔ البتہ شنکر کے ہونٹوں نے حرکت کرنا بند کر دیا تھا' فیصل کی آواز نے اس کی محویت کاطلسم توڑ دیا تھا' وہ فیصل کو قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا۔

"تم.................." اس نے سرد اور ٹھوس آواز میں کہا "تم شاید اپنے ہوش میں نہیں ہو۔"

"میری جگہ تم ہوتے تو شاید اب تک ہوش و حواس کی تمام حدوں کو پھلانگ کر دیوانگی کی حالت سے دوچار ہو چکے ہوتے۔" فیصل نے شنکر کو اپنی باتوں میں الجھاتے ہوئے کہا۔ "تم انسان نہیں............ درندے ہو۔"

"اور تم درندے کو آواز سے ڈرا کر بھگانا چاہتے ہو............" شنکر زہرخند سے بولا۔

"تم میرے جیون کی سب سے بڑی دلچپسی ہو اور یہ دلچپسی اس سے تک برقرار رہے گی جب تک تم پیکٹ کے سلسلے میں اپنی گندی زبان نہیں کھول دیتے۔"

"میں تمہیں اصلیت سے آگاہ کر چکا ہوں.................."

"نہیں.................. وہ جھوٹ ہے.................. فریب ہے' تم شنکر کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔"

"پھر تم اپنی شیطانی قوتوں کو آواز کیوں نہیں دیتے؟" فیصل نے تلملا کر کہا۔ "کیا تمہاری وریا نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہے' تمہاری ان آنکھوں کو کیا ہوا جو گھپ اندھیروں میں بھی دور تک دیکھنے کی طاقت رکھتی تھیں۔ اگر میں نے تمہارے ساتھ فریب کیا ہے تو تم اپنی پراسرار قوتوں سے سچ کی کھوج کیوں نہیں لگا لیتے.................."

"ٹھنڈے.................." شنکر کا لہجہ سفاک ہو گیا۔ "کیا تجھے سچ مچ اپنے جیون سے کوئی پیار نہیں رہا؟"

"نہیں.................." فیصل نے نفرت کا اظہار کیا۔ "تیرے اندر اگر طاقت ہے تو

مجھے موت کے گھاٹ اتار دے۔"

"اتنی آسانی سے۔" شنکر نے اس کی بے بسی پر مسکراتے ہوئے حقارت سے کہا۔ "ایسی بھی کیا جلدی .... ابھی تو تم زبان بھی ہلا سکتے ہو' ابھی تو تم نے میرے چرنوں کی دھول بھی نہیں چاٹی .... دھیرج سے کام لو پرنس .... میں تمہاری موت کی اچھا (خواہش) اوش پوری کروں گا' تمہیں سسکا سسکا کر دھیمے دھیمے مرگھٹ تک لے جاؤں گا .... نراش مت ہو .... تمہاری چتا کو میں اپنے ہاتھوں سے آگ لگاؤں گا۔"

"انکل .... یہ تم سے کیا کہہ رہا ہے؟" بچے نے بڑی معصومیت سے پوچھا "کیا تمہارا اس کا جھگڑا ہو گیا ہے۔"

"میں کہتا ہوں دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" فیصل نے بچے کو گھورتے ہوئے گرج کر کہا۔ "بھاگ جاؤ .... اور دوبارہ کبھی ادھر کا رخ نہ کرنا۔"

"مم' میں .... میں بہت پیاسا ہوں۔" بچے نے سسکتے ہوئے منت کی۔ "مجھے پانی پلا دو ...."

"یہ تم نے سندر ناریوں جیسے انداز کہاں سے سیکھ لئے۔" شنکر نے بچے کی طرف کوئی دھیان دیئے بغیر مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "میری نظروں میں نظریں ڈال کر بات کرو .... بجھتے ہوئے دیئے کی باتی کی طرح بھڑکنا تمہیں شوبھا نہیں دیتا' ابھی تو تمہیں بہت دیر جلنا ہے' شنکر کی اجازت کے بغیر موت بھی تمہارا ساتھ نہیں دے گی.........."

فیصل نے شنکر کی بات پر کوئی دھیان نہیں دیا' یکلخت ایک خیال تیزی سے اس کے ذہن میں ابھرا اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی' کمرے میں موجود بچہ اس کی نظروں کے سامنے کھڑا تھا لیکن ننکا کی نظریں اسے نہیں دیکھ رہی تھیں' وہ اس کی بات سننے سے بھی قاصر تھا اور بچے نے بار بار ایک چیز کی رٹ لگا رکھی تھی.........پانی.........پانی.........پانی۔

پانی کا جگ اور گلاس اس کی نظروں کے سامنے سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا لیکن وہ فیصل سے پانی مانگ رہا تھا فیصل کے ذہن میں خون آلود روئی کا خیال جاگ اٹھا' شنکر نے اسے بتایا تھا کہ ایک شقی القلب شخص نے ایک معصوم بچے کو پیاس کی شدت سے تڑپا تڑپا کر مارا تھا پھر اس نے روئی کی خاصی مقدار اس معصوم کے دل کے خون سے رنگ لی تھی' وہ اس خون آلود روئی کی طلسمی اور پر اسرار قوت کے ذریعے تاریک براعظم کے پوشیدہ خزانے حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا لیکن اس کے منحوس خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے اور اجل

نے اسے روند کر مٹی میں ملا دیا۔

شنکر نے کہا تھا کہ جب اس معصوم کے دل کے خون میں بھگوئی ہوئی روئی سے چراغ روشن کیا جائے گا تو اس کی روح روشنی کے ہالے پر چکراتی نظر آئے گی اور پانی' پانی کی فریاد کرے گی .... پانی پلانے کا وعدہ کر کے اس کی بے چین روح سے جو بھی معلوم کیا جائے گا وہ پل بھر میں بتا دے گی اور شنکر نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ اگر اس روئی کو گیارہ دنوں تک مسلسل جلائے رکھا جائے تو بچے کی روح چھلاوے کی شکل میں نگاہوں کے سامنے جیتے جاگتے انسانوں کی طرح آ جائے گی لیکن وہ عمل کرنے والے کے سوا کسی اور کو نہیں دکھائی دے گی' شنکر کے بیان کے مطابق اس کی قوت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ....

روئی کا وہ پیکٹ فیصل سے سفید ریش بزرگ نے بے ہوشی کے عالم میں لے لیا تھا جس کے حصول کی خاطر شنکر اس پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا تھا .... اور اس وقت ایک ایسا بچہ اس کی نگاہوں کے سامنے موجود تھا جو بڑی حسرت بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا' وہ بار بار پانی کی منت کر رہا تھا' شنکر اس بچے کی آواز سننے یا کمرے میں اس کی موجودگی سے قطعاً" بے خبر تھا۔

"لیکن فیصل نے اس خون آلود روئی کو روشن نہیں کیا تھا' پھر وہ صرف اسی کو کیوں نظر آ رہا تھا؟ اور کیا وہ بچہ وہی تھا جس کی پراسرار قوتوں سے فائدہ اٹھانے کی خاطر فیصل نے سفید ریش بزرگ اور مجذوب کو ناراض کر دیا تھا .... شنکر کو اپنی جان کا دشمن بنا لیا تھا؟ فیصل کے ذہن میں خیالات کی آندھیاں چل رہی تھیں' وہ امید و بیم کی حالت سے دوچار اس بچے کو بہت غور سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔

"اتنے دھیان سے کن و چاروں میں گم ہو مہاراج ...." شنکر نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا "کیا اپنے سیوک سے بہت ناراض ہو .... کیا ہمارے آدمیوں نے تمہارے شریر کی مالش اچھی طرح نہیں کی؟"

"انکل ...." بچے نے ایک بار پھر فیصل سے التجا کی "تم میری پیاس بجھا دو اس کے عوض میں تمہارا کوئی کام بھی سرانجام دے سکتا ہوں۔"

فیصل کے دل کی دھڑکنیں اور تیز ہو گئیں' بچے کی بات نے اس کے شبے کو یقین میں بدلنے کی کوشش کی تھی' وہ اس کی بے پناہ قوتوں کو استعمال کرنے کا متمنی تھا' وہ اس کی طاقت کو شنکر کے خلاف بروئے کار لانا چاہتا تھا لیکن وہ شنکر کی موجودگی میں کھل کر زبان

نہیں ہلا سکتا تھا' وہ بچے کو پیار بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس نے دل ہی دل میں سوچا۔
"کیا وہ بچہ پراسرار قوتوں کا مالک ہونے کے باوجود اپنا ہاتھ ہلا کر پانی پینے سے قاصر تھا؟"
"ہاں .... ہاں" بچے نے اپنے گلے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تیزی سے کہا "میں سب کچھ کر سکتا ہوں لیکن پانی .... اپنے ہاتھ سے نہیں پی سکتا۔"
"کیا تم میرے دل کی آواز بھی سن سکتے ہو ...." فیصل نے خاموشی سے سوچا۔
"ہاں ...." بچے نے پانی کے جگ کی سمت للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا "تم مجھے حکم دو .... میں تمہاری ہر خواہش پوری کر سکتا ہوں لیکن .... پانی ...."
"یہ مردود شخص جو میرے سامنے کھڑا ہے کیا تم اس کی شیطانی قوتوں کا مقابلہ کر سکتے ہو۔" فیصل نے شنکر کے بارے میں دریافت کیا۔
"تم کہو تو میں اسے پل بھر میں موت کی نیند سلا سکتا ہوں مگر اس سے پہلے تمہیں مجھے ...."
"میں تمہیں پیٹ بھر کر پانی پلاؤں گا لیکن تم اس کو میری نگاہوں سے دور کر دو۔" فیصل نے دل ہی دل میں اپنی خواہش کا اظہار کیا' بچے نے اس کے جواب میں نظر گھما کر شنکر کو ایسی نظروں سے دیکھا جس میں ناپسندیدگی کا اظہار تھا۔
"مم .... میں اس سے جا رہا ہوں پرنس۔" شنکر نے اچانک بدلے ہوئے انداز میں کہا۔ "مجھے کچھ ضروری کام یاد آگئے ہیں لیکن میں پھر واپس آؤں گا۔"
پھر اس سے پیشتر کہ فیصل کچھ کہتا وہ تیزی سے پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا' بچے نے اس کے جانے کے بعد فیصل کی سمت حسرت بھری نظروں سے دیکھا' اس کے ہونٹوں سے پانی .... پانی .... کی مدھم آواز نکل رہی تھی۔
"میں تمہیں پانی ضرور پلاتا لیکن ...."۔
"پلیز انکل ...." بچے نے ضد کرنے والا لہجہ اختیار کیا۔ "مجھ سے وعدہ خلافی کبھی نہ کرنا ورنہ میں تمہیں بھی اپنے ساتھ آسمانوں کے اس پار اتنی دور لے جاؤں گا کہ تم واپسی کا تصور بھی نہ کر سکو گے۔"
"ابھی جو منحوس شخص یہاں موجود تھا اس کے ظلم نے مجھے ہاتھ پیر ہلانے سے بھی معذور کر دیا ہے۔" فیصل نے کہا۔ "وہ مجھے لنگڑا اور لولا بنا کر اپنے سامنے سر جھکانے پر مجبور کرنا چاہتا ہے ...."۔

"تم اس سے خوف زدہ مت ہو .... ہاتھ بڑھاؤ اور میری پیاس بجھا دو۔"
"فیصل نے ڈرتے ڈرتے اپنا ہاتھ ہلانے کی کوشش کی تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی' اس کا درد کافور کی مانند دور ہو چکا تھا وہ اپنے ہاتھوں کو باآسانی جنبش دے سکتا تھا' اس نے جگ سے پانی کا گلاس بھرا پھر بچے کے ہونٹوں سے لگا دیا .... بچے نے دونوں ہاتھوں سے فیصل کے ہاتھوں کو جکڑ لیا' وہ ندیدوں کی طرح پانی پر ٹوٹ پڑا تھا' یوں لگ رہا تھا جیسے وہ جنم جنم کا پیاسا ہو' دو گلاس پانی پینے کے باوجود اس کی نگاہوں سے تشنگی کا احساس جھلک رہا تھا' وہ اب بھی فیصل کی جانب حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
"نہیں ...."۔ فیصل نے شنکر کی باتوں کو ذہن میں تازہ کرتے ہوئے بچے سے کہا۔ "میں تمہیں فی الحال اس سے زیادہ پانی نہیں دوں گا۔"
"پلیز انکل میں ...."۔
"تم نے ضد کی تو میں جگ اٹھا کر زمین پر پھینک دوں گا۔"
"نہیں' نہیں۔" بچے نے سہم کر جواب دیا۔ "پانی ضائع نہ کرنا .... تم .... تم بہت اچھے ہو' تم نے میری پیاسی روح کو سیراب کیا ہے' میں پیاس کی شدت کو برداشت کر لوں گا لیکن تم پانی کو میری نگاہوں کے سامنے رہنے دو .... میری روح کی تسکین کو یہ بھی بہت ہے۔"
"یہ بدبخت جو ابھی میرے سامنے موجود تھا تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"
"تم شاید شنکر کے بارے میں دریافت کر رہے ہو۔" بچے نے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا "تم کہو تو میں اس کی سات پشتوں کے بارے میں بھی کھوج لگا سکتا ہوں۔"
"ہاں .... تم مجھے اس کے بارے میں معلوم کر کے بتاؤ' اس کے دل میں کیا ہے' وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟"
"وہ مجھے تم سے چھیننا چاہتا ہے .... ہر قیمت پر۔" بچے نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کا دل تمہاری جانب سے صاف نہیں ہے' اس کو ابھی تک اس بات کا علم بھی نہیں ہوا کہ روئی کا وجود اب جیتی جاگتی صورت میں بدل چکا ہے' وہ تمہارا دوست نہیں' جانی دشمن ہے' جس دن اس نے مجھے تم سے چھین لیا وہ اسی دن تمہیں موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"
"کیا .... کیا وہ تمہیں مجھ سے چھین سکتا ہے؟"
"یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ تم چاہو تو مجھے اس کے حوالے کر سکتے ہو لیکن اس

کے بعد تمہیں میرے اوپر کوئی حق نہیں رہے گا۔"

"کوئی اور طریقہ؟" فیصل نے تیزی سے سوال کیا۔ "کیا وہ تمہیں کسی اور طریقے سے حاصل نہیں کر سکتا؟"

"نہیں ...." بچے نے پانی کی جانب دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "اور کوئی طریقہ ممکن نہیں ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا' شنکر کو اس بات کا شبہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

"اگر اسے معلوم ہو گیا تو .... تو کیا ہو گا۔"

"وہ تمہیں فوری طور پر اپنے کسی گندے عمل کا شکار کر دے گا۔"

"کیا مطلب................" فیصل نے چونک کر کہا "تت .... تم پھر کس مرض کی دوا ہو................"

"تم مجھے حکم دو .... میں اسے پل بھر میں موت کی نیند سلا دوں گا' پھر تمہیں کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔"

"نہیں ...." فیصل نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔ "میں اسے اتنی آسان موت نہیں ماروں گا۔"

"پھر................ تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں کہ اسے تڑپا تڑپا کر ماروں بالکل اسی انداز میں جس طرح وہ مجھے سسکا سسکا کر موت کے گھاٹ اتارنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔"

"تم جو چاہو گے وہی ہو گا۔" بچے نے معصومیت سے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس کی گندی اور ناپاک قوتیں مجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں .... تمہیں میری حفاظت کرنی ہوگی۔"

"میں تمہاری ہر خواہش کا احترام کر سکتا ہوں لیکن ...."

"میرا ایک عزیز دوست اسی نابکار کی کمینگی کا شکار ہو کر جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے بند ہے۔"

فیصل نے جاوید کی گرفتاری کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "میں اپنے دوست کی رہائی چاہتا ہوں لیکن اس طرح کہ میرے دشمنوں کو ذلیل و خوار بھی ہونا پڑے۔"

"تمہارے دل میں کیا ہے میں سمجھ گیا ہوں .... مطمئن رہو' وہی ہو گا اور اسی طرح ہو گا جس طرح تم چاہتے ہو" بچے کے لہجے میں یقین اور اعتماد تھا' فیصل اس سے

کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ خان شہباز کمرے میں داخل ہوا بچے نے خان شہباز کو بہت غور سے دیکھا پھر بڑی معصومیت سے فرش پر بچھے قالین پر لیٹ گیا۔

"پرنس .... مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی مصروفیت کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں دے پا رہا لیکن میں نے ملازموں کو بڑی سختی سے ہدایت کر دی ہے' آپ کو یہاں ہر طرح کا آرام ملتا رہے گا۔"

"خان شہباز ...." فیصل نے سنجیدگی سے پوچھا "کیا تم شنکر سے واقف ہو ...."

"شنکر ...." خان شہباز نے اس نام کو دہرایا پھر کچھ دیر تک ذہن پر زور دینے کے بعد بولا۔ "میرا خیال ہے کہ میں یہ نام پہلے بھی کہیں سن چکا ہوں' ممکن ہے شکل کے دیکھنے کے بعد ...."

"تم نے جس ملازم کو میری خدمت پر مامور کیا تھا وہ اس وقت کہاں ہے۔"

"باہر موجود ہے .... کیوں۔"

فیصل نے جواب میں ہاتھ بڑھا کر گھنٹی بجائی تو ملازم لپکتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا تم کچھ دیر کے لئے کہیں چلے گئے تھے؟" خان شہباز نے ملازم کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی نہیں سرکار .... میں ایک منٹ کو بھی کہیں نہیں گیا۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟ .... فیصل نے پوچھا۔

"فضل دین سرکار .... لیکن سب ہی مجھے فضلو کہہ کر پکارتے ہیں۔" ملازم نے سادگی سے جواب دیا۔

"کیا تم نے کسی آدمی کو ابھی کچھ دیر پہلے میرے کمرے میں آتے دیکھا تھا؟"

"جی نہیں سرکار .... یہاں تو کوئی بھی نہیں آیا۔" فضلو نے حیرت سے جواب دیا۔ "میں دروازے کے ساتھ ہی لگا بیٹھا ہوں' قسم لے لیجئے' جو ایک پل کو بھی اپنی ڈیوٹی سے غافل ہوا ہوں۔"

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" فیصل نے بات بناتے ہوئے کہا۔ "میں نے کسی کے قدموں کی آہٹ سنی تھی۔"

"آپ کا وہم ہو گا سرکار۔"

"یہ سچ کہہ رہا ہے انکل۔" بچے نے قالین پر لیٹے لیٹے کہا۔ "شنکر جس وقت یہاں آیا تھا اس کے منتر کے بیروں نے اس غریب کی آنکھوں کے سامنے پردہ تان دیا تھا' اسے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔"

"ٹھیک ہے .... تم جاسکتے ہو۔"

"کیا بات ہے پرنس؟" خان شہباز نے ملازم کے جانے کے بعد کہا۔ "آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں؟"

"گھاؤ بھرنے میں کچھ وقت تو درکار ہوتا ہے میرے دوست لیکن تم پریشان مت ہو میں آہستہ آہستہ معمول پر آجاؤں گا۔"

"آپ مجھے دوست بھی کہہ رہے ہیں اور کسی خدمت کا موقع بھی نہیں دے رہے"۔ خان شہباز نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔ "کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ آپ کا دشمن کون ہے' یقین کیجئے پرنس میں آپ کے دشمن یا دشمنوں کے نام کے سوا کوئی اور تفصیل دریافت نہیں کروں گا آپ میری صرف ایک خواہش پوری کریں باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں' کیسینو اور نائٹ کلب کی فضاؤں میں سانس لیتے مجھے بیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اس طویل عرصے میں میرا واسطہ بڑے بڑے بدمعاشوں اور قاتلوں سے بھی پڑ چکا ہے لیکن میں آج بھی آپ کے سامنے زندہ کھڑا ہوں اس کی وجہ صرف اتنی ہے کہ میں نے اس دنیا کے دستور کو بڑی سختی سے اپنا لیا ہے۔ یہاں جس زبان میں سوال کیا جائے اسی زبان میں جواب دینا بھی شرط ہے' آپ نے جواب میں اگر شرافت کی زبان استعمال کی تو سامنے والا اسے آپ کی بزدلی سے تعبیر کرے گا۔ مجھے صرف ایک موقع دیں پرنس میں دیکھنا چاہوں گا کہ وہ کون شریف لوگ ہیں جنہوں نے آپ جیسے بھلے مانس کو اس حال تک پہنچا دیا ہے۔"

"مجھے تمہاری دوستی پر اعتماد ہے خان شہباز لیکن میں اپنا حساب اپنے ہاتھوں چکتا کرنا زیادہ پسند کروں گا۔" فیصل نے کہا۔ "وقت ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا' جو شخص متواتر جیت رہا ہو وہ اکثر ایک بازی میں اپنا سب کچھ ہار بھی جاتا ہے۔ جیت اور ہار کے کھیل میں تو یہ سب چلتا ہے یوں سمجھ لو کہ میں بلائینڈ کرنے میں مار کھا گیا لیکن اب میرے ہاتھ میں جو پتے ہیں وہ بہت مضبوط ہیں مجھے یقین ہے کہ اب بازی میرے حق میں رہے گی۔"

"آپ شاید مجھے کچھ بتانا نہیں چاہتے۔"

"کچھ دنوں اور انتظار کر لو .... اگر حالات نے مجھ سے وفا نہ کی تو پھر میں

تمہیں اپنے دشمنوں کے نام سے ضرور آگاہ کر دوں گا۔" فیصل نے کہا پھر گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے بولا۔ "جاوید کے بارے میں تمہاری کیا رپورٹ ہے۔"

"پرسوں اس کی پیشی عدالت میں ہوگی .... آپ اطمینان رکھیں۔ میں اسے ہر قیمت پر ضمانت پر رہا کرا لوں گا اس کے بعد مقدمہ لڑنے کے لئے بڑے سے بڑا وکیل کھڑا کیا جاسکتا ہے۔"

"انکل ...." بچے نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جاوید کی فکر مت کرو .... اسے میں تمہاری مرضی کے عین مطابق تمام معاملات سے گلو خلاصی دلا دوں گا' تم اپنے دوست سے کہو کہ یہ تمہیں گھر کے بجائے اسپتال میں داخل کرا دے۔"

"اس سے کیا فائدہ ہوگا؟" فیصل نے دل ہی دل میں سوچا۔

"میں چاہتا ہوں کہ کھیل اسی انداز میں شروع ہو جس انداز میں تم چاہتے ہو اور اس کے لئے تمہارا اسپتال میں ہونا زیادہ ضروری ہے۔" بچے نے سنجیدگی سے کہا۔ "میری بات سمجھنے کی کوشش کرو' اسپتال میں ہونے کی صورت میں وہاں کا ریکارڈ اور عملہ اس بات کا گواہ ہوگا کہ تم چلنے پھرنے اور ہاتھ ہلانے سے بھی معذور ہو جبکہ صورت حال اس کے بالکل برعکس ہوگی .... میں ایسے حالات پیدا کر دوں گا کہ شنکر اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو جائے گا .... ذرا غور کرو انکل' اسپتال کے ریکارڈ کے مطابق تم لنگڑے اور لولے ہو گے اور شنکر کی نگاہیں تمہیں اسپتال سے باہر چلتا پھرتا دیکھیں گی۔ پولیس کے عملے کے بڑے بڑے سورما بھی ششدر رہ جائیں گے دنیا کی کوئی عدالت تمہارے اوپر فرد جرم عائد نہیں کر سکے گی۔"

"کیا .... کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟"

"میں کیا کر سکتا ہوں اور کیا نہیں تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔" بچے نے ٹھوس لہجے میں کہا لیکن اس کے معصوم ہونٹوں پر شریر مسکراہٹ کھیل رہی تھی .... "تم صرف میرا کہا مان لو انکل اس کے بعد ہر کام تمہارے اشارے اور مرضی سے ہوگا۔"

"آپ نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا؟" خان شہباز نے فیصل کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا آپ جاوید کی طرف سے بہت زیادہ فکر مند ہیں؟"

"خان شہباز ...." فیصل نے کہا "میں تم سے ایک درخواست کر رہا ہوں مجھے کسی بڑے اسپتال میں منتقل کر دو لیکن ...."

"لیکن کیا ...."

"اسپتال کے اخراجات کا حساب میرے اوپر قرض ہوگا۔"

"مجھے خوشی ہے کہ آپ نے میری ایک تجویز بالآخر منظور کر لی۔" خان شہباز نے اخراجات والی بات گول کرتے ہوئے کہا۔ "میں ابھی جا کر شہر کے سب سے بڑے اسپتال میں آپ کے داخلے کی بات کرتا ہوں مجھے یقین ہے پرنس کہ آپ بہت جلد اچھے ہو جائیں گے۔" پھر خان شہباز نے کسی جواب کا انتظار نہیں کیا بڑے خلوص اور اپنائیت سے فیصل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گرم جوشی سے دبایا اور الٹے قدموں باہر چلا گیا۔

"انکل ...." بچے نے خان شہباز کے جانے کے بعد پانی کے جگ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی حسرت بھری نگاہوں کے ذریعے اپنی تشنگی کا اظہار کیا۔

"نہیں ...." پہلے تمہیں میرے عزیز دوست کی رہائی کا بندوبست کرنا ہوگا۔" فیصل نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا تو بچے کا چہرہ دھوپ میں مرجھائے ہوئے کسی خوبصورت اور نوشگفتہ پھول کی مانند لٹک گیا۔ ایک لمحہ تک وہ کسی بے قصور ملزم کی طرح سر جھکائے کھڑا رہا پھر نگاہوں سے اوجھل ہوگیا ....!!

○

شنکر نے بریک پر یکلخت پیر کا دباؤ بڑھایا تو تیزی سے فراٹے بھرتی ہوئی گاڑی سڑک کے کنارے رک گئی اس نے حیرت بھری نظروں سے اطراف کا جائزہ لیا اس کی پیشانی پر آڑھی ترچھی لکیروں کا جال ابھر کر پھیلتا گیا اسے بخوبی یاد تھا کہ وہ گھر سے فیصل سے ملاقات کا ارادہ لے کر نکلا تھا اپنے منتر کے بیروں کے ذریعے اسے علم ہو گیا تھا کہ وہ بلیومون کے خان شہباز کے گھر مقیم ہے وہ اچانک اس کے سامنے پہنچ کر اس پر اپنی برتری اور پر اسرار قوتوں کا رعب جمانا چاہتا تھا خون آلود روئی کے پیکٹ کے حصول کی خاطر اس نے یہی طے کیا تھا کہ فیصل کو اس قدر اذیت ناک حالات اور حادثات سے دوچار کر دے گا کہ وہ خود بخود اپنی زبان کھول دے اسے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ خان شہباز کے گھر والوں یا کسی ملازم کی نظروں میں آئے بغیر فیصل کے کمرے تک پہنچ گیا تھا وہ اسے اپنی سخت کلامی سے مرعوب کر رہا تھا لیکن فیصل نے شاید اس کی نگاہوں کے سحر سے بچنے کی خاطر اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تھا پھر اس نے بڑے تلخ لہجے میں اسے وہاں سے چلے جانے اور دوبارہ کبھی ادھر کا رخ نہ کرنے کی تاکید کی تھی اس کے بعد کیا ہوا تھا ....؟

شنکر اپنے ذہن کے گوشوں کو کریدنے کی کوشش کر رہا تھا وہ کن حالات کے پیش نظر خان شہباز کی کوٹھی سے واپس ہوا تھا اور کس طرح گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا سول لائنز کے علاقے تک آ گیا تھا اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔ بڑی دیر تک وہ اسٹیرنگ پر خاموش بیٹھا بیتی ہوئی گھڑیوں کو ترتیب دینے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر اس کا ذہن ایس پی ماتھر کی طرف گھوم گیا ماتھر اس پر اندھا اعتقاد کرتا تھا اور اس کی جوتش ودیا کا قائل تھا شنکر متعدد بار اپنی قوتوں کے ذریعے ماتھر کے لئے ایسے کام سرانجام دے چکا تھا جو پولیس کے کارندے "ناقابل حل" اور "قابل تفتیش" کا لیبل لگا کر داخل دفتر کر چکے تھے "اعلیٰ افسران ایس پی ماتھر کو بے پناہ صلاحیتوں کا مالک سمجھتے تھے لیکن ماتھر کو علم تھا کہ اس کے صلاحیتوں کا اصل بھید شنکر کی شخصیت سے وابستہ ہے۔ دو روز پیشتر ہی ماتھر نے شنکر کو ایک اہم کام سونپا تھا حکومت کے ایک بہت ہی اہم اور اعلیٰ عہدے دار کی جوان لڑکی کالج سے واپسی پر راستے سے پراسرار طور پر غائب ہو گئی تھی' لڑکی جس گاڑی پر سفر کر رہی تھی وہ شہر کے گنجان علاقے میں ایک سپر سٹور کے سامنے کھڑی پائی گئی تھی' گاڑی کی چابی بدستور اگنیشن میں لگی تھی قرب و جوار کے دکانداروں کے بیان کے مطابق لڑکی اس وقت تنہا تھی جب اس نے اپنی کار وہاں پارک کی تھی۔ گاڑی سے اتر کر وہ سیدھی سپراسٹور میں داخل ہوئی تھی پھر اس کے بعد کچھ پتہ نہیں چل سکا تھا کہ اسے زمین نگل گئی تھی یا آسمان۔

ماتھر کی سابقہ شہرت اور حیرت انگیز صلاحیتوں سے بھرپور ریکارڈ کے پیش نظر لڑکی کی بازیابی کا کام اسی کو سونپا گیا تھا اور انتہائی رازداری سے کیس حل کرنے کی سخت تاکید کی گئی تھی شنکر نے لڑکی کی گمشدگی کا معمہ حل کر لیا تھا' لڑکی کے والدین اس کی شادی اپنے حلقے میں طے کرنا چاہتے تھے جبکہ وہ ایک اوسط درجے کے نوجوان سے پیار کرتی تھی والدین کی سختی سے تنگ آ کر اس نے خود اپنے اغواء کا ڈرامہ رچایا تھا وہ سپر اسٹور کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے باہر نکل گئی تھی جہاں اس کی گہری سہیلی پہلے سے موجود تھی گزشتہ تین روز سے وہ اسی عزیز سہیلی کے ہاں روپوش تھی اپنے اس انتہائی عمل کے ذریعے وہ اپنے والدین پر اس بات کا نفسیاتی دباؤ ڈالنے کی خواہشمند تھی کہ اس کی شادی اس کی پسند سے کی جائے۔ ماتھر نے کیس ہاتھ میں آتے ہی سب سے پہلے اس لڑکے کو اٹھوا لیا تھا جس پر لڑکی کے اغواء کا شبہ تھا لیکن تھرڈ ڈگری کے تمام حربے انتہائی احتیاط سے بروئے کار لانے کے بعد خود ماتھر کو بھی اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ وہ لڑکا گمشدہ لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا البتہ اس نے ماتھر سے اس بات کا اقرار ضرور کیا تھا کہ وہ لڑکی سے بے پناہ

محبت کرتا تھا لڑکے کی جانب سے اطمینان کر لینے کے بعد ماتھر کے ذہن میں یہی خیال ابھرا تھا کہ لڑکی کو کسی بھاری تاوان کی خاطر اغواء کیا گیا ہوگا چنانچہ اس نے فوری طور پر شنکر سے رابطہ قائم کیا اور بڑی عاجزی سے مدد کی درخواست کی تھی کہ اس نے کہا تھا کہ اگر شنکر نے اس کی مشکل حل کر دی تو اس میں اس کی شہرت اور ترقی کے امکان بھی ہیں۔ شنکر نے اپنے بیروں کے ذریعے تمام باتیں معلوم کر لی تھیں لیکن وہ ماتھر کو اپنا "فرمانبردار" بنانے کی خاطر اپنے گھر کے چکر لگوا رہا تھا ماتھر کے ذریعے وہ جاوید کو بھی سزا دلوانا چاہتا تھا اس وقت ماتھر اور جاوید کا خیال ذہن میں ابھرا تو شنکر نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی گیئر میں ڈال دی پندرہ منٹ بعد ہی اپنے گھر بیٹھا ایس پی ماتھر کے ٹیلی فون نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

"ہیلو .... ماتھر اسپیکنگ۔" دوسری جانب سے کال ماتھر ہی نے ریسیو کی تھی۔

"سیوک بول رہا ہوں ماتھر جی۔" شنکر نے کہا "مزاج کیسے ہیں آپ کے۔"

"بڑے بھاگ ہمارے جو آپ مجھے یاد کر رہے تھے۔" شنکر نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔ "سب خیریت تو ہے؟"

"تم شاید بھول گئے ہو میں نے تمہیں ایک اہم کام سونپا تھا۔"

"اوہ .... آپ شاید اس لڑکی کی بات کر رہے ہیں جو ...."

"وہی' وہی۔" ماتھر نے تیزی سے کہا۔ "اوپر سے بار بار فون آ رہے ہیں' ہمیں فوراً کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا۔"

"آپ حکم دیں مہاراج .... یہ سیوک ہر گھڑی تیار ملے گا۔"

"تم نے کچھ معلوم کیا ...."ماتھر کے لہجے سے بے چینی عیاں تھی۔ "ہوم منسٹر نے راتوں کی نیند اور دن کا چین حرام کر رکھا ہے۔"

"آپ کے کارندوں نے اب تک کیا تیر مارا ہے؟" شنکر نے جان بوجھ کر بات کو طول دینے کی خاطر کہا۔

"دن رات کی بھاگ دوڑ کے بعد بھی ابھی تک نتیجہ صفر ہی ہے۔" ماتھر کے لہجے میں اس بار عاجزی شامل تھی۔ "کچھ کرو شنکر ورنہ بنی بنائی عزت خاک میں مل جائے گی۔"

"دھیرج سے کام لیں ماتھر جی .... جب تک سیوک زندہ ہے آپ کو نراش نہیں ہونا چاہئے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس بار معاملہ زیادہ گمبھیر ہو گیا ہے۔" ماتھر نے کہا "ابھی تک

تاوان کے سلسلے میں بھی کوئی فون نہیں ملا۔"

"ملے گا بھی نہیں۔" شنکر نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ "میری مانیں تو اخبار میں ایک اشتہار دے دیں۔"

"اشتہار؟ .... کس قسم کا۔"

"لڑکی کو اس بات کا وشواس دلایا جائے کہ اس کی شادی اس کے پریمی ہی سے ہوگی تو وہ ترنت سامنے آ جائے گی۔"

"کیا مطلب ...."

"مطلب صاف ہے ماتھر جی ...."شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "آپ جسے اغواء اور تاوان کا کیس سمجھ رہے ہیں وہ سیدھا سادھا پریم بندھن کا چکر ہے .... میری جوتش ودیا کے انوسار آپ کو جس لڑکی کی تلاش ہے وہ اپنی ایک سہیلی کے گھر میں چھپی بیٹھی چین کی بنسری بجا رہی ہے ...."

"کیا تمہیں گھر کا پتہ معلوم ہے۔" ماتھر نے بے صبری کا مظاہرہ کیا۔

"اگر آپ کو فرصت ہو تو سیوک ابھی حاضر ہو جاتا ہے' فون پر اس قسم کی باتیں ...."

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" ماتھر نے تیزی سے کہا۔ "تم تکلیف نہ کرو میں آدھے گھنٹے کے اندر اندر پہنچ رہا ہوں۔"

"ماتھر جی ...."شنکر نے جواب میں سنجیدگی سے کہا۔ "چلتے چلتے ایک فون میرے کام کے لئے بھی کھڑکا دیجئے گا' میں نے سنا ہے پولیس' جاوید کو پرسوں عدالت میں پیش کر رہی ہے .... مٹھی گرم ہو جائے تو ہر کام پل بھر میں ہو جاتا ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ جاوید کی ضمانت ہو' وہ جس تھانے میں بند ہے آپ ہی کے حلقے میں آتا ہے .... کیا میں وشواس رکھوں کہ آپ اس سیوک کا یہ چھوٹا سا کام ....؟"

"تم چنتا مت کرو..............."ماتھر نے دوسری جانب سے یقین دلایا' دنیا کی کوئی شکتی تمہارے دشمن کو ہمارے چنگل سے نہیں چھڑا سکتی' یہ ایس ایس پی ماتھر کا وعدہ ہے ...."

شنکر نے جواب دیئے بغیر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا پھر اٹھ کر اپنے لئے پیگ بنانے لگا' اس کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی ....!

عدالت میں اس وقت جاوید کٹہرے میں کھڑا تھا' خان شہباز نے جو وکیل کیا تھا اس نے عدالت کے روبرو ضمانت کے کاغذات پیش کر دیئے تھے' پراسیکیوشن انسپکٹر فاضل مجسٹریٹ کو کیس کی روداد سنا رہا تھا اور گواہوں کے بیانات پیش کر رہا تھا۔

"آپ کا کیا اندازہ ہے" خان شہباز نے اپنے وکیل سے پوچھا۔ "کیا ضمانت منظور ہو جائے گی۔"

"میں اپنی جگہ اب بھی پرامید ہوں لیکن ...."

"لیکن کیا ...." خان شہباز نے تیزی سے سوال کیا۔

"پراسیکیوشن انسپکٹر کے تیور اچھے نہیں نظر آ رہے۔" وکیل نے مدھم آواز میں جواب دیا۔ "عام معاملات میں ضمانت کی منظوری یا نا منظوری کا فیصلہ فائل پیش ہونے سے پیشتر ہی ہوجاتا ہے' میں نے پیش کار کے ذریعے حالات کو مسٹر جاوید کے حق میں ہموار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے کھل کر کوئی جواب نہیں دیا۔"

"کوئی خاص وجہ ...."

"دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں .... یا تو اوپر سے ضمانت نہ کئے جانے کے سلسلے میں کوئی اثر رسوخ استعمال کیا گیا ہے یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ کارندے ہماری پیشکش سے زیادہ منہ پھاڑنے کے بارے میں سوچ رہے ہوں۔"

"ضمانت ہر قیمت پر ہو جانی چاہئے" خان شہباز نے سنجیدگی سے کہا۔ "آپ روپوں کی مطلق کوئی فکر نہ کریں۔"

"آپ اپنی جگہ درست کہہ رہے ہیں لیکن ہر چیز کی اپنی ایک قیمت ایک لاگت ہوتی ہے۔" وکیل نے سرگوشی کی" مجھے دن رات ان ہی حالات سے واسطہ پڑتا رہتا ہے' میں بہتر سمجھتا ہوں کہ بات کو کس انداز میں پیش کیا جائے اور معاملات کو کس طریقے پر طے کیا جائے' پراسیکیوشن انسپکٹر جس انداز میں دھواں دھار تقریر کر رہا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسے ضمانت کے حق میں نرم رویہ اختیار کرنے کے سلسلے میں سختی سے منع کیا گیا ہے ایسی صورت میں ہمیں صرف قانونی دلائل سے مجسٹریٹ کو رام کرنا پڑے گا۔"

"معاملات کی اونچ نیچ اور قانونی نشیب و فراز کو سمجھنا آپ کا کام ہے لیکن میں بہرحال

جاوید کو ضمانت پر رہا کرانا چاہتا ہوں۔"

"آپ فکر نہ کریں' میری پوری کوشش یہی ہو گی کہ آج ضمانت ہو جائے' دوسری شکل میں ہمیں کل ...."

"کل نہیں .... آج۔" خان شہباز نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "یہ میری عزت کا معاملہ ہے"۔

پراسیکیوشن انسپکٹر کیس کی مکمل روداد پیش کرنے کے بعد پرزور انداز میں مجسٹریٹ سے کہہ رہا تھا۔

"جناب والا' حالات اور واقعات کے پیش نظر میں ضمانت کی سختی سے مخالفت کروں گا اس لئے کہ جو مجرم اتنی دیدہ دلیری اور سینہ زوری کے ساتھ ایک معصوم لڑکی کو اپنے آدمیوں کے ذریعے زبردستی اٹھوا کر اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی جسارت کر سکتا ہے وہ ضمانت پر رہا ہونے کے بعد اپنے غنڈوں اور بدمعاشوں کے ذریعے مس روپا کو بیان بدلنے پر بھی مجبور کرسکتا ہے' اس کے علاوہ موجودہ کیس میں چونکہ فریقین کا تعلق مختلف مذاہب سے ہے اس لئے ضمانت کی صورت میں حالات کوئی سنگین رخ بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ .... کیس فائل میں مجرم کے اپنے ملازموں کا بیان بھی موجود ہے جو اس بات کی تائید کرتا ہے کہ مس روپا کی طرف سے اس کی نیت اچھی نہیں تھی لیکن ضمانت منظور ہو جانے کی صورت میں ملزم جو ایک صاحب حیثیت شخص ہے اپنا اثرورسوخ استعمال کر کے مقدمے کی اہم شہادتوں اور اس کی اصل روح کو بھی مسخ کر سکتا ہے جس سے قانون کے انصاف کے تقاضے مجروح ہو سکتے ہیں چنانچہ میں ضمانت کی پرزور مخالفت کرتا ہوں۔"

مجسٹریٹ نے ضروری نکات کو فائل پر تحریر کرنے کے بعد جاوید کے وکیل کو دلائل پیش کرنے کی دعوت دی' خان شہباز بڑی بے چینی کے عالم میں بار بار اپنی نشست پر پہلو بدل رہا تھا' اس کے وکیل نے جاوید کی ضمانت کے سلسلے میں جو دلائل پیش کئے وہ نہایت ٹھوس اور ایسے حقائق پر مبنی تھے جن کی مکمل تشریح کے بعد اغواء' حبس بے جا اور آبروریزی کا کیس پوری طرح ثابت نہیں ہوتا تھا' مجسٹریٹ کی نظریں وکیل پر جمی ہوئی تھیں وہ بظاہر پوری توجہ سے اس کے دلائل سن رہا تھا لیکن اس کے تیور مختلف نظر آ رہے تھے' تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد وہ اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل پر کچھ لکھتا جا رہا تھا۔

"جاوید کے چہرے سے شدید اکتاہٹ اور بیزاری جھلک رہی تھی' کبھی وہ وکیل کی باتوں کو سننے لگتا اور کبھی جھلاہٹ میں اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگتا اس کا وکیل عدالت سے کہہ

رہا تھا۔

"جناب والا، پولیس نے جو کیس عدالت کے روبرو پیش کیا ہے اس میں حقائق سے زیادہ امکانات پر زور دیا گیا اور امکانات محض شبے کی نشاندہی کرسکتے ہیں، کسی کو مکمل طور پر مجرم نہیں ثابت کر سکتے، اس کے علاوہ پولیس سرجن کی رپورٹ کی عدم موجودگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ پولیس بھی ملزم کی طرف سے سرف مشکوک ہے اور اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر قانون کی رو سے شبہات کا فائدہ صرف اور صرف، ملزم کو ملنا چاہئے، چنانچہ میں عدالت سے ضمانت منظور کرنے کی درخواست کرتا ہوں مجھے قوی امید ہے کہ عدالت اپنے وقار کو برقرار رکھتے ہوئے میرے موکل کو اس وقت تک کھلی فضا میں آزادی کا سانس لینے کا حق ضرور دے گی جب تک جرم ثابت نہیں ہو جاتا۔ مجھے اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا .... دیٹ از آل۔"

مجسٹریٹ کچھ دیر تک سر جھکائے فائل کے اندراجات کو پڑھتا رہا پھر اس نے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے فریقین کے پیش کردہ دلائل سنے اور گواہوں کے ان بیانات کو بھی بغور پڑھا جو کیس فائل پر موجود ہیں، حالات کی روشنی میں وکیل استغاثہ کے دلائل اپنے اندر زیادہ وزن نہیں رکھتے چنانچہ میں ضمانت کی پیش کردہ درخواست کو.........."

"جناب والا.........." اچانک روپا نے عدالت میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "میرا نام روپا ہے میں اس مقدمے کی سب سے اہم فریق ہوں، میں عدالت کے روبرو کچھ کہنے کی اجازت چاہتی ہوں۔"

روپا کے برابر کھڑا چھ سال کا معصوم بچہ مجسٹریٹ کو بڑی تیکھی نظروں سے گھور رہا تھا.........!!



عدالت میں روپا کی خلاف توقع آمد بالکل ایسی ہی تھی جیسے کسی نے پانی کی پرسکون سطح پر کوئی وزنی پتھر پھینک دیا ہو، جاوید نے اسے بڑی خوفناک نظروں سے دیکھا، اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو شاید وہ بھری عدالت میں اس کی دھجیاں اڑا دیتا، اس کی جھوٹی گواہی نے ایک شرمناک جرم میں ملوث کر کے اسے عدالت میں ملزموں کے کٹہرے تک پہنچا دیا تھا۔

خان شہباز اور اس کے وکیل کی پیشانیوں پر بھی بل آ گئے تھے۔

انصاف کی کرسی پر بیٹھے ہوئے مجسٹریٹ نے بھی پہلے، پراسی کیوشن انسپکٹر اور پھر متعلقہ تھانے کے انچارج انسپکٹر شرما کو ایسی نظروں سے گھورا جیسے وہ نگاہوں ہی نگاہوں میں ان سے عدالت میں روپا کی آمد کے سلسلے میں جواب طلب کر رہا ہو، چھ سال کا معصوم بچہ جو حیرت انگیز قوتوں کا مالک تھا بدستور روپا کے قریب کھڑا مجسٹریٹ کو تیکھی نظروں سے گھور رہا تھا۔

ایک لمحے کو ہر شخص اپنی اپنی جگہ حیرت و استعجاب کی تصویر بنا رہا۔ پھر مجسٹریٹ نے براہ راست روپا سے دریافت کیا۔

"تمہارا نام کیا ہے ....؟"

"روپا................" روپا نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ پھر جاوید کی سمت دیکھ کر بولی۔ "شری جاوید کو پولیس نے میرے ہی بیان پر ملزموں کے کٹہرے تک پہنچایا ہے۔"

"آئی سی۔" مجسٹریٹ نے انجان بنتے ہوئے کہا۔ "میں کیس فائل میں تمہارا بیان پڑھ چکا ہوں لیکن کیا تم اپنے بیان میں کسی ایسی بات کا اضافہ کرنا چاہتی ہیں جو اس سے پیشتر دیئے گئے بیان میں موجود نہیں ہے؟"

"یس مائی لارڈ----" روپا نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں عدالت کے روبرو جو کچھ بیان کروں گی اس کا شری جاوید کے کیس سے بہت گہرا اور ضروری تعلق ہے---- اس سے پیشتر میں پولیس کے روبرو وہ بات نہیں کہہ سکی تھی۔"

"آپ کو اجازت ہے----"

مجسٹریٹ نے اجازت دی تو روپا نہایت پر سکون انداز میں کٹہرے میں جا کر کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے بڑی ٹھوس آواز میں کہا۔ "جناب والا ---- میں عدالت کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ شری جاوید کو میرے جس کاغذی بیان کی بدولت ایک گھناؤنے جرم میں لپیٹا گیا ہے وہ سراسر جھوٹ اور بے بنیاد ہے----"

انسپکٹر شرما' روپا کا جملہ سن کر یوں چونکا تھا جیسے وہ الفاظ بم بن کر اس کے سر پر پھٹے ہوں' پراسی کیوشن انسپکٹر اپنی جگہ کسمسا کر رہ گیا' خان شہباز اور جاوید نے بھی روپا کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا تھا' مجسٹریٹ کے چہرے پر بھی ایک رنگ آکر گزر گیا' ایک ثانئے تک وہ روپا کو گھورتا رہا پھر اس کی گمبھیر آواز ابھری۔

"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں---- کیا وہ بیان آپ کا نہیں جو پولیس نے عدالت میں پیش کیا ہے؟"

"وہ بیان مجھ سے زبردستی دلوایا گیا تھا۔" روپا نے جواب دیا۔ "انکار کی صورت میں مجھے خطرناک نتائج کی دھمکی دی گئی تھی چنانچہ میں نے پولیس کی زیادتی سے بچنے کی خاطر اس کاغذ پر دستخط کر دیئے جو میرے سامنے رکھا گیا تھا' مجھے اس کاغذ پر لکھے گئے بیان کو پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی تھی۔"

"آپکو کس نے زبردستی بیان دینے پر مجبور کیا تھا؟" مجسٹریٹ نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے دریافت کیا۔

"تھانہ انچارج مسٹر شرما نے۔" روپا نے انسپکٹر شرما کی جانب اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا تو شرما کا چہرہ اک لمحے کو ہلدی کی مانند زرد پڑ گیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کی نگاہوں میں انتقام کی چنگاریاں بھی سلگ اٹھیں۔

"میں عدالت کی اجازت سے مس روپا سے کچھ ضروری سوالات کرنا چاہتا ہوں۔" پراسی کیوشن انسپکٹر نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اجازت ہے----" مجسٹریٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"شکریہ جناب والا۔" پراسی کیوشن انسپکٹر نے قدرے جھک کر مجسٹریٹ کا شکریہ ادا کیا پھر روپا کے کٹہرے کی جانب دو تین قدم بڑھتے ہوئے بولا۔ "مس روپا---- کیا یہ بات جھوٹ ہے کہ انسپکٹر شرما اور اس کے ساتھیوں نے آپ کو ملزم جاوید---- جو اس وقت عدالت میں موجود ہے---- کے گھر سے برآمد کیا تھا؟"

"میں اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ شرما جی نے مجھے شری جاوید کے گھر کے ڈرائنگ روم سے برآمد کیا تھا۔" روپا نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"جس وقت انسپکٹر شرما وہاں پہنچے' ملزم جاوید کے دو ملازم بھی وہاں موجود تھے کیا یہ بھی درست ہے؟"

"جی ہاں ---- یہ بھی ٹھیک ہے------"

"ملازموں کا بیان ہے کہ آپ کی چیخ و پکار سن کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تھے جہاں ملزم جاوید نے آپ کو پکڑ رکھا تھا اور آپ بچاؤ بچاؤ کہہ کر چلا رہی تھیں۔"

"ملازموں کا بیان بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے۔" روپا نے بدستور سنجیدگی سے تائید کی۔

"عدالت کے ریکارڈ پر موجود آپ کے بیان کے مطابق جب مسٹر شرما ملزم جاوید کے ڈرائنگ روم میں پہنچے تو آپ کے کپڑے ملزم کے ساتھ ہاتھا پائی کرنے میں پھٹ چکے تھے اور آپ نے پولیس انسپکٹر کو دیکھ کر چلاتے ہوئے کہا تھا کہ بھگوان کے لئے مجھے اس پاپی کے گندے ہاتھوں سے بچالو۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں---- میں نے اس سے یہی کچھ کہا تھا۔"

"مس روپا ----" اچانک پراسی کیوشن انسپکٹر نے اپنے لب و لہجے میں تیزی پیدا کرتے ہوئے کہا "جب آپ اپنے تمام بیان کی تصدیق خود اپنی زبان سے عدالت کے روبرو کر رہی ہیں تو پھر آپ یہ کیسے کہہ رہی ہیں کہ تھانہ انچارج انسپکٹر شرما نے آپ کو زبردستی بیان دینے پر مجبور کیا تھا---؟"

"اس کے جواب میں' میں آپ سے بھی ایک سوال کروں گی---- کیا انسپکٹر شرما جوتش ودیا کے ماہر ہیں یا کوئی گیانی دھیانی پنڈت پجاری یا اوتار ہیں جنھیں شری جاوید کے ڈرائنگ روم میں ہونے والے پاپ کا علم ہو گیا تھا؟"

روپا نے ٹھوس اور مدلل انداز میں کہا "سچ یہ ہے کہ یہ تمام ڈرامہ انسپکٹر شرما کا رچایا ہوا تھا' اسی نے مجھے زبردستی شری جاوید کے گھر جانے پر مجبور کیا تھا کہا تھا کہ میں نے اگر اس کے حکم کو نہ مانا تو پھر مجھے خطرناک نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔"

"کیا اب آپ کو بیان تبدیل کرنے کے بعد اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ انسپکٹر شرما----؟"

"نہیں ----" روپا نے تیزی سے کہا پھر مجسٹریٹ کی سمت دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں نے عدالت کے سامنے سچ بولا ہے اس لئے اب عدالت میری رکھشا (حفاظت) کی ذمہ

دار ہو گی۔"

جاوید اور خان شہباز حیرت بھری نظروں سے روپا کو دیکھ رہے تھے' معصوم بچے کی نگاہیں بدستور مجسٹریٹ کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"مس روپا ------ آپ نے اس وقت جو بیان دیا ہے اس کی روشنی میں کیا آپ عدالت کو یہ بتانا بھی پسند کریں گی کہ آخر وہ کون سی ایسی خاص بات تھی جس کے کارن آپ انسپکٹر شرما کے حکم پر شری جاوید کو پھنسانے پر مجبور ہو گئی تھیں؟"

"مجھے خطرہ تھا کہ اگر میں نے مسٹر شرما کا کہا نہ مانا تو وہ مجھے کسی لمبے قانونی چکر میں پھنسا دیں گے۔"

"انسپکٹر شرما خاص طور سے مسٹر جاوید ہی کو کیوں پھانسنا چاہتے تھے۔"

"اس کا جواب انسپکٹر شرما ہی بہتر طور پر دے سکتے ہیں۔" روپا نے نفرت سے شرما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پھر حقارت سے بولی "میں کیول اتنا بتا سکتی ہوں کہ مسٹر شرما بہت دنوں سے مجھے اپنے جال میں پھانسنے کے چکر میں تھے لیکن میں نے کبھی ان کو منہ لگانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ پھر جب شری شرما جی کو میری اور جاوید صاحب کی دوستی کا پتہ چلا تو انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے جاوید صاحب کو پھنسانے کے لئے ان کے ناٹک میں پارٹ نہیں کیا تو یہ مجھے اور جاوید صاحب دونوں کو اپنے آدمیوں کے ذریعے ختم کرا دیں گے چنانچہ میں ان کا حکم ماننے کو مجبور ہو گئی۔"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا ملزم کے ساتھ کیا سمبندھ تھا؟"

"نہیں ------" روپا نے سخت آواز میں جواب دیا۔ "یہ سوال میری آزادی سے متعلق ہے اور دنیا کا کوئی قانون مجھے کسی سے ملنے جلنے سے نہیں روک سکتا------ میں اگر چاہتی تو عدالت کو پہلے بھی شرما جی کے کرتوتوں سے آگاہ کر سکتی تھی لیکن میں نے ایسا جان کر نہیں کیا------ اس لئے کہ اگر انہیں آپ سے یا کسی اور سے میری شکایت کی بھنک مل جاتی تو وہ اتنی آسانی سے اتنے بے بس نہیں ہو سکتے تھے جتنا اس سے نظر آ رہے ہیں۔"

"حالات کی جانچ پڑتال کرنا اور سچ اور جھوٹ کو کسوٹی پر پرکھنا عدالت کا کام ہے۔" مجسٹریٹ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "آپ اپنا بیان ریکارڈ کرا سکتی ہیں۔"

پھر جتنی دیر روپا اپنا تردیدی بیان ریکارڈ کراتی رہی معصوم بچہ اس کے قریب ہی موجود رہا' بیان مکمل ہونے کے بعد مجسٹریٹ نے جاوید کو رہا کر دیا تو خان شہباز کی خوشی کی کوئی

انتہا نہ رہی' جاوید نے عدالت کے کمرے سے باہر آتے وقت بھی روپا کو عجیب نظروں سے دیکھا تھا' شاید اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ روپا نے جو شنکر کے بغیر خود کو ادھورا سمجھتی تھی آخر کن وجوہات کی بناء پر اپنا بیان تبدیل کیا تھا------؟؟

○

شنکر اس وقت اپنے وسیع اور کشادہ باتھ روم میں اسٹیم باتھ لینے میں مصروف تھا' مغربی موسیقی کی مسحور کن دھن باتھ روم میں گونج رہی تھی اس کے ساتھ ساتھ شنکر کے ہونٹ بھی متحرک تھے' وہ اس دھن کے نغمے کو الاپ رہا تھا' ماحول میں بھینی بھینی خوشبو رچی بسی تھی' الیکٹرونک سسٹم سے نکلنے والی بھاپ نے دھند کی فضا پیدا کر کے ہر شے کو بڑا خواب ناک بنا دیا تھا۔

آج اس کا موڈ بہت خوشگوار تھا' وہ دن بھر لمبی تان کر سویا تھا اور تقریباً ایک گھنٹے سے باتھ روم میں اپنے اعصاب کو مزید سکون فراہم کرنے کی خاطر اسٹیم باتھ سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ مغربی موسیقی کی دھن ختم ہوئی تو اس نے ایک طویل انگڑائی لے کر ٹاول کو اسٹینڈ سے کھینچا۔ پھر الیکٹرونک سسٹم کے سوئچ آف کرنے کے بعد وہ قد آدم آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر اپنا جسم خشک کرنے لگا' اس کے ہونٹ اس وقت بھی مدہم آواز میں کسی نغمے کے بول گنگنا رہے تھے۔

جسم خشک کرنے کے بعد اس نے اپنا جسم ڈریسنگ گاؤن کے اندر ڈھانپا پھر دروازہ کھول کر جیسے ہی خواب گاہ میں قدم رکھا تو ایک لمحے کو چونکے بغیر نہ رہ سکا' روپا کا حسین وجود اس کے بستر پر بے ترتیب بکھرا پڑا تھا' شاید وہ اس وقت آئی تھی جب شنکر نہانے کی خاطر باتھ روم میں جا چکا تھا' اس نے شنکر کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا ہو گا' کچھ دیر کمر سیدھی کرنے کی غرض سے اس نے نرم بستر پر دراز ہو کر اپنے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑ دیا ہو گا پھر نیند کے خمار نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا ہو گا' شنکر نے اپنے خیال کی تصدیق کی خاطر مخصوص انداز میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے سیٹی بجائی لیکن روپا کے حسین وجود میں کوئی تلاطم پیدا نہیں ہوا' وہ حقیقتاً خوابوں کی وادی میں گم تھی۔

شنکر اس کے وجود کو سر تا پا للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہا تھا۔ پھر اس نے اپنے پسندیدہ مشروب کا ایک گلاس تیار کیا اور مسہری کے قریب رکھی ہوئی راکنگ چیئر پر بیٹھ کر

آہستہ آہستہ ہچکولے کھانے لگا' وہ مشروب کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہا تھا لیکن اس کی نظریں بدستور روپا کے جسم پر بھٹک رہی تھیں' بڑی دیر تک اس نے اپنا شغل جاری رکھا پھر اس کی نظر شیشے کی اس گول میز کی جانب اٹھ گئی جہاں روپا کا پرس' کار کی چابی اور ایک اخبار پڑا ہوا تھا' شنکر کے ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی' کوئی روپا کے پرس کو ہاتھ لگائے یہ بات روپا کو بالکل پسند نہیں تھی' اسی بات پر وہ دو تین بار شنکر سے بھی الجھ چکی تھی لیکن اس وقت وہ پرس کی تلاشی کے سلسلے میں شنکر سے کوئی مزاحمت نہیں کر سکتی تھی' راکنگ چیئر سے اتر کر وہ آہستہ سے گول میز کی جانب بڑھا' اسے پرس کی تلاشی مقصود نہیں تھی' وہ محض روپا کو چھیڑنا چاہتا تھا' اس لئے کہ جب جھلاہٹ کی حالت میں خون کی گردش تیز ہوتی تھی تو اس کا حسن اور نکھر آتا تھا۔

شنکر نے طے کر لیا تھا کہ آج کی شام اور رات دونوں روپا کے لئے وقف کر دے گا' اس کے ذہن پر ہلکا سرور طاری ہو رہا تھا لیکن جب گول میز کے قریب پہنچ کر اس نے روپا کے پرس کو اٹھایا اور اس کی نظر اخبار کی سرخی پر پڑی تو اس کا دماغ بارود کی طرح بھک سے اڑ گیا' اس نے پرس ایک طرف پھینک کر شام کا وہ تازہ اخبار اٹھا لیا جو یقینی طور پر روپا اپنے ساتھ لائی تھی' میز کے قریب کھڑے کھڑے وہ اس خبر کو پڑھنے لگا جو جاوید کی رہائی سے متعلق تھی۔ جیسے جیسے وہ تفصیل سے باخبر ہوتا گیا اس کی پیشانی پر لکیروں کا جال پھیلتا گیا۔

اخبار نے جاوید کی رہائی کی خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا تھا اور روپا کے بیان کی روشنی کا سہارا لے کر پولیس کے محکمے کو بری طرح آڑے ہاتھوں لیا تھا اور لعنت ملامت کا نشانہ بنایا تھا خبر کے ساتھ ہی انسپکٹر شرما کی تصویر بھی تھی جس کے نیچے اس کے کردار کے بارے میں بڑا شرمناک جملہ درج کیا گیا تھا۔

شنکر نے پوری خبر بہت غور سے پڑھی پھر غضب ناک نظروں سے روپا کو گھورنے لگا' کچھ دیر پیشتر جو خوابیدہ حسن اس کے ارمانوں کو گدگدا رہا تھا اب اس کے لئے انتہائی نفرت انگیز ثابت ہو رہا تھا' جاوید کی باعزت رہائی کی خبر اس کے لئے کسی تازیانے سے کم نہیں تھی' اس نے ایس پی ماتھر کو خاص طور پر تاکید کی تھی کہ جاوید کی ضمانت کسی قیمت پر نہیں ہونی چاہیے' ماتھر نے اس کو وچن دیا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت جاوید کو قانون کے شکنجوں سے نہیں چھڑا سکے گی لیکن روپا کے بیان نے اس کے دشمن کو آزاد کرا دیا تھا' وہ جسے اپنی محبوبہ سمجھ رہا تھا اس نے اس کے ساتھ غداری کی تھی آستین کا سانپ بن کر اسے ڈسنے کی کوشش کی تھی۔

شنکر کے تیور خطرناک تھے' وہ قہرآلود نگاہوں سے روپا کے ناقابل برداشت وجود کو گھور رہا تھا اور اس کے بارے میں کوئی آخری اور کربناک فیصلہ کرنے کے بارے میں غور کر رہا تھا' اس نے روپا کو پراسرار قوتوں سے لیس کیا تھا' وہ ایک ایسا خوبصورت' حسین اور موثر حربہ تھی جسے شنکر نے اکثر آڑے وقتوں میں استعمال کیا تھا لیکن اس وقت حالات کے پیش نظر وہ اسے معاف کر دینے کے موڈ میں نہیں تھا' اس نے صرف جاوید کی رہائی کے سلسلے میں شنکر کو نیچا دکھانے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ اخبار لے کر اس کی خواب گاہ تک آ گئی تھی' شاید وہ اس طرح شنکر کا مذاق اڑانا چاہتی تھی---- اس کی جھلاہٹ کا تماشہ دیکھنا چاہتی تھی---- شنکر کے ذہن میں آندھیوں کے تیز اور شدید جھکڑ چل رہے تھے' اس کی نگاہوں میں حقارت کا احساس بتدریج بڑھتا جا رہا تھا' روپا کے بیان نے اسے فیصل کے مقابلے میں ناکامی سے دو چار کرنے کی جسارت کی تھی' وہ اسے کسی قیمت پر معاف کرنے کو تیار نہیں تھا' اپنی جگہ کھڑا پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ فون کی گھنٹی کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی' شنکر نے نفرت سے فون کو گھورا پھر لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو----" اس نے سرسراتے لہجے میں ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں ماتھر بول رہا ہوں-----" دوسری جانب سے ایس پی ماتھر کی آواز ابھری۔ "میں ایک گھنٹے سے برابر فون کر رہا ہوں' کیا تم گھر پر نہیں تھے؟"

"میں باتھ روم میں تھا۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "کوئی خاص بات-------"

"خاص بات؟" ماتھر نے تعجب سے پوچھا۔ "کیا تم نے شام کے اخبارات نہیں دیکھے ...."

"نہیں ...." شنکر نے خشک لہجے میں کہا۔ "میں اخبار دیکھنے کا عادی نہیں ہوں"۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو ابھی تک حالات کی کوئی خبر نہیں ہوئی۔" ریسیور پر ماتھر کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "تمہاری روپا نے بنا بنایا کھیل چوپٹ کر دیا' جاوید کو اس کے بیان کی وجہ سے مجسٹریٹ نے رہا کر دیا' اخبار والوں کو ہمارے اوپر کیچڑ اچھالنے کا موقع مل گیا .... مجھے مجبوراً اپنے ایک خاص آفیسر کو معطل کرنا پڑا ہے۔"

"تم تفتیش اور چھان بیان میں الٹ پھیر کر کے انسپکٹر شرما کو دوبارہ ملازمت پر بحال کر سکتے ہو لیکن ننکا کو جو دھچکا لگا ہے اس کے گھاؤ کو کون بھرے گا ماتھر جی ...."

"اس میں ہمارا کوئی دوش (قصور) نہیں ہے' تمہاری روپا نے سامنے آ کر ...."

"روپا ...." جواب میں شنکر نے ریسیور کو حقارت سے گھورتے ہوئے اتنی شدت سے دیوار پر مارا کہ وہ کئی حصوں میں بکھر گیا' اس کی نگاہوں سے شعلے لپک رہے تھے' پھر وہ قدم اٹھاتا مسہری کے قریب آ گیا' ایک ثانئے تک روپا کو کسی ایسے آدم خور درندے کی مانند تکتا رہا جو اپنے شکار پر جھپٹ پڑنے کے لئے جست لگانے کو بالکل تیار ہو پھر اس نے بیڈ شیٹ کو تھام کر زور سے جھٹکا دیا تو روپا کا جسم رول کرتا ہوا دوسری جانب فرش پر ڈھیر ہو گیا وہ یکلخت ہذیانی انداز میں چیخ مارتی ہوئی اٹھی۔ پھر شنکر پر نظر پڑتے ہی اس طرح چونکی جیسے کوئی حیرت انگیز خواب دیکھ رہی ہو' اسے اپنی قوت بصارت پر یقین نہیں آ رہا تھا' اسے اچھی طرح یاد تھا کہ صبح وہ دیر سے بیدار ہوئی تھی اس کے سر میں شدید درد تھا چنانچہ وہ ناشتہ کرنے کے بعد دو خواب آور گولیاں کھا کر دوبارہ اپنی خواب گاہ میں چلی گئی تھی' اسے یقین تھا کہ شام تک وہ گولیوں کے زیر اثر پرسکون نیند سوتی رہے گی اور شام کو جب بیدار ہوگی تو اس کی طبیعت یقیناً" بحال ہوگی لیکن اس وقت وہ خود کو شنکر کے سامنے اس کی خواب گاہ میں دیکھ رہی تھی' شنکر کی نگاہوں میں خون تیر رہا تھا' شاید اس نے بیڈ شیٹ گھسیٹ کر اسے مسہری سے نیچے پھینک دیا تھا۔

"لیکن کیوں؟................" روپا کے ذہن میں متعدد سوالات گونجنے لگے۔ "میں اپنی خواب گاہ میں سوئی تھی پھر یہاں کس طرح آ گئی؟ .... کیا شنکر نے مجھے خواب کی حالت میں اٹھایا اور مجھے خبر تک نہ ہوئی؟ میرے جسم پر جو لباس ہے یہ بھی وہ نہیں جو صبح میں نے پہن رکھا تھا................ کیا شنکر نے بے ہوشی کی حالت میں میرا لباس تبدیل کیا؟ .... آخر کیوں؟ .... اسے مجھے یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی' وہ میرے بیدار ہونے تک میری خواب گاہ میں بھی وقت گزار سکتا تھا؟ .... اس کی نگاہوں میں حقارت کی چنگاریاں کیوں سلگ رہی ہیں؟ .... مجھے اس قدر بے دردی سے بستر سے نیچے گرانے کی کیا ضرورت تھی؟ .... اس کے تیور اس قدر خطرناک کیوں ہو رہے ہیں؟ بجائے اس کے کہ میں اس کی حرکت پر غصے کا اظہار کروں وہ مجھے کیسی نخوت اور نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہا ہے' یہ تو وہی مثل ہوئی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ...."

... کے ذہن میں سوالات گڈمڈ ہو رہے تھے اور شنکر کی نگاہوں کا قہر بڑھتا جا رہا تھا

پھر وہ کسی شیر ہی کی طرح گرجا "کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تو نے شنکر کے ساتھ ایسا بھیانک کھیل کھیلنے کی جرات کس طرح کی؟"

روپا نے کوئی جواب نہیں دیا' شنکر کو حیرت سے گھورتی رہی۔

"کیا میں یہ سمجھوں کہ جیون سے تیرا من اچاٹ ہو گیا ہے۔" شنکر نے حقارت سے کہا۔ "تو نے شنکر کی غیرت کو للکارنے کی ہمت نہیں کی' اپنی موت کو دعوت دی ہے ...."

"تم .... تم کہیں سچ مچ پاگل تو نہیں ہوگئے۔" روپا نے تعجب سے کہا "کیا مجھے یہاں اسی کارن لائے تھے کہ میرا اپمان کرو۔"

"تجھے .... یہاں .... میں لایا تھا۔" شنکر نے ایک ایک لفظ کو چباتے ہوئے کہا۔

"تم نہیں لائے تو پھر اور کون میری خواب گاہ میں داخل ہو کر میرے شریر کو چھونے کی جرات کر سکتا ہے؟"

"ناگن ...." جواب میں شنکر کا لہجہ اور خوفناک ہو گیا۔" تو شنکر کو چکمہ دینے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"میں .... میں نہیں سمجھی کہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔" روپا نے تیزی سے شنکر کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "مجھے اتنا سنگین مذاق پسند نہیں ہے' کہیں تم نے ضرورت سے زیادہ تو نہیں چڑھا لی جو اس طرح ...."

"تڑاخ ...." شنکر کا الٹا ہاتھ فضا میں اتنی تیزی سے لہرایا کہ روپا کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا' وہ تیورا کر بستر پر گری تھی پھر اس سے پیشتر کہ وہ اٹھتی شنکر نے اخبار اٹھا کر پوری شدت سے اس کے منہ پر مارتے ہوئے کہا۔ "اس کو غور سے دیکھ اور پھر مجھے جواب دے کہ کس نے کس کے ساتھ سنگین مذاق کرنے کی کوشش کی ہے۔"

روپا نے اخبار میں جاوید کی رہائی کی خبر تفصیل سے پڑھی تو اس کا پورا وجود چکرا کر رہ گیا' اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کس طرح ممکن ہو گیا ....؟

"جواب دے مجھے۔" شنکر نے اسے گھورتے ہوئے نفرت سے پوچھا۔ "تو اسے بچانے کی خاطر عدالت تک کیوں گئی تھی۔ کس نے تجھے مجبور کیا تھا؟"

"یہ .... یہ .... یہ اخبار میں ...."

"اخبار میں جو کچھ لکھا ہے وہ سچ ہے۔" شنکر کسی زہریلے ناگ کی طرح پھنکارتے

ہوئے بولا۔ " اور یہ اخبار تو مجھے دکھانے کی خاطر یہاں لائی تھی۔ میرے زخموں پر نمک چھڑکنے کی خاطر لیکن تو شاید بھول گئی ہے کہ شنکر ...."

"شنکر ...." روپا نے تیزی سے اٹھتے ہوئے پوری سنجیدگی سے کہا۔ "میری بات کا وشواس کر .... میں عدالت نہیں گئی تھی۔"

"تو عدالت نہیں گئی تھی تو پھر وہ کمینہ رہا کس طرح ہو گیا؟"

"مجھے نہیں معلوم ...."

"اور یہ اخبار یہاں کون لایا ہے؟" شنکر نے سرسراتے ہوئے دریافت کیا۔

"مجھے نہیں معلوم..............."

"تو عدالت نہیں گئی۔ تو یہ اخبار بھی نہیں لائی اور تو اپنے پیروں سے چل کر میری خوابگاہ تک بھی نہیں آئی۔" شنکر سرد آواز میں بولا۔ "کیا تو سمجھتی ہے کہ شنکر تیری باتوں پر وشواس کر لے گا؟"

"سمجھنے کی کوشش کر شنکر"۔ روپا نے تیزی سے کہا۔ "ہو سکتا ہے کسی وشٹ اور پاپی نے ہمارے ساتھ بھیانک مذاق کرنے کی کوشش کی ہو' کیا تو سوچ سکتا ہے کہ روپا تیری دشمنی مول لے کر جاوید کو بچانے کی غلطی کر سکتی ہے۔"

"تو ایسا نہیں کر سکتی روپا رانی لیکن تیرے اندر کی عورت ایسا کر سکتی ہے۔" شنکر نے اسے حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تیرے من کے اندر جاوید کا پریم انگڑائی لے کر جاگ اٹھا ہو' عورت اپنے پریمی کے کارن بڑے سے بڑا بلیدان بھی دے سکتی ہے۔ پرنتو تو نے شنکر کو چھیڑ کر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ میں تجھے کسی قیمت پر شما (معاف) نہیں کروں گا تیرے سندر اور کومل شریر کو روند کر اتنا بھیانک بنا دوں گا کہ کوئی خارش زدہ کتا بھی تیری طرف دیکھنا گوارہ نہیں کرے گا .... کیوں' تجھے اپنی سندرتا پر بہت گھمنڈ ہے نا؟" شنکر نے اپنے جملے کے اختتام کے ساتھ ہی میز پر رکھی ہوئی بوتل اٹھا کر اس کا مشروب قالین پر الٹ دیا پھر وہ اسے الٹا تھام کر مسہری کے کونے سے مارا تو روپا ہذیانی انداز میں چیختی ہوئی دروازے کی جانب بھاگی لیکن نکا اس سے پہلے ہی لپک کر دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا روپا کی نظروں میں دردناک موت کے بھیانک سائے لرز رہے تھے وہ شنکر کا ارادہ بھانپ کر ہی ساری جان سے لرز اٹھی تھی۔

"نہیں روپا رانی ...." آج تجھے شنکر کے عتاب سے دھرتی کی کوئی شکتی نہیں بچا سکے گی۔" شنکر نے زہر خند سے کہا۔ "میں اس ٹوٹی ہوئی بوتل سے تیرے شریر پر

اتنی دھاریاں ڈال دوں گا کہ تو خود بھی اپنے آپ کو پہچاننے سے انکار کر دے گی۔"

"شنکر .... تجھے دھوکہ ہوا ہے میری بات کا وشواس کر۔" روپا نے تھرتھر کانپتے ہوئے کہا۔ "میں کالی کی سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ۔"

"مت نام لے پوتر کالی کا اپنی گندی زبان سے۔" شنکر نے گرج کر کہا۔ "صرف آنے والے کل کے بارے میں سوچ .... کل جو تیرے تصور سے بھی زیادہ بھیانک ہو گا۔"

شنکر نے قدم آگے بڑھائے تو روپا پھر چیختی ہوئی دوسری جانب بھاگی وہ مسہری کی آڑ لے کر خود کو محفوظ رکھنا چاہتی تھی شنکر کسی چالاک چیتے کی مانند اس پر نظر جمائے اسے آہستہ آہستہ گھیر رہا تھا۔

"تجھے بھگوان کا واسطہ شنکر .... مجھ پر دیا کر .... میں بنتی کرتی ہوں"۔

"تجھے بتانا ہو گا روپا رانی .... تو نے کس کے بہکائے میں آ کر عدالت تک جا کر مجھ سے دشمنی مول لینے کی غلطی کی تھی؟" شنکر نے بوتل والا ہاتھ خطرناک انداز میں فضا میں لہراتے ہوئے کہا۔ "میں اس کا شبھ نام جاننا چاہتا ہو۔"

"میں نردوش ہوں شنکر .... مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

"تو نردوش ہے تو پھر پاپی کون ہے؟"

"تو اپنی مہان شکتی کو آواز دے شنکر .... تیرے منتر کے بیر تجھے سب کچھ بتا دیں گے۔" روپا نے منت کرتے ہوئے کہا۔ "روپا کیول تیری ہے۔ تجھ سے فریب نہیں کر سکتی۔"

شنکر اسے گھیر کر ایک ایسے گوشے میں لے آیا تھا جہاں اس کے اور روپا کے درمیان نصف آٹھ فٹ کا فاصلہ تھا اور وہ یہ فاصلہ صرف ایک جست لگا کر طے کر سکتا تھا روپا کے چہرے کی رنگت ہلدی کی مانند زرد ہو رہی تھی اس کی پھٹی پھٹی ویران آنکھوں میں موت کا بھیانک تصور جم کر رہ گیا تھا' شنکر نے بوتل پر اپنی گرفت مضبوط کی اس نے اپنے بدن کو جست لگانے کی خاطر ایک خاص زاویئے سے ذرا سا بل دیا لیکن قبل اس کے کہ وہ چھلانگ لگانے کے عمل کو مکمل کرتا پشت سے ایک آواز سنائی دی اور شنکر نے روپا پر وار کرنے کا ارادہ یکلخت ملتوی کر دیا' شنکر کے ساتھ روپا کی نظریں بھی دروازے کی جانب گھوم گئیں جہاں فیصل تھری پیس سوٹ میں ملبوس' ہونٹوں کے درمیان سگار دبائے اپنے قدموں پر کھڑا

شنکر کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

شنکر کے ذہن کوایک جھٹکا سا لگا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جس شخص کو اس نے ہاتھ پیروں سے معذور کر دیا تھا وہ اتنی جلدی رو بصحت ہو کر اس کے سامنے اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ اس کے ذہن میں روپا کی چیخ و پکارصدائے بازگشت بن کرگونجنے لگی اب اسے کچھ یقین سا آ رہا تھا کہ روپا کے ساتھ جو کچھ پیش ہوا ہے وہ بھی حیرت انگیز اورپراسرار قوت کا کرشمہ ہوسکتا ہے' روپا کم از کم شنکر کے ساتھ دیدہ و دانستہ اتنا بھیانک اور سنگین مذاق نہیں کرسکتی تھی۔

لیکن وہ پراسرار قوت کیا تھی جس نے روپا کو اپنی مرضی اور اس کی لاعلمی میں استعمال کیا تھا اور فیصل کو اس کی نگاہوں کے سامنے لاکھڑا کیا تھا؟ وہ فیصل کو خون آلود نظروں سے گھورتا رہا ٹوٹے ہوئے بوتل کے گلے پر اس کی گرفت اس وقت بھی خاصی مضبوط تھی اس کا ذہن اس طاقت کے بارے میں بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا جس نے ایک ہی دن میں پوری بساط پلٹ دی تھی اس نے من ہی من میں اپنے منتر کے بیروں کو آواز دی لیکن نتیجہ صفر ہی ثابت ہوا اس کی نظریں اس معصوم بچے کو بھی دیکھنے سے قاصر تھیں جو فیصل کے ساتھ کھڑا تھا۔

"کس وچار میں گم ہو شنکر مہاراج۔" فیصل نے اس کو مخاطب کیا۔ "ایسی بھی کیا بے رخی کیا اندر آنے کو بھی نہیں کہوگے۔"

"تم ...." شنکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "جانتے ہو کس کے سامنے کھڑے ہو"۔

"میرا خیال ہے کہ میں پہلے بھی تم سے بارہا مل چکا ہوں لیکن ...."

"نہیں ...." بچے نے تیزی سے فیصل کو مخاطب کیا "تم شنکر سے فیصل کے نام سے اپنا تعارف نہیں کراؤ گے اگر تم نے ایسا کیا تو کھیل بگڑ جائے گا' اس پلید آدمی کو اس بات کا یقین کسی صورت میں نہیں ہونا چاہئے کہ میری قوت تمہارا ساتھ دے رہی ہے"۔

"تم نے اپنا جملہ ادھورا کیوں چھوڑ دیا۔ "شنکر نے ٹوٹی ہوئی بوتل ایک جانب اچھالتے ہوئے کہا۔ "بولتے رہو .... تم بولتے ہوئے اچھے لگتے ہو"۔

"کیا ...." فیصل نے چونکنے کی بڑی خوبصورت اداکاری کرتے ہوئے کہا "کیا تم نے بھی مجھے پہچان لیا ہے۔"

"شنکر سب کچھ بھول سکتاہے پرنس لیکن تمہیں نہیں بھول سکتا۔"

"پرنس ...." فیصل نے حیرت کا اظہار کیا پھر سگار کا کش لگاتے ہوئے بولا "مجھے یقین تھا مہاراج کہ تمہاری نظریں بھی ضرور دھوکا کھا جائیں گی۔"

"اندر آ جاؤ پرنس۔" شنکر نے اسے دوبارہ پرنس کے نام سے مخاطب کیا۔ "آرام سے بیٹھ کر باتیں کریں گے"۔

"پرنس کے شبھ نام کو درمیان سے ہٹاکر باتیں کرو۔" فیصل نے سنجیدگی سے جواب دیا "میں وہ نہیں جوتم سمجھ رہے ہو ...."

"تم کیا ہو یہ میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں لیکن ایک بات دھیان میں رکھنا .... شنکر نے جیون میں ہارنا کبھی نہیں سیکھا۔"

"میں تمہاری جیت کا تماشہ بھی دیکھ چکا ہوں۔" فیصل نے روپا کی جانب دیکھ کر اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "اگر میں نے یہاں آنے میں دیر کر دی ہوتی تو شاید تم سارا جیون اپنی جلد بازی اور حماقت پر ہاتھ ملتے رہتے لیکن مجھے تمہاری روپا رانی پر رحم آگیا .... کیا تم میرا شکریہ ادا نہیں کرو گے۔"

"سمے سمے کی بات ہے مہاشے۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔" اس بار تم نے شنکر پر وار کرنے کی کوشش کی اور کامیاب ہو گئے لیکن جب میں تم پر حملہ کروں گا تو تمہیں دوبارہ سنبھلنے کا موقع نہیں ملے گا۔"

فیصل نے جواب میں اسے غور سے دیکھا' پھر بڑے اطمینان سے آگے بڑھ کر ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "پہلی بار تم نے مجھ پر کب حملہ کیا تھا مجھے یاد نہیں آ رہا .... کیا تم مجھے بتاؤ گے ایسا کب اور کہاں ہوا تھا؟"

"دھیرج سے کام لو .... آہستہ آہستہ تمہیں ساری بیتی باتیں یاد آ جائیں گی۔" شنکر بدستور اپنی جگہ کھڑا اسے حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم ابھی تک کسی سہمی ہوئی بھولی بھالی کبوتری کی مانند دکھائی دے رہی ہو۔" فیصل نے اس بار براہ راست روپا سے کہا۔ "مجھے دکھ ہے کہ میری وجہ سے تمہیں اپنے پریمی کے ہاتھوں ذلیل ہونا پڑا لیکن میں نے جو کچھ کیا وہ ضروری تھا .... میں چاہتا تھا کہ جاوید جو تمہاری جھوٹی شکایت پر گرفتار ہوا تھا تمہارے ہی بیان کے بعد باعزت طور پر رہا ہو .... آرام سے بیٹھ جاؤ روپارانی .... شنکر تمہیں اب کچھ نہیں کہے گا۔"

شنکر اپنی جگہ کھڑا غصے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ ایس پی ماتھر لمبے لمبے قدم بڑھاتا

ہوا کمرے میں داخل ہوا اس نے ایک نظر فیصل اور روپا پر ڈالی پھر شنکر سے بولا۔ "کیا تم نے معلوم کیا کہ مس روپا کو مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہونے کی کیا ضرورت تھی؟"

"روپا نے جو کچھ کیا میرے اشارے پر کیا۔" شنکر کے بجائے فیصل نے کہا۔ "لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اسے ابھی تک اس بات کا یقین نہیں آ رہا کہ اس نے عدالت میں پیش ہو کر کیا بیان دیا ہے"۔

"آپ کی تعریف ...." ماتھر نے فیصل کو گھورتے ہوئے خشک لہجے میں پوچھا "میں آپ کو شاید پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

"اب کھیل شروع ہو گیا ہے تو اکثر ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں گی۔" فیصل نے سگار کا کثیف دھواں فضا میں اڑاتے ہوئے کہا پھر ماتھر کو گھور کر بولا۔ "تمہیں اپنے چہیتے انسپکٹر شرما کو اپنے ہاتھوں معطل کرنا پڑا مجھے اس کی بہت خوشی ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے مسٹر ماتھر کہ تمہارا وہ انسپکٹر جسے تم فرشتہ سمجھتے ہو کس قماش کا آدمی ہے؟"

"آپ مسٹر شنکر کی دوستی کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" ماتھر کی پیشانی پر بل آ گئے تیکھے لہجے میں بولا۔ "یوں بھی میں غیر متعلقہ لوگوں سے بے تکلف ہونے کا عادی نہیں ہوں۔

"میں اسے بھی اپنی ہی خوش نصیبی کہوں گا اس لئے کہ میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہوتا کہ میں ہر ایرے غیرے اور نتھو خیرے کی مدد کرتا پھروں۔" فیصل کا لہجہ تضحیک آمیز تھا ایس پی ماتھر ایک دم ہی آپے سے باہر ہو گیا شنکر کو گھورتے ہوئے کرخت آواز میں بولا=۔

"مسٹر شنکر .... اپنے دوست سے کہو کہ یہ اپنی زبان کو لگام دے ورنہ مجھے مجبوراً کوئی سخت کارروائی کرنی پڑے گی۔"

"نہیں ماتھر جی .... تم اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرو گے .... یہ میرا شکار ہے۔ "شنکر نے سرد لہجے میں کہا۔ اسے اس سے ہنس بول لینے دو .... آج میں نے بھی اسے کھلی چھٹی دے رکھی ہے"۔

"اور کل کیا ہوگا۔" فیصل نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"کل بازی شنکر کے ہاتھ ہوگی ...." شنکر نے حقارت سے کہا۔ "تم ایک بات بھول رہے ہو پرنس .... استاد اپنے شاگرد کو تمام داؤ نہیں سکھاتا' ایک داؤ اپنے آڑے وقت کے لئے ایسا بچا لیتا ہے جس کا کوئی توڑ نہیں ہوتا۔"

"میں ایک بار پھر تمہاری غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کروں گا۔" فیصل نے سگار کو ایش ٹرے میں رگڑ کر بجھاتے ہوئے کہا۔ "میں وہ نہیں ہوں جو تم سمجھ رہے ہو .... اور میں کون ہوں یہ تم کبھی نہیں جان پاؤ گے میرے سلسلے میں تمہاری جوتش ودیا اور جنتر منتر کسی کام نہیں آئیں گے .... تمہارا گیان دھیان اور شکتی پراپت کرنے کی خاطر لمبی لمبی بیٹھکیں اور کٹھن تپیا جہاں ختم ہو جاتی ہے وہاں سے میری شروعات ہوتی ہے .... تم میرے سامنے طفل مکتب بھی نہیں ہو .... تم نے دیوی دیوتاؤں کو رام کرنے کی خاطر اب تک جتنے پاپڑ بیلے ہیں میں ان سے واقف ہوں .... تمہارے من میں کیا ہے میں وہ بھی جانتا ہوں تم مجھے سمجھنے اور میری اصلیت تک پہنچنے کی خاطر جو وقت لینا چاہتے ہو بڑے شوق سے لے لو لیکن میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم اگر سر کے بل کھڑے ہو کر بھی تمام زندگی اپنے جنتر منتر آزماتے رہو تب بھی میرا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکو گے۔"

"شاید دیوانے نے تمہیں پھر منہ لگا لیا ہے۔" شنکر نے ہوا میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔ لگتا ہے سفید مالا کے دوچار دانے پھر تمہارے ہاتھ آ گئے ہیں لیکن انہیں کب تک استعمال کرو گے۔"

"سفید مالا کے دانے۔" فیصل نے حیرت کا اظہار کیا۔ "میں نہیں سمجھ سکا کہ تم کس جنم کی بات کر رہے ہو' لیکن ٹھہرو .... میرا خیال ہے کہ تم شاید مجھے وہ سمجھ رہے ہو جو تمہارے عتاب کا شکار ہو کر اسپتال میں پڑا زندگی کے دن پورے کر رہا ہے۔"

"اسپتال نہیں بالک .... وہ خان شہباز کے گھر میں چھپا بیٹھا ہے۔"

"پرانی اطلاع ہے تمہارے پاس۔" فیصل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "خان شہباز نے اسے آج صبح ہی اسپتال میں داخل کرا دیا ہے"۔

"تمہاری شکتی کیا کہتی ہے کیا وہ ٹھیک ہو جائے گا۔" شنکر نے زہرخند سے پوچھا۔

"مجھے اس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے لیکن تم نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اسے مردانگی نہیں کہا جا سکتا" فیصل نے اسے حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "مرد بنو تو کسی مرد سے پنجہ لڑانے کی کوشش کرو۔"

"اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" شنکر نے اسے بدستور مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میری مردانگی کی کہانی تم اخبار میں پڑھ چکے ہو۔" فیصل نے جواب دیا۔ "روپا رانی کے ہاتھ میں گنگا جل دے کر پوچھو یہ تمہیں کچھ نہیں بتا سکے گی کہ یہ اپنے گھر

سے عدالت تک اور پھر تمہاری خواب گاہ تک کس طرح پہنچی ہے۔"

"ایسے کھیل تماشے شنکر کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

"ماتھر جی کی شکل کو غور سے دیکھو۔" فیصل نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا پولیس کے محکمے میں انہیں بڑا چلتر' چالاک اور بہادر سمجھا جاتا ہے' ان مہاشے نے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر دیکھ لیا لیکن نتیجہ کیا نکلا۔"

"جاوید آزاد ہو گیا اور ایس پی صاحب بہادر کو اپنے قلم سے انسپکٹر شرما کو معطل کرنا پڑا ذرا پوچھو ماتھر جی سے .... شرما کو معطل کرتے سے ان کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ کل رات ہی کی بات ہے جب ماتھر جی کے اس چہیتے آفیسر نے دس دس ہزار روپے کی کراری گڈیوں سے ان کی جیب گرم کی تھی اور آج ہی اسے۔"

"شٹ اپ ...." ایس پی ماتھر اپنے غصے پر قابو نہ پا سکا پلک جھپکتے میں اس نے بغلی ہولسٹر سے اپنا پستول نکالتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔ "اب اگر تم نے بکواس کی تو میں تمہیں بھون کر رکھ دوں گا۔"

فیصل ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ بچہ جو اب تک مزے لے لے کر ان کی گفتگو سن رہا تھا اپنی جگہ محتاط ہو گیا اس نے ماتھر کو تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے فیصل سے کہا۔ "تم اس کے پستول کی پروا نہ کرنا میں اس کے سارے نشانے خطا کرا دوں گا۔"

"اس کھلونے کو جیب میں واپس رکھ لو ماتھر جی۔" فیصل نے نفرت سے کہا۔ "گھر جا کر اپنی اس پتی ورتا دھرم پتنی پر استعمال کرنا جو آج کل ڈرائیونگ سیکھنے کے بہانے تمہارے نئے ڈرائیور کے ساتھ پینگیں بڑھانے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"یو .... ڈرٹی ڈاگ ...." ماتھر نے دانت پیستے ہوئے کہا پھر لبلبی پر اس کی انگلی کا دباؤ بڑھتا چلا گیا اس نے غیظ و غضب کے عالم میں پورا میگزین خالی کر دیا لیکن فیصل بدستور اپنی جگہ سینہ تانے کھڑا رہا شنکر کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے فیصل کو گھور رہا تھا۔ "میں کسی سیدھی سادی گائے کا ماس نہیں ہوں ایس پی صاحب جسے تم بھون کر آسانی سے کھا جاؤ گے ۔ ایک بات کان کھول کر سن لو اگر تم نے دوبارہ کبھی میرے اوپر پستول اٹھانے کی کوشش کی تو جواب میں میری انگلی کی ایک معمولی سی جنبش ہی تمہیں جہنم رسید کر دینے کے لئے بہت کافی ہو گی۔" ماتھر کو تنبیہہ کرنے کے بعد فیصل نے شنکر کی طرف دیکھا۔ "مجھے معلوم ہے کہ تمہیں اپنے سفلی کے گندے علم پر بہت گھمنڈ ہے .... تم نے کالی کو راضی کرنے کی خاطر بھی کنڈل

میں بیٹھک لگانے میں بڑی راتیں خراب کی ہیں لیکن میرے مقابلے میں تمہاری مثال گندی نالی میں رینگنے والے اس حقیر کیڑے سے زیادہ نہیں ہے جسے جب چاہے جوتے تلے روندا جاسکتا ہے۔ آج میں تمہیں بھی معاف کئے دیتا ہوں' دوسری ملاقات میں تمہارا انجام کیا ہوگا یہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔" پھر فیصل بڑے اطمینان سے قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

روپا کے علاوہ شنکر اور ایس پی ماتھر بھی کھلے دروازے کی طرف ہونقوں کی طرح دیدے پھاڑے دیکھ رہے تھے.......!!

فیصل اپنے بستر پر لیٹا کسی گہری سوچ میں غرق تھا' اس کی نگاہیں چھت پر مرکوز تھیں' چھ سالہ معصوم بچہ صوفے پر نیم دراز تھا وہ فیصل کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا' کمرے میں بہت دیر تک پرسکون خاموشی طاری رہی پھر بچے نے فیصل کو مخاطب کیا۔

"انکل .... اگر تم اسی انداز میں سوچتے رہے تو تمہاری صحت پر اچھا اثر نہیں پڑے گا۔"

"میں اپنے کاروبار کے بارے میں سوچ رہا تھا۔" فیصل نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ "اسی شہر میں کبھی میری ایک عالیشان کوٹھی بھی تھی جہاں مجھے زندگی کی تمام خوشیاں اور آسائشیں میسر تھیں لیکن آج میں ایک اپاہج کی طرح اسپتال کے اس کمرے میں بے یارومددگار پڑا ہوں۔"

"اسپتال کے اس خوبصورت اور شاندار کمرے کا کرایہ سات سو روپے یومیہ ہے .... یہ کمرہ اسپتال کی آخری منزل پر واقع آٹھ کمروں میں سب سے زیادہ بڑا اور سب سے الگ تھلگ واقع ہے' اس کی ریزرویشن کے لئے مالدار قسم کے دائمی مریض مہینوں انتظار میں گزار دیتے ہیں۔ لیکن یہ تمہارے تصرف میں ہے' اس کمرے کے علاوہ اس اسپتال کا سب سے بڑا سرجن بھی تمہاری دیکھ بھال پر مامور ہے جس کی وجہ سے تمام عملہ ہر وقت چاق و چوبند رہتا ہے اور تمہاری دیکھ بھال کا ہر وقت خیال رکھتا ہے۔"

"میں تمہاری بات کا مقصد نہیں سمجھا۔"

"انسان کو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔" بچے نے سنجیدگی سے کہا۔ "ذرا غور کرو' اگر تمہیں خان شہباز اور جاوید جیسے مخلص دوستوں کی پرخلوص محبت میسر نہ ہوتی تو کیا ہوتا ....؟ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اس وقت کسی خیراتی اسپتال میں پڑے زندگی کے دن گن رہے ہوتے اور کوئی پرسان حال نہ ہوتا ...."

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ماضی کو اتنی آسانی سے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔"

"صرف اس لئے کہ تمہارا ماضی تمہارے حال سے بہت زیادہ شاندار تھا

.... اگر تمہارا حال تمہارے ماضی سے بہت بہتر ہوتا تو کیا اس وقت بھی تم پلٹ کر پیچھے کی جانب دیکھنا پسند کرتے؟"

"کچھ باتیں' کچھ یادیں ایسی بھی ہوتی ہے جنہیں کسی بھی قیمت پر نہیں بھلایا جا سکتا۔" فیصل نے آہ بھر کر جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں۔" بچے نے ہمدردی کا اظہار کیا۔ "تمہاری ماں کو تمہارے دشمنوں نے بڑی اذیتناک موت سے ہمکنار کیا تھا' میں تمہاری ماں کو دوبارہ زندگی نہیں دے سکتا لیکن تمہارے اشارے پر تمہارے دشمنوں کو موت کی نیند سلا سکتا ہوں' تم مجھ سے کسی خواہش کا اظہار کر کے دیکھو' میں پلک جھپکتے میں دنیا کی ساری نعمتیں تمہارے قدموں میں بکھیر سکتا ہوں لیکن ہر بات کی ایک حد مقرر ہوتی ہے' میں بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں جا سکتا' قدرت کی مصلحتوں کو انسان نہیں سمجھ سکتا اس لئے شاکی ہو جاتا لیکن ان مصلحتوں کے پیچھے انسان کی کوئی نہ کوئی بہتری بھی ہوتی ہے مجھ ہی کو دیکھ لو میں دوسروں کے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں لیکن اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتا' مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ میرے ماں باپ کون تھے اور اب کہاں ہیں' صرف اتنا یاد ہے کہ وہ پیار سے مجھے ٹوٹو کہا کرتے تھے' قدرت نے مجھ سے میری پچھلی یادیں چھین لی ہیں اس میں بھی اس کی کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہو گی' میں لازوال قوتوں کا مالک ہوں لیکن اپنے ہاتھ سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں پی سکتا' تم اسے کیا کہو گے؟"

"ٹوٹو ...." فیصل نے بچے کو افسردہ دیکھ کر بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ "بڑا پیارا نام ہے' بالکل تمہاری ہی طرح۔"

"اور شنکر کے بارے میں کیا خیال ہے۔" ٹوٹو نے کہا۔ "کیا اس کا نام اس کی شخصیت سے مشابہت نہیں رکھتا؟"

"نہیں .... وہ اپنے نام کے مقابلے میں زیادہ مکروہ اور خبیث الفطرت ہے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ پھر پوچھا۔ "تمہاری کیا رپورٹ ہے' کیا اس نے میری دوسری شخصیت کو قبول کر لیا ہے؟"

"نہیں ...." ٹوٹو نے کہا پھر خلاء میں گھورتے ہوئے بولا۔ "وہ بھی پراسرار کالی طاقتوں کا مالک ہے اس لئے اتنی آسانی سے فریب نہیں کھائے گا' ویسے تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہ اور ایس پی ماتھر اس وقت نیچے اسپتال میں ایڈمنسٹریٹر کے آفس میں بیٹھے تمہاری کیس فائل دیکھ رہے ہیں جو سرجن تمہارا علاج کر رہا ہے وہ ماتھر کے

پرانے واقف کاروں میں سے ہے' اس نے ماتھر کو بڑے یقین کے ساتھ بتایا ہے کہ تم موجودہ حالت میں چلنا پھرنا تو درکنار اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل بھی نہیں ہو' سرجن کاخیال ہے کہ تمہیں ابھی ایک دوبڑے آپریشن سے گزرنا ہوگا اس کے بعد ہی یقینی طور پر کچھ کہا جا سکتا ہے۔"

"کیا تم ان کے درمیان ہونے والی باتیں بھی سن سکتے ہو؟" فیصل نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں .... اور میرا خیال ہے کہ شنکر نے ابھی سرجن کے بیان پر بھی یقین نہیں کیا ہے' وہ ایڈمنسٹریٹر کے کمرے سے اٹھ کر سیدھا ادھر ہی آنے کا ارادہ کر رہا ہے' تمہیں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ہی وہ کوئی نتیجہ اخذ کرے گا۔"

"کیا تم اس کی سوچوں کے زاویئے تبدیل نہیں کر سکتے؟"

"تم اشارہ کرو تو میں اسے ایک پل میں جہنم رسید کر سکتا ہوں لیکن اس طرح اسے آسانی سے چھٹکارا مل جائے گا جبکہ میں اسے دیوانگی کی حالت سے دوچار کر کے کسی اذیت ناک انجام تک لے جانا چاہتا ہوں۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں" فیصل نے تیزی سے کہا۔ "وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے۔"

"پھراسے میرے رحم و کرم پر چھوڑ دو۔" ٹوٹو نے کہا۔ "میں اس سے تمہارا انتقام لینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کروں گا۔"

"ایس پی ماتھر کے بارے میں تمہاری کیا معلومات ہیں؟"

"انتہائی راشی اور کمینہ خصلت آفیسر ہے لیکن افسران بالا کو خوش رکھنے کے طور طریقوں سے بخوبی واقف ہے' شنکر کی پراسرار قوتوں کی وجہ سے اس نے دوچار کیس ایسے حل کر لئے ہیں جس کی وجہ سے اس کو خاصی شہرت حاصل ہو گئی ہے۔"

"میں ماتھر کو بھی تھوڑا بہت سبق دینا چاہتا ہوں۔" فیصل نے کہا "کوئی ایسا سبق جو اسے شنکر کی حمایت سے علیحدگی پر مجبور کر دے۔"

"میں نے پہلے ہی اس کے بارے میں سوچ رکھا ہے۔" ٹوٹو نے لاپروائی سے کہا۔ "جاوید کے معاملے میں وہ ضرورت سے زیادہ ہی دلچسپی لے رہا ہے' اسے انسپکٹر شرما کو معطل کرنے کا صدمہ لاحق ہے' وہ ہر قیمت پر اسے جلد از جلد بحال کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔"

"تمہارے آنے کے بعد شنکر نے روپا کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟"

"تم شاید روپا کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتے۔" ٹوٹو نے کہا۔ "شنکر نے اس خوبصورت ناگن کے اندر کچھ ایسی طاقتیں پیدا کر دی ہیں جس سے وہ خود بھی ناواقف ہے' روپا شنکر کے لئے ایک ایسا موثر حربہ ہے جسے وہ خاص خاص موقعوں پر ہی استعمال کرتا ہے' جس روز روپا کا پتا کٹ گیا شنکر کا ایک بازو زخمی ہو جائے گا۔"

"پھر............... تم نے اس کے لئے کیا سوچا ہے؟"

"میں قبل از وقت سوچنے کا عادی نہیں ہوں۔ جب ضرورت پیش آئے گی اس کا علاج بھی ہو جائے گا۔" ٹوٹو نے لاپروئی سے جواب دیا پھر نظریں گھما کر دروازے کی سمت دیکھتے ہوئے بولا۔ "وہ لوگ آ رہے ہیں .... تم کسی بات سے پریشان مت ہونا' میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

اسی لمحے درواز کھلا اور شنکر' ایس پی ماتھر اور سرجن کے ساتھ اندر داخل ہوا' فیصل نے شنکر کو دیکھ کر خوفزدہ ہونے کی بڑی شاندار اداکاری کی تھی لیکن اس نے ایس پی ماتھر کو دیکھ کر اپنے چہرے سے اس بات کا قطعی اظہار نہیں ہونے دیا کہ وہ پہلے بھی اس سے کہیں مل چکا ہے۔

"اور سنائیے مسٹر فیصل!" سرجن نے اس کے قریب آتے ہوئے دریافت کیا۔ "اب آپ کی طبیعت کیسی ہے ...."

"آپ کے رحم و کرم پر ہوں۔" فیصل نے افسردگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا پھر پرامید لہجے میں پوچھا "میری رپورٹس کا کیا رہا ...."

"ہمت سے کام لیں .... ابھی ایک دو ایکسرے اور لینے ہیں' اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔" سرجن نے تسلی دی پھر شنکر کا تعارف کراتے ہوئے بولا "یہ میرے واقف کار ...."

"میں ان سے واقف ہوں۔" فیصل نے تیزی سے کہا پھر بے بسی کے عالم میں اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگا' شنکر کی تیز نظریں اس کے چہرے کے تاثرات کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔

"کیا مجھ سے مل کر آپ کو کوئی خوشی نہیں ہوئی۔" ماتھر نے اسے ٹٹولتے ہوئے پوچھا۔

"آپ ...." فیصل نے ماتھر کو بغور دیکھتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ "کیا

آپ کا تعلق اسی اسپتال سے ہے؟"

"آپ نے کیسے جانا کہ میرا تعلق اسی اسپتال سے ہے۔" ماتھر نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔

"مجھ کو یہی بتایا گیا تھا کہ آپریشن سے پہلے کسی دوسرے سرجن نے بھی میرے سلسلے میں ...."

"یہ وہ نہیں ہیں۔" سرجن نے کہا پھر تعارف کراتے ہوئے بولا۔ "یہ بھی مسٹر شنکر کی طرح میرے پرانے واقف کار اور دوست ہیں۔ ایس پی ماتھر۔"

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" فیصل نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ہمارا اس طرح بن بلائے آنا برا تو نہیں لگا؟" ماتھر نے پوچھا اس کے لہجے میں طنز شامل تھا۔

"جی ....جی نہیں۔"

"میں آپ کو مبارکباد بھی دینا چاہتا تھا۔"

"کس سلسلے میں؟" فیصل نے انجان بن کر وضاحت طلب نظروں سے ماتھر کو گھورا۔

"مسٹر جاوید کی رہائی کے سلسلے میں۔" ماتھر نے کہا "شنکر نے مجھے آپ کے دوست کے بارے میں بتایا تھا۔"

"سرجن ...." فیصل نے اکتائے ہوئے انداز میں سرجن کو مخاطب کرتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا میرا اسپتال میں رہنا ضروری ہے؟"

"ضروری نہیں بلکہ بہت ضروری ہے۔" سرجن نے سنجیدگی سے جواب دیا "یہاں نہ صرف آپ کی تیمارداری بہتر طور پر ہو سکتی ہے بلکہ وہ ٹیسٹ بھی آسانی سے ہو سکتے ہیں جو باقی رہ گئے ہیں .... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو جائیں گے لیکن اس کے لئے آپ کو انتظار کرنا ہوگا۔"

"میرے علاج میں اندازاً" کتنا وقت لگ جائے گا؟" فیصل نے بے صبری کا مظاہرہ کیا۔

"آپ پریشان نہ ہوں .... ہماری یہی کوشش ہو گی کہ آپ جلد از جلد ٹھیک ہو کر اپنے پیروں سے گھر واپس جانے کے قابل ہو جائیں۔"

فیصل نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا' ٹوٹو بڑی سنجیدگی سے صوفے پر بیٹھا شنکر اور ما

تھر کو گھور رہا تھا۔

"کیا مجھ سے کوئی دعا سلام نہیں کرو گے میرے متر ...." شنکر نے پہلی بار فیصل کو مخاطب کیا۔

"نہیں ...." فیصل نے نفرت کا اظہار کیا۔ "میں تمہاری صورت بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"

"ایسی بھی کیا بے رخی .... ہم نے جنم جنم کے لئے دوستی کا ناتا جوڑا تھا۔"

"تم................ کیا مجھے سکون سے مرنے بھی نہیں دو گے؟" فیصل نے ہذیانی انداز اختیار کیا تو سرجن بوکھلا گیا۔

"مسٹر فیصل پلیز................" سرجن نے کچھ کہنا چاہا لیکن فیصل نے بڑے کرب سے کہا

"نہیں سرجن نہیں .... میں اس شخص کی صورت بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا' اسے میرے کمرے سے باہر نکال دو' پلیز .... میں تم سے درخواست کرتا ہوں' میری پریشانی میں اضافہ نہ کرو ...."

"مسٹر ماتھر ...." سرجن نے ماتھر سے دریافت کیا۔ "یہ کیا معاملہ ہے ...."

"یہ ہمارے پیار کی باتیں ہیں ...." شنکر نے بڑی ڈھٹائی سے کہا۔ "آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔"

"ہو سکتا ہے آپ ٹھیک کہہ رہے ہوں لیکن ہمیں ہر قیمت پر مریض کے آرام و سکون کا خیال رکھنا چاہئے۔" سرجن نے قدرے تیز انداز میں کہا پھر ماتھر سے بولا۔ "ہمیں اب چلنا چاہئے ...."

سرجن کے ساتھ ساتھ ایس پی ماتھر کو بھی مجبوراً" واپسی کے لئے آمادہ ہونا پڑا' شنکر نے کمرے سے نکلتے نکلتے ایک بار پھر فیصل کو بغور دیکھا .... انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ ابھی تک فیصل کے سلسلے میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔"

"یو آر گریٹ ...." ٹوٹو نے ان کے جانے کے بعد تعریفی نظروں سے فیصل کو دیکھا۔ "تم نے بڑی شاندار اداکاری کی ہے' شنکر کے فرشتے بھی تمہارے اوپر شبہ نہیں کر سکے کہ تم وہی ہو۔"

"لیکن مجھے اس ناٹکار کا یہاں آنا پسند نہیں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کی

شکل دیکھ کر ہی میرا خون جوش مارنے لگتا ہے"۔

"کچھ دنوں اور کڑوی گولیاں حلق کے نیچے اتارتے رہو .... شنکر کا انجام اس سے بھی بدتر ہو گا جو تم نے اپنے ذہن میں سوچ رکھا ہے"۔

فیصل کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا' اس بار خان شہباز اندر داخل ہوا لیکن وہ تنہا نہیں تھا اس کے ہمراہ فیصل کے کاروباری قانونی مشیر افضال احمد اور بزنس مینجر وقار حسین بھی تھے' ان دونوں کو ایک طویل عرصے کے بعد دیکھ کر فیصل کے زخم دوبارہ تازہ ہو گئے' ماضی کی حسین یادیں آنسوؤں کے قطرے کی شکل میں نگاہوں کے گوشوں میں جھلملانے لگیں' افضال احمد اور وقار حسین بھی فرط جذبات سے آبدیدہ ہو گئے' کچھ دیر تک ان کے درمیان رسمی باتیں ہوتی رہیں پھر افضال احمد نے اصل مقصد کی سمت آتے ہوئے کہا۔

"ناصر پیپر ملز اور سیمنٹ فیکٹری کے سلسلے میں انشورنس کا جو کلیم داخل ہوا تھا اس کا فیصلہ دو ایک روز میں متوقع ہے' مجھے یقین ہے کہ ہمیں ہماری مطلوبہ رقم مل جائے گی۔"

"کوٹھی کے سلسلے میں آپ کا کیا حکم ہے؟" وقار حسین جنہوں نے اپنی عمر کا ایک طویل حصہ فیصل کے بزرگوں کے ساتھ ان کی ملازمت میں گزارا تھا بڑی شفقت سے بولے "کیا اسے دوبارہ تعمیر کرانے کا ارادہ ہے یا کسی بہتر علاقے میں دوسرا پلاٹ لے کر ...."

"نہیں وقار صاحب ...." فیصل نے جذباتی انداز میں کہا۔ "میں اس کوٹھی میں رہنا پسند کروں گا جہاں میں نے اپنی ماں کی آغوش میں آنکھ کھولی تھی .... آپ اس کو ازسرنو تعمیر کرائیں لیکن اس بات کا خاص خیال رکھئے گا کہ نقشے میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔"

"دوسرے کاروبار کے سلسلے میں کیا ارادہ ہے؟" وقار حسین نے دریافت کیا۔

"اس کا فیصلہ بعد میں کروں گا۔" آپ فی الحال کوٹھی کی تعمیر کا کام شروع کروادیں۔" فیصل نے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "بینک بیلنس کی کیا پوزیشن ہے .... کیا بزنس میں ہونے والے خسارے کے بعد اب بھی کچھ رقم ...."

"آپ رقم کی مطلق کوئی فکر نہ کریں۔" افضال احمد نے بڑے یقین سے جواب دیا "خدا نے چاہا تو میں کلیم کی ایک ایک پائی وصول کر لوں گا' رہا چھوٹا موٹا خسارہ تو وہ بزنس میں ہوتا ہی رہتا ہے۔"

"اگر اجازت ہو تو میں دفتر بھی تعمیر کرانا شروع کر دوں۔" وقار حسین نے کہا۔ "کوٹھی کی طرح اس کی تعمیر بھی ضروری ہے' اسی دفتر میں آپ کے بزرگ بھی بیٹھا کرتے تھے ...."

"اگر آپ کی یہی خوشی ہے تو مجھے منظور ہے ...." فیصل نے دبی زبان میں کہا پھر ٹوٹو کی جانب دیکھنے لگا "نیت صاف ہو تو منزل بھی آسان ہو جاتی ہے۔" ٹوٹو نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم خدا کا نام لے کر اپنی ساکھ کو دوبارہ قائم کرنے کی ابتداء کرو' میں تمہارے تمام خسارے پورے کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔"

○

جاوید باہر جانے کے لئے دروازے کی سمت بڑھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اسے مجبوراً" کال ریسیو کرنے کے لئے رک جانا پڑا' پانچ منٹ پہلے اسے خان شہباز نے فون کر کے فوراً اسپتال پہنچنے کی تاکید کی تھی۔ اس نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ فیصل کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے پھر رابطہ منقطع کر دیا گیا تھا' جاوید نے سوچا تھا کہ دوبارہ اسپتال فون کر کے فیصل کی حالت کے بارے میں دریافت کرے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا' لباس تبدیل کرنے میں اس نے بڑی عجلت کا مظاہرہ کیا تھا اسے فیصل کی جانب سے تشویش لاحق ہو گئی تھی' یقیناً کوئی اہم بات تھی جو اسے فون پر نہیں بتائی جا سکتی تھی' خان شہباز نے غالباً اسی لئے اپنا مدعا بیان کرنے کے بعد لائن کاٹ دی تھی۔ لباس تبدیل کرتے ہوئے اس کے ذہن میں صرف ایک ہی نام گونج رہا تھا۔

"شنکر .... شنکر .... شنکر۔"

جس انداز میں روپا نے عدالت میں پیش ہوکر انسپکٹر شرما کے خلاف بیان دیا تھا اس نے شنکر کو یقینی طور پر کانٹوں پر لوٹنے پر مجبور کر دیا ہوگا' شنکر کا مشتعل ہو جانا قدرتی امر تھا دوسری جانب ایس پی ماتھر کو بھی حالات کے پیش نظر اپنے چہیتے انسپکٹر کو اپنے ہاتھوں سے معطل کرنا پڑا تھا' ان تابڑ توڑ ناکامیوں نے شنکر اور پولیس کے ذمہ دار افسروں کو مشترکہ طور پر فیصل کے خلاف صف آراء کر دیا ہوگا .... شنکر پراسرا گندی قوتوں کا مالک تھا' اس کی ذات سے گھٹیا سے گھٹیا جوابی کارروائی بھی سوچی جا سکتی تھی۔

اپنی رہائی کے بعد سے جاوید نے متعدد بار روپا کو فون کیا تھا لیکن جواب میں ہر بار یہی

کہا گیا تھا کہ وہ گھر پر نہیں ہے' اسے اپنی رہائی کے بعد بھی رہ رہ کر یہی خیال ستا رہا تھا کہ روپا نے عدالت کے روبرو جو بیان دیا تھا وہ کسی قوت کے زیراثر تھا ورنہ روپا اور شنکر کے کسی دشمن کے خلاف زبان کھولے' اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا' لیکن وہ کس کی طاقت تھی جس نے روپا کو جاوید کی حمایت پر آمادہ کیا تھا؟ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آ سکی تھی' اس نے فیصل سے بھی دریافت کیا لیکن فیصل نے بھی روپا کے ردعمل کو حیرت انگیز قرار دیا تھا' ایک لمحے کو جاوید کے ذہن میں یہ خیال بھی ابھرا تھا کہ ممکن ہے خود شنکر نے جو فیصل کے ساتھ چوہے بلی کا خطرناک کھیل کھیل رہا تھا روپا کو جاوید کے حق میں گواہی دینے پر آمادہ کیا ہو لیکن پھر اس نے وہ خیال ذہن سے نکال دیا .... شنکر کو اگر جاوید کی رہائی منظور تھی تو اس کے لئے وہ سینکڑوں دوسرے طریقے بھی اختیار کر سکتا تھا۔ روپا کو درمیان میں لانے کی حماقت کم از کم شنکر کی ذات سے نہیں کی جا سکتی تھی لیکن روپا عدالت کی پیشی کے بعد کہاں روپوش ہو گئی تھی؟ یہ سوال بھی اپنی جگہ خاصی اہمیت کا حامل تھا' بہرحال خان شہباز کافون ریسیو کرنے کے بعد جاوید کے ذہن میں ایک ہی خیال ابھرا تھا۔

"شنکر کی پراسرار قوتوں نے ایک بار پھر فیصل کے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی ہوگی۔"

"ہیلو ...." اس نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم اس وقت بہت جلدی میں اسپتال جانے کے ارادے سے پرتول رہے ہوگے۔"

"کون ہو تم ....؟" جاوید نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

"اس چکر میں مت پڑو۔" ریسیور پر وہی ٹھوس آواز ابھری' مجھے تم سے صرف ایک سوال کرنا ہے .... وہ شخص کون ہے جس نے شنکر کے گھر جا کر اسے للکارنے کی حماقت کی تھی؟"

"مجھے نہیں معلوم کہ تم کس کی بات کر رہے ہو"۔

"ایک بار پھر غور کر لو مائی ڈیئر .... ہو سکتا ہے کہ تمہیں اس کا نام یاد آ جائے' تمہارے اشارے کے لئے اتنا حوالہ کافی ہوگا کہ وہ جو کوئی بھی تھا فیصل کی ہوبہو نقل تھا' گفتگو کرنے اور اٹھنے بیٹھنے کا انداز بھی حیرت انگیز طور پر مشابہت رکھتا ہے۔"

"میرا خیال ہے تم مجھ سے مذاق کی کوشش کر رہے ہو۔"

"یہ مذاق تمہارے حق میں کتنا خطرناک ہو سکتا ہے اس کا اندازہ تمہیں بعد میں ہوگا ...." اس بار سفاک لہجہ اختیار کیا گیا' مجھے اس کا نام اور پتہ بتا دو ....

تمہارے حق میں یہی بہتر ہوگا۔"

"اگر تم شنکر ہی کے کوئی کارندے ہو تو مجھے تمہاری عقل پر ماتم کرنا پڑے گا۔" جاوید نے حقارت سے کہا؟ کیا شنکر کی پراسرار قوتیں اتنی زنگ آلود ہوگئی ہیں کہ وہ اپنے دشمن کو اپنی چھت کے نیچے بھی شناخت نہیں کر سکتا؟"

"میں نے تم سے اس کا نام اور پتہ دریافت کیا تھا .... تم بات کو بڑھانے کی حماقت کر رہے ہو۔"

"ایک سوال میرے ذہن میں بھی مچل رہا ہے" جاوید نے کرخت انداز میں کہا۔ "روپا کو عدالت میں پیش ہونے پر کس قوت نے آمادہ کیا تھا؟ کیا تم اس کا جواب دے سکو گے؟"

"اس کا جواب تمہیں بہت جلد مل جائے گا ...." دوسری جانب سے حقارت کے اظہار کے ساتھ ہی رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

"جاوید نے ریسیور کو گھماتے ہوئے کریڈل پر رکھا پھر باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اسپتال کے لئے روانہ ہو گیا' اس کے ذہن میں اب اس نورارد کے جملے گونج رہے تھے جس نے اس سے فیصل کے کسی ایسے ہم شکل کانام اور پتہ دریافت کرنے کی کوشش کی تھی جس نے شنکر کے گھر جا کر اسے للکارنے کی جسارت کی تھی اس فون کی حقیقت کیا تھی اس کا جاوید کو مطلق کوئی علم نہیں تھا شاید اسی لئے وہ اس کال کو محض ایک سنگین مذاق سمجھ کر نظرانداز کرنے کی کوشش کر رہا تھا اس کی نظر سامنے سڑک پر مرکوز تھی اور ہاتھ نہایت مستعدی سے اسٹیئرنگ کنٹرول کر رہے تھے' وہ جلد از جلد اسپتال پہنچ کر فیصل کی خیریت دریافت کرنا چاہتا تھا چنانچہ اسپتال روڈ پر جو نسبتاً ویران تھی' پہنچ کر اس نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی لیکن دوسرے ہی لمحے جب ایک ٹھوس اور سرد شے پشت سے اس کی گردن سے مس ہوئی تو اس کے خیالات کا شیرازہ بکھر گیا' خطرے کا احساس ہوتے ہی اس کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہو گئیں اس نے کن انکھیوں سے شیشے پر نظر ڈالی تو سرتاپا لرز کر رہ گیا' پچھلی نشستوں پر نظر آنے والا شخص صورت و شکل کے اعتبار ہی سے انتہائی خطرناک نظر آ رہا تھا' اس کے سر اور داڑھی کے بال بے تحاشہ بڑھ رہ تھے شاید اس نے اپنی شخصیت کو پوشیدہ رکھنے کی خاطر وہ حلیہ اختیار کیا تھا اس کے جسم پر جینز اور جیکٹ نظر آ رہی تھی آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ لگا ہوا تھا' جو ٹھوس شے جاوید کی گردن پر رکھی گئی تھی وہ کسی پستول یا ریوالور کی نال ہی ہو سکتی تھی' وہ گاڑی میں کب اور کس طرح داخل ہوا جاوید کو اس کے بارے میں بھی کوئی علم نہیں تھا۔

"اگر تم نے میری ہدایت پر عمل کیا تو بچ بھی سکتے ہو۔" پشت سے تحکمانہ انداز میں کہا گیا۔ "دوسری صورت میں مجھے تمہاری موت پر کوئی صدمہ نہیں ہوگا"۔

"کیا چاہتے ہو ....؟" جاوید نے خود پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"گاڑی اسی رفتار سے چلاتے رہو .... اگلے چوررستے سے بائیں جانب موڑ لینا' عقلمندی دکھانے کی حماقت کی تو میں تمہیں بے دریغ شوٹ کر دوں گا .... اطلاعاً" عرض ہے کہ میں نے پستول پر سائلنسر لگا رکھا ہے اس لئے کسی کو تمہاری موت کی کانوں کان خبر نہیں ہوگی"۔

"ہو سکتا ہے تمہیں ...."

"نہیں' مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔" نووارد نے اطمینان سے کہا۔ "تمہارا نام جاوید ہے' تم اس وقت اپنے دوست فیصل کو دیکھنے اسپتال جا رہے ہو بلیومون کے خان شہباز نے تمہیں فوری طور پر اسپتال پہنچنے کی تاکید کی تھی لیکن تم فون پر میری آواز کو خان شہباز ہی کی آواز سمجھ بیٹھے .... کیوں؟ میں نے تمہیں شناخت کرنے میں غلطی تو نہیں کی؟"

"تم .... مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو؟"

"کسی ایسے سنسان مقام پر جہاں میں تمہیں آرام سے ٹھکانے لگا سکوں' مجھے اس کام پر ایک کثیر رقم کے عوض مامور کیا گیا ہے۔"

"اگر میں تمہیں اس رقم سے زیادہ رقم ادا کر دوں تو کیا ...."

"نہیں .... میں کسی کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتا۔" نووارد نے سفاک انداز میں جواب دیا۔ "مجھے ہر قیمت پر تمہیں قتل کرنا ہے۔"

جاوید نے کوئی جواب نہیں دیا' اگلے چوررستے پر پہنچ کر اس نے گاڑی حسب ہدایت بائیں جانب موڑ دی' اسے احساس تھا کہ وہ بری طرح دشمنوں کے جال میں پھنس چکا ہے' اس کی ایک ذرا سی حماقت موت کا پیش خیمہ بن سکتی تھی لیکن وہ اتنی خاموشی اور سعادت مندی سے مرنے کو بھی تیار نہیں تھا' نووارد نے کہا تھا کہ اس کے پستول پر سائلنسر فٹ ہے پھر اسے کسی ویرانے کی تلاش کیوں تھی' وہ بھری پری شاہراہ پر بھی اسے گولی کا نشانہ بنا سکتا تھا .... جاوید کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا پھر سامنے سے آنے والے ایک لوڈنگ ٹرک کو دیکھ کر اس نے رسک لینے کا فیصلہ کر لیا' گاڑی کی رفتار اس نے تھوڑی تیز کردی پھر جیسے ہی ٹرک قریب آیا اس نے کسی بڑے حادثے سے خود کو بچانے والے انداز

میں اسٹیرنگ تیزی سے موڑا تو گاڑی دو پہیے پر اٹھتی چلی گئی' فضا میں چرچراہٹ کی تیز آواز گونجی لیکن ٹرک رکنے کے بجائے آگے نکل گیا' جاوید نے فل بریک لگا کر گاڑی کو روک لیا اگر ایسا نہ کرتا تو یقیناً کسی بڑے حادثے ہی سے دوچار ہو گیا ہوتا پھر اس نے نووارد سے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن اس کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکل کر فضا میں تیرتی چلی گئی اس نے خود اپنی نظروں سے خنجر کو لہراتے دیکھا تھا پھر اس کی بائیں پسلی کے قریب خون کا فوارہ ابل پڑا تھا' اس نے سامنے کی سمت دیکھا' دور دور تک کسی ٹریفک کا کوئی نشان نہیں تھا' اس نے دروازہ کھول کر باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن پشت پر موجود قاتل نے دوسرا وار کر دیا' اس بار خنجر دستے تک اس کے پیٹ میں اترتا چلا گیا تھا .... اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے خنجر کو باہر نکالنے کی خاطر پورا زور لگایا تھا۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ کسی حماقت کا ثبوت نہ دینا ورنہ تمہاری موت بڑی درد .... نا .... آ آ .... ک ....!!"

"انکل ...." ٹوٹو نے لیٹے لیٹے اچانک ہڑبڑا کر اٹھتے ہوئے فیصل سے کہا۔ "جلدی کرو .... ہمیں فوری طور پر کسی کی مدد کرنی ہے اگر دیر ہو گئی تو کام خراب ہو جائے ...."

"بات کیا ہے ...." فیصل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔

"تم تیار رہنا................ میں اسے محفوظ ہاتھوں تک پہنچا کر واپس آتا ہوں۔" ٹوٹو نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر غم و غصے کی ملی جلی کیفیت طاری تھی .... نگاہوں میں خون تیر رہا تھا اور تیور بہت زیادہ خطرناک نظر آ رہے تھے ...."

"کیا ہوا ...." فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا "کیا میرے دشمنوں نے پھر میرے دوست کو ...."

"تم پریشان مت ہو .... میرا خیال ہے کہ میں اسے بچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا ...." ٹوٹو نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا پھر اس سے پیشتر کہ فیصل مزید کوئی سوال کرتا وہ پلک جھپکتے میں نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا ....!!"



ایس پی ماتھر کو جاوید پر کئے جانے والے خونیں حملے کی اطلاع ملی تو اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی' وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا روزمرہ کی فائلوں کا مطالعہ کر رہا تھا لیکن حادثے کی اطلاع ملتے ہی اس کا سکون برباد ہو گیا۔

"جاوید کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں دریافت کیا "کیا وہ جاں بحق ہو گیا یا ...."

"وہ شدید زخمی ہے جناب' ڈاکٹر اور سرجن اسے بچانے کی جان توڑ کوشش کر رہے ہیں' خون بہت زیادہ بہہ گیا ہے اس لئے کوئی بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی۔"

"حملہ آور کون تھا .... اسے گرفتار کیا گیا یا نہیں؟"

"حملہ آور پولیس کا پرانا ہسٹری شیٹر گردھاری تھا جسے جرائم کی دنیا میں گبرو کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "حیرت کی بات یہ ہے سر کہ جب پولیس جائے واردات پر پہنچی تو گبرو وہاں موجود تھا' اس نے خلاف توقع تھانہ انچارج اور لوگوں کے روبرو اپنے جرم کا اقبال کیا پھر اپنے آپ کو گولی مار لی۔ اس کی لاش مردہ خانے پہنچا دی گئی ہے۔"

"کیا تمہیں دھوکہ تو نہیں ہوا۔" ماتھر نے جھلاتے ہوئے کہا "گبرو اور خودکشی' میرے لئے یہ اطلاع حیرت انگیز ہے"۔

"گبرو کی لاش کو اس کے ماتا پتا نے بھی شناخت کر لیا ہے جناب' وہ تھانے پر دھرنا جمائے بیٹھے لاش کا مطالبہ کر رہے ہیں"۔

"نہیں ...." ماتھر چیخ کر بولا "ان لوگوں کو ہر قیمت پر ٹالنے کی کوشش کرو' جب تک میری جانب سے دوسرا حکم نہ ملے لاش کو پولیس کی تحویل میں رکھو۔"

"رائٹ سر..............."

"جاوید کس اسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا ہے؟"

"ریڈ کراس میں .... وہی جائے واردات سے قریب تھا ...."

"تھانہ انچارج کو میری طرف سے حکم دو کہ جاوید کے کمرے کے باہر پولیس کی نفری تعینات کر دی جائے' میرے حکم کے بغیر کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہ دی جائے

.... اٹ از وری امپارٹنٹ۔" ماتھر نے اپنے جملے کے اختتام کے ساتھ ہی فون کریڈل پر رکھ دیا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا' جاوید پر کئے جانے والے قاتلانہ حملے کی رپورٹ نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا' اخبارات کو روپا کی عدالت میں پیشی اور جاوید کی ضمانت پر رہائی پر حاشیہ آرائی کرنے کا پہلے ہی بہت مواد مل گیا تھا' وہ جاوید پر کئے جانے والے حملے کو بھی پولیس کی جانب سے انتقامی کارروائی کا رنگ دے سکتے تھے۔

"گبرو" پرانا ہسٹری شیٹر تھا' اس کے بارے میں یہ بات ماتھر کو بھی معلوم تھی کہ منہ مانگی رقم کے عوض وہ اپنے باپ کو سرعام گولی مار سکتا تھا' اس کا شمار ان مجرموں اور قاتلوں میں نہیں کیا جاسکتا تھا جو پولیس کی "تھرڈ ڈگری" سے گھبرا کر خودکشی کر لینے میں زیادہ عافیت سمجھتے تھے .... "لیکن گبرو کو جاوید کے خلاف کون انگیج کر سکتا تھا ....؟" ماتھر کے ذہن میں یہ سوال صدائے بازگشت بن کر گونج رہا تھا' وہ کچھ دیر تک ٹہلتا رہا پھر کسی فوری خیال کے تحت تیزی سے فون کی جانب لپکا اور انسپکٹر شرما کے گھر کے نمبر ڈائل کرنے لگا' اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے ملے جلے سائے منڈلا رہے تھے پھر جیسے ہی دوسری جانب سے شرما نے کال ریسیو کی' ماتھر نے اسے تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ناؤ ٹیل می دی ٹرتھ .... مجھے سچ سچ بتاؤ' کیا تم نے گبرو کو اس کے قتل پر مامور کرنے کی حماقت نہیں کی تھی؟"

"نہیں سر' میں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی' لیکن ...."

"میں سمجھ رہا ہوں۔" ماتھر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ "بلیک میلر ٹائپ کے رپورٹر تمہارے ساتھ پولیس کے محکمے پر بھی کیچڑ اچھالنے کی کوشش کریں گے"۔

"کیا جاوید ...."

"ابھی یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا .... میری بات غور سے سنو' اگر ممکن ہو سکے تو تم فوری طور پر کسی طرح بیک ڈیٹ میں شہر سے باہر چلے جاؤ' بی کوئیک' ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔" ماتھر نے افسرانہ انداز میں حکم دیا پھر سلسلہ منقطع کر کے دوبارہ کمرے میں ٹہلنے لگا لیکن فون کی گھنٹی نے اس کی توجہ دوبارہ اپنی جانب مبذول کرا لی۔

"ہیلو .... ماتھر دس اینڈ" اس نے ریسیور اٹھاتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"شنکر بول رہا ہوں۔" دوسری جانب سے شنکر کی سرسراتی ہوئی آواز ابھری۔ "اپنے ماتحتوں سے کہو کہ وہ گبرو کی لاش اس کے پتا کے حوالے کر دیں' اس کی چتا کو جتنی جلدی

آگ دکھا دی جائے اتنا ہی اچھا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں ...." ماتھر نے حیرت سے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "تمہارا اس معاملے سے کیا تعلق ہے؟"

"تم شاید روپا رانی کی کہانی بھول گئے ہو۔"

"تو کیا تم نے ...."

"ہاں ...." شنکر نے اطمینان سے جواب دیا "میں اس .... کو سامنے لانا چاہتا ہوں جس نے فیصل کا سوانگ بھر کر مجھے للکارنے کی جسارت کی ہے' جاوید اور گبرو کا ٹکراؤ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے .... میں نے اسی کارن گبرو کو اپنی شکتی کے زور سے جیون ہتیا کرنے پر مجبور کر دیا تھا کہ بعد میں وہ زبان نہ کھول سکے' تم جانتے ہو ماتھر جی! شنکر کچا کام کبھی نہیں کرتا"۔

"لیکن تمہیں اتنا خطرناک قدم اٹھانے سے پہلے کم از کم مجھ سے مشورہ کر لینا چاہئے تھا"

"خیریت تو ہے ماتھر جی .... تم تو مجھے بہت گھبرائے ہوئے معلوم ہو رہے ہو"۔

"سمجھنے کی کوشش کرو شنکر۔" ماتھر نے اس بار قدرے تیز لہجے میں جواب دیا۔ "جاوید کی موت پولیس کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دے گی۔"

"تم کوئی چنتا نہ کرو' وہ ہمارے خلاف کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکیں گے"۔

"تم کو شاید حالات کا اندازہ نہیں' مجھے اوپر والوں کے سامنے بھی جواب دینا پڑتا ہے۔" ماتھر نے تلملا کر کہا۔

"کیول میری آگیا کا پالن کرو................ گبرو کی لاش واپس کر دو' اسی میں تمہاری مکتی ہے اور ہاں .... اس بات کو بھی بھول جانا ماتھر جی کہ میں نے تم کو جاوید گبرو کے سلسلے میں کوئی فون کیا تھا"۔

پھر اس سے پہلے کہ ماتھر کوئی جواب دیتا دوسری جانب سے لائن کاٹ دی گئی' ماتھر کے تیور خطرناک ہو رہے تھے لیکن اس کے باوجود وہ خون کے گھونٹ پی کر اپنے غصے کو ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا شاید اس لئے کہ شنکر اس کی بہت ساری کمزوریوں سے واقف تھا۔ کچھ دیر تک وہ اپنا نچلا ہونٹ چباتا رہا پھر اس نے شنکر کے مشورے کے مطابق فون کر کے گبرو کی لاش اس کے ورثاء کے حوالے کرنے کے احکامات جاری کئے اور اپنا فلیٹ ہینگر

سے اتارتا ہوا باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا' وہ فوری طور پر ریڈکراس اسپتال پہنچ کر جاوید کی خیریت معلوم کرنے کا خواہش مند تھا۔

ٹوٹو ماتھر کی گاڑی میں اگلی نشست پر بیٹھا اسے خطرناک نظروں سے گھور رہا تھا' پھر جیسے ہی گاڑی صدر کے علاقے سے گھوم کر اسپتال والی روڈ پر آئی تو فیصل بھی جو پچھلی نشست کے درمیانی خلاء میں دبکا بیٹھا تھا اطمینان سے اٹھ کر نشست پر جم گیا' ٹوٹو نے اسے ماتھر اور شنکر کے درمیان ہونے والی گفتگو سے آگاہ کر دیا تھا۔

"ایسی بھی کیا بے رخی ماتھر جی کہ تم نے دعا سلام کی ضرورت بھی نہیں محسوس کی۔" فیصل نے اسے مخاطب کیا تو ماتھر اس طرح اچھل پڑا جیسے اچانک اس نے بجلی کے ننگے تاروں کو چھولیا ہو شیشے میں فیصل کو دیکھنے کے بعد اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے تھے۔

"تم ...." اس نے تھوک نگلتے ہوئے مردہ آواز میں کہا۔

"میں نے تم سے کہا تھا ماتھر جی کہ اب کھیل شروع ہو گیا ہے تو ہماری ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں گی۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا پھر بولا۔ "تمہیں حالات کے پیش نظر جاوید سے زیادہ شنکر کے بارے میں اپنے فرائض پورے کرنے کے بارے میں غور کرنا چاہئے جس نے فون پر تم سے اقبال جرم کر لیا ہے' کیوں؟ کیا تم اسے قتل عمد کے جرم میں گرفتار نہیں کرو گے؟"

"نہیں ...." ماتھر نے خود کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔ "شنکر نے مجھ سے ایسی کوئی بات نہیں کی۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔" فیصل نے حقارت سے کہا پھر معنی خیز انداز میں بولا۔ "جاوید کو اس کی رہائی کی سزا بھگتنی پڑی ہے لیکن روپا کو تمہاری مرضی کے خلاف عدالت میں پیش ہونے کی سزا نہیں ملی' اب تم اسے ویسی ہی سزا دو گے جیسی جاوید کو دی گئی ہے' گاڑی کا رخ موڑو ماتھر جی۔"

ٹوٹو کے معصوم ہونٹوں پر بڑی زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی' ماتھر نے نہ چاہنے کے باوجود گاڑی کا رخ روپا کے مکان کی جانب موڑ دیا اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے' وہ کسی معمول کی طرح ٹوٹو کے پلکوں کے اشاروں پر عمل کر رہا تھا' بیس منٹ بعد ہی اس کی گاڑی روپا کے مکان کے سامنے موجود تھی۔

"تم ماتھر کو ہدایت دینے کے بعد طے شدہ پروگرام کے تحت ایک اجنبی کی حیثیت

سے براہ راست ڈی آئی جی کو فون کرو گے' اس کے بعد بڑے ڈاک خانے کی پشت پر میرا انتظار کرنا' میں ماتھر کو واردات کے بعد آزاد کر کے سیدھا تمہاری طرف آؤں گا۔"

"ٹھیک ہے ...." فیصل نے دل ہی دل میں ٹوٹو سے کہا پھر ماتھر سے بولا۔ "تم مکان کے اندر جا کر روپا کو اپنے ریوالور سے شوٹ کرو گے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا' روپا کو فوری طور پر نہیں مرنا چاہئے' میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی جاوید کی طرح کچھ دنوں تک موت اور زندگی کی کشمکش سے دوچار رہے........ ہم دوبارہ پھر ملیں گے جب تک کے لئے خدا ہی تمہارا حافظ ہے۔"

فیصل طے شدہ پروگرام کے تحت نیچے اتر کر لمبے لمبے قدم مارتا ایک سمت چلا گیا' اس کے جانے کے دس منٹ بعد ماتھر گاڑی سے باہر آیا پھر اس نے بڑے اطمینان سے مکان کے دروازے پر جاکر دستک دی' ٹوٹو اس کے ساتھ ساتھ تھا' دو منٹ بعد کسی ملازم نے دروازہ کھولا پھر ماتھر کو پہچاننے کے بعد وہ اسے راستہ دینے کی خاطر ایک طرف ہو گیا' ماتھر افسرانہ شان سے قدم اٹھاتا سیدھا ڈرائنگ روم میں گیا جہاں روپا موجود تھی۔

"شنکر نے مجھے لوگوں سے دور رہنے کی تاکید کی ہے' فون بھی میرے بجائے ملازم سنتا ہے اور ہر شخص کو ایک ہی جواب دیتا ہے' دیوی جی کہیں باہر گئی ہیں' لیکن آپ کی بات اور ہے۔" روپا نے ماتھر کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس سے کیسے تکلیف کی' سب خیریت تو ہے؟"

"کیا تمہیں علم ہے کہ جاوید پر قاتلانہ حملہ کر دیا گیا ہے اور وہ اس وقت اسپتال میں پڑا موت اور زندگی کی گھڑیاں گن رہا ہے۔"

"یہ کیسے ہوا؟" روپا نے حیرت سے پوچھا۔ "حملہ کس نے کیا تھا؟"

"ایک پیشہ ور قاتل گبرو نے .... اسے شنکر نے جاوید کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔" ماتھر نے حقارت سے کہا "اب تمہیں ایک بار پھر عدالت میں پیش ہونا پڑے گا' میرے حکم سے اور تمہیں شنکر کے خلاف بیان دینا ہوگا' اسی نے تمہیں پہلے بھی استعمال کیا تھا اور زید کے قتل کے سلسلے میں اسی نے تمہیں گبرو سے معاملہ طے کرنے پر مجبور کیا تھا..............."

"لیکن یہ سراسر جھوٹ ہے۔" روپا نے ماتھر کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "میں کسی گبرو کے بارے میں کچھ نہیں جانتی اور میں شنکر کے خلاف گواہی بھی ...."

"بکواس ...." ماتھر نے یکلخت گرج کر کہا پھر اپنا ریوالور نکالتے ہوئے بولا۔

"تو نے اگر میرے حکم سے انکار کیا تو میں تجھے گولی مار دوں گا۔"

"تم شاید شنکر کو بھول رہے ہو۔" روپا نے حقارت سے کہا۔ "زندگی چاہتے ہو تو الٹے قدموں واپس چلے جاؤ ورنہ ....نا .... آں" لیکن روپا اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی' ماتھر کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی اس کی بائیں پنڈلی کا گوشت ادھیڑتی ہوئی آرپار ہو گئی تھی' پھر ماتھر نے دوسرا فائر کیا اس بار گولی اس کی داہنی ران میں پیوست ہوئی تھی' روپا نے ماتھر کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھا پھر لہرا کر فرش پر ڈھیر ہو گئی' پستول کی باقی گولیاں ماتھر نے ہواؤں میں داغ دیں .... ٹوٹو اپنا کام مکمل کرنے کے بعد نگاہوں سے اوجھل ہوا تو ماتھر نے یوں چونک کر خون میں لت پت روپا کو حیرت سے دیکھا جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہو........!!"



روپا خون میں لت پت فرش پر پڑی تھی اور ماتھر اسے یوں حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی نگاہوں پر یقین نہ آ رہا' پھر اسے گزری ہوئی باتیں یاد آنے لگیں۔ وہ گھر سے جاوید کو دیکھنے کے ارادے سے نکلا تھا' جاوید کا زندہ رہنا بہت ضروری تھا' اسے شبہ تھا کہ کہیں شنکر اسے اسپتال میں ختم کرنے کی کوشش نہ کرے' وہ اپنی نظروں سے پولیس کی اس نفری کا معائنہ کرنا چاہتا تھا جسے اس کے حکم کے مطابق اسپتال میں جاوید کی نگرانی پر مامور کیا گیا تھا لیکن راستے میں فیصل کے ہم شکل نے جسے وہ ایک بار شنکر کی قیام گاہ پر بھی دیکھ چکا تھا اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی' وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ تک کس طرح پہنچا اس کا علم ماتھر کے فرشتوں کو بھی نہیں ہو سکا تھا' اسے ماتھر اور شنکر کے درمیان فون پر ہونے والی گفتگو کا علم بھی تھا' پہلے اس نے شنکر سے ہونے والی بات سے انکار کر دیا تو فیصل کے ہم شکل کے تیور اچانک خطرناک ہو گئے تھے' اس نے ماتھر سے کہا تھا کہ اسے بنفس نفیس روپا کو بھی ان ہی تکلیف دہ حالات سے دو چار کرنا پڑے گا جن سے جاوید دو چار تھا' اس کے بعد کیا ہوا ماتھر کو یاد نہیں تھا اور اب------ روپا شدید زخمی حالت میں اس کے سامنے بے ہوش پڑی تھی------

ماتھر نے بوکھلا کر اپنے ریوالور کا جائزہ لیا تو اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے' اس نے کب اور کیوں فائر کیا اور روپا کب اس کی گولی کا نشانہ بن کر موت کی کشمکش سے دو چار ہوئی اسے کچھ یاد نہیں تھا لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم تھی کہ اس کے پستول سے چھ گولیاں فائر ہوئی تھیں' ماتھر کو اپنا وجود طوفان میں گھرے ہوئے اس کمزور درخت کی مانند متزلزل محسوس ہو رہا تھا جو کسی بھی لمحے جڑ سے اکھڑ سکتا تھا۔

"سس سر------ سرکار' یہ ------ کک کیا------ کیا' کیا آپ نے۔"

ماتھر نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا' روپا کا ملازم قریب کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا' ملازم کو دہشت زدہ دیکھ کر ماتھر کو اپنے جرم کی شدت کا احساس ہوا تو تیزی سے فون کی جانب لپکا' روپا کے مرجانے کی صورت میں اسے پھانسی بھی ہو سکتی تھی' اس نے ریسیور اٹھا کر پولیس

اسپتال کے نمبر ڈائل کرنے شروع کئے لیکن پھر اچانک بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سن کر چونکا' اس نے پلٹ کر دیکھا تو ریسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا۔ پولیس کے چھ چاق وچوبند نوجوان اس کی طرف رائفل تانے کھڑے تھے' ان کے ساتھ علاقے کا انچارج اور ڈی آئی جی (کرائمز) بھی موجود تھا۔

"ماتھر------ پستول نیچے گرا دو' تمہارے لئے بچاؤ کے تمام راستے بند ہو چکے ہیں۔" ڈی آئی جی نے سرد لہجے میں حکم دیا۔

"سس------ سر' مم میں------ میں------"

"ڈراپ دی ریوالور۔" ڈی آئی جی نے اس بار گرج کر کہا تو ماتھر نے جلدی سے پستول پھینک دیا پھر غیر ارادی طور پر اس کے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھتے چلے گئے۔

"پپ------ پل ------ پلیز------ ایمبولینس کے لئے فون کر دیں۔" اس نے کپکپاتی آواز میں کہا۔ "اگر یہ مرگئی تو------"

"تمہیں جرم کرنے سے پہلے اس کے نتائج پر بھی غور کر لینا چاہیے تھا۔" ڈی آئی جی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر اس نے بذات خود جیب سے رومال نکالا اور بڑی احتیاط سے ماتھر کا ریوالور اٹھا کر محفوظ کر لیا اس کے بعد اس نے پلٹ کر تھانہ انچارج سے ایمبولینس کے لئے فون کرنے کو کہا' تھانہ انچارج فون کرنے لگا تو ماتھر نے ڈی آئی جی سے کہا۔

"سر------ گولیاں میرے ہی پستول سے چلی ہیں لیکن ------"

"لیکن تم اس وقت اپنے ہوش میں نہیں تھے۔"

"یس------ یس سر' مم میں آپ کو اسی بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں۔"

"جاوید کے سلسلے میں تم کیا کہو گے------؟" ڈی آئی جی نے اسے افسرانہ شان سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"جج .... جا .... وید" ماتھر نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ "میں .... سمجھا نہیں سر۔"

"مجھے تم جیسے ذہین افسر سے اتنی سنگین حماقت کی توقع نہیں تھی۔" ڈی آئی جی سپاٹ آواز میں بولا۔ "اٹ از اے کیس آف ڈبل مرڈر .... پہلے تم نے گردھاری (گبرو) کی خدمات حاصل کر کے جاوید پر قاتلانہ حملہ کرایا اور اس کے بعد روپا کو راستے سے ہٹانے کی خاطر............ ......"

"یہ غلط ہے سر ...." ماتھر نے تیزی سے اپنی صفائی پیش کی۔ "میں ایک ذمہ دار پولیس آفیسر ہوں۔"

"تم نے انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے ....اپنے ایک ماتحت کو بچانے کی خاطر تم نے دو شہادتوں کو ختم کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا وہ بہت گھٹیا اور ناقص تھا ...."

"سر................." میں آپ سے ایک منٹ کے لئے اکیلے میں کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں"

"آئی ایم سوری ...." ڈی آئی جی نے سرد لہجے میں کہا پھر روپا کو فوری طور پر ایمبولینس کے ذریعے اسپتال روانہ کرا دیا۔ ماتھر کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح گردن جھکائے کھڑا اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا ....!!



جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا فیصل کی اضطرابی کیفیت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا' ٹوٹو اسے اسپتال میں اس کے بستر تک پہنچانے کے بعد فوراً" ہی رخصت ہو گیا تھا' روپا کے بارے میں اس نے صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ ماتھر نے اسے گولی مار دی ہے' وہ زندہ تھی یا مر چکی تھی اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا تھا' فیصل کو روپا سے زیادہ جاوید کی فکر لاحق تھی جن پر گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جانے کی مثال صادق آ رہی تھی' اسے ٹوٹو پر بھی غصہ آ رہا تھا جو جاوید کی طرف سے غافل ہو گیا تھا' اس کے ذہن میں شنکر کی طرف سے بھی لاوا پھوٹ رہا تھا جو آکٹوپس' جیسے انداز میں اس کے اور جاوید کے وجود سے چمٹ کر رہ گیا تھا' اس نے طے کر لیا تھا کہ اگر جاوید کے دشمنوں کو موت سے ہمکنار ہونا پڑا تو وہ شنکر کو بھی اسی بیدردی سے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

وہ اپنے خیال میں مستغرق تھا کہ ٹوٹو واپس آ گیا' اس کے چہرے سے شدید تھکن مترشح تھی۔

"کیا رہا ...." فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔ "جاوید کی حالت اب کیسی ہے۔"

"تمہارا دوست اب خطرے سے باہر ہے۔" ٹوٹو نے میز پر رکھے ہوئے جگ اور

گلاس کی سمت دیکھتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹروں نے اس کا جو آپریشن کیا تھا وہ کامیاب رہا' خون کی بوتلیں دی جا رہی ہیں' کمزوری دور ہونے میں کچھ وقت لگے گا۔"

"تم اس کے قریب رہو۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے اس کی زندگی اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے"

"تم مطمئن رہو .... میں نے تمہارے دوست کی حفاظت کا بندوبست کر دیا ہے' اب شنکر کی پراسرار قوتیں بھی اس وقت تک جاوید کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی جب تک وہ اسپتال میں ہے۔"

"کیا مطلب ...."

"میں نے اسپتال کے گرد ایسا روحانی حصار کھینچ دیا ہے کہ گندی اور پلید قوتیں وہاں اپنا جال نہیں پھیلا سکیں گی۔" ٹوٹو نے کہا پھر ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ "مجھے شدید پیاس لگی ہے' کیا تم ...."

"شنکر کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟"

"وہ کسی ایسے زہریلے سانپ کی طرح اپنا سر کانٹوں پر مار رہا ہے جس کے منہ سے منکا چھین لیا گیا ہو۔" ٹوٹو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ جس روز روپا کا پتا کٹ گیا شنکر کا ایک بازو زخمی ہو جائے گا۔"

"تو کیا روپا ...."

"ابھی شنکر یا کسی اور کو اس کا علم نہیں ہوا لیکن میں جانتا ہوں کہ روپا کے جسم اور روح کا رشتہ کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ چکا ہے' شنکر کو ابھی صرف یہ معلوم ہوا ہے کہ ماتھر نے اس کو گولی مار دی ہے .... روپا کی موت کی اطلاع اسے پاگل کر دے گی۔"

"ایس پی ماتھر کا کیا بنا ...."

"اس کے ستارے پوری طرح گردش میں ہیں لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ اسے فی الحال پھانسی کے پھندے سے نجات دلا دوں۔"

"کیا مطلب ...." فیصل نے چونکتے ہوئے وضاحت چاہی۔

"ماتھر اگر کسی طرح جیل سے فرار ہو جائے تو وہ سب سے پہلے شنکر سے اپنا انتقام لے گا .... ان دونوں کا ٹکراؤ یقیناً" دلچسپ رہے گا۔" ٹوٹو نے مزہ لیتے ہوئے کہا پھر یکلخت پانی کے جگ کی سمت دیکھتے ہوئے بولا "انکل .... میرے حلق میں کانٹے پڑ رہے ہیں .... پلیز۔"

"شنکر نے میری دوہری شخصیت کے بارے میں کیا رائے قائم کی ہے ....؟"

"پانی .... پانی ...." ٹوٹو نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "انکل .... میری سانس گھٹ رہی ہے ...." فیصل نے جلدی سے گلاس بھر کر ٹوٹو کے منہ سے لگا دیا ....!!

○

ماتھر کی گرفتاری اور روپا کے زخمی ہونے کی خبر نے شنکر کے خون کی گردش تیز کر دی تھی، جاوید پر قاتلانہ حملے کے فوراً بعد روپا پر حملہ کرایا گیا اور وہ بھی ماتھر کے ذریعے .... یہ اتفاق نہیں تھا، دشمنوں نے یقینی طور پر اسے ترکی بہ ترکی جواب دینے کی ٹھان لی تھی لیکن وہ دشمن کون تھا جس نے شنکر سے ٹکر لینے کی جسارت کی تھی؟

وہ کسی زخمی درندے کی مانند دبیز قالین پر ٹہل رہا تھا، اس کے ذہن میں فیصل کے اسی ہم شکل کا تصور کلبلا رہا تھا جس نے روپا کو اس کی مرضی کے بغیر عدالت کے روبرو پیش ہو کر انسپکٹر شرما کے خلاف بیان دینے پر مجبور کیا تھا، روپا پر ماتھر سے حملہ کرانے کی سازش میں بھی اسی کا ہاتھ ہو سکتا تھا .... اسے فیصل کی دوسری شخصیت پر یقین نہیں آیا تھا لیکن اسپتال کی رپورٹ اور سرجن کے اس بیان کے بعد کہ فیصل اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہے اسے سنجیدگی سے اس پراسرار شخصیت کے بارے میں غور کرنا پڑا تھا جو ہو بہو فیصل کی نقل تھا، اس نے اپنے بیروں کے ذریعے اس کی اصلیت جاننے کی کوشش کی تھی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی، پھر اس نے یہ طے کیا تھا کہ دوسری بار آمنا سامنا ہونے پر وہ اپنی بھرپور قوتوں کے ساتھ اس کی شخصیت کو بے نقاب کرنے کی خاطر حملہ آور ہو گا مگر اس کی نوبت آنے سے پہلے ہی اس پراسرار شخص نے جاوید کے جواب میں روپا پر حملہ کروا کر شنکر کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی طاقت رکھتا ہے۔

بڑی دیر تک وہ ٹہلتا رہا اور اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا رہا، اس نے طے کر لیا تھا کہ اب اپنی تمام پراسرار قوتوں کے ساتھ اس شخص کو نیست و نابود کر دے گا جس نے اس کے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی تھی، اسے اپنے سفلی کے علم پر پورا یقین اور اعتماد تھا

لیکن اس سے پیشتر وہ ماتھر سے مل کر اصلیت معلوم کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے لباس تبدیل کیا اور سیدھا اس تھانے پہنچ گیا جہاں ماتھر کو پولیس کی بھاری نفری کے درمیان بٹھایا گیا تھا، تھانہ انچارج سے اس کی پرانی واقفیت تھی لیکن اس کے باوجود اسے ماتھر تک پہنچنے میں خاصی تگ و دو کرنی پڑی تھی۔

"ڈی آئی جی صاحب کے احکامات بڑے سخت ہیں۔" انچارج نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔ "اگر انہیں بھنک بھی مل گئی کہ ہم نے ان کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو پورے تھانے کو معطل کر دیا جائے گا۔"

"اس سلسلے میں تم اگر چاہو تو میری مدد کر سکتے ہو۔" شنکر نے معنی خیز انداز میں کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ چاہو تو ناممکن کو بھی ممکن بنا سکتے ہو .... میری اور ماتھر کی ملاقات بہت ضروری ہے۔"

"سچویشن ضرورت سے زیادہ ہی نازک ہو گئی ہے۔" اس نے پس و پیش کرتے ہوئے جواب دیا۔ "آپ کو شاید علم نہیں کہ ڈی آئی جی نے ماتھر صاحب کے کیس کو براہ راست اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے، ماتھر صاحب کی گرفتاری بھی ...."

"مجھے معلوم ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تھانہ انچارج اپنے علاقے کا بادشاہ ہوتا ہے۔" شنکر نے کہا۔ "تم ماتھر کو کسی کام کے بہانے اپنے کمرے میں بھی بلا سکتے ہو، میں دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔"

"میں وعدہ نہیں کرتا .... کوشش کرتا ہوں۔" تھانہ انچارج شنکر کو اپنے کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گیا جہاں ماتھر کو عمارت کی پشت والے حصے میں زیر حراست رکھا گیا تھا اور پولیس کی کثیر تعداد اس کی نگرانی پر مامور تھی، معاملہ چونکہ ڈی آئی جی اور ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ کا تھا اس لئے ہر شخص اپنی جگہ خاصا محتاط نظر آ رہا تھا۔

شنکر تھانہ انچارج کے جانے کے بعد بے چینی سے اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا، وقت جیسے جیسے گزرتا جا رہا تھا شنکر کی بے چینی بھی بڑھتی جا رہی تھی لیکن اسے مایوسی کا سامنا نہیں کرنا پڑا، تقریباً پچیس منٹ بعد وہ واپس لوٹا تو ماتھر بھی اس کے ساتھ تھا، شنکر کو دیکھ کر اس نے کچھ ایسے ہی انداز میں برا سا منہ بنایا تھا جیسے اسے زبردستی کڑوی کسیلی گولی حلق کے نیچے اتارنی پڑی ہو۔

"میں باہر ٹھہرتا ہوں سر لیکن آپ زیادہ دیر نہیں لگائیں گے۔"

"تم ...." تھانہ انچارج کے باہر جانے کے بعد ماتھر نے شنکر کو گھورتے

ہوئے کہا۔ "اب کیا میری حالت پر قہقہے لگانے آئے ہو؟"

"دھیرج سے کام لو ماتھر جی' سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"غلطی تمہاری تھی اور بھگتنا مجھے پڑ رہا ہے۔" ماتھر نے تلملا کر جواب دیا "تمہیں جاوید کو نہیں چھیڑنا چاہئے تھا' اس کے سلسلے میں پولیس کی پوزیشن پہلے ہی خراب ہو چکی تھی ...."

"مجھے کیول ایک بات معلوم کرنی ہے۔" شنکر نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "تم نے روپا رانی کو ...."

"اس میں بھی اسی .... کی سازش شامل ہے۔" ماتھر نے فیصل کے ہم شکل کو ایک موٹی سی گالی دیتے ہوئے کہا۔ "مجھے بھی اس وقت ہوش آیا جب تیر کمان سے نکل چکا تھا' مجھے پھنسانے کی خاطر ڈی آئی جی کو بھی مطلع کر دیا گیا تھا' میں پھانسی کے پھندے سے نہیں گھبراتا لیکن برسوں کی بنی ہوئی ساکھ اور عزت خاک میں مل گئی۔"

"شنکر پر وشواس کرو .... میرے ہوتے تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا۔"

"کیا کر سکو گے تم اس کا ...." ماتھر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "وہ منش کے روپ میں کسی .... کی بھٹکتی ہوئی آتما لگتی ہے۔"

"میں اس کی آتما کو بھی جلا کر بھسم کر دوں گا۔"

"روپا چاہے تو کام بن سکتا ہے۔" ماتھر نے پر امید لہجے میں کہا۔ "اس کا بیان میرے اس جرم کی سنگین نوعیت کو کم کر سکتا ہے جو بہرحال مجھ سے ہوش و حواس میں سرزد نہیں ہوا ہے ...."

"تو چنتا نہ کرو .... روپا وہی بیان دے گی جو تم چاہو گے ...."

"لیکن اگر فیصل کے ہم شکل نے ایک بار پھر..............."

"اب ایسا نہیں ہو سکے گا۔" شنکر نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔ "میں اس درخت کو ہی جڑ سے اکھاڑ دوں گا جس کے کارن یہ کھیل تماشہ شروع ہوا ہے .... شاید میں نے اسے ڈھیل دے کر اچھا نہیں کیا ...."

"مم .... میں سمجھا نہیں۔"

"تم ابھی نہیں سمجھ سکو گے ...." شنکر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "لمبی کہانی ہے .... کبھی آرام سے سناؤں گا۔"

تھانہ انچارج بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا تو شنکر اس کا شکریہ ادا کرتا ہوا پچھلے دروازے

سے باہر نکل گیا' اس کے تیور خراب نظر آ رہے تھے' اس نے ماتھر کے سامنے یہی سوچا تھا کہ فیصل کو پہلی فرصت میں موت کے گھاٹ اتار دے گا لیکن خون آلود روئی کے لالچ نے اس کا ارادہ تبدیل کر دیا' فیصل کی طرف جاتے جاتے اس نے گاڑی کا رخ اسپتال کی سمت موڑ دیا' وہ روپا کی خیریت بھی معلوم کرنا چاہتا تھا' اسے روپا کی طرف سے بہت زیادہ تشویش لاحق تھی شاید اس لئے کہ روپا نے ہمیشہ آڑے وقتوں میں بروقت اس کا ساتھ دیا تھا' وہ ایک ایسا روبوٹ تھی جس کا ریموٹ شنکر نے اپنے پاس رکھا تھا اور بوقت ضرورت اس کو استعمال کرتا تھا۔

اسپتال پر بھی خلاف توقع پولیس کی بھاری نفری موجود تھی' سرجن سے بھی شنکر کی تھوڑی بہت واقفیت تھی لیکن اس وقت اس نے اندر جانا مناسب نہیں سمجھا' کچھ دیر تک کار میں بیٹھا روپا کی خیریت دریافت کرنے کے بارے میں غور کرتا رہا پھر اس کی یہ مشکل خودبخود آسان ہو گئی' ایک سپاہی نے قریب آکر اس کو سیلوٹ کرنے کی بجائے پرنام کیا تو شنکر اسے غور سے دیکھنے لگا' شکل جانی پہچانی لگ رہی تھی لیکن یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ اسے کہاں دیکھا ہے۔

"آپ نے شاید مجھے پہچانا نہیں صاحب' میرا نام رام دین ہے' ایس پی صاحب کے بنگلے پر تعیناتی ہے' وہیں آپ کو آتے جاتے دیکھا ہے۔"

"اوہ ...." شنکر نے رام دین کو رام کرنے کی خاطر بے تکلفی سے کہا۔

"اور تو سب خیر خیریت ہے نا؟"

"بھگوان کی کرپا ہے صاحب۔" رام دین نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

"یہاں اس وقت کیا کر رہے ہو؟"

"کسی کی خیریت معلوم کرنے آیا تھا صاحب لیکن کسی کو اندر نہیں جانے دیا جا رہا ہے۔"

"کیوں؟ کیا کوئی خاص بات ہے ...."

رام دین جواب دینے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک سادے کپڑے والا لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا تیزی سے اس کے قریب آکر بولا۔ "میں تمہارے لئے کوئی اچھی خبر نہیں لایا"

"کیا ہوا..............؟" رام دین نے گھبرا کر دریافت کیا۔

"مجھے آپریشن تھیٹر کے ایک خاص آدمی سے یہی پتہ چلا ہے کہ وہ سرجن کے آنے

سے پہلے سورگ باش ہو گئی' خون بہت ضائع ہو گیا تھا۔" سادہ لباس والے نے کہا۔ "میں اب چلتا ہوں لیکن تم ابھی اس بات کا ذکر کسی اور سے نہ کرنا .... سب لوگ بڑی رازداری سے کام لے رہے ہیں"

"کون سورگ بارش ہو گئی رام دین۔" شنکر نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "یہ آدمی کس کی موت کی خبر لایا تھا؟"

"اسی کی صاحب جس سے بڑے سرکار چکر میں آ گئے ہیں۔"

"روپا ...." شنکر کے ذہن میں ایک تیز چھنا کا ہوا پھر اس کی آنکھوں سے انتقام کے شعلے ابلنے لگے' اس نے رام دین سے کچھ کہے بغیر گاڑی اسٹارٹ کی پھر اس کا رخ ریڈ کراس اسپتال کی جانب موڑ دیا بہاں جاوید زیر علاج تھا ....

شنکر نے جاوید کے خون سے روپا کی آتما کو شانت کرنے کا تہیہ کر لیا تھا ....!!



روپا کی موت کی خبر نے اس دل و دماغ میں ایک ہلچل سی مچا دی تھی' اس کے ذہن میں انتقام کا آتش فشاں ابل رہا تھا' جاوید پر قاتلانہ حملے کے بعد روپا کی موت اس بات کا کھلا ثبوت تھی کہ وہ جوابی کارروائی کا شکار ہوئی ہے اور اس کے پس پشت یقیناً" فیصل کے اسی ہم شکل کا ہاتھ ممکن تھا جس نے شنکر کو اس کے مکان پر ایس پی ماتھر اور روپا کی موجودگی میں للکارا تھا' شنکر نے اس کی شخصیت کو بے نقاب کرنے کی خاطر گردھاری کے ذریعے جاوید کو نشانہ بنایا تھا اور گردھاری کو خودکشی کرنے پر مجبور کر کے اپنے خلاف ثبوت ختم کر دیا تھا' اسے امید تھی کہ اس طرح فیصل کا ہم شکل اسکے سامنے آ جائے گا لیکن اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی' جاوید کے جواب میں اسے بیک وقت دو مہروں سے ہاتھ دھونا پڑا تھا' روپا آپریشن سے پہلے ہی موت سے ہمکنار ہو گئی تھی اور ماتھر آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچ کر اس کے لئے بیکار ہو گیا تھا۔

شنکر کے لئے روپا کی موت ناقابل تلافی نقصان تھا چنانچہ اس نے فوری طور پر جاوید کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ریڈ کراس اسپتال کے پارکنگ شیڈ میں گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ دیر تک سیٹ پر ایک آزمودہ منتر کے جاپ کرتا رہا۔ پھر نیچے اتر کر

صدر دروازے کی جانب قدم بڑھانے لگا' اس کے منتر کے بیر اس کے ساتھ ساتھ تھے' اسے شبہ تھا کہ پولیس اسپتال کی طرح ریڈ کراس اسپتال پر بھی پولیس کا عملہ جاوید کی نگرانی پر ضرور تعینات ہو گا' اس کا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا' استقبالیہ کے قریب ایک سادہ لباس والے نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔

"ایکسکیوزمی سر .... کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ کو کس سے ملنا ہے؟"

"کیا یہ بتانا ضروری ہے؟" شنکر نے اسے سر تا پا غور سے دیکھا۔

"جی ہاں ...." سادہ لباس والے نے سپاٹ لہجہ اختیار کیا۔ "میں زحمت کی معافی چاہتا ہوں لیکن ملنے والے کا نام بتائے بغیر آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں مل سکتی۔"

"آپ کا تعلق ...."

"خفیہ پولیس سے ہے؟" سادہ لباس والے نے کہا پھر اس نے جیب سے اپنا کارڈ نکال کر شنکر کے سامنے کر دیا جس پر انسپکٹر نرائن کی باوردی تصویر بھی موجود تھی۔ کارڈ پر خفیہ برانچ کے ایس پی کے دستخط اور مہر بھی موجود تھی۔

"مجھے سیکنڈ فلور پر روم نمبر دو سو سات میں مسٹر بہاری لال سے ملنا ہے۔" شنکر نے ایک فرضی نام لیا۔

"آپ ایک منٹ تشریف رکھیں' میں انتظامیہ سے مسٹر بہاری لال کے بارے میں معلوم کرنے کے بعد ہی آپ کو ملاقات کی اجازت دے سکتا ہوں"

"ون منٹ مسٹر نرائن۔" شنکر نے گہری سنجیدگی سے کہا پھر سادہ لباس والے کی آنکھوں میں پوری توجہ سے جھانکتے ہوئے ٹھوس آواز میں بولا۔ "تم میرے سلسلے میں کسی سے پوچھ گچھ نہیں کرو گے' میرے بارے میں تم اپنے ساتھیوں کو یہی بتاؤ گے کہ میرا تعلق اسی اسپتال کے گروپ آف سرجنز سے ہے' اس کے علاوہ تم میرے بارے میں سب کچھ بھول جاؤ گے .... میں تم سے جو سوال کروں گا تم اس کا جواب دو گے۔" اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد شنکر نے جیب سے اپنا پرس نکال کر یوں ہی انسپکٹر نرائن کے سامنے کیا پھر قدرے اونچی آواز میں مخاطب ہوا "کیا آپ ایک سرجن کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں دیں گے؟"

"آئی ایم سوری سر ...." انسپکٹر نرائن نے بڑے مہذب لہجے میں کہا

"آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔"

استقبالیہ سے گزر کر شنکر اپنے مطلوبہ کمرے تک پہنچ گیا' راستے میں' اور جاوید کے کمرے کے باہر بھی اسے رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن اپنی پراسرار قوتوں اور منتر کے بیروں کے ذریعے اس نے ان افراد کو بھی انسپکٹر نرائن کی طرح تسخیر کر لیا تھا' جاوید کے کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس کا واسطہ ڈیوٹی نرس سے پڑا جو جاوید کا ٹمپریچر لینے میں مصروف تھی' جاوید اپنے بستر پر چت لیٹا تھا' دروازے پر آہٹ محسوس کر کے اس نے نظریں گھمائی تھیں پھر شنکر کو دیکھ کر اس کے تیور یکلخت بدلتے چلے گئے۔

"تم ...." اس نے تھرما میٹر نکال کر نرس کو تھماتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "تمہیں میرے کمرے میں آنے کی اجازت کس نے دی؟"

"ان ہی بیوقوفوں نے جنہیں تمہاری حفاظت پر مامور کیا گیا ہے۔" شنکر نے حقارت سے کہا "تمہارا کیا خیال ہے .... کیا سمندر کی بپھری ہوئی لہروں کے سامنے بند باندھا جا سکتا ہے۔"

"نکل جاؤ میرے کمرے سے .... میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔"

"زیادہ گرمی مت دکھاؤ۔" شنکر ڈپٹ کر بولا۔ "اب کیول وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔"

"پلیز ...." نرس نے شنکر سے کہا۔ "آپ مریض کو ڈسٹرب نہ کریں۔"

"کچھ دیر کی بات ہے نرس .... اس کے بعد تمہارا مریض ہمیشہ کے لئے شانت ہو جائے گا۔" شنکر نے نرس کو گھورتے ہوئے کہا پھر جاوید کو حقارت سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "تمہارے دوستوں نے روپا رانی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے .... جانتے ہو کیوں؟ انہوں نے شنکر سے تمہارا انتقام لینے کی حماقت کی ہے اور اب .... تمہاری باری ہے۔"

"میں موت سے نہیں ڈرتا لیکن کیا تم ایک مریض پر حملہ کرنے کو مردانگی کہو گے؟"

"نرس ...." جاوید نے نرس سے کہا۔ "اس شخص کو میرے کمرے سے باہر نکال دو۔"

نرس نے پلٹ کر شنکر کی سمت دیکھا' وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن شنکر کی نگاہوں کے سحر نے اسے پل بھر میں پوری طرح تسخیر کر لیا' وہ پلکیں جھپکائے بغیر شنکر کی آنکھوں کو کسی معمول کی طرح دیکھ رہی تھی' جاوید نے اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن کراہ

کر رہ گیا۔

"تم مجھے فیصل کے ہم شکل کے بارے میں بتاؤ گے' میں تمہیں صرف ایک منٹ دے رہا ہوں اس کے بعد تمہاری آتما اور شریر کا بندھن ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے گا .... یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

"میں کہتا ہوں نکل جاؤ میرے کمرے سے ...." جاوید نے بڑی نفرت سے کہا۔ "میں تمہاری بات کا جواب تو کیا تمہاری منحوس صورت بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"

"نرس ...." اچانک شنکر کے تیور خطرناک ہو گئے' اس نے جاوید کو حقارت سے گھورتے ہوئے نرس سے کہا۔ "تمہارا مریض بہت تکلیف میں ہے' اسے بہت گہری نیند کی ضرورت ہے میری بات غور سے سنو اسے ایسا انجکشن لگا دو کہ پھر کبھی یہ نیند سے بیدار نہ ہو سکے' کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو؟"

"ہاں ...." نرس نے خوابیدہ انداز میں جواب دیا۔ "تم اسے موت کی نیند سلانا چاہتے ہو۔"

"گڈ ...." شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہیں میری خواہش پر عمل کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔"

نرس نے کسی معمول کی طرح اپنی جگہ سے جنبش کی اور قدم اٹھاتی ہوئی اس میز کے قریب جا کر رک گئی جہاں بہت ساری دوائیں رکھی تھیں' اس نے مشینی انداز میں سرنج اٹھائی پھر خواب آور دوا کی شیشی توڑ کر اس کا محلول سرنج میں بھرتی چلی گئی۔

"نرس ...." جاوید نے چیخ کر کہا۔ "یہ تم کیا کر رہی ہو؟"

لیکن نرس نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ سرنج تیار کر کے بستر کی جانب قدم بڑھانے لگی شنکر کے ہونٹوں پر بڑی مکروہ شیطانی مسکراہٹ پھیل رہی تھی' جاوید کے چہرے پر موت کی زردی لرزنے لگی' نرس نے قریب آکر اسے سپاٹ نظروں سے دیکھا ان آنکھوں میں زندگی کے کوئی اثرات موجود نہیں تھے۔ شنکر کو اپنی کامیابی کا یقین تھا لیکن پھر "میاؤں" کی آواز کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا' دروازہ بند تھا لیکن اس کے اوپر روشندان پر ایک گہرے سیاہ رنگ کی بلی بیٹھی ہوئی تھی جس کی آنکھیں انگاروں کی مانند سرخ ہو رہی تھیں' پھر جیسے ہی نرس نے انجکشن لگانے کی کوشش کی بلی کے حلق سے ایک خوفناک آواز بلند ہوئی اس کے ساتھ ہی اس نے جست لگائی اور اتنی سرعت سے نرس پر جھپٹی کہ انجکشن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گرا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔ نرس

نے خوفزدہ انداز میں چیخ بلند کی اور .... زمین پر گر کر بے ہوش ہو گئی جاوید پھٹی پھٹی نظروں سے شنکر اور بے ہوش نرس کو دیکھ رہا تھا' اسے نہ بلی نظر آئی تھی نہ ہی اس کے غرانے کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

شنکر قہر آلود نظروں سے بلی کو دیکھ رہا تھا' بلی کی شعلہ بار نظریں بھی اسی پر مرکوز تھیں' شنکر چند ثانئے تک اسے گھورتا رہا پھر اس نے ایک منتر پڑھ کر زور سے پھونکا تو زمین سے کوڑیالے ناگ نکل کر بلی کی جانب بڑھنے لگے' بلی اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑی تھی' کوڑیالے ناگ پھن پھیلائے اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر رہے تھے پھر اچانک بلی نے زمین پر لوٹ لگائی تو اس کے جسم سے شعلے سے لپکے اور پل بھر میں بلبلاتے ناگوں کو جلا کر خاک کر گئے۔ شنکر چونک کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا اس کی نگاہوں سے اب حیرت ٹپک رہی تھی اس نے فوری طور پر سیاہ بلی پر ایک اور منتر آزمایا اس بار لوہے کا ایک پنجرہ تیزی سے نمودار ہوا اور سیاہ بلی اس میں بند ہو گئی شنکر کی نگاہیں چمک اٹھیں۔

"بس ...." اس نے بلی کو گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "ایک ہی وار میں کس بل نکل گئے۔"

"تم .... تم انسان نہیں درندے ہو۔" جاوید نے حقارت سے جواب دیا' اسے چونکہ بلی نظر نہیں آ رہی تھی اس لئے وہ یہی سمجھا تھا کہ شنکر نے اسے مخاطب کیا۔

"تم اپنی زبان بند ہی رکھو بالک' تم سے میں بعد میں نپٹوں گا۔" شنکر نے جاوید سے کہا پھر وہ بلی کو گھورنے لگا جو پنجرے کے اندر بند تھی لیکن اس کی خوفناک آنکھوں کی سرخی بتدریج بڑھتی جا رہی تھی۔ "تجھے بتانا پڑے گا کہ تو کون ہے اور تو نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کس کی خاطر کی ہے؟" شنکر نے بلی کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر دل ہی دل میں سوال کیا۔

"اس لوہے کے پنجرے کو میرے اوپر سے ہٹالے" جواب میں ایک ٹھوس آواز شنکر کے کانوں میں گونجی۔

"کیوں؟ کیا تیرے اندر اتنی شکتی نہیں ہے کہ تو میرے منتر کا توڑ کر سکے؟"

"تیرے جنتر منتر میرے لئے کسی نوٹنکی کے کھیل تماشوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے"

"اتنا ہی گھمنڈ ہے تجھے اپنے اوپر تو بلی کا روپ کیوں دھارا ہے۔"

"اس لئے کہ اگر میں نے تجھے اپنی شکل دکھادی تو خوف سے بیہوش ہو جائے گا

.... میں تجھے حکم دے رہا ہوں' گندی قوت کے اس پنجرے کو ہٹا لے۔"

جواب میں شنکر کے ہونٹ متحرک ہو گئے' وہ سیاہ بلی کی طاقت کو آزمانے کی خاطر ایک اور حملہ کرنا چاہتا تھا لیکن اسی لمحے بلی نے اپنا پنجہ اٹھا کر پنجرے پر مارا تو وہ دھواں بن کر غائب ہو گیا۔ شنکر کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"اپنی گندی زبان بند کر لے ...." شنکر کے کانوں میں ٹھوس آواز گونجی۔

"تو جاوید کے خلاف اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکے گا میری مان تو چپ چاپ واپس لوٹ جا"

"تو اپنی اصلیت ظاہر کر دے .... میں فی الحال واپس چلا جاؤں گا پر تو اتنا یاد رکھ' میں جاوید کو زندہ نہیں چھوڑوں گا' روپا رانی کی آتما کو اسی وقت شانتی ملے گی جب اس کا کریا کرم ہو جائے گا۔"

"کیا تو مجھ سے پنجہ لڑانے کی کوشش کرے گا۔" ٹھوس آواز میں حقارت کا شائبہ شامل تھا پھر سیاہ بلی نے اچانک قد بڑھانا شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی پشت چھت سے جا لگی' شنکر کو اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"بدبخت دور ہو جا میری نظروں سے۔" جاوید نے شنکر سے کہا۔ "تیری منحوس صورت میرا سکون برباد کر رہی ہے۔"

شنکر تیزی سے جاوید کی سمت پلٹا' اس نے بڑی پھرتی سے جاوید پر ایک مہلک وار کرنا چاہا تھا لیکن اسی لمحے ہوا کا ایک تیز جھونکا اتنی شدت سے ٹکرایا کہ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے ٹکرا گیا۔

"میرا کہا مان لے اے پلید انسان۔" ٹھوس آواز کا سرد لہجہ اس کی قوت سماعت سے ٹکرایا۔ "جب تک میں جاوید کی حفاظت پر مامور ہوں تو اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔"

"میں تجھے کالی کی مہان شکتی کی سوگند دے رہا ہوں' تو جو کوئی بھی ہے اپنے اصلی روپ میں سامنے آ جا۔" شنکر نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"نابکار .... تو شاید اس طرح نہیں جائے گا" ٹھوس آواز ابھرنے کے ساتھ ہی بلی کی جسامت تیزی سے گھٹنے لگی پھر اس نے لوٹ پوٹ کر چمگادڑ کی شکل اختیار کی اور اڑتی ہوئی شنکر کے چہرے سے ٹکرائی تو اس کے حلق سے ایک کربناک چیخ بلند ہو کر کمرے میں پھیل گئی۔ چمگادڑ نے کمرے میں چکرانے کے بعد اپنا رخ دوبارہ شنکر کی طرف موڑا تو شنکر بوکھلا کر پلٹا اور دروازہ کھول کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے ساتھ ہی

چمگادڑ بھی اڑتی ہوئی روشندان کے ذریعے کمرے سے باہر نکل گئی۔

جاوید حیرت سے آنکھیں پھاڑے بند دروازے کو تکتا رہا' شنکر کے چیخنے اور اچانک کمرے سے نکل جانے کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آ سکی تھی نرس بدستور فرش پر بے سدھ پڑی تھی .... !!



ٹوٹو بڑی گہری نیند سو رہا تھا' اس کے چہرے سے معصومیت ٹپک رہی تھی دو گلاس پانی پینے کے بعد وہ بڑا پرسکون تھا فیصل اس کے معصوم چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا وہ ٹوٹو سے ایس پی ماتھر اور جاوید کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا تھا اسے شنکر کے سلسلے میں بھی تشویش لاحق تھی لیکن ٹوٹو کی پرسکون نیند میں خلل انداز ہونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ حیرت انگیز اور لازوال قوتوں کا مالک ہونے کے باوجود کس قدر معصوم اور بھولا بھالا لگ رہا تھا۔ فیصل اس شقی القلب شخص کے بارے میں سوچنے لگا جس نے اپنے شیطانی مقصد کے حصول کی خاطر اسے اس کے ماں باپ سے جدا کیا۔ پھر اسے پانی کی ایک ایک بوند کو ترساتا رہا' ہوا اور روشنی سے دور گھپ اندھیروں میں قید کئے رکھا اور جب وہ معصوم موت اور زندگی کے دوراہے پر پہنچا تو اس ہوس پرست انسان نے اسے بیدردی سے ذبح کیا اور اس کے دل کے خون سے روئی رنگ ڈالی لیکن اس کے بعد شاید وہ بھی خدا کے عتاب کا شکار ہو گیا تھا فیصل ٹوٹو کے بارے میں سوچ ہی رہی تھا کہ اچانک وہ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا ایک لمحے تک وہ بڑی سنجیدگی سے خلاء میں گھورتا رہا پھر اس کے معصوم ہونٹوں پر ایک دل آویز مسکراہٹ ابھر کر پھیلتی چلی گئی اس نے فیصل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یہ سن کر خوشی نہ ہو گی کہ شنکر ریڈ کراس اسپتال سے بمشکل جان بچا کر فرار ہوا ہے۔"

"جاوید تو ٹھیک ہے۔" فیصل نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"شنکر تمہارے دوست ہی کو ہلاک کرنے کے ارادے سے گیا تھا لیکن ایک چمگادڑ سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا۔"

"چمگادڑ سے ڈر کر بھاگ گیا؟ میں سمجھا نہیں" فیصل نے کہا "تم نے تو کہا تھا جاوید کے گرد روحانی قوتوں کا حصار کر دیا گیا ہے"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا .... تم ان باتوں کو ابھی نہیں سمجھ سکو گے۔" ٹوٹو نے جواب دیا "اسے روپا کی موت کا علم ہو چکا ہے وہ جاوید کو موت کے گھاٹ اتار کر روپا کی روح کو سکون بخشنے کے خواب دیکھ رہا تھا لیکن اب وہ روپا کا آخری کریا کرم کرنے کی حسرت بھی پوری نہ کر سکے گا۔"

"کیا مطلب ...."

"میں نے زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں سمجھی لیکن اتنا بتا سکتا ہوں کہ روپا کی لاش اسپتال والوں کے لئے بھی درد سر بنی ہوئی ہے .... پولیس کے حکام اس کی لاش کا کھوج لگانے میں مصروف ہیں .... کسی کو ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا ہے کہ آپریشن تھیٹر سے اس کی لاش کون لے گیا۔"

"ایس پی ماتھر پر کیا گزر رہی ہے ...."

"ڈی آئی جی نے اسے پوری طرح قانونی شکنجوں میں جکڑ رکھا ہے .... وہ جال میں پھنسے ہوئے کسی درندے کی مانند اپنے بچاؤ کی خاطر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔"

"کیا تم اسے جیل سے فرار ہونے کا موقع فراہم کر کے شنکر کے خلاف نہیں بھڑکا سکتے۔" فیصل نے کہا۔ "گہری نیند سونے سے پہلے تم نے یہی سوچا تھا۔"

"تم صرف اشارہ کر دو .... اس کی تکمیل کرنا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گا"

"ٹوٹو ...." فیصل نے تھوڑے توقف کے بعد کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "کیا تم میرا ایک کام کر سکتے ہو؟"

"تم حکم دو انکل ...." ٹوٹو نے نہایت فرمانبرداری سے کہا۔

"مجھے وہ سفید رنگ کی تسبیح درکار ہے جو کسی مجذوب نے مجھے بخش کر واپس لے لی تھی .... کیا تم وہ تسبیح لا سکتے ہو؟"

"نہیں ...." ٹوٹو نے سہمے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ "مجھے افسوس ہے کہ تمہاری یہ خواہش پورا کرنا میرے اختیار باہر ہے۔"

"ایک سفید ریش بزرگ نے بھی میرا ہاتھ تھاما تھا لیکن ایک موڑ پر میں ان کی رفاقت سے بھی محروم ہو گیا اس مہربان بزرگ کا تعلق جنات کے قبیلے سے تھا" فیصل نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ان ہی بزرگ نے وہ خون آلود روئی بھی مجھ سے چھین لی تھی جو تمہارے دل کے خون ...."

"کوئی اور بات کرو انکل۔" ٹوٹو نے تیزی سے کہا پھر بے حد سنجیدگی سے بولا۔ "کچھ باتیں اتنی پراسرار اور ناقابل یقین ہوتی ہیں جن کی کوئی توجیہ نہیں پیش کی جا سکتی اور کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جو وقت سے پہلے انسان کی سمجھ میں نہیں آتیں لیکن ان باتوں کا حقیقت سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہوتا ہے .... ایسا تعلق جو عام لوگوں کی فہم سے بالاتر ہوتا ہے۔"

"شنکر کے بارے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔" فیصل نے گفتگو کا رخ تبدیل کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا وہ اپنی ناکامی پر خاموش بیٹھا رہے گا۔"

"نہیں .... اب وہ کالی کی مدد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ سفلی کے گندے عمل کو آخری حربے کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کرے گا۔" ٹوٹو نے کہا۔ پھر کسی شریر بچے جیسے انداز میں بولا۔ "تم کہو تو میں اس کی ساری قوتیں ایک اشارے میں چھومنتر کردوں پھر وہ دیوانوں کی طرح بغل بجانے کے سوا اور کچھ نہ کر سکے گا............... کیوں؟ .... کیا خیال ہے تمہارا ...."

فیصل کوئی جواب دینے کے بارے میں غور کر ہی رہا تھا کہ ٹوٹو نے یوں چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جیسے کوئی خلاف توقع حادثہ پیش آگیا ہو فیصل کی نظریں بھی فطری طور پر دروازے کی جانب گھوم گئیں جہاں سے ایک عورت ساڑھی کا پلو چہرے پر نقاب کی طرح ڈالے اندر داخل ہو رہی تھی' آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ فیصل کے بستر کے قریب آئی پھر اس نے ایک جھٹکے سے پلو چہرے سے ہٹا دیا۔

"تم ...." فیصل نے حیرت سے اس عورت کو گھورتے ہوئے کہا جو روپا کے سوا کوئی اور نہیں تھی۔

ٹوٹو کے بیان کے مطابق روپا مر چکی تھی اس کی لاش آپریشن تھیٹر سے غائب ہو گئی تھی۔ "پھر وہ زندہ کس طرح ہو گئی؟" فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے سوچا۔ "اور .... اگر وہ روپا نہیں تھی تو پھر اور کون تھی؟ اس کے کمرے میں کیا لینے آئی تھی......؟؟"

فیصل کی پر تجسس نظریں اس کے سراپا کا جائزہ لے رہی تھیں وہ روپا کے سوا کوئی اور نہیں تھی جو اپنی جگہ خاموش کھڑی فیصل کو بڑی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی ان نگاہوں میں زندگی کے کوئی اثرات نہیں تھے لیکن خشک ہونٹوں پر ایک دلنواز مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔

ٹوٹو نے اسے بڑے وثوق کے ساتھ بتایا تھا کہ وہ مر چکی تھی پھر اس کی لاش پولیس اسپتال کے آپریشن تھیٹر سے غائب ہو گئی اور پولیس کے اعلیٰ افسران اس کی تلاش میں سرگرداں تھے اس کے کمرے میں داخل ہونے سے پیشتر ٹوٹو نے بھی چونک کر دروازے کی جانب دیکھا تھا شاید روپا کے سلسلے میں وہ بھی ششدر رہ گیا تھا۔

فیصل کی نظریں روپا کے چہرے پر مرکوز تھیں لیکن اس کا ذہن بڑی تیزی سے اس کے دوبارہ زندہ ہو جانے کے بارے میں غور کر رہا تھا روپا' شنکر کیلئے بہت کار آمد تھی ممکن ہے شنکر نے اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعہ اس کی روح کو تسخیر کر کے دوبارہ اسی کے جسم میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا ہو ٹوٹو نے بتایا تھا کہ وہ جاوید کو قتل کرنے کے ارادے سے ریڈ کراس اسپتال گیا تھا لیکن ایک چمگادڑ سے خوفزدہ ہو کر اسے راہ فرار اختیار کرنی پڑی تھی۔ ممکن ہے اسی ناکامی نے شنکر کو انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا ہو فیصل نے ایسی بے شمار کہانیاں سنی اور پڑھی تھیں جب کسی کی بھٹکتی ہوئی روح نے کسی کے مردہ جسم کو اپنا لیا تھا شنکر گندی قوتوں کا مالک تھا اسے روپا کی موت اور پھر جاوید کے سلسلے میں اپنے ارادے میں ناکامی نے یقیناً خطرناک بنا دیا ہو گا ایسی صورت میں کسی جوابی کاروائی کے لئے روپا کا مردہ جسم اس کے لئے بہت زیادہ کار آمد ثابت ہو سکتا تھا۔ پولیس سرجن اس بات کا گواہ تھا کہ روپا آپریشن سے پہلے ہی زندگی کی قید سے آزاد ہو گئی تھی۔ پھر اس کی لاش کی گمشدگی نے پولیس کے حکام کو بھی الجھا دیا تھا ایسی صورت میں اگر روپا کے ہاتھوں کوئی سنگین واردات سرزد ہو جاتی تو کوئی اس پر یقین کرنے کو تیار نہ ہو گا اور پولیس کے عہدیداران بھی اس واردات کو اپنی بدنامی کے ڈر سے چھپانے کی کوشش کرتے۔

اسی خوبصورت ناگن نے جاوید کو اپنی ناپاک سازش کے جال میں پھنسا کر حوالات میں بند کرا دیا تھا اگر ٹوٹو کی پراسرار قوت نے اس کی مدد نہ کی ہوتی تو جاوید کی ضمانت بھی ناممکن تھی پھر ٹوٹو کے اشارے پر ہی ایس پی ماتھر نے اسے گولیوں کا نشانہ بنا دیا تھا وہ زخموں کی تاب نہ لا کر کسی طبی امداد یا آپریشن کے مرحلے سے پہلے ہی موت کی وادیوں کو عبور کر گئی تھی اس کے بعد آپریشن تھیٹر سے اس کی لاش کی گمشدگی پولیس کے لئے ایک معمہ بن گئی تھی اور اب وہی حسین ناگن ایک بار پھر اپنے قدموں پر کھڑی فیصل کو عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

فیصل کے ذہن میں مختلف وسوسے جنم لے رہے تھے محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز تھا شنکر نے اس کے ہم شکل کے بارے میں یقیناً بہت غور کیا ہو گا ہو سکتا ہے اس نے فیصل کے ہم شکل کے بھید کو پالیا ہو ٹوٹو نے بھی یہی کہا تھا کہ جاوید کی طرف سے مایوسی کا شکار ہونے کے بعد شنکر کالی کی مدد اور سفلی کے گندے اور خطرناک عمل کو آزمانے کی کوشش ضرور کرے گا روپا کی دوسری زندگی کالی کی لازوال طاقتوں کا مظہر بھی ہو سکتی تھی۔

"تم ...... کون ہو؟" فیصل نے اسے گھورتے ہوئے خشک لہجے میں سوال کیا۔

جواب میں روپا کے ہونٹوں پر کھیلنے والی مسکراہٹ اور پراسرار ہو گئی۔

"تم ...... روپا ہو ...... کیا تم نے دوسرا جنم لے لیا ہے؟" فیصل نے حیرت سے پوچھا۔

اس بار روپا نے سر کو اثبات میں جنبش دی زبان سے کچھ نہیں کہا۔

"دور ہو جاؤ میری نظروں سے۔" فیصل نے نفرت کا اظہار کیا۔ "تم نے میرے عزیز دوست کو اپنے حسن کے خوبصورت جال میں پھنسا کر غداری کا ثبوت دیا تھا۔ تمہیں شاید شنکر کی ناکامی کا علم بھی ہو گیا ہو۔ ممکن ہے شنکر نے تمہیں اپنی تمامتر خباثتوں سے لیس کر کے کسی انتقامی کارروائی کے ارادے سے یہاں بھیجا ہو لیکن اب تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گی۔ قسمت نے تمہیں جو نئی زندگی ادھار دی ہے اسے غنیمت جانو اور خاموشی سے الٹے قدموں واپس لوٹ جاؤ۔"

روپا نے فیصل کو بڑی لگاوٹ بھری نظروں سے دیکھا دو قدم اور آگے بڑھ کر وہ اس کے بالکل قریب آ گئی۔ پھر اس نے بڑے محبت بھرے انداز میں اپنا ہاتھ آگے بڑھایا لیکن فیصل نے اس کا ہاتھ ایک جانب جھٹک دیا اسے بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے اس کا ہاتھ برف کے

تودے سے ٹکرا گیا ہو۔ روپا کا جسم کچھ اتنا ہی سرد تھا۔ فیصل کی بے رخی اور اس کی نگاہوں میں ابھرنے والے حقارت کے جذبوں نے ایک لمحے کو روپا کو افسردہ کر دیا اس نے فیصل کو بڑی حسرت بھری نظروں سے دیکھا ان نگاہوں میں شکووں اور گلوں کی آمیزش تھی اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا لیکن اس کی نظریں بدستور فیصل کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"ٹوٹو ......" فیصل نے دل ہی دل میں ٹوٹو کو مخاطب کیا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ یہ خوبصورت ناگن کس ارادے سے یہاں آئی ہے؟"

"اس کے ارادے مجھے خطرناک نظر آ رہے ہیں۔"

"اور تم خاموش بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہو۔" فیصل نے حیرت سے کہا۔ "اسے میری نگاہوں سے دور کر دو۔"

"اگر یہ تمہارا حکم ہے تو میں مجبور ہوں ورنہ میں اسے تمہارے قرب سے ایک پل کے لئے بھی جدا نہ کرتا۔"

"کیا مطلب؟" فیصل نے چونک کر ٹوٹو کی جانب دیکھا۔

"تم روپا کو نہیں اس کے روپ کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھنے کی کوشش کرو۔" ٹوٹو نے سنجیدگی سے جواب دیا "یہ تمہاری کہانی کا آغاز ہے انکل ...... اس کی آنکھوں میں مچلنے والی حسرت اور ہونٹوں پر کھلنے والی مسکراہٹ کو غور سے دیکھو شاید تمہیں کوئی بھولی بسری حسین کہانی یاد آ جائے ...... تم نے اس غریب کا ہاتھ جھٹک کر اس کا دل توڑ دیا ہے۔"

"تم ......" فیصل نے روپا کو بغور دیکھتے ہوئے قدرے نرمی سے کہا۔ "تم روپا نہیں ہو ...... کوئی اور ہو ...... مگر کون؟"

"مجھے یقین تھا کہ تمہارے دل کی دھڑکنوں میں کہیں نہ کہیں میرے وجود کا احساس ضرور زندہ ہو گا۔" روپا کے ہونٹوں کو پہلی بار جنبش ہوئی تو فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

"ترشولی ......" اس نے حیرت سے روپا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تمہاری آواز کو لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں۔ لیکن تم اور روپا کے جسم میں؟"

"ہاں پرنس۔" ترشولی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "شوالا کے عتاب کا شکار ہونے کے بعد سے میری روح ہر لحہ تمہارے قریب بھٹکتی رہی ہے میں نے کئی بار سوچا کہ کسی کے جسم کو اپنا کر تمہیں اپنی محبت کا یقین دلا سکوں لیکن میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔"

"کیوں ......؟"

"مقدس اور عظیم شاکا مجھ سے ناراض تھا اگر اس کی زندگی میں، میں نے اس دنیا میں اپنی روح کی موجودگی کا اظہار کر دیا ہوتا تو شاید وہ میری روح کو بھی اپنے طلسم خانوں میں قید کر دیتا۔ پھر میں تم سے نہیں مل سکتی چنانچہ میں نے دل پر جبر کر کے وقت کا انتظار کیا پھر روپا کی موت نے میری مشکل آسان کر دی ...... اس روپ میں مجھے تمہارا قرب حاصل رہے گا اور ......" وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔

"اور کیا ......" فیصل نے اسے کریدا۔

"شنکر نے تمہیں بہت پریشان کیا ہے پرنس۔" ترشولی نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں اس کی طرف سے بھی غافل نہیں رہی ہوں۔ جاوید کے سلسلے میں مایوسی کا شکار ہونے کے بعد اب وہ پوری قوت سے تمہارے وجود کو ختم کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو ...... موت اور زندگی خدا کے ہاتھ ہے۔"

"پرنس ...... ایک بات پوچھوں۔"

"کیا ......"

"میری موت کے بعد کیا تم نے بھی کبھی میرے بارے میں سوچا تھا۔ ترشولی کو یاد کیا تھا یا ہوا کے اس معطر جھونکے کی طرح فراموش کر دیا تھا جو ایک پل کو دل و دماغ کو مہکا کر گزر جاتا ہے۔" ترشولی کے لہجے میں محبت کی کسک موجود تھی۔

"مجھے تمہاری موت کا غم ضرور ہوا تھا لیکن ......"

"میرے لئے یہی بہت ہے۔" وہ تیزی سے بولی۔" غم بھی صرف اپنوں کے لئے کیا جاتا ہے۔"

"اب کیا حکم ہے انکل ......" ٹوٹو نے شرارت بھرے لہجے میں پوچھا۔ "کیا اس خوبصورت ناگن کو تمہارے قریب رہنے دوں یا نظروں سے دور کردوں؟"

"شنکر پر دھیان رکھو۔" فیصل نے دل ہی دل میں کہا۔ "کیا تم نے ترشولی کی بات پر غور نہیں کیا ...... وہ بدبخت اب مجھے ڈسنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ تمہیں اس کے منصوبوں کو خاک میں ملانا ہے۔"

"تم اس کی فکر مت کرو۔" ٹوٹو نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔ "میں دیکھ رہا ہوں وہ اس وقت بھی آبادی سے دور ویرانے میں ایک پرانے اور شکستہ مندر میں بیٹھا کالی مائی کی خوشنودی کی خاطر ایک آزمودہ منتر کے جاپ میں محو ہے۔"

"کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم پھن کاڑھنے سے پہلے ہی اس زہریلے ناگ کا سر اپنے قدموں تلے کچل دیں۔"

"اتنی جلدی کیا ہے۔ اسے اپنی تمام کالی قوتیں آزما لینے دو۔ میرا صرف ایک ہی جواب اس کے لئے کافی ہو گا۔"

"تم کس سوچ میں گم ہو گئے پرنس۔" ترشولی نے فیصل کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "کیا روپا کے روپ میں تمہیں میرا وجود اچھا نہیں لگا۔"

"مجھے آج بھی تمہاری موت پر افسوس ہو رہا ہے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "شوالا کا وہ حملہ اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھا کہ میں تمہارے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں کر سکا۔ اگر مجھے احساس ہو جاتا کہ وہ اپنی شکست کا بدلہ لینے کی خاطر تمہارے وجود کو بھی اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بنائے گا تو شاید میں اسے اس کا موقع نہ دیتا۔"

"جو ہونا تھا ہو چکا پرنس ...... اب پچھتانے سے کیا حاصل مجھے تمہارا قرب حاصل ہو گیا میری روح کی تسکین کے لئے یہ بھی کیا کم ہے۔"

"تم روپا کے جسم میں کب تک قیام کر سکو گی؟"

"جب تک تم چاہو گے۔" ترشولی نے بڑی اپنائیت سے جواب دیا۔

"میری اطلاع کے مطابق پولیس کے کارندے روپا کی گمشدہ لاش کی تلاش میں کونے کونے کی بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔"

"تم پریشان نہ ہو پرنس ...... ترشولی حالات سے بے خبر نہیں ہے۔" تم لوگ اپنی باتیں جاری رکھو میں ذرا ماتھر اور شنکر کی خبر لے کر آتا ہوں۔" ٹوٹو نے فیصل سے کہا پھر پلک جھپکتے میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا!

○

سول لائنز تھانے کا انچارج انسپکٹر بل بیر اس وقت بھی اپنے ڈیوٹی روم میں پوری طرح مستعد نظر آ رہا تھا لاک اپ میں ایس پی ماتھر کی موجودگی نے اس کی راتوں کی نیند اور دن کا چین حرام کر رکھا تھا ہرچند کہ تھانے کے چاروں طرف پولیس کا مسلح دستہ تعینات تھا لیکن اس کے باوجود ذمہ داری کا احساس اس کے اعصاب پر بری طرح حاوی تھا اس وقت رات کے ڈیڑھ کا عمل تھا جب وہ بذات خود لاک اپ کا راؤنڈ لے کر اپنے کمرے میں

داخل ہوا تھا جہاں اس کا ماتحت سب انسپکٹر اجیت پہلے سے بیٹھا ایک کیس فائل پر کچھ ضروری اندراجات کرنے میں مصروف تھا۔ بل بیر کو دیکھ کر اس نے فائل بند کر دی پھر جب وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تو اجیت نے اس کے چہرے پر نظر آنے والی گمبھیر سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"سر...... یہ سلسلہ اور کتنے دنوں جاری رہے گا؟"

"جب تک مسٹر ماتھر ہمارے لاک اپ میں ہیں ہمیں بہرحال ہر وقت محتاط رہنا ہو گا۔"

"ایس پی صاحب کو عدالت میں کب تک پیش کیا جائے گا؟" اجیت نے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ جب ڈی آئی جی صاحب ذاتی طور پر اس کیس کو ڈیل کر رہے ہیں تو پھر مجرم کو لاک اپ کے بجائے جیل کسٹڈی میں دے دینا چاہئے۔"

"افسروں کا معاملہ ہے مائی ڈیئر...... وہی بہتر جانتے ہیں کہ کیا ہونا چاہئے۔" انسپکٹر بل بیر نے تھکے تھکے لہجے میں جواب دیا۔

"آپ دو رات سے جاگ رہے ہیں سر...... میرا مشورہ ہے کہ آپ گھر جا کر آرام کریں' اگر کسی وقت آپ کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں فوری طور پر گاڑی بھیج دوں گا۔"

"تمہارے تھرماس کی کیا پوزیشن ہے۔" بل بیر نے جماہی لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس وقت چائے کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔"

جواب میں اجیت نے تھرماس سے چائے نکال کر پیش کر دی' بل بیر نے چائے کا ایک گھونٹ لیا پھر کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔ "انسپکٹر شرما کے بارے میں تمہاری کیا رپورٹ ہے۔"

"وہ ابھی تک معطل ہے' اسپیشل برانچ کے تفتیشی افسران اس کے بارے میں پوری طرح چھان بین ......"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔" بل بیر نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا شرما ہمارے تھانے میں تو نہیں آیا تھا۔"

"وہ یہاں کیا لینے آئے گا؟"

"تم نہیں جانتے ......" انسپکٹر بل بیر نے تیزی سے کہا پھر چائے کے گھونٹ لیتے ہوئے بولا۔ "شرما اور ماتھر صاحب میں بہت گاڑھی چھنتی ہے مجھے حیرت ہے کہ اس نے ابھی تک یہاں آنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔"

"سر...... کیا آپ کا خیال ہے کہ انسپکٹر شرما معطل ہونے کے باوجود اس کیس میں ایس پی صاحب کی کوئی مدد کر سکتا ہے؟"

"تم شرما کے بارے میں شاید پوری طرح واقف نہیں ہو۔" بل بیر نے جواب دیا۔ "اس نے پولیس کے محکمے کی ملازمت محض وردی کی خاطر کی ہے ورنہ اس کے ہاتھ ایک پولیس انسپکٹر کی دسترس سے بھی زیادہ لمبے ہیں' انتہائی دور اندیش' چلتا پرزہ اور اپنے سائے سے بھی بدکنے اور محتاط رہنے والا شخص ہے' مجھے حیرت ہے کہ وہ اتنی آسانی سے ایک عورت کے چکر میں کس طرح آ گیا۔"

"عورت کا چکر ہی خراب ہے سر......" اجیت بولا "اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے اور نامی گرامی مجرم عورت ہی کی زلفوں میں الجھ کر قانون کے شکنجوں تک پہنچتے ہیں۔"

بل بیر نے کپ اٹھا کر چائے کے دو تین گھونٹ لئے پھر وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"انسپکٹر بل بیر فرام سول لائنز پولیس اسٹیشن۔" وہ سنجیدگی سے ماؤتھ پیس میں بولا۔

"کیا بات ہے بل بیر...... آج کل تم بہت حلال کی کھانے کی کوشش کر رہے ہو۔" دوسری جانب سے بے تکلفی سے کہا گیا۔ "ورنہ تم اور رات کے دو بجے تھانے میں ...... عام حالات میں تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔"

"کون ہو تو ......؟" بل بیر کے لہجے میں کرختگی آ گئی۔

"حیرت ہے ...... تم نے بھی مجھے نہیں پہچانا .... کیا سول لائنز کا تھانہ ملتے ہی تم اپنی اوقات بھول گئے ہو۔"

"شرما ...." بل بیر نے نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے وشواس تھا کہ تم مجھے پہچاننے میں زیادہ وقت نہیں لگاؤ گے۔"

"فون کرنے کا مقصد کیا ہے۔" بل بیر نے حقارت سے پوچھا۔ "کیا ماتھر صاحب کی خیریت معلوم کرنا چاہتے ہو۔"

"بل بیر...... کیا تم میرا ایک کام کر سکو گے۔"

"تم میری عادت سے واقف ہو شرما۔" بل بیر نے طنزیہ انداز اختیار کیا۔ "میں ناجائز کام کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ ویسے بائی دے وے' تمہیں اتنی رات گئے مجھ سے کیا کام پڑ گیا۔"

"ماتھر صاحب کو لاک اپ سے کسی بہانے نکال کر تھانے کی پچھلی سمت والی روڈ تک پہنچا دو' میرا ایک کارندہ وہاں کار لئے موجود ہے۔"

"کون سی چڑھائی ہے مائی ڈیئر جو بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔"

"مجھے تمہارا بھاؤ معلوم ہے بل بیر۔" دوسری جانب سے سپاٹ آواز میں کہا گیا۔ "ماتھر صاحب والا کام زیادہ رسکی ہے اس لئے پچیس کے بجائے پچاس ہزار لے لو لیکن کام میری مرضی کے مطابق ہونا چاہئے۔"

"شٹ آپ ......" بل بیر نے گرج کر جواب دیا۔ "میں تم جیسے تھرڈ ریٹ افسروں سے بات کرنا بھی اپنا اپمان سمجھتا ہوں۔"

"یہ مت بھولو بل بیر کہ تم شرما سے بات کر رہے ہو اور شرما جو چاہتا ہے وہ اوش پورا ہوتا ہے ...... میری بات دھیان سے سنو' ماتھر جی کو دس منٹ کے اندر اندر میرے حکم کے مطابق آزاد کر دو ورنہ یہ بھی ممکن ہے کہ پچاس ہزار کے ساتھ ساتھ تمہیں اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھونا پڑے ...... سامنے دیوار پر لگی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالو اور وقت نوٹ کر لو ...... میں تمہیں دس منٹ سے زیادہ نہیں دے سکتا۔"

دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تھا اس لئے بل بیر نے بھی ایک موٹی سی گالی بکتے ہوئے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا انسپکٹر شرما کا فون تھا؟" اجیت نے دریافت کیا۔

"ہاں ......" انسپکٹر بل بیر نے چائے کا آخری گھونٹ بھی حلق کے نیچے اتارتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے کہ وہ اس سمے نشے میں دھت تھا' جانتے ہو کیا حکم دے رہا تھا ...... دس منٹ کے اندر اندر ماتھر صاحب کو تھانے کی پچھلی والی سڑک پر پہنچا دیا جائے جہاں اس کا آدمی کار لئے موجود ہے۔ پچاس ہزار دے رہا تھا۔"

"سر...... کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم پچھلی روڈ کو چیک کرا لیں۔" اجیت نے کہا

"ڈونٹ بی سلی" بل بیر نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "اس قسم کے خطرناک کام کبھی الٹی میٹم دیکر نہیں کئے جاتے' وہ نشے میں بکواس کر رہا تھا۔"

"آپ بہتر سمجھتے ہیں لیکن میرا مشورہ ہے کہ ڈی آئی جی صاحب کو انسپکٹر شرما کے فون کے بارے میں ......"

"رات کے دو بجے ......" بل بیر نے اجیت کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "بھول جاؤ اس کال کو ...... صبح دیکھا جائے گا۔"

"آپ ہی نے کہا تھا کہ اس کے ہاتھ ایک پولیس انسپکٹر کی دسترس سے بھی زیادہ لمبے ہیں"

"تم بہت سنجیدہ نظر آ رہے ہو ...... خیریت تو ہے۔"

"دشمن بہرحال دشمن ہوتا ہے سر...... اور دشمن کو کبھی حقیر سمجھ کر فراموش نہیں کرنا چاہئے۔" اجیت نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہمیں پچھلی روڈ کو چیک کر لینا چاہئے' اس میں کوئی حرج بھی ......"

لیکن پھر اجیت اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا' کمرے کے باہر ہونے والا دھماکہ اتنا شدید تھا کہ اس کے علاوہ انسپکٹر بل بیر بھی اچھل کر اوندھے منہ زمین پر گرا تھا' پوری عمارت لرز کر رہ گئی تھی' کھڑکی اور روشندان کے شیشے چکنا چور ہو کر بکھر گئے تھے' بل بیر نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن اسی وقت یکے بعد دیگرے دو دھماکے اور ہوئے' اس کے ساتھ ہی گولیاں چلنے کی آوازیں بھی آنے لگی تھیں' ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل رہا تھا' بل بیر نے تیزی سے باہر کی جانب رینگنا شروع کیا' گھپ اندھیرا ہو جانے کے باعث وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کا رسک نہیں لے سکتا تھا' مبادا اندھیرے میں کوئی سنسناتی ہوئی گولی اس کی زندگی کو موت سے ہمکنار کر دیتی اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا لیکن اس نے اپنی جدوجہد جاری رکھی' پولیس ٹریننگ کے دوران کرالنگ کی مشق اس وقت اس کے بہت کام آ رہی تھی وہ تیزی سے رینگتا ہوا لاک اپ تک پہنچ گیا لیکن اس کی تگ و دو کارآمد ثابت نہیں ہوئی' لاک اپ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور ڈیوٹی پر موجود دونوں پولیس والوں کی لاشیں خون میں لت پت موجود تھیں۔ بل بیر کو یہ نتیجہ اخذ کرنے میں ایک سیکنڈ سے زیادہ نہیں لگا کہ حملہ کرنے والے ایس پی ماتھر کو نکال لے گئے ہیں' اس کے ساتھ اس کے ذہن میں انسپکٹر شرما کے جملے گونجنے لگے کسی فوری خیال کے تحت اس نے تمام احتیاطی تدابیر بالائے طاق رکھ کر اٹھ کر تھانے کی پشت کی جانب دوڑ لگانی شروع کر دی لیکن پھر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا ایک سنسناتی ہوئی گولی دہکتی ہوئی سلاخ کی مانند اس کے بائیں شانے میں اترتی چلی گئی پھر وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گر پڑا۔

○

شنکر شہر سے دور ویرانے میں ایک شکستہ مندر کے اندر منڈل میں بیٹھا اپنے جاپ میں

مگن تھا اس نے اپنے پورے جسم پر بھبوت مل رکھا تھا' لباس کی جگہ ایک لنگوٹی کس رکھی تھی اور آنکھ بند کئے مالا کے دانوں پر منتر جپ رہا تھا' فیصل کے ہم شکل کو بے نقاب کرنے کی خاطر اس نے چھوٹے موٹے تمام جتن کر لئے تھے لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی تھی جاوید کے سلسلے میں انتقامی کارروائی کے دوران ایک سیاہ بلی نے اس کا کام کھوٹا کر دیا تھا اور پھر چمگادڑ کا روپ دھار کر اس پر جھپٹ پڑی تھی' ان حالات کے پیش نظر شنکر نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ کچھ پراسرار قوتیں ایک بار پھر فیصل کی پشت پناہی کر رہی تھیں اس نے خون آلود روئی کے لالچ میں فیصل کو موت کے گھاٹ اتارنے سے گریز کیا تھا لیکن اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا اس کی کالی قوتیں یکے بعد دیگرے ناکام اور غیر موثر ہو رہی تھیں نہ وہ خون آلود روئی کا کھوج لگانے میں کامیاب ہوا تھا نہ ہی وہ جاوید یا فیصل کو حسب منشا کوئی نقصان پہنچا سکتا تھا' فیصل کے ہم شکل نے اس کے جیون کی تمام کٹھن تپسیاؤں کو خاک میں ملا دیا تھا چنانچہ اس نے تھک ہار کر کالی مائی کی مہان شکتی سے مدد حاصل کرنے کی خاطر اس کی خوشنودی کے لئے ایک ایسا جاپ شروع کر دیا تھا جو اس سے پہلے بھی متعدد موقعوں پر اس کی سہائتا کر چکا تھا' منڈل میں بیٹھنے سے پہلے ہی اس نے طے کر لیا تھا کہ کالی کی گندی قوتوں کو رام کرنے کے بعد وہ پہلی فرصت میں فیصل کو موت کے گھاٹ اتار دے گا' اسے یقین تھا کہ فیصل کی موت کے بعد اس کا ہم شکل خود بخود شنکر کے مقابلے سے دست بردار ہو جائے گا۔ فیصل سے نجات حاصل کرنے کے بعد وہ خون آلود روئی کو حاصل کرنے کے لئے نئے سرے سے جتن کر سکتا تھا۔

شنکر کو منڈل میں بیٹھے دو دن گزر چکے تھے' اس دوران اس نے کھانے پینے سے بھی مطلق پرہیز کیا تھا' کالی کا آشیرواد حاصل کرنے کی خاطر اس نے پورے تن من دھن سے بیٹھک جما رکھی تھی اس وقت بھی نصف رات گزر چکی تھی ہر سمت ہو کا عالم تھا' رات بھائیں بھائیں کر رہی تھی لیکن وہ پورے انہماک سے اپنے منتر کے جاپ میں مگن تھا اس کے ہونٹ مشینی انداز میں متحرک تھے اور انگلیاں بڑی مشاقی سے صندلی مالا کے موٹے موٹے دانوں پر پھسل رہی تھیں ہر طرف گھپ اندھیرے' سناٹے اور خاموشی کا راج تھا لیکن پھر ایک مترنم نسوانی آواز سکوت کا طلسم چاک کرتی ہوئی ابھری۔

"شنکر...... اپنی آنکھیں کھول دے ...... کالی نے تیرے من کی پکار سن لی ہے۔"

شنکر ایک لمحے کو چونکا لیکن اس نے اپنی آنکھیں نہیں کھولیں' اس خیال سے کہ ممکن ہے مخالف طاقتیں اسے اس کی راہ سے بھٹکانے کی کوشش کر رہی ہوں' اس نے اپنے

منتر کے جاپ میں اور تیزی کر دی اور کالی کے تصور میں ڈوبنے کی خاطر اپنی آنکھوں کے پپوٹے اور سختی سے بھینچ لئے۔

"تیرا گیان دھیان مجھے پسند آیا' تو نے شریر کی آنکھیں موندلی ہیں تو من کی آنکھیں کھول کر دیکھ ...... کالی کی مہان شکتی تیری سہائتا کرنے کو تیار ہے' پرنتو اپنی منوں کامنا (دلی خواہش) پوری ہونے کے بعد تجھے کالی کے لئے کچھ بلیدان بھی کرنا پڑے گا۔"

"تیرا سیوک تیری آگیا کے انوسار اپنا جیون بھی قربان کر سکتا ہے۔" شنکر نے دل ہی دل میں کہا لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔

"تیرے من میں اب بھی کھوٹ ہے' کیا تو کالی پر کسی دشمن ہونے کا دھیان نہیں کر رہا ہے۔"

"میں شما چاہتا ہوں دیوی لیکن تو جانتی ہے کہ تیرے سیوک پر کیا بیت رہی ہے۔"

"میری آگیا کا پالن کر مورکھ------- آنکھیں کھول دے۔" اس بار قدرے ناگوار لہجے میں کہا گیا تو شنکر نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں پھر وہ چاروں طرف دیکھنے لگا' اسی لمحے نسوانی آواز پھر اس کے کانوں میں گونجی' اب مانگ------ تو کالی سے کیا مانگنا چاہتا ہے۔"

"فیصل کے ہم شکل نے تیرے داس کے ساتھ بڑا انیائے (ظلم) کیا ہے۔" شنکر نے عاجزی سے کہا۔ "میری شکتی ابھی تک اس کی اصلیت نہیں جان سکی۔"

"وہ تیرے دشمن کا ہم زاد ہے پر تو چنتا نہ کر----- فیصل کو ختم کر دے اس کا ہم زاد بھی تیرا پیچھا چھوڑ دے گا۔"

"تیرے سیوک کی کیول یہی آشا ہے دیوی ----- مجھے اتنی شکتی دان کر دے کہ میں اس مسئلے کا کریا کرم کر سکوں۔"

"دھیرج رکھ------ دیوی تیری آشا اوش پوری کرے گی پر تو اس سے پہلے تجھے اپنے ایک اور دشمن کو بھی موت کے گھاٹ اتارنا ہو گا۔"

"وہ کون ہے؟"

"اس اپرادھی کا نام ماتھر ہے------ میری بات دھیان سے سن' ماتھر پولیس کی قید سے آزاد ہو کر تیری چھت کے نیچے چھپا بیٹھا ہے تو اسے اپنا متر سمجھتا ہے اور وہ تجھے مارنے کے سپنے دیکھ رہا ہے۔" اس بار تحکمانہ انداز اختیار کیا گیا۔ "پہلے تجھے اس پاپی کو کالی کے شبھ نام پر بھینٹ چڑھانا پڑے گا اس کے بعد کالی تیرے راستے کی تمام کٹھنائیاں دور کر دے گی۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ منڈل سے باہر نکلنے پر ہچکچا رہا تھا۔

"مورکھ....... کالی کی شکتی اپرم پار ہے۔ وہ تیرے من کا بھید پڑھ رہی ہے۔ تو منڈل سے باہر آنے میں گھبرا رہا ہے۔ کیا تجھے ابھی تک کالی کی ذات پر وشواش نہیں.....؟"

"ایسی بات نہیں ہے دیوی۔" شنکر نے بوکھلا کر کہا پھر بولا۔ "پرنتو حالات نے مجھے اپنی پرچھائیں سے بھی چوکنا رہنے پر مجبور کر دیا ہے' تو جانتی ہے کہ وہ شکتیاں کون ہیں جو پگ پگ تیرے داس کا راستہ کاٹ رہی ہیں۔"

"اپنے من سے اس ڈر کو نکال دے——— کالی نے ان تمام قوتوں کا توڑ کر دیا جو تجھے پریشان کر رہی تھیں——— اٹھ منڈل سے باہر نکل پہلے گھر جا کر ماتھر کو میرے چرنوں میں بھینٹ کر دے جو تجھے نشٹ کرنے کے لئے گھات لگائے بیٹھا ہے' اس کے بعد تجھے اپنے سب سے بڑے دشمن فیصل کو ٹھکانے لگانا ہے——— کالی کی مہان شکتی تیرے ساتھ ہے۔"

"جے کالی مائی———" شنکر نے خوش ہو کر ایک نعرہ بلند کیا پھر تیزی سے منڈل سے نکل کر اپنی اس سیاہ رنگ کی جھلملاتی کار کی جانب لمبے لمبے ڈگ بھرنے لگا جو مندر کے عقب میں تھوڑے فاصلے پر خودرو جھاڑیوں کی آڑ میں کھڑی تھی۔

○

ماتھر کے ذہن پر طاری دھند آہستہ آہستہ چھٹ رہی تھی پھر اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں' وہ اس وقت لاک اپ کی کھردری زمین کے بجائے کسی گاڑی میں سفر کر رہا تھا' اس نے تیزی سے نظر گھما کر دیکھا اس کا ماتحت انسپکٹر شرما نہایت اطمینان سے اسٹیرنگ پر بیٹھا گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا' ایک لمحے کو ماتھر کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ خواب دیکھ رہا ہو لیکن وہ خواب نہیں حقیقت تھی' اسے حیرت تھی کہ وہ لاک اپ سے کس طرح آزاد ہوا اور انسپکٹر شرما اسے کہاں لئے جا رہا تھا کچھ دیر تک وہ اپنے ذہن پر زور دیتا رہا لیکن اسے اس کے سوا اور کچھ یاد نہیں تھا کہ وہ لاک اپ میں گہری نیند سو گیا تھا وہ کب بیدار ہوا؟ انسپکٹر شرما نے اس تک کس طرح رسائی حاصل کی اور وہ پولیس کے سخت پہرے کے باوجود کس طرح گاڑی تک پہنچا؟ اسے ان باتوں کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہوئی تھی' پھر اس نے شرما کو مخاطب کیا۔

"یہ سب کیا ہے؟ کہاں جا رہے ہیں؟ ——— مجھے پولیس کے لاک اپ سے رہائی کس طرح ملی؟"

"باس ——— کیا آپ کو احساس ہے کہ ہم کتنے سنگین حالات سے دو چار ہونے کے بعد پولیس کے چنگل سے نکلے ہیں۔"

"کیا مطلب——— سنگین حالات سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"سول لائنز کا پولیس اسٹیشن جہاں آپ کو رکھا گیا تھا اب اجڑے ہوئے کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے۔"

"تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟" ماتھر نے چونکتے ہوئے پوچھا "مجھے تفصیل سے بتاؤ سب کچھ۔"

"کچھ نامعلوم لوگوں نے تھانے کو بم سے اڑا دیا ہے۔"

"اور تم ——— تم وہاں کس طرح پہنچے تھے۔" ماتھر نے شرما کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"میں نے بل بیر سے آپ کی رہائی کی بات کی تھی۔" شرما نے سڑک پر نظریں جمائے جمائے جواب دیا۔ "پچاس ہزار کی آفر بھی دی تھی لیکن اس نے حقارت سے انکار کر دیا' میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن ہو سکتا ہے کہ تھانے کے ساتھ ساتھ وہ بھی اڑ گیا ہو' بھگوان کی کرپا ہے کہ میں آپ کو بروقت وہاں سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا ورنہ———"

"کیا تم دھماکے سے پہلے ہی مجھے نکال لائے تھے۔"

"ہوں——— بس یہی کوئی دس پانچ منٹ کا آگا پیچھا ہوا ہو گا۔"

"تم مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔" ماتھر نے کہا "میں نہیں مان سکتا کہ ڈیوٹی پر تعینات نفری نے تمہیں آسانی سے———"

"آپ کا اندازہ درست ہے باس۔" شرما نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "مجھے آپ کو وہاں سے نکالنے میں دو پولیس والوں کو ٹھکانے لگانا پڑا تھا' ایک صرف معمولی زخمی ہوا ہے۔"

"لیکن تمہیں مجھے وہاں سے نکالنے کو کس نے کہا تھا۔" ماتھر سنجیدگی سے بولا۔ "اس طرح میرے جرم کی نوعیت اور زیادہ سنگین ہو جائے گی اور اگر کسی نے تمہیں شناخت کر لیا ہے تو پھر———"

"شرما نے کبھی کچا کام نہیں کیا باس۔۔۔۔۔۔ یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ میں نے اچانک آپ کو آزاد کرانے کا پلان بنا لیا ورنہ ہو سکتا ہے کہ تھانے کی تباہی کے ساتھ ساتھ ۔۔۔۔۔۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ڈی آئی جی مرتے دم تک میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔"

"ایک بات کہوں باس۔۔۔۔۔۔ آپ برا تو نہیں مانیں گے"

"کوئی خاص بات؟"

"سسک سسک کر مرنے کے مقابلے میں ایک بار آزاد فضا میں مرجانا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔" شرما نے گاڑی کو بائیں سمت موڑتے ہوئے کہا۔ "روپا کی موت اور اس کی لاش کی گمشدگی کے بعد۔۔۔۔۔۔"

"کیا مطلب ۔۔۔۔۔۔" ماتھر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ شنکر نے آپ کو ڈبل کراس کرنے کی کوشش کی ہے۔" شرما نے کہا۔ "روپا کا بیان آپ کو پھانسی کے پھندے سے نجات دلا سکتا تھا چنانچہ اسے صرف مارا نہیں گیا بلکہ اس کی لاش بھی غائب کر دی گئی، مجھے کسی اجنبی نے فون پر تفصیل بتائی تھی پھر پولیس سرجن کے دفتر سے اس ناگن کی موت اور لاش کی گمشدگی کے بعد ہی میں نے آپ کو لاک اپ سے اڑانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔"

"اب کیا سوچا ہے تم نے ۔۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ تھانے کی تباہی اور میری گمشدگی کے بعد ہم دونوں کی پوزیشن قانون کی نظروں میں پہلے سے بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔"

"میں نے سارا پروگرام طے کر رکھا ہے۔۔۔۔۔۔ آج کی رات ہمیں شنکر کو موت کا مزہ چکھانا پڑے گا اور کل ہم یہ ملک چھوڑ دیں گے، میں نے ہر کام نہایت ہوشیاری سے کیا ہے اس کے بعد ہمارے پاس اب کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہے۔"

"اگر شنکر نے میرے ساتھ غداری کی ہے تو پھر اس کی موت بہت اذیت ناک ہو گی۔" ماتھر نے سرسراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا پھر غصے میں اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگا۔

شرما نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ نہایت مستعدی سے گاڑی کی رفتار بتدریج بڑھاتا جا رہا تھا!!

ٹوٹو اچانک ظاہر ہوا تو اس کے ہونٹوں پر بڑی شوخ اور شریر مسکراہٹ کھیل رہی تھی، فیصل نے اسے دیکھا لیکن کوئی سوال نہیں کیا اس لئے کہ اس وقت سرجن ایک جونیئر ڈاکٹر اور نرس کے ساتھ وہاں موجود تھا۔

"آپ کی مکمل رپورٹ اور ایکسرے وغیرہ دیکھنے کے بعد ہم نے دو روز بعد آپریشن کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔" سرجن فیصل کو بتا رہا تھا۔ "کیس فائل اور رپورٹس کی روشنی میں ہمیں قوی امید ہے کہ آپ بہت جلد مکمل طور پر صحت مند ہو جائیں گے۔"

"مجھے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے میں ابھی اور کتنا عرصہ انتظار کرنا پڑے گا؟"

"ہمت سے کام لیں مسٹر فیصل۔" سرجن نے پیشہ ورانہ تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "ہم کوشش کریں گے کہ آپ جلد سے جلد چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں۔"

"شکریہ ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔"

"آپ کو یہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟"

"جی نہیں۔۔۔۔۔۔" فیصل نے اطمینان کا اظہار کیا پھر سرجن وغیرہ کے جانے کے بعد ٹوٹو سے مخاطب ہوا خیرت تو ہے، تم اس وقت ضرورت سے زیادہ مسرور نظر آ رہے ہو؟"

"میں تمہارے دشمنوں کیلئے بڑا خوبصورت جال پھیلا کر آیا ہوں، بس ایک ہٹ کرنے کی دیر ہے۔"

"کیا تم نے ماتھر کو جیل سے آزاد کرا دیا؟"

"ماتھر کی آزادی میرے لئے کچھ زیادہ دشوار نہیں تھی البتہ شنکر کو اس کے طلسمی حصار سے باہر لانا مشکل تھا اگر اسے شبہ ہو جاتا کہ کوئی دشمن اسے ورغلانے کی کوشش کر رہا ہے تو پھر وہ اتنی آسانی سے منڈل سے باہر نہ آتا اور حصار کے اندر اسے نقصان پہنچانا میرے لئے بھی دشوار تھا۔" ٹوٹو نے کہا پھر فیصل کو ماتھر اور شنکر کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کرنے لگا۔

"تھانے کی تباہی میں کس کا ہاتھ تھا؟"

"ان دہشت گردوں کا جو پولیس والوں سے اپنا کوئی پرانا حساب چکتا کرنا چاہتے تھے۔" ٹوٹو نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "میں نے صرف شرما کو اکسا کر ماتھر تک اس کی رسائی ممکن بنا دی تھی البتہ لاک اپ پر تعینات دو پولیس والے شرما کی گولیوں کا نشانہ بنے تھے اس

وقت پولیس کے بیشتر اعلیٰ افسران اور سول حکام تھانے پر جمع ہیں۔ ڈی آئی جی ان دھماکوں کے پیچھے تخریب کاروں کا ہاتھ محسوس کرنے کے بجائے اسے ان لوگوں کا انتہائی اقدام سمجھ رہا ہے جو ایس پی ماتھر کو ہر قیمت پر پھانسی کے پھندے سے بچانا چاہتے تھے۔"

"ماتھر اور شرما کہاں ہیں------؟"

"میں انہیں شنکر کی خواب گاہ تک چھوڑ کر آیا ہوں۔" ٹوٹو نے شرارت سے کہا۔ "کچھ دیر میں شنکر بھی وہاں پہنچنے والا ہے"

"کیا شنکر ان دونوں کو قتل کر دے گا۔" فیصل نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"تم چاہو تو یہ بھی ممکن ہے----- ویسے میں نے ان سب کو حالات کے حوالے کر دیا ہے' ان کے درمیان جو بھی گزرے گی اس میں میرے اشارے سے زیادہ ان کی اپنی خباثتوں کا دخل ہو گا------- البتہ ان کی آخری منزل بہرحال حوالات ہو گی اس لئے کہ شنکر کے وہاں پہنچنے کے کچھ دیر بعد ہی پولیس بھی وہاں پہنچ جائے گی-----"

"کیا مناسب نہ ہو گا کہ ہم اب شنکر کو اس کی پراسرار قوتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیں"

"اسے اپنی حسرتیں پوری کر لینے دو--------- وہ بہت جلد اپنے ہاتھوں اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو جائے گا۔" ٹوٹو نے لاپروائی سے جواب دیا پھر نظریں گھما کر یوں خلا میں گھورنے لگا جیسے کسی دور دراز کے منظر کو دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو-------!!

شنکر کی گرفت سائلنسر لگے ہوئے ریوالور پر پوری طرح جمی ہوئی تھی وہ پنجوں کے بل چلتا ہوا اپنی خواب گاہ کی جانب بڑھ رہا تھا اس نے اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے ماتھر اور شرما کو دیکھ لیا تھا جو اس کی خواب گاہ میں گھات لگائے بیٹھے تھے' کالی کی آواز نے بھی اسے یہی بتایا تھا وہ اگر چاہتا تو اپنے منتر کے بیروں کے ذریعے بھی ماتھر اور شرما کو بے بس کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا کالی نے اپنے چرنوں کے لئے ماتھر کے جیون کی بھینٹ طلب کی تھی اس لئے شنکر اسے اپنے بازوؤں کی طاقت کے بل پر ٹھکانے لگانے کا خواہشمند تھا۔

راہداری کی لائٹ اس نے پہلے ہی آف کر دی تھی صرف ایک نائٹ بلب اپنی مدھم

روشنی بکھیر رہا تھا خواب گاہ کے دروازے پر پہنچ کر شنکر نے گھٹنے زمین ٹیک کر چابی کے سوراخ سے آنکھ لگا دی' ماتھر اور شرما دونوں سامنے بالکونی کے قریب کرسیوں پر موجود تھے اس نے دروازے کے ہینڈل کو الٹے ہاتھ سے گھمایا پھر آندھی اور طوفان کی مانند دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اپنے دشمنوں کو ریوالور کی زد پر لیتا ہوا سرد لہجے میں غرایا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو ورنہ جسم چھلنی کر دوں گا۔"

ماتھر اور شرما نے حکم کی تعمیل میں دیر نہیں لگائی شاید انہیں توقع نہیں تھی کہ موت اتنے دبے قدموں ان کو اچانک گھیر لے گی۔

"تم نے شیر کی کچھار میں گھس کر اچھا نہیں کیا ماتھر جی------- کیا تم شنکر کی شکتی بھول گئے تھے۔"

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔" ماتھر نے تیزی سے کہا۔ "میں جیل سے فرار ہو کر تم سے کچھ مشورہ کرنے-----"

"نہیں چلے گی ماتھر---------" شنکر نے سفاکی سے کہا۔ "تم اس سے شنکر سے بات کر رہے ہو جو من کا بھید بھی پڑھ سکتا ہے اب شنکر کو ختم کرنے کی آشا بھی تمہارے ساتھ ہی دفن ہو جائے گی۔"

ٹھیک اسی وقت اچانک پوری عمارت کی لائٹ چلی گئی شنکر نے فائر کرنے میں حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا ہلکی "ٹیچ" کی آواز کے ساتھ ہی ماتھر کی کربناک چیخ فضا میں بلند ہو کر ڈوبتی چلی گئی تھی کسی کے دھپ سے فرش پر گرنے کی آواز بھی سنائی دی تھی' شنکر نے اندازے سے دو فائر اور جھونک دیئے لیکن اس کے جواب میں دوسری جانب سے بھی فائر شروع ہو گیا' شاید شرما نے اندھیرے میں پوزیشن سنبھال لی تھی شنکر نے بڑی تیزی سے نیچے بیٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر بھی تاریکی میں سنسناتی ہوئی گولی اس کے الٹے کان کی لو اڑاتی ہوئی نکل گئی اس کی قسمت اچھی تھی جو بچ گیا ورنہ وہی گولی اس کی کھوپڑی میں بھی پیوست ہو سکتی تھی۔ شنکر نے برق رفتاری سے قالین پر لیٹ کر قلابازی کھائی اور اپنی پوزیشن تبدیل کر لی اسی لمحے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے کرخت آواز میں ایک اعلان کی آواز ابھری۔ "اندر جو کوئی بھی ہے باہر آ کر خود کو پولیس کے حوالے کر دے' عمارت کو چاروں طرف سے گھیرا جا چکا ہے......"



ٹوٹو نے فیصل کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور وہ اس طرح اپنے پیروں پر چل رہا تھا جیسے اسے زندگی میں کبھی کوئی مرض لاحق نہ رہا ہو' ٹوٹو حیرت انگیز قوتوں کا مالک تھا' فیصل لوگوں کے ہجوم کے درمیان خراماں خراماں چل رہا تھا لیکن وہ اسے دیکھنے سے قاصر تھا' دو روز بعد فیصل کا آپریشن ہونے والا تھا' سرجن نے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ بہت جلد اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو جائے گا' اس وقت اگر اسی سرجن نے فیصل کو چہل قدمی کرتے دیکھ لیا ہوتا تو وہ یقیناً بے ہوش ہو جاتا۔

"فیصل اس تھانے سے زیادہ دور نہیں تھا جہاں شنکر اور انسپکٹر شرما کو آہنی سلاخوں کے پیچھے سرکاری مہمان رکھا گیا تھا۔ ایس پی ماتھر زندگی کی قید و بند سے نجات پا چکا تھا لیکن ابھی یہ فیصلہ ہونا باقی تھا کہ وہ کس کی گولی سے ہلاک ہوا تھا' فیصل کو بخوبی علم تھا کہ ماتھر شنکر کے ہاتھوں مرا ہے لیکن شنکر کے بیان نے وقتی طور پر پولیس حکام کو عجیب شش و پنج میں مبتلا کر دیا تھا' اس نے ماتھر کی موت کی ذمہ داری شرما پر عائد کی تھی' اس نے کہا تھا کہ شرما ایک تیر سے دو شکار کرنے کا ارادہ رکھتا تھا' یہ محض اتفاق تھا کہ تاریکی کے سبب اس کا نشانہ خطا ہو گیا اور گولی صرف شنکر کے کان کی لو چاٹ کر رہ گئی ورنہ اس نے شنکر اور ماتھر دونوں کو ایک ہی چھت کے نیچے ہلاک کرنے کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ شنکر کے بیان کی اہمیت انسپکٹر بل بیر کے بیان کی روشنی میں کم از کم قانون کی نگاہوں میں زیادہ اہمیت حاصل کر گئی تھی' بل بیر ہرچند کہ زخموں کی تاب نہ لاکر زندگی سے رشتہ توڑ چکا تھا لیکن اپنی موت سے پہلے اس نے ایک مجسٹریٹ کی موجودگی میں یہ بیان ریکارڈ کرا دیا تھا کہ تھانے پر حملہ ہونے سے پیشتر انسپکٹر شرما نے اسے فون کر کے ماتھر کے فرار میں مدد کرنے کی درخواست کی تھی اور انکار کی صورت میں ہولناک نتائج سے دوچار ہونے کی دھمکی دی تھی' بل بیر کے ماتحت اجیت نے مرنے والے کے بیان کی تصدیق کی تھی' شنکر کا بیان اس اعتبار سے بھی تفتیش کرنے والوں کو الجھا رہا تھا کہ اس کے اور شرما کے پستول ایک ہی ساخت اور طاقت کے تھے اور ان دونوں ہی سے فائرنگ کی گئی تھی' بہرحال وقتی طور پر شنکر آہنی سلاخوں کے پیچھے قید

تھا اور فیصل اپنی نگاہوں سے اس کی بے بسی اور جھلاہٹ کا تماشہ دیکھنے کا خواہش مند تھا۔

"ٹوٹو ...." فیصل نے تھانے کی جانب قدم اٹھاتے ہوئے اچانک کچھ سوچ کر ٹوٹو کو مخاطب کیا۔ "کیا یہ ممکن ہے کہ میں آپریشن کے تکلیف دہ مراحل سے گزرے بغیر ٹھیک ہو جاؤں' میرا مطلب ہے کہ کیا تمہاری پراسرار قوت میری بیماری کا علاج نہیں کر سکتی؟"

"مجھے افسوس ہے کہ تمہاری اس خواہش کو پورا کرنے سے قاصر ہوں البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ تمہارا آپریشن حیرت انگیز طور پر کامیاب ہو گا اور تم بہت جلد کسی کے سہارے کے بغیر دوڑنے بھاگنے کے قابل ہو جاؤ گے۔"

" میرے کاروباری نقصانات کے بارے میں تم نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔" فیصل نے پوچھا "کیا میرے کلیم کی رقمیں منظور ہو جائیں گی۔"

"تمہارے تمام کلیم میری کوشش کے بغیر ہی منظور ہو چکے ہیں۔" ٹوٹو نے کہا "تمہارے ملازم بہت زیادہ دیانتدار اور وفادار ہیں' وہ دونوں تمہاری ساکھ کو دوبارہ برقرار کرنے کی خاطر دن رات محنت کر رہے ہیں .... اس کے باوجود تم اگر میری ضرورت محسوس کرتے ہو تو میرے ساتھ چلو' تم جس بنک سے جتنی رقم چاہو سمیٹ لو' میں ایسے حالات پیدا کر دوں گا کہ کسی کو کان و کان خبر نہ ہوگی' میں اس شہر کے ایسے بہت سارے لوگوں کو بھی جانتا ہوں جنہوں نے ناجائز ذرائع سے کروڑوں روپے اور قیمتی زر و جواہرات اپنی تجوریوں کے خفیہ خانوں میں بند کر رکھے ہیں تم جس تجوری کی طرف اشارہ کر دو اس کی تمام دولت پلک جھپکتے میں تمہارے قدموں میں ڈھیر کی جا سکتی ہے۔"

"نہیں .... مجھے صرف اس نقصان سے سروکار ہے جو مجھے میرے دشمنوں نے پہنچایا ہے' دوسروں کی دولت پر ڈاکہ ڈالنا میرے اصول کے خلاف ہے۔"

"مجھے یقین تھا پرنس کہ تمہارا جواب یہی ہوگا' شاید یہی وجہ ہے جو تم مجھے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ورنہ ...."

"ورنہ کیا ...." فیصل نے چونک کر پوچھا۔ "تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئے۔"

"تمہیں علم ہے کہ خون آلود روئی تمہارے ہاتھ سے بھی نکل گئی تھی لیکن اس کے باوجود میں تمہارا ہر حکم ماننے کو تیار ہوں۔"

"میں نے ایک بار پہلے بھی تم سے اس کا سبب دریافت کیا تھا لیکن تم ٹال گئے

تھے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہاں' مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سفید ریش بزرگ نے مجھ سے خون آلود روئی کا پیکٹ طلب کیا تھا مگر میں نے انکار کر دیا تھا' اس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا تھا پھر جب مجھے ہوش آیا تو وہ پیکٹ میرے پاس موجود نہیں تھا' شنکر نے مجھے بتایا تھا کہ اگر روئی کے چراغ کو ایک مخصوص مدت تک روشن رکھا جائے تو تمہیں جیتے جاگتے روپ میں دیکھا جا سکتا ہے' میں نے اس روئی کو روشن نہیں کیا تھا' حالات کے پیش نظر مجھے اچانک جزیرے سے راہ فرار اختیار کرنی پڑی تھی اور پھر اس کے بعد ...."

"میں اچانک تمہیں جیتی جاگتی شکل میں مل گیا۔" ٹوٹو نے اس کا جملہ مکمل کیا۔" پھر بڑی خوبصورتی سے بات ٹالتے ہوئے بولا۔ "تمہارے لئے میرے پاس ایک خوشخبری بھی ہے' جاوید کو ڈاکٹروں نے چلنے پھرنے کی اجازت دے دی ہے' زخم بھرنے میں کچھ وقت لگے گا لیکن اب وہ خطرے سے باہر ہے۔"

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔" فیصل نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا تم ازخود میرے پاس آ گئے ہو یا ...."

"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا جواب قبل از وقت نہیں دیا جا سکتا۔" ٹوٹو نے کہا۔ "تمہیں وہ پرچھائیں بھی ضرور یاد ہو گی جس نے آڑے وقتوں میں تمہارا ساتھ دیا ہے .... کیا تم یقین کرو گے کہ اگر اس نے تمہاری مدد نہ کی ہوتی تو تم آج اس دنیا میں نہ ہوتے۔"

"کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون تھی؟"

"ہاں .... میں اسے بھی جانتا ہوں اور اس بات سے بھی بخوبی واقف ہوں کہ اس نے کسی بڑی طاقت کو ناراض کرنے کے بعد تمہاری مدد کی تھی۔"

"ٹوٹو .... میرا تجسس بڑھ رہا ہے' کیا تو مجھے اس کے بارے میں بتانا پسند کرو گے۔" فیصل نے بے چینی سے کہا۔

"پریشان مت ہو پرنس .... تم بہت جلد ساری باتوں سے واقف ہو جاؤ گے۔"

"تم نے بھی مجھے پرنس کہنا شروع کر دیا ...."

"شاکا اور شوالا کی نحوستیں اگر تمہاری زندگی میں نہ شامل ہوتیں تو تم واقعی پرنس ہی رہتے۔"

"انہوں نے میرے اوپر بہت ظلم ڈھائے ہیں' میں ان کی خباثتوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔"

"زندگی نشیب و فراز ہی کا نام ہے۔" ٹوٹو نے سمجھایا۔

"ترشولی کی مثال لے لو' وہ بھی تمہاری ہی طرح حالات کا شکار ہوئی تھی' تمہیں یاد ہو گا' کسی زمانے میں بلیوموں کے ممبران اسے قسمت کی دیوی کے نام سے یاد کرتے تھے' اسے شوالا جیسے بدکردار شیطان کی محبت اور شاکا کی پراسرار قوتوں کی پشت پناہی حاصل تھی لیکن اس کا انجام کیا ہوا' کیا تمہیں یقین تھا کہ شوالا جیسا مرد میدان میں اپنی ناکامی کا انتقام لینے کی خاطر اس کے حسین وجود کو پلک جھپکتے میں موت کی وادیوں میں گم کر دے گا' وہ اس دنیا میں نہیں ہے لیکن اس کی روح آج بھی تمہارے ارد گرد بھٹک رہی ہے' وہ فنا ہو جانے کے باوجود اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہے' اسی مقصد کا نام تو زندگی ہے' تم خوش قسمت ہو جو ابھی تک زندہ ہو' مایوسی گناہ ہے پرنس .... جو لوگ دولت اور شہرت کے لالچ میں بھٹکتے رہتے ہیں وہ زندگی کے حسن سے کبھی فیض یاب نہیں ہوتے' ہو سکتا ہے وہ اوپر سے بہت مطمئن اور خوشحال نظر آتے ہوں لیکن اندر سے بہت سہمے سہمے اور کھوکھلے ہوتے ہیں۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن میرا خیال ہے کہ میرا سب سے بڑا دشمن نکا ہے جو درپردہ مجھے تباہی کے راستوں کی سمت دھکیلتا رہا ہے۔"

"لیکن قدرت نے تمہارا ساتھ دیا .... مجذوب کے تسبیح کے دانوں کو یاد کرو جس کے معجزے تمہاری زندگی کی ضمانت بنے رہے' اس نیک دل بزرگ کو یاد کرو جس نے تمہارے بزرگوں سے کئے ہوئے وعدوں کی خاطر آخری وقت تمہارا ساتھ دیا اور اب .... میں تمہارے ساتھ ہوں' تم میری قوتوں سے ابھی تک ناواقف ہو' میں وہ کچھ کر سکتا ہوں تم جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے' شنکر تو محض ایک راستے کا پتھر ہے' تم ایک اشارہ کرو میں اسے ٹھوکر مار کر تمہارے راستے سے ہمیشہ کے لئے ہٹا دوں گا لیکن میری ایک نصیحت یاد رکھنا .... قدرت نے فرعون کے لئے ایک موسیٰ بھی پیدا کیا ہے۔ قناعت اچھی چیز ہے لیکن انسان کو جدوجہد بھی جاری رکھنی چاہئے' جمود موت کا دوسرا نام ہے۔"

"خیریت تو ہے ...." فیصل نے ٹوٹو کے چہرے پر طاری **گمبھیر** سنجیدگی کو بغور محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "آج تم بڑے بڑے جملے بول رہے ہو' زندگی کے فلسفے

سے متعلق تمہارا مطالعہ بھی خاصا معلوم ہوتا ہے' کہاں سے سیکھی ہیں یہ باتیں۔"

"تجربات اور حادثات انسان کو ہر فلسفے سے آگاہ کر دیتے ہیں' میں نے تو ابھی ابتداء کی ہے۔"

"تم نے ابھی کہا تھا کہ میں تمہاری بے پناہ قوتوں کا تصور بھی کرنے سے قاصر ہوں" فیصل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا تم میری ایک فرمائش پوری کر سکتے ہو ...."

"تم حکم دو پرنس ...."

"جب سے میری ماں کا انتقال ہوا ہے میں نے انہیں ایک بار خواب میں بھی نہیں دیکھا .... کیا تم مجھے میری ماں کا دیدار کرا سکتے ہو۔"

ٹوٹو نے فیصل کو حیرت سے دیکھا پھر اس کے ہونٹوں پر ایک شریر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔" فیصل نے بے چینی کا اظہار کیا۔ "کیا میری خواہش کی تکمیل تمہارے اختیار سے باہر ہے۔"

"ماں اس مقدس رشتے کا نام ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتا' مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے' ماں مر سکتی ہے لیکن اس کی ممتا ہمیشہ اپنے پیاروں کے ساتھ سائے کی مانند رہتی ہے' تم اسے دیکھ نہیں سکتے یہ اور بات ہے۔"

"ٹوٹو .... کیا میری ماں کی ممتا بھی میرے ساتھ ہے ...."

"تمہیں یقین نہیں آتا تو اپنی نظروں سے دیکھ لو۔" ٹوٹو نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

فیصل نے یوں ہی نظریں گھما کر دیکھا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' اسے اپنی بصیرت پر شبہ ہو رہا تھا وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اپنی مرحوم ماں کو دیکھ رہا تھا جو اس کے قریب کھڑی اسے ممتا بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔"

"امی حضور ...." فیصل نے رندھی ہوئی آواز میں کہا "یہ .... آپ ہیں"

جواب میں ماں نے زبان سے کچھ نہیں کہا' اثبات میں گردن کو ہلا دینے پر اکتفا کیا اس کے ساتھ ہی ممتا کے جذبے آنسو کی شکل اختیار کر کے پلکوں پر تھرتھرانے لگے' ان نگاہوں میں دنیا جہاں کی محبت سمٹ آئی تھی' وہ نظریں والہانہ انداز میں فیصل کے چہرے پر بھٹک رہی تھیں' ان خاموش نگاہوں میں ان گنت سوالات تھے۔

"امی................ آپ .... آپ مجھ سے خفا تو نہیں ہے۔" فیصل نے رقت آمیز لہجے میں پوچھا۔

اس بار بھی ماں نے گردن کے اشارے سے نفی میں جواب دیا' اس کی ممتا بھری نگاہوں میں پیار کے سینکڑوں چراغ روشن تھے پھر آنسوؤں کے قطرے اس کی پلکوں سے ڈھلنے لگے' فیصل پلکیں جھپکائے بغیر ماں کے چہرے کے تقدس کو دیکھ رہا تھا کہ ایک گرجدار آواز اس کے کانوں میں گونجی ....

"بدبخت .... نانہجار .... ہاتھ میں ڈگڈگی آگئی ہے تو اسے بجانے کا سلیقہ بھی سیکھ لے .... کھال سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو دم سے پکڑ کر آسمان پر الٹا لٹکا دوں گا۔"

آواز کے ساتھ ہی ماں کی شکل فیصل کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی' اس نے پلٹ کر دیکھا تو وہی مجذوب جس نے اسے سفید تسبیح سے نوازا تھا ٹوٹو کو شعلہ بار نگاہوں سے گھور رہا تھا اور ٹوٹو بری طرح سہما سہما نظر آ رہا تھا۔

"اب نانی کیوں مر گئی ...." مجذوب نے ہاتھ میں دبی ہوئی آڑی ترچھی لکڑی کو ہوا میں نچاتے ہوئے کہا'

"آسمانوں پر اڑنے کی کوشش کر رہا تھا مردود .... مقدس روحوں کو پریشان کرتا ہے نابکار .... پٹاری میں دبا بیٹھا رہ ورنہ ٹانگ پکڑ کر جھر سے چیر دوں گا۔"

سڑک پر رواں دواں لوگوں کا ہجوم تھم گیا' وہ دیوانے کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے جو ان کے خیال کے مطابق ہوا سے باتیں کر رہا تھا' ٹوٹو نے بدستور فیصل کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اس لئے وہ دونوں ہجوم کی نظروں سے اوجھل تھے۔

"چڑ قناتی .... اب سانپ سونگھ گیا .... لپک لپک کر بڑی بڑی باتیں کرنی سیکھ گیا ہے .... نجاست کے کیچوے .... بلبلانا چھوڑ دے ورنہ نمدہ کس کے کھونٹی سے باندھ دوں گا ...."

"مم .... میں معافی چاہتا ہوں۔" ٹوٹو نے جلدی سے ایک ہاتھ سے کان پکڑ کر کہا۔ "دوبارہ ایسی غلطی کبھی نہیں کروں گا۔"

"بابا ...." فیصل نے مجذوب کو مخاطب کیا۔ "مجھے اپنی لکڑی عنایت کر دو .... مجھے سہارے کی ضرورت ہے۔"

"کلام مت کر ...." مجذوب نے پوری قوت سے لکڑی کو زمین پر مارتے۔

ہوئے کہا۔ "ریت کے ٹیلے پر چڑھ کر نابدان میں چھلانگ لگا دے .... تیرنا سیکھ لے الو کی دم فاختہ .... کب تک کنارے پر کھڑا غوطے کھاتا رہے گا۔"

"بابا .... تم میری رہنمائی کر دو .... میں رستے سے بھٹک گیا ہوں' مجھے ایک بار پھر اپنی تسبیح بخش دو' اس بار میں اسے بہت سنبھال کر آنکھوں سے لگا کر رکھوں گا .... مجھ پر اعتماد کرو بابا' حالات نے مجھے بہت دکھ دیئے ہیں .... میرا ہاتھ تھام لو۔"

مجذوب نے کوئی جواب نہیں دیا' ہاتھوں کی دوربین بنا کر فیصل کو اس طرح غور سے گھورنے لگا جیسے اس کے جملوں کی صداقت کو پرکھ رہا ہو' ٹوٹو بدستور سہما سہما نظر آ رہا تھا۔

"ملنگ بابا ...." اچانک ایک شخص اپنی کار سے اتر کر تیزی سے مجذوب کے قریب جاتے ہوئے بولا۔ "کل کی ریس میں میرا بلیک روز ٹرائی ہو رہا ہے' اس کے حق میں دعا کرو۔"

"تو بھی لنگوٹی کس لے .... تھوبڑے پر سیاہی تھوپ کر بگ ٹوٹ دوڑ لگا دے .... جہاں ستیاناس وہاں سوا ستیا ناس .... یا حق .... یا حق۔" مجذوب نے ایک نعرہِ قلندرانہ بلند کیا پھر دوڑتا ہوا ایک گلی میں داخل ہو گیا۔

"خدا کا شکر ہے کہ آج جان بچ گئی۔" ٹوٹو نے مجذوب کے جانے کے بعد اطمینان کا سانس لیا۔

"کیا تم واقعی اس مجذوب سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔" فیصل نے ٹوٹو کو ٹٹولنے کی خاطر دریافت کیا۔

"تم اس کے رتبے کی بلندی کو نہیں دیکھ سکتے .... میں اس کے قدموں کی دھول بھی نہیں ہوں۔" ٹوٹو نے بدستور سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر بولا۔ "کوئی اور بات کرو پرنس ...."

"فیصل نے ٹوٹو کو مزید کریدنا مناسب نہ سمجھا' پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے تھانے میں داخل ہوئے جہاں شنکر کسی زخمی آدم خور درندے کی مانند لاک اپ کے اندر ٹہل رہا تھا' اس کے چہرے پر غصے اور جھلاہٹ کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے' وہ بار بار رک کر یوں خلاء میں گھورنے لگتا جیسے اس کی پراسرار دور رس نگاہیں آنے والے کل کے حالات دیکھنے کی کوشش کر رہی ہوں' انسپکٹر شرما کو لاک اپ کے دوسرے حصے میں رکھا گیا تھا۔

"فیصل ٹوٹو کا ہاتھ تھامے آہنی سلاخوں کے پیچھے چلا گیا' ٹوٹو کے کہنے پر اس نے بس

ایک لمحے کو آنکھیں بند کی تھیں اور سلاخوں کی رکاوٹ کو عبور کر گیا تھا' لاک اپ کے باہر ایک مسلح پولیس مین کرسی پر آرام سے بیٹھا اپنے دوسرے ساتھی سے گپ لڑانے میں مصروف تھا۔

"رسی جل گئی پر بل ابھی تک نہیں گیا۔" فیصل نے ٹوٹو سے کہا۔ "تم نے دیکھا .... گندے علم کا یہ گندا شخص لاک اپ میں ہونے کے باوجود کس طرح سینہ تانے چہل قدمی کر رہا ہے۔"

کیا تم جانتے ہو کہ اس وقت اس کے دل میں کیا ہے۔" ٹوٹو نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "یہ اس وقت صرف اور صرف تمہیں موت کے گھاٹ اتارنے کے منصوبوں پر غور کر رہا ہے .... اندرونی طور پر اس نے اپنی شکست قبول کر لی ہے لیکن اب یہ تمہیں ساتھ لے کر ڈوبنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔"

"کیا اس کی ترکش کے سارے تیر بیکار ہو گئے۔" فیصل نے زہرخند سے پوچھا۔ "کیا اس کا سفلی کا علم' اس کی پراسرار ناپاک قوتیں اور کالی کا آشیرباد بھی اب اس کے کسی کے کام نہیں آئے گی۔"

"کالی نے اس سے منہ موڑ لیا ہے۔" ٹوٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "شنکر نے میرے بہکاوے میں آ کر منڈل سے نکل کر کالی کا **اپمان** کیا تھا اس لئے کالی کی مہان شکتی بھی اس سے روٹھ گئی ہے ...."

"پھر ٹوٹو نے فیصل کے ایما پر اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے اسے شنکر پر ظاہر کر دیا' شنکر فیصل کو خلاف توقع لاک اپ کے اندر اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر اس طرح اچھلا تھا جیسے اس نے اپنی موت کو دیکھ لیا ہے۔"

"تم ...." اس نے فیصل کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ .... کیا تمہیں مجھ سے مل کر خوشی نہیں ہوئی۔" فیصل نے کہا۔ "کبھی تو تم بڑے پیار سے مجھے متر (دوست) کہا کرتے تھے۔"

"پرنس ...." ٹوٹو نے فیصل کو ٹوکا۔ "تم بھول رہے ہو کہ تم شنکر کے لئے فیصل نہیں بلکہ اس کے ہم زاد ہو۔"

"کون ہو تم ...." شنکر نے فیصل کے جملے پر چونکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم فیصل ہو؟"

"تم مجھے فیصل سمجھ رہے ہو تو فیصل ہی سہی" فیصل نے بڑی خوبصورتی سے بات

بناتے ہوئے کہا "ورنہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو اور میں کون ہوں یہ راز تمہیں کالی مائی نے اس وقت بتا دیا تھا جب تم منڈل میں بیٹھے اسے راضی کرنے کی خاطر اس کا من پسند جاپ کر رہے تھے ...."

"تم نے میرے ساتھ فریب کیا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہو سکے گا۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔

"محبت اور جنگ میں سب چلتا ہے' تم نے بھی فیصل کو اپنی گندی قوتوں کے جال میں پھانس کر اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی تھی' آج تم میرے چنگل میں پھنس کر بے بس نظر آ رہے ہو۔"

"اس دھیان کو من سے نکال دو۔" شنکر نے تڑپ کر جواب دیا۔ "ایک بار ڈور کا سرا میرے ہاتھ میں آجانے دو پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ جال میں پھنسنا کسے کہتے ہیں۔"

"تمہارا یہ سپنا اب کبھی پورا نہیں ہوگا" فیصل نے حقارت سے کہا پھر اسے گھورتے ہوئے بولا "تمہارے من میں کیا ہے میں یہ بھی جانتا ہوں .... کیا یہ غلط ہے کہ ابھی تم صرف اور صرف مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کے منصوبوں پر اپنا سمے برباد کر رہے تھے۔"

"شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' فیصل کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتا رہا۔

"تمہیں روپا یاد ہے نا .... اس نے میرے اشارے پر تمہاری مرضی کے خلاف بیان دے کر فیصل کے دوست کو عدالت سے باعزت طور پر بری کرایا تھا .... اب روپا اس دنیا میں نہیں ہے لیکن تم اگر چاہو تو میں تمہیں پولیس کے آہنی پنجرے سے دودھ کی مکھی کی طرح باہر نکال سکتا ہوں ...."

"تم شاید میرے ساتھ ٹھٹھول کر رہے ہو۔" شنکر نے مسکرا کر جواب دیا۔

"پرنس ...." ٹوٹو نے مجھے خبردار کیا۔" یہ مکاری سے کام لے کر تمہیں چڑھانے کی کوشش کر رہا ہے ...."

"قانون کی نظروں سے بھاگا ہوا مجرم زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔" فیصل نے دل ہی دل میں ٹوٹو سے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ اسے فرار کا موقع فراہم کر دوں .... اصل کھیل کا لطف اس کے بعد ہی آئے گا۔"

"کیا سوچ رہے ہو مسٹر ہمزاد۔" شنکر نے کہا۔ "ابھی تو تم مجھے پولیس کے پنجرے سے آزاد کرانے کی بات کر رہے تھے' اب کس وچار میں گم ہو۔"

"میں سوچ رہا ہوں کہ کیا تم میری سہاتا لینی پسند کر لو گے۔" فیصل نے کہا اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "ایسی صورت میں کہ جب ہم دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں' فرق بہت تھوڑا سا ہے' تم مجھے دھوکے اور فریب سے موت کے گھاٹ اتارنے کے بارے میں اپنے گندے طلسم کا جال تیار کر رہے ہو جبکہ میں تمہیں وچن دیتا ہوں کہ جب بھی تمہیں ماروں گا للکار کر ماروں گا کسی خارش زدہ کتے سے بد تر حالات سے دوچار کر کے تمہارا کریا کرم کروں گا۔"

شنکر کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا' اس کی آنکھوں سے دہکتے شعلے ابل رہے تھے لیکن وہ خاموش کھڑا غصے میں اپنا نچلا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"نراش مت ہو میری جان۔" فیصل نے اس کی کیفیت پر مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں پنجرے میں قید کسی بے زبان پنچھی کو بھی مارنا مردانگی کے خلاف سمجھتا ہوں تم تو پھر منش ذات ہو' میں تمہیں کھل کر مقابلہ کرنے کا موقع ضرور دوں گا۔" پھر فیصل نے آگے بڑھ کر ٹوٹو کے مشورے پر شنکر کا ہاتھ تھام لیا اور سنجیدگی سے بولا "اب اپنی آنکھیں بند کر لو اور جب تک میں نہ کہوں خاموشی سے میرے ساتھ قدم ملا کر چلتے رہنا .... گھبراؤ نہیں .... میں نے تمہیں وچن دیا ہے اس لئے فریب نہیں کروں گا۔"

شنکر نے ایک لمحے کے لئے پس و پیش کیا۔ پھر فیصل کا ہاتھ تھام کر قدم آگے بڑھانے لگا' اسے یقین نہیں تھا کہ آہنی سلاخوں کی رکاوٹ کو پار کر سکے گا لیکن جب تھوڑی دیر بعد اس نے فیصل کے کہنے پر آنکھ کھولی تو وہ تھانے کے عقبی حصے میں موجود تھا لیکن اسے اس بات کی مطلق خبر نہیں تھی کہ لاک اپ سے باہر آتے وقت ٹوٹو نے کچھ سوچ کر اس کا وزنی تالا توڑ کر کنڈے میں پھنسا دیا تھا۔

"اب تم آزاد ہو شنکر ...." فیصل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں زندگی کی کچھ سانسیں ادھار دے رہا ہوں لیکن اس بات کو یاد رکھنا کہ تمہاری حقیقت میرے لئے اس حقیر کیڑے سے زیادہ نہیں ہے جسے جب چاہے جوتے کی نوک تلے روندا جا سکتا ہے۔"

شنکر کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ٹوٹو نے فیصل کو اس کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا تو وہ بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا پھر اچانک تھانے کے اندر کھلبلی مچی اور پولیس کی سیٹیوں کی آواز ابھرنی شروع ہوئی تو شنکر نے خطرے کی بو سونگھ کر فرار ہونے کی خاطر سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔

فیصل کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی ٹوٹو شریر نظروں سے شنکر کو قانون کی دسترس سے فرار ہوتے دیکھ رہا تھا!

○

تھانے کی حدود سے دور نکل کر اس نے اپنا رخ غریبوں کی بستی کی جانب کر دیا اب وہ دوڑنے بھاگنے کے بجائے تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا اسے یقین تھا کہ پولیس فوری طور پر اس کی تلاش کے سلسلے میں اس کے مکان کا رخ کرے گی پولیس کی نگاہوں سے بچنے کی خاطر ہی اس نے بستی کا رخ کیا تھا جہاں زیادہ تر کم تر درجہ کے ملازم پیشہ افراد رہتے تھے اس علاقے میں نیم پختہ سڑکوں پر ٹریفک بھی بہت کم تھا پھر بھی وہ بہت محتاط انداز میں سڑک سے ہٹ کر ناہموار راستے پر آگے بڑھ رہا تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ اس کی رگوں میں گردش کرنے والے خون کی حدت بھی بڑھتی جا رہی تھی اس کے ذہن میں صرف ایک ہی خیال صدائے بازگشت بن کر گونج رہا تھا "فیصل کی موت" ایسی ہولناک اور بھیانک موت جو اس کے انتقام کی آگ کو ہمیشہ کے لئے سرد کر دیتی ۔ پے درپے ناکامیوں نے اس کے اندر کے شیطان کو زیادہ خطرناک بنا دیا تھا اس نے اپنی تمام قوتوں کو آزما کر دیکھ لیا تھا لیکن ابھی تک اس طاقت کا سرغ نہیں لگا سکا تھا جو فیصل کی مدد کر رہی تھی۔

دو گھنٹے تک متواتر پیدل سفر کرنے کے بعد اس نے بستی کے ایک اسٹور میں قدم رکھا جہاں کاؤنٹر پر ایک بوڑھا شخص تنہا بیٹھا تھا اس کے برابر رکھے ہوئے فون نے شنکر کی توجہ اپنی جانب مبذول کی تھی اسٹور کے باہر رک کر اس نے اطراف کا جائزہ لیا پھر اس بات سے مطمئن ہونے کے بعد کہ قرب و جوار میں اس کے لئے کوئی خطرہ موجود نہیں تھا وہ کاؤنٹر کے قریب جا کر بوڑھے سے مخاطب ہوا۔

"کیا میں آپ کا فون استعمال کر سکتا ہوں۔"

"بڑے شوق سے ۔ لیکن فون کے استعمال سے پیشتر آپ کو کم از کم بیس روپوں کی خریداری کرنی ہوگی۔"

بوڑھے نے خشک لہجے میں کہا۔ پھر بڑ بڑاتے ہوئے بولا۔ "دوپہر سے اب تک صرف فون کرنے والے آ جا رہے ہیں اسٹور کھولنے سے تو بہتر تھا کہ میں ایک میز کرسی پر صرف

فون لے کر بیٹھ جاتا۔"

"آپ پریشان نہ ہوں بڑے صاحب مجھے بیس روپے سے زیادہ کی خریداری کرنی ہے لیکن اس سے پہلے ایک کال بہت ضروری ہے۔" شنکر نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ پھر جیب سے پچاس کا نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھا تو بوڑھے کی جھلاہٹ پل بھر میں کافور ہو گئی اس نے جلدی سے فون شنکر کی طرف کھسکا دیا اور پچاس کے نوٹ کو للچائی نظروں سے دیکھنے لگا۔

شنکر نے اپنے گھر کے نمبر ڈائل کئے تھے دوسری جانب سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی پھر پانچویں گھنٹی پر اس کے خاص ملازم گنگولی نے کال ریسیو کی۔

"میں اس وقت ایک اسٹور سے فون کر رہا ہوں میری کار راستے میں پنکچر ہو گئی ہے۔" شنکر نے محتاط انداز میں پوچھا۔ "کیا کچھ مہمان تو نہیں آئے تھے۔"

"آدھے گھنٹے پہلے پوری کوٹھی کھنگال کر گئے ہیں۔"

گنگولی نے تفصیل دہراتے ہوئے کہا۔ "پولیس نے سارے شہر کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔"

"نہیں۔ یہاں دور دور تک کوئی پنکچر بنانے والا دستیاب نہیں ہے اور مجھے فوری طور پر ایک ضروری میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے۔" شنکر نے تیزی سے کہا۔ "تم کوئی دوسری کار اور ضروری فائل لے کر آ جاؤ میرا کانفرنس ہال تک پہنچنا بہت ضروری ہے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ اس وقت غالباً اسٹور کا مالک یا دوسرے گاہک آپ کے قریب موجود ہیں۔"

"ہاں .... جلدی کر میرے پاس وقت بہت کم ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں .... گنگولی نے آپ کا نمک کھایا ہے میں آندھی اور طوفان کی طرح آپ تک پہنچنے کی کوشش کروں گا اور ضروری سامان بھی ساتھ لیتا آ رکھ دیا آپ مجھے صرف اشاروں میں پتہ سمجھا دیں۔" تیز

"بچوں کا خیال رکھنا کوئی تمہارے ساتھ آنے کی کوشش نہ کرے۔" ئے

"آپ گنگولی پر بھروسہ کر سکتے ہیں مالک میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں۔"

شنکر نے محتاط انداز میں اسٹور کا پتہ سمجھایا پھر ریسیور رکھ کر پچاس روپے کی دو چار چیزیں خریدیں اور باہر آ کر اس سڑک کی جانب تیز تیز قدم بڑھانے لگا جس کا پتہ اس نے گنگولی کو سمجھایا تھا شام کا جھٹپٹا ہو جانے کی وجہ سے اب خطرے کے امکانات بھی نسبتاً"

کم ہو گئے تھے' مقررہ مقام پر پہنچنے کے بعد اسے زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا گنگولی نے شنکر تک پہنچنے میں واقعی حیرت انگیز طور پر بڑی پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا تعاقب نہیں کیا گیا۔" شنکر نے پچھلی نشست پر بیٹھنے کے بعد اطمینان سے دریافت کیا۔

"آپ خود بھی تسلی کر سکتے ہیں مالک .... دور دور تک گاڑی تو کیا کسی چڑیا کے بچے کا نام و نشان بھی نہیں۔"

"وقتی طور پر تم نے میری رہائش کا کیا بندوبست کیا ہے۔"

"آپ چاہیں تو میں اپنے اعتماد کے دوستوں کے ہاں انتظام کر سکتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ آپ کے لئے ہوٹل براڈوے زیادہ مناسب رہے گا۔" گنگولی نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔ "اس کا مالک نہ صرف میرا دوست ہے بلکہ پولیس کی مٹھی گرم کرنے میں بھی کنجوسی نہیں کرتا' دنیا جانتی ہے کہ براڈوے میں کس قماش کے لوگ بسیرا کرتے ہیں اور ہوٹل کی آمدنی کا اصل ذریعہ کیا ہے لیکن آج تک کسی پولیس پارٹی نے بھولے سے بھی ادھر کا رخ نہیں کیا۔"

"ٹھیک ہے براڈوے ہی مناسب رہے گا لیکن تم وہاں وکرم کے نام سے کمرہ بک کرو گے۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا پھر پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہی بیٹھے اپنے حلیے میں ضروری تبدیلی کرنے لگا میک اپ کے ساتھ ساتھ اس نے اپنا لباس بھی تبدیل کر لیا تھا پھر آدھے گھنٹے بعد ہی براڈوے کے تھرڈ فلور کے ایک آرام دہ کمرے میں بیٹھا گنگولی سے کہہ رہا تھا۔ "تم اپنے لئے بھی ایک کمرہ بک کر لو لیکن فرضی نام سے وہاں تم اپنے کسی قابل اعتماد آدمی کو ٹھہراؤ گے جو پولیس کے سلسلے میں میرے لئے مخبری کا کام سرانجام دے گا ہوٹل کے باہر ہر وقت ایک گاڑی کی موجودگی بھی ضروری ہے اور وہاں اپنے آدمی کو اس بات کی ہدایت بھی کر دینا کہ خطرے کے وقت وہ آتشیں اسلحہ کے استعمال میں کسی جھجک یا بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔"

"آپ فکر ہی نہ کریں مالک پولیس ہماری لاشوں پر سے گزرنے کے بعد آپ تک پہنچ سکے گی۔" گنگولی نے سینہ ٹھونک کر جواب دیا پھر سرسراتے ہوئے لہجے میں بولا۔ "اگر آپ کا اشارہ ہو تو اس مسلے (مسلمان) کو ٹھکانے لگوا دوں جو ...."

"نہیں ...." شنکر نے تیزی سے کہا۔ "تم سے جتنا کہا گیا ہے صرف اسی حد تک محدود رہنا۔"

"جو حکم مالک ...."

پھر شنکر نے صبح کے اخبارات منگوائے اور ضروری ہدایات دے کر گنگولی کو رخصت کر دیا۔ گنگولی کے جانے کے بعد شنکر نے ایک منتر کا جاپ کر کے کمرے کے چاروں طرف دائرے کی شکل میں انگلی گھمائی پھر صبح کے اخبار میں ماتھر کی موت اور اس کی اور انسپکٹر شرما کی گرفتاری کی خبریں شائع ہوئی تھیں ایک اخبار میں شرما کی تصویر بھی چھپی تھی جسے دیکھ کر شنکر کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی اس نے بریف کیس کھول کر ایک خنجر نکالا پھر شرما کی تصویر سامنے رکھی اور فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ خاصی دیر تک وہ پلکیں جھپکائے بغیر آنکھیں پھاڑے۔ شرما کی تصویر کو دیکھتا رہا پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں اس کے ہونٹوں نے مشینی انداز میں کسی منتر کا جاپ شروع کر دیا تھا جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے ہونٹوں کی جنبش میں تیزی آتی جا رہی تھی منتر کے پڑھنے کے دوران وہ بار بار "جے درگا" .... "جے کالی" اور "جے گنیش" کے نعرے بھی بلند کر رہا تھا اس کے چہرے پر دنیا جہان کی خباثت منڈلا رہی تھی وہ اس وقت سفلی کے ایک ایسے خطرناک عمل میں مصروف تھا جس میں خبیث ارواح کی شیطانی قوتوں سے مدد لی جاتی ہے عمل کے دوران غلیظ اور نجس حرکتیں بھی کرتا جا رہا تھا مگر اس نے اپنی آنکھیں بدستور سختی سے بھینچ رکھی تھیں۔ نصف رات گئے تک وہ عمل میں گم رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں جو خون میں ڈوبی نظر آ رہی تھیں آنکھیں کھول کر اس نے قریب رکھا ہوا خنجر اٹھا کر اس کے دستے پر گرفت مضبوط کی پھر دوبارہ شرما کی تصویر پر نظریں جما دیں اس کی آنکھیں بتدریج پھیلتی جا رہی تھیں اس کے چہرے پر ہولناک سنجیدگی طاری تھی پھر اس کا خنجر والا ہاتھ آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہونا شروع ہوا وہ بدستور قہر آلود نظروں سے شرما کی تصویر کو گھور رہا تھا ہاتھ پوری طرح فضا میں بلند کرنے کے بعد اس نے بڑی کریہہ آواز میں "جے بھوانی" اور "جے درگا" کا نعرہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی نہایت قاتلانہ انداز میں تصویر پر پیٹ کے مقام پر خنجر کے وار کرنے لگا پے درپے تین بار قاتلانہ حملے کر کے اس نے خنجر ایک سمت رکھ دیا پھر اس مقام پر نظریں جما دیں جہاں اس نے وار کیا تھا اس کے دل کی دھڑکنیں تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھیں وہ آنکھیں پھاڑے تصویر کو گھور رہا تھا پھر جب تصویر کے پھٹے ہوئے حصوں پر خون کی رنگت آہستہ آہستہ ابھر کر گہری ہونے لگی تو اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹیں جاگ اٹھیں' ایک طویل عرصے کے بعد اس نے سفلی کے اس خطرناک عمل کو آزمایا تھا اور اسے اپنے ارادے میں مایوسی نہیں ہوئی تھی۔ خوشی کے اظہار کے لئے شنکر نے

دوبارہ گندی قوتوں کی دیوی اور دیوتاؤں کے نام کے نعرے بلند کئے پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کر کے خلاء میں گھورنے لگا۔ اب اس کے ذہن میں فیصل اور اس کے ہم زاد کا تصور کلبلا رہا تھا۔

○

ڈیوٹی پر موجود مسلح گارڈ نے راہداری کا آخری راؤنڈ لیا رات نصف سے زیادہ گزر چکی تھی رات کا ڈیوٹی افسر بھی میز پر ٹانگ رکھے لمبے لمبے خراٹے لے رہا تھا اس خیال سے کہ اس کی نیند میں خلل نہ ہو اس نے حسب معمول فون کا ریسیور اٹھا کر میز کے ادھ کھلے دراز میں الگ رکھا تھا۔ تھانے کے صدر دروازے پر بیٹھے ہوئے دونوں نائٹ واچ مین بھی کرسی پر بیٹھے اونگھ رہے تھے گارڈ نے اپنا راؤنڈ پورا کرنے کے بعد لاک اپ کے سامنے آ کر اندر جھانکا جہاں زیرو پاور کا نیلا بلب ٹمٹما رہا تھا لاک اپ کا واحد قیدی انسپکٹر شرما فرش پر بچھے کمبل پر ٹانگیں پسارے گہری نیند میں غرق تھا۔

گارڈ نے کھڑے ہی کھڑے منہ پھاڑ کر ایک طویل جمائی لی۔ پھر رائفل کندھے سے اتار کر دیوار کے سہارے کھڑی کی اور اسٹول پر بیٹھ کر دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ دل ہی دل میں وہ اس ڈیوٹی افسر کو مغلظات سنا رہا تھا جس نے اپنی منہ مانگی رقم نہ ملنے پر اسے انتقاماً" رات کی ڈیوٹی پر لگا دیا تھا۔ خاصی دیر تک وہ تصور ہی تصور میں ڈیوٹی افسر کے ساتھ الجھتا رہا پھر اس پر غنودگی کے بوجھل اثرات طاری ہونے شروع ہو گئے۔ اس کا سر بار بار ایک جانب ڈھلکنے لگا تھا تین چار بار اس نے نیند پر حاوی آنے کے لئے خود کو بیٹھے بٹھائے اٹینشن پوزیشن میں لانے کی کوشش کی لیکن پھر وہ بھی نیند کی وادیوں میں ڈوب کر خراٹے بھرنے لگا مگر شاید پر سکون نیند اس کی قسمت میں نہیں تھی ابھی اس کو سوئے بمشکل دس پندرہ منٹ ہی ہوئے تھے کہ وہ کسی چیخ کی آواز سن کر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا فوری طور پر اس نے رائفل پر قبضہ کیا۔ پھر تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے چیخ کی دوسری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے پلٹ کر لاک اپ کے اندر کی سمت دیکھا جہاں انسپکٹر شرما فرش پر پڑا خوف زدہ انداز میں چیخ رہا تھا۔

"بچاؤ .... بچاؤ .... بھگوان کے لئے میری مدد کرو۔"

"ستیاناس جائے تیرا ...." ڈیوٹی گارڈ نے حقارت سے کہا "سرا سوتے میں

بھی کسی ڈرامے کی ریہرسل کر رہا ہے۔"

"نہیں .... نہیں .... مجھے مت مارو .... مجھ پر دیا کرو .... بچاؤ .... بچاؤ" انسپکٹر شرما نے اب باقاعدہ بچاؤ بچاؤ کی رٹ لگانی شروع کر دی تھی اس کی آواز سے خوف جھلک رہا تھا فرش پر پڑے پڑے وہ یوں ہاتھ پیر کو جنبش دینے کی کوشش کر رہا تھا جیسے اٹھنے کی جان توڑ کوشش کر رہا ہو لیکن طاغوتی قوتوں نے اسے جکڑ رکھا ہو۔

چیخ پکار کی آواز سن کر دونوں نائٹ واچ مین بھی ادھر آ گئے پھر ڈیوٹی افسر بھی آنکھیں ملتا ہوا قریب آ کر غرایا۔ "یہ سب کیا ہے .... کیوں .... شور کر رہا ہے"

"سر ...." گارڈ نے لاک اپ کے اندر کی جانب اشارہ کیا۔ "ہمارے شرما جی کو شاید مچھر اور کھٹمل پریشان کر رہے ہیں۔"

"شٹ اپ ...." ڈیوٹی افسر نے گارڈ کو جھڑک دیا پھر اندر دیکھنے لگا جہاں انسپکٹر شرما بدستور کرب کی حالت سے دوچار تھا وہ اٹھنے کے لئے ساری جان سے مچل رہا تھا لیکن ہاتھ پیروں کو جنبش دینے سے قاصر تھا۔

"بھگوان کے لئے .... نہیں نہیں .... بچاؤ بچاؤ .... اوغ .... غو ...."

پھر اس وقت ڈیوٹی افسر کے علاوہ سب ہی کے اوسان خطا ہو گئے جب انہوں نے شرما کے پیٹ سے خون کا فوارہ بلند ہوتے دیکھا لاک اپ میں شرما کے سوا کوئی اور نہیں تھا لیکن ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کوئی نادیدہ قاتل اسے بے دردی سے قتل کر رہا ہو شرما کی کربناک چیخ کی آوازیں رات کے سناٹے میں دور دور تک پھیل رہی تھیں اس کے تڑپنے کا انداز ظاہر کر رہا تھا جیسے وہ خود کو موت کے چنگل سے بچانے کی خاطر پوری جدوجہد کر رہا ہے پھر یکے بعد دیگرے تین بار وہ کمر کے بل زمین سے اچھلا اس کے پیٹ پر تین مقام سے خون کے چھینٹے بلند ہوئے پھر شرما کے جسم نے اچھلنا بند کر دیا اس کی چیخ و پکار کی آوازیں بھی بتدریج اس کے ڈوبتے وجود کے اندر گھٹنے لگی تھیں اس کا جسم اب تشنج کی اذیت ناک کیفیتوں سے دوچار تھا کچھ دیر تک وہ فرش پر پڑا ہاتھ پاؤں مارتا رہا پھر اس کا جسم ساکت ہو گیا اور گردن ایک سمت ڈھلک گئی۔

"ڈیوٹی افسر اور اس کے ساتھی لاک اپ کے باہر کھڑے اس طرح آنکھیں پھاڑے

سب کچھ دیکھ رہے تھے جیسے شرما کی دردناک موت اور فرش پر جمتا ہوا گاڑھا گاڑھا انسانی خون ان کے لئے محض ایک خواب تھا۔ ایک بھیانک اور ہولناک خواب ایسا لگ رہا تھا جیسے ان سب کو سانپ سونگھ گیا تھا پھر سب سے پہلے ڈیوٹی افسر کی بوکھلائی ہوئی آواز ابھری۔

"گارڈ .... لاک اپ کا دروازہ کھولو............... جلدی ....

ہمیں اسے فوری طور پر ہسپتال لے جانا ہوگا .... تم لوگ اسے اٹھا کر باہر لاؤ میں ایمبولینس کے لئے فون کرتا ہوں .... ایس ایچ او صاحب کو خبر دینی بھی ضروری ہے۔" پھر وہ ضروری کارروائی کی خاطر بوکھلایا ہوا اپنے کمرے کی جانب لپکا تھا۔

"ایک گھنٹے کے اندر اندر پولیس اور انتظامیہ کے بیشتر اعلیٰ حکام تھانے کے اندر جمع ہو چکے تھے پولیس سرجن نے لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے اٹھوانے سے پہلے اس کا بغور معائنہ کیا تھا شرما کی پیٹ کی کھال تین جگہ سے ایک ہی انداز میں چاک تھی اور شگاف کی پیمائش بھی ایک ہی جیسی نظر آ رہی تھی لاش کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد اس نے کہا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ اسے کسی تیزدھار خنجر سے قتل کیا گیا ہے۔"

"لیکن تھانے پر موجود عملے کا بیان ہے کہ وہ پوری طرح چوکس تھے اور انہوں نے کسی کو لاک اپ کے اندر جاتے نہیں دیکھا تھا۔" ڈی آئی جی نے سنجیدگی سے کہا۔ "ڈیوٹی افسر نے ایس ایچ او کی موجودگی میں لاک اپ کا تالا کھولا تھا۔"

"جو کچھ ہو رہا ہے وہ ناقابل یقین ہے۔" کمشنر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ "شنکر کے فرار کے وقت بھی آن ڈیوٹی اسٹاف پوری طرح الرٹ تھا لیکن وہ سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور سب انسپکٹر شرما کو کسی نادیدہ قوت نے عبرت انگیز طور پر خنجر کے وار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کیا عدالت ان پر اسرار کہانیوں پر یقین کر لے گی؟ اخبارات کو پولیس کے خلاف بات کا بتنگڑ بنانے کے لئے موقع کی تلاش رہتی ہے وہ تو ان خبروں کو اور زیادہ نمک مرچ لگا کر شائع کریں گے ہمیں جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔"

"سر..............." ایس ایچ او نے ڈی آئی جی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے مخبروں نے بتایا ہے کہ شنکر کالے علم اور سفلی کا بھی ماہر ہے اور سفلی کے گندے عمل کے ذریعے اس قسم کی وارداتوں کا ارتکاب ممکن بھی ہو سکتا ہے۔"

"ڈونٹ بی فولش۔" کمشنر نے تلملا کر کہا۔ "یہ سب کتابی باتیں ہیں مجھے شبہ ہے کہ ان دونوں وارداتوں میں ہمارا کوئی ضمیر فروش آدمی بھی ضرور ملوث ہے۔"

ڈی آئی جی نے ایس ایچ او کو خشمگیں نظروں سے دیکھا لیکن اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور ایس ایچ او نے جلدی سے ریسیور اٹھا لیا پھر اس نے ریسیور کمشنر کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا "آپ کی کال ہے سر..............."

"ہیلو ...." کمشنر نے ریسیور لیتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا اس کے لہجے سے بدستور جھلاہٹ عیاں تھی۔

"تم جنہیں کتابی باتیں سمجھ رہے ہو وہ آج بھی اتنی ہی سچ ہیں جتنی یہ بات سچ ہے کہ تم گھر سے جلدی میں روانگی کے وقت اپنی بیوی کا وہ رومال جیب میں رکھ لائے ہو جس سے وہ تمہارے گال پر لگی اپنی لپ اسٹک صاف کر رہی تھی۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"کون ہو تم ....؟" کمشنر نے حیرت سے پوچھا پھر اس کا ہاتھ غیر اختیاری طور پر جیب میں رینگ گیا جہاں اس کی بیوی کا رومال موجود تھا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے میری بات کی تصدیق بھی کر لی۔" دوسری جانب سے چبھتے لہجے میں کہا گیا۔ "مجھے اپنا دوست ہی سمجھو۔ ہو سکتا ہے کہ میں صبح تک تمہیں شنکر کے اس پتے سے بھی آگاہ کر دوں جہاں وہ روپوش ہے وہاں سے تمہیں شرما کے قتل کے ثبوت بھی مل جائیں گے لیکن شاید شنکر ایک بار پھر تمہارے ہاتھوں سے بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو جائے۔"

"ہیلو............ ہیلو............" کمشنر نے کریڈل پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا لیکن دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کیا جا چکا تھا......!!"



ٹوٹو سنجیدگی سے بیٹھا خلا میں دیکھ رہا تھا پھر اس کے ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی۔ اس نے فیصل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہی ہوا جس کا مجھے یقین تھا۔ شنکر نے انسپکٹر شرما پر اپنا سفلی کا عمل آزمایا ہے اور اسے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں ہوئی۔"

"کیا شرما ...."

"ہاں" ٹوٹو نے تیزی سے کہا پھر اس عمل کی تفصیل دہرانے لگا جس کے بعد شنکر نے شرما کو قتل کیا تھا۔

"نہیں........" فیصل نے حیرت سے کہا۔ "کیا آج کے دور میں بھی یہ سب کچھ ممکن ہے؟"

"تمہاری سائنس بہت زیادہ ترقی کر گئی ہے پرنس لیکن اب بھی ہزاروں ایسی پراسرار باتیں ہی جن کی کوئی توجیہہ پیش نہیں کی جا سکتی لیکن وہ اپنی جگہ زندہ حقیقت ہیں' میرے وجود ہی کو لے لو .... کیا تم محض پیاس کی شدت سے کسی بھٹکتی ہوئی روح کی دنیا میں واپسی تسلیم کر سکتے تھے ....؟" ٹوٹو نے مسکراتے ہوئے کہا "کمشنر بھی ان باتوں کو وہم سمجھ رہا ہے لیکن بہت جلد اسے بھی قائل ہونا پڑے گا میں نے گنگولی کے ذریعہ اسے فون پر ایک ایسا دلچسپ ثبوت پیش کرایا ہے کہ اس کی عقل بھی خبط ہو رہی ہے۔"

"شنکر کے حوصلے تو شرما کی موت سے بہت بلند ہو گئے ہوں گے؟"

"ہاں .... وہ بہت اونچی ہواؤں میں اڑ رہا ہے ...." ٹوٹو نے لاپروائی سے کہا۔ "ٹھیک چوبیس گھنٹے بعد وہ تمہارے اوپر بھی وہی عمل کرے گا جس کے ذریعہ اس نے شرما کو ہلاک کیا ہے۔"

"پھر........" فیصل نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "تم نے کیا سوچا ہے؟"

"تم شنکر کو میری مرضی پر چھوڑ دو .... میں بہت جلد اسے اس کی

صلاحیتوں سے محروم کر دوں گا۔" اس بار ٹوٹو نے سفاک لہجے میں کہا۔ "یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی حالت تمہاری موجودہ کیفیت سے بھی زیادہ اذیت ناک اور عبرت انگیز ثابت ہو۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ اس کی بربادی کا تماشہ دیکھوں گا۔"

"تمہارا آپریشن قریب ہے پرنس .... تم اس سے نپٹ لو میں شنکر کو ایک جھٹکا اور پہنچانا چاہتا ہوں۔" ٹوٹو نے کہا پھر بولا۔

"اگر تم برا نہ مانو تو میں اس بار ترشولی کو ساتھ لے جاؤں ...."

"کیا شنکر کی پراسرار قوتوں کو بھی روپا کی اصلیت کا علم نہیں ہو سکے گا۔"

"تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ میں روپا کے ہمراہ رہوں گا۔"

"لیکن وہ اس وقت کہاں ہو گی؟"

"ٹوٹو نے جواب دینے کے بجائے دروازے کی سمت دیکھا جہاں سے روپا برقع کا نقاب پلٹے اندر داخل ہو رہی تھی' فیصل کے قریب آ کر اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "پرنس .... میں نے طے کر لیا ہے کہ جب تمہارا آپریشن ہو گا تو میں تمہارے بہت قریب رہوں گی۔"

"کیوں؟ کیا تمہیں میرے آپریشن کی کامیابی کی امید نہیں ہے۔"

"حالات نے میری روح کو بھی خوفزدہ کر دیا ہے.......... میں آخری وقت تک تم سے قریب رہنا چاہتی ہوں لیکن.......... کیا تم میری اس خواہش کو پسند کرو گے۔"

"مجھے آج بھی تمہاری موت کا غم ہے لیکن روپا کے روپ میں تمہارا کسی کے سامنے آنا مناسب نہیں ہو گا۔ پولس آج بھی روپا کی گمشدہ لاش کی تلاش میں تمام ممکنہ ٹھکانوں کی کڑی نگرانی کر رہی ہے۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو میں نے ایک بہت ہی آسان طریقہ سوچ لیا ہے۔" روپا نے ترشولی کے لہجے میں کہا۔ "اسپتال کی ایک نرس محبت میں دھوکا کھانے کے بعد خود کشی کا ارادہ کر چکی ہے' میں اس کے جسم کو اپنانے کے بعد ہروقت تمہارے قریب رہوں گی۔"

"اس کو اس کے ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کرو پرنس ...." ٹوٹو نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہارے پیار کی شدت نے اس کی روح کو انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے .... اگر اس نے نرس کو مارا تو اس کا خون تمہاری گردن پر ہو گا۔"

"کیا تم اسے نہیں روک سکتے۔" فیصل نے دل ہی دل میں ٹوٹو سے سوال کیا۔

"روک سکتا ہوں لیکن اس کے لئے مجھے اس کی روح سے روپا کے جسم کو چھینا پڑے گا اور روپا کے جسم سے نکلنے کے بعد یہ میری دسترس سے پھر آزاد ہو جائے گی۔" ٹوٹو نے سوچتے ہوئے جواب دیا "تم اسے یقین دلانے کی کوشش کرو کہ یہ روپا کی شکل میں بھی آپریشن تھیٹر میں تمہارے قریب رہ سکتی ہے میں ایسے حالات پیدا کر دوں گا کہ وہ کسی اور کو نظر نہ آ سکے گی۔"

"کیا تم ایسا کر سکتے ہو ....؟" فیصل نے حیرت سے دریافت کیا۔

"ٹوٹو نے جواب میں ہونٹوں کو دائرے کی صورت دے کر پھونکا تو دھویں کی ایک لکیر لہراتی ہوئی نکلی اور کچھ دیر تک روپا کے اطراف گردش کرنے کے بعد غائب ہو گئی۔ "اب یہ میری مرضی کے بغیر کسی کو نظر نہیں آ سکے گی۔" ٹوٹو نے سنجیدگی سے کہا۔

"تم کس سوچ میں گم ہو پرنس .... کیا تم اپنی ترشولی کی روح کو تسکین کی خاطر اس سے جھوٹی محبت کا اظہار بھی نہیں کر سکتے۔" ترشولی کے لہجے میں درد تھا۔

"میں تمہیں خود سے قریب رکھنے کی خاطر ہی ایک عمل کر رہا تھا" فیصل نے کہا۔ "اب تم جہاں چاہے آ جا سکتی ہو۔ تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔"

"سچ ...." وہ خوشی سے بولی "تم کہیں ترشولی سے مذاق تو نہیں کر رہے ہو۔"

اس وقت عنبرین جاوید کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی تو روپا کے چہرے پر خوف پھیل گیا' ایک لمحے کو فیصل بھی بوکھلا گیا تھا لیکن ٹوٹو نے غلط نہیں کہا تھا' روپا کا جسم عنبرین اور جاوید کو نظر نہیں آ رہا تھا' جاوید کو قریب دیکھ کر فیصل کی مسرتوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا وہ بہت کمزور ہو گیا تھا لیکن اپنے قدموں پر کھڑا تھا۔

"تم بہت کمزور ہو گئے ہو ...." فیصل نے بڑی اپنائیت سے کہا۔ "تمہیں ابھی آرام کی ضرورت ہے ...."

"خدا کرے تمہارا آپریشن کامیاب ہو جائے اس کے بعد میں آرام بھی کر لوں گا۔" جاوید نے فیصل کا ہاتھ تھام کر جواب دیا۔

"اگر جناب نے ساری محبت پرنس کے لئے وقف کر دی تو میرا کیا بنے گا؟" عنبرین نے اتنی معصومیت سے جاوید سے شکوہ کیا کہ سب ہی مسکرا دیئے۔

"پرنس ...." ٹوٹو نے کہا۔ "میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں تم جاوید کے جانے کے بعد ترشولی کو اس بات پر آمادہ کر لینا کہ وہ کل ٹھیک اسی وقت ہوٹل براڈوے

کی تیسری منزل پر پہنچ جائے جہاں شنکر مقیم ہے' باقی کام میں سنبھال لوں گا۔"

"فیصل نے اثبات میں سر کو خفیف جنبش دی تو ٹوٹو نظروں سے اوجھل ہو گیا' ترشولی روپا کی صورت میں بدستور کمرے میں موجود تھی اور فیصل' جاوید اور عنبرین کی باتوں میں دلچسپی لے رہی تھی ....!!"



شنکر فرش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا اپنے گندے عمل میں مصروف تھا' اس کے سامنے فرش پر فیصل کی تصویر رکھی تھی اور تصویر کے ساتھ ہی وہ خنجر رکھا تھا جس کے ذریعہ اس نے سفلی کے عمل سے انسپکٹر شرما کو پراسرار طور پر ٹھکانے لگایا تھا لیکن ابھی تک اس نے خنجر کے پھل سے خون نہیں صاف کیا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور ہونٹ مشینی انداز میں اسی آزمودہ منتر کا جاپ کر رہے تھے جسے وہ ایک بار پہلے بھی آزما چکا تھا اسکے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی۔ عمل شروع کئے اسے پندرہ منٹ گزر چکے تھے لیکن پھر وہ محویت برقرار نہ رکھ سکا۔ کمرے میں گونجنے والی ایک مانوس آواز سن کر اس کا ذہن بار بار بھٹک رہا تھا پھر اس نے جھلا کر آنکھیں کھول دیں۔ خلاف توقع روپا کو اپنے سامنے دیکھ کر ایک لمحے کو شنکر کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں مگر دوسرے ہی لمحے اس کی پیشانی پر آڑھی ترچھی سلوٹیں نمودار ہونی شروع ہو گئیں' وہ سفلی کا عمل بھول کر روپا کو گہری نظروں سے گھورنے لگا اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ روپا کے بارے میں اسے یہی معلوم تھا کہ وہ ماتھر کی گولیوں کا نشانہ بنی تھی پھر آپریشن سے پیشتر ہی وہ موت کی گہری نیند سو گئی تھی اس کے بعد شنکر کو معتبر ذرائع سے روپا کی لاش کی گمشدگی کی خبر ملی تھی لیکن اس وقت روپا زندہ حالت میں سامنے کھڑی اسے شکایت بھری نظروں سے گھور رہی تھی۔

یہ بھی ممکن تھا کہ پولیس نے اس کی موت اور لاش کی گمشدگی کی جھوٹی خبر اڑا دی ہو' روپا کو شنکر نے لازوال قوتوں سے لیس کیا تھا ممکن ہے وہ مری نہ ہو' صرف زخمی ہوئی ہو اور آپریشن تھیٹر میں ہوش آ جانے کے بعد وہ کسی خاص مصلحت کی بناء پر اسپتال سے روپوش ہو گئی ہو۔ شنکر کو اچھی طرح یاد تھا کہ وہ فیصل کے سلسلے میں سفلی کا عمل شروع کرنے سے پہلے دروازے کو اندر سے بولٹ کرنا نہیں بھولا تھا اسے یہ بھی معلوم تھا کہ روپا کسی ایسی قوت کی مالک نہیں تھی کہ بند دروازے سے گزر کر اندر آ سکتی' کسی خیال کے

تحت شنکر نے پلٹ کر دروازے کی سمت دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں' دروازے کے بولٹ نیچے گرے ہوئے تھے جس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ یا تو وہ دروازہ بند کرنا بھول گیا تھا یا کسی پراسرار طاقت نے دروازہ کھول دیا تھا۔ "وہ پراسرار قوت کون ہو سکتی ہے؟" شنکر کے ذہن میں ایک سوال تیزی سے ابھرا پھر اسے گنگولی کے اس نائب کا خیال آ گیا جو دوسری منزل پر رہائش پذیر تھا' شنکر نے اسے بطور خاص ہدایت دی تھی کہ کسی کو بھی اس کے کمرے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملنی چاہئے............ پھر............ روپا کی موجودگی کس طرح ممکن ہوئی؟؟"

ٹوٹو خاموشی سے ایک طرف کھڑا شنکر کی بدحواسی کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا' روپا بدستور شنکر کو گھور رہی تھی۔

"تم ...." شنکر نے تھوڑے توقف کے بعد سنجیدگی سے کہا زندہ ہو ...."

"کیا تمہیں مجھے زندہ دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی۔" روپا کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی' اس وقت اس کے بولنے کا لب و لہجہ اور انداز حیرت انگیز طور پر روپا ہی سے ملتا جلتا تھا' شنکر کی نظروں میں تجسس کا رنگ کچھ اور گہرا ہو گیا۔

"تمہاری غلطی بھی ہے روپا رانی!" شنکر کے ہونٹوں پر مکارانہ مسکراہٹ ابھری۔" تم نے اسپتال سے فرار ہونے کے بعد مجھے اطلاع بھی نہیں دی۔"

"کیا تم اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعہ میرے بارے میں معلوم نہیں کر سکتے تھے؟" روپا نے سپاٹ آواز میں پوچھا پھر تلخ لہجے میں فرش پر رکھی ہوئی فیصل کی تصویر کو دیکھتے ہوئے بولی۔ "تمہیں شاید اپنے دشمنوں سے اتنی فرصت نہیں مل سکی کہ دوستوں کو یاد کر سکتے۔"

"تم کچھ دیر آرام کرو ...." شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں اس سمے ایک ضروری عمل کر رہا ہوں' اس سے نپٹنے کے بعد تم سے آرام سے باتیں ہوں گی۔"

"نہیں ...." روپا نے تیزی سے کہا "جب تک میں زندہ ہوں تم پرنس کو نہیں مار سکو گے۔"

"روپا............" شنکر سرسراتے لہجے میں بولا۔ "کیا تم بھول گئیں کہ میں کون ہوں؟"

"پرنس نے مجھے موت کے منہ سے نکالا تھا اسپتال سے وہی مجھے اپنے ساتھ لے گیا

تھا اگر وہ میری سہائتا نہ کرتا تو شاید ...."

"تو جسے فیصل سمجھ رہی ہے وہ فیصل نہیں ہے .... وہ اس کا ہم شکل شیطان ہے۔" شنکر نے جھلا کر کہا پھر چونک کر بولا۔ "شاید اسی نے تجھے میرا منتر کھوٹا کرنے کے کارن یہاں بھیجا ہے۔"

"ہاں .... اب تم ٹھیک راستے پر سوچ رہے ہو۔" روپا کے ہونٹوں پر بڑی زہریلی مسکراہٹ ابھری۔ "وہ اس کی شکتی ہے جس نے مجھے ایک نیا جیون دان کیا ہے' اسی کے کارن میں اس سمے تمہارے سامنے موجود ہوں' تمہارا وہ آدمی جو دوسری منزل پر کسی شکاری کتے کی طرح منڈلا رہا ہے وہ بھی میرا راستہ نہیں کاٹ سکا اور تمہارے کمرے کا دروازہ بھی اسی مہان شکتی نے میرے لئے کھولا ہے"

"لیکن اب وہ راکھشش تجھے شنکر کے ہاتھ سے نہیں بچا سکے گا۔" شنکر اچھل کر کھڑا ہو گیا اس کے تیور اچانک خطرناک ہو گئے تھے۔

"رک جا شنکر۔" روپا نے بل کھا کر سفاک آواز میں کہا۔ "میرے من میں اب بھی تیرا کچھ پیار باقی ہے اس لئے میری بات دھیان سے سن' اس ہوٹل کو پولیس نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے' کمشنر کی نگرانی میں بڑے بڑے افسر تجھے زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کو اپنا گھیرا تنگ کر رہے ہیں۔ تیرے ایک یا دو آدمی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے .... صرف روپا تیری سہائتا کر سکتی ہے۔"

"تو .... میری سہائتا کرے گی؟" شنکر نے گرج کر کہا۔

"کیول ایک شرط پر .... "روپا نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "تجھے مجھے وچن دینا ہو گا کہ تو اپنی کالی اور پلید قوتوں کو میرے خلاف استعمال نہیں کرے گا۔"

"تو .... شنکر سے ٹھٹھول کر رہی ہے۔" شنکر نے اسے حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں جانتا ہوں کہ تو یہاں کس کارن آئی ہے' شرما کے بھیانک انجام نے فیصل کے ہم شکل کو میری شکتی کا اندازہ دلا دیا ہو گا .... پر تو یاد رکھ' میں اسے کسی قیمت پر معاف نہیں کروں گا۔"

شنکر کا جواب سن کر ٹوٹو بے اختیار ہنسنے لگا لیکن نکا اور ترشولی دونوں ہی کمرے میں اس کی موجودگی سے بے خبر تھے۔

"شنکر ...." میری بات مان لے۔" روپا نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "اسی میں تیری مکتی ہے' پرنس کے چرن چھو کر دیا کی بھیک مانگ کر تو بہت ساری کٹھنائیوں سے

چھٹکارا پا سکتا ہے۔"

"کلنکنی .... تو اب شنکر کو جیون کا بھید بھاؤ بتانے کی کوشش کر رہی ہے' میں ابھی تجھے بتاتا ہوں کہ میری مہان شکتی..........."

باہر سے اچانک گولیاں چلنے کی آواز ابھری تو شنکر اپنا جملہ پورا نہ کر سکا' اس لمحے گنگولی کا نائب خون میں لت پت اندر داخل ہوا۔"

"مہاراج' پولیس نے چاروں طرف سے ہوٹل کو .... اور .... اور..............." وہ اپنا جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی چکرا کر فرش پر گرا پھر اس کی خوف سے کھلی ہوئی آنکھیں کھلی کی کھلی ہی رہ گئیں۔

"اب بھی سمے ہے شنکر .... تجھے اگر جیون پیارا ہے تو پرنس سے چھل کپٹ کا ناٹک ختم کر دے..............."

شنکر نے خونخوار نظروں سے روپا کو دیکھا لیکن اس بار بھی اسے کچھ کہنے کا موقع نہ مل سکا' پلک جھپکتے میں پولیس کے دس بارہ رائفل بردار سپاہی اسے للکارتے کمرے میں گھس آئے تھے' شنکر نے فوری طور پر دونوں ہاتھ بلند کر کے جان بچانے میں ہی بہتری سمجھی تھی' پولیس والوں کے پیچھے ڈی آئی جی اور کمشنر بھی اندر آ گئے پھر اس خون آلود خنجر کو احتیاط سے قبضے میں لے لیا گیا۔ جو فرش پر پڑا تھا' فیصل کی تصویر حیرت انگیز طور پر غائب ہو چکی تھی کمرے کی تلاشی لینے پر شرما کی وہ تصویر بھی مل گی جس پر تین جگہ خنجر مارنے کے نشانات موجود تھے اور ان نشانات کے کونوں پر خون جمع تھا' کمشنر اور ڈی آئی جی دونوں ہی نے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھا لیکن پولیس والوں کی موجودگی میں تبادلہ خیال مناسب نہیں سمجھا' شرما کی تصویر کو بھی تحویل میں لے لیا گیا پھر ہوٹل کے مینجر کو طلب کیا گیا جو بری طرح خائف تھا' اس نے رجسٹر کے اندراجات دیکھ کر بتایا کہ شنکر کہاں وکرم کے نام سے ٹھہرا تھا اور رجسٹر پر اس نے وکرم ہی کے نام کے دستخط کئے تھے شنکر ہاتھ اٹھا کے خاموش کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا' اس کے پاس فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا' روپا اس کے قریب کھڑی معنی خیز انداز میں مسکرا رہی تھی' اس کی نگاہوں میں حقارت تھی' شنکر نے اس کی مسکراہٹ دیکھ کر یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ فیصل کے ہم شکل نے اسی کے ذریعے پولیس کو مخبری کرائی ہوگئی۔

"تمہارا کیا خیال تھا' تھانے سے فرار ہونے کے بعد تم پولیس کے ہاتھوں سے محفوظ رہ سکتے تھے۔" ڈی آئی جی نے غراتے ہوئے شنکر کو گھورا پھر تحکمانہ لہجے میں اپنے ماتحت

سے بولا۔ "اسے ہتھکڑی لگا دو۔"

"میں تجھے ایک آخری موقع اور دے رہی ہوں۔" روپا نے شنکر کو مخاطب کیا" "اگر تو میرا کہاں مان لے تو میں تجھے پولیس کے ہاتھوں سے بچاسکتی ہوں' جلدی کر شنکر' ہتھکڑی لگنے کے بعد کھیل ختم ہو جائے گا۔"

شنکر نے تعجب سے روپا کو دیکھا' اس نے خاصی اونچی آواز میں شنکر کو مخاطب کیا تھا لیکن نہ تو کسی نے اس کی آواز سنی تھی نہ ہی اس کی طرف توجہ دی تھی' پولیس کا ایک انسپکٹر اپنے ساتھ کھڑے ہوئے سپاہی سے ہتھکڑی لے کر شنکر کی طرف بڑھا' شنکر کے پاس وقتی طور پر بچاؤ کا ایک ہی راستہ تھا۔ "میں تیرا کہا ماننے کو تیار ہوں۔" اس نے روپا سے کہا۔

ڈی آئی جی اور کمشنر دونوں ہی شنکر کا جملہ سن کر چونکے تھے' پولیس انسپکٹر نے شنکر کے قریب پہنچ کر اسے ہتھکڑی پہنانے کی کوشش کی تھی لیکن ٹھیک اسی وقت روپا نے بھی آگے بڑھ کر شنکر کا ہاتھ تھام لیا دوسرے ہی لمحے پولیس انسپکٹر کے علاوہ ڈی آئی جی اور کمشنر کی آنکھیں بھی حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ شنکر اچانک ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا' پولیس کے دوسرے کارندے بھی ایک دوسرے کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ روپا بدستور شنکر کا ہاتھ پکڑے کھڑی معنی خیز انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"یہ ناممکن ہے ...." کمشنر نے ہاتھ ملتے ہوئے ڈی آئی جی سے کہا۔

"تم لوگ چاروں طرف پھیل جاؤ۔" ڈی آئی جی نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ "جلدی کرو۔"

"اب بھاگ دوڑ سے کیا فائدہ" کمشنر نے سپاٹ آواز میں کہا پھر کچھ سوچ کر بولا "اس نے بھی یہی کہا تھا کہ شرما کے قتل کا ثبوت مل جائے گا لیکن قاتل شاید پھر فرار ہونے میں کامیاب ہو جائے۔"

"یہ کس نے کہا تھا سر..............." ڈی آئی جی نے تعجب سے پوچھا۔

"اسی نامعلوم نے جس نے شرما کے پراسرار قتل والی رات کو تھانے کے نمبر پر مجھے فون کیا تھا۔" کمشنر نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"گویا ایس ایچ او کا خیال درست ہی تھا۔"

"آپ کو اب سب سے پہلے پریس والوں سے رابطہ قائم کرنا ہے۔" کمشنر نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔ "اپنے آدمیوں کو سختی سے ہدایت کر دیں کہ وہ قاتل کے پراسرار

طور پر نظروں سے غائب ہو جانے کے واقعہ کو کسی کے سامنے زبان پر نہ لائیں' پریس کو یہ بیان دیجئے کہ قاتل کو کسی طرح پولیس ریڈ کی اطلاع مل گئی تھی چنانچہ وہ فرار ہو گیا لیکن اسے بہت جلد گرفتار کر لیا جائے گا .... پریس کو کسی قیمت پر اصل صورتحال کا علم نہیں ہونا چاہئے ورنہ وہ اس کی آڑ لے کر پولیس کے محکمے کا مذاق اڑانے کی کوشش کریں گے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں سر .... آپ مطمئن رہیں' پریس میں وہی خبر چھپے گی جو ہم چاہیں گے۔"

"شنکر کی گرفتاری کے بارے میں اب آپ نے کیا سوچا ہے۔" کمشنر نے ہوٹل سے باہر آ کر اپنی کار میں بیٹھتے ہوئے دریافت کیا۔

"فی الحال میرا ذہن بھی کام نہیں کر رہا ہے سر ...."

ڈی آئی جی نے دبی زبان میں جواب دیا۔ "میں کسی گیانی پنڈت یا پجاری سے رابطہ کرتا ہوں' ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری مشکل حل کر دے۔"

"جو جی میں آئے کیجئے لیکن قاتل کی گرفتاری اب ہماری عزت کا مسئلہ بن گئی ہے" کمشنر نے سنجیدگی سے کہا پھر کار کا دروازہ بند کر لیا۔

"میں پوری کوشش کروں گا جناب ...." ڈی آئی جی نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر کمشنر کے جانے کے بعد اس انداز میں اپنی کھوپڑی سہلانے لگا جیسے شنکر کے اچانک نگاہوں سے غائب ہوجانے والے واقعہ نے اس کی عقل بھی خبط کر دی ہو ....

روپا نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور وہ مسلح پولیس والوں کے درمیان سے گزرتا ہوا تیزی سے لفٹ کی جانب لمبے لمبے قدم اٹھا رہا تھا' موت کے منہ میں جاتے جاتے اچانک اسے زندگی واپس مل گئی تھی' وقتی طور پر شنکر نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا تھا لیکن اسے اس بات کا ملال بڑی شدت سے ہو رہا تھا کہ روپا جو کبھی اس کاسب سے کارآمد حربہ تھی اب فیصل کے ہم شکل کے لئے کام کر رہی تھی' اسے روپا کے طرز عمل پر بھی حیرت تھی وہ بڑی سنجیدگی سے فیصل کے ہمزاد کے بارے میں سوچ رہا تھا' یہ دوسرا موقع تھا جب اس نے شنکر کو قانون کی دسترس سے نجات دلائی تھی وہ اگر چاہتا تو پولیس کے ہاتھوں اسے ختم بھی کرا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا' شاید وہ اسے سسکا سسکا کر مارنا چاہتا تھا۔

شرما کو سفلی عمل کا شکار بنانے کے بعد شنکر کو وشواس تھا کہ وہ فیصل کو بھی موت کے

گھاٹ اتار دے گا لیکن روپا نے عین وقت پر وہاں آ کر اس کا کام کھوٹا کر دیا تھا .... لیکن' اگر وہ بروقت وہاں نہ آتی تو کیا ہوتا ....؟ اور .... فیصل کا ہم زاد اس کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کیوں کھیل رہا تھا؟ وہ پراسرار اور لازوال قوتوں کا مالک تھا لیکن اب تک اس نے شنکر کو موت کے منہ میں دھکیلنے کی کوشش نہیں کی تھی ....؟ آخر کیوں ....؟

"کس وچار میں گم ہو ...." لفٹ میں سوار ہونے کے بعد روپا نے شنکر سے پوچھا' ٹوٹو خاموش کھڑا شنکر کے چہرے کے تاثرات پڑھ رہا تھا۔

سوچ رہا ہوں کہ اگر تم نے مری سہایتا نہ کی ہوتی تو کیا ہوتا ...."

"وہی ہوتا جو گنگولی نے سوچا تھا ...."

"کیا مطلب ....؟" شنکر گنگولی کا نام سن کر چونکا۔

"وہ گنگولی ہی تھا جس نے پولیس کمشنر کو براڈوے میں تمہارے روپوش ہونے کی مخبری کی تھی۔"

"گنگولی ...." شنکر کے تیور خطرناک ہونے لگے۔ "آستین کا سانپ ...."

"ہاں ...." روپا نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اسی پاپی نے ڈی آئی جی سے تمہارے جیون کا مول کیا تھا' تمہیں ٹھکانے لگانے کے بعد وہ تمہاری جائیداد کو ہڑپ کر جانے کے سپنے دیکھ رہا تھا لیکن میں نے اسے کامیاب نہیں ہونے دیا .... اب نہ سہی' لیکن کبھی میں نے بھی تم سے ٹوٹ کر پیار کیا تھا' آج وہی پریم تمہارے کام آ گیا ...."

"اپنے من کو میلا نہ کرو .... تم اب بھی شنکر کے من مندر کی رانی ہو' شنکر آج بھی تمہارے رنگ روپ کی پوجا ...."

"نہیں ...." روپا نے تیزی سے کہا "اب روپا پر تمہارا کوئی جادو کامیاب نہیں ہوگا۔ میرے روپ کی پوجا کرنے کے بجائے اپنے بھوش کے بارے میں سوچو .... گنگولی اس سے تمہاری ہی چھت کے نیچے تمہاری موت کی خبر سننے کو بے چین ہے۔"

"میں اسے گندی نالی میں رینگنے والے کیڑے کی مانند مسل کر پھینک دوں گا۔ اس نے شنکر سے دھوکہ کر کے اپنی موت ہی کو دعوت دی ہے۔" شنکر نے لفٹ سے باہر آتے

ہوئے بڑے سفاک لہجے میں کہا ہوٹل کے باہر بھی جگہ جگہ پولیس کے مسلح افراد موجود ہیں لیکن ننکا ان کے سامنے سے گزرتا ہوا اس گاڑی تک پہنچ گیا جو اس کے لئے مخصوص تھی وہ اپنی گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا جب ٹوٹو نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا پھر ٹوٹو کی ایما پر قریب کھڑے ہوئے ایک سپاہی نے چونک کر رائفل سیدھی کی اور گولی داغ دی' شنکر کو ایسا لگا جیسے اس کی الٹی ٹانگ کی پنڈلی میں لوہے کی گرم سلاخ آر پار ہو گئی ہو' وہ ایک لمحے کو لڑکھڑایا' پھر برق رفتاری سے گاڑی میں بیٹھ گیا' ٹوٹو نے فوری طور پر سپاہی کی توجہ دوسری جانب مبذول کر دی اور شنکر اتنی دیر میں انجن سٹارٹ کر کے گاڑی ہوٹل سے باہر نکال لے گیا' ٹوٹو کے ہونٹوں پر بڑی سفاک مسکراہٹ کھیل رہی تھی .... اس نے دوبارہ گاڑی کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔

"کیا ہوا ...." روپا نے شنکر کے چہرے پر پھیلنے والے کرب کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔ "تم لڑکھڑائے کیوں تھے۔"

"تم نے گاڑی میں بیٹھنے کے لئے میرا ہاتھ چھوڑ دیا تھا' اسی سے کسی پولیس والے کی نظر مجھ پر پڑ گئی اور اس .... کی گولی نے میرے بائیں پیر کی پنڈلی ادھڑ کر رکھ دی ہے ...." شنکر نے گاڑی کی اسپیڈ تیز کرتے ہوئے کہا' اس کی نظریں بار بار عقبی شیشے کی جانب اٹھ رہی تھیں لیکن اسے جلد ہی اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا جا رہا تھا۔

"گاڑی کسی ویرانے کی طرف لے چلو تاکہ میں تمہارے زخم پر پٹی کر دوں۔" روپا نے سپاٹ آواز میں کہا" خون زیادہ بہہ جانے کی صورت میں تمہاری حالت خراب بھی ہو سکتی ہے۔"

"تم چنتا نہ کرو روپا رانی .... شنکر اپنے زخم پر پٹی باندھنے سے پہلے اپنے دشمن کے خون سے اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کرے گا' گنگولی کے گندے شریر کو گولیوں سے چھلنی کرنے کے بعد ہی مجھے چین نصیب ہو گا' شنکر نے خونخوار لہجے میں جواب دیا پھر ایکسیلیٹر پر اس کے پیر کا دباؤ اور بڑھ گیا۔

"تم چاہو تو روپا اس پاپی کا کریا کرم کر سکتی ہے۔"

"نہیں ...." شنکر نے تیزی سے کہا "ہاتھی مرنے کے بعد بھی سوا لاکھ کا ہوتا ہے' گنگولی میرا شکار ہے اسے میں اپنے ہاتھوں سے ٹھکانے لگاؤں گا۔"

"فیصل کے بارے میں اب تمہارے من میں کوئی کھوٹ تو نہیں ہے

..............؟" روپا نے اسے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"میرے زخموں پر نمک نہ چھڑک روپا .... مجھے شانتی سے رہنے دے۔" شنکر نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا پھر اپنا نچلا ہونٹ کاٹنے لگا ....!!

○

گنگولی نہایت سکون سے ایک صوفے پر نیم دراز اپنے پسندیدہ مشروب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھا جب فون کی گھنٹی بجی اور اس نے جلدی سے لپک کر ریسیور اٹھا لیا اس کے چہرے پر یک لخت سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔

"ہیلو ...." اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں نمبر دو بول رہا ہوں" دوسری جانب سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ "پولیس کی بھاری تعداد نے اچانک ہوٹل کو گھیرے میں لے کر کارروائی شروع کر دی ہے۔ نمبر ایک نے ایک پارٹی کو روکنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ مار دیا گیا۔"

"مالک کا کیا بنا ....؟" گنگولی نے تیزی سے دریافت کیا۔ "کیا پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا ہے؟"

"میں پورے وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا .... تھرڈ فلور پر پولیس کے مسلح افراد ٹڈی دل کی طرح پھیلے ہوئے ہیں' کوئی پرندہ بھی ادھر پر نہیں مار سکتا' ڈی آئی جی اور کمشنر صاحب بھی موجود ہیں۔"

"ریڈ کتنی دیر پہلے ہوا ہے؟"

"ایک گھنٹہ پہلے کی بات ہے"

"کیا ابھی تک مالک کو نیچے نہیں لایا گیا۔" گنگولی نے شنکر کے بارے میں معلوم کیا۔

"نہیں ...." دو نمبر والے نے جواب دیا۔ "پولیس کے درمیان کچھ افراتفری نظر آ رہی ہے' حقیقت کیا ہے اس کا ابھی تک کوئی علم نہیں ہو سکا۔"

"پھر .... تم نے مجھے فون کس کارن کیا ہے۔" گنگولی نے جھلا کر سوال کیا۔

"میرے لئے اب کیا حکم ہے۔"

"مالک کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کرو .... جلدی مجھے تمہاری

دوسری کال کا بے چینی سے انتظار رہے گا۔"

گنگولی نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر بے چینی سے ٹہلنا شروع کر دیا' وہ شنکر کا دست راست تھا اور سچا نمک خوار تھا' دو نمبر کی جانب سے ملنے والی رپورٹ نے اس کا سکون درہم برہم کر دیا تھا .... دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی اس بار بھی دو نمبر کی کال تھی۔

ڈی آئی جی اور کمشنر صاحب واپس جا چکے ہیں .... مالک کے بارے میں کسی کو کوئی اطلاع نہیں ہے لیکن آپ کے لئے ایک اہم خبر ہے۔"

"وہ کیا ...."

"وہ گاڑی جو کسی فوری آپریشن کے لئے یہاں موجود تھی اس وقت اپنی جگہ نہیں ہے .... ایک بیرے کا بیان ہے کہ اس نے ایک پولیس والے کو گاڑی کی سمت فائر کرتے دیکھا تھا لیکن گاڑی صاف بچ کر نکل گئی .... وہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ گاڑی کون ڈرائیو کر رہا تھا"

"تم وہیں ٹھہرو .... میں آ رہا ہوں۔" گنگولی نے کہا پھر وہ رابطہ منقطع کر کے تیزی سے دروازے کی جانب لپکا تھا لیکن اسی وقت ٹوٹو دروازے پر نمودار ہوا اور گنگولی کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے' ٹوٹو کے آگے آتے ہی ایک خیال بڑی سرعت سے اس کے ذہن میں ابھرا تھا کیا میرا ہوٹل براڈوے کی طرف جانا مناسب ہوگا...............؟

"نہیں ...." ٹوٹو نے گنگولی کو گھورتے ہوئے سرگوشی کی۔ "تم براڈوے نہیں جاؤ گے' تم نے شنکر کا نمک کھایا ہے' تمہیں ہر قیمت پر اسے قانون کے شکنجوں سے بچانا ہوگا' براڈوے سے گاڑی غائب ہونے کی اطلاع کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ شنکر وہاں سے پولیس کی آنکھوں پر دھول جھونک کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ پولیس اس کی تلاش میں ایک بار پھر ادھر کا رخ کرے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس مکان سے پولیس کو کوئی ایسا ثبوت مل جائے جو شنکر کو پھانسی کے پھندے تک لے جائے .... مکان کی قیمت زندگی سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتی' تمہیں اس مکان کو آگ لگا دینی چاہئے .... پیٹرول چھڑک کر اسے جلا کر بھسم کر دو ...."

"یہ .... یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔" گنگولی نے چونکتے ہوئے خود سے سوال کیا۔ "میں اس عالی شان کوٹھی کو بھلا کس طرح نذر آتش کر سکتا ہوں .... نہیں .... نہیں' .... شاید میرا ذہن کام نہیں کر رہا ہے مجھے ایسا نہیں

سوچنا چاہئے ...."

"گنگولی ...." ٹوٹو نے اسے بدستور گھورتے ہوئے سحر آلود لہجے میں کہا "تجھے مکان کو آگ لگانی ہے .... اسی میں شنکر کی بہتری ہے وقت کی قدر کرو' وقت گزر جائے تو پچھتاووں کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا' تمہیں علم ہے کہ شنکر آڑے وقتوں کی خاطر گیراج سے ملحق اسٹور میں پیٹرول کا ذخیرہ رکھتا ہے' وہ آڑا وقت تمہارے سر پر آ گیا ہے' جلدی کرو گنگولی' پیٹرول کے تمام ڈبے اٹھا لاؤ انہیں شنکر کی خواب گاہ' ڈرائنگ روم اور اسٹڈی میں چھڑکو اور ماچس دکھا دو .... شنکر کی گرفتاری کی صورت میں آگ کے شعلے بھڑک کر تمہارے دامن تک بھی پہنچ سکتے ہیں' مکتی چاہتے ہو تو سمے مت برباد کرو .... پولیس کسی لمحے بھی یہاں پہنچ سکتی ہے' ایک بار کوئی قانون کے ہاتھ آ گیا تو پھر سارا کھیل چوپٹ ہو جائے گا ...."

"ہاں .... ہاں .... یہ ٹھیک ہے' مجھے سارے ثبوت جلا کر راکھ کر دینے چاہئیں" گنگولی نے کہا پھر وہ گیراج کی سمت لپکا جہاں پیٹرول کے فاضل ڈبے موجود تھے' اس نے بہت تیزی کا مظاہرہ کیا' شنکر کی خواب گاہ ڈرائنگ روم اور اسٹڈی کے علاوہ دوسری جگہوں پر بھی پیٹرول وافر مقدار میں چھڑکا پھر ایک محفوظ مقام پر کھڑے ہو کر ماچس جلائی اور جلتا ہوا تنکا پیٹرول کی سمت اچھال دیا' اچانک شعلے لپکے اور پل بھر میں عمارت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا' گنگولی آہستہ آہستہ کوٹھی سے باہر کی جانب نکل رہا تھا' اس کی آنکھیں بڑی حیرت سے شنکر کی شاندار کوٹھی کے قیمتی سازوسامان کو جلتا دیکھ رہی تھیں اور ٹوٹو خوشی سے قہقہے بلند کر رہا تھا' مسرت سے ناچ رہا تھا' اس نے شنکر کے اطراف اپنی پراسرار لازوال قوتوں کا گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا تھا' اس نے شنکر کو کیفرکردار تک پہنچانے کی خاطر جو منصوبہ تیار کیا تھا اس کی ابتداء ہو چکی تھی۔

گنگولی کو جب شعلوں کی تپش نے پریشان کیا تو وہ کوٹھی سے نکل کر باہر لان پر آ گیا' اسی لمحے شنکر گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا پھاٹک سے اندر داخل ہوا' وہ وحشت زدہ نظروں سے اپنی شاندار عمارت کو بھیانک شعلوں کی لپیٹ میں دیکھ رہا تھا پھر وہ سیٹ کے نیچے سے خودکار رائفل نکال کر گاڑی سے نیچے آ گیا' روپا پہلے ہی نیچے اتر چکی تھی' بھڑکتے شعلوں کا عکس اس کی آنکھوں میں رقص کر رہا تھا' اگر وہ روپا ہوتی تو شاید شنکر کے نقصان پر دھاڑیں مار مار کر چلانا شروع کر دیتی لیکن وہ ترشولی کی بے چین روح تھی جو شنکر کی بربادی پر خوش ہو رہی تھی پھر اسی نے شنکر کی توجہ گنگولی کی طرف مبذول کرائی جو روش سے تھوڑے فاصلے پر

لان پر کھڑا عمارت کو جلتے دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر دیوانگی طاری تھی شاید اب اسے اپنی غلطی اور حماقت کا احساس ہو رہا تھا۔

"گنگولی ...." شنکر نے اسے سفاک آواز میں للکارا اس کے ساتھ ہی اس نے رائفل کا رخ بھی اس کی جانب تان لیا تھا۔

"مالک ...." گنگولی نے شنکر کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ "بھگوان کی دیا ہے کہ تم زندہ ہو۔"

"مکان کو آگ کس نے لگائی ہے؟" شنکر نے غراتے ہوئے سوال کیا' اس کی بائیں پنڈلی سے خون بدستور رس رس کر اس کے لباس کو خون آلود کر رہا تھا' ٹوٹو اچانک شنکر کے قریب نمودار ہو کر اسے حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔

"مالک .... وہ .... مم میں نے تمہارے خلاف ثبوت مٹانے کی خاطر................"

"یہ جھوٹا ہے شنکر ...." روپا نے نفرت سے کہا۔ "یہ تمہیں تباہ کر دینے کا خواہش مند ہے۔"

گنگولی نے شنکر کے چہرے پر نہ جانے کون سی خطرناک علامت پڑھ لی تھی جو اس کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے پھر اس نے پلٹ کر موت کے بھیانک تصور سے فرار حاصل کرنے کے بارے میں سوچا ہی تھا کہ شنکر نے دو برسٹ مارے اور گنگولی کے جسم سے خون کے ان گنت فوارے ابل پڑے .... "مم .... مما .... ما ....لک" اس نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے ہچکولے لیتے ہوئے کہا پھر شنکر کو پھٹی پھٹی نظروں سے گھورتا ہوا لان پر ڈھیر ہو گیا۔

شنکر کی اپنی حالت بھی غیر ہو رہی تھی' خون زیادہ مقدار میں بہہ جانے کی وجہ سے اس کو بڑی شدت سے کمزوری محسوس ہو رہی تھی دو برسٹ چلانے کے بعد اس کی نگاہوں کے سامنے بھی اندھیرا پھیلنے لگا تھا' اس نے خود کو سنبھالنے کی خاطر کار سے ٹیک لگا لی لیکن غنودگی بڑی سرعت سے اس کے احساس کو شل کر رہی تھی' پہلے رائفل اس کے ہاتھ سے چھوٹی پھر وہ کار کے سہارے ہی زمین پر بیٹھتا چلا گیا' اس کی پلکیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھیں اور بے ہوشی کا غلبہ تیزی سے طاری ہو رہا تھا ....!

○

آپریشن تھیٹر میں پہنچنے کے بعد فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' ٹوٹو اور ترشولی روپا کے روپ میں اس کے قریب موجود تھے لیکن تھیٹر کے ماحول نے اس کے اعصاب میں تناؤ پیدا کر دیا تھا۔

"پرنس ...." روپا نے ترشولی کی آواز میں کہا۔ "میں تمہارے چہرے پر پریشانی کے بادل منڈلاتے دیکھ رہی ہوں' کاش میرے اختیار میں ہوتا اور میں تمہارے کسی کام آ سکتی۔"

"ہمت سے کام لو ...." ٹوٹو نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "خدا نے چاہا تو تمہارا آپریشن کامیاب ہو گا اور تم اپنی ٹانگوں پر کھڑے ہو سکو گے۔"

"شنکر کا کیا بنا ...." فیصل نے ٹوٹو سے دریافت کیا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو .... وہ بہت جلد اپنے عبرتناک انجام کو پہنچنے والا ہے' میں نے اس کی بربادی کی ابتداء کر دی ہے۔" ٹوٹو نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔ "اس وقت وہ اپنے ملازم کے کوارٹر میں بے ہوش پڑا ہے' اس کی جس ٹانگ میں گولی لگی تھی وہ ابھی تک اسی حالت میں ہے' ایک دو روز اگر وہ اسی کیفیت سے دوچار رہا تو زہر پھیلنے کے امکانات زیادہ روشن ہو جائیں گے اور پھر................"

"نہیں ...." فیصل نے بے چینی کا اظہار کیا۔ "اس کی بربادی کا تماشہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھنا پسند کروں گا' میرے آپریشن تک تمہیں ہر حال میں زندہ رکھنا ہو گا .... البتہ اب وقت آ گیا ہے کہ تم اسے اس کی پراسرار اور گندی قوتوں سے محروم کر دو' اس کی بے بسی اور بربادی کا تماشہ میرے لئے دلچسپ ثابت ہو گا................ وہ بدکردار کسی رحم کا مستحق نہیں ہے۔"

"جو تم چاہو گے وہی ہو گا پرنس لیکن اس وقت اپنے ذہن پر کوئی بوجھ مت ڈالو' تمہیں سکون اور آرام کی ضرورت ہے۔"

ترشولی کی بے چین نگاہیں بھی فیصل کے چہرے پر منڈلا رہی تھیں پھر ایک نرس نے قریب آ کر کوئی انجکشن دیا تو فیصل کے ذہن پر نیند کا خمار طاری ہونے لگا اس کے بعد جب بڑے ڈاکٹر نے اسے بے ہوش کرنے کے عمل سے گزارا تو اس کا ذہن تمام تفکرات سے یکسر آزاد ہو گیا' وہ خود کو بہت ہلکا محسوس کر رہا تھا' یوں لگ رہا تھا جیسے وہ بادلوں کے درمیان پرواز کر رہا ہو۔ اس کی آنکھوں کے دریچے بند ہو چکے تھے' اودے اودے بادلوں کے

درمیان وہ ایک عجیب فرحت بخش تازگی اور مسرت محسوس کر رہا تھا پھر ان بادلوں کے درمیان سے ایک بزرگ کا ہیولا نمودار ہوا جو بتدریج واضح ہوتا چلا گیا' فیصل کی نگاہیں بزرگ کے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھیں' وہ شکل جانی پہچانی لگ رہی تھی۔

"اتنے غور سے کیا دیکھ رہے ہو فیصل میاں' کیا تم نے مجھے نہیں پہچانا۔" بزرگ کے لب و لہجے میں شفقت بزرگی اور محبت کا سمندر موجزن تھا۔ "میرا نام زاہد ناصر ہے ' میں تمہارا پرداوا ہوں۔"

"بڑے میاں کا آستانہ ...." فیصل نے اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا " اس رحم دل سفید ریش بزرگ نے مجھے یہی بتایا تھا لیکن پھر انہوں نے مجھ سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔"

"ان کا تعلق جنات کے قبیلے سے ہے' میری فرمائش پر وہ تمہاری دیکھ بھال کر رہے تھے لیکن جب تم نے سیدھا راستہ ترک کیا تو تم سے علیحدہ ہو گئے۔" بزرگ نے بڑے پیار سے کہا۔ "کیا تمہیں وہ نسوانی پرچھائیں یاد ہے جس نے بعد میں ر موقعوں پر تمہاری مدد کی تھی۔"

"ہاں .... دھویں کا وہ کپکپاتا اور لہراتا ہیولا آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے اس نے کہا تھا کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی مقدس رشتہ قائم ہے کون تھی وہ ؟" فیصل نے پرتجسس انداز میں ہی دریافت کیا۔

"وہ انہی سفید ریش بزرگ کی بیٹی ہے .... عاشی .... میں نے اس وقت اس کا علاج کیا تھا جب وہ چھوٹی تھی اور ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کر دیا تھا ...." بزرگ نے زیرلب مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں نے اسے بیٹی بنایا تھا اور اس رشتے سے وہ تمہاری عزیزہ بھی ہوتی ہے۔"

"میرے محترم ...." فیصل نے بڑی عقیدت سے کہا۔ "آپ کی عنایتیں مجھ پر بے شمار ہیں لیکن کیا آپ میری ایک درخواست پوری کر سکیں گے"۔

"مجھے علم ہے میرے بچے' تم مجھ سے اسی سفید دانوں والی تسبیح کی فرمائش کرو گے جو مجذوب نے تمہیں دی تھی۔" بزرگ نے فیصل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "وہ جو دنیا کو ترک کر دیتے ہیں اور اس کے عشق میں ڈوب جاتے ہیں انسانی سوچ سے بہت بلند ہو جاتے ہیں' دنیا کے ہنگاموں میں کچھ نہیں رکھا' یہاں شیطان ہمیں قدم قدم پر بہکاتا رہتا ہے میں تم سے یہی کہنے کے لئے آیا ہوں' سب کچھ بھول کر اس کی ذات سے لو لگا لو' سجدوں

میں انسان کی عظمت کا راز پنہاں ہے' دوسروں کی انگلی پکڑ کر چلنا چھوڑ دو' اپنے قدموں پر کھڑا ہونا سیکھو' زلف دراز کر لو تو تاریکیاں خود بخود چھٹتی چلی جائیں گی' کسی آستانے سے خود کو وابستہ کر لو اور .... وہ معصوم روحیں جو سکون کی تلاش میں بھٹک رہی ہیں انہیں زمین کے حوالے کر دو' وہ زمین کی امانت ہیں انہیں دنیا کے ہنگاموں میں زیادہ ملوث نہ کرو۔"

"آپ کا اشارہ شاید ٹوٹو کی جانب ہے۔" فیصل نے نرمی سے دریافت کیا پھر کچھ سوچ کر کہا۔ "میں نے اسے بہت کچھ کھونے کے بعد پایا ہے۔"

"خیال ہے تمہارا" بزرگ نے مسکرا کر کہا۔ "اس کی مرضی کے بغیر ایک حقیر ذرہ بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرسکتا' سود و زیاں کا چکر انسان کو اس کے راستے سے گمراہ کر دیتا ہے .... ٹوٹو کو تم نے نہیں پایا' میرے دوست سفید ریش بزرگ نے ایک خاص وقت تک لئے اسے تمہارے تابع کر دیا ہے لیکن میری خواہش ہے کہ تم اسے آزاد کر دو .... "ریش دراز کر لو' اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرو' اس کے دربار سے اپنی مغفرت اور اس کے کرم کی بھیک مانگو .... اپنے آپ کو گم کر دو تو سب کچھ پا لو گے۔ حق اللہ .... حق اللہ .... حق اللہ۔"

بزرگ نے تین بار حق اللہ کا نعرہ بلند کیا پھر بادلوں میں ڈوب گئے۔

"نہیں میرے محترم نہیں ...." فیصل نے بزرگ کو آواز دی۔ "مجھے یوں چھوڑ کر نہ جایئے' مجھے آپ کی رہبری اور آپ کے سائے کی ضرورت ہے' میرا ہاتھ تھام کر مجھے صحیح راستے پر لگا دیجئے ...."

فیصل بار بار بزرگ کو آوازیں دیتا رہا' وہ اپنے وجود کے اندر ایک ہلچل سی محسوس کر رہا تھا' ایک عجیب کرب سے دوچار تھا' اسے یوں محسوس کر رہا تھا' ایک عجیب کرب سے دوچار تھا' اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ایک حقیر تنکے کی مانند سمندر کی بپھری ہوئی موجوں پر ہچکولے کھا رہا ہو پھر سفید بادلوں کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا جس نے آگے بڑھ کر اس کے وجود کو اپنے نرم اور ٹھنڈے حصار میں لے لیا۔

فیصل کا ذہن ایک بار پھر غنودگی کے عالم میں ڈوبتا چلا گیا......



شنکر نے کروٹ لینے کوشش کی تو تڑپ کر رہ گیا' اس کا پورا جسم کسی پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا اور بائیں ٹانگ نے تو اس انداز میں حرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا جیسے وہ پتھر کی بن گئی ہو' اسے اپنا وجود بھی ایک بوجھ محسوس ہو رہا تھا' حلق میں پیاس کی شدت سے کانٹے پڑ رہے تھے' ذہن پر اس درجہ غنودگی کی کیفیت طاری تھی کہ وہ پوری طرح آنکھ کھولنے سے بھی قاصر تھا۔ اس کا پورا جسم دہکتے انگارے کی مانند تپ رہا تھا شاید وہ شدید بخار میں مبتلا تھا۔

کچھ دیر تک وہ پلکوں کے درمیان ہلکی سی جھری کیئے سوچتا رہا پھر اسے یاد آنے لگا' وہ ہوٹل براڈوے سے روپا کے ساتھ پولیس کا گھیرا توڑ کر فرار ہو رہا تھا' گاڑی میں بیٹھتے وقت روپا نے ایک لمحے کو اس کا ہاتھ چھوڑا تھا اور وہی ایک لمحہ اس پر قیامت بن گیا تھا کسی پولیس مین کی نظر اس پر پڑ گئی تھی۔ پھر ایک سنسناتی ہوئی گولی اس کی بائیں پنڈلی میں گرم سلاخ بن کر اتر گئی تھی' چوٹ گرم تھی اس لئے شنکر کو فوری طور پر تکلیف کا احساس نہیں ہوا تھا' روپا نے اسے گنگولی کی غداری کی کہانی سنائی تھی چنانچہ انتقام کی آگ نے اس کو پنڈلی کے زخم سے بے نیاز کر دیا تھا' وہ آندھی اور طوفان کی مانند گاڑی اڑاتا ہوا اپنی کوٹھی تک پہنچا تھا لیکن اسے دیر ہو چکی تھی' اس کی حسین اور عالیشان کوٹھی پوری طرح آگ کے خطرناک شعلوں کی لپیٹ میں تھی اور گنگولی لان میں کھڑا اسے جلتا دیکھ رہا تھا' روپا نے اس کی توجہ گنگولی کی طرف دلائی تھی اور اس نے گنگولی کے وجود کو خود کار رائفل کے دو برسٹ مار کر پوری طرح چھلنی کر دیا تھا پھر اس کے ذہن پر بھی بے ہوشی طاری ہونے لگی تھی' شنکر کو پہلی بار احساس ہوا تھا کہ پنڈلی سے خون زیادہ مقدار میں نکل جانے کے بعد وہ کمزوری کا شکار ہو رہا ہے لیکن وہ اپنی کیفیت پر قابو نہیں پا سکا تھا' اس کا ذہن اور سوچنے سمجھنے کی تمام قوتیں گھپ اندھیروں میں ڈوبتی چلی گئی تھیں اور اس وقت وہ ایک نیم روشن کمرے میں کسی سخت سی چیز پر بے سدھ پڑا تھا' وہ کہاں تھا اور کس طرح اس کمرے تک پہنچا تھا اسے کچھ یاد نہیں تھا۔

"سرکار——— آنکھیں کھولو سرکار———" شنکر کے کانوں میں ایک مانوس سی آواز گونجی۔ "ہے رام——— اب میں کیا کروں۔" کوئی اسے مدہم لہجے میں مخاطب کر رہا تھا' وہ آواز کے بارے میں غور کرتا رہا پھر اسے یاد آگیا وہ آواز اس کے ملازم ہری رام کی تھی لیکن———

"سرکار' بھگوان کے لئے اب تو ہوش میں آ جاؤ——— اپنے سیوک کو بتاؤ کہ وہ کیا کرے———"

"ہر——— رر——— ری——— رام" شنکر نے آنکھیں کھول کر دیکھا' ہری رام اس کے قریب ہی ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"سس——— سرکار۔" ہری رام کی آواز خوشی سے کانپنے لگی۔ "بھگوان کی بڑی کرپا کہ تم ہوش میں آگئے———"

"مم——— میں——— کہاں ہوں؟" اس نے ہری رام کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میں آپ کو اپنے کوارٹر میں اٹھالایا تھا سرکار..........." ہری رام نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "پولیس کے شکاری کتے گلی کوچوں میں آپ کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں............ آپ چوبیس گھنٹے سے زیادہ بے ہوش ہیں سرکار۔"

"پپ............ پپ............ نی۔" شنکر نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ پھر پانی کے دو گلاس حلق کے نیچے اتار لینے کے بعد ہی وہ اس قابل ہوا تھا کہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں گفتگو کر سکتا۔ "ہری رام............ میں شاید بخار سے تپ رہا ہوں............ کیا تمہارے پاس بخار اتارنے کی کوئی گولی نہیں ہو گی............"

"آپ کا حکم ہو تو لپک کر ڈاکٹر کو پکڑ لاؤں سرکار؟" ہری رام بولا۔ "آپ کے پیر کا زخم بھی خراب ہو رہا ہے۔"

"ڈاکٹر............" شنکر نے سوچا' اسے فوری طور پر کسی ڈاکٹر کی ضرورت تھی لیکن کیا ایسی حالت میں جبکہ شہر بھر کی پولیس اس کی تلاش میں تھی وہ کسی ڈاکٹر پر بھروسہ کر سکتا تھا۔

"آپ کوئی چنتا نہ کریں سرکار۔" ہری رام نے بڑی رازداری سے کہا۔ "پڑوس کا ڈاکٹر اپنے بھروسے کا ہے............ چار پیسے اس کی مٹھی میں زیادہ رکھ دیں گے تو اس کی زبان تالو سے چپک کر رہ جائے گی............"

"کوارٹر میں تمہارے علاوہ اور کوئی ہے؟" شنکر نے پوچھا۔

"کوئی بھی نہیں ہے سرکار............ آپ پریشان نہ ہوں، جب تک سیوک زندہ ہے آپ پر کوئی آنچ نہیں آنے دے گا۔"

"میری بات دھیان سے سنو.......... تم جا کر ڈاکٹر پرکاش کو بلا لاؤ۔ میں اس پر وشواس کر سکتا ہوں۔"

ہری رام نے اثبات میں سر کو جنبش دی لیکن ٹھیک اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی اور شنکر کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا، ہری رام نے کمرے کے دروازے کو آہستہ سے بھیڑ دیا پھر باہر چلا گیا، دو منٹ بعد جب وہ واپس لوٹا تو تنہا نہیں تھا، شنکر نے خلاف توقع ڈاکٹر پرکاش کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی لیکن پھر اس نے چونک کر پوچھا۔

"ڈاکٹر.............. تمہیں میرے بارے میں کس نے اطلاع دی تھی؟"

"کیوں کیا تم نے مجھے فون نہیں کرایا تھا؟"

"نہیں.........."

"حیرت ہے.............." ڈاکٹر پرکاش نے تعجب سے کہا۔ "بہرحال، وہ جو کوئی بھی تھا اس نے مجھے تمہارے بارے میں تفصیل سے سب کچھ بتا دیا تھا، اسی لئے میں ایمبولینس اور اپنے بھروسے کے دو آدمی بھی ساتھ لایا ہوں، تم اب کوئی فکر نہ کرو۔" ڈاکٹر نے شنکر کے پنڈلی کے زخم کا معائنہ کیا پھر تشویش سے بولا۔ "مجھے فوری طور پر تمہارا آپریشن کرنا پڑے گا، ٹھہرو.............. میں اپنے آدمیوں کو بلاتا ہوں۔"

"ڈاکٹر.......... کیا تم مجھے........."

"ہاں.........." پرکاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تمہارا اسپتال چلنا ضروری ہے، ڈونٹ وری، میں نے یہاں آنے سے پیشتر ہی تمہارے لئے اسپتال کی پچھلی سمت ایک پرائیوٹ روم مخصوص کر دیا تھا۔"

"لیکن پولیس.........."

"اس کی بھی چنتا چھوڑ دو .... کچھ تعلقات میں نے بھی بنا رکھے ہیں پولیس افسروں سے۔" پرکاش نے مسکرا کر جواب دیا پھر تیزی سے اپنے آدمیوں کو بلانے کی خاطر کمرے سے باہر چلا گیا.......... آدھے گھنٹے بعد ہی شنکر، پرکاش کلینک کے آپریشن تھیٹر میں موجود تھا جہاں ٹوٹو پہلے سے موجود تھا، ایک ریوالونگ چیئر پر آرام سے بیٹھا وہ شنکر کو

بڑی خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا، ایک دوبار اس نے پرکاش کو بھی تیکھی نظروں سے دیکھا تھا۔

شنکر کے چہرے پر کرب اور تشویش کے گہرے تاثرات موجود تھے، اس کا ذہن اس وقت بھی اس نامعلوم شخص کے بارے میں غور کر رہا تھا جس نے ڈاکٹر پرکاش کو اس کے بارے میں مطلع کیا تھا، اگر وہ اپنا ہی کوئی آدمی تھا تو کھل کر سامنے کیوں نہیں آیا تھا اور اگر اس کا تعلق دشمنوں سے تھا تو اس نے ڈاکٹر کو اطلاع دینے کی زحمت کیوں گوارا کی تھی؟

ڈاکٹر پرکاش لباس تبدیل کر کے تھیٹر میں داخل ہوا تو اس کے ماتحت پوری طرح مستعد تھے، ٹوٹو نے پرکاش کی سمت پوری توجہ سے گھورتے ہوئے کہا۔ "شنکر کا زخم اندر ہی اندر پھپھوندی کی شکل میں پھیل چکا ہے، تمہیں اس کی زندگی بچانے کی خاطر اس کی ٹانگ کو گھٹنے کے قریب سے کاٹنا ہو گا.............."

"ہو سکتا ہے مجھے بحالت مجبوری ایسا ہی کرنا پڑے لیکن میں یہ بات آپریشن سے پیشتر کیوں سوچ رہا ہوں۔" ڈاکٹر پرکاش نے اپنے ذہن میں ابھرنے والے خیال سے چونک کر سوچا۔ "یہ بھی ممکن ہے کہ زخم کی صفائی کے بعد اور اندرونی کیفیت دیکھنے کے بعد.............."

"نہیں ...." ٹوٹو کا لہجہ سفاک ہو گیا۔ "حالات خواہ کچھ ہوں تمہیں ہر قیمت پر اسے ٹانگ سے محروم کرنا ہو گا۔"

"آپ کیا سوچ رہے ہیں ڈاکٹر.............." پرکاش کے ساتھی سرجن نے کہا۔

"کک .... کچھ نہیں.............. آئی ایم ریڈی۔" پرکاش نے تیزی سے کہا پھر اس نے نرس کو اشارہ کیا جو انجکشن لئے تیار کھڑی تھی۔

"پرکاش.............." شنکر نے مدھم آواز میں اسے مخاطب کیا۔ "تم کیول ڈاکٹر ہی نہیں میرے متر بھی ہو۔"

"ریلیکس .... جسٹ ریلیکس اینڈ ٹیک اٹ ایزی۔" پرکاش نے شنکر کے بازو کو آہستہ سے تھپتھپاتے ہوئے کہا پھر نرس نے شنکر کو انجکشن لگایا تو ٹوٹو کے چہرے پر ایک خوفناک مسکراہٹ ابھر کر گہری ہوتی چلی گئی۔

"یہ انجکشن تمہارے جنتر منتر اور تمام کالی قوتوں کیلئے زہر قاتل سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو گا۔" ٹوٹو نے شنکر کو حقارت سے گھورتے ہوئے انتہائی نفرت سے کہا۔ "تم جب ہوش میں آؤ گے تو صرف اپنی ایک ٹانگ ہی سے نہیں اپنی تمام پراسرار اور گندی

قوتوں سے بھی محروم ہو چکے ہو گے۔"

شنکر کے ذہن میں اضطراب کی لہریں بجلی بن کر کوندنے لگیں' اس نے ڈاکٹر پرکاش کی جانب تشویش بھرے انداز میں دیکھا شاید وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اسی لمحے ٹوٹو نے اشارہ کیا اور شنکر کی پشت پر کھڑے ہوئے ڈاکٹر نے اسے بے ہوش کرنے کی خاطر اپنا عمل تیزی سے شروع کر دیا' شنکر ایک ثانئے تک پرکاش کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھتا رہا' اس کی نگاہوں میں حسرتیں تڑپ رہی تھیں لیکن وہ زبان سے اپنی الجھن کا اظہار نہ کر سکا' ٹوٹو نے اپنی لازوال قوت سے اس کے اعصاب کو پوری طرح جکڑ دیا تھا پھر شنکر کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی چلی گئیں' ایک منٹ بعد ہی وہ بے ہوشی کی کیفیتوں سے دو چار ہو کر ذہنی طور پر مفلوج ہوتا جا رہا تھا................!!

○

ڈی آئی جی کے کمرے کے باہر سرخ لائٹ جل رہی تھی کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی' راہداری میں مسلح پولیس کا دستہ بہت چاق و چوبند نظر آ رہا تھا اور اندر پولیس کے چار بڑے آفیسر ڈی آئی جی کے ساتھ سر جوڑے بیٹھے تھے' براڈوے ہوٹل سے شنکر کے فرار کے مسئلے نے پولیس کی ساری مشینری کو ہلا کر رکھ دیا تھا' اگر شنکر پولیس مقابلے کے بعد دو چار پولیس والوں کو گولی مار کر فرار ہوا ہوتا تو اور بات تھی لیکن وہ پوری طرح پولیس کے چنگل میں پھنس چکا تھا' ایک پولیس انسپکٹر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنانے کو بالکل تیار تھا لیکن پھر جو کچھ ہوا اس نے سب ہی کو مبہوت کر دیا تھا' شنکر اپنی جگہ ہاتھ اٹھائے اٹھائے اس طرح غائب ہو گیا تھا کہ یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ اسے زمین نگل گئی ہے یا آسمان...... اگر کمشنر وہاں بنفس نفیس موجود نہ ہوتا تو شاید وہ بھی شنکر کی اچانک گمشدگی پر کبھی یقین نہ کرتا۔ اس وقت کمشنر کا ایک نمائندہ بھی پولیس افسروں کے درمیان موجود تھا جہاں شنکر کی گرفتاری کا مسئلہ زیر غور تھا۔

ٹوٹو سب سے الگ تھلگ ایک کرسی پر بیٹھا ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔

"سب سے پہلے میں آپ لوگوں سے یہ دریافت کروں گا کہ کیا شنکر کے سلسلے میں آپ حضرات کو کوئی سراغ ملا ہے؟"

"جی نہیں................" سب ہی نے تقریباً یک زبان ہو کر جواب دیا "بہرحال' ہماری طرف سے کوششیں بدستور جاری ہیں۔"

"مسٹر سنہا۔" ڈی آئی جی نے ایک سینئر ایس پی کو مخاطب کیا۔ "حالات کی تفصیل آپ کے علم میں بھی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے' مجرم کو گرفتار کرنے کی خاطر ہمیں کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے؟"

"لوہے کو ہمیشہ لوہا ہی کاٹ سکتا ہے سر۔" ایس پی سنہا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اگر یہ خیال درست ہے کہ مجرم کالے علم کا ماہر ہے اور اسی علم کے زور سے پولیس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو پھر ہمیں بھی کسی ایسے پنڈت یا پجاری کی خدمات حاصل کرنی ہوں گی جو مجرم کے جنتر منتر کا توڑ کر سکے' اس کے بغیر مجرم کی نشاندہی مشکل نظر آتی ہے۔"

"جو کچھ ہوا ہے وہ ناقابل یقین ہے لیکن میں نے اور کمشنر نے اس چمتکار کو اپنی نظروں سے دیکھا ہے۔"

"سر................" ایس پی کشور نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "دنیا میں آج بھی ایسے شمار ناقابل یقین واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں جنہیں عقل تسلیم نہیں کرتی لیکن ان معموں کا کوئی نہ کوئی حل بھی ضرور ہوتا ہے' میرا مشورہ ہے کہ مجرم کی تصویر کو اخبارات میں چھپوا دینا چاہئے اور اس کی گرفتاری پر پولیس ڈپارٹمنٹ کی طرف سے ایک معقول رقم بطور انعام دیئے جانے کا اعلان بھی ہونا چاہئے۔"

"آپ کا کیا خیال ہے مسٹر کشور؟" ایس پی نریندر نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "کیا تصویر اور انعام کی رقم میں کوئی ایسی شکتی ہو گی جو مجرم کو سامنے آنے پر مجبور کر دے گی؟ میرا مطلب ہے کہ اگر وہ سفلی یا کالے علم کا ماہر ہے تو اتنی شرافت سے پولیس کی نظروں میں نہیں آجائے گا................"

"آپ اس کیس کے اہم نکتے کو فراموش کر رہے ہیں مسٹر نریندر۔" ایس پی کشور نے تیزی سے کہا۔ "ہمارے ایک پولیس مین نے براڈوے سے فرار ہوتے ہوئے ایک ایسے شخص پر گولی چلائی تھی جس کا حلیہ اور قد و قامت شنکر سے ملتا جلتا ہے' جائے واردات پر خون کے دھبوں کا پایا جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ شخص پولیس کی گولی سے زخمی ہوا ہے................ اگر وہ مجرم نہ ہوتا تو کسی قریبی تھانے میں پولیس کی جانب سے کی جانے والی فائرنگ کی رپورٹ ضرور درج کراتا لیکن میری معلومات کے مطابق اس حلقے کے

کسی تھانے میں ابھی تک ایسی کوئی رپورٹ درج نہیں کرائی گئی جو اس شبے کی تصدیق کرتی ہے کہ فرار ہونے والا شخص ہمارا مطلوبہ مجرم ہی ہو سکتا ہے اور اگر یہ خیال درست ہے تو پھر اسے اپنے زخم کے علاج کی خاطر اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہونا بھی لازم ہے' بصورت دیگر کم از کم وہ ڈاکٹر جس نے مجرم کی مرہم پٹی کی ہو گی اس بات کی گواہی ضرور دے سکتا ہے کہ ...."

"میں آپ کا مقصد سمجھ رہا ہوں۔" ڈی آئی جی نے ایس پی کشور سے کہا۔ "آپ کی دلیل میں وزن ہے لیکن مجرم کی تصویر کی اشاعت اسے چوکنا بھی کر سکتی ہے اس لئے میرا مشورہ ہے کہ ہمیں ایک بار پھر اپنے علاقے کے تمام سرکاری اور نجی اسپتالوں کی چھان بین کر لینی چاہئے تفتیش کے دوران ہوٹلوں اور ایسے ٹھکانوں کو بھی کھنگالنا ہو گا جہاں مجرم کے قیام کے امکانات ہو سکتے ہیں۔"

"ایک بات ابھی تک الجھن کا سبب بنی ہوئی ہے سر۔" ایس پی راجن نے کہا۔ "براڈوے سے مجرم کے فرار کے فوراً ہی بعد اس کی کوٹھی کو آگ لگنے کی واردات کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ اگر وہ کالے علم کا ماہر تھا تو اس کے لئے سب سے بہترین پناہ گاہ اس کی اپنی کوٹھی ہی ہو سکتی تھی جہاں وہ مرہم پٹی کے بعد بھی پولیس کی دسترس سے محفوظ رہ سکتا تھا۔"

"ہو سکتا ہے کہ مجرم نے پولیس کو غلط راستے پر ڈالنے کی خاطر خود اپنے ہاتھوں سے اپنی کوٹھی کو پھونک ڈالا ہو۔" ایس پی نریندر نے کہا۔ "عین ممکن ہے کہ اس کوٹھی میں بہت سارے ایسے ثبوت موجود رہے ہوں جو پولیس کے لئے کارآمد ثابت ہوتے اور ...."

"آپ دونوں حضرات ایک اہم بات کو نظر انداز کر رہے ہیں۔" ایس پی سنہا نے نریندر کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "شنکر کی کوٹھی کے لان سے ہمیں اس کے قابل اعتماد ملازم گنگولی کی لاش ملی تھی جسے کسی خودکار رائفل سے برسٹ مار کر چھلنی کر دیا گیا تھا' اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ وہ شخص کون ہو سکتا ہے جس نے گنگولی کو موت کے گھاٹ اتارا!........؟ اگر وہ بذات خود مجرم ہی تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے اپنے اعتماد کے آدمی کو کیوں مارا اور اگر وہ مجرم کے علاوہ کوئی دوسرا شخص تھا تو..............."

"میرا خیال ہے کہ ہم اپنے ٹریک سے ہٹتے جا رہے ہیں۔" ڈی آئی جی نے بات کو درمیان سے اچکتے ہوئے کہا۔ "فوری طور پر ہمیں صرف اور صرف شنکر کی جلد از جلد

گرفتاری کا مسئلہ درپیش ہے جس کے لئے اوپر سے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔"

"میں مسٹر سنہاکے مشورے کے حق میں ہوں سر۔" ایس پی نریندر نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں مجرم کی گرفتاری کی خاطر سب سے پہلے کسی ایسے پنڈت یا پجاری کو تلاش کرنا ہو گا جو اس کے کالے علم کا توڑ کر سکے۔"

ٹوٹو کے ہونٹوں پر بڑی خطرناک مسکراہٹ کھیل رہی تھی' وہ تیکھی نظروں سے ایس پی نریندر کو گھور رہا تھا جو ڈاکٹر پرکاش کے نہ صرف بہترین دوستوں میں سے تھا بلکہ کسی زمانے میں اس کا کلاس فیلو بھی رہ چکا تھا' گزشتہ رات ہی اس نے گشت کے دوران پرکاش کلینک کے کمروں میں بھی جھانکا تھا اور پشت کی جانب واقع اس پرائیویٹ روم تک بھی پہنچ گیا تھا جہاں شنکر کو آپریشن کے بعد منتقل کیا گیا تھا' شنکر کو دیکھنے کے فوراً بعد اس نے کلینک ہی سے ڈاکٹر پرکاش سے فون پر رابطہ کیا تھا' ڈاکٹر پرکاش اس کی کال ملنے کے پندرہ منٹ بعد ہی کلینک پہنچ گیا تھا پھر نریندر نے پرانی دوستی کو بالائے طاق رکھ کر پچاس ہزار روپے کے عوض زبان بند رکھنے کی بات طے کی تھی اور دس ہزار روپے ایڈوانس وصول کئے تھے اس کے ساتھ ہی یہ بات طے کر لی تھی کہ پرکاش اسے چار روز کے اندر اندر اپنے کلینک سے کسی اور جگہ منتقل کر دے گا لیکن اس سے پیشتر وہ باقی چالیس ہزار کی ادائیگی بھی کر دے گا۔

"کیا آپ کسی ایسے پنڈت یا پجاری سے واقف ہیں جو ہماری مشکل حل کر دے..........؟"

"موقع غنیمت ہے نریندر.............." ٹوٹو نے جلدی سے کہا۔ "ڈی آئی جی سے حامی بھر لو' پھر چار روز بعد جب شنکر تمہارے علاقے سے دوسرے علاقے میں چلا جائے تو تم کسی بھی نقلی پنڈت کو پیش کر کے اس کے ذریعے حکومت سے منہ مانگی رقم وصول کر سکتے ہو' اس طرح شنکر بھی گرفتار ہو جائے گا اور تمہاری قلعی بھی نہیں کھلنے پائے گی' یہ بھی ممکن ہے کہ اسی بہانے تمہاری ترقی کے امکانات بھی روشن ہو جائیں۔"

"ہاں................ ٹھیک ہے۔" نریندر نے دل ہی دل میں سوچا پھر ڈی آئی جی سے بولا۔ "میں ایک پنڈت سے واقف ہوں سر لیکن وہ ان دنوں شہر سے باہر گیا ہوا ہے' اس کی واپسی چار روز بعد ہو گی................ ایک دو موقع پر میں پہلے بھی اس کی خدمات حاصل کر چکا ہوں' میرا خیال ہے کہ ہماری مدد کر سکتا ہے لیکن................"

"لیکن کیا................" ڈی آئی جی نے پوچھا۔

"جو لوگ ایسے کام جانتے ہیں وہ اس کی منہ مانگی قیمت بھی لیتے ہیں سر۔" نریندر نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے مکاری سے کہا۔ "بات اگر پنڈت پجاری کی نہ ہوتی تو میں اس پر سختی بھی کر سکتا تھا لیکن کسی سخت کارروائی کے بعد وہ ہمارا کام کھوٹا بھی کر سکتا ہے۔"

"جب گھی سیدھی انگلی سے نکل سکتا ہو تو اسے ٹیڑھا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔" ڈی آئی جی نے کہا۔ "آپ پہلی فرصت میں اس پنڈت سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں اس کے پے منٹ کا مسئلہ میرے اوپر چھوڑ دیں۔"

"ٹھیک ہے سر..................." نریندر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں پنڈت کے آتے ہی اس سے معاملہ کی بات طے کر لوں گا۔"

"سر.................." ایس پی راجن نے ڈی آئی جی کو مخاطب کیا۔ "میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس معاملے کو یہیں ختم کر دینا چاہئے اور اپنے اپنے طور پر تفتیش جاری رکھنی چاہئے۔"

"سر.................. اگر مجرم کالے علم کا ماہر ہے اور ہماری نظروں سے اوجھل رہ سکتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ اس وقت بھی ہمارے درمیان بیٹھا ہماری باتیں سن رہا ہو اور ایسی صورت میں ہماری کامیابی کے امکانات روشن نہیں ہو سکتے۔"

"یو آر رائٹ................." ٹوٹو نے ڈی آئی جی کے دماغ میں داخل ہو کر کہا۔ "کیا یہ ممکن نہیں کہ اس وقت تمہارے کانفرنس روم میں جو پانچ افراد موجود ہیں ان ہی میں سے ایک شخص شنکر کے بارے میں سب کچھ جانتا ہو اور کسی ذاتی وجہ سے بڑی معصومیت سے تمہیں الو بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔"

"نہیں .... یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔" ڈی آئی جی نے دل ہی دل میں اپنے آپ سے کہا "یہ ہمارے محکمے کے سینئر آفیسر ہیں' یہ بھلا میرے ساتھ دھوکا کیوں کریں گے۔"

"اسی نقد نرائن کے کارن جو تمہارے سامنے آ جائے تو آج بھی تمہاری رال ٹپکنے لگتی ہے۔"

"ہاں یہ ممکن ہے لیکن میں اپنے چاروں آفیسرز میں سے کس پر شبہ کر سکتا ہوں؟"

"چاروں کو رسیوں سے جکڑ کر الٹا لٹکا دو' جس نے بھی جو کھایا پیا ہو گا۔" ٹوٹو نے پھر اس کے دماغ کو جھنجوڑا۔

"نہیں .... میں اپنے افسروں کے خلاف اتنا سخت اقدام بغیر کسی ٹھوس

ثبوت کے نہیں کر سکتا۔"

"میں جانتا ہوں۔" ٹوٹو نے حقارت سے کہا۔ "اگر اس وقت تمہارے افسروں کی جگہ بے گناہ عوام کے آٹھ افراد ہوتے تو شاید انہیں الٹا لٹکانے کے بارے میں اب تک فیصلہ کر چکے ہوتے .... کوئی بات نہیں' میں نے اگر تمہارے ہی ہاتھوں تمہارے سینئر افسر کو ذلیل نہ کرایا تو میرا نام بھی ٹوٹو نہیں۔"

"آپ کیا سوچ رہے ہیں سر.................." ایس پی سنہا نے دریافت کیا۔

"کچھ بھی نہیں۔" ڈی آئی جی نے جلدی سے کہا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔ "آپ حضرات اسی وقت سے اپنے اپنے علاقے کا سروے شروع کر دیجئے میں اب آپ لوگوں سے فون پر رابطہ رکھوں گا۔"

ڈی آئی جی کے ساتھ افسران بھی اٹھ گئے' ایس پی نریندر دل ہی دل میں اپنی کامیابی پر مسکرا رہا تھا لیکن وہ ٹوٹو سے بے خبر تھا جو اسے قہر آلود نگاہوں سے گھور رہا تھا!!

○

فیصل کا آپریشن بے حد کامیاب ثابت ہوا تھا وہ اس وقت اپنے کمرے میں پورے ہوش و حواس کے ساتھ بیٹھا جاوید اور عنبرین کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا اس کے قانونی مشیر افضال احمد اور بزنس منیجر وقار حسین بھی موجود تھے۔ ٹوٹو اور روپا بھی موجود تھے لیکن وہ فیصل کے علاوہ کسی اور کو نظر نہیں آ رہے تھے۔

"خدا کا شکر ہے کہ آپ کا آپریشن بہت کامیاب ہوا ہے۔" عنبرین نے فیصل کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹر بتا رہا تھا کہ دو روز بعد سے آپ کو چلنے پھرنے کی پریکٹس شروع کرا دی جائے گی اور مہینے بھر کے اندر اندر آپ بغیر کسی سہارے کے چلنے لگیں گے۔"

فیصل نے مسکرا کر عنبرین کا شکریہ ادا کیا' وہ بظاہر اسپتال کے کمرے میں تھا لیکن اس کے ذہن میں اس وقت بھی اپنے پردادا کے الفاظ گونج رہے تھے۔ جنھوں نے اسے زندگی گزارنے اور کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار ہونے کا ایک نیا گر سکھایا تھا۔

"کس سوچ میں گم ہو؟" جاوید نے اسے کرید نے کی کوشش کی۔

"تمہارے بارے میں غور کر رہا ہوں۔" فیصل نے عنبرین کو کن انکھیوں سے دیکھتے

ہوئے جاوید سے کہا۔ "تم نے میرے ساتھ دوستی کی جو انمول مثال پیش کی وہ میری زندگی کا بہترین سرمایہ ہے' سوچ رہا ہوں تمہیں اس کا کیا انعام دوں؟"

"تم اپنے پیروں پر دوبارہ کھڑے ہو کر زندگی کے معمولات میں حصہ لینا شروع کر دو' میرے لئے یہی سب سے بڑا انعام ہو گا۔" جاوید کے لہجے میں بے پناہ خلوص تھا۔

"لیکن میں تمہیں کوئی خوبصورت اور حسین سا ہنستا بولتا انعام دینا چاہتا ہوں۔ کیوں عنبرین تمہارا کیا مشورہ ہے؟" فیصل نے عنبرین سے دریافت کیا تو اس کے چہرے پر حیا کی سرخی پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی وہ فیصل کا مقصد سمجھ کر شرما سی گئی تھی' کچھ دیر تک فیصل اور جاوید کے درمیان اشاروں کنایوں میں عنبرین کے بارے میں دلچسپ گفتگو ہوتی رہی پھر فیصل نے اپنے بزنس مینجر سے دریافت کیا۔

"کیوں وقار صاحب' میرے کاروبار اور عمارتوں کی تعمیرات کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔"

"خدا کے فضل سے ہر کام تسلی بخش طور پر ہو رہا ہے۔" وقار حسین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "دو مہینے کے اندر اندر ہمارے دفاتر دوبارہ پہلے کی طرح کام شروع کر دیں گے۔"

"آپ کے تمام کلیم نہ صرف منظور ہو گئے ہیں بلکہ مطلوبہ رقم ہمارے بینک اکاؤنٹ میں بھی منتقل ہو چکی ہے۔" افضال احمد نے کہا۔ "سارے ہی کام خلاف توقع حیرت انگیز تیزی کے ساتھ طے پا گئے ہیں۔"

"افضال صاحب آپ کو اب فوری طور پر ایک اہم دستاویز تیاری کرنی ہے' میں چاہتا ہوں کہ ہفتے دس روز کے اندر اندر اس کی پوری طرح تکمیل ہو جائے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں اپنے تمام کاروبار میں جاوید کو باقاعدہ اپنا ورکنگ پارٹنر بنانے کا خواہشمند ہوں۔"

"فیصل!" جاوید نے چونک کر کہا۔ "تم مجھے جو انعام دینے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"پلیز جاوید.................." فیصل نے تیزی سے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے اگر تم نے انکار کیا تو مجھے دکھ ہو گا۔"

"اور مجھے دکھ اس بات کا ہو رہا ہے کہ میں کیوں پیچھے رہ گئی۔" عنبرین نے شوخی سے کہا۔ "اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا تو میں بھی سر پر کفن باندھ کر افریقہ کے سفر میں آپ کے ساتھ پیش پیش رہتی۔"

"پریشان مت ہو.................. تم اب زندگی کے سفر میں جاوید کے ساتھ ساتھ رہو گی۔" فیصل نے برجستہ کہا تو عنبرین کے چہرے کی رنگت ایک بار پھر گلابی ہو گئی ٹوٹو اور روپا بھی ان کی باتوں پر مسکرا رہے تھے لیکن روپا بھی ٹوٹو کی موجودگی سے بے خبر تھی۔

فیصل نے افضال احمد اور وقار حسین کو ضروری ہدایات دینے کے بعد رخصت کر دیا ان کے جانے کے کچھ دیر بعد جاوید اور عنبرین بھی چلے گئے تو روپا نے قریب آ کر ترشولی کی آواز میں کہا۔

"پرنس .... کاش میں زندہ ہوتی اور تمہارے آپریشن کی کامیابی پر ایک شاندار جشن کا اہتمام کر سکتی۔"

"ترشولی .... تم میرے دل اور ذہن کے گوشوں میں ہمیشہ زندہ رہو گی۔"

"سچ پرنس.................." روپا کی آنکھوں میں حسرتیں تڑپ اٹھیں۔

"کیا تم ترشولی کو ہمیشہ یاد رکھو گے۔"

"ہاں .... ایک دوست کی حیثیت سے میں تمہیں کبھی فراموش نہیں کروں گا۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا پھر بولا۔ "ترشولی کیا میں تم سے ایک درخواست کر سکتا ہوں۔"

"حکم دو پرنس.................. ترشولی تمہارے اشارے پر اپنی روح بھی قربان کر سکتی ہے۔"

"میں یہی چاہتا ہوں۔" فیصل نے اپنے پردادا کے جملے دہراتے ہوئے کہا۔ "کسی بزرگ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ روحیں جو سکون کی تلاش میں بھٹک رہی ہوں انہیں زمین کے حوالے کر دینا چاہئے اس لئے کہ وہ زمین کی امانت ہوتی ہیں' میری خواہش ہے کہ اب تم بھی روپا کے جسم کو چھوڑ کر واپس آسمانوں پر لوٹ جاؤ۔"

"اگر یہی تمہارا حکم ہے تو ایسا ہی ہو گا پرنس لیکن اس سے پہلے میں شنکر سے اپنا حساب ضرور بے باق کروں گی۔" روپا نے ٹھوس لہجے میں کہا پھر پلٹ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ ٹوٹو اسے تیز نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس کے جانے کے بعد فیصل سے بولا۔

"میں ترشولی کا ارادہ بھانپ چکا ہوں' یہ شنکر کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو گی۔"

"شنکر کے بارے میں تمہاری کیا رپورٹ ہے۔"

"وہ اپنی ٹانگ اور تمام گندی قوتوں سے محروم ہو چکا ہے۔" ٹوٹو نے فیصل کو مکمل

تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "بس ایک آخری دھکے کی ضرورت باقی رہ گئی ہے لیکن شنکر کے ساتھ ساتھ میں نریندر کو بھی جہنم رسید کر دوں گا ایسے ہی افسران ہمارے معاشرے کی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔"

"کیا میں اس حالت میں بھی تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں۔"

"تم پھر بھول گئے پرنس کہ میرا نام ٹوٹو ہے اور ٹوٹو کیلئے دنیا کا کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔" ٹوٹو نے انتہائی لاپروائی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج رات تمہارے ساتھ شنکر کی مزاج پرسی کو ضرور چلوں گا۔"

ٹوٹو کے چہرے پر شریر مسکراہٹیں رقص کر رہی تھیں وہ جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن پھر اچانک اس نے سنجیدگی سے پلٹ کر خلاء میں کچھ دیکھا اور پل بھر میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا' فیصل ابھی اس کے بارے میں غور کر ہی رہا تھا کہ ایک مانوس آواز سن کر چونک اٹھا اس نے پلٹ کر دوسری جانب دیکھا تو دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' اس کی نگاہوں کے سامنے سفید ریش بزرگ کھڑے اسے شفقت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے' بزرگ کے قریب ہی ایک خوبصورت سی معصوم لڑکی بھی موجود تھی جس کی نگاہوں میں محبت کی پاکیزگی جھلملا رہی تھی۔

"آپ ...." فیصل نے بزرگ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین تھا کہ آپ مجھے اپنی شفقت سے محروم نہیں کریں گے لیکن ...."

"جو کچھ بیت گیا اسے بھول جاؤ فیصل میاں۔" سفید ریش بزرگ نے کہا۔ "مجھے خوشی ہے کہ تم نے بڑے میاں صاحب کی باتوں کو دل میں جگہ دی ہے۔"

"میں ٹوٹو کے سلسلے میں آپ کا شکر گزار ہوں' وہ نہ ہوتا تو شاید................"

"کفر کی باتوں سے پرہیز کی عادت ڈالو میرے بچے۔" سفید ریش بزرگ نے کہا۔ "سب سے بڑی ذات اس کی ہے' جو کچھ ہوتا ہے اسی کے اشارے پر ہوتا ہے۔"

"یہ ...." فیصل نے معصوم لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو یہ آپ کی صاحبزادی عاشی ہیں۔"

"ہاں .... یہ وہی نافرمان لڑکی ہے جس نے میری اجازت کے بغیر تمہاری مدد کی تھی لیکن میں اس سے خفا نہیں ہوں اس لئے کہ اس نے جو کچھ کیا اس میں خدا کی رضا اور بڑے میاں صاحب کا اشارہ بھی شامل تھا۔"

"آپ مجھ سے ایک وعدہ کریں میرے محترم ...." فیصل نے کہا۔ "اب

آپ کبھی میری رہنمائی سے نگاہیں نہیں پھریں گے۔"

"کل کیا ہونے والا ہے یہ بجز خدا کے کسی کو نہیں معلوم لیکن میری ایک نصیحت یاد رکھنا راستی پر چلنے والے کبھی مصیبتوں سے ہراساں نہیں ہوتے' جیت ہمیشہ ان کی ہوتی ہے جو ثابت قدم رہتے ہیں۔"

"اب آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔" عاشی نے پہلی بار زبان کھولی تو ایسا لگا جیسے فضا میں لاتعداد نقرئی گھنٹیاں بج اٹھی ہوں' اس کی آواز میں نہ جانے کیا سحر تھا کہ فیصل کے ذہن پر غنودگی کے گہرے اثرات مرتب ہونے لگے' وہ آہستہ آہستہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوتا جا رہا تھا..................!!



بے ہوشی کے اثرات اس کے ذہن سے بتدریج چھٹ رہے تھے' گزری ہوئی باتیں اس کے شعور میں آہستہ آہستہ تازہ ہو رہی تھیں' نرس کے انجکشن لگانے سے پیشتر اس کے دماغ میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا تھا۔ "اگر وہ آپریشن کے مرحلے سے گزرا تو اپنی تمام پراسرار قوتوں اور ایک ٹانگ سے محروم ہو جائے گا۔" کسی نے اس کے شعور کو جھنجھوڑ کر تنبیہ کی تھی' شنکر اس وارننگ کو محسوس کر کے تڑپ اٹھا تھا اس نے ڈاکٹر پرکاش کو آنکھیں کھول کر بہت غور سے دیکھا تھا' وہ ڈاکٹر کو اس خطرے سے آگاہ کرنے کا خواہشمند تھا' کہ کچھ پراسرار قوتیں اسے لاشعوری طور پر تخریبی کارروائی پر مجبور کریں گی لیکن طاغوتی طاقتوں نے اس کے اعصاب کو پوری طرح جکڑ لیا تھا' جملے زبان کی نوک تک آ رہے تھے لیکن اس کی ادائیگی شنکر کے اختیار میں نہیں تھی' وہ پھٹی پھٹی نظروں کے ذریعے ڈاکٹر پرکاش کو آنے والے خطروں سے آگاہ کرنا چاہتا تھا لیکن مایوسی اس کا مقدر بن چکی تھی پھر اس پر بے ہوش کرنے کا عمل شروع ہوا تو اس کے دل کی دھڑکنیں ڈوبنے لگیں' اسے شدید گھٹن کا احساس ہو رہا تھا' اس نے کوشش کی تھی کہ بے ہوش ہونے سے پیشتر کسی طرح پرکاش کو آپریشن کے ارادے سے روک دے لیکن اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر اس کے پپوٹے بوجھل ہو کر بند ہونے لگے اور گھپ اندھیروں نے چاروں طرف سے گھیر کر اسے ہر احساس سے بے خبر کر دیا تھا اور اب وہ دوبارہ ہوش میں تھا۔

کچھ دیر تک آنکھیں بند کئے وہ حالات پر غور کرتا رہا پھر اس نے ڈرتے ڈرتے

آنکھیں کھول دیں وہ اس وقت آپریشن تھیٹر میں نہیں اسپتال کے کسی کمرے میں بستر پر دراز تھا اور ڈاکٹر پرکاش اس کی نظروں کے سامنے موجود تھا پرکاش کے قریب ہی سفید لباس میں ملبوس ایک خوبصورت سی نرس کھڑی تھی۔

"ڈاکٹر.............." شنکر نے دھڑکتے ہوئے دل سے پرکاش کو مخاطب کیا۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں۔" پرکاش نے تیزی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "تمہارا آپریشن کامیاب ہوا ہے۔"

"اور میری ٹانگ..................؟"

"آئی ایم سوری مائی ڈیئر۔" ڈاکٹر نے دبی زبان میں کہا۔ "تمہاری زندگی بچانے کی خاطر مجھے تمہاری ٹانگ کاٹنی پڑی لیکن زخم بھر جانے کے بعد تم مصنوعی ٹانگ کے ذریعے با آسانی چل پھر سکو گے .... میں نے جو کچھ کیا انتہائی مجبوری کی حالت میں کیا' زہر پھیل جانے کی وجہ سے.............. ...."

"بس کرو ڈاکٹر...... بس کرو۔" شنکر نے تڑپ کر کہا' "مجھے معلوم تھا کہ یہی سب کچھ ہوگا۔ میرے ذہن میں اس کا تصور ابھرا تھا لیکن اس وقت بہت دیر ہو چکی تھی اور اب.........." شنکر نے اپنا جملہ پورا کئے بغیر اپنی آنکھیں بند کر لیں پھر اس کے ہونٹ متحرک ہو گئے وہ کالی کی دی ہوئی طاقت کو آزمانا چاہ رہا تھا لیکن اسے مایوسی کا شکار ہونا پڑا' اس کے ذہن میں روشنی کی کوئی کرن نہیں پھوٹی۔ چاروں سمت گھپ اندھیرے تیر رہے تھے۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا جو کچھ اس نے سوچا وہی ہوا تھا' وہ اپنی ٹانگ اور اپنی تمام کالی قوتوں سے محروم ہو چکا تھا۔

"نرس ...." پرکاش کی مدھم آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ "اسے نیند کا انجکشن لگا دو' میں تھوڑی دیر میں راؤنڈ لے کر واپس آتا ہوں۔"

پرکاش کے قدموں کی آواز ابھر کر دور ہوتی چلی گئی' وہ آنکھیں بند کئے لیٹا رہا۔ اندر ہی اندر گھٹتا رہا۔ پھر جب نرس نے انجکشن لگانے کی خاطر اس کے بازو سے کپڑا ہٹانے کی کوشش کی تو اس نے تلملا کر آنکھیں کھول دیں۔

"دفع ہو جاؤ میری نگاہوں کے سامنے سے۔" اس نے نرس کو خونخوار نظروں سے گھورا۔ "مجھے نیند کی نہیں تنہائی کی ضرورت ہے' گیٹ آؤٹ۔" وہ کرخت لہجے میں بولا تو نرس سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔ پھر انجکشن ہاتھ میں لئے لئے تیز تیز قدم اٹھاتی باہر چلی گئی۔

شنکر نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں وہ حالات کی ستم ظریفی پر غور کر رہا تھا اسے یقین تھا کہ

فیصل کے ہم زاد نے اسے ایک ٹانگ سے محروم کر دیا تھا' وہ آنے والے کل کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ ایک سرگوشی خاموشی کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری اور پگھلتے سیسے کی مانند اس کے کانوں میں اترتی چلی گئی۔

"کس وچار میں گم ہو مہاراج.............. آنکھیں کھولو.............. دیکھو تو سہی کون آیا ہے۔"

شنکر نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں' فیصل اس کے سامنے کھڑا معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا' ٹوٹو نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا لیکن ننکا کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔

"تم.............." شنکر نے بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔ "کیوں آئے ہو یہاں۔"

"تم نے شاید مجھے پہچانا نہیں شنکر جی۔" فیصل نے حقارت سے مسکراتے ہوئے کہا "غور سے دیکھو میں تمہارا وہی سیوک ہوں جسے تم نے اپنی ناپاک خواہشوں کی بھینٹ چڑھانے کے کارن ایک لمبا ناٹک کھیلنے کی کوشش کی تھی۔ اتنی جلدی بھول گئے مجھے۔"

"تم.............. تم وہ نہیں ہو۔" شنکر نے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "تم اس کے ہمزاد ہو.............."

"سمے سمے کی بات ہے مہاراج.............." فیصل کے لہجے میں گہرا طنز تھا "تمہاری مہان اور کالی **شکتیوں** نے مجھے خود اپنے ہم زاد کا روپ دھارنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن اب مجھے کوئی ڈر نہیں ہے اس لئے بتا رہا ہوں کہ میں ہی فیصل ہوں' وشواس نہیں آتا تو یہ دیکھو.............." فیصل نے اسے اپنے پیروں پر بندھی پٹیاں اور پلاسٹر دکھاتے ہوئے کہا۔ "یہ سب تمہاری ہی کرپا سے ہوا ہے شنکر جی.............. لیکن تمہارا کھیل اب ختم ہو چکا' اب میری باری ہے۔"

شنکر نے جواب میں کچھ نہیں کہا' اپنے ہونٹوں کو دانتوں تلے دبا لیا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا' پیروں پر چڑھے پلاسٹر نے تصدیق کر دی تھی کہ اس کے سامنے فیصل ہی کھڑا تھا لیکن.............."

"تم اپنے ذہن پر بوجھ مت ڈالو.............. میں تمہاری الجھن دور کئے دیتا ہوں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہیں وہ خون آلود روئی کا پیکٹ تو یاد ہو گا مہاراج جسے حاصل کرنے کی خاطر تم نے میرے کندھے پر بندوق رکھ کر چلانے کی ٹھان رکھی تھی۔"

"مم.............. میں' سمجھا نہیں۔" شنکر نے چونک کر کہا۔ "وہ پیکٹ تو تمہارے

پاس سے گم ہو گیا تھا۔"

"لمبی کہانی ہے.................. تم نہیں سمجھ سکو گے لیکن تم اگر چاہو تو میں تمہیں اس معصوم بچے کے درشن کرا سکتا ہوں جس کی مہان شکتی حاصل کرنے کے بعد تم بلوان بننے کے سپنے دیکھ رہے تھے۔" فیصل نے نفرت سے جواب دیا پھر اس کے اشارے پر ٹوٹو نے خود کو ظاہر کیا تو شنکر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' وہ پلکیں جھپکائے بغیر ٹوٹو کو بڑی حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے برعکس ٹوٹو کی نگاہوں میں شنکر کے لئے قہر ہی قہر آ رہا تھا۔ اسی لمحے روپا کمرے میں داخل ہوئی تو شنکر نے پلٹ کر اس کی جانب بڑی امیدوں سے دیکھا۔

"تم جسے روپا رانی سمجھ رہے ہو یہ وہ نہیں ہے۔" فیصل نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "یہ ترشولی کی بے چین روح ہے جس نے تمہاری روپا کے جسم کو اپنا لیا ہے۔"

"اور اب اس کی لاش کو چوری کرنے کا الزام بھی تمہارے ہی سر ہو گا۔" ٹوٹو نے حقارت سے شنکر کو مخاطب کیا۔ "اپنی کالی اور پلید قوتوں کو آواز دو لیکن شاید اب وہ بھی تمہیں یہ نہ بتا سکیں گی کہ تمہارے بھوش میں کیا لکھا ہے۔ تمہارا انجام کیا ہو گا۔"

"ڈور کا سرا اب بھی میرے ہاتھ میں ہے شنکر۔" فیصل نے اسے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔ "تم ہی بتاؤ' مجھے تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔"

"تم مجھے اجازت دو پرنس۔" روپا نے ترشولی کی آواز میں کہا۔ "میں پل بھر میں اس کا حساب کر سکتی ہوں۔"

"نہیں.................." فیصل نے ترشولی سے کہا۔ "یہ میرا مجرم ہے اسے میں سزا دوں گا' میں اسے زندہ رکھوں گا لیکن اس طرح کہ یہ مردوں سے بھی بدتر حالت میں رہے گا لیکن اس کا منحوس اور ناپاک وجود لوگوں کے لئے عبرت کی جیتی جاگتی مثال پیش کرتا رہے گا .... تم آسمانوں پر واپس لوٹ جاؤ ترشولی میں نے بھی اپنی منزل کا تعین کر لیا ہے لیکن ابھی مجھے دو چار کام نپٹانے ہیں۔"

روپا نے فیصل کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر وہ خاموشی سے آگے بڑھی اور باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی' فیصل نے ٹوٹو کی جانب وضاحت طلب نظروں سے دیکھا تو اس نے دبی زبان میں کہا "میں نے تم سے کہا تھا کہ ترشولی شنکر کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو گی۔ اب پولیس روپا کی سڑی گلی لاش کو اسی باتھ روم سے برآمد کرے گی۔"

"تم کس و چار میں گم ہو مہاراج۔" فیصل نے ایک بار پھر شنکر کو گھورتے ہوئے طنز کیا "تم نے ابھی تک مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ نہیں کیا مجھے بتاؤ شنکر جی کہ میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں۔"

"تم .... تم اس بالک سے کہو کہ یہ مجھے اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتار دے۔" شنکر نے ٹوٹو کو گھورتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اس کے ہاتھوں سے مرنے کے بعد شاید میری آتما کو شانتی مل جائے۔"

"اب ایسا بھی کیا مہاراج۔" فیصل نے زہرخند سے جواب دیا۔ "تم میرے لئے اس دنیا میں سب سے مشکل آدمی ثابت ہوئے تھے' میں تم کو اتنی آسان موت کیسے مار سکتا ہوں...... .... تم کھیل کو اتنی جلدی کیوں ختم کرنا چاہتے ہو.................. کھیل تو اب شروع ہو گا۔"

اسی لمحے باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو شنکر کے علاوہ فیصل کی توجہ بھی دروازے کی طرف مبذول ہو گئی۔ پھر فیصل نے پلٹ کر ٹوٹو کی جانب دیکھا۔

ٹوٹو کے معصوم ہونٹوں پر بڑی سفاک مسکراہٹ رقص کر رہی تھی......!!



کمرے میں سب سے پہلے جو شخص داخل ہوا وہ ایس پی نریندر کے سوا کوئی اور نہیں تھا اس کے ساتھ اسپتال کے دو وارڈ بوائے تھے۔ نریندر خاصا بوکھلایا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس وقت اس نے گہرے چاکلیٹی کلر کا سفاری سوٹ پہن رکھا تھا ٹوٹو نے بدستور فیصل کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ اس لئے وہ شنکر کے سوا کسی اور کو نہیں نظر آ رہا تھا۔

"ڈاکٹر پرکاش کہاں ہے؟" نریندر نے وارڈ بوائے سے دریافت کیا۔ "اسے بلاؤ............... جلدی کرو............. ہری اپ۔"

"خیریت تو ہے؟" ڈاکٹر نے کمرے میں اندر آتے ہوئے دریافت کیا۔ "تم بہت پریشان دکھائی دے رہے ہو؟"

"کیا اس وقت اسپتال میں کوئی ایمبولنس موجود ہے؟" نریندر نے تیزی سے سوال کیا۔

"ہاں....... لیکن آخر بات کیا ہے........... کیا کوئی..........."

"باتوں میں سے مت برباد کرو پرکاش۔" نریندر نے شنکر کی سمت دیکھتے ہوئے کہا۔ "جتنی جلدی ممکن ہو سکے اسے ایمبولنس میں ڈال کر کہیں اور شفٹ کر دو۔ کسی نے ڈی آئی جی کو مخبری کر دی ہے۔ تمہارے اسپتال پر کسی وقت بھی ریڈ ہو سکتی ہے۔ اگر وقت گزر گیا تو ہمیں پچھتانے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔"

"لیکن تم نے تو چار روز کی ذمہ داری لی تھی اور آج۔"

"ڈونٹ بی سلی .... حماقت کی باتیں مت کرو۔" نریندر نے جھلا کر کہا۔ "اپنے آدمیوں سے کہو کہ اس بلا کو پہلی فرصت میں کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیں۔ تمہارے اسپتال میں اس مریض کی موجودگی کا کوئی سراغ نہیں ملنا چاہئے ورنہ ہم دونوں ہی مارے جائیں گے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن اس وقت ہم جائیں گے کہاں؟" پرکاش نے اپنی مجبوری ظاہر کی۔

"جہنم میں ...." نریندر چیخ کر بولا۔ "اگر تم نے دس منٹ کے اندر اندر اس مصیبت کو میرے علاقے سے دور نہ کیا تو پھر مجبوراً مجھے ہی کوئی ایکشن لینا پڑے گا۔ میرے پاس بچاؤ کا صرف ایک راستہ باقی رہ جاتا ہے۔ میں تمہیں ایک خطرناک مفرور قیدی کی مدد کرنے اور پولیس کو حالات کی اطلاع نہ دینے کے جرم میں گرفتار کر لوں۔"

"تم شاید اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہو۔" پرکاش کا لہجہ بھی تیز ہو گیا۔ "یہ مت بھولو کہ میں بھی ایک ڈاکٹر ہوں اور اوپر کے لوگوں سے تھوڑے بہت تعلقات میرے بھی ہیں۔"

"پلیز پرکاش"۔ نریندر نے دانت پیستے ہوئے منت کی۔ "وقت کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ میری عزت اور تمہاری شہرت دونوں کا معاملہ ہے۔"

"اسے روکنے کی کوشش کرو"۔ فیصل نے ٹوٹو سے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ یہ بددیانت ایس پی بھی شنکر کے ساتھ ہی۔"

"ایسا ہی ہوگا پرنس۔" ٹوٹو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "تم بس تماشا دیکھتے رہو' میں نے اپنا جال پھیلا رکھا ہے۔ ایک اشارے کی دیر ہے۔"

پھر وہی ہوا جو ٹوٹو نے کہا تھا نریندر اور پرکاش ابھی کسی فیصلے پر پہنچنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ پولیس کے چار مسلح افراد تیزی سے لپکتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے شنکر اور پرکاش دونوں پر رائفلیں تان لیں۔ اس کے ساتھ ڈی آئی جی' ایس ایس پی' سنہا اور علاقے کے انسپکٹر کے ساتھ سامنے آ گیا وہ نریندر کو قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔

"مجھے خوشی ہے مسٹر نریندر کہ تم یہاں پہلے سے موجود ہو۔"

"یس سر ...." نریندر نے فوری طور پر خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "مجھے اپنے مخبروں کے ذریعے اطلاع مل چکی تھی کہ ہمارا مفرور مجرم اس کلینک میں موجود ہے۔"

"اور تم نے مجھے اطلاع دینے کی بجائے فوری طور پر ریڈ کر دی اور وہ بھی تنہا"۔ ڈی آئی جی زہر خند سے بولا۔ "کیا میں تمہاری بہادری کی ! دیھا پھر کرخت لہجے میں بولا۔ نہیں لے رہا۔" ہی رکھو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہو

"مم .... میں آپ کو فون کر۔"

"شٹ اپ.................." ڈی آئی...... " فیصل نے انسپکٹر کی بات کو نظر انداز بھیڑوں ہی نے پولیس کے محکمہ کو بدنام ں سنوں کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے۔"

"ریس کا گھوڑا جب بیکار ہو جاتا ہے تو اسے گولی مار دی جاتی ہے۔ جانتے ہو کیوں۔" شنکر نے بڑی حسرت سے کہا۔ "لوگوں کی نظروں میں وہ بہت قیمتی ہوتا ہے اس پر لاکھوں اور کروڑوں کا داؤ لگایا جاتا ہے اس لئے اس کا مان رکھنے کے کارن اسے اس کے چاہنے والوں کی نظروں کے سامنے گولی مار دی جاتی ہے۔ اس کا اپمان کرنے کی خاطر اسے تانگے والوں کے ہاتھ نہیں بیچا جاتا۔ تم بھی اس میدان کے کھلاڑی ہو جس کا کبھی میں چیمپئن رہ چکا ہوں۔ اسی ناتے میں تم سے بنتی کرتا ہوں کہ مجھے موت کے حوالے کر دو۔ ڈور کا سرا تمہارے ہاتھ ہے اسے پھانسی کا پھندہ بنا کر ایک ہی جھٹکے میں میری آتما کو شریر کی قید سے آزاد کر دو۔ میری ٹانگ باندھ کر مت گھسیٹنا .... یہ شنکر کا اپمان ہو گا۔"

"اتنی جلدی ہمت ہار گئے مہاراج .... تم تو بڑے اونچے وچاروں کے مالک تھے۔ ایسی جلدی بھی کیا ہے موت کی پرارتھنا کرنے کی۔" فیصل نے سرد لہجے میں کہا پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "ان دنوں کو یاد کرو شنکر جب ڈور کا سرا تمہارے ہاتھ میں تھا' تم نے تو مجھے سسکا سسکا کر موت کے گھاٹ اتارنے کے سنہرے سپنے دیکھے تھے' اپنی باری آئی تو گھٹنے ٹیک دیئے................... مرد بنو شنکر................... ابھی تو تمہاری ایک ٹانگ باقی ہے۔" فیصل کے انداز میں حقارت اور نفرت کا ملا جلا احساس چھلک رہا تھا پھر وہ جانے کے ارادے سے مڑا تو شنکر چیخ اٹھا۔

"مجھے نراش نہ کرو پرنس................... میری بنتی سویکار (قبول) کر لو۔"

"ٹوٹو نے پلٹ کر شنکر کو دیکھا پھر انسپکٹر کو گھورتے ہوئے بولا۔"

"یہ مجرم ایک بار پہلے بھی قانون کی نظروں میں دھول جھونک کر فرار ہو چکا ہے۔ اگر دوبارہ ایسا ہوا تو ساری ذمہ داری تمہارے سر ہو گی یہ شور و غل مچا کر خود کو پاگل ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اس کے ہاتھ پلنگ سے جکڑ دو اور .... جلدی کرو ورنہ تمہیں ملازمت سے بھی ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے۔"

"ہاں................... مجھے یہی کرنا چاہئے۔ "انسپکٹر نے اپنے آپ سے کہا پھر اس نے وہی کیا جس کا مشورہ ٹوٹو نے دیا تھا شنکر کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اس نے اس کے دونوں ہاتھ پوری مضبوطی سے پلنگ سے بندھوا دیئے تھے اس کے باوجود وہ اس کی طرف سے غافل نہیں تھا قریب ہی ایک صوفے پر بیٹھا اسے پوری توجہ سے گھورے جا رہا تھا۔

ڈی آئی جی نے شنکر کے کیس کو نپٹانے میں کچھ زیادہ ہی عجلت کا ثبوت پیش کیا تھا ایس پی نریندر کے پاس سے دس ہزار کی رقم چونکہ خود ڈی آئی جی اور دوسرے ذمہ دار افسروں کی موجودگی میں برآمد ہوئی تھی اس لئے اسے فوری طور پر معطل کر دیا گیا۔ عدالت نے دوسری ہی پیشی پر گواہوں کے بیانات کی روشنی میں نریندر کو قید بامشقت اور جرمانے کی سزا سنا دی تھی۔ نریندر نے اپنے ساتھ ڈاکٹر پرکاش کو بھی گھسیٹنے کی پوری پوری کوشش کی تھی لیکن ٹوٹو کی مداخلت نے اسے دودھ کی مکھی کی طرح سزا اور جرمانے سے بچا لیا تھا لیکن عدالتی کارروائی کے دوران نریندر اور اس کے وکیل نے اس پر جو جرح کی تھی اس سے پرکاش کو دانتوں پسینہ آگیا تھا خاص طور پر روپا کی لاش کے سلسلے میں بہت زیادہ لے دے ہوئی تھی اگر ٹوٹو نے عدالتی نشیب و فراز کے دوارن اپنی پراسرار قوتوں کا استعمال نہ کیا ہوتا تو پرکاش کا بچ نکلنا بھی مشکل ہی تھا۔

شنکر کے سلسلے میں ڈی آئی جی نے بڑے سخت انتظامات کئے تھے۔ ایک بار کے تلخ تجربے نے اسے بہت زیادہ محتاط کر دیا تھا۔ وہ دن رات میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد اسپتال میں شنکر کی موجودگی کی تصدیق کرتا رہتا اور ذاتی طور پر بھی اچانک راؤنڈ لے کر اطمینان کر لیتا تھا کہ اس کے کارندے پوری طرح چوکس ہیں۔

ڈاکٹر پرکاش کے مشورے کے بعد شنکر کو ایک ہفتے بعد پولیس اسپتال میں منتقل کر دیا گیا لیکن ڈی آئی جی نے پرکاش کو ہدایت کی تھی کہ چونکہ آپریشن اس نے کیا ہے اسلئے وہ برابر پولیس سرجن کا ہاتھ بٹاتا رہے گا اس دوران کیس کی تیاری میں پولیس کے ماہرین نے نہایت دوراندیشی سے کام لیا تھا۔ انہوں نے انسپکٹر شرما اور ایس پی ماتھر کے قتل کی ذمہ داری کے علاوہ شنکر کو دوبارہ پولیس کی حراست سے فرار ہونے کا مجرم ثابت کرنے کی کوشش کی تھی اور اسی نوعیت کے دو چار ملتے جلتے کیس جو عدم ثبوت کی بناء پر پہلے ہی داخل دفتر ہو چکے تھے۔ شنکر کے ذمہ تھوپنے کی نہایت کامیاب کاغذی کارروائی کی تھی۔

پولیس اسپتال میں منتقل ہونے کے دس ہفتے بعد جس روز شنکر کو عدالت کے روبرو پیش کیا گیا تھا۔ اس روز بھی ڈی آئی جی نے اپنے خاص افسروں کو پولیس کے مسلح دستوں کے ساتھ قدم قدم پر مورچہ بند کر دیا تھا اسے سوتے جاگتے اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت یہی خطرہ لاحق رہتا تھا کہ شنکر کسی وقت بھی اچانک چھومنتر ہو جائے گا بلکہ اسے حیرت تھی کہ اب تک اس کی جانب سے اس قدر خاموشی کیوں ہے اور اس نے فرار ہونے کی خاطر اپنی ان

پراسرار کالی قوتوں کا استعمال کیوں نہیں کیا جس کا تماشہ ایک بار ہوٹل براڈوے میں ڈی آئی جی اور کمشنر نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

شنکر کو وہیل چیئر پر بٹھا کر عدالت کے روبرو پیش کیا گیا' عدالت میں پولیس کے اعلی افسروں کے علاوہ فیصل اور ٹوٹو بھی موجود تھے' فیصل کے چہرے پر داڑھی کے خوبصورت اضافے نے اس کی شخصیت کو خاصا پر وقار بنا دیا تھا' وہ صحت مند ہونے کے بعد پوری طرح چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تھا لیکن اس وقت چونکہ ٹوٹو نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اس لئے وہ شنکر کے علاوہ اور کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔

"تمہارا کیا حکم ہے پرنس................." ٹوٹو نے عدالت کی کارروائی شروع ہونے سے پیشتر فیصل سے دریافت کیا۔ "کہو تو ایک دو پیشی کے بعد ہی شنکر کو پھانسی کے پھندے تک پہنچا دوں................."

"نہیں ...." فیصل نے شنکر کو نفرت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں اس کہانی کو ختم نہیں کرنا چاہتا' میری خواہش ہے کہ یہ قانون کی گرفت سے آزاد ہو کر بنی نوع انسانوں کی عدالت سے عمر قید کی سزا کا مستحق قرار دیا جائے' یہ زندہ رہے اور زندگی کے آخری سانسوں تک اپنے کئے کی عبرت ناک سزا بھگتتا رہے................."

"تمہارا اشارہ کافی ہے ...." ٹوٹو نے اطمینان سے کہا۔ "میں اسے عدالت سے رہائی ملنے کے بعد دوسری ٹانگ سے بھی محروم کردو گا تاکہ یہ اپنے ناپاک وجود کو کہنیوں کے بل گھسیٹا پھرے اور کوڑی کوڑی کی خاطر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہے' میں اس کی زندگی کے تمام راستے اتنے تنگ اور محدود کر دوں گا کہ اسے سکون کا ایک سانس بھی لینا دوبھر ہو جائے گا' لوگ اسے نفرت سے دھتکارتے رہیں گے اور یہ زندگی کی خاطر ان کے پیروں پر لوٹتا رہے گا................."

"جاوید کے سلسلے میں تم نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے................."

"وہ تمہارا سچا دوست ہے................." ٹوٹو نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "قانونی دستاویز کی تیاری اور رجسٹری کے باوجود اس کی غیرت اس بات کی اجازت نہیں دے رہی تھی کہ وہ تمہارے کاروبار میں نصف کا حقدار بن جائے اور تمام سیاہ و سفید پر اسی کے حکم سے عمل درآمد ہو' میں نے بڑی مشکلوں سے اسے تمہاری خواہش کے عین مطابق تمام کاروباری امور سنبھالنے کی ذمہ داری پر رضا مند کیا ہے۔"

"میں نے اس کے لئے جو کچھ کیا ہے شاید وہ ان قربانیوں کے مقابلے میں کچھ بھی

نہیں جو اس نے میری خاطر پیش کی تھیں۔" فیصل نے جذباتی انداز میں کہا

"پرنس ...." ٹوٹو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "تم نے خود اپنے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"کیوں؟ کیا تمہیں میرے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"میں نے ایک دوبار کوشش کی تھی لیکن درمیان میں ایک دھند ایسی پھیل جاتی ہے جس کی دوسری طرف دیکھنا میرے اختیار سے باہر ہے۔" ٹوٹو نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ کوئی روحانی قوت تمہاری رہنمائی کر رہی ہے................. کوئی ایسی ایمانی طاقت جس نے میری نگاہوں کے سامنے بھی دبیز پردے ڈال دائیے ہیں' پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔"

"زندگی کے تمام رشتے ناتے ایک دن ٹوٹ جاتے ہیں................. ایک دوسرے کے ساتھ تا دیر نہیں چلتے۔" فیصل نے ٹوٹو کو پیار بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا "کون جانے میرا اور تمہارا ساتھ کب چھوٹ جائے................."

"کیا مطلب................." ٹوٹو نے حیرت سے دریافت کیا ہے۔ "تم نے میرے اور اپنے تعلق کی بات کیوں چھیڑ دی۔ کیا تم کو میرے مستقبل کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے۔"

"کل کیا ہو گا یہ بجز خدا کے کون جان سکتا ہے؟" فیصل نے بڑی خوبصورتی سے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ "شنکر کی مثال تمہارے سامنے ہے' کل تک میں اس کی گندی قوتوں کے رحم و کرم پر تھا لیکن آج وہی مجھ سے موت کی بھیک مانگتا ہے' ہے نا عجیب بات؟"

ٹوٹو نے کوئی جواب نہیں دیا' ایک لمحے تک وہ فیصل کی آنکھوں میں جھانکتا رہا پھر شنکر کی سمت دیکھنے لگا جو کسی ہارے ہوئے جواری کی مانند وہیل چیئر پر خاموش بیٹھا اپنے مقدمے کی کارروائی دیکھ رہا تھا' پولیس کی جانب سے باقاعدہ چالان پیش کیا گیا' وکیلوں اور گواہوں کے درمیان جرح ہوتی رہی' سرکاری وکیل شنکر کو پھانسی کے پھندے تک لے جانے کی خاطر بڑی دھواں دھار دلیلیں اور حوالے پیش کر رہا تھا' عدالت کا وقت ختم ہوا تو مجسٹریٹ نے دو روز بعد کی تاریخ دے دی' دو روز بعد پھر گواہی اور شہادتوں پر جرح جاری رہی' اسی طرح چار دن تک مقدمے کی کارروائی جاری رہی' ٹوٹو اس دوران اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے شنکر کے خلاف پولیس کے کیس کو بتدریج کمزور کرتا رہا پھر نتیجہ وہی نکلا جو

فیصل نے چاہا تھا پانچویں پیشی پر مجسٹریٹ نے اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا اور چھٹی پیشی پر پولیس کی جانب سے ناکافی ثبوت اور کمزور دلائل پیش کئے جانے کے پیش نظر عدالت نے شنکر کو باعزت طور پر رہا کرنے کا حکم جاری کر دیا' ڈی آئی جی اور پولیس کے دوسرے حکام اور وکیل ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ فیصل اس روز ٹوٹو کے ساتھ شنکر کے قریب ہی موجود تھا' عدالت کا فیصلہ صادر ہونے کے بعد اس نے شنکر سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے سنا مہاراج.................. عدالت نے تمہیں باعزت طور پر رہا کر دیا ہے.................."

"اور اب تمہاری عزت افزائی کس طرح ہو گی؟ اس کا فیصلہ ہم کریں گے۔" ٹوٹو نے شنکر کو قہر آلود نظروں سے گھورا' جواب میں شنکر نے اپنا نچلا ہونٹ پوری شدت سے دانتوں تلے بھینچ لیا' شاید وہ اپنے انجام کے بارے میں خوفزدہ تھا۔

عدالت برخاست ہونے کے بعد ڈی آئی جی نے قانون کا احترام کرتے ہوئے اپنے ماتحت کو حکم دیا کہ وہ شنکر کو کھلی فضا میں لے جا کر آزاد کر دے' پولیس انسپکٹر نے ایڑیاں جوڑ کر ڈی آئی جی کو سیلوٹ کیا پھر اس نے شنکر کو نفرت سے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"تم کہاں جانا پسند کرو گے.................."

"مجھے کسی بھی مندر کے دوارے اتار دو.................. تمہاری بڑی کرپا ہو گی۔" شنکر نے انسپکٹر سے کہا۔

"آج اپنے اوپر بپتا تو تمہیں بھگوان کی شرن (حفاظت) کا دھیان آ گیا گرو دیو۔" ٹوٹو نے حقارت سے کہا۔ "کالی اور بھیروں کے روپ کو اتنی جلدی بھلا دیا' ان ہی کے کارن تو تم نے مہان شکتی پراپت کی تھی' اونچے سروں میں بولنا سیکھ لیا تھا' خود کو گنیش سمان سمجھ بیٹھے تھے۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' انسپکٹر کے اشارے پر دو پولیس والوں نے اس کی وہیل چیئر دھکیل کر پولیس وین میں چڑھا دی فیصل اور ٹوٹو بھی ساتھ ساتھ تھے۔

"کچھ بولو مہاراج۔" فیصل نے شنکر کے چہرے پر طاری کرب کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے بھوش کے بارے میں کچھ ہمیں بھی بتاؤ.................. یاد ہے تمہیں' بحری عقاب کے سفر کے دوران تم راجہ اندر بنے ہوئے تھے' بڑی بڑی پیش گوئیاں کیا کرتے تھے تمہیں بہت ساری زبانیں آتی ہیں' تمہاری آنکھیں تو من کے بھیتر کا بھید بھاؤ بھی جان لیتی ہیں' تم یہی کہا کرتے تھے نا؟.................. اب اتنے نراش کیوں ہو' کوئی ایسا چمتکار دکھاؤ

کہ ڈور کا سرا ایک بار پھر تمہارے ہاتھوں میں چلا جائے.................. تمہیں تو بہت سارے جنتر منتر یاد تھے.................."

"یہ.................. یہ تم نہیں بول رہے میرے متر.................." شنکر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا پھر ٹوٹو کی سمت دیکھ کو بولا۔ "اس بالک کی مہان شکتی بول رہی ہے' اسے بیچ سے ہٹا دو.................."

"لیکن شنکر اپنا جملہ مکمل نہیں کر سکا تھا ٹوٹو کا ہاتھ گھوما تو وہ اچھل کر اس لوہے کی جالی سے ٹکرا گیا جو ڈرائیور کے پشت پر اسے قیدیوں اور خطرناک مجرموں سے محفوظ رکھنے کے لئے موجود تھی'

ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیڈ کانسٹیبل نے پلٹ کر کہا۔ "ایک ٹانگ کٹ گئی پھر بھی دم خم دکھا رہا ہے' سیدھی طرح کھال کے اندر رہو نہیں تو مار مار کر بھرکس نکال دوں گا.................."

"خان.................. میری مانو تو اسے ادھر ہی اتار کر پھینک دو۔" ڈرائیور نے شنکر کی شان میں ایک بھونڈی گالی دیتے ہوئے کہا۔ "کسی مندر کے پاس چھوڑا تو یہ.................. اس کی پوترتا کو بھی گندا کرتا رہے گا۔"

ضرب اتنی شدید تھی کہ شنکر کے ہونٹوں سے خون کی ایک دھار بہہ نکلی' ٹوٹو کے ایک ہی تھپڑ نے اسے دوبارہ گم صم رہنے پر مجبور کر دیا تھا' پھر کچھ دیر بعد پولیس وین ایک مصروف شاہراہ کے قریب رک گئی۔

"یہ جگہ ٹھیک ہے.................." ہیڈ کانسٹیبل نے کہا۔ "اس خدائی خوار کو ادھر ہی فٹ پاتھ پر ڈال دو' گزر اوقات کے لئے بھیک ملتا رہے گا.................." پھر اس نے نیچے اتر کر وین کی پشت کی جانب بیٹھے ہوئے مسلح سپاہیوں کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا تو انہوں نے پل بھر میں شنکر کو گھسیٹ کر نیچے اتارا اور فٹ پاتھ پر چھوڑ کر چلے گئے' فیصل اور ٹوٹو بھی ساتھ ساتھ تھے۔

"تقدیر اب بھی تمہارا ساتھ دے رہی ہے مہاراج۔" فیصل زہر خند سے بولا۔ یہاں چاروں طرف رونق ہی رونق ہے' تمہیں پیٹ پالنے کے لئے بھکشا بھی ملتی رہے گی اور من بھی بہلتا رہے گا۔"

"مم.................. میں' تم سے موت کی پرارتھنا کروں گا۔" شنکر نے درد بھرے لہجے میں ہاتھ باندھ کر کہا۔ "مجھے ایسا جیون نہیں چاہیے"

"ٹوٹو .... کچھ سنا تم نے۔" فیصل نے ٹوٹو سے شنکر کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا "مہاراج کو جیون نہیں چاہئے................"

"چنتا نہ کرو شنکر جی تمہاری دوسری ٹانگ کا بھی بندوبست کرتا ہوں۔" ٹوٹو کا لہجہ سفاک تھا۔ "دونوں ٹانگیں ایک جیسی ہو جائیں گی تو تمہیں اپنے گندے شریر کو سڑکوں پر گھسیٹنے میں زیادہ آسانی ہو گی۔"

"نن................ نہیں................ نہیں' بھگوان کے لئے ایسا نہ کرو۔" شنکر تڑپ اٹھا۔ "میں بنتی کرتا ہوں۔"

لیکن ٹوٹو کی نگاہوں سے شعلے ابلنے شروع ہو گئے تھے' اس نے اشارہ کیا تو شنکر کسی حقیر تنکے کی طرح گھسیٹتا ہوا سڑک کے کنارے آ گیا اس کی سیدھی ٹانگ سڑک پر پھیلی ہوئی تھی اور عقب سے ایک لوڈنگ ٹرک فراٹے بھرتا چلا آ رہا تھا' شنکر نے اپنا پاؤں موڑنے کی کوشش کی مگر ٹوٹو کی پراسرار قوت نے اسے جکڑ رکھا تھا' ٹرک اگر اس کے پاؤں کے اوپر سے گزر جاتا تو وہ یقیناً چکنا چور ہو جاتا' شنکر ساری جان سے لرز اٹھا اس نے خوفزدہ ہو کر آنکھیں بند کر لیں لیکن پھر پہیوں کی چرچراہٹ کی آواز سن کر اس نے دوبار آنکھیں کھولیں تو اسے اپنی قوت بصارت پر شبہ ہونے لگا' لوڈنگ ٹرک جو پوری رفتار سے قریب آ رہا تھا اس کے پیر سے محض تین فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر رک گیا تھا' راہ گیروں کی اچھی خاصی تعداد وہاں جمع ہو گئی' ٹوٹو عجیب انداز میں نظریں اٹھائے خلاء میں گھور رہا تھا' اس کی پراسرار نگاہوں میں الجھن اور حیرت کے ملے جلے تاثرات موجود تھے' فیصل کی نگاہیں ٹوٹو پر مرکوز تھیں' اسے تعجب تھا کہ ٹوٹو کی مرضی اگر متوقع حادثے میں شامل تھی تو پھر ٹرک اچانک کیوں رک گیا اور اگر ایسا نہیں تھا تو پھر ٹوٹو نے شنکر کی دوسری ٹانگ کو محفوظ رکھنے کا فیصلہ کیونکر کیا تھا................؟

"ٹوٹو................" اس نے ٹوٹو کو مخاطب کیا "یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں....... ...."

"خاموشی سے نکل چلو پرنس۔" ٹوٹو نے بدستور خلاء میں گھورتے ہوئے سنجیدگی سے کہا "میں کچھ پراسرار طاقتوں کو سر پر منڈلاتا محسوس کر رہا ہوں' میری نظروں کے سامنے پھر وہی سفید دھند پھیل رہی ہے................"

"اگر ہم یہاں سے چلے گئے تو شنکر اسے ہماری بزدلی سے تعبیر کرے گا۔" فیصل نے فیصلہ کن لہجہ اختیار کیا۔ "میں ہر قیمت پر اسے دوسری ٹانگ سے بھی محروم دیکھنا چاہتا ہوں"

"میں................ میں کوشش کرتا ہوں لیکن................" ٹوٹو نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا اور سہمے ہوئے انداز میں اپنے وجود میں سمٹنے کی کوشش کرنے لگا' اس کی نگاہوں سے خوف جھانک رہا تھا پھر ایک مانوس آواز نے فیصل کے علاوہ ہجوم کی توجہ بھی اپنی سمت مبذول کر لی' وہ دیوانہ مجذوب تھا جو ہاتھ میں آڑی ترچھی لکڑی دبائے ٹوٹو کو پلکیں جھپکا جھپکا کر دیکھ رہا تھا' شنکر کی نظریں بھی مجذوب کے چہرے کی جھریوں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ مجذوب کے گلے میں پڑی ہوئی سفید تسبیح کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا' ٹوٹو اپنی جگہ منجمد ہو کر رہ گیا تھا۔

"بابا................" فیصل بڑی عاجزی سے بولا۔ "یہ وہی نابکار ہے جس نے میرے اوپر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا................"

"تو بھی بانگ دینے لگا................" مجذوب نے فیصل کو لال پیلی نظروں سے گھورا۔ "تو کون ہوتا ہے آسمان میں پیوند لگانے والا................ زبان کو تالو سے چپکا لے................ آسمان کی طرف دیکھ .... قلا بازی لگائے گا تو دم نابدان میں اٹک کر رہ جائے گی۔"

"یہ بدکار میری ماں کا قاتل ہے................" فیصل نے احتجاج کیا۔ "اس نے مجھے سسکا سسکا کر موت کے گھاٹ اتارنے کے خواب دیکھے تھے۔"

"ناک پکڑ کر ڈبکی لگا دے................ پوبارہ ہو جائیں گے۔" مجذوب نے اپنے چہرے کے زخموں کو کھرچتے ہوئے کہا پھر دیدے نچا کر بولا۔ "ٹھمکے لگانے چھوڑ دے................ ہو حق................ ہو حق................ ہو................"

وہ دونوں پاؤں پر اچھل اچھل کر نعرے بلند کرنے لگا۔

"بابا................ تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں"

"پلٹ گیا................ پلٹ گیا" مجذوب نے دیوانوں کی طرح قہقہہ لگاتے ہوئے کہا پھر یکلخت سہم کر بولا۔ "کبوتر کی ٹانگ پکڑ کر ہواؤں میں اڑنا شروع کر دے' لال لال انگارے گھی میں ڈبو کر کھایا کر................ لکڑی چاہئے تجھے................"

"ہاں................ ہاں بابا' یہ لکڑی مجھے دے دو' میں نے پہلے بھی درخواست۔"

"لکڑی کا کیا کرے گا................ کیچڑ میں گھسیٹے گا................ چھوڑ دے' میں کہتا ہوں بلبل کو آزاد کر دے' کب تک پر کاٹتا رہے گا۔" دیوانے نے لکڑی گھماتے ہوئے کہا۔

"ہو حق.................. ہو حق.................. ہو حق۔"

"بزرگ کے اشاروں کو سمجھنے کی کوشش کرو پرنس۔" ٹوٹو نے دبی زبان میں کہا۔

"تمہیں شکر کو اس کے حال پر چھوڑنا ہو گا اور ...."

"دفع ہو جا .... بھاگ جا۔" مجذوب نے ٹوٹو کو قہر آلود نظروں سے گھورا۔

"سورج کو چراغ دکھا رہا ہے مردود.................. کبڈی کبڈی کھیلنا چھوڑ دے.................. قبر میں چھلانگ لگا دے .... ہو حق.................. ہو حق.................. ہو حق"

لوگوں کی دلچسپی مجذوب میں بڑھتی جا رہی تھی' شکر اسے بڑی سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا لیکن ٹوٹو کی حالت غیر ہو رہی تھی' وہ فیصل کا ہاتھ تھام کر اس کو مجمع سے باہر لے گیا مجذوب کے نعرے دور تک ان کا تعاقب کرتے رہے پھر اسی رات فیصل نے سفید ریش بزرگ کو خواب میں دیکھا' ان کے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی' انہوں نے ٹوٹو کی سمت دیکھتے ہوئے کہا

"فیصل میں .... میں ٹوٹو کو واپس لے جا رہا ہوں۔"

"نہیں ...." فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے کہا "ٹوٹو نے میری زندگی کو سہارا دیا ہے' ٹوٹو کے بغیر میری زندگی ادھوری رہ جائے گی' اسے میرے وجود سے علیحدہ نہ کریں ورنہ ...."

"تم کفر کے کلمات ادا کر رہے ہو فیصل میاں .... سنبھلنے کی کوشش کرو۔" سفید ریش بزرگ نے کہا۔ "انسان کا سب سے بڑا سہارا خدا کی ذات ہے جس کے قرب کے بغیر انسان ہمیشہ نامکمل رہتا ہے .... اس کے حضور میں جھکنے کی عادت ڈال لو وہی سب سے بڑا کارساز ہے۔"

"آپ بجا ارشاد فرما رہے ہیں میرے محترم لیکن ...."

"تم شاید بھول رہے ہو کہ تمہارے پردادا نے کیا کہا تھا' زمین کی امانت کو زمین ہی کے حوالے کر دینا چاہیے۔" سفید ریش بزرگ نے ٹوٹو کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بڑے میاں کا آستانہ تمہاری راہ دیکھ رہا ہے .... میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

فیصل ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا' اس نے پلٹ کر دیکھا ٹوٹو کا بستر خالی تھا' قریب رکھا ہوا جگ پانی سے خالی تھا' شاید سفید ریش بزرگ یا پھر قدرت نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت ٹوٹو

کی روح کو اتنی طاقت عطا کر دی تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی پیاس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بجھا سکے ....

ٹوٹو کی جدائی کے غم میں فیصل بڑی دیر تک ٹہلتا رہا۔ پھر سفید ریش بزرگ کی نصیحت اس کے ذہن میں گونجی تو اس نے بڑے اعتماد کے ساتھ وضو کیا اور بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گیا ....!!

○

ٹوٹو کی جدائی کے بعد فیصل نے اپنی تمام کاروباری ذمہ داریاں جاوید کو سونپیں اور خود بڑے میاں کے آستانے سے وابستہ ہو کر رہ گیا' شروع شروع میں آستانے کی دنیا اور وہاں کا ماحول اسے عجیب سا لگا' وہاں ہر وقت عقیدت مندوں اور حاجت مندوں کا ہجوم جمع رہتا تھا مرد و زن جوق در جوق بڑے میاں کے مزار پر حاضر ہوتے' گھنٹوں عبادت میں مصروف رہتے' فاتحہ پڑھتے۔ پھر الٹے قدموں واپس لوٹ جاتے۔ فیصل شب و روز اس آستانے کے نشیب و فراز کو بہت قریب سے دیکھتا رہا۔ پھر ایک دن اس نے آستانے کے عقب میں واقع ایک مختصر سے کمرے کو اپنا مسکن بنا لیا اور اللہ کی ذات سے لو لگائی۔ سفید ریش بزرگ اور عاشی کی رہنمائی میں فیصل نے چھوٹے چھوٹے وظیفے شروع کر دیئے اور فیض حاصل کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ اس کی آنکھوں کے سامنے سے تاریکی کے بادل چھٹنے لگے اور روشنی کی کرن پھوٹنے لگی پھر سفید ریش بزرگ کی عنایتیں اور بڑھیں تو اس نے ان کی ہدایت پر چلے کھینچنے شروع کر دیئے' تین ماہ کے اندر اندر وہ بہت سارے عملیات کا ماہر بن گیا' وہ دن رات چلوں اور جلالی و جمالی وظیفوں میں مشغول رہتا' پھر یہ مشغولیت بڑھ کر بے خودی میں تبدیل ہوئی تو فیصل کو اپنی ذات کا ہوش بھی باقی نہ رہا .... آٹھ ماہ تک وہ اسی ایک کمرے میں دھونی رمائے بیٹھا رہا' رات و دن عملیات میں ڈوبا رہا' اس نے اپنی خواہشات اور جذبوں کو مار دیا تھا خدا کی وحدانیت اور رشد و ہدایت کی منزلوں میں گم ہو کر رہ گیا تھا' سفید ریش بزرگ قدم قدم پر اس کی رہنمائی کر رہے تھے عاشی بڑی لگن سے اس کے خورد و نوش کا خیال رکھتی تھی' فیصل کے بدلے ہوئے حلیے اور لمبی داڑھی کو دیکھ کر اکثر سفید ریش بزرگ کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہو جاتی پھر وہ آنکھیں بند کر کے مراقبے میں چلے جاتے اور خاصی دیر تک سینے سے تھوڑی لگائے کسی اور دنیا میں غرق رہتے۔ عاشی کی

نگاہوں میں رفتہ رفتہ فیصل کے لئے عقیدت اور احترام کے جذبے گہرے ہونے لگے۔ پھر جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آستانے کے اندر مدفون عظیم المرتبت بزرگ کے حسب و نسب سے تعلق رکھنے والا ایک شخص دنیا سے قطع تعلق کئے خدائے بزرگ و برتر سے لو لگائے بیٹھا ہے تو عقیدت مندوں نے فیصل کے کمرے کے باہر بھی حاضری دینی شروع کر دی۔

فیصل دنیا کے ہنگاموں سے بے نیاز دن رات اپنے چلوں اور وظیفوں میں ڈوبا رہتا' ایک رات وہ عاشی کے اصرار پر کھانا کھا رہا تھا تو عاشی نے دبی زبان میں کہا۔

بابا جانی کو بہت خوشی ہے کہ اب آپ کا مرتبہ بھی بلند ہو گیا ہے۔"

"نہیں عاشی ...." اس نے نظر اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں نذرانہ شکر پیش کرتے ہوئے بڑے انکسار سے کہا۔ "میں بہت گناہ گار ہوں' تمام زندگی سجدہ ریز رہوں' تب بھی کفارہ ادا نہیں کر سکتا' یہ تمہارے والد کی مہربانی ہے کہ وہ میرے متعلق اچھی رائے رکھتے ہیں۔"

"آپ کو شاید علم نہیں لیکن میں روز دیکھتی ہوں کہ اب حاجت مندوں کی ٹولیاں آپ کے دروازے کے باہر بھی جمع ہونے لگی ہیں۔"

"انہیں روک دو عاشی۔" فیصل نے کھانے سے ہاتھ کھینچتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ جو خود اپنے لئے توبہ کی خاطر ہاتھ اٹھاتے ہوئے شرمندہ ہو جاتا ہے بھلا دوسروں کے لئے کیا کر سکتا ہے ...."

عاشی اس کے قریب بیٹھی عقیدت مندانہ نگاہوں سے دیکھتی رہی' فیصل نے دو چار لقمے لے کر ہاتھ دھوئے پھر آنکھیں بند کر کے بڑے انہماک سے اپنی عبادت و ریاضت میں غرق ہو گیا' اسی رات وہ ایک پل کے لئے کمر سیدھی کرنے کی غرض سے لیٹا تو سفید بادلوں کا ایک ٹکڑا نمودار ہو کر اس کی نگاہوں کے سامنے ٹھہر گیا پھر نرم بادلوں کی اوٹ سے اس کے پردادا نکل کر سامنے آ گئے' ان کے نورانی چہرے پر خوشی کے تاثرات تھے اور انگلیاں تسبیح کے دانوں پر پھسل رہی تھیں' ایک ثانئے تک وہ فیصل کو بڑی شفقت بھری نظروں سے گھورتے رہے پھر ان کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"میرے بچے .... میں بہت خوش ہوں کہ تم نے اندھیروں کا سفر ترک کر کے اجالوں کو گلے لگا لیا ہے۔"

"یہ سب آپ کی نظر کرم کا صدقہ ہے میرے محترم .... مجھے آج بھی آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔" فیصل نے بڑی عقیدت سے کہا۔ "عاشی کے والد نے قدم قدم پر میری خضر منزلت کی ہے۔"

"میں سب جانتا ہوں میرے بچے .... مجھے ایک ایک بات کا بخوبی علم ہے۔" بزرگ نے بڑے پیار سے کہا۔ "آج میں تم کو یہی بتانے آیا ہوں کہ تم نے اپنی منزل پا لی ہے' نفس کشی کا عمل بڑا کٹھن اور دشوار گزار ہوتا ہے' وہ جو اس راہ سے سرخرو گزر جاتے ہیں خدا کے محبوب بندے کہلاتے ہیں لیکن صرف اپنی ذات میں گم ہو کر رہ جانا عبادت نہیں .... انسانیت کی خدمت اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کا عمل بھی خدا کے نزدیک بڑا محبوب ہے .... میں تم کو یہی سمجھانے آیا ہوں۔"

"میرے محترم .... آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن میں ابھی اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا۔"

"تم کیا ہو .... کس قابل ہو .... یہ میں تم سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں' میری خواہش ہے کہ تم اپنی عبادت اور ریاضت کے ساتھ ساتھ ارادت مندوں کے لئے بھی کچھ وقت مخصوص کر دو ...."

"میں ڈرتا ہوں میرے محترم۔" فیصل نے بڑی عاجزی اور انکساری سے جواب دیا "آپ مجھے اسی خلوت میں پڑا رہنے کی اجازت عطا فرما دیں۔"

"فیصل میاں .... میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم اب بھی کسی بات سے خوفزدہ ہو ...."

"میں ہنگاموں سے دوری کا خواہش مند ہوں ...." فیصل نے رقت آمیز انداز اختیار کیا۔ "اگر اجالوں میں میرے قدم کہیں پھر ڈگمگا گئے تو ...."

"ڈرو مت میرے بچے .... تمہارے سر پر خدا کی رحمتوں کا سایہ ہے۔" بزرگ نے کہا پھر مسکراتے ہوئے بولے۔ "تم نے ایک بار مجھ سے مجذوب کی تسبیح کی فرمائش کی تھی' آج میں تمہیں اپنی تسبیح بخش رہا ہوں .... اسے اپنے گلے میں ڈال لو فیصل میاں' یہ تمہیں برائیوں سے محفوظ رکھے گی۔"

فیصل نے نہایت عقیدت سے تسبیح لے کر اسے چوما پھر بسم اللہ پڑھ کر گلے میں ڈال لیا' مسرتوں کے جذبے اس کی پلکوں پر آنسوؤں کی شکل اختیار کر کے دمک اٹھے' بزرگ نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر شفقت اور محبت سے ہاتھ رکھ دیا۔

"میرے بچے" انہوں نے فیصل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "عاشی کے والد نے میری ہدایت پر ٹوٹو کی قبر بھی اسی آستانے کے ایک حصے میں بنا دی ہے' اس کی حفاظت

کی ذمہ داری میں تمہیں سونپتا ہوں' کبھی کبھی اس کی قبر پر پانی ڈالتے رہنا اور میری ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا' تم جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے ہو اس کی جانب پلٹ کر کبھی نہ دیکھنا' میری دعا ہے کہ خدا تمہیں تمہارے مقصد میں سرخرو کرے .... فی امان اللہ"

بزرگ نظروں سے اوجھل ہوئے تو فیصل ہڑبڑا کر جاگ اٹھا' اس نے جو کچھ دیکھا تھا وہ خواب نہیں حقیقت تھی' اس کے پردادا زاہد ناصر میاں نے لے جو تسبیح بخشی تھی وہ اس کے گلے میں موجود تھی۔ دوسری صبح فیصل نے سفید ریش بزرگ کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی' عاشی بھی بہت مسرور تھی کہ فیصل نے ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے سلسلے میں اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا تھا۔ پھر فیصل کے گرد بھی ارادت مندوں کا ایک ہجوم جمع رہنے لگا' خدا نے اس کی زبان میں ایسی تاثیر پیدا کر دی تھی کہ لوگوں کے حق میں اس کی دعا قبول ہونے لگی۔

عاشی کسی سائے کی طرح ہروقت فیصل کے ساتھ ساتھ رہتی اور اس کی تمام ضروتوں کا خیال رکھتی تھی' ایک دن فیصل صبح صادق کے وقت ٹوٹو کی قبر پر پانی ڈالنے کے ارادے سے اپنے حجرے سے باہر آیا تو عاشی بھی اس کے ہمراہ تھی' ٹوٹو کی قبر آستانے کے صدر دروازے کے بائیں جانب چہار دیواری کی جالیوں کے قریب مولسری کے درخت کے نیچے بنی تھی' فیصل قبر کے نزدیک پہنچا تو اس کی نظر کمبل میں لپٹے ہوئے ایک فقیر پر پڑی جو جالیوں کی دوسری طرف بیٹھا تھا' فقیر کا صرف چہرہ نظر آ رہا تھا جس پر کوڑھ کے سفید دھبے جابجا موجود تھے' فقیر اور جالیوں کے درمیان ایک سیاہ رنگ کی بلی موجود تھی جس کے حلق سے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد غرانے کی بڑی خوفناک آواز بلند ہو رہی تھی' فیصل ٹوٹو کی قبر پر پانی چھڑکنے کے بعد پلٹا تو عاشی نے دبی زبان میں کہا۔

"کیا آپ نے اس کوڑھی فقیر کو نہیں پہچانا.......... یہ آپ کا بدترین دشمن شنکر ہے جو قدرت کے عتاب کا شکار بنا بیٹھا ہے۔"

فیصل نے چونک کر شنکر کی سمت دیکھا' اسی لمحے شنکر کے جسم کو ایک ذرا حرکت ہوئی تو سیاہ رنگ کی بلی زمین پر پنجہ مار کر غرانے لگی' فیصل نے اپنی نظروں کو بلی پر مرکوز کر دیا' چند ثانئے تک وہ بلی کو گھورتا رہا پھر دبی زبان میں بولا۔

"میں نے تمہیں آسمانوں کی جانب واپس لوٹ جانے کو کہا تھا لیکن تم نے ایک نیا روپ اختیار کر لیا۔"

فیصل نے وہ جملہ بڑی مدھم آواز میں کہا تھا لیکن اس کے باوجود کالی بلی نے غرانا

چھوڑ کر زمین پر لوٹنا شروع کر دیا اس نے کچھ دیر عجیب انداز میں لوٹنے پوٹنے کا عمل جاری رکھا پھر دوبارہ پچھلے پیروں پر بیٹھ کر شنکر کو قہر آلود نظروں سے گھورنے لگی۔

"عاشی ...." فیصل نے بلی پر نظر جمائے عاشی کو مخاطب کیا۔ "تم نے اس بلی پر غور نہیں کیا................. یہ ترشولی ہے جس کی روح نے بلی کے جسم پر قبضہ جما رکھا ہے ...."

"لیکن یہ بار بار شنکر پر کیوں غراتی ہے۔" عاشی نے تعجب سے پوچھا۔

"دولت اور طاقت کا لالچ جب انسان کو اندھا کر دیتا ہے تو خدا ایسے لوگوں پر توبہ کے دروازے بند کر دیتا ہے .... شنکر اذیت ناک جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے باوجود ایک بار پھر اس خون آلود روئی کے حصول کے خواب دیکھ رہا ہے جس کے اندر ٹوٹو کی پیاسی روح موجود ہے اور ترشولی' شنکر اور ٹوٹو کے درمیان دیوار بن کر حائل ہے لیکن شاید وہ یہ نہیں جانتی کہ شنکر بڑے میاں کے آستانے کی چوکھٹ کبھی عبور نہیں کر سکے گا .... کفر کی ناپاک اور طاغوتی قوتیں ایمان کی طاقت سے جب بھی ٹکرائیں گی پاش پاش ہو جائیں گی۔" فیصل اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد لاپروائی سے اپنے حجرے کی طرف لوٹ گیا.....................

عاشی بدستور اپنی جگہ کھڑی سیاہ بلی کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی ....!!

(ختم شد)



Uploaded By:

-A Z A M-